تحفة الواعظين

موسوم به

تحفة الواعظين

۱۳۱۲ھ

بسرمایہ

ریاض الناصحین

یہ کتاب وعظ و پند و نصائح میں لاجواب ہے [illegible]
[illegible] کوئی کتاب واعظوں کے لئے نہیں ہے۔ تمام احادیث
وغیرہ کے حوالے دیئے گئے ہیں اگر اس کو واعظین کی جان کہا جائے
تو بجا ہے۔ اس کتاب کے حکایات عمدہ اور [illegible]
سے بیان کیے گئے ہیں۔ [illegible]
بیان ہوئے ہیں۔ گویا اس میں [illegible] کی تعریف [illegible]
[illegible] ہے۔ کتاب کیا ہے [illegible]
[illegible] کی [illegible] ہے۔ اور مطالب پاکیزہ
و کاغذ نفیس چھپائی عمدہ

قیمت [illegible]

[illegible] شمس الدین تاجران کتب [illegible]

اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ لا خوفٌ علیہم ولا ہم یحزنون

کتاب ہذا

من تصنیف مولٰنا مولوی محمد فخر الدین صاحب گجراتی

فخر الواعظین

سنہ ۱۳۳۰ھ

مشہور بہ

روضۃ الواعظین

عیسوی ۱۹۱۲

بفرمائش شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین تاجران کتب

کشمیری بازار لاہور

در مطبع اسلامیہ سٹیم پریس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ علیٰ ما جعلنا من امۃ نبی اٰخر الزمان ونشکرہٗ علیٰ ما نجانا من الکفر والطغیان ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ وحبیبہ وصفیہ سید الانس والجان۔

رسولٌ سید الکونین جمعا ۔ نبیٌّ افتخار الانبیاءِ
بشیر المؤمنین بحسن مثوی ۔ نذیر الکافرین بازدراءِ
لواء الحق فی صف القتالِ ۔ حسام اللہ فی یوم الوغاءِ
شفیع المذنبین باذن ربہ ۔ رءوف المسلمین بلا مراءِ
نبیٌّ قبل خلق الناس طرا ۔ وآدم کان فی طین وماءِ
رسولٌ افضل الرسل الکرامِ ۔ واولٰہم برتبۃ الاصطفاءِ
تنورت البلاد ماسواہا ۔ بنور محمد ذی الاجتباءِ

وعلیٰ اٰلہ واصحابہ المبشرین بخلود الخلد وارضاء الرحمٰن وعلیٰ اتباعہ واتباع اتباعہ الذین من اقتدی بہم اھتدی الی ریاض الجنان صلوٰۃً وسلاماً لا تعد ولا تنقطع الیٰ مر الشہور وانقطاع الزمان بعد حمد وصلوٰۃ کے جب یہ فقیر حقیر سراپا تقصیر نالائق نالائقی را لائق معصیت شعار غفلت کردار ژولیدہ حال پریشان بال الفقیر الی اللہ المتین محمد فخر الدین المسکین ولد مولوی محمد فتح الجمال بن شیخ عزیز اللہ بن حافظ عبد اللہ بن حافظ محمد الطاہر الراج ہبسی نسباً الحنفی مذہباً القادری نسبتہً الگجراتی وطناً اعطاہ اللہ مناہ فی دینہ ودنیاہ بحکم من جدّ وجدَ علوم رسمیہ کی تحصیل کرچکا اور فن صرف ونحو اور قوانین معانی و بیان سے فراغت پاچکا اور حکمیات کی کلیات وجزئیات سے فی الجملہ وقوف حاصل کرچکا اور منطق اور کلام کے قوانین سالم تر اور براہین کے میرے ذہن میں مستحکم ہوگئے اور میرا ملکہ اور استعداد اس

اُٹھائے مخالفان مذہب نے میری تقریر علمیہ کا رشک کھا کر میرے پر کئی طرح کے الزام لگائے مگر بحکم ع
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است + مجھ کو حافظ حقیقی نے اُنکے اتہام سے مصئون اور محفوظ رکھا
جب میں آب و دانہ کی کشش سے تبدیل ہوتا ہوا شہر بٹالہ میں پہنچا تو میرا دل بباعث بعد وطنی کے ہمیشہ
گھبراتا رہتا تھا چنانچہ ایکروز میں نہایت مغموم اور محزون بیٹھا ہوا تھا تو اپنی تنہائی اور بیکسی اور وطن کی
جدائی کے فکر میں متحیر اور سرنگون اور اپنے سرمایہ علمی کی بیقدری کیطرف خیال کر کر میرا حال دگرگون ہوتا
جاتا تھا۔ اسی اثنا میں ہاتف غیبی نے عالم لاریبی سے میری ناتوان جان کے کان میں یہ آواز سنائی کہ اے
بندہ محمد فخر الدین یہ عالم دُنیا اقامت کے خیمہ لگانیکی جگہ نہیں اور یہ متاع قیامت کے ذخیرہ کے لائق
نہیں اور درجات عاجل اور نجات آجل علوم کسبیہ سے متعلق نہیں مینے اپنے دلمیں سوچا اور اپنی مضطر
خاطر کو سمجھایا۔ اشعار

آنکه یارش کند بنحو تعریف | نکند صرف عمر در تصریف | وانکه اندر شهود گردد محو
کی کند التفات جانب نحو | کار نکشاید از فروع و اصول | در قوانین اکتساب و اصول | کوشش از میکنی بکسب علوم
آن طلب کت برد بسوی معلوم

اس لئے کہ یہ قالب انسانی جو صنع یزدانی کا نتیجہ ہے اور یہ ترکیب مرکب کردہ
الٰہی جو اوامر و نواہی کا مرکب ہے اسواسطے نہیں بنایا گیا کہ لغت کرخی اور بلخی کا حافظ ہو جائے یا کہ تختہ
عبارت طرازی اور مجازی کا نقش بنجائے شیخ نظامی علیہ الرحمۃ اشعار

کردهٔ خود بین بند لیش زان | روز قیامت که بود داوری | شرم نداری که چه عذر آوری | عاقبت هست بپالش زان
چون ز حایض بچه لعبت گر | هر چه درین پرده نه بیخی ست | بازیٔ این لعبت نه بیخی ست | لعبت زین بیخ شد این گوی زر
مار زهان وغن خود زین چراغ | چند چو پروانه پر انداختن | پیش چراغ سپر انداختن | باد در او دم چو بیج اند ملغ
تا بر عیست برد زین سرائے | هر که چو عیسی گُلِ جان از گرفت | از سر انصاف جهان از گرفت | پاره کن این پردهٔ عیسی گرائے

اگر اکتساب علوم اور ارتسام
رسُوم کا چاہتا ہے تو حضرات علمائے ربانی اور عارفان صمدانی کے سوا کوئی طبقہ موضوع تر نہیں
اس لئے کہ شریعت کے آداب اور طریقت کے انساب انہیں کی ذات پاک میں مسلم ہیں۔ اور
حقیقت کے اسباب انہیں کے وجود مبارک میں فراہم ہیں۔ شاید ان شیروں کی متابعت سے
تیرے مطلب کا شکار تیری آرزو کے دام میں پڑ جائے اور ان دلبروں کی حمایت کی بدولت تیرا

علمائے ربانی کی جستجو کی مگر علمائے پرہیزگار کی کوئی صورت میری نظر قاصر میں نہ آئی۔ جس کو دیکھا۔ طالب دنیا پایا لاچار ہوکر بحکم اَلْاِسْلَامُ فِی الدَّفَاتِرِ وَالْمُسْلِمُوْنَ فِی الْمَقَابِرِ جیساکہ شیخ گنجہ نظامیؒ نے فرمایا ہے

اشعار

زان سر عالم خبری دادہ اند
کن مکن ریو بنا بد شنید

کو خبر از دین و دیانت کجاست
چارۂ دین ساز کہ دنیا ہست

تا بکجا ئیم و امانت کجا است
تا مگر آن نیز بیاری بدست

دل کہ ز دیش افری دادہ اند
دین چو بدنیا نتوانی خرید

اہل تفسیر اور اہل تذکیر کے خطبوں اور کتابوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور مقامات حضرات اولیا اور علامات اصفیاء کے دامن میں ہاتھ لٹکایا۔ اور صدق اور ارادت کے قدموں سے مزارات ارباب مقامات کی زیارت سے مشرف ہؤا اقدام کیا اور ان کے پاک روحوں کی مدد اور برکت سے وراست کے مشارع فراست کے ممالک پر فائز ہؤا ؎ دل زدانائی شستم روشنائی یافتم ✱ از ہمہ بیگانہ گشتم آشنائی یافتم ✱ پھر میں نے اپنے دل کو سمجھایا کہ ابھی قوائے طبعی کا خالص پانی تیری عروق اور اعصاب کی نہروں میں جاری ہے۔ اور تیرا رخسارہ پیری کے خوف سے قیری پردہ میں متواری ہے۔ اور تیرا عارض انقلاب کے عوارض سے مشکناب کے حجاب میں سر بنقاب ہے۔ اور تیری قامت کا شجرہ اور تیری نہاد کا پودا استقامت کے مرتبہ کو پہونچا ہؤا ہے

اشعار

ہمی نمود تر و تازہ مرغزار نشاط
هوائے عمر چو باغ ارم معطر تر
چو بامداد لب جوی و شب کنارۂ کشت
شگفتہ گشتہ ز باغ حیات ہمچو بہشت

اگر اس وقت سب رسوم عملی ہر علوم روحی کیطرف توجہ کرے اور واسطے سفر آخرت کے سامان تیار کرے تو تیری دونوں جہان میں سرخروئی ہے ؎ گر آن جہان طلبی کار این جہان دریاب ✱ بہرزہ میگذرد عمر رایگان دریاب ✱ جوان چو پیر شود کار کردہ مے باید ✱ زپیر کار نیاید تواے جوان دریاب ✱ فی الحال ایزد متعال جل و علا کی توفیق سے قیل وقال کے کوچہ سے باہر نکل گیا۔ اور یار اغیار کی صحبت سے برکنار ہؤا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح عزلت کے بیت الاحزان میں معتکف ہؤا۔ اور حضرت یوسفؑ کی مانند اخوان روزگار سے متاسف رہا عطارد کی طرح اپنے گھر کو بیت الشرف اپنا بنایا اور عتقاد ار سکون اور وقار کے قاف کو روزگار کے مصائب سے اپنا حصار بنایا اور وفا کی مانند اپنی

... [illegible] سے ہاتھ سے اپنا دامن چھڑا
... کا حال قلم کے حوالہ کر دیا تھا۔ مگر
... طعن و لعن سے ہمیشہ بید کی طرح

بے ہنرے دست در آن در زند ... [illegible] ... را بجان آورند۔
گر نفسے مرہم و راحت دہد۔

وا این گہر امر و درین خاک نیست
کار ہنر مند بجان آورند۔
بر دل این قوم جراحت بود *

کچھ مدت عالم بے تعلقی میں گذارہ کرتا رہا اور ظاہری سلوک سے مراحل معنوی کو طے کرتا رہا۔ جو لوگ کہ اُنکے وجود کا درخت صداقت کے میوہ سے باور تھا اِس کے مکان میں آکر التماس کرنے لگے کہ اے فخرالدین مدت مدید گذری جب سے تم نے تحصیل علوم کے عرفات کو لبیک کہا ہے اور علم تفسیر اور حدیث کے فضائل اور مناسک کا احرام باندھا ہے اور نفائس کلام اور عرائس اقلام کا ایسا انتظام کیا ہے کہ خوردہ بینوں کی عقل اس کے درک معانی سے قاصر اور دور اندیشوں کے فہم اُن کے حصر سے فاتر ہیں اگر اپنے اباواجداد کی تقلید کر کے احیائے سُنت نبوی علیہ السلام کے باب میں گاہے ماہے ارشاد کیا کرو اور اپنے بزرگوں کی مسند پر بیٹھکر عوام کالانعام کو اپنے کلمات طیبات سے مستفید کیا کرو اور شراب محبت کے مخموروں کے واسطے ایک بزم آراستہ کر کے عصیان کے بستر پر سوتوں کو اپنی نصیحت کے دم سے خواب غفلت سے جگادو اور بیمارستان خذلان کے مدہوشوں کو اپنے عیسٰے مثال نفس سے تجربہ دکھادو۔ ساقی لطف کو حکم کرو دو تو نیا نکی مجلس میں راز کا جام شوق کے سرمستوں کے ہاتھ پر رکھدے اور اپنی گفتار کے عطار کو کہدو تاکہ دردمندوں کے دل کے درد کو نصیحت کی مفرح سے تسکین دیوے اور قبول کے انامل کیساتھ بوالفضول دل کی نبض کو قبض کرے اور نفس معلول کی ذلت کی علت کو بالتخصیص تشخیص کرے جس شخص کی ہوائے طبعی اور قوائے سلیقی بباعث ذلت کے اُسکی جبلت میں متعفن ہوگئی ہو اسکو توبہ کا شربت خالص دیوے اور جس کو استسقا طلبی زیادہ طلبی کا اُس کے وجود میں پیدا ہوگیا ہو۔ اُس کو استغفار کا جلاب دیوے تاکہ اہانت کا شربت پینے سے اُس کے باطن کے مسام کھلجاویں اور آنکھوں کے راستہ سے اُسکو پسینہ آجاوے اور یرقان محبت دنیاوی نے جسکا رنگ زرد کر رکھا ہے اُس کو شراب گلگون شوق الٰہی کا پلادیوے اور جس شخص کی عروق اور شرائین پر اخلاط مفسدہ اور مواد باطلہ نے طغیان کر کے اُسکی طبیعت پر اخلاط دمویہ کو جو موجب فساد اور مستلزم ہلاکت کا ہوا ہو عاقبت اندیشی کی نشتر اُسکی جان کی رگ پر مارو اور جسکا وجود نفسانی شہوت کی

...غصہ اور حسد کی تپش نے اُسکے فکر کے ... معالجہ فرماؤ۔ **اشعار**

...ستہ | ہر یک زہر ارنج رستہ | وگر...
...جرتے | بیکار چرا چنین مسیحی | می...
بردا کہ تیغ زنگ عوارض | وارد چو زبان دل کو کیلے
زان بحر چرا کنی بخیلی + | ییں ... میرے

پیارے دوستو یہ مشکل کام بہت خطرات سے مقرون ہے مَیں مسکین جو خود قلتِ بضاعت کی علّت سے معلول ہوں میری نصیحت کا دارو موجب وقیحت اور مستلزم فضیحت کا ہی اس لئے کہ میرے پاس کوئی ایسا قانون نہیں جس سے ہوا کے بیماروں کو پہچان سکوں اور کوئی ایسا سامان موجود نہیں جس سے امراض کلیات اور جزئیات کی تشخیص کروں اور منقولات کی معاجین اور معقولات کی مفرّح گوارش میرے باطن کے دوکان میں موجود نہیں۔ **اشعار**

زین پائے کہ آبلہ ہست مجروح | برگرد حرم طواف نتوان
ہنسے ست نہان لسان عنقا | دعویٰ چو کوہ قاف نتوان
در دست چو زور پنجہ ام نیست | با شیر عرین مصاف نتوان
دشمن بکمین روز این جا | بنمائی ہنر کہ لاف نتوان

جب مَیں نے اس کام دشوار سے انکار کیا تو میرے دینی بھائیوں نے دلایل یقینی کیساتھ تشبث کر کے مجکو معقول کیا چنانچہ میرے ایک دوست نے وہ آیت فیض ہدایت جو آنحضرت صلعم کی وصیّت پر مبنی تھی پیش کی قَالَ اللہُ تعالیٰ اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور کئی ایک حدیثیں اسی مضمونکی پیش کر کے اس امر خطیر پر اس حقیر کو مجبور کیا اور بعد الاستجازہ مجھ بیچارہ نے اپنے خاطر مضطر کو کہا **اشعار**

عمر بخوشنودی دلہا گذار | تا ز تو خوشنود شود کردگار
گرم شو از مہر و زکین سرد باش | چون مہ و خورشید جہانگرد باش
سایۂ خورشید سواران طلب | رنج خود و راحت یاران طلب

اور یاروں کا مامول بدرجۂ اجابت اور قبول پہنچایا اور شہر گجرات صانہا اللہ عن الآفات کی جامع مسجد میں اور اپنے محلہ کی مسجد جو میرے آبا و اجداد کی مسند ہے بعد ادائی صلوٰۃ کے حاضرین مسجد کو امر و نواہی سے آگاہ کرتا رہا جب شہر بٹالہ میں پہونچا تو اپنی معہودہ عادت کے بموجب جامع مسجد میں جا کر بعد ادائی نماز جمعہ جماعت کثیرہ میں کبھی منبر پر بیٹھ کر اور گاہے کھڑا ہو کر بندگان خدا کو خدا اور رسولؐ کے حکموں سے آگاہ کرتا رہا۔ جب شہر بٹالہ کے رؤسا نے میری دلپذیر تقریر کو سنا نہایت محظوظ الحال ہو کر تحسین و آفرین کا آوازہ مجلس کی ہر ایک طرف سے بلند ہوا اور میرے وہ احباب جو فنون علوم سے ماہر تھے جیسے حضرات سجادہ نشین مسند قادریہ خلد اللہ کمالہم و جلالہم میرے واعظانہ کلام کو رغبت تمام سے سنتے تھے۔

نات اور تحسینات سے انعام فرما۔

عسور مضامین کے ایجاز اور اختصار کے

ن بسیار داری اند کے کن	یکے را صد مکن صد را یکے کن
سزائے گوشمالی نیش گردد۔	سخن گوہر شدہ گو۔
گہر آسفتن استادان بدانند	کہ قیمت مندئی گوہر شناسند

اتفاقاً ایک جمعہ کو جامع مسجد بٹالہ میں وعظ اور تذکیر کی مجلس گرم ہوئی۔ اور اکثر طالبان حق جوحق پسند اطراف اور اکناف سے آکر کلام ربّانی اور حدیث نبوی علیہ السّلام کے لطائف نکات سے لطف اُٹھاتے تھے اس دن جامع مسجد بٹالہ میں اسقدر اہل اسلام کا ہجوم ہوا کہ پانسو آدمی سے کم نہ ہونگے اور بگوش ہوش سروش غیبی کے متوجّہ ہوتے تھے۔ ان کی ہمّت عالیہ کی برکت سے میرے کلام کی لطافت اسدرجہ کو پہونچگئی تھی کہ نہایت صفائی سے ہوا کیساتھ مساوات کا دم بھرتی تھی۔ اور میرے کلام کی شیرینی اس حدتک پہنچ گئی تھی کہ حیرت اور غیرت کی خاک حاسدوں کی آنکھ میں ڈالتی تھی۔ اس مفلس کی مجلس آرائی کو دیکھ کر کسی حاسد ملنٹے جاہل کا دل جلگیا مجلس سے اُٹھتے ہی سرکار انگریزی میں جا کر مخبری کردی چنانچہ فقیر غریب الوطن کو حاکم شہر نے بلاکر اس کار خیر سے بند کردیا۔ جہلا سے عزت بچانے کیوجہ سے اُس روز سے یہ حقیر اپنے خلوتخانہ میں متواری رہتا ہے اور اپنے حافظ حقیقی سے یہی التجا کرتا ہے کہ مسبّب حقیقی کوئی سبب بنائے کہ یہ غریب کربت غربت سے چھوٹ جائے۔ اٰمین یا ربّ العٰلمین۔ جن دوستوں کے مذاق تفسیر آیت قرآنی اور تقریر حکمیات فرقانی کی حلاوت سے مجلّی تھے اور اپنی شریف عمر کو سخنان لطیف کے کھا کر نہیں گذارا تھا جب اس مسکین کی وعظ گوئی کا طور اور طریق نرالا پایا جو کبھی کسی سے نہیں سُنا تھا ثانیاً اس حقیر بے بضاعت سے استدعا کی اور اُن لطائف غریبہ کے تذکار اور ان وظائف عجیبہ کے اہم از پر مسکین کو معرز کرکے فرمایا کہ اگر ان اشارات اور عبارات سے جو تحریر کی سلک میں آتے ہیں تھوڑا سا تحریر کی قید میں آجائیں تو شاید صفحۂ روزگار پر یہ لطائف عالی مقدار بطور یادگار رہ جائیں اور حاضر اور غائب اس کتاب کا مطالعہ کرکے دین اور دُنیا کا فائدہ اُٹھائیں۔ اس لئے مسکین فخر الدین نے دوستان دینی کی فرمانبرداری کو غنیمت سمجھا اور اپنے درجات کی ترقی کا موجب جانکر ایک حدیث شریف کی جسمیں ارکان خمسہ اسلام کے مندرج ہیں کتب تفاسیر اور شرح احادیث خصوصاً روضۃ الواعظین سے استنباط کرکے بزبان اردو قریب الفہم کہ تھوڑی استعداد والے بھائی بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں شرح اور تفسیر لکھنی شروع

[illegible] کہتے [illegible] پہلے دفتر میں صرف ارکان خمسہ کا وعظ ہے
[illegible] کا بیان ہے۔ یہ کتاب گویا دو کوتوال ہیں جو آب
[illegible] سطے اجرائے احکام شریعت کی کمربستہ کھڑے ہوئے ہیں

[illegible] سب
دو ملک اند معمور از عزّ و ناز
دو کنج از برائے توانباشتم
کسے کز عقب ماندش یادگار

[illegible] بزم عیش و طرب
چو خورشید و مہ دادہ از دُور نُور
کہ خود رفتم و ہر دو بگذاشتم

دو فلک اندر بے رود ریائے ماز
بدیدن قریب وز ادراک دُور
نہ رفتہ است زین کاخ ناپائدار

اور اس کا ایک دفتر جواہر زواہر سے پُر ہے۔ اور دُوسرا دفتر لآلی اور موتیوں سے بھرا ہوا ہے

اشعار

برآراستم چون صنم خانۂ
سخنہا کہ چون آب آگندہ بود
برو بستم از نظم پیرائیہ

بنا بر اساسے نہادم نخست۔
بہر سختی در پراگندہ بود
گزیدم ز ہر نامۂ لغز او

پراگندہ از ہر دُرے دانۂ
کہ دیوار آن خانہ باشد درُست
ز ہر نسخہ برداشتم مایۂ
ز ہر پوست برداشتم مغز او

البتہ جب عوام اور خواص اس عرائس ابکار اور نفائس اذکار کے مشاہدہ میں مسرور ہونگے اور اس کتاب مستطاب کے محجب مخدرات کی جلوہ گری اور اس کے مطہرات بے ریب کے عشوہ دیکھیں گے تو بالضرور کہیں گے کہ یہ کتاب ایک گلستان رنگین پھولوں سے آراستہ یا ایک بوستان شیرین میووں سے پیراستہ ہے **شعر**

بدانی چو نیکو درو بنگری | کہ جان کندہ ام تا تو جان پروری

یہ دونوں نسخے چند خصائصوں سے مخصوص ہیں۔ پہلا دفتر پانچ مجلسوں کو شامل ہے اور ہرایک مجلس کے شروع میں احادیث صحیحہ میں سے ایک حدیث لکھی گئی ہے اور مطلب حدیث سے پہلے سرور کائنات علیہ التحیات والتسلیمات کی نعت جو مقام کے مناسب ہو زیب ارقام ہوئی زاں بعد حدیث صدر کی شرح عبارت واشارت میں مصروف ہوا۔ زاں بعد بمقتضائے اَلْکَلَامُ یَجُرُّ الْکَلَامَ کے جو کچھ مناسب مقام کے گنجایش رکھتا تھا اس کتاب میں درج ہوا۔ اور احادیث اور اخبار اور حکایات اور آثار اور عبارات لطیفہ اور اشارات شریفہ اور مناظرات تناسبہ اور معارف متصوفہ اور تحقیقات متحققہ جو کچھ روح القدس کی برکت سے میرے دل میں مستحضر ہوتے تھے ہرایک مجلس میں صدر والی حدیث پر پڑھتے تھے **اشعار**

محبّان ہرچہ گویند از محبّت
ہمین بس کان بدل منسوب باشد

سخنہائے کہ باشد برگزیدہ
بسمع عاشقان محبوب باشد
ز نطق و سمع و ما و خود برون آ۔

بہ نزد اہل دل مرغوب باشد
تناسب نزد اہل دل سخن را۔
کہ نطق و سمع ما مغلوب باشد

سخن زان خوب مے آمد کہ گفتند	ہر آنچہ از خوب آید خوب باشد	اس نسخہ سامیہ اور رسالہ نامیہ

کی تالیف کے اثنا میں اپنے وطن مالوفہ یعنی گجرات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مسجد جامع میں بعد ادائے نماز جمعہ کے حسب الارشاد واجب الانقیاد مولانا و مخدومنا مولوی محمد عظیم عظمہ اللہ تعالےٰ فے الدارین جو اس مسکین سے نسبت اُستادی کی رکھتے ہیں حسب الاستجازہ منبر پہ بیٹھکر اسی کتاب سے ایک مجلس کے مضامین حضار مجلس کو سُنائے بعد فراغت اس مسکین نے حاضرین مجلس کے اعلام سے اس کتاب کے نام کی بابت التماس کی سب حضرات نے ازراہ انصاف تحسین و آفرین کے کلمات مجھ مسکین کی نسبت زبان حق ترجمان سے ارشاد فرماکر فرمایا کہ اے مسکین فخر الدین! تیری تالیف نہایت پسندیدہ ہے۔ تونے اس مجلس کی ترتیب کا داعیہ مصمم کیا ہے اس کار خیر میں ثابت قدم رہو۔ اور سعی مشکور میں اپنے خدائے برحق کے کرم اور جود کا منتظر ہو اور جب یہ کتاب کامل ہو جائے اسکا نام فخر الواعظین رکھو۔ بموجب ارشاد حضرات علمائے میں اس مقالہ کی تالیف اور اس رسالہ کی ترتیب میں مشغول ہوا۔ اور اس کتاب کو فخر الواعظین کے نام سے موسوم کر کے اپنے احباب دینی کے لئے یادگار چھوڑا + واللہ الموفق وعلیہ التکلان وبہ نستعین

المجلس الاولیٰ

فی بیانِ کلمۃِ الشہادۃِ الّتی ھی من ارکانِ الایمانِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَلَّمَ + اشعار

تیرے رسیدہ تازہ زخطاب لایزالی	کہ کشید گوش جانم بجناب ذوالجلالی
سخنے ست از زبانش زبرائے عاشقانش	بکشم بگوش جانش چو آلی معالی
بکشائی گوش حکمت بشنو ندائے عزت	کہ زوند پنج نوبت بقضائے قصر عالی
بنگر بچشم عبرت بمطالعہ حقیقت	کہ نمود شور وحدت بنعوت لایزالی

سے تعبیر کیا ہے نزدیک آن پہونچا ہے۔ اور حضرت ملک الموت جو واسطے تطہیر انجاس معاصی انسان کے مامور ہے وہ چاہتا ہے کہ بندہ کو ساتھ شدت نزع اور سختی جان کندن کی آگ سے گناہوں کی کدورت سے پاک اور صاف کرکے بارگاہ الہیٰ میں پیش کرے تو اُسوقت منہیان عالم غیب باواز بلند پکارتے ہیں کہ اے ملک الموت ہمارے بندے کی جان بڑی آسانی اور آرام کے ساتھ اُس کے نازنین بدن سے نکال کہ ہم اُسکے وجود کو رحمت کے پانی سے دھوکر اور توبہ اور انابت کی نہر سے غسل دیکر دارالبقا میں بھیجتے ہیں اور اپنے مقدس لقا کے مائدہ پر بٹھلاتے ہیں اللھم ارزقنا بفضلہ **پانچویں خاصیت** حضرت علیہ السلام کی عمۃ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب وُہ سردار انس وجان میرے ہاتھوں پر پیدا ہوئے اُسی وقت آپؐ نے الحمد للہ کہا اور کسی نے جسکو میں نہیں دیکھتی تھی یرحمك الله اُس کے جواب میں کہا۔ اور اسی شب کو نوشیرواں کا محل پھٹ گیا چنانچہ اُس کے پھٹنے کی آواز تمام شہر میں پہونچی اور اُس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور نوشیرواں نے ایک مکان دجلہ کے کنارے پر بنایا تھا۔ اور بہت سا مال اُسمیں صرف کیا تھا۔ اس رات کو مارے خوشی کے دجلہ نے ایسا جوش کیا کہ پانی کی طغیانی سے وہ نوشیروانی محل بہ گیا دوسرے دن کسرٰے نے نجومیوں سے پوچھا کہ بے سبب ظاہری یہ محل اور یہ مکان کہ دجلہ پر بنوایا تھا اور اسکی مضبوطی میں بہت کچھ صرف کیا تھا گر پڑا کوئی وجہ دریافت کرو۔ نجومیوں نے کہا کہ اس شب کو پیغمبر رفیع الشان اور نبی آخرالزمان نے اس جہان میں قدم رکھا ہے۔ اور اسی رات کو فارس کے آتشکدہ کی آگ کہ ہزار برس سے جل رہی تھی۔ اور وُے لوگ اُسکی پرستش کرتے تھے بجھ گئی ہرچند چاہا کہ روشن ہو نہ ہوئی۔ بلکہ نوشیرواں کی تمام ولایت میں آگ جلانا غیر ممکن ہوگیا۔ **نکتہ** اے میرے بھائیو یہ عجیب نکتہ قابل شنید ہے دیکھو سنو کہ فارس والوں نے اپنی جہالت سے آگ کو جلاکر اُسکی پرستش شروع کی تھی اور جہنم کی آگ جو جاہلوں کے لئے جلائی گئی ہے ہمارے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے فارس کے جاہلوں کی آگ جو ہزار سال سے جل رہی تھی ایک پل میں بجھ گئی اگر جہنم کی آگ گدایان محمدی کے گذر نیکے وقت بموجب مضمون جُز یا مُؤمِن فَاِنَّ نُورَكَ اَطْفَأَ بھی منطفی ہو جائے تو کچھ بعید نہیں **چھیواں** جب حضرت ختم المرسلین محبوب رب العلمین متولد ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ زمین پر سر رکھکر آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہے ہیں میں نے آپکے مبارک دہان کے قریب کان لگا کر سنا کہ آپ زبان حق ترجمان سے بدرگاہ حق جل وعلا یہ التجا کر رہے ہیں اَللّٰھُم اُمّتی اُمّتی کہتے ہیں **نکتہ** سبحان اللہ ہمارے رسول اکرم اپنی اُمت پر کیسے رؤف ورحیم ہیں کہ وقت ضاعت

کے اپنی امت مرحومہ کو نہیں بھلایا۔ اور ہم گنہگاروں کو امید قوی ہے کہ شفاعت کے وقت بھی ہمکو فراموش نہ کریں گے + اشعار

کیا نور خدا از رخ خوب تو عیان است	کہتے ہیں اسے روئے عیان راچہ بیان است
کب یوسف مصری ہو نظیر شہ بطحےؐ	وہ جسم کہاں اور کہاں جان جہان است
شمشاد نہیں مثل قد رشک صنوبر	تم دیکھ لو آنکھوں سے کہ این سرو روانست
مُنہ اُسکا مہ چاردہ یا مہر درخشاں	پھر غور سے دیکھو تو نہ اینست نہ آن است
یہ صورت حق ہے کہ مصوّر بہ بشر شد	اسکا ہی ظہور اینہمہ در کون و مکان است
اب تاب نہیں ہجر کی از پردہ برون آ۔	مشتاق ترے وصل کا ہر پیر و جوان است
میں حال دل اپنے کا چہ گویم چہ نویسم	یا دل ہے کہ یا ماہی بے آب تپان است
ہوتی ہے جہاں مجلس میلاد نبوّت	وان ایک برس تک ہمہ امن ست و امان ست
اب آگے بھلا کشفیؔ دل خستہ چہ گوید	لو جلد خبر اُسکی کہ بیتاب و توان ست

اب ایک حدیث آنحضرتؐ کی شفاعت کی بیان کرتا ہوں۔ دل کے کانوں سے سُنو۔ روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ حضرت ابو موسےٰ اشعری رضؓ نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت صحابہ کی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں کہ اچانک نزول وحی کے آثار سیّد ابرار صلعم کے رخشاں چہرے پر نمودار ہوئے اور وحی کے آثار یہ ہوا کرتے تھے کہ اُس وقت آپؐ ایسے بے اختیار ہوتے تھے کہ اگر کسی اونچے محل میں جلوس فرما ہوتے تھے تو جھٹ پٹ متواضع ہو بیٹھتے تھے۔ اگر بالفرض بحالت سواری ہوتے تھے تو وہاں ہی دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور اُنکی پیشانی مبارک پر قطرات عرق ظاہر ہو جاتے تھے۔ اور حضرتؐ کی عادت تھی کہ جو شخص منجملہ صحابہؓ نزول وحی کے وقت حاضر ہوتا تھا جناب سرور کائناتؐ اُس کو اُس حکم کے معنوں سے آگاہ کر دیتے تھے۔ ابو موسےٰ اشعری نے کہا کہ جب ہم نے آثار وحی کے معلوم کئے تو کامل ایک ساعت تک چُپ چاپ حضرتؐ کیطرف متوجہ ہو کر بیٹھے رہے جب حضرت جبرئیلؑ پیغام رب الجلیل کا دیکر چلے گئے تو رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مراقبہ سے سر اُٹھا کر ابلاغ وحی کا ارادہ کیا تو پھر وحی کا اثر ظاہر ہوا تو آپ سر کا کر اُدھر متوجہ ہوئے۔ علیٰ ہذا القیاس تین نوبت تک یہ معاملہ ہوتا رہا پھر جناب مستطاب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم حاضرین مجلس کو بنظر افادہ وحی کے مضمون سے ارشاد فرمانیکا ارادہ کیا تو چوتھی نوبت نزول وحی کے آثار آنحضرت صلعم کے نوربار چہرے پر نمودار ہوئے

اور آپ نے فوراً سجدہ کیا ہم جتنے کتنے وہاں موجود تھے۔ بوجہ موافقت سربسجود ہو گئے اور سجدہ نے اتنا طول کھینچا کہ قریب تھا کہ ہمارے ناکوں سے خون ٹپک پڑے۔ کما ورد فی الحدیث کادت انوفنا تو عف حضرت ابو موسےٰ اشعری نے فرمایا کہ جب آنحضرت نے سجدہ سے سر اُٹھایا میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ ہم مستفیدوں کو بھی اس چار نوبت نزول وحی سے افادہ پہونچا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پہلی نوبت حضرت جبرئیلؑ نے پیغام الٰہی پہونچایا لہ میرے حبیب کو کہہ کہ اے میرے پیارے حبیب اگر تو چاہے تو میں تیری امت کی تہائی بیداب بہشت میں پہونچا دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو میں تجکو گنہکاران امت کی شفاعت کا مرتبہ بخشدیتا ہوں۔ اسوقت جبرئیلؑ کیطرف بنظر استیشار دیکھا انہوں نے قبول شفاعت کا اشارہ کیا حسب الحکم اخی جبرئیلؑ کے میں نے شفاعت کو اختیار کیا جب میرا ارادہ تم کو اس خبر سے آگاہ کرنیکا ہوا تو فی الفور حضرت جبرئیلؑ امین نے واپس آکر کہا کہ یا سید المرسلین حضرت رب العلمین جل جلالہ نے السلام علیکم کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ اے میرے برگزیدہ حبیب اگر آپ اس امر پر راضی ہو تو میں تمہاری اُمت کا ایک نصف بحساب و بعذاب بہشت عنبر سرشت میں داخل کر دیتا ہوں۔ اور اگر چاہو تو جمیع گنہگاران اُمت کی شفاعت کا درجہ آپ کو عطا کر دیتا ہوں۔ مَیں نے شفاعت ہی کو پسند کیا پھر میں نے تم کو آگاہ کرنیکا ارادہ کیا تو جھٹ پٹ حضرت جبرئیلؑ امین لوٹ آئے اور کہا اے سید الابرار خالق جبار جل جلالہ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے حبیب اگر آپ پسند کرو تو تمہاری اُمت کے دُو ثلث یعنی دو تہائی بلاحساب و بلاعذاب بہشت میں داخل ہونیکا حکم لکھدیتا ہوں اگر یہ منظور نہ ہووے تو شفاعت کی دَولت پر آپ کو مشرف اور ممتاز کر دیتا ہوں مَیں نے اپنی اُمت ہی کی شفاعت کو اختیار کیا پھر میرا ارادہ ہوا کہ مَیں اس عطیہ کے شکریہ سے تم کو آگاہ کروں۔ پھر حضرت جبرئیلؑ امین درگاہ رب العالمین سے یہ پیغام لے آئے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اے محمدؐ جلد ہی پروردگار تیرا تمہارے پر ایسی عطا کریگا یعنے تمکو اُمت کے گنہگاروں کی شفاعت کا مرتبہ بخشیگا پس تو راضی ہو جائیگا۔ یعنی اسقدر عطائیں عطا کریگا کہ تو سیر ہو کر کہیگا کہ بس میں راضی ہو گیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن شریف کی آیتوں سے زیادہ امید دلانیوالی لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کی آیت ہے لیکن ہم اہلبیت اسبات پر متفق ہیں کہ سب سے بڑھکر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ امید دلانیوالی ہے اس لئے کہ ہمارے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری امت سے ایک دفعہ بھی دوزخ میں رہ گیا تو میں کبھی راضی نہ ہونگا بیت

نماند بدوزخ کسے در گرو	کہ دارد چنین سید پیشرو	عطا شفاعت چنانش دہند	کہ امت تمامی دوزخ رہند

مترجم اے میرے بھائیو اگر تم روز قیامت کے اپنے پیغمبر برحق کی شفاعت کے امیدوار ہو تو اُن کے اقوال اور اُنکے عادات کی پیروی کرکے ہمیشہ اُنپر درود اور سلام بھیجتے رہا کرو اور جو شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا رہتا ہے وہ قیامت کے روز اُن کے نزدیک ہوگا کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَولَی النَّاسِ بِیْ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً یعنے میرا نزدیکی زیادہ وہ شخص ہے کہ وہ میرے پر درود بھیجا کرے کذا فی مستخلص الاحیاء اور اسرار الابرار میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی کہ حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ جو بندہ مومن میرے پر ایکبار درود پڑھتا ہے ساتوں آسمانوں کے ملائک اُسپر درود پڑھتے ہیں یعنے روز قیامت تک اُسکی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں اور جو کوئی میرے پر دوبار درود بھیجتا ہے ساتوں آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی کے ملائک روز قیامت تک اُسکی مغفرت کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور جو بندہ میرے پر بکثرت درود پہنچاتا ہے اس امر کا ضامن ہوں کہ حقتعالیٰ روز قیامت کے تھوڑا بہتا اُسکے ساتھ احسان کریگا اور اُس بندہ کو پلصراط کی سخت گھاٹی سے برق لامع کی مانند پار کردیگا اور اُسکو اپنی رحمت سے میرے ساتھ بہشت میں پہونچاویگا **مولف** اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ تمکو خواب غفلت سے جگاوے اور اطاعت اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق دیوے تمہارے پر لازم بلکہ الزم ہے کہ تم اپنے رسول مقبول اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احکام الٰہی کے پہنچانیمیں سچا جانو۔ دوم اُس کے ساتھ ایمان لاکر اُسکی سُنت کی تابعداری اپنے دینی دنیوی معاملات میں فرض سمجھو۔ سوم اُنکی محبت میں اپنے مال وجان کو صرف کرنا اپنی سعادت دارین سمجھو۔ چہارم جو باتیں کہ مقتضائی محبت اور تعظیم اور تکریم رسول کریم کی ہوں بادب تمام بجالایا کرو۔ پنجم جب تمکو مصیبت یا کوئی مشکل شدت کربت پیش آجائے تو اُس پاک جناب سے استمداد کیا کرو۔ ان سب چیزوں کو حق سبحانہ جل وعلا نے کلام مجید میں بلکہ وجوب یاد فرمایا ہے **منجملہ** لوازم اور اقتضا محبت سے کثرت درود شریف کی ہی اور اوپر اُس سرور عالم صلعم کے اور فوائد اور نتائج اُسکے حد حصر اور بیان سے زیادہ ہیں اور ضبط اُسکا زبان قلم سے دشوار ہے لیکن جو کہ بعض علما اور حفاظ احادیث نبوی نے احادیث صحیحہ اور روایات حسنہ سے ثبوت کو پہونچایا ہے گوشگذار سامعین کیا جاتا ہے کہ جملہ فوائد درود شریف سے بجالانا امر الٰہی عز اسمہ کا ہے اور درود پڑھنیوالے کی موافقت ساتھ اللہ تعالیٰ اور

ملائکہ کے ہے درود اور سلام کے بھیجنے میں اوپر اُس خیر الانام کے کما ورد اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور ایک بار درود پڑھنے سے دس درود کا ثواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے بدلہ پانا اور دس نیکیوں کا لکھا جانا اور دس بدیونکا مٹ جانا اور واجب ہونا شفاعت کا سید الابرار پر اور گواہی دینا درود پڑھنے والے کے ایمان پر اور حاصل ہونا قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کھڑا ہونا اُس عالیجناب کیساتھ اوپر دروازے جنت کے اور والی اور کفیل ہونا اُس حضرت کا درود پڑھنے والے کے سب کاموں میں روز قیامت کے اور کافی ہونا ساری مہمات دینی اور دنیاوی میں اور روائے حاجات میں اور قایم ہونا درود شریف کا مقام صدقہ اور خیرات کے اور دور ہونا رنج وبلا کا اور امراض ظاہری اور باطنی سے چنگا ہونا اور اعدا پر فتحمندی پانا اور حاصل ہونا رضا اور محبت الٰہی اور فراغ خاطر اور طہارت ذات اور صفائی قلب اور نزول برکت اسباب اور اموال اور اولاد سب کاموں میں اور ہول قیامت اور سکرات موت اور مفلسی تنگی ودیگر آفات دُنیا سے نجات پانا اور بڑا فائدہ اور مقصد اعلیٰ درود کے پڑھنے سے یہ ہے کہ درود پڑھنیوالیکا نام حضور پُرنور سرور عالم صلعم میں پیش ہونا کہ فلاں بن فلاں کا یہ ہدیہ ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ ملائک درود شریف کا ہدیہ لیکر حضور پُرنور نبوی میں جاکر اسطرح پر پیش کرتے ہیں فلان بن فلان یسلم علیك یارسول اللہ اور اعلےٰ مقاصد سے شرف جواب سلام کا کہ عادت مستمرہ اُس جناب مقدس کی ہے اور کونسی سعادت اور فخر زیادہ تر اس سے ہے اور دعائے خیر اور سلامتی کی اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے شامل حال اُس شخص کے ہوئے اگر تمام عمر میں ایک بار ہی میسر آوے موجب صد ہزار کرامت اور مثمر انواع خیر اور سلامت کا ہووے اور حصول اس سعادت کا یقینیات سے ہے کہ ہرگز اسمیں شک اور شبہ نہیں ہے کیونکہ بعد ثبوت حقیقت حیات اُس جناب پاک کی اور ثبوت سُنیت بلکہ فرضیت ردّ سلام کی کمال تاکید سے ادائے سنت میں اور سبقت اُس جناب اقدس کی سلام میں جیسا کہ شمایل نبوی میں آیا ہے کیا شک اور شبہ ہے پس اے شوریدگان عشق الٰہی اور اے بستگان الفت رسالت پناہی درود بھیجنے میں اُس پیغمبر حمیدہ خصال کے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ساتھ وجوب اُس کے کے تم پر حکم فرماتا ہے اشتغال رکھو اور ہمیشہ صلوٰت اور سلام سے رطب اللسان اور عذب البیان رہو تاکہ ان عطیات الٰہی اور مستوجب درجات نامتناہی کے مورد رہو واللّٰہ الموفق + اسرار الابرار میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میرے پر ایکبار درود بھیجتا ہے۔

خدا تعالیٰ جل جلالہ اُس پر دس بار رحمت اور مغفرت بھیجتا ہے۔ ایک مغفرت الٰہی کے ذریعہ سے وہ شخص عذاب دوزخ سے چھوٹ جاتا ہے اور مستحق بہشت کا ہو جاتا ہے۔ اور نو رحمتیں اس کے لئے خزانہ الٰہی میں جمع رہتی ہیں بوقت احتیاج کے اس کے کام آئینگی رجعنا الی الحدیث اے میرے دینی دوستو یہ خواجہ یعنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جن کے اوصاف کمال اور نعوت جمال میں سے تھوڑا سا تمنے سُن لیا ہے فرماتے ہیں کہ اسلام کی پانچ چیزوں پر بنا ہے اور مسلمانی کے قصر مشید کی بنیاد انہیں پانچ ستونوں پر کھڑی ہوئی ہے پہلا ستون اسکا کلمہ شہادت ہے دوسرا پانچوں وقتوں کی نماز تیسرا غنی کو ادائے زکوٰۃ چوتھا روزہ یعنے ماہ رمضان کے تیس دن میں روزہ پانچواں حج بیت اللہ اللّٰھم ارزقنا التوفیق +

ایمان واسلام اور علمائے کے اقوال

حضرات علماء کو اسلام اور ایمان کی حقیقت اور ماہیت میں بہت سے قول ہیں ہم بھی توفیق الٰہی کی مدد سے اس میدان میں مرکب بیان کو جولان دیتے ہیں اور جو کچھ اس مقام کے ضروریات میں سے ہے اُس کے بیان کا حق ادا کرتے ہیں۔ اے طالبان حق۔ اسلام لغت میں بمعنے فرمانبرداری ہے یعنے قبول وتسلیم اور ایمان لغتاً بمعنے تصدیق ہے یعنے جو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے نبیوں کی طرف بھیجا ہے سب کی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں۔ پس بنظر ظاہر الفاظ ایمان اور اسلام میں فرق معلوم ہوتا ہے لیکن اگر بہ نظر حقیقت دیکھا جاوے تو ایمان اور اسلام میں کچھ فرق نہیں اسواسطے کہ ان کا ایکدوسرے سے انفکاک ممکن نہیں یعنے ایمان بے اسلام اور اسلام بغیر ایمان کے وجود نہیں رکھتا ہے کما ورد فی القرآن اشارۃ باتحاد کما اخبر عن موسیٰ ؑ حیث خاطب قَوْمَہٗ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ یہ آیت ایمان واسلام کے اتحاد پر صریح دلالت کرتی ہے اور تبصرۃ الادلہ میں لکھاہے کہ اَلْاِسْلَامُ وَ الْاِیْمَانُ شَیْءٌ وَّاحِدٌ مِّنْ قَبِیْلِ الْاَسْمَآءِ الْمُتَرَادِفَۃِ فَکُلُّ مُؤْمِنٍ مُّسْلِمٌ وَّکُلُّ مُسْلِمٍ مُّؤْمِنٌ یعنے ایمان واسلام ایک چیز ہے حقیقتاً اور اسما مترادفہ کے قبیل سے ہیں یعنے واضع الفاظ نے یہ دو لفظ ایک معنی کیلئے وضع کئے ہیں لیکن دین کا لفظ جس کے معنی ملّت کے ہیں وہ عام ہے ایمان اور اسلام اور اصول وفروع اور اعتقادات اور معاملات سب کو متناول اور شامل ہے انتہیٰ۔ اور امام انام رئیس اہل سنت وجماعت امام ابومنصور ماتریدی قدس اللہ سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ اسلام خدا تعالےٰ

کی بے کیف معرفت سے مراد ہے اور اس معرفت کا محل مومن کا سینہ ہے کما ورد اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ اور ایمان خدا تعالیٰ کی الوہیت کی معرفت سے مراد ہی اور اسکا محل مومن کا دل ہے کما ورد قولہ تعالیٰ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ اور توحید حق سبحانہ وتعالے مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ علمائے اس تمثیل کے معانی میں بہت گفتگو کی ہے علامۃ العلما امام فخرالدین رازی نے اسرار التنزیل میں فرمایا ہے کہ مراد نور سے ایمان ہے کہ حق تعالیٰ نے مومن کے سینہ کو ساتھ مشکوٰۃ کے تشبیہ دی اور اُسکے دل کو جو اُس کے سینہ میں ہے ساتھ قندیل کے جو مشکوٰۃ میں رکھا ہوا ہوتا ہے تشبیہ دی اور قندیل کو چمکیلے ستارہ سے اور کلمۂ اخلاص کو ایک مبارک درخت جو آفتاب کی تاب اور سایہ کے خوف سے بچا رہے تشبیہ دی اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کلمہ طیبہ کا فیض سوا اس کے کہ مومن اُسکو زبان پر لائے یا نہ لائے اسقدر ظہور پا رہا ہی کہ اسکی روشنی سے سارا جہان منور ہو رہا ہے جب اسکا اقرار آدمی کی زبان پر جاری ہوا اور تصدیق دلی بھی مددگار ہوئی تو گویا وہ آدمی نورٌ علیٰ نور کا مورد بنگیا اور نور ایمان کو اس جہت سے چراغ کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ جس گھر میں چراغ روشن رہے اُسکے گھر میں چوروں کا دخل نہیں ہوتا۔ ویسا ہی جس دل میں نور ایمان کا ہووے شیطان اُسمیں دخل نہیں پا سکتا ہے یا اسواسطے نور ایمان کو چراغ سے تشبیہ دی گئی کہ چراغ سے گھر کا اندر روشن ہوتا ہے۔ اور گھر کی تاکیوں اور روزنوں سے اسکے چمکارے باہر بھی پڑتے ہیں اور اسکی طفیل مکان کی بیرونی سطح بھی روشن ہو جاتی ہے علیٰ ہذا القیاس ایمان کا نور دل کو روشن کرتا ہے اور اُسکی معرفت کے شعاع حواس انسانی کے روزنوں پر واقع ہو کر طاعات کے انوار انسان کے اعضاء وجوارح پر نمودار ہو جاتے ہیں اور متقاضی غیب بندہ کو اجتناب مناہی اور اتیان اوامر الٰہی پر دلالت کرتا ہے اور بندہ از روی اجابت بقدم اطاعت اسکا استقبال کرتا ہے فَصَارَ الْعَبْدُ مُؤْمِنًا یَقِیْنًا صاحب شریعت اور مالک ملک طریقت صلعم نے انہیں مذکورہ معانی کو ساتھ عبارت فصیح اور اشارات ملیح کے اپنے ہوا خواہوں کو خبر پہنچانے کے لئے فرمایا کہ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ۔ الحدیث حضرت رسالت اور آفتاب آسمان جلالت جسکی آستان کی رفعت کے آگے آسمان بھی جبیل سائی کرتا ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب ارکان سے پہلے فرمایا کہ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی رکن کو مقدم بالذکر فرمایا اس لئے کہ دیگر چار رکنوں کی بنا اسی رکن پر منحصر ہے اور اہل اعراب نے لفظ شہادت کی بدلیت پر جرّ اور خبریت پر رفع تجویز کی ہے لیکن ان پانچ رکنوں میں سے عمدہ رکن حضرت خداوندی جل جلالہ کی یگانگی اور حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر گواہی دینی ہو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰىنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ وَمَعْنَاہُ لَا نَافِعَ وَلَا ضَارَّ وَلَا مُعِزَّ وَلَا مُذِلَّ وَلَا مُعْطِیَ وَلَا مَانِعَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جسنے اِس راہ راست پر ہدایت فرمائی۔ اگر وہ اپنے کرم سے ہم کو اس رستہ پر ہدایت نہ کرتا تو ہم بالکل گمراہی کے گڑھے میں پڑے رہتے اور اس کلمہ کے معنے یہ ہوئے کہ نہ کوئی نفع دینے والا اور نہ کوئی ضرر دینے والا اور نہ کوئی عزت دینے والا اور نہ کوئی ذلیل کرنیوالا اور نہ کوئی نعمائے دُنیا وغیرہ دینے والا اور نہ کوئی روکنے والا سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے یعنے سوائے حق سبحانہ وتعالیٰ کے دُوسرا امُورات مذکورہ میں تصرف کرنیوالا کوئی نہیں وقیل معناہ لا الٰہ یرجی فضلہ ویخاف عدلہ ویُؤمن جورہ ویوکل رزقہ ویسئل عفوہ ویترک امرہ ویرتکب نھیہ ویحرم فضلہ الا اللّٰہ الذی ھو رب المربوبین وغفار المذنبین و ملجاء التائبین وستار المعیوبین وغایۃ رجاء الراجین ومنتہی العارفین اور بعض علماء نے اس کلمہ شریف کے معنی اسطرح کئے ہیں نہیں کوئی خدا جس کے فضل کی امید کیجاوے اور اسکے عدل سے خوف کیا جاوے اور اُس کے جور سے بچا جائے اور اسکا رزق کھایا جائے اور اُس کی بخشش مانگی جائے اور اس کے حکم کی ترک کیجائے اور اسکی مناہی کو اختیار کیا جائے اور اسکا فضل ہمکو محروم نہ رکھے مگر وُہ خدائے برحق ہے جو سب کا پالنے والا اور گنہگاروں کے بخشنے والا اور توبہ کرنیوالوں کا ملجا یعنے تائبونکی توبہ قبول کرنیوالا اور ہمارے عیبوں کو چھپانیوالا اور امیدواروں کی امیدیں برلانے والا اور عارفوں کو انتہا مقاصد پر پہنچانیوالا ہے سوائے اُس معبود حقیقی کے کوئی معبود نہیں اے میرے بھائیو ! لا حرف جو کلمہ طیبہ کے شروع میں ہے وہ شہر نفی کا کوتوال ہے اور ہیبت کے گھوڑے پر سوار ہو کر غیرت کی تلوار ہاتھ میں لئے اسواسطے کھڑا ہے کہ غیر اللہ کے سر کو غیرت کی تلوار سے کاٹکر نیست ونابود کردیوے تاکہ سلطان اِلَّا اللّٰہُ کا انسان کے دل کے چار بالشِ پر جلوس فرمائے اور اپنے جوارح اور اعضاء کے چاکروں اور خادموں پر فرمانروائی کرے جب وہ سلطان دل کے فراخ ملکوں کے میدان پر اپنا تسلط بٹھا لیتا ہے تب اپنے خادم جوارح کو یہ حکم جاری اور نافذ کردیتا ہے کہ جو کوئی ہمارے فرمان کی تعمیل کریگا ہماری بارگاہ مقدس سے اُسکو خلعت اعزاز کا ملیگا اور جو کوئی ہماری فرمانبرداری اور اطاعت سے شانہ پیچھے کریگا وہ دوزخ کے جیلخانہ میں پڑیگا اور خسارہ کا داغ بحکم خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اُسکے رخسارہ پر لگایا جاویگا اور بدبختی کی ٹوپی اُس کے سر پر رکھی جاویگی اور اس کے دل کی گردن پر شقاوت ابدی کا زنجیر رکھکر اُسکو دوزخ میں پھینکا جاویگا

اور کبھی ہمارے دیدار کی دولت کو نہ پاویگا ۔ اشعار

وائے آن دل کہ بدو از تو نشانے نرسد	مُردہ آن تن کہ بدو مژدۂ جانے نرسد
سیہ آن روز کہ بے نور جمالت گذرد ۔	ہیچ از مطبخ تو کاسہ و خوانے نرسد
وائے آن دل کہ ز عشق تو در آتش نزند	ہیچہ ز رخ چ شود ہیچ بکانے نرسد
سخن عشق بے درد بود بر نزند ۔	خبر بگوش ہوش و خبر بزبانے نرسد

اور اسی قول کے مطابق حضرت مولانا معنوی مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

خانۂ آن دل کہ ماند بے ضیاء	از شعاع آفتاب کبریا	تنگ و تاریکست چون جانِ جہود
بینوا از ذوق سلطان ودود	گور بہتر از چنین دل مر ترا	آخر از گورِ دل خود برتر آ
دل تو این آلودہ را پنداشتی	لاجرم دل زاہل دل برداشتی	تو ہمیگوئی مرا دل نیز ہست
دل فراز عرش باشد نے زپست	نے دل اندر صد ہزاران خاص عام	دریکی باشد کدام است آن کدام
آن دلے کز آسمانہا برتر است	آن دل ابدال یا پیغمبر است	آن دلی آور کہ قطب عالم است
جانِ جانِ جانِ جان آدم است	نور نورِ چشم خود نورِ دل است ۔	نور چشم از نور دلہا حاصلست
باز نورِ نورِ دل نور خدا ست	کو ز نور عقل و حس پاک جداست	نور دل را نور حق تزئین بود ۔
معنئ نُورٌ عَلٰی نُور این بود ۔	وَاللّٰہُ یَھْدِیْ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ رجعنا الی الحدیث	

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن یہ ہے کہ تصدیق قلبی سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دینی ہے ۔ کہ خدا واحد ہے اکثر بندگان خدا قیامت کے دن جو اسی کرامت کے سرمایہ سے بستان سرائے جنت میں پہونچ گئے ہیں اور اسی شہادت کی کرامت کے وسیلہ سے مشاہدہ کی دولت پر فائز ہوگئے ہیں چنانچہ اسی باب میں ایک حدیث احادیث معتبرہ میں سے مجھ مسکین کی نظر سے گذری کہ حضرت ابی الدرداؓ حضرت رسالت علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلعم نے اپنی زبان دُربار گوہر نثار سے ارشاد فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ مَرَّۃً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَضَمَّھَا بِمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا بَنٰی لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ اَلْفَ مَدِیْنَۃٍ الخ یعنے اگر کوئی بندہ میری امت کا اخلاص اور تصدیق قلبی سے ایکبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اُس کے لئے بنائے جاتے ہیں ہزار شہر اور ہر ہر شہر میں ہزار قصر اور ہر ہر قصر میں ہزار ہزار سرا اور ہر ہر سرا میں ہزار ہزار حجرے اور ہر ہر حجرہ میں ہزار ہزار دوکانچے کافور سفید سے اور ہر ہر دوکانچہ پر ہزار ہزار تخت عنبر اشہب کا اور ہر ہر تخت پر ہزار

ہزار فرش سندس اور استبرق کا بچھا ہوا۔ اور ہر فرش پر ہزار حلہ اور اس فرش پر ہزار حوریں تکیہ لگائے بیٹھی ہوئی ہیں اور ایک ایک حور کی خدمت میں دست بستہ خدمت کے لئے کھڑی ہیں جنکے سروں پر تاج مرصع رکھا ہوا اور ان کے پیچھے ہزاروں تابدار زلفیں بڑی ترتیب سے لٹکتی ہوئیں اور یہ سب تشریحات جو اس حدیث میں مذکور ہوئی ہیں اُس بندہ کے حوالہ کیجائینگی جس نے تصدیق دل سے ایکبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا ہوگا۔ اللھم ارزقنا۔

روایت حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَامِنْ عَبْدٍ قَالَ مَرَّۃً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَضَمَّھَا بِمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا مُحِیَ عَنْہُ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ سَیِّئَۃٍ وَکَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ حَسَنَۃٍ وَرَفَعَ لَہٗ اِثْنَیْ عَشَرَ دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ اے میرے بھائیو حضرت جلال احدیت جل جلالہ نے اس پاک کلمہ کو واسطے امت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک حصن حصین اور قلعہ متین بنایا ہے اور اس عالی قلعہ کے کنگرے عرش معلّے سے بھی گذر گئے ہیں جیسا صاحب روضہ اندولسی نے اپنے روضہ میں اور امام فخر الدین رازی نے اسرار التنزیل میں لکھا ہے کہ مشایخوں کی ایک جماعت حضرت سلطان الاولیا اور برہان الاصفیا سلطان علی موسےٰ رضا رضوان اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام کی زیارت کے لئے آئے اور آنحضرت کو اُن کے آبا و اجداد کے روح اطہر کی قسم دیکر پوچھا کہ آپ براہ مہربانی کوئی حدیث نافع جو آپکو سید محمد صلعم سے یاد ہو ارشاد فرمائیے اُسوقت وہ سلطان وقت استر پر سوار تھے اپنے خادم کو فرمایا کہ میرے مرکب کو تھام رکھ پھر آنحضرت نے نہایت ادب اور تعظیم سے یہ حدیث فرمائی حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنْ عَلِیٍّ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ یہ حدیث قدسی ہے کہ حضرت جلال احدیت سبحانہ فرماتا ہے کہ یہ کلمہ شریف یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا ایک مضبوط قلعہ ہے جو شخص اس حصن حصین اور حصار متین میں داخل ہو جاتا ہے اُس کو دفتر ایمان سے سند امان ملجاتی ہے اور سیر اور تفریح کرتا ہوا عرفان کے باغ میں جا پہنچتا ہے اور توحید کے مرکب پر سوار ہو کر توحید کے میدانمیں جولان کرتا ہوا حصار ملّت احمدی کا ساکن ہو جاتا ہے اور اس حصن حصین دین متین ملک احد جل جلالہ میں حصہ دار ہو جاتا ہے اور اسکا نام موحد اور اُسکا لقب مومن عارف مخلوقات میں مشہور ہو جاتا ہے اور جس کا یہ نام مقرر ہو وہ بیشک ہمارے عذاب سے چھوٹ گیا اور اُس نے تمام خطرات سے نجات پائی اے میرے بھائیو اگر اس دنیا کے دار المحن میں ایک بے کنار سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے

اپنے بچاؤ کے لئے سلطان آخر الزمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر اِس مضبوط قلعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ میں داخل ہو جاؤ گے تو ماشاء اللہ زمانہ ناہنجار کے مکائد اور لیل ونہار کے شدائد سے بچ جاؤ گے اور تم اپنے دلمیں سمجھ رکھو کہ یہ کلمہ طیبہ توحید یہ ایک قلعہ ہے کہ اُس کی زمین دین محمدی ہے اور اسکی بنیاد یقین احدیت تعالیٰ واحد ہے اور اس قلعہ کی دیواریں قرآن شریف ہے اور ایکسو تیرہ سورتیں قرآن مجید کی اس قلعہ کے ایکسو تیرہ بُرج ہیں اور چھ ہزار دوسو اٹھارہ آیتیں قرآن شریف کی اس قلعہ کی محافظت کے لئے تیر انداز کھڑے ہوئے ہیں اور ستر ہزار چار سو اُنیس کلمات قرآنیہ اس قلعہ کے کنگرے ہیں اور تین لاکھ چھبیس ہزار ستانویں حروف مصحفیہ اس قلعہ کی کنگروں پر مشعلیں جلائی ہوئی ہیں اور اس قلعہ کے دو دروازے ہیں ایک اقرار دُوسر التصدیق یہ قلعہ چار حدوں پر شامل ہے ایک حد اسکی معرفت دوم یقین سوم صدق چہارم اخلاص اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اس قلعہ کی عمارات ہیں اور اعمال صالح اس قلعہ کی مضبوطی کیلئے ضروری ہے اور اس قلعہ کی چاروں طرف ایک خندق حقتعالیٰ کے خوف کی کھدی ہوئی ہے اور اس خندق عمیق پر واسطے سالکان طریقت کے رحمت اور رجا کا پُل باندھا ہوا ہے اور حضرات علما اور عباد اور مجتہد اس مستحکم قلعہ کے حارس اور نگہبان ہیں اور شیطان لعین مردود کا لشکر مع اپنے معاونوں کے باغیوں کے لشکر کی طرح ایمان کے قلعہ کے ارد گرد صفیں باندھکر چڑھائی کر رہا ہے اور مکر کے تیر غدر کی کمانوں پر رکھکر چلا رہا ہے اور مکائد کے پتھر حیلوں کی منجنیق سے اس قلعہ پر پھینک رہا ہے اور وسوسٰو اور گمان جو اس مردود کے سپہ سالاروں میں سے ہیں اس حصار کی دیوار کے نیچے نفاق کی سُرنگ لگانیمیں مصروف رہتے ہیں اور طبیعت کے خوک کو حصار شریعت کے دروازہ کی پیش کر کے کفر کی آگ شقاوت کی رال میں ڈالکر اس قلعہ کو اُڑانے پر مستعد رہتا ہے اور حمیّت کی دوال سے عداوت کے طبل پر ایسی چوٹ لگائی کہ سارے وجود میں ہل چل پڑگئی اور گناہ و نافرمانی کا اس حصار کی شاہ دیوار کے نیچے جاری کر دیا لاکھوں شیاطین اور بالسی کا جم غفیر جسکا حد و پایان نہیں ایمان کے قلعہ کو فتح کرنے اور حضرت انسان کا مال و اسباب لوٹنے کیلئے ہاتھ مار رہے ہیں اور متواتر چڑھایاں کر رہے ہیں اور دوسری طرف سے حضرت دل نے نیز اپنی بہادر فوج اور لشکر کو آراستہ و پیراستہ کر کے اس ملعون کے مقابلہ میں علم کا جھنڈا کھڑا کر دیا اور تسلیم اور رضا کی ڈھال اپنے مُنہ کے آگے رکھی اور صدق نے توکل کا چتر سلطان ایمان کے سر پر رکھا اخلاص نے یقین کی منجھی ہوئی تلوار ہاتھ میں پکڑی توبہ نے زہد کی زرہ اور صبر کی درع پہنی محبت نے گمنامی کا خود اپنے سر پر رکھا آہ و نالہ اور زاری نے مناجات نیم شبی کا طبل

بجایا اور دعا و استغفار سحری نے عشق کے ہادی ہو اور شوق ذوق کا شور و غل مچایا اور جذبات شوق کے نقارے بڑے طمطراق سے بجنے لگے اور آہ سحری کے دھوئیں سے چاروں طرف میں سیاہی پھیل گئی اور واردات غیبی اور الہامات لاریبی کے بیشمار لشکر عالم غیب سے دم بدم امداد کے لئے پہونچنے لگے سعادت کی صبح دھمی اور عنایت کی ہوائیں چلنے لگیں فتحنامہ دولت واقبال کا پہنچا نصرت اور فضل الٰہی کا خیمہ کھڑا کیا گیا سلطان ایمان جو دین کا دار الملک اسکے قبضہ اور تصرف میں ہے لشکر ظفر پیکر کے قلب میں بڑے جاہ وجلال اور اقبال عدو مال کے ساتھ کھڑا ہوا اور اسلام حکم قبضہ میں شریعت کا سلح خانہ ہی اس لشکر کے میمنہ اور میسرہ کی صفیں درست کر کے اس کلمہ طیبہ کے حصار کے دروازہ پر امن وامان کا پشتہ باندھکر شاہراہ انتباہ پر ٹکٹکی لگائے کہ یکایک سلطان عالیفرمان عشق نے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کا جھنڈا اس قلعہ کی امداد کے لئے بھیجا اور شہنشاہ الٰہی نے جان اور دل اور نفس اور تن کے میدان میں اپنا علم کھڑا کر دیا اور جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ کی نوبت بجانیوالوں نے سلطان توحید کی تشریف آوری اور نزول کی نوبت بجائی اور فراشان یَنْزِلُ اللّٰہُ کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا نے وسیع میدان وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ کو خس وخاشاک اور غیر اللہ سے صاف اور پاک کر کے خوب صفائی کی اور ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ کے قاصد مبارک قدم نے انسان کے دل کے میدان میں حضرت سلطان عالیشان عزاسمہ وجل جلالہ کے ورود مسعود اور نزول مقبول کی بشارت پہنچائی۔ اشعار

رسید آن شاہ رسید آن بیارائید ایوان را	فرو برید ساعد را برائے خوب کنعان را
چو آید جان جانانم نشاید بردنام جان	بہ پیشش جان چہ کار آید مگر از بہر قربان را
بدم بی عشق گمراہے درآمد عشق ناگاہے	بدم کوہے شدم کاہے برائے اسپ سلطان را
اگر ترک ست تاجیکست یا آن شاہ نزدیک ست	چو جان باتن ولیکن تن نہ بیند ہیچ مر جان را
ہلہ یاران کہ بخت آمد گہ ایثار رخت آمد	سلیمانی بہ تخت آمد برائے عزل شیطان را
مکن آنجا مناجات بگو اسرار حاجات	سلیمان خود ہمیداند زبان جملہ مرغان را

آمدم بر سر مطلب حدیث۔ اے میرے بھائیو! کلمہ طیبہ کی فضیلت کے باب میں میری ایک حدیث عجیب سنو کہ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اَرْبَعَۃَ اَشْیَاءَ فِیْ اَرْبَعَۃِ مَوَاضِعَ اَلظَّرْفُ فِی الدُّنْیَا وَالْخَفُّ فِی الْقَبْرِ وَالشَّرْفُ فِی الْقِیَامَۃِ وَالْغُرَفُ فِی الْجَنَّۃِ الحدیث جو کوئی بھی

کلمہ طیبہ کو زبان پر لاتا ہے حضرت جلال احدیت سبحانہ وتعالیٰ خاص اُس بندے کو چار جگہ میں چار دولتیں عطا فرماتا ہے دُنیا میں ظرف اور قبر میں تحف اور قیامت میں شرف اور بہشت میں غرف۔ ایک شخص نے انصار میں سے سوال کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم آدمی کے لئے دنیا میں ظرف کیا کیا چیزیں ہیں آپ نے فرمایا کہ انسان کیواسطے تین چیزیں یاد حق میں تر زبان اور اُسکی محبت میں شادان رہنا اور اس کی طاعت سے لذت پانا۔ پھر اُس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم قبر میں تحف کس کس چیز کا نام ہے فرمایا کہ کلمہ گو کے لئے قبر میں بھی تین چیزیں ہیں ایک لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کی بشارت پانی اور قبر کو بہشت کا روضہ دیکھنا اور خطاب نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ کا پانا پھر اُس آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم قیامت کے دن کلمہ گویوں کے لئے کیا کیا شرف ہوگا۔ فرمایا تین چیزیں صالحین کی ثنا اور نبیوں کی شفاعت اور اعمالنامہ کا دائیں ہاتھ میں ملنا پھر اُس نے کہا یا رسول اللہ صلعم غرف جنت کیا ہوئے فرمایا تین چیزیں ایک انبیا کی مجاورت دوم دار البقا میں دائمی نعمتیں سوم حق سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار اور نیز حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خواب سے اٹھتے ہی ایک بار کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان سے نکالے حق سبحانہ وتعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے دس ہزار درخت اس کیلئے پیدا کرتا ہے اور ہر ایک درخت پر دس ہزار شاخ ہوتی ہے اور ہر ایک شاخ پر دس ہزار پتے ہوتے ہیں اور ہر پتے پر دس ہزار فرشتے ہوتے ہیں۔ اور ہر فرشتے کو دس ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں دس ہزار دہان ہوتا ہے اور ہر دہان میں دہ دہ ہزار زبان ہوتی ہے اور ہر زبان میں دہ دہ ہزار بولیں ہوتی ہیں اور وُہ ملائکہ شب و روز حمد وثنائے حق سبحانہ وتعالیٰ میں مصروف رہتے ہیں اور اس کلمہ گو بندے کی آمرزش اور مغفرت روز قیامت تک بارگاہ ایزدی سے چاہتے رہتے ہیں۔

اشارات الکلمۃ الطیبۃ باعتبار اعداد الکلمات

یہ کلمہ طیبہ سات کلموں سے مرکب ہے اور اس باب میں ہم سات اشارتیں بیان کریں گے

اشارت الاولیٰ سمجھنا چاہئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بندہ کو سات عضو عطا کئے ہیں اور بشریت کیوجہ سے کوئی عضو ان اعضا سے خالی از گناہ نہیں رہ سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانہ سے کلمہ طیبہ جو سات کلموں کو شامل ہے عطا فرمایا تا کہ میرے بندہ کے سات اعضا بدنی اس سات لفظوں کے کلمہ پڑھنے سے تمام معاصی اور زلات سے پاک وصاف ہو جائیں اور اس سعادت

کی طفیل سات دوزخوں سے آزاد اور نجات پا جائے کما ورد عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا مُحَمَّدُ بَشِّرْ اُمَّتَکَ اَنَّہٗ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلٰی جَسَدِہِ النَّارَ۔ خالصۃ الحقائق میں لکھا گیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ الہٰی سے یہ پیغام پہنچایا کہ ای محمدؐ تو اپنی امت کو یہ خوشخبری سُنا دے کہ جو شخص اخلاص دلی سے یہ کلمہ طیبہ زبان پر لاوے بیشک وہ بہشت میں داخل ہوجائیگا اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدن پر دوزخ کی آگ حرام کردی ہے ÷

اشارۃ الثانیۃ واضح ہو کہ آسمان بھی سات ہیں اور زمینیں بھی سات اس کلمہ کے پڑھنیالے کو سات آسمانوں سے زیادہ ثواب دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ اگرچہ سات زمینوں کے برابر ہوں۔ معاف کئے جاتے ہیں اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے وہ دلیل بالکل کافی ہے جو خالصۃ الحقائق میں مذکور ہے **وھو ھذا** جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرعون بے عون کو اور اُسکی قوم شوم کو دریا نیل میں غرق کیا۔ اور موسےٰ علیہ السلام کو مع اپنے اسرائیلیوں کے سلامت کنارہ پر پہونچایا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہٰی میں عرض کیا کہ الہٰی اس نعمت عظمیٰ کی شکر گذاری کیوجہ سے میری یہ درخواست ہے کہ ایسا بڑا کام ارشاد فرمایا جاوے کہ میں اس نعمت عظمیٰ کے شکر سے سبکدوش ہو جاؤں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا یَا مُوْسٰی قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت امام شعبی رحہ نے کہا ہے کہ حضرت موسےٰ نے عرض کیا الہٰی میں اس کلمہ کو اکثر اوقات یاد کیا کرتا ہوں۔ مجھ کو کوئی ایسی خدمت اور طاعت فرما جس سے میرے نفس کو مشقت اور تکلیف پہونچے حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا یَا مُوْسٰی قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں مناجات کی کہ الہٰی میں اس خدمت اور طاعت کا خواستگار ہوں جس سے میرے بدن کو تکلیف پہونچے پھر خطاب مستطاب ب الارباب کا پہونچا کہ اے موسیٰ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جب چوتھی نوبت پہونچی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ جو بندے میری بارگاہ کی نظر رحمت میں منظور اور مقبول ہیں اُن پر میں نے اس کلمہ کو آسان اور سہل کر رکھا ہے اور جو لوگ میری نظر رحمت سے مردود اور مطرود ہو چکے ہیں یعنے کافر ان کو پہاڑ دانتوں سے اکھاڑنا بہ نسبت کلمہ کو زبان پر لانیکے آسان ہے اور کلمہ کا زبان پر لانا دشوار تر نظر آتا ہے اور اُسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے موسےٰ اس کلمہ شریف کا یہ شان

ہے کہ اگر آسمان و زمین ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلہ میں تو یہ کلمہ ساتوں آسمان اور زمین کے وزن سے بڑھ جاوے ÷ **دلیل دیگر** حضرت امام حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد ماجد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے رسول اکرم صلعم سے اور رسول اکرم نے سید الملائکہ حضرت جبرئیل ؑ سے اور جبرئیل ؑ نے رب الجلیل کے حکم سے فرمایا وَمَا اَنْزَلْتُ کَلِمَۃً اَجَلَّ وَاَعَزَّ مِنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِھَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ اَلَا وَھِیَ کَلِمَۃُ الْاِسْلَامِ اَلَا وَھِیَ کَلِمَۃُ الشَّفْقَۃِ اَلَا وَھِیَ کَلِمَۃُ النَّجَاۃِ اَلَا وَھِیَ کَلِمَۃُ الشَّفَاعَۃِ اَلَا وَھِیَ کَلِمَۃُ الْعُلْیَا وَلَوْ وُضِعَتْ فِیْ کِفَّۃِ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعِ فِیْ کِفَّۃٍ لَرَجَحَتْ بِھِنَّ وَمَنْ قَالَھَا مَرَّۃً غُفِرَ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ کَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ÷

اشارۃ الثانی حق سبحانہ وتعالیٰ نے آدمی کو سات چیزوں سے پیدا کیا کما ورد لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان کو بجھی ہوئی مٹی سے پھر پیدا کیا ہمنے اُسکو ایک قطرے منی سے جو ایک مضبوط جگہ میں رکھا پھر پیدا کیا ہم نے منی کو جما ہوا لہو۔ پھر پیدا کیا ہمنے لہو جمے ہوئے کو گوشت کی بوٹی۔ پھر پیدا کیا ہم نے بوٹی کو ہڈیاں۔ پھر پہنادیا ہم نے ہڈیوں کو گوشت پھر پیدا کیا ہم نے اسکو پیدائش۔ پس بڑی برکت والا ہے اللہ بہتر پیدا کرنیوالا ÷ گویا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھ کو جو سات چیزوں سے پیدا کیا ہے محض اسی سات لفظوں کے کلمہ کیلئے پیدا کیا ہے ان معنوں کے ثبوت کیلئے یہ آیت مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ شاہد کافی ہے اس لئے قرآن شریف میں اکثر ذکر عبادت کا جس سے معرفت مراد ہے وارد ہوا ہے اور علامت معرفت کی اس کلمہ طیبہ کا زبان سے کہنا ہے ÷

اشارۃ الرابعہ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی دو چیزوں سے یعنے روح و جسم سے مرکب ہے اور جسم عالم خلق اور روح عالم امر ہے اور یہ دونوں عالم امری اور خلقی حق سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت میں مسخر ہیں کما ورد اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اور ہر ایک یعنے جسم اور روح کے لئے علیحدہ علیحدہ غذا مقرر ہے جو انکی بقا کا سبب ہے گویا حقتعالیٰ اپنے بندیکو ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیرا بدن جو آب و خاک کا پتلا ہے اُسکی تقویت اور غذا کے لئے آب و خاک کی سات لطیفوں سے

خوانچہ تیار کر دیا ہے کما ورد قال اللہ تعالیٰ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ اب - گھاس مراد ہے اور وہ حیوانات کی غذا ہے اور باقی کی سات چیزیں جو اطیب اور پاکیزہ ہیں تمہارے جسم انسانی کے لئے غذا مقرر کی ہے وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور اسیطرح تمہارے روح جو عالم پاک کا خلاصہ ہے اسکی ست اور پرورش کیواسطے سات لفظوں کا کلمہ جو حضرت جلال احدیّت کے ذکروں میں سے الطف اور اشرف غذا مقرر کی گئی کما ورد سئل الشیخ الحسن بن المنصور قدس سرہٗ یا شیخ للروح ما القوت قال ذکر الحی الذی لا یموت فقیل ھذا قوت الارواح فما قوت الاشباح فقال دع البیتا نبا نیھا +

اشارۃ الخامسہ - اصحاب قلوب کا اسبات پر اتفاق ہے کہ دل کے سات طبقے ہیں - صدر - قلب انشقاق - فواد - حبت القلب - سویدا - مہجۃ القلب - گویا حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے میں نے تیرے سینہ کی ولایت میں سات باغ اور بوستان امانت رکھے ہیں اور ان باغونکو طرح طرح کے درختوں اور پھولوں سے اپنی عنایت کی نہر سے ہدایت کا پانی دیکر تر و تازہ اور شاداب رکھنا چاہتا ہوں لاجرم میرے دریای مواج عرفان ازلی سے اسرار لم یزلی کی سات نہریں اس سات لفظوں والے کلمہ میں جاری کر کے دل کے سات باغوں کو آبشاری کرتا ہوں تاکہ ہمیشہ اور علی الدوام میرے بندے کا حضرت ایمان عرفان کی خوشبوناک ہواؤں سے تر و تازہ رہے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ اسکی طرف اشارہ ہے +

اشارۃ السادسہ - قال الشیخ الجنید البغدادی قدس سرہٗ ارکان التوحید سبعۃ افراد القدم عن الحادث وتنزیہ القدیم عن درک المحدث وترک التساوی بین النعوت وازالۃ العلۃ عن الربوبیۃ واجلال الحق ان تجری قدرۃ المحدث علیہ فتلونہ وتنزیہ عن التمیز و التامل وتنزیہ عن القیاس یعنے توحید الٰہی کے سات رکن ہیں پہلا رکن توحید کا یہ ہے کہ آدمی اپنی اس بات کا یقین کرے کہ قدیم اپنی ذات اور صفات اور افعال سے یگانہ ہے اور محدث کو ہرگز اس کیساتھ مشابہت نہیں - دوسرا پاک رکھنا قدیم کو محدث کی دریافت سے اس لئے کہ ادراک کیفیت کو چاہتا ہے اور قدیم کی ذات اور صفات میں کیفیت نہیں - تیسرا صفات باری میں مساوات کا اعتقاد نہ کرے یا باین معنے کہ صفات قدیم کو ساتھ صفات محدث کے برابر نہ سمجھے جیسا کہ اسکی ذات مقدس کسی ذات سے مشابہ نہیں ایسا ہی اس کی صفات

بھی کسی ممکن کی صفات کی مثل نہیں یا باین معنی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کو معتزلونکی طرح برابر نہ سمجھے جیساکہ وہ حقتعالیٰ کے علم اور بصر اور رویت کو علم ہی سمجھتے ہیں بلکہ اہل حق کو لازم ہے۔ کہ صفات باری کو اپنے اپنے معنوں پر حمل کرنیکا یقین دلاوے۔ **چوتھا** علت کو ذات باری کی ربوبیت سے جدا سمجھے اس لئے کہ اگر ربوبیت کے واسطے علت لازم ہووے تو علت زایل ہونیسے ربوبیت بھی زایل ہوجاتی ہے اور اگر علت قدیم ہووے تو معلول بھی قدیم ہونا چاہئے چنانچہ دہریہ کا مذہب ہے کہ وہ علت معلول کو قدیم سمجھتے ہیں اور اگر علت محدث ہووے تو اُس کے لئے دوسری علت چاہئے الی مالا نہایہ اور یہ محال ہے۔ **نظامی** علیہ الرحمۃ۔

زبان تازہ کردن باقرار تو	نینگیختن علت از کار تو ۔

پانچواں حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات مقدس کو اس بات سے بزرگ سمجھنا کہ کسی محدث کی قدرت اُسکی قدیم قدرت پر غالب آجائے اور اس کو اپنے ارادے سے پھیر ڈالے مثلاً مطیع کی طاعت اُسکی رضا کی علت اور عاصی کا گناہ اُس کے غصہ کی علت نہیں ہوتا ہے اور خدمت اُس کے وصل کی علت نہیں۔ اور جفا اُسکی قطعیت کا سبب نہیں۔ **جامی** علیہ الرحمۃ

گناہ آمرزرندان قدح خوار	بطاعت گیر پیران ریا کار

چھٹا اعتقاد۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کو صفت تمیز اور تامل سے پاک سمجھنا اس لئے کہ تمیز محتاجوں کی صفت ہے اور تامل جاہلوں کی اور خدا تعالیٰ ان دونوں صفتوں سے پاک ہے۔

ساتواں اعتقاد۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات صفت قیاس سے بری ہے اور ہم اس امر کو دو وجہ کی تقریر سے بیان کرسکتے ہیں۔ اول یہ کہ ذات باری بندوں کے قیاس میں نہیں آسکتا ہے اس لئے کہ قیاس کے معنے یہ ہیں کہ کسی چیز کو اُس کی مثل سے قیاس کرنا اور ذات باری جل وعلا کو بموجب آیت شریفہ کے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ نفس الامر اور خارج میں کوئی مثل نہیں اور قیاس میں مقیس علیہ کا ہونا ضروری ہے بحالت عدم مقیس علیہ قیاس نہیں ہوسکتا پس باین معنے ذات باری عزاسمہ ہمارے قیاس سے باہر ہے۔ دوم یا باین معنے ذات باری کو قیاس کی حاجت نہیں اس لئے کہ قیاس وہ شخص کرتا ہے کہ کوئی چیز اُس کے علم سے غائب ہووے اُسکو بسبب اُس چیز کے کہ اُس کے علم میں حاضر ہے قیاس کرلیتا ہے اور مجہول شے قیاس سے معلوم ہوجاتی ہے۔ اور حق تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز بفحوائے لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ چھپی ہوئی نہیں الحاصل جب توحید الٰہی کے

سات رکن تھے اور توحید سوائے ان رکنوں کے کامل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسواسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے کلمہ توحید کا سات لفظوں سے مرکب کر کے اپنے بندوں کو عطا فرمایا کہ فی الجملہ ان سات رکنوں پر شامل ہو جائے۔

اشارۃ السابعہ۔ سمجھنا چاہیئے کہ اہل تذکیر نے اس مضمون کی تائید میں ایک لطیفہ مقبولہ ایزاد کیا ہے کہ ہم اس لطیفہ سے ساتوں اشارتوں کو ختم کرتے ہیں کہ اے میرے بھائیو! ہر ایک بندہ کے لئے سب حالتوں سے سات حالتیں سخت ہیں۔ موت باسکرات۔ اور گور باحضرت اور منکر نکیر باصلابت۔ قیامت باخصومت۔ حساب باعتابت۔ سوال باسیاست۔ اور ترازو باہیبت اور صراط بادقت اور انشاء اللہ یہ سات صعوبتیں اس سات لفظوں کے کلمہ کی برکت سے مرتفع ہو جاوینگی آج تم اس کلمہ طیبّہ کو ساتھ اخلاص دل کے اپنی زبان پر جاری کیا کرو تاکہ اُسکی برکت سے مرگ کے دروازے پر پہونچتے وقت تمکو یہ بشارت ملے تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اور لحد میں رُوح وراحت پاوے فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ ۔ اور منکر ونکیر کے آنے کے وقت یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ پیش کر کے اپنی سُرخروئی حاصل کرے اور قیامت کے میدان میں خطاب سماوی کا پاوے کہ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اور حساب کے مقام میں فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا سہولت پائے اور اعمال تلنے کیوقت اپنے حساب کے پلہ کو سیئات کے پلہ سے وَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَہُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ جھکا ہوا پائے اور پُلصراط سے بحکم ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا برق لامع کیطرح پار ہو جائے۔ جب تم ان سات گھاٹیوں سے سلامت گذر جاؤگے تو حق سبحانہ وتعالیٰ تمکو اس کلمہ کے صلہ میں سات دولتیں اور عطا فرمائیگا اوّل تم سات بہشتوں کے مالک ہو جاؤ گے کما ورد فَاَثَابَہُمُ اللّٰہُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ دوم حضرات انبیا علیہم السلام کی ہمسائگی سے ممتاز ہو جاؤ گے اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا سوم جنت کی حوریں تمہاری خدمتگاری کیلئے مقرر ہو جاوینگی وَزَوَّجْنٰہُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ چہارم ولدان اور غلمان تمہاری خدمت کیلئے دست بستہ حاضر رہیں گے۔ وَیَطُوْفُ عَلَیْہِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۔ پنجم بہشت کی نہروں سے تمکو برتنے کیلئے پانی ملیگا۔ فِیْہَآ اَنْہٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۔ ششم جب تم بہشت میں جاؤگے تو اس کلمہ کی برکت سے ملائکہ تمہارا استقبال کریں گے۔ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْہَا خٰلِدِیْنَ ۔ ہفتم حق سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار اور لقاء اور رویت سے مشرف ہو جاؤ گے کما ورد

وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ۱ اشعار

ولا اشتاق دیدارم غریب وعاشق ہستم	اکنون عزم لقا دارم من اینک رخت بربستم
توئی قبلہ ہمہ عالم ز قبلہ رُو نہ گردانم	بدین قبلہ نماز آرم بہر وادی کہ من ہستم
مرا جانان درین قالب وانگہ جز توام مذہب	کہ من در نیستی جانان بعشق تو برون جستم
	وگر جز دامنت گیرم بریدہ باد این دستم

زاد الذاکرین میں حضرت ابوہریرہ اور ابوموسے اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی دلی اخلاص سے ایکبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کے اس پاک گفتار سے ایک فرشتہ جس کے دو بازو سبز اور موتیوں اور یاقوتوں سے جڑے ہوئے ہیں پیدا کردیتا ہے اور اس فرشتہ کا قدوقامت اسقدر ہے کہ اگر دونوں بازؤں کو کھولے تو مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر وُہ فرشتہ آسمان پر جاکر خدا تعالیٰ کی رحمت کی بیکنار نہر میں غوطہ مار کر اپنے جسم کو خوب طرح صاف اور پاک کرتا ہے جب اُس نہر سے باہر نکلتا ہے تو ملکوت کی ہوکے میدان میں کھڑا ہوکر اپنے بدن کو بڑے زور سے جھاڑتا ہے اور اس کے ہر ایک بال سے قطرات پانی کے جدا ہوا کرتے ہیں۔ حق جل وعلا اُس کے ہر ہر قطرے سے فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وُہ فرشتے جن کی تعداد سوائے رب العباد کے کوئی نہیں جانتا ہے تاقیامت تسبیح وتہلیل میں مشغول ہوکر اس کا ثواب اس کلمہ طیبہ کے گوینده کے اعمالنامہ میں مندرج کراتے رہتے ہیں ازاں بعد وہ فرشتہ اصلی عرش کے نیچے آتا ہے اور اس مومن بندہ کے بخشانیکے لئے بڑا اہتمام کرتا ہے اور ملک العلام کی بارگاہ میں اضطراب مالاکلام ظاہر کرتا ہے۔ حاملان عرش اُسکی بیقراری اور اضطراری کو دیکھ کر تسلی آمیز باتیں کہکر اُسکی دلداری کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے فرشتے تو اس قدر بے قرار مت ہو۔ اور اتنا اضطراب مت کر فضل باری تیری اس اضطراری اور بیقراری پر رحم فرمائے گا۔ وُہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے میرے معزز بھائیو میں جب تک اس کلمہ طیبہ کا گوینده جس کی طفیل خالق کائنات نے میرے وجود کو پیدا کیا مغفوروں کے سلک میں منخرط نہو جائیگا تب تک میرا آرام کرنا اور اطمینان سے بیٹھنا محال ہے جب فرشتہ یہ بات کہیگا تو حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آجائیگا اور حاملان عرش کو حضرت عزت سے فرمان پہونچتا ہے کہ اے عرش کے اُٹھانیو الو فرشتو تم میری اس بات کے گواہ رہو کہ میں نے اس کلمہ طیبہ کو کہنے والیکو بخشدیا ہے

بلکہ اُسکو اُس کے اہلبیت کے ستر آدمیوں کی شفاعت کا منصب بھی عطا کر دیا ہو زان بعد وہ فرشتہ فرش معلّےٰ کے نیچے اُس عطیّہ سنیّہ کے شکریہ کے لئے تا قیام قیامت سجدہ میں پڑا رہیگا جب روز قیامت قایم ہوگا اور مخلوقات عرصات میں کھڑی کیجایئگی اُس ساجد فرشتہ کو حکم ہوگا کہ اے فرشتہ ہمارے حکم کے پہنچنے تک تم بدستور سجدہ میں پڑے رہو جب مخلوقات قیامت کی عرصات میں جمع ہوجایئگی اور خلائق مشکلات میں پڑیگی چنانچہ صعوبات قیامت میں مبین ہوگا۔ تب فرمان الٰہی اُس فرشتہ کو صادر ہوگا کہ اے فرشتے اب تیری مددگاری کا وقت ہی تو اپنی دوست گوئندہ کلمہ طیبہ کا ہاتھ پکڑکے پلصراط کی گھاٹی پرسے لیجا کر بہشت میں پہنچا دے اور اِس کام میں جلدی کر مبادا کہ اُسکو کسیطرح کا صدمہ پہونچے وہ فرشتہ بحکم ملک العلام اس کام کو بخوبی انجام کرکے ہین بندے کو سالم وغانم بہشت میں پہنچا دیگا جب وہ بندہ بہشت میں پہنچیگا تو اُس فرشتہ سے سوال کریگا کہ اے رسُول حقتعالیٰ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے کہ تو نے اس سخت حالت میں مجھ عاجز کی دستگیری کی اور مجکو ان عقبات اور خوفناک مکانوں سے سلامت باکرامت گذارا وہ فرشتہ کہیگا کہ تمکو یاد ہوگا کہ فلانے دن اور فلاں مکان میں تو نے دلی اخلاص اور صدق سے کلمہ طیبہ زبان پر چلایا تھا میں اُس کلمہ کا ثواب ہوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تیری فروماندگی رفع کرنے کے لئے مجکو مقرر کیا اس لئے میں نے اپنے مقدور کیموافق تم کو ایک قسم کی امداد کرکے ان سخت گھاٹیوں سے سلامت باکرامت بہشت میں پہونچایا ۔ اشعار

ہرکس کہ از سر معرفت آگاہست گوئندۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ است	از جملہ ملازمان این درگاہست دارندہ خلیل مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ است

نکتہ لطیفہ کلمہ طیبہ اے میرے بھائیو! اس کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی حجرات کے صحن کیطرف دیکھو کہ فضلات نقاط سے بالکلیہ خالی ہے۔ اس کلمہ کے چوبیس حرف ہیں انمیں سے ایک بھی نقطہ دار نہیں اسکا موجب یہ ہے کہ یہ کلمہ طیبہ یگانگی کا کلمہ ہی اور نکتہ دوگانگی کا نشان ہے۔ اگر بالفرض کلمہ طیبہ کے حروف نقطہ کو قبول کرتے مثلاً ایک نقطہ کو اُٹھاتے جیسا جیم اور نون ہے یا کوئی دو نقطہ والا حرف ہوتا جیسے تؔ اور قؔ یا حرف مثلثہ جیسے ثؔ اور شؔ معجمہ غرض اس قسم کے حرفوں سے کوئی نہ کوئی اس کلمہ شریف میں داخل ہوتا تو کئی طرح کے شکوک عارض ہوتے۔ دیکھو اس کلمہ کے حرفوں نے نقطہ وحدانی کو قبول نہ کیا اس لئے کہ نقطہ کے آنے سے شرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ نقطہ نے مثنوی کو بھی اپنے

پر نہ آنے دیا لَا تَتَّخِذُوا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ لفظ ثلاثی کو بھی اختیار نہ کیا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ حتیٰ کہ سب داناؤں کو یہ بات روشن ہو جائے کہ جب کلمہ طیبہ میں ایک نقطہ کی بھی گنجایش نہیں تو توحید الٰہی میں ماسوائے اللہ کی گنجایش کب ہو سکتی ہے لمعات میں لکھا ہے کہ معشوق حقیقی کی غیرت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ عاشق ہمارے غیر کو دوست نہ رکھے اور غیر کا محتاج نہ ہووے اسیواسطے اپنی ذات مقدس کو عین اشیا کا بنایا کہ جس چیز کو دوست رکھے اور جس چیز کا محتاج ہووے اُسی کا ہووے ؎

غیرتش غیر در جہان نگذاشت	لاجرم عین جملہ اشیا شد

اور ظاہر ہے کہ آدمی کسی چیز کو ایسا دوست نہیں رکھتا ہے جیسا کہ اپنے وجود کو اسی اشارت سے تو سمجھ جائیگا کہ تو کون ہے۔ اور کہاں سے آیا ہے اور تیری اصلی حقیقت کیا ہے وَنِعْمَ مَا قِيْلَ ؎

تا گمان نبری کہ آن رشتہ دو تو	یک تار است خود اصل و فرع بنگر نیکو
این او ست ہمہ ولیک پیداست بمن	شک نیست کہ این جملہ منم لیک بہ او

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِيْ

مِنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر فی خالصۃ الحقائق والمعارف قال اهل اللغة الصلوٰة هی الدعاء وقال اهل المعرفة الصلوٰة اربعة اشياء الشروع مع العلم والقيام مع الحياء والاداء مع التعظيم والخروج مع الخوف وقال اهل الحقيقة الصلوٰة التوجه بالكل الى من له الكل وقيل الاعراض بما سوى الله والتوجه الى الله وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ صَلٰوةِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ عَذْبٍ يَمُرُّ بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ يُذْهِبُ بِالذُّنُوْبِ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ خالصۃ الحقائق میں لکھا ہے

کہ اہل لغت نے کہا کہ نماز دعا ہے اور اہل معرفت کا قول ہے کہ نماز چار چیزیں ہیں۔ شروع کرنا ساتھ علم کے اور قیام کرنا ساتھ حیا کے اور ادا کرنا ساتھ تعظیم کے اور نماز سے نکلنا ساتھ خوف کے۔ اور صاحبان حقیقت اسطرف گئے ہیں کہ نماز بالکلیہ ہمہ تن ظاہراً و باطناً اللہ تعالیٰ کیطرف توجہ کرنا ہے کہ اُس کے دل میں خطرات نفسانیہ اور خیالات دُنیاویہ واقع نہ ہوں۔ اور بعض حضرات صوفیہؒ نے کہا ہے کہ ماسوائے اللہ سے اعراض اور توجہ الی اللہ کو نماز کہتے ہیں۔ نمازی اپنے دل میں ایسا خیال کرے کہ گویا اسوقت میں اپنے مالک کی بارگاہ کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ جیسا کہ مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔ **مثنوی**

گفت پیغمبر رکوع است و سجود	بر درِ حق کوفتن حلقہ وجود
حلقۂ آن در ہر آن کو مے زند	بہر او دولت سرے بیرون کند
گفت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یزدان ما	قرب جان شد سجدۂ ابدانِ ما
چون رکوعی یا سجودے مرد گشت	شد ز آن عالم سجود او بہشت
چون پریدہ از دہانش حمد حق	مُرغ جنت سازدش ربّ الفلق

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ صَلٰوۃِ الْخَمْسِ کَمَثَلِ نَھْرٍ عَذْبٍ یَمُرُّ بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَقْتَحِمُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ الْخَمْسَ یُذْھِبُ بِالذُّنُوْبِ کَمَا یُذْھِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت رسالت ماہ فلک جلالت گلشن راز کے عندلیب منبر ناز کے خطیب تخت لولاک کے سُلطان منشور۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ کے عنوان میدان رکوع و سجود کے مبارز دائرہ وجود کے نقطہ بارز یعنے احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نے جب سفر بخیظ معراج سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی سے مراجعت فرمائی تو اپنی پیاری امت کے محتاجوں کے لئے مشاہدت کے خوانچہ سے حظ عظیم یعنے ایک بڑا حصہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ اپنے ساتھ لائے اور علی الصباح اپنے ہوا خواہوں میں جلوس فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ پنجگانہ نماز کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر میٹھے پانی سے بھری ہوئی بہتی ہو اور وہ ہر روز پانچ دفعہ اُس سریع السیر اور کثیر الخیر پانی میں داخل ہو کر اپنے بدن کی آلایش اور میل کو دھو ڈالے۔ اے میرے اصحاب کیا اُس شخص کے بدن پر کسی طرح کی میل اور کدورت باقی رہجاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ پانچ نمازیں تمہارے ہر ایک کے دروازے

پہنچ رہتی ہے تمکو ذلّات اور گناہوں کی میل سے صاف اور پاک اور تمہارے وجودوں کو نور معرفت سے مجلّی کردیتی ہے ؁

فقیہ ابو اللیث نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضہ سے نقل فرمائی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک روز وضو کر کے حاضرین مجلس کو فرمایا کہ مینے حضرت سید الانبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وضو کرنا سیکھا چنانچہ جناب حضرت رسالت مآب نے ایک دن مجھ کو اس بشارت سے بشّر فرمایا کہ اے عثمان جو شخص وضو کیے زاں بعد اٹھکر ظہر کی نماز پڑھے صبح سے ظہر تک جتنے گناہ صغیرہ کبیرہ اُس سے سرزد ہوتے رہتے ہیں اس نماز کے ادا کرنیکی برکت سے سب بخشے جاتے ہیں اور جب عصر کی نماز با نیاز ادا کرلے ہے تو مابین ظہر اور عصر کے جو ذلّات اور ناپسندیدہ حرکات اُس بندہ سے صادر ہوتے ہیں اس نماز کے یُمن سے خدا تعالیٰ معاف کردیتا ہے اور جب مغرب کی نماز ادا کیجاتی ہے تو عصر اور مغرب کے درمیان جسقدر اُس نمازی کے وجود سے عصیان عمد یا نسیان کی صُورت میں سرزد ہوتے ہیں اس نماز کی طفیل بخشے جاتے ہیں اور مومن آدمی جب عشا یعنے خفتن کی نماز بصد عجز و نیاز کے ادا کرتا ہے تو مابین مغرب اور عشا کے جو خطا یا جفا اُس بندۂ خدا سے وقوع میں آتے ہیں اس نماز کے ذریعہ سے اُنسے درگذر کیجاتی ہے بعد ازآن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس نماز کے بعد بشریّت کے اور دنیاوی امورات محنت شاقہ کے تکان سے اُسپر نیند غالب ہو جائے۔ علی الصباح اُٹھتے ہی وضو کر کے صبح کی نماز ادا کرے حق سبحانہ وتعالیٰ جو کچھ اُس سے مابین نماز عشا اور نماز صبح کے ظہور میں آوے معاف فرما دیتا ہے پھر جناب مستطاب علیہ التحیات والصلوٰت نے فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نمازیں گناہوں کو دُور کردیتی ہیں صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم جب حسنات سے نمازیں مراد ہے تو باقیات صالحات سے کیا مراد رکھی جاویگی حضرتؐ نے فرمایا کہ باقیات صالحات ان پانچ کلموں کیطرف اشارہ ہے یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ +

حدیث فی فضیلت الصّلوٰۃ۔ انس بن مالکؓ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سید الانبیا علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آدمی بہ نیت نماز کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہتا ہے بمجرد کہنے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کے اپنے گناہوں کی غار سے باہر نکلجاتا ہے اور ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا اور جب اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

الرَّجِیْمِ کہتا ہے تو ملائکہ کراماً کاتبین اُسکے بدن کے بالوں کی تعداد کے برابر ایک سال کی عبادت اُس کے اعمالنامہ میں لکھدیتے ہیں اور جب سورہ فاتحہ پڑھتا ہے گویا اُس نے حج اور عمرہ دونوں کئے اور جب رکوع کرتا ہے تو گویا اُس نے اپنے وجود کے برابر ہموزن سونا راہ خدا میں تصدق کیا جب وُہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہتا ہے تو اسقدر ثواب حاصل ہوتا ہے کہ گویا اُس نے خدا تیم کی ساری کتابیں پڑھیں اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہے تب حق سبحانہ وتعالےٰ اُسکی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور جب سجدہ کرتا ہے تو اُس کے بدن کے ہر جزو کے برابر اُس کے اعمالنامہ میں اعمال حسنہ لکھے جاتے ہیں اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے تو آیات منزلہ آسمانی کی گنتی کے برابر گویا اُس نے غلام آزاد کئے اور جب اَلتَّحِیَّاتُ سے فراغت پاتا ہے تو حقتعالےٰ اُس کو صابروں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور جب سلام کہتا ہے تو بہشت کے دروازے اُس کے لئے کھلجاتے ہیں جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہو جائے

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایکروز حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ درخت کی ایک شاخ جس کے پتے سُوکھے ہُوئے تھے۔ ہاتھ سے اُٹھا کر اُسکو زور سے جھاڑا کہ اُس کے سارے پتے نیچے گر پڑے۔ سلمانؓ فارس میدان عرفان نے اپنے رفیق سے کہا کہ اے میرے رفیق تونے مجھ کو اس میرے عمل کی بابت نہیں پوچھا میں نے یہ عمل بیہودہ نہیں کیا رفیق نے استفسار کیا کہ اے سلمانؓ اس عمل کا بیان فرمائیے حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اسیطرح میں ایکروز حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں مستفید تھا اتفاقاً آنحضرتؐ نے ایسی شاخ جس کے پتے خشک ہو گئے تھے اُٹھا کر اپنے دست مبارک سے اُس کو ہلایا اور اُس کے سارے پتے جھڑ گئے اور مجھ کو ارشاد فرمایا کہ اے فارس میدان ارادت تونے اسکا باعث مجھ سے کیوں نہیں پوچھا اُسوقت میں نے آپکی خدمت میں التماس عرض کیا تو آپنے یہ جواب باصواب دیا اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰی صَلٰوۃَ الْخَمْسِ تَحَاتَّتْ خَطَایَاہُ مِثْلَ ھٰذِہٖ الْاَوْرَاقِ یعنی اے سلمان جب مسلمان نے وضو کیا اور وضو کے آداب اچھیطرح بجالایا پھر اُس نے پانچ نمازیں اپنے وقت میں ادا کیں اُس کے گناہ اُسکے بدن سے ایسے گر جاتے ہیں جیسے اس شاخ سے پتے گر گئے۔ ہیں پھر آنحضرتؐ نے یہ آیت پڑھی اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ شان نزول اس آیت کا حضرت شہاب الدین سُہروردی رح نے عوارف میں یوں لکھا ہے کہ ابوالبشر عمر انصاری مدینہ طیبہ کے رہنیوالوں میں سے تھا اور خرما فروشی کا کام کیا کرتا تھا ایک

عورت بغرض خرما خریدنے کے اُسکے پاس آئی ابو البشر عمر انصاری کا دل بمقتضائے بشریت اُس عورت خوبصورت نیک سیرت کو دیکھکر بدل گیا اور کہا کہ اے عورت اس سے بہتر خرمے میرے گھر میں موجود ہیں اگر تجھ کو مطلوب ہیں تو میرے ساتھ میرے گھر تک چل وہ سادہ عورت اُس حضرت کے ساتھ چل پڑی گھر میں داخل ہوتے ہی ہوائے نفسانی اور اغوائے شیطانی سے اُس عورت کو بغلوں میں لیکر تقبیل اور تعانق میں جو مقدمات شہوت رانی کے ہیں تقدم کیا اُس عورت نیک سیرت نے کہا کہ ای ابو البشر خدا تعالیٰ حاضر ناظر سے ڈر اُس کے رسول برحق کا لحاظ کر اور ایسی بیحیائی نہ کر ابو البشر کی غفلت کی آنکھ کھل گئی اپنی حرکت نامناسب سے نادم ہو کر دوڑتا ہوا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اُس شخص کے بارے میں جو کسی بیگانہ عورت کیساتھ مراودت کرے اور سوائے مجامعت کے اور جو کچھ معاملات مردوں کے عورات کیساتھ ہوتے ہیں اُس سے سرزد ہوں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ نے جو اُس جلسہ میں جلیس تھے فرمایا کہ اے ابو البشر اگر تو اس ناشائستہ امر کو چھپائے رکھتا۔ تو حق تعالیٰ جسکی صفت ستاری ہے کبھی تیرے راز کو فاش نہ کرتا جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ نے کچھ جواب میں نہ فرمایا بلکہ اتنا فرمایا کہ میں اس باب میں اپنے حاکم حقیقی عزاسمہٗ کے حکم کا منتظر ہوں اسی اثناء میں عصر کی نماز کی تیاری ہوگئی جب حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے حضرت جبریل امین علیہ السلام یہ آیت لے آئے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ حضرتؐ نے فرمایا اے ابو البشر عرض کیا یا رسول اللہ بندہ قاصر حاضر۔ فرمایا تو نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز ادا کی ہے عرض کیا۔ جی حضرتؐ نے فرمایا جا خوش رہ یہ نماز تیرے گناہوں کا کفارہ ہوگئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ یہ ابو البشر ہی کا خاصہ ہے یا آپ کی ساری امت کے لئے عام حکم ہے۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ عَامٌّ لِلنَّاسِ ✦

الحدیث فی فرضیۃ الصلوٰۃ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرق درمیان بندہ اور کفر کے نماز چھوڑنیکا ہے یہ صحیح مفاتیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے۔ اور اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ فرق درمیان بندہ کے اور اسمیں کہ وہ کافر ہو جاوے یہ ہے کہ نماز کو ترک کردے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا ضروری رکن ہے اور بہشت میں جانیکا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار پانے کا بڑا ذریعہ ہے

اور وُہ نماز ہر ایک مسلمان صاحب عقل اور جوان پر فرض ہے۔ مرد اور عورت اس امر میں برابر ہے
کافر اور دیوانہ اور لڑکا اس امر سے مستثنےٰ ہیں لیکن بچہ سات برس کا ہو جاوے تو مربیوں کو لازم
ہے کہ اُسکو نماز پڑھنا سکھا دیویں۔ اور جب لڑکا دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑھے تو مار کر ڈرا کر
پڑھانا چاہئے کما ورد قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ
اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ جیسا کہ فرمایا رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کرو اپنی اولاد کو نماز کیواسطے جب وُہ سات برس کے ہوں اور جب
اُن کی عمر دس برس کی ہووے تو اُن کو مار کر نماز پڑھاؤ کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اُن پر نماز فرض
نہیں ہے پس جب وہ دس برس کے ہو جاویں تو وہ یعنی لڑکے نماز کے چھوڑ دینے پر دُنیا میں
سزاوار شرعی سزا کے ہیں اور شارع علیہ السلام نے جو لڑکے غیر مکلف کیلئے یہ سزا فرمائی ہے
اس نظر سے تاکہ لڑکے نماز کے عادی ہو جاویں اور لڑکپن میں اُنکا دل نماز کیطرف لگا رہے
یہاں تک کہ جوان ہو کر نماز کی ترک نہ کریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع
اُمت سے ثابت ہے۔ اما القرآن کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا
مَّوْقُوْتًا اَیْ فَرْضًا مُوَقَّتًا۔ قرآن کی تو یہ آیت ہے۔ یہ نماز ہے مسلمانوں پر وقت باندھا حکم۔
اے وقت بندھی ہوئی سو یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز فرض بندھی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں
کی ہے بلا عذر وقت معینہ سے ادھر اُدھر ہرگز جائز نہیں۔ کما ورد اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ
مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی مَضٰی وَقْتُھَا عُذِّبَ فِی النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَالسَّنَۃُ
ثَلٰثُ مِائَۃٍ وَسِتُّوْنَ یَوْمًا کُلُّ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفُ سَنَۃٍ اسواسطے کہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی یہانتک کہ اُسکا وقت اپنی حد سے نکل گیا پھر قضا کی تو دوزخ میں
کئی حقبے عذاب کیا جاویگا۔ اور ایک حقبہ اسّی برس کا ہوتا ہے۔ اور برس تین سو ساٹھ دن کا
ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی ہوگی +

سمجھنا چاہیئے۔ کہ عذر شرعی جس سے نماز کے وقت کا ٹلنا مباح ہوتا ہے وُہ چھ چیزیں
ہیں ایک تو بھول جانا۔ دُوسرے سو جانا۔ تیسرے بیہوش ہو جانا۔ چوتھے دیوانگی۔ پانچویں
حیض کا جاری ہو جانا چھٹی نفاس۔ اور سوائے ان عذرات مذکورہ کے نماز کے وقت میں
دیر کرنا ہرگز جائز نہیں۔ نماز کی عدم تاخیر میں اسقدر تاکید ہے۔ چنانچہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہے کہ
حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سر بچہ کا نکل چکا ہو اُسوقت نماز کا وقت گذرنے لگے تو وہ عورت اگر

کر سکے تو وضو کرے نہیں تو تیمم کرے اور اس بچہ کا سر ہنڈیا میں یا گڑھے میں رکھدے اور نماز بیٹھکر رکوع اور سجدے سے ادا کرے۔ اور اگر یہ نہ ہوسکے تو اشارہ سے پڑھے یعنی اُسمیں عورت اپنی قدرت کے موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چھوڑے۔ اسواسطے کہ جب تک وہ صاحب نفاس نہیں ہوتی نماز اُس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ اور نفاس جب ہوتا ہے جو اکثر ولد اور خون نکلے اور علیٰ ہذا القیاس جو شخص دریا کے اندر تختہ پر بیٹھا رہ جاوے نماز کا وقت جانے لگے۔ تو اعضاء وضو کے وضو کی نیت سے پانی میں داخل کرے پھر اشارہ سے نماز پڑھے اور نماز کو ترک نہ کرے اور ایسا ہی جس کے دونو ہاتھ رہ جائیں اور اُس کیساتھ کوئی ایسا نہ ہو جو وضو یا تیمم کرادے تو وہ اپنا مُنہ اور ہاتھ کہنیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر ملے اور نماز پڑھ لے اور انکو نماز کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ درنگ کرنا وقت سے جائز ہے ؂

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! دیکھو اور سوچو ان مسائل ہیں جو فقہا نے بیان کئے ہیں کیا تم کو تاخیر نماز کا بھی وقت سے سوائے عجز تمام کے کوئی عذر ملتا ہے چہ جائیکہ ترک کرنا نماز کا۔ الحاصل مکلف کو نماز کے ترک کرنیکی اور نہ وقت سے تاخیر کرنیکی باوجود طاقت ادا کے ہرگز گنجایش نہیں ہے خواہ کیسا ہی عذر ہوا کرے۔ یہ بیان تو استدلال فرض موقت ہونیکا ہے۔ اما کونہا خمسًا فقولہ تعالیٰ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى الآیہ اسپر پنج وقت کی نماز مقرر ہونیکے واسطے یہ آیت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خبردار رہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور یہ آیت قطعی دلیل ہے کہ نماز مفروضہ پانچ ہیں۔ اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہے جس کے ساتھ نماز درمیانہ ہو اور کم سے کم جمع سالم جس کیساتھ درمیانہ ہو چار ہیں تین نہیں ہیں سو امر واسطے محافظت نمازوں کے جس کیساتھ میانہ بھی ہو درحقیقت امر ہے پانچ نمازوں کا بالضرور اور نیز فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ نے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ پس پاک اللہ کی یاد ہے جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اُسکی خوبی ہے آسمان اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو۔ مراد تسبیح سے جو ان اوقات میں حکم ہوا ہے۔ ان وقتوں کی نمازیں ہیں۔ جنسے جزو کو ذکر کرکے کل مراد لیتے ہیں گویا یہ امر ہوا کہ خدا کی نماز ان اوقات میں ادا کرو ؂

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے کسی شخص نے پوچھا۔ کہ یا حضرت آپ کو معلوم ہے کہ ذکر پانچوں نماز کا قرآن میں ہے۔ یعنی کوئی ایسی آیت فرمائیے جس سے

پانچوں نمازوں کا وقت صاف صاف معلوم ہوجائے۔ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا ہاں۔ اور یہ آیت مذکور پڑھی۔ پس مراد آیت میں حِیْنَ تُمْسُوْنَ سے نماز مغرب اور عشار کی ہے اور حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ سے نماز فجر اور عَشِیًّا سے نماز عصر ہے۔ اور حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ سے نماز ظہر کی ہے +

واما السنۃ فکما ورد قولہٗ علیہ السلام اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ خَمْسَ صَلَوَاتٍ (الحدیث) اور حدیث میں پنجگانہ ہونا نماز کا اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مرد مسلم اور عورت مسلمہ پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اور یہ حدیث احادیث مشہورہ میں سے ہے جس سے احکام فقہی ثابت ہوا کرتے ہیں +

اما الاجماع۔ فقد ثبت قد اجتمع الامۃ من لدن عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی یومنا ھذا علٰی فرضیۃ الصلوات الخمس۔ اور اجماع امت سے یوں ثابت ہے کہ تمام امت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آجتک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہے جب فرضیت نماز کی ان دلایل قطعیہ سے ثابت ہوچکی تو اب اسکا ترک سوائے عذر شرعیہ کے جایز نہیں ہے۔ بلکہ وعیدات سخت اور غلیظ دھمکیاں بے نماز کے حق میں قرآن اور حدیث میں وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے ایک حدیث یہ ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ جِهَارًا۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے قصداً نماز کو ترک کیا تو وہ ظاہر کافر ہے۔ وفی حدیث اٰخر اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَا تَتْرُکُوا الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَکَهَا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قصداً نماز کو نہ چھوڑا کرو سو جس نے نماز کو ترک کیا وہ دین اسلام سے باہر ہوا۔ وفی حدیث اٰخر اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَهَا هَدَمَ الدِّیْنَ (الحدیث) اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قایم رکھی تو اُسنے دین کو قایم رکھا اور جس نے نماز کو ترک کیا تو دین کے گھر کو گرا دیا + ایسے ایسے وعید جو وارد ہوئے۔ اس لئے علما میں اختلاف ہے قصداً بے نمازی کی تکفیر میں۔ پس ایک جماعت صحابہ اور اُن کے بعد کے بعض لوگ تارک نماز کے کفر کے قایل ہیں۔ چنانچہ صحابہ میں سے جو تارک نماز کے کفر قائل ہیں یہ ہیں حضرت عمرؓ۔ عبداللہ ابن مسعودؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ معاذؓ بن جبل۔ جابرؓ بن عبداللہؓ۔ ابوالدرداؓ۔ ابوہریرہؓ رضؓ

عبدالرحمن بن عوفؓ۔ اور غیر صحابہ کے نام یہ ہیں امام احمد حنبل۔ اسحق بن راہویہ۔ عبداللہ بن المبارک اور نخعی۔ حکم بن عتبہ۔ ابوایوب سجستانی۔ ابوداؤد الطیالسی۔ ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سوا اُن کے اَور لوگ کہتے ہیں کہ تارک نماز کا فر نہیں ہوتا۔ اور اُن احادیث کی جو بے نماز کے کفر پر دلالت کرتی ہیں یہ تاویل کرتے ہیں کہ اگر بطور انکار ترک کرے یا بوجہ زجر اور وعید کے حمل کرتے ہیں یعنے مومن شخص نماز کو ترک نہیں کرتا۔ اور ان حضرات کی دلیلوں میں سے ایک دلیل بے نماز کے کافر ہونیکی یہ قول حضرت نبی علیہ السلام کا ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَمَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلّٰهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُکُوْعَهُنَّ وَسُجُوْدَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ کَانَ لَهٗ عَلَی اللّٰہِ عَهْدًا اَنْ یَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ عَلَی اللّٰہِ عَهْدًا اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ (الحدیث) پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کی اور رکوع اور سجود پورے پورے ادا کئے اور خوب حضور دل سے انکو ادا کیا تو یہ ذمہ ہے اُسکا اللہ تعالیٰ پر کہ اُسکو بخشیگا۔ اور جس نے یہ نہ کیا تو اس کا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں چاہے اُسکو بخشدے اور چاہے عذاب کرے۔ انتہیٰ ۔

مؤلف۔ یہ قول رسول علیہ السلام کا "اگر چاہے اُسکو بخشے" بے نماز کے نہ کافر ہونیکی دلیل ہے اس لیئے کہ اسپر علماء کا اختلاف ہے کہ کافر کی مغفرت نہیں ہے۔ **کما ورد** قال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۔ البتہ نہیں بخشتا اُسکو اللہ جو اُسکا شریک ٹھہرائے اور ماسوا شرک کے سب گناہوں کو بخشتا ہے جسکو چاہے اور فقہاء نے اختلاف کیا ہے بے نماز کی سزا میں جو عمداً بلا عذر ترک کرے امام حماد بن زید اور مکحول رح اور شافعیؒ اور مالکؒ اور احمد حنبل رحمہم اللہ علیہم کہتے ہیں کہ بے نماز کو عمداً بلا عذر قتل کریں اتنا فرق ہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک کافر سمجھکر قتل کرنا چاہیئے۔ اور اَوروں کے نزدیک حد میں قتل کریں کفر کے سبب سے نہیں اور ان احادیث کو جو بینماز کے کفر پر دلالت کرتی ہیں ان معنوں پر حمل کیا ہے کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہے اور کفر کا بدلہ دُنیا میں سوائے قتل کے اَور کچھ نہیں۔ اور ہمارے امام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بینماز کافر نہیں ہوتا اور نہ وہ قتل کیا جاتا ہے۔ بلکہ دائم الحبس کیا جاوے اور ایک امام کا قول ہے کہ اُسکو اتنا ماریں کہ خون بہنے لگے تاکہ اُس کو خوب تنبیہ اور زجر ہووے اور کوئی کہتا ہے کہ اُسکو ملے جاویں آخر نماز پڑھے یا مرجاوے اَور بعض کا قول ہے کہ اُسپر مال کا ڈنڈ ڈالدیا جاوے۔ اگر حاکم کو اس مالی سزا میں مصلحت معلوم ہو طمع کو اُسمیں دخل نہیں اسواسطے کہ علماء نے

اس سزا کی یہ کیفیت بیان کی ہے کہ بینماز کا مال لیکر ضبط کیا جاوے ۔ یہانتک کہ وُہ بے نماز توبہ کرے
تو وہ مال اُسکا واپس دیا جاوے ۔ جیسے باغیوں کا مال اطاعت قبول کرنیکے بعد پھیر دیا جاتا ہے ۔
اگر بے نماز کی توبہ کی امید منقطع ہو تو مال متروقہ اور مضبوطہ کسی مناسب جگہ خرچ کیا جاوے +

اے میرے بھائیو اس بیان کے موافق مومن پر واجب ہے کہ پانچوں نمازوں کی محافظت دِل
و جان سے رکھے پھر اُسیطرح ادا کرے جیسے فخر صادق علیہ السّلام نے فرمایا یعنی اچھیطرح وضو کرے
اور وقتوں کی رعایت رکھے رکوع اور سجود پورے پورے کرے نہایت فروتنی سے اُس کے ارکان
اور آداب بجالاوے اگر نماز کے کسی ارکان کے امر میں غفلت ہو جائے تو چاہئے کہ اُسکے سُنن اور نوافل
میں خوب کوشش کرے سُستی کو اپنے نزدیک نہ آنے دے تاکہ اُس کے فرض کامل ہو جاویں ۔
کما رُوِیَ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَام قَالَ اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَلٰوتُہٗ فَاِنْ وُجِدَتْ تَامَّۃً
کُتِبَتْ تَامَّۃً وَاِنْ نَقَصَ مِنْہَا شَیْءٌ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اُنْظُرُوْا ھَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ کَانَ لَہٗ
تَطَوُّعٌ یُکْمَلُ لَہٗ مَا ضَیَّعَ مِنْ فَرِیْضَۃٍ مِنْ تَطَوُّعِہٖ واسطے اس دلیل کے کہ روایت ہے حضرت
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو فرمایا کہ بندہ سے روز قیامت کے حساب لیا جائیگا ۔ تو پہلے پہل
نماز کا ہوگا اگر اُسکی نماز پوری نکلی تو پوری لکھی جاویگی اگر اُسمیں کچھ نقصان نکلا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا
کہ اے میرے کارکن فرشتو دیکھو تو اس میرے بندہ کی نفلیں بھی ہیں پھر اگر اُسکی نفلیں ہونگی تو
اُس کے فرض میں جو نقصان تھا پورا ہو جائیگا یعنی جس شخص نے فرضونکی نماز پڑھی اور اُسمیں کچھ
نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نوافل سے عوض ہو کر نکلجاویگا بشرطیکہ اُس کے نوافل ہوں لیکن حال
تو یہ ہے یعنی اصل مطلب تو یہ ہے کہ جو شخص فرضوں کو درست نہیں کرتا وہ نفلوں کو کب دُرست
کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگے کیونکہ نفلوں کی نماز عام لوگونکی نظر میں بہت خفیف ہوتی ہے اس
نماز کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور بیشک اکثر دیکھنے میں آیا ہے ایسے لوگوں کو جو بظاہر پڑھے لکھے
کہلاتے ہیں کچھ نفلوں میں ارکان کی تعدیل نہیں کرتے اور مرغ کی طرح ٹھونگ مار دیتے ہیں ۔
اب عوام کا جو جانور کی مثال ہیں نہ دین کو جانتے ہیں نہ اسلام کو کیا حال ہوگا بیشک تعدیل ارکان کی
امام ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے اور امام کرخیؒ کی روایت میں ہے کہ تعدیل
ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہواً ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے اور اگر عمداً ترک
کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اعادہ نماز کا واجب ہے جیسا حکم تمام نمازوں کا ہے ۔ جو مکروہ تحریمہ ہو جاتی
ہیں اور تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہے پس اس روایت کے موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا

ہے سہواً چھوڑنے سے اور نہ اعادہ لازم آتا ہے عمداً ترک کرنے سے بلکہ اُس کے نزدیک امر استحبابی ہے
مَیں کہتا ہوں اگرچہ مستحب ہے تو بھی اس مستحب کا تارک سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے کما ورد
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ سُنَّتِیْ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ یعنے جس نے میری سنت کو دیدہ
دانستہ چھوڑ دیا اُسنے میری شفاعت نہ پائی ۔ پس جب یہ حال ہے تو جو شخص بدون تعدیل ارکان کے نوافل
پڑھتا ہے تو موافق روایت وجوب اعادہ کے گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہوگا اور اُسپر اعادہ نماز کا
واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کریگا تو دوسرا گناہ ہوگا جیسا پہلا ہوا ہے ۔ اگر ہم جرجانی کی روایت کو
تسلیم کرکے تعدیل ارکان کی سُنت کے قایل ہو جاویں تو بھی اُسکا تارک مستحق عتاب اور محرومی شفاعت
کا ہے پھر جب نفلوں کا یہ حال ہے تو ایسی نفلیں فرضوں کے نقصان کو کیا پورا کرینگی ۔ ہائے
ہائے افسوس! بلکہ ایسی نفلیں نہ پڑھتا تو مستحق عذاب کا نہ ہوتا اور نہ عتاب الٰہی کا مورد تھا اور نہ دولت
شفاعت محمدی سے محروم رہتا اور نہ ملت محمدی سے باہر نکلتا ۔ کما ورد رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَاٰی
رَجُلًا لَا یُصَلِّیْ وَھُوَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَیَنْقُرُ فِیْ سُجُوْدِہٖ فَقَالَ لَوْ مَاتَ ھٰذَا عَلٰی حَالَۃٍ ھٰذِہٖ
مَاتَ عَلٰی غَیْرِ مِلَّۃٍ جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب نے ایک شخص کو
نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وُہ رکوع پُورا نہ کرتا تھا ۔ اور سجود میں ٹھونگ سی ماردیتا تھا سو آپ نے
فرمایا کہ اگر یہ شخص اسحالت میں مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کے مرتا ۔

اور بعضے میرے غافل بھائی جواز کے لفظ پر جو آئمہ کی کتابوں میں واقع ہے بھول رہے
ہیں اور عوام کو بہکا رہے ہیں اور برملا کہہ رہے ہیں کہ جو شخص قومہ اور جلسہ اور اُن کے بیچمیں طمانیت کو ترک
کرے اُسکی نماز جایز ہے اور اس امر کی خبر نہیں کہ اصول فقہ میں کیا مذکور ہے یعنی عبادات میں جواز سے
یہ مقصود ہے کہ فرضیت قضا کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ امر حلال ہے اور
گناہ نہیں ہوتا ۔ بھلا یہ کب ہو سکتا ہے حالانکہ فقہائے نے صاف صاف بیان کردیا ہے کہ قومہ اور
جلسہ اور اُس کے بیچ کا طمانیہ ترک کرنا مکروہ ہے اور امام قرطبی نے تذکرہ میں اپنے اُستاد سے نقل کیا ہے
کہ اس قول کا کچھ اعتبار نہیں ہے (کہ ارکان نماز میں کم از کم اتنا واجب ہے کہ اُس کو رکن کہہ سکیں)
اسواسطے کہ جو نمازی اتنے ہی پر کفایت کریگا تو اُسکو کہہ سکتے ہیں کہ نماز میں ٹھونگ مارتا ہے اور
اس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہے داخل ہوگا ۔ یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا
ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہے اتنا کہ جب آفتاب شیطان کے سینگوں میں جا پہونچا تو اُٹھکر ٹھونگ
مار لیتا ہے ۔

اے میرے بھائیو جب نماز کا یہ حال ہے تو حضرت نمازی اس آیت کے مضمون میں داخل ہوا قال اللہ تعالیٰ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰاتِ فَسَوْفَ يُلْقَوْنَ غَيًّا ٭ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر انکی جگہ ناخلف آئے جنہوں نے نماز گنوائی اور دنیاوی مزوں کے پیچھے پڑے سو آگے جلکر ملیلی گمراہی۔ یعنی قیامت کے دن انکو اس گمراہی اور لذات مناہی کا ثمرہ ملجائیگا اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس آیت سے نماز کے ترک کرنیوالا مراد ہے کیونکہ اکثر علما کا یہ قول ہے کہ نماز ضائع کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ نماز ترک کرے بلکہ یہ مراد ہے کہ نماز کے حدود کو قایم نہ رکھے یعنی نہ رعائت وقت اور طہارت کی کرے اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کرے کماورد عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا تُجْزِيْ صَلٰوۃٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ابن مسعود انصاری سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ نماز کافی نہیں ہے جسمیں نمازی رکوع اور سجود میں کمر سیدھی نہ کرے اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں ہیں کہ وہ اس آیت اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ کے معنی مراد کی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ جو شخص نماز کے اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس نے حدود کی محافظت نہ کی تو بیشک اُس نے نماز کو ضائع کیا سو وہ اور چیزوں کو زیادہ کھونے اور خراب کرنیوالا ہے اور جو شخص نماز کو اچھیطرح ادا کرتا ہے تو وہ نماز اپنے نمازی کو دعا دیتی ہے اور جو اُسکو بُری طرح پڑھتا ہے تو وہ نماز اُس کے حق میں بُری دعا کرتی ہے۔ کما روی اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا اَحْسَنَ الرَّجُلُ الصَّلٰوۃَ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا قَالَتِ الصَّلٰوۃُ حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَنِيْ فَتُرْفَعُ وَاِذَا اَسَاءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا قَالَتِ الصَّلٰوۃُ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ فَتُلَفُّ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهٗ۔ جیسے روائت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب نمازی نماز کو خوب طور پر پڑھتا ہے اُسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہے تو نماز یہ دعا دیتی ہے کہ خدا تیری حفاظت کرے جیسے تو نے میری حفاظت کی پھر نماز مقبول ہوتی ہے اور اگر اُس نے نماز بُری طرح پڑھی رکوع اور سجود پورا نہ کیا تو نماز کہتی ہے اللہ تجکو ضائع کرے جیسا تو نے مجھ کو ضائع کیا۔ پھر اُس نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اُس کے مُنہ پر مارتے ہیں ٭

وروی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَيُصَلِّيْ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّلَا يُقْبَلُ لَهٗ صَلٰوۃٌ لَعَلَّهٗ لَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَلَا يُتِمُّ السُّجُوْدَ اَوْ يُتِمُّ السُّجُوْدَ وَلَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَ

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّعْرِفَ صَلٰوتَہٗ مَقْبُوْلَۃً اَمْ لَا فَلْیَنْظُرْ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھے جاتا ہے اور اُسکی نماز ایک بھی مقبول نہیں اس لئے کہ کبھی رکوع پورا کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا۔ یا سجدہ پورا کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا پس جو شخص معلوم کیا چاہے کہ اُسکی نمازیں مقبول ہیں یا نہیں تو اس آیت میں غور کرے "بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی سے اور برائی سے" کیونکہ یہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑھتا ہے اور باوجود نماز پڑھنے کے اُسکا حال رب کیساتھ درست نہیں ہے بلکہ اُس سے کچھ کچھ فواحش اور منکرات عمل میں آتے ہیں تو جانے کہ اُسکی نمازیں مقبول نہیں ہیں بلکہ وہ نمازیں اُسپر وبال ہیں اور اُسکو خدا سے دور کردیتی ہیں کما ورد قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ لَّمْ تَاْمُرْہُ صَلٰوتُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ تَنْھَہٗ عَنِ الْمُنْکَرِ لَمْ یَزْدَدْ بِصَلٰوتِہٖ اِلَّا بُعْدًا۔ جیسا فرمایا ابن مسعود اور ابن عباسؓ نے کہ جس کو نماز امر بالمعروف پر شوق نہ دے اور منکرات سے منع نکرے وہ نماز اللہ سے سوائے دوری کے کچھ نہ بڑھاویگی ❊ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَۃُ مَنْ لَّمْ تَنْھَہٗ صَلٰوتُہٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ فَصَلٰوتُہٗ وَبَالٌ عَلَیْہِ۔ حضرت حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ جس کو نماز فحش اور منکر سے بند نہ کرے تو وہ نماز اُس پر وبال ہے ❊

میرے دینی بھائیو! بیشک جو شخص تمام نمازیں شرائط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی رعائت کر کے اپنی نماز کو پڑھیگا۔ تو اللہ اُسکو فحش اور منکرات سے محفوظ رکھیگا کما رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ فَتًی مِّنَ الْاَنْصَارِ یُصَلِّی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ یَدَعْ شَیْئًا مِّنَ الْفَوَاحِشِ اِلَّا رَکِبَہٗ فَوُصِفَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ صَلٰوتَہٗ تَنْھَاہُ یَوْمًا فَلَمْ یَلْبَثْ حَتّٰی تَابَ وَحَسُنَ حَالَتُہٗ ❊ اَللّٰھُمَّ حَوِّلْ حَالَنَا اِلٰی حُسْنِ الْحَالِ ❊ جیسا روائت کیا گیا ہے انسؓ سے کہ اُس نے کہا کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ادا کرتا تھا باوجود اس قرب کے جو فواحش ہوتا تھا کر بیٹھتا تھا۔ پھر کسی شخص نے یہ حال رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ بیشک اُس کی نماز کسی دن اُس کو روک دیگی پھر کچھ دیر نہ لگی کہ اُس شخص نے توبہ کی اور اُس کا حال سنور گیا ❊ "اے ہمارے اللہ! میرا اور میرے سب دینی بھائیوں کا انجام نیک کردے" اور اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہماری بدیوں کو نیکیوں سے بدل دے آمین آمین یارب العالمین ❊ مجالس الابرار من عینہ ترجمہ تمام۔

اصحاب شوق وارباب ذوق نے حضرت صلوٰۃ کو خدا کے عظیم الشان حرموں میں سے ایک اعلیٰ واولیٰ حرم سمجھا ہے اور اس محل عالی منزل کے دو دروازے ہیں۔ ایک مدخل جس کو باب التکبیر احرام سے تعبیر کیا ہے دوسرا مخرج اُسکو باب التسلیم کہتے ہیں اور اس محل میں بادشاہ عالم کے لیئے بہت سے بارگاہ اور مواقف مقرر ہیں اور اس بادشاہ نے ہر ایک بارگاہ اور موقف میں جلوہ ہو کر کئی طرح کے تحفے اپنے بندوں کے واسطے رکھے ہوئے ہیں تاکہ اُس کے دوست اور آشنا اپنے نفسانی حوائج کو بالائے طاق رکھکر جب باب التکبیر سے اُس محل میں داخل ہو جاتے ہیں تو بارگاہ قیام میں اپنے بادشاہ کے کبریائی جلوہ کو دیکھکر محظوظ ہو کر اپنے بادشاہ کی بارگاہ سے مکالمت اور مشاہدت کا نزل اُٹھا کر اپنی التجا پیش کر کے ساتھ قرأت فاتحہ کے متمسک ہو کر اُسکی حمد اور ثنا میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور جب رکوع کی بارگاہ میں پہونچتے ہیں تو سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ کہکر اُسکی عظمت کا جلوہ پاتے ہیں۔ اور جب مسجود عالم کی بارگاہ سجود میں فائز ہوتے ہیں تو سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ یاد کر کے تواضع وخضوع کا نزل حاصل کرتے ہیں۔ وعلیٰ ہذا اس عالی محل کی سب بارگاہوں کا سیر کر کے باب التسلیم کے دروازے سے سلامت باکرامت باہر نکلجاتے ہیں اور اس بادشاہ کی بارگاہ سے قبولیت کا خلعت پاتے ہیں +

اے میرے بھائیو! وہ شخص بڑا بدنصیب اور غبی عظیم ہے کہ ایسے بادشاہ کی کچہری میں حاضر نہووے اور اگر حاضر بھی ہووے اور مارے غفلت کے بادشاہ کے مشاہدہ اور مکالمہ کی دولت پانے سے محروم رہے کما روی فی الحدیث اِنَّ العَبدَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ اللّٰہُ الحِجَابَ بَینَہٗ وَبَینَہٗ وَوَاجَہَ بِوَجہِہِ الکَرِیمِ وَقَامَتِ المَلٰئِکَۃُ مِن لَّدُنِ مَنکِبَیہِ اِلَی الھَوَاءِ یُصَلُّونَ بِصَلٰوتِہٖ وَیُؤَمِّنُونَ عَلٰی دُعَآئِہٖ وَاِنَّ المُصَلِّیَ لَیَتَنَشَّرُ عَلَیہِ البِرُّ مِن عَنَانِ السَّمَآءِ اِلٰی مَفرَقِ رَاسِہٖ وَیُنَادِیہِ مُنَادٍ لَو عَلِمَ المُصَلِّی مَن یُّنَاجِی مَا التَفَتَ اَو مَا انفَتَلَ اِلٰی اَحَدٍ ۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ واسطے ادائے نماز کے کھڑا ہو جاتا ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ حجاب جو بندہ اور اللہ میں ہے درمیان سے اُٹھا دیتا ہے اور اپنی ذات مقدس سے اپنے بندہ کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس نمازی کے بازوؤں سے لیکر آسمان تک ملائکہ کی صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں اور اُسکی دُعا کی اجابت کے لیئے آمین کہتے ہیں اور نماز کے ارکان میں اس نمازی کی موافقت کرتے ہیں اور آسمان سے اُس کے سر پر رحمت کا زر نثار کرتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کہ اگر یہ نمازی اس بات کو جان لے کہ میں کس کے آگے مناجات کر رہا ہوں تو کبھی اس ناپائدار دُنیا کی طرف التفات نہ کرتا۔ عوارف میں لکھا ہے کہ جب نماز

پڑھنے والا قرأت کی تلاوت شروع کرے تو اُسمیں یہ ادب ہے کہ اُس قرأت کو اُس کا دل سُنے گویا وُہ اللہ تعالیٰ سے سُن رہا ہے یا یہ خیال کرے کہ میں اس کلام کو خدا تعالیٰ کے آگے پڑھ رہا ہوں ✦

روایت ہے کہ نماز کے لئے چار شاخیں ہیں ایک دل کا حضور دُوسرا خدا کے آگے عقل کا شہود تیسرا دل کا خشوع چوتھا نماز کے ارکان میں خضوع جب آدمی دل کے حضور سے نماز پڑھتا ہے تو جو حجاب بندہ اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے دُور ہو جاتا ہے اور جب انسان کو عقل کا شہود ہوتا ہے تو اُس سے عتاب الٰہی رفع ہو جاتا ہے اور وقت خشوع نفس کے دروازے بہشت کے کھلجاتے ہیں اور نماز کے ارکان میں انکساری کرنیسے مستحق ثواب کا بنجاتا ہے ۔ پس جو شخص بلا حضور قلب کے نماز پڑھتا ہے وہ نمازی لاہی ہے اور جو بلا شہود عقل کے نماز پڑھتا ہے وہ ساہی ہے اور جو بغیر خشوع نفس کے نماز پڑھتا ہے وُہ نمازی خاطی ہے اور جو سوائے خشوع کے نماز کے پڑھتا ہے وہ نمازی جافی ہے اور جو شخص نماز کو پورے پورے طور پر جیسا اُسکا حق ہے ادا کرتا ہے وُہ نمازی انشاءاللہ وافی ہے اور یہ نماز اُس کے بہشت میں پہنچنے کے لئے کافی ہے ۔ **کما ورد** عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْعَبْدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ مُقْبِلًا عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِقَلْبِہٖ وَسَمْعِہٖ وَبَصَرِہٖ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ ✦ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بندہ جو واسطے ادائے نماز کے کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے دل اور کان اور آنکھ کو حضرت جلال احدیت کی عالی بارگاہ کیطرف متوجہ کرتا ہے نماز سے فارغ ہوتے ہی گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا ✦

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو آدمی واسطے ادائے نماز کے مسجد میں جاتے ہیں جب دونوں نماز پڑھکر واپس ہوتے ہیں ایک کی نماز دُوسرے کی نماز پر اتنا رجحان رکھتی ہے کہ اُسکی بندگی کا بوجھ زمین کے پہاڑوں سے بھی بڑھکر ہوتا ہے ۔ اور بظاہر دونوں نمازیں مساوی ہوتے ہیں ۔ مگر تفاوت دل کے حضور میں ہے جس شخص نے نماز کو حضور دل سے ادا کیا اُسکی نماز کی فضیلت بڑھ گئی اور جس نے نماز کو صرف عادت کے طور پر ادا کیا اور اُسکا دل اپنے دُنیاوی کاموں میں لگا رہا اُسکی نماز اگرچہ بظاہر نماز ہے مگر حقیقت میں کوئی نماز نہیں ہے ۔ ہم اس باب میں چند لطائف کا ذکر کرتے ہیں دل کے کان سے سُنو ✦

لطائف معہ اشارات ۔ **مسئلہ شرعیہ** قَالَتِ الْعُلَمَآءُ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی یُکْرَہُ اِدْخَالُ الْمَیِّتِ فِی الْمَسْجِدِ وَاِنْ کَانَ طَاہِرًا ✦ یعنے مردہ کو مسجد میں لانا مکروہ ہے اگرچہ

غسل دیکر پاک اور صاف کیا ہوا ہو اے میرے بھائیو مُردہ کو باوجودیکہ غسل دیکر پاک کیا ہوا ہے مفتیان شریعت مسجد میں جو محل نماز کا ہے داخل کرنیکا فتوٰی نہیں دیتے ہیں۔ مُردہ دِل کو نماز کے عالیشان محل میں داخل کرنا اس سے بھی زیادہ قبیح اور بدتر ہوگا + **اشعار**

مستان خواب را خبرے از وصال نیست
دِل مُردہ را سماع نباشد چو حال نیست۔
دینت خدائے داد و زبان داد و عقل داد۔
یادِ خدائے کُن بزبانے کہ لال نیست
جائے تو آسمان و تو آسودہ بر زمین!
آن بال طاعتست و ترا جُز وبال نیست
جائے تو بس بلند و ترا بال ریخت۔
نتوان چنین بلند پریدن چو بال نیست
گر در پئے تفرج و بستان و جنتی
امروز تخم کار کہ فردا مجال نیست۔
برنقش روزگار منہ دل کہ عاقبت
این نقش را کہ باز کنے جُز خیال نیست
درمال دل مبند و زدانش سخن مگو
کانجا سخن بدانش و حرمت بمال نیست
این سالہا زوال پذیر اند یک بیک۔
در سایۂ گریز کہ آن را زوال نیست

لطیفہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمُ الدُّخُوْلَ فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَنْقَلِبْ نَعْلَیْہِ فَاِنْ کَانَ بِھَا قَذَرٌ فَلْیَمْسَحْ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اپنی اُمت کے لوگوں کو سمجھایا کہ جو کوئی تم میں سے مسجد شریف میں آوے چاہیئے کہ وُہ اپنے جُوتے کو پلٹ لے اگر اُسپر نجاست ہو تو اُسکو نجاست سے پاک کر کے مسجد میں لاوے۔ جو شخص نماز کے پاک محل میں داخل ہونا چاہے اُسکو لازم بلکہ الزم ہے کہ وہ پہلے اپنے دل کو دُنیاوی کدورتوں سے پاک کر کے نماز میں داخل ہووے کہ سوائے طہارت باطنی کے نماز میں داخل ہونا کچھ انسان کو فائدہ بخش نہیں۔ کما ورد۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق تعالی نے زبور کی چودھویں سورت میں فرمایا کہ اے داؤد سُن کہ میں تجھے سچ کہتا ہوں ہر چند آدمی رکوع بڑی عاجزی اور خشوع سے ادا کرتا ہے اور میرے خوف سے زار زار روتا ہے اور وہ رکوع اُسکا میرے نزدیک ایک فتیلہ کی بھی قدر نہیں رکھتا ہے اس لئے کہ مَیں اُس کے دل کا حال جانتا ہوں اور اُس کے خیال کو خوب پہچانتا ہوں اگر کوئی عورت خوبصورت یا کسی طرح کا مال اُس کے سامنے آجاوے تو یہ نمازی جھٹ اُسکی طرف مائل ہوجائیگا۔ اگر کوئی مسکین درویش اُس کیساتھ کسی طرح کا معاملہ کرے تو یہ حضرت کبھی اُسپر ظلم کرنے اور تکلیف دینے سے باز نہیں آویگا۔ اگر کسی کیساتھ کوئی سودا بھی کریگا تو خیانت کریگا۔ دینے کے وقت کم دیگا اور لینے کے وقت زیادہ تول کریگا یا داؤد طَھِّرْ قَلْبَکَ مِنَ الذُّنُوْبِ

کَمَا طَہَّرْتَ ظَاہِرَکَ مِنَ النَّجَاسَاتِ وَاعْلَمْ لِکُلِّ شَیْءٍ عِلَیْہِمْ مولانا رومؒ نے بھی مثنوی شریف میں یہیں معنے ارشاد فرمایا ہے - اشعار

سینہ و دل چون کنی صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک
ہم ببینی نقش وہم نقاش را	فرش دولت را وہم فراش را
گر تن خاکی غلیظ و تیرہ است	صیلقش کن زانکہ صیقل گیرہ است
تا در و اشکال غیبی بر دہد	عکس حورے و ملک در روی دہد

اشارت دیگر- مسئلہ شرعیّہ - وقد ورد فی کتب الفقہ بعد المأموم من الامام مانع الصلوٰۃ - شریعت کا مسئلہ ہے کہ جب مقتدی امام سے دُور ہووے تو اُسکا اقتدا صحیح نہیں یہی حکم جنازہ کی نماز میں ہے + اے میرے عزیزو اسیطرح جو دل جناب قدس خطاب انس سے دُور ہووے یعنی جس شخص نے عالم آخرت کے سازوسامان تیار کرنے سے ادبار اور روگردانی کر کے دنیا کے امورات کی طرف متوجہ ہوا اور اسی سبب سے حضرت جلال احدیت کی بارگاہ سے دُور پڑا اُس شخص کی نماز کبھی زیور قبول سے مجلّیٰ نہیں ہوگی اور وُہ کبھی دولت وصول سے مشرف نہیں ہوگا +

اشارت نقلیہ - فقہا کا قول ہے کہ ترک سنت مفسد نماز نہیں یہ بات اُن کی سچ ہے ایساہی اطبّا کا قول ہے کہ نابینائی مبطل زندگی نہیں اور اہل معرفت کا اسبات پر اتفاق ہے کہ صُورت نماز ایک جسم کی مانند ہے اور خشوع اور حضور قلب اُسکی جان ہے - فقہا کا قول ہے کہ حضورِ دل تکبیر اولیٰ کیوقت واسطے صحت نماز کے کافی ہے اور اس قسم کی نماز اہل تحقیق کے مذہب میں مانند ایک اندھے اور مفلوج اور اپاہج کے ہے - اگرچہ یہ سارے بظاہر عالم دنیا میں زندہ نظر آتے ہیں مگر اُن کو اپنی زندگی کی کچھ لذت حاصل نہیں - الحاصل جو نماز حضورِ دل سے پڑھی جاوے اور اس کے تمام ارکان نہایت انکساری کے ساتھ ادا کئے جاویں وہی نماز صحیح و درست ہے اور جس نماز میں بباعث تکاثر مشاغل حضورِ قلبی نہ پایا جاوے وُہ نماز اگرچہ بقول مفتیان وقت جائز ہے مگر نقصان سے خالی نہیں - اور یہ قصہ منجملہ یقینیات ہے - کما ورد اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَقْبَلُ صَلٰوۃَ مَنْ لَا یَحْضُرُ فِیْہِ الْقَلْبُ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - لَا تُکْتَبُ مِنْ عَبْدٍ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِلَّا مَا یَعْقِلُ - عوارف حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں اس باب میں ایک مثال لکھی ہے - اور

اہل بصیرت کو اُسکی حقیقت سے آگاہ کیا ہے اور وُہ یہ ہے کہ نماز کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے جیسا کہ آدمی کا ظاہر اور باطن ہے ۔ آدمی کے اعضاء اور جوارح اُسکا ظاہر ہے اور عقل اور زندگی اور قدرت اُسکا باطن ہے ۔ لیکن بعض اعضاؤں کا جاتے رہنا انسان کی فوت کا موجب ہوتا ہے ۔ مثلاً دل اور جگر اور دماغ اعضائے رئیسہ ہیں ۔ اگر انمیں سے کسی کو صدمہ پہنچ جائے تو پھر انسان کی زندگی محال ہو جاتی ہے اور بعض اعضاؤں کا جاتے رہنا اگرچہ موجب فوات وجود نہیں لیکن اُن کے جاتے رہنے سے انسان کی زندگی کے اکثر مقاصد جاتے رہتے ہیں مثلاً اگر شخص کے ہاتھ پاؤں ۔ آنکھ ۔ کان وغیرہ جاتے رہیں تو اگرچہ اسکی زندگی میں کسیطرح فرق نہیں واقع ہوا مگر مستلزم فوات اکثر مقاصد زندگی کا ہے اور بعض عوارض انسانی اور لوازم وجود کے فوت ہو جاتے ہیں انسان کی زندگی میں کچھ فرق نہیں ہوتا لیکن اُس کے حسن وجمال کے کمال میں نقصان ضرور ہو جاتا ہے ۔ مثلاً ایک آدمی کے ابرو اور پلکیں اور ڈاڑھی کے بال نہ ہوویں اگرچہ اُن کے نہ ہونے سے اُسکی زندگی میں کسیطرح کا نقصان لاحق نہیں مگر اُس کے حُسن صورت کی صُورت قباحت سے بدلگئی اور عوام کی نظروں میں قبیح اور بُرا معلوم ہونے لگا کوئی آدمی اُسکو پسند نہیں کرتا ۔ اور دست وہ ایک مضحکہ اور استہزا کی جگہ بنجاتا ہے ٭

اے میرے بھائیو! نماز کا بھی یہی حال سمجھو کہ ارکان مخصوصہ اُس کا ظاہر ہے اور نیت خالص اور خشوع اور حضور دل کہ نماز کی جان ہے اُسکا باطن اور قیام اور قرأت اور رکوع اور سجود قائمقام اعضائے رئیسہ کے ہیں کہ اُن کے فوت ہو جانے سے فوات نماز کا لازم آتا ہے ۔ اور واجبات اور سُنن اُسکے ہاتھ پاؤں ۔ آنکھ کے قائمقام ہیں کہ اُن کے فوت ہو جانیسے اکثر مقاصد نماز کے بھی فوت ہو جاتے ہیں اور سجدہ گاہ پر نظر اور ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنا اور پاؤں کو کھڑا رکھنا وغیرہ اُس کے آداب ہیں اگرچہ اِن امورات کی ترک سے نماز کے جواز میں فرق نہیں ۔ مگر نماز کی خوبصورتی اور حسن وجمال بالکلیہ جاتے رہتے ہیں ۔ پس جو کوئی بغیر خشوع اور حضور دل کے نماز کو ادا کرتا ہو تو اُسکی نماز کی وہ مثال ہے کہ کسی شخص نے عظیم الشان بادشاہ کیواسطے ایک کنیزک حسن وجمال میں بےنظیر ہے لیکن جان ندار یعنی مُردہ بطور ہدیہ یا تحفہ کے پیش کرے اور اگر بالفرض اُس نے نماز کو خشوع اور خلوص نیت سے ادا کیا ۔ لیکن کوئی رکن ارکان نماز سے مسلوب ہو گیا اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک کنیزک جس کا سر کٹا ہو اور اُسکی زندگی میں رمق باقی ہو بادشاہ کی حضور میں ہدیہ کرے اور اگر نماز سے واجبات کا نقصان ہو جائے اور کوئی سُنت رہ جائے تو مثل

اُس کینزک کے ہے جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوویں یا مثل اندھے کے ہے اور اگر مستحبات میں قصور ہو جاوے یا اُس کے آداب میں نقصان واقعہ ہووے کان کمن اھدی الی ملک عبداً حیاً عاقلاً افرع منتوف الحاجبین والاھداب ۔ پس اے میرے عزیز بھائیو! یہ نماز ایک تحفہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے تم جناب الٰہی میں تقرب چاہتے ہو اُسکو بڑی ہوشیاری اور عقل سے ادا کیا کرو۔ اور یہ نماز ایک وظیفہ مقرر ہے ۔ کہ بادشاہ حقیقی نے اپنی رعیّت پر مقرر کیا ہوا ہے آج تم اس وظیفہ کو بڑی احتیاط سے بے کم وکاست ادا کرو تاکہ کارگذار قضا وقدر کے اس تمہارے وظیفہ کو قبولیّت کے خزانہ میں ترتیب وار کامل طور پر محفوظ رکھیں ۔ جب عرض اکبر کا دن آویگا تو تمہارے ہدیئے بجنسہٖ تمکو دیئے جاویں گے ۔ کچھ قصور انمیں واقعہ نہیں ہوگا جن لوگوں نے اس دُنیا کی ناپائدار چیزوں سے دل کو اُٹھا کر اور بقدر ما یحتاج کے اکتفا کر کے اپنے فرائض کو نہایت ادب سے ادا کر کے اس ہدیہ کو خازن حقیقی کے خزانہ میں تسلیم کیا ہے وُہ لوگ وہاں بھی پسندیدہ مراتب اور اعلےٰ مناسب پاویں گے ۔ اور جن بھائیوں نے اس دار ناپائدار کو پائدار سمجھ کے آخرت کے تدارک سے غافل اور فرائض کے ادا سے ساہل ایسی ویسی نمازیں ٹالم ٹولم کے طور پر کبھی پڑھ لی اور کبھی وُہ بھی ندارد دنیا میں اعمال شنیعہ کے مرتکب ہوتے رہے روز قیامت کو اُن کے وہی اعمال مردودہ اور افعال مذمومہ واپس دیئے جائیں گے کما ورد وَاِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَھَا ✦

مسئلہ شرعیہ ۔ استقبال قبلہ صحت نماز کی شرط ہے ۔ اگر کوئی آدمی بغیر کسی عذر کے حالت نماز میں قبلہ سے مُنہ پھیر لیوے اور اُسپر ایک ساعت تک وقت گذر جاوے تو نماز اُس شخص کی فاسد ہو جاتی ہے ۔ اے میرے بھائیو! اس مسئلہ میں غور کرو اور دیکھو کہ قبلہ شریف جو پتھروں کا بنا ہُوا ہے اُس سے بحالت صلوٰۃ مُنہ پھیرنا نماز کا مبطل ہے تو دل کا قبلہ حقیقی یعنی حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے پھر جانا بطریق اولےٰ موجب فساد اور مستلزم بطلان ہوگا ✦

مسئلہ شرعیہ ۔ ایک آدمی نے ایک مکان بنا کر مسجد کے متعلق وقف کیا کہ اسمیں مؤذن مسجد رہا کرے ۔ شرعًا امام مسجد کو اُس مکان میں سکونت کرنا جائز نہیں ✦ **اشارہ** حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے مومن کے دل کو جو اپنی محبت کے لئے وقف کر کے واسطے سکون ایمان اور عرفان کے مقرر کیا ہُوا ہے ۔ اگر اُس کو دُنیا کے کتوّں اور بلیوں کا اصطبل بنایا جاوے ۔ اور اسمیں امورات دُنیا کے قلیل وکثیر کا محل مقرر کیا جاوے ۔ بالضرور اسکا وبال روز قیامت کے

دیکھنے کی نوبت پہونچیگی ✤

نقل ہے ۔کہ ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے عبادتخانہ میں نماز گذار رہے تھے اچانک یوسف علیہ السلام کھیلتے ہوئے پاس سے گذرے ۔حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر اُسپر پڑی بعد ادائے نماز اس کو پیار سے اپنے مصلّے پر بٹھالیا ۔جناب الٰہی میں غیرت آئی خطاب یا عتاب آیا ۔ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُفَرِّقَنَّکَ مِنْکَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً اے یعقوبؑ مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ ہم ایک نظر کے بدلے جو تونے ہماری طرف سے اُٹھا کر یوسفؑ کیطرف کی ہے تمکو اسّی برس و بقولے چالیس برس اس کے فراق کی آگ میں جلائیں گے اور تو اُسکی جدائی میں اتنا روئیگا کہ تیری آنکھیں سفید ہو جائینگی ✤ **فرد**

زحسن دلربائی ہرچہ می باید ہمہ دارد	ولیکن عاشقان خویش را بسیار میتابد

اے میرے عزیز بھائیو اغور کرنیکی جگہ ہے ۔سوچو او اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھو ۔کہ تمہارے دلوں میں سوائے محبت دُنیا اور اُس کے امور ان کے دُوسری چیز کا خیال بھی ہے یا نہیں ۔تمکو لازم ہے کہ ہر دم وہر آن میں محبت الٰہی کو جو سب چیزوں سے احسن او اعلیٰ ہے اپنے دل کے تخت پر بٹھاؤ ۔تم نے سُن لیا ہے کہ حضرت یوسفؑ کا ایک ساعت حضرت یعقوبؑ کے مصلّے پر بیٹھنا چالیس برس کی جُدائی کا مُوجب ہُوا ہے ۔تم لوگوں نے دُنیا کی محبت را تدن جو اپنے دل کے تخت پر جو جناب قدس الٰہی کی بارگاہ ہے بٹھا رکھی ہے ۔ایسا نہ ہو کہ موجب فراق ابدی کا ہو جاوے ۔عیاذاً باللہ ؎

دلے کہ دلدل میدان کبریا باشد	نہ در طریق ہوا مرکب ریا باشد
دلے کہ در نظرش ہیچکس نیاید راہ	حدیث نیک و بد غیر نقش بوریا باشد

اشارات قرآنیہ ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰارٰی حق سبحانہ و تعالٰے نے اس آیت میں عدم قربان نماز کیلئے شراب کے پینے کو نہیں فرمایا بلکہ سُکر کو موجب قربان نماز ٹھیرایا ہے ۔اور تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دُنیا کی حرص اور محبت کا سکر یعنی نشہ شراب کے نشے سے کئی درجہ بڑھکر ہے اسواسطے کہ شراب کا نشہ دم بدم بدن سے کم ہوتا جاتا ہے اور دُنیا کی حرص کا نشہ ہر دم بڑھتا جاتا ہے ✤ پس اے میرے عزیزو ۔نماز خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرنا ہے ۔اور مناجات غفلت کی حالت میں کچھ فائدہ نہیں دیتی ۔بلکہ خدا تعالیٰ کو اپنے پر ناراض کر لینا ہے اس باب میں ایک مثال پیش کرتا ہوں ✤

حکایت۔ ریاض القدس میں لکھا ہے کہ شیخ علی وقاص قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نصر احمد نام ایک بادشاہ تھا اُسکا ایک غلام خدمتگار فرمانبردار خوبصورت نیک سیرت تھا اور بادشاہ بہ نسبت دیگر غلاموں کے بہت چاہتا تھا اور اسکا مرتبہ اور منصب سب خادموں سے بڑھ کر تھا ایکدن وہ غلام بادشاہ کی خدمت میں کمر بستہ کھڑا تھا۔ نصر احمد نے اُسکی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ اور فرمایا دیگر خادموں نے حسب الحکم اُس غلام کو تپتے ہوئے تنور میں پھینکدیا وہ بیچارہ جیتے جی تنور میں پڑتے ہی جل بل کر کوئلہ ہوگیا۔ بادشاہ غضبناک ہوکر اپنے خاص خلوتخانہ میں چلا گیا۔ خاص و عام غلام کے انجام کو دیکھکر دریائے حیرت میں ڈوب گئے کسی کا یہ مقدور نہ تھا۔ کہ بادشاہ سے اس عجیب امر کا باعث پوچھے۔ چند روز کے بعد ایک وزیر گستاخ نے فرصت اور موقع دیکھ کر بادشاہ سے التماساً سوال کیا کہ اے سلطان دادگستر اور اے بادشاہ عالی منظر حضور کے نظر منظور غلام سے ایسا کیا قصور ظہور میں آیا کہ جناب مستطاب نے اُس کو غصہ کی آگ میں جلا دیا۔ بادشاہ نے جواباً فرمایا کہ جس وقت میں نے اس غلام نافرجام کو دیکھا تو اَوروں کی طرف دیکھ رہا تھا جو بندہ زرخرید اپنے مالک کیساتھ ایسا معاملہ کرے اُسکی یہی سزا ہے کہ اُسکو جیتے جی آگ میں جلا دینا چاہیئے۔ **اشارۃ** اس عبرت انگیز حکایت میں یہ اشارت ہے کہ خالق کائنات نے بندے کو تمام مخلوقات سے اشرف المخلوقات پیدا کر کے کرامت کا تاج وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اُس کے سر پر رکھا اور فضیلت کا خلعت بحکم فَضَّلْنَا اُس کے ہا استقامت تن پر پہنایا اور اپنی معرفت کے خزانے کا دروازہ اُس کے سینہ پر کھولدیا اور بخت و دولت کا بہشتی تخت اُس کے جلوس کے لئے آراستہ کر رکھا۔ اور اُس کو اپنی مناجات کے مقام کی راہ بتادی اور ہمیشہ نظر عنایت سے اُسکو مخصوص کرتا رہا۔ وُہ بندہ اگر حالت مناجات اور ادائے صلوٰۃ میں خشوع اور خضوع اور انکساری بدرگاہ باری کو چھوڑ اُس کے غیر کیطرف التفات کرے تو بیشک وہ مستحق عذاب اور مستوجب عتاب کا ہو جائیگا۔ العیاذ باللہ۔

اے میرے بھائیو! اگر تم ایسے عذاب اور عتاب الٰہی سے چھوٹنا چاہتے ہو تو تما امکن عبادت کیوقت ماسوے اللہ سے مُنہ موڑ کر اُسکی اطاعت میں مصروف رہا کرو اور فرصت کو غنیمت سمجھا کرو اور جو کچھ مال و دولت اولاد وغیرہ تمہارے پاس ہے اُسے منعم حقیقی کا احسان جانو اور ہمیشہ اخلاص میں کوشش کیا کرو۔ اور ریاکاریوں سے بچو کہ ریاکاری عین زیان کاری ہے۔ **نظم**

رو در قبلہ روئے کن	خلق بگذار خدا جوے کن	تا کے از دین بری رونق را
گز پئے خلق پرستی حق را	چون نباشد نظر کس بتو باز	دانہ چین مرغ شوی وقت نماز

در بود ہمچو تو حاضر تو	کہ در آن سجدہ بود ناظر تو	دیدہ باید سر تو سجدہ شناس
ہمچو در گاہ سر گاہ و غراس	سجدہ جز بہر خدا شرک بود	شرک بر چہرۂ جان چرک بود
رشحے از چشمۂ اخلاص ہجوے	وز مرخ جان خود آن چرک بشوے	زنگ آئینہ بردار و ببین
	ہمچو خورشید درو نور یقین	

اشارت از حدیث نبوی علیہ السلام قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْوَاھَکُمْ طُرُقُ الْقُرْاٰنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ طُرُقُ الذِّکْرِ فَطَیِّبُوْھَا بِالسِّوَاکِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے منہ کلام الٰہی کا گذرگاہ ہیں۔ اسکو مسواک سے صاف رکھا کرو ٭ بھائیو! جب منہ کو جلوس کلام الٰہی کیواسطے پاک رکھنے کا شارع سے حکم ہے تو دل کو کدورات نجاسات محبت دنیا سے اور واسطے نزول رحمت حقتعالیٰ کے پاک کرنا بطریق اولے لازم ہوگا ٭

حدیث فردوس الاخبار میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے کسی پیغمبر کیطرف پیغام پہونچایا اور فرمایا کہ میرے بندوں کا کیا حال اور کیا چال ہے کہ میرے گھروں یعنی مساجد اور معابد میں ناپاک دلوں اور آلودہ بدنوں کے ساتھ آداخل ہوتے ہیں۔ شاید اُن کے دماغوں میں غرور چھا گیا ہے یا مجھ کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ مجھ کو اپنے جلال اور علوشان کی قسم ہے کہ میں اُنکو ایسی بلا میں مبتلا کردونگا کہ انکے نیکوکار بھی اس بلا میں حیران اور ہکے بکے رہجاویں گے۔ لَا یَنْجُوْ مِنْ بَلَآئِیْ مِنْھُمْ اِلَّا بِدُعَآئِ کَدُعَآئِ الْغَرِیْقِ کوئی شخص انمیں سے میری بلا سے نہیں بچیگا مگر جو میری بارگاہ عالی میں مثل ڈوبے ہوئے کے یعنی نہایت اخلاص اور حضور قلبی اور انکسار سے مجکو پکاریگا تو میری ذات مقدس بموجب اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ اُسکی دُعا کو قبول کریگی ٭

اے میرے بھائیو! اگر تم مرد ہو تو نماز ادا کرنیکے وقت جو راز اور مناجات کا محل ہے اس امر میں کوشش کیا کرو کہ حضور قلبی تمہارے دل سے نہ جاتا رہے ٭ کما ورد حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب آدمی تکبیر تحریمہ کہتا ہے۔ حضرت جلال احدیت جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو حجاب میرے اور بندے کے درمیان ہے اُٹھا دو کہ بندہ اسوقت میری بارگاہ میں حاضر ہوکر کچھ اپنا راز بیان کرنا چاہتا ہے۔ ملائکہ حسب الحکم رب الارباب وہ حجاب اٹھا دیتے ہیں جب بندہ عین نماز میں تعلقات دُنیاویہ کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے تو جناب الٰہی سے خطاب آتا ہے کہ اے فرشتو اس حجاب کو لٹکا دو اس لئے کہ میرے بندہ کی طبیعت پر حرص و ہوا غالب ہوگئی

ہے اور میری طرف سے اعراض کرکے میرے غیر کیطرف متوجہ ہوگیا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ بندہ اپنے مالک سے مُنہ پھیر کر کسی ادنےٰ چیز کیطرف مُنہ لاتا ہے کہ روز قیامت بڑی حسرت اور ندامت اُٹھائیگا +

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ بَیْنَ یَدَیِ الرَّحْمٰنِ جَلَّ وَعَلَا فَاِذَا الْتَفَتَ قَالَ لَهُ الرَّبُّ سُبْحَانَهٗ اِلٰی مَنْ تَلْتَفِتُ اِلٰی مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَقْبِلْ اِلَیَّ فَاَنَا خَیْرٌ لَّکَ مِمَّنْ تَلْتَفِتُ اِلَیْهِ

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بیشک بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ گویا خدائے عز وجل کے حضور میں کھڑا ہے جب اُسکا خیال کسی غیر اللہ کیطرف مائل ہوتا ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ اُس بندے کو فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو کس طرف التفات کرتا ہے کیا وُہ میرے سے بہت اچھا ہے۔ اے آدمؑ کے بیٹے تو میری طرف آ میری ذات مقدس تیرے لئے سب سے بہتر ہے + ہ

ماطلبگار تو ایم و تو گریزانے زما	ما بسُوئیت مقبل و تو روئے گردانی زما
ما برون از شش جہت و ز صد جہت جویان تو	چند خود را ہر طرف مشغول گردانی زما
ہر کجا خواہی شدن ما با تو ایم اے بیخبر	ما نئے مانیم از تو گر تو می مانی زما

عوارف میں شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی قدس سرّہٗ نے یہ حدیث لکھی ہے کہ جب بندہ نماز کیواسطے وضو کرتا ہے شیاطین اُس سے ڈرتے ہُوئے اقطار زمین میں بھاگ جاتے ہیں اس لئے کہ جان جاتے ہیں کہ اس بندہ نے اپنے پیدا کرنیوالے خداوند جل جلالہ کی خدمت اور ملازمت کے لئے تیاری کی ہے اور جب تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو شیطان کو کئی طرح کے تاریک پردوں میں محجوب کیا جاتا ہے۔ تاکہ دغدغہ ابلیس کا اُسکا حارج نہ ہووے وواجہ الجبار اُسوقت حق سبحانہ وتعالےٰ کی توجہ اُسکی طرف اقبال کرتی ہے۔ جب تحریمہ میں اللّٰہُ اکبر کے کلمہ کو کہتا ہے۔ حضرت جلال احدیت بندہ کے دل کیطرف نظر کرتا ہے اور اُس کے دل میں سوائے عظمت حضرت الٰہی اور استغراق ہیبت بادشاہی کے دُوسری چیز نہیں دیکھتا ہے تو فرماتا ہے صدقت اللہ اکبر فی قلبک کما تقول اُسوقت بندہ کے دل سے ایک نور کا شعاع ایسا متشعشع ہوتا ہے کہ ملکوت عرش پر اُسکا پرتو جا پڑتا ہے اسی نور کے وسیلہ سے آسمان و زمین کے ملکوت مکشوف ہوجاتے ہیں۔ جہانتک وُہ نُور پھیلتا ہے اور جو چیز اُس کے احاطہ میں

آجاتی ہے اُسیقدر حسنات اُس بندہ کے اعمالنامہ میں درج ہو جاتے ہیں۔ اور جب کوئی غافل جاہل دُنیا کے سازوسامان میں مشاغل نماز کے لئے اُٹھتا ہے تو شیاطین اُس کے دل پر ایسا ہجوم لاتے ہیں۔ جیسے مکھیاں شہد پر گرتی ہیں۔ صدہا وساوس اُس کے دل پر پیدا کر دیتے ہیں دیکھا دیکھی پھنسے پھنسائے کرہاً جبراً اللہ اکبر کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے دلمیں کسی طرح کے تعلقات کی نجاسات دیکھکر فرماتا ہے کَذَبْتَ لَیْسَ اللّٰہُ اَکْبَرَ فِیْ قَلْبِکَ کَمَا تَقُوْلُ اُسوقت اُس کے دل سے کالا دُھواں نکلتا ہے اور تمام عالم ملکوت میں پھیل جاتا ہے۔ اُس کے دل اور عالم ملکوت کے درمیان حجاب کلی واقع ہو جاتا ہے زاں بعد شیاطین اُس کے دل کو اپنا لقمہ بنا لیتے ہیں اور ہمیشہ وساوس اور شر اور امورات دنیویہ کو مزین کر کے اُسکے دلمیں ڈالتے رہتے ہیں نماز سے فارغ ہونے تک ایک لمحہ بھی اپنے دل کو مقام حضور میں نہیں پاتا ہے اور ایسی نماز سے سوائے بُعد اور دُوری کے جناب قدس سے کچھ بھی اُسکو حاصل نہیں ہوگا۔ کما ورد قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَحُوْمُوْنَ عَلٰی قُلُوْبِ بَنِیْ اٰدَمَ لَنَظَرُوْا اِلٰی مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ ✢

اشعار

کسے کو بتابد ز محراب روے	بکفرش گواہی دہند اہل کوے	تو ہم پشت در قبلہ در نماز
گرت باخدا نیست روئے نیاز	نہ آبروئے زیارا محل	کہ این آب در زیر دارد وحل
ہر انکہ افگند تخم بر روے سنگ	جوے وقت دخلش نیاید بچنگ	برو ئے ریا خرقہ سہل ست دوخت
گرش باخدا در توانی فروخت	چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست	نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

چو روے پرستیدنت در خداست | اگر جبرئیلت نہ بیند رواست

اے میرے بھائیو! اگر تم چاہو کہ تمہاری نماز بدرگاہ بے نیاز بدرجہ قبول موصول ہووے تو راقم آثم جو اپنے بھائیوں کا خیر طلب اور خیر خواہ ہے تم کو چند باتوں سے آگاہ کرتا ہے۔ جسطرح مجکو کتب معتبرہ خلف سلف سے حاصل ہوا ہے وہ بعینہ آپ لوگوں کے فائدہ کے لیے پیش کرتا ہوں چنانچہ امام نجم الدین عمر نسفی رحمتہ اللہ علیہ جو علمائے اعلام میں سے ہیں اپنی کتاب تیسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ جسطرح صحت نماز کیلئے بارہ شرطیں چھ ظاہری اور چھ باطنی معین ہیں شرائط ظاہریہ۔ خشوع۔ تقوی۔ ترک حرام اکلاً ولبساً۔ ترک لغو۔ ترک کسل۔ توجہ باطنی۔ باطنی شرائط۔ اخلاص۔ تفکر۔ خوف الہی۔ رجا۔ رویت تقصیر۔ مشاہدہ ✢

عوارف میں یہ حدیث وارد ہے۔ اِذَا دَخَلْتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَھَبْ لِیْ مِنْ قَلْبِکَ الْخُشُوْعَ وَمِنْ عَیْنِکَ الدُّمُوْعَ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ تَمْثِیْلًا۔ ایکروز حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ وعظ فرما رہے

تھے اُسی اثنا میں محمد بن یوسف فرغانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ کی مجلس میں تشریف فرما ہوئے اور کہا اے حاتم تو عوام کو وعظ اور نصیحت تو کرتا ہے مگر اپنی نماز کا حال بھی جانتا ہے یا نہیں ذرا اپنی نماز کا حال تو بیان کر حاتم نے کہا یا مولنا میں اپنی نماز کا حال خوب جانتا ہوں - فرمایا تو کس طرح ادا کرتا ہے - کہا یا مولنا جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو امر الٰہی کی فرمانبرداری کے لئے کھڑا ہو کر ترساں ولرزاں مسجد کیطرف روانہ ہو پڑتا ہوں اور مسجد کے دروازے پر شیطان لعین سے محاربہ کرتا ہوں اور اپنے دلکو وساوس شیطانی اور حوائج نفسانی سے پاک اور صاف کر کے مسجد میں داخل ہو کر نوافل خانہ میں دو رکعت نفل گذارتا ہوں - زاں بعد جلال احدیت کے جلال سے ڈرتا ہوا صدق کے قدموں سے مسجد کے محراب کے نزدیک جا کھڑا ہوتا ہوں اور ظاہراً و باطناً اپنے اعلےٰ مقصود کیطرف متوجہ ہو جاتا ہوں اور بہشت کو اپنی دائیں طرف اور دوزخ کو بائیں طرف اور قبر کو مُنہ کے سامنے اور پلصراط کو اپنے قدموں کے نیچے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کو حاضر وناظر جانکر اور ساتھ علم کے نیّت باندھکر عظمت الٰہی جل جلالہ کو مشاہدہ کر کے حضورِ دل سے متوجہ ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوں اور قرأت کو ترتیل سے ادا کرتا ہوں اور تشہد میں شہادت کو پیش کرتا ہوں اور سلام رضا اور تسلیم سے دیکر نماز سے باہر آتا ہوں اور اس نماز کو اخلاص کی مُہر سے بند کر کے اپنے پروردگار کے آگے پیش کرتا ہوں اور اسکی مغفرت کا امیدوار رہتا ہوں میںنے اپنی ساری عمر اسی طریق پر گذاری باوجود اس کے ہمیشہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہوں اور میں اس بات سے دائماً خائف رہتا ہوں کہ میرا پروردگار میری اس نماز کو قبول کرے یا نہ کرے مگر میں امید کرتا ہوں کہ بیشک میرا مالک میری اس خدمت کو قبول کر کے مجکو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھیگا اور میں ہمیشہ خوف ورجا کی منزل میں سرگرداں رہتا ہوں اور اس امر کی شکرگذاری کرتا ہوں کہ اُس ذات مقدس نے مجھ جیسے خاک آلودہ کو اپنی خدمت کی دولت مرحمت فرمائی - اور جو کوئی میرے سے بہ نظر استرشاد پوچھتا ہے میں اُس کو انہی باتوں کی تعلیم دیتا ہوں اور رات دن اپنے مالک کی حمد کہتا ہوں جسنے ہزاروں بلکہ لاکھوں کو اپنی خدمت کی راہ بتلائی اور مجھ کو بھی یہ دولت عنایت فرمائی محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ تقریر سُنی تو فرمایا کہ اے حاتم تو بیشک لوگوں کی رہنمائی اور وعظ وتذکیر کے لائق ہے - تم بالضرور خاص وعام کو اپنے خداوندی باتیں سنایا کرو - اسمیں تم عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوگے +

ھذا الحدیث فی رجاء المصلّین الی المغفرۃ

حضرت وہب بن منبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت ابن عباس

فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ایک فرشتہ سمحیائیل نام جو حاجبان الٰہی میں سے ہے اور وہ اس کام پر مامور ہے
کہ جب امت مرحومہ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنیوالے اپنی اپنی نماز پڑھ چکتے ہیں تو وہ فرشتہ
افراد امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فرد کے نام کی برأت بارگاہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے
جنھوں نے نمازوں کو اچھیطرح سے ادا کیا ہے حاصل کرلیتا ہے ۔اور نمازیوں کیواسطے رکھ چھوڑتا
ہے اس لئے کہ حاجت کے دن اُن کے کام آوے ۔ جب صبح صادق افق مشرق سے طلوع
کرتی ہے ۔ اور صبح کا خروس جو عارفوں کی مسجد کا مؤذن ہے اپنے پرونکو جھاڑتا ہے اور عابد اپنے
معبود کی عبادت کے لئے طہارت کے قواعد بجالاکر اور مسجد میں جاکر صبح کی نماز با جماعت ادا کرتے ہیں
تو فرشتہ مذکور جو حق جل وعلا کی بارگاہ کا مقرب ہے ۔جناب قدس الٰہی میں حاضر ہوتا ہے اور دیوان
اعلےٰ الرفیق الاعلےٰ سے برأت نامہ واسطے ادائے نمازیوں کے لے آتا ہے ۔ اور ایک روایت میں یہ
ایسا لکھا ہے کہ حضرت جلال احدیت بذات خود لکھتے ہیں یَا عَبِیْدِیْ وَ اِمَائِیْ فِیْ حِرْزِیْ جَعَلْتُکُمْ وَ
فِیْ ذِمَّتِیْ وَ تَحْتَ کَنَفِیْ صَیَّرْتُکُمْ فَوَعِزَّتِیْ لَآ اٰخُذُ لَکُمْ وَمَغْفُوْرٌ لَّکُمْ ذُنُوْبُکُمْ اِلَی الظُّھْرِ
جب نماز ظہر یعنی پیشین کا وقت ہوتا ہے اور آفتاب کی زراندود عماری کو معدل النہار کی سمت سے منحرف
کردیتے ہیں اور جمشید خورشید کے سایہ کو مغرب کی زمین سے چین وماچین کی طرف روانہ کردیتے ہیں
تو اُسوقت نمازگذاران امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام طہارت کی ترتیب اور خدمت کے ادا کرنے
میں مشغول ہو کر ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے منعم حقیقی کی نعمتوں کا حق بجالاتے ہیں سمحیائیل
علیہ السلام دوسری برأت پروانہ کے طور پر قدرت کے دیوانخانہ سے خادمان آستانہ انس کے لئے
لکھالاتا ہے اور اُس کا مضمون یہ ہوتا ہے ۔ عُبَیْدِیْ وَ اِمَائِیْ بَدَّلْتُ سَیِّئَاتِکُمْ حَسَنَاتٍ
وَغَفَرْتُ لَکُمُ السَّیِّئَاتِ وَاَدْخَلْتُکُمْ بِرِضَائِیْ دَارَ الْجَلَالِ وَ الْجَنَّاتِ جب نماز دیگر کا وقت
آتا ہے اور روز عالم افروز کی زندگی کا آفتاب سر بدیوار ہوتا ہے سلطان مستقل اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ
مَدَّ الظِّلَّ اِلَی رَبِّکَ جَزَآءً م بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ کے مزدوران دن کو عاملان ولایت جنت کے
حوالہ کردیتا ہے تو سمحیائیل عصر کے نمازیوں کے لئے امان کا فرمان سلطان زمین وزمان کی بارگاہ سے
جس کی عبارت یہ ہوتی ہے لے آتا ہے عَبِیْدِیْ وَ اِمَائِیْ حَرَّمْتُ اَبْدَانَکُمْ عَلَی النَّارِ وَ
اَسْکَنْتُکُمْ مَسَاکِنَ الْاَبْرَارِ وَدَفَعْتُ عَنْکُمْ بِرَحْمَتِیْ الْاَشْرَارَ ۔ اور جب شام کا وقت آتا ہے
اور سیمرغ زریں بال آفتاب کا مغرب کے کوہ قاف کے پیچھے چھپ جاتا ہے ۔ سو منان امت محمدی علیہ السلام
اپنے کاروبار سے دست بردار ہو کر اور باطہارت ظاہری وباطنی مساجد میں جاکر مغرب کی نماز ادا کرتے

ہیں تو سمحیائیل فرشتہ شام کی نماز گذارنیوالوں کے لئے ملک العلام کے خوان نعما سے حصہ لے آتا ہے عُبَیْدِیْ وَاِمَائِیْ صَعَدَتُ اِلٰی مَلٰئِکَتِیْ مِنْ عِنْدِکُمْ بِالرِّضَاءِ حَتّٰی عَلٰی رِضَاکُمْ وَاَنَا مُعْطِیْکُمْ وَمُثِیْبُکُمْ جب نماز عشار کا وقت آتا ہے تو اس مبارک وقت میں ملت محمدیہ علیہ السلام کے عابد عالم پناہ حضرت بادشاہ حقیقی کی بارگاہ میں دل وجان سے حاضر ہو کر عشاء کی نماز جماعت گذارتے ہیں اسیوقت حضرت سمحیائیل رب الجلیل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فقیران امت محمدیہ علیہ السلام کے لئے پانچویں برات درست کرا کر لے آتے ہیں اور ان کو رضائے الٰہی کے مقام اور لقا کی مسند پر بٹھاتے ہیں اور اس برأت نجاتیہ کا مضمون اُن کو سُنا دیتے ہیں یَاعُبَیْدِیْ وَاِمَائِیْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ تَطَهَّرْتُمْ وَاِلٰی بُیُوْتِیْ مَشَیْتُمْ وَفِیْ ذِکْرِیْ خُضْتُمْ وَدَاعِیْ اَجَبْتُمْ وَحَقِّیْ عَرَفْتُمْ وَفَرَائِضِیْ اَدَّیْتُمْ اَشْهِدُکَ یَاسَمْحَیَائِیْلُ اَنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ عَنْهُمْ +

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت جلال احدیت سمحیائیل کو اپنی رضامندی کا شاہد مقرر کرتے ہیں تو ان نیازمندونکی بابت سمحیائیل عشا کی نماز کے بعد طبقات آسمانی میں منادی کرتا ہے کہ یَامَلٰئِکَۃُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرَ لِلْمُصَلِّیْنَ الْمُوَحِّدِیْنَ۔ کہ اے خدا کے ملائکو تم سنو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اُمت محمدیہ کے نماز پڑھنے والونکے سب اگلے پچھلے گناہ بخشدیئے ہیں زاں بعد ساتوں آسمان کے رہنیوالے فرشتے نمازیوں کی معافی کے لئے استغفار پڑھتے ہیں اور اس امر کے دوام کیلئے بدرگاہ باری عز اسمہ میں دعا کرتے ہیں پھر اگر توفیق الٰہی بندہ کی [illegible] ہے تو بندہ نیند کے بستر سے اُٹھکر دو رکعت نماز خلوص نیت سے ادا کرتا ہے حق [illegible] سان صفیں جسکی تعداد سوائے رب العباد کے کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور کوئی محاسب ان کو نہیں گن سکتا ہے اُس بندی نفل گذار کیساتھ اقتداء کے لئے بھیجدیتا ہے اور وہ ملائکہ اُس کے پیچھے اقتدا کرتے ہیں اور اس اپنی عبادت کا ثواب اُس بندے کو کرامت فرماتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ان ملائکہ کی گنتی کے برابر حسنات اُس کے اعمالنامہ میں درج کر دیتا ہے۔ اور اُسیقدر اُس کے سیّئات محو کر دیتا ہے۔ اور ان کے عدد کے مطابق اُسکو درجہ عنایت کرتا ہے +

ربیع کہتا ہے کہ میں نے بارہ مہینے وہب بن منبہ کی ملازمت اختیار کی تب وہب ابن منبہؓ نے یہ حدیث مجھکو سکھائی اور منصور بن مجاہد کہتا ہے کہ میں چار سال تک ربیع محدث علیہ الرحمۃ کیخدمت میں رہا اور طرح طرح کی التجائیں پیش کرتا رہا۔ جب اس حدیث کی اجازت سے مشرف ہوا۔ اور

احمد بن ہاشم کہتا ہے کہ میں یکسال تک منصور بن مجاہد سے اس حدیث برأت المصلین کی درخواست کرتا رہا۔ آخر بحکم مَنْ طَلَبَ وَجَدَ وَجَدَّ فَقَدْ وَجَدَ اس دولت پر فائز ہوا جب شیخ اس حدیث کو وعظ میں بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے۔ اَیْنَ اَنْتَ یَا غَافِلُ مِنْ هٰذَا الْکَرَمِ اِنْ تَغْفَلْ عَنْهُ فَاَیْنَ اَنْتَ عَنْ قِیَامِ هٰذَا اللَّیْلِ وَعَنْ نَیْلِ هٰذَا الثَّوَابِ وَالْکَرَامَةِ۔ الحمد للہ علی اختتام ھذا الحدیث

سمجھنا چاہئے کہ نماز کے ارکان و شرائط میں بہت سے لطائف ہیں جو جو مقام کہ مناسب ہوگا حوالہ قلم کیا جاویگا۔ **اشارت اولی** ۔ اے میرے بھائیو نماز کا مقدمہ طہارت یعنے وضو ہے۔ اور عقلی دلیل کا یہ مقتضا [illegible] طہارت ہے کہ سوائے تحریک تمام بدن کے اسکا کامل طور پورا ہونا ممکن نہیں [illegible] سارے بدن کا دھونا مناسب تھا یہ کیا سبب ہے کہ ہم بعض بدن کے دھونے [illegible] مامور ہوئے؟ جواباً التماس ہے کہ ارحم الراحمین نے اپنے بندوں پر نہایت رحمت کی کہ انکی حرج دفع کرنے کی غرض سے اعضائے مغسولہ کے غسل کو غیر مغسولہ اعضا کی طہارت کا باعث بنا دیا جب آدمی بہ نیت قربت اپنے بدن کی چار حدوں کو پاک کر لیتا ہے تو اُس کے کل بدن کی طہارت پر حکم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بندہ سارے بدن کی طہارت کرنیکی استطاعت رکھتا تھا۔ لیکن لطف الٰہی نے بعض بدنوں کی طہارت کیلئے بندہ کو حکم دیا۔ تاکہ میرے بندے کو تکلیف نہ پہنچے اور اُس کے بدن پر اسیطرح کا ضرر عاید نہ ہووے بندہ فرمان کے بموجب اپنے بدن کی طہارت کیلئے قیام کرتا ہے اور اسکو اپنے باطن کے پاک کرنیکا اختیار نہیں اگر حضرت جلال احدیت اپنے کمال لطف اور مرحمت سے ہم گنہگاروں کے باطن کو گناہوں کے قاذورات اور ذلات کے ہفوات سے پاک اور صاف کر دیوے تو اُس کی شان سے بعید اور غریب نہیں۔

اشارت ثانیہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ اس آیت سے چار اعضا کے دھونیکی فضیلت لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ اسواسطے فرمایا کہ سجدہ ہونٹ سے ہوا کرتا ہے یعنی تم اپنے منہ کو خوب طرح پاک و صاف کرو۔ تاکہ وہ میرے حضور میں سجدہ کرنے کے قابل ہو جائے پھر فرمایا وَاَیْدِیَكُمْ یعنے تم اپنے ہاتھونکو بھی دھولو اسواسطے کہ سجدہ بدون اعتماد ہاتھوں کے نہیں ہو سکتا۔ چونکہ دو ہاتھونکا شریک ہونا ضروری امر ہے اسوسطے اُنکا بھی دھونا ضروری ہوا علاوہ اسکے یہ بھی ہے کہ تمہارے ہاتھ دُعا کے مستحق ہو جاویں۔ کیونکہ فرمایا اس لئے کہ منہ پھیرنی ہی ہے گویا حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے

تیرا منہ جو مجکو سجدہ کرتا ہے اور تیرا ہاتھ جو مجھ سے کچھ مانگتا ہے اور تیرے پاؤں جو میری مقدس بارگاہ میں عبادت کیلئے کھڑے رہتے ہیں اور تیرا سر جو منہ کے عضو کیساتھ شامل ہے اور وہ مجھ کو سجدہ کرتا ہے میں اس بات کو نہیں پسند کرتا ہوں کہ انمیں کسیطرح کی نجاست اور ناپاکی پائی جاوے پس تمکو لازم ہے کہ ان چار اعضا کو جو تیرے بدنکی چار حد وہیں پاک اور صاف کرکے میری جناب میں حاضر ہوا کرو اور اے میرے بندو تمہارا دل جو بحکم وَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ میرا تخت گاہ ہے اُسکا ناپاک ہونا کب پسند کرتا ہوں ۔ اس لئے کہ تمہارا منہ جو میرے سجدہ میں مشغول ہو اور تمہارا دل میرے مشاہدہ میں مصروف ہوتا ہے تو باوجود موجودگی ہجوم موانعات اور وقوع آفات کے اپنے سر کو میرے سجدہ میں پاک کرتا ہے اگرمیں تمہارے بدن کو بباعث ہمسائگی دل کے ذلات اور گناہوں سے پاک کردوں تو میرے کرم کے لطائف اور کرامات سے کچھ بعید نہیں ÷

اشارت ثالثہ ۔ بندگان دین نے ان چار اعضاء کے غسل میں یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے دن عذاب اور عتاب امت انہیں چار اعضاء کیطرف متوجہ ہوگا ۔ اول منہ کیطرف کما ورد وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ ایضاً وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ پھر ہاتھ کی طرف کما ورد فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ پھر سر اور پاؤں کیطرف کما ورد یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ گویا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتا ہے ۔ کہ اے میرے بندے آج یعنے دار دنیا میں میری عبادت کے لئے اپنا منہ جسکو میں نے اپنی قدرت کے ہاتھ سے بنایا ہوا ہے اچھیطرح پاک صاف کرکے دھولے تاکہ روز قیامت کے تو سفید رُو ہو جائے اور وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ لِسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ کے حاضران دار الجلال اور ناظران دار الجمال کے زمرہ کو بنجائے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۔ اور میرے پیارے بندے تو اس دار ناپائدار کی تعلقات سے دست بردار ہو کر اپنا ہاتھ نجاسات حکمی اور حقیقی اور ظاہری اور باطنی سے دہو ڈال تاکہ قیامت کے دن اعمالنامہ تیرے دائیں ہاتھ دیا جائے ۔ کما ورد فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ اور اے میرے بندے تو اپنے سر کا مسح کیا کر تاکہ قیامت کے دن کرامت کا تاج تیرے سر پر رکھا جائے ۔ کما ورد قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَوَضِّیْ فِی الْجَنَّةِ یَتَوَّجُ بِتَاجِ الْکَرَامَةِ لَوِ اسْتَظَلَّ بِهٖ اَهْلُ الدُّنْیَا لَمَا اسْتَظَلَّتْ اور اے میرے بندے تو آج اہل سنت والجماعت کے فرقہ میں داخل ہو کر جو میرے حبیب کی سنت کے پیرو ہیں ۔ وضو کے وقت اپنے پاؤں کو دہولیا کر تاکہ پلصراط گذرنے کے وقت پاؤں پھسلنے سے محفوظ رہے ۔ کما ورد اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ

اَقْدَامَکُمْ **اشارت رابعہ** ۔ دنیا کے لوگوں کی رسم ہے کہ جب کسی عروس کو مشاطہ زیور اور زینت سے آراستہ کرنا چاہتی ہے تو اس کے چار عضووں کی آراستگی کرتی ہے چنانچہ پہلے اسکے باکمال رخسارے کو جمال کے گلگونہ سے آراستہ کرتی ہے ۔ پھر اوسکے سر پر تاج ابتہاج کا رکھتی ہے اور انگوٹھیاں جڑاؤ اور طلائی کنگن اوسکی انگلیوں اور ہاتھوں میں پہناتی اور اسکے پاؤں کو جلاجل خلاخل سے مزین و مزہب کرتی ہے ۔ اے میرے بھائیو جب خطاب مستطاب خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ عرائس نفائس نفوس مطیبین کو پہنچا تو حکمت الٰہی کے مشاطہ نے ان چار عضووں کو پاک اور شفاف نورانی پانی کے زیور کی زینت سے محلی اور مجلی کر دیا تاکہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ کے باجت تخت پر جلوس کی لیاقت پیدا کرے اور شاہ حقیقت کے قرب اور عندیت کی دولت پر مشرف ہوجاوے ✣

اشارت خامسہ ۔ روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے معصیت کی طرف اقدام کیا تھا تو انہیں چار عضووں سے تشبث کیا تھا چنانچہ منہیہ درخت کی جانب اپنے پاؤں پر سوار ہوکر روانہ ہوا تھا اور اپنے ہاتھوں سے درخت منہیہ سے میوہ علیحدہ کیا تھا ۔ اور اپنے منہ کو امر منہی عنہ کی طرف متوجہ کیا تھا جب آدم علیہ السلام نے اس کام ناخوش کا انجام ناگوار اور بدنامی بہت دیکھی نہایت تحسر اور افسوس سے دونوں ہاتھ اپنے سر پر مارتا تھا اور اپنی اولاد و احفاد کے لئے یہ میراث چھوڑ گیا کہ حزن اور غم کی حالت میں مارے درد کے اپنے ہاتھ سر پر مارتے ہیں ؎

از غمت ہر لحظہ زخمے بر جگر دارم چو چنگ ✣ وز فراقت دست بر سر میزنم ہمچوں رباب

حکم ہوا کہ اے آدم ان اعضاء کو جنکی امداد سے تو نے ہماری بیفرمانی کی ہے دہو لینا چاہیئے ۔ اسلئے کہ یہ تمہارے اعضا باعث ارتکاب معاصی گناہ کی نجاست سے محدث ہوگئے ہیں اور سر کا مسح کر اگرچہ تیرا سر بالاصالہ مرتکب گناہ کا نہیں ہوا ۔ مگر بباعث ہمنشینی اور ہمسائگی جوارح گنہگار کے اسکو بھی غرامت اٹھانی چاہیئے ۔ حضرت آدم علیہ السلام اس حکمت الٰہی کی نکتہ سے واقف نہ تھا حضرت جبرائیل سے استفسار فرمایا یَا اَخِیْ مَا اَدَّرِیْ بِغُسْلِ الْوُجُوْہِ وَ ... یعنی اے جبرائیل منہ کے اعضاء جو جسم کے سب اعضاؤں سے الطف و اطہر ہیں ان کے دہونے کے امر میں کیا حکمت مضمر ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم چونکہ ... امر بھی منہ سے ظہور میں آئے چنانچہ تیری آنکھوں نے طمع کی نظر سے درخت منہیہ کی طرف دیکھا اور تیری دماغ نے اس کی بو سونگھی اور تیرے کانوں نے ابلیس کی باتیں سنیں اور تیرے دہن نے اس منہیہ

میوہ کو کھایا اسی واسطے اس کے دھونے کی فرضیت کا حکم احکم الحاکمین کی بارگاہ سے تیرے نام آیا ازاں بعد ہاتھ اور پاؤں اور سر کی بابت پوچھا - جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے آدم چونکہ تنے منہیہ ثمر کو انہیں ہاتھوں نے کھایا اور انہیں پاؤں سے اُس درخت کی طرف چلکر گیا اور اس خاطی ہاتھ کو بہشتی لباس اُتر جانیکے وقت تونے سر پر رکھا تھا - اسواسطے اُنکا دھونا تمہارے پر فرض ہؤا -
حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے جبرئیل مجھ پر اپنے گناہ کی شامت سے جو کچھ میری تقدیر میں تھا سو ظہور میں آگیا - مگر مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکلیف جس کا میں آج مکلف ہوں - میری اولاد میں قیامت کے دن تک جاری رہے گی مگر آپ مجھ کو اس تکلیف کے ثواب سے آگاہ فرمائیے حضرت جبرئیل نے فرمایا اے آدم اس عمل کا ثواب چار چیزیں تم کو اور تیری اولاد کو عطا ہونگی - ایک تو یہ ہے کہ وضو کرنے سے متوضی کے سارے گناہ اُس کے بدن سے اس طرح گر جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں دوم قیامت کے دن وضو کرنیوالوں کو اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا سوم اُسکا چہرہ قیامت کے دن آفتاب کی طرح سفید اور چمکدار ہوگا - چہارم اُسکا قدم پلصراط پر گذرنیکے وقت پھسلنے سے محفوظ رہیگا
اے میرے بھائیو گویا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو میں نے تم کو وضو میں چار کاموں کی تکلیف دی ہے اُسکے مقابل میں چار کرم میں نے تمکو عطا کئے اس لئے کہ تم سمجھ جاؤ کہ جو سودا تمہارے ہمارے ساتھ ہوگا اُسمیں کسیطرح کا خسارہ نہوگا ۞

اشارت سادسہ - ریاض الانس میں لکھا ہے کہ گناہ صرف چار ہی ہیں یا گناہ رات میں ہوتا ہے یا دن میں گناہ چھپ کر ہوتا ہے یا علانیہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بنظر رحمت اپنے گنہگار بندوں کے لئے ان چار عضوؤں کی طہارت کا حکم فرمایا تاکہ ان چار قسم کے گناہونکی مغفرت کا باعث ہو جاوے - وباللہ التوفیق +

اشارت سابعہ - محمد نعیم رح نے ان چار عضوؤں کا وضو میں مخصوص ہونے کی حکمت یہ لکھی ہے کہ یہ چار اعضاء بہ نسبت اور اعضاء کے اشرف ہیں - اُن پر مُنہ کما ورد قولہ تعالیٰ فی شرفہٖ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ فَاغْسِلُوْا الْوَجْہَ شُکْرًا لِہٰذِہِ النِّعْمَۃِ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے مُنہ کی تعریف فرمائی اور اَحْسَنَ صُوَرَکُمْ فرمایا پس اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں اسکا پنج وقت حکماً اور حقیقتاً دھونا فرض ہؤا اور پاؤں کا دھونا اسواسطے فرض ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مستوی القامت کی نعمت سے مخصوص فرمایا اور دیگر حیوانات کو منکوس

پیدا کیا پس اس نعمت کے شکریہ میں پاؤں کا دھونا ہر ایک انسان پر فرض ہے اور مسح سر کے فرض ہونے میں یہ حکمت ہے کہ جب آدمی ارکان خمسہ اسلام کو دل وجان سے مان کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو اسکی گردن سے تلوار اور جزیہ اُٹھایا جاتا ہے اور اس کو اہل اسلام کلمہ کے گروہ سے گنا جاتا ہے - پس یہ بھی انسان کے لئے بڑی نعمت ہے اسکے شکریہ کے لئے اسکا مسح کرنا فرض مقرر ہوا +

اشارت ثامنہ ریاض الانس میں لکھا ہے کہ اکثر اعمال بنی آدم کے ملائکہ کے اعمال سے مشترک ہیں چنانچہ بڑا عمل بنی آدم کا کافروں کیساتھ جہاد ہے اور اس عمل میں ملائکہ بھی شامل ہوتے رہے ہیں کما ورد یُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُم بِخَمۡسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ اور نماز میں بھی ملائکہ شامل ہیں کما ورد اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ اور تسبیح میں بھی شریک ہیں کما ورد وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ اور قرأت میں بھی ہمارے ساجھی ہیں کما ورد فَالتّٰلِیٰتِ ذِكۡرًا لیکن وضو میں تمہارے شریک نہیں اور یہ خاص تمہارا ہی خاصہ ہے اور اس جگہ میں ایک لطیفہ عجیبہ ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا یعنے اے بنی آدم ہمنے آسمان سے پاک پانی بھیجا ہے تاکہ تو دنیا میں اسکے ساتھ وضو کرکے میری خدمت یعنی عبادت کی صلاحیت پاوے اور پھر پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا وَسَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ شَرَابًا طَهُوۡرًا یعنے پلاویگا پروردگار اُن کو یعنی بہشتیوں کو پاک شراب تاکہ اُس شراب پاک سے ایک جرعہ پی کر عاقبت میں میرے دیدار کے قابلیت تم کو حاصل ہو جاوے +

اشارت تاسعہ - حدیث شریف میں وارد ہے لَا تَتَصَرَّفُ نَارُ جَهَنَّمَ فِیۡ اَعۡضَآءٍ یُغۡتَسَلُ عِنۡدَ الۡوُضُوۡءِ یعنے قیامت کے دن آگ نہیں تصرف کریگی اُن اعضاء میں جو وقت وضو کے دھوئے جاتے ہیں اس لئے کہ اُن کے بدن کی نجاست وضو کرنے سے زایل ہو چکی ہے - اب دوبارہ تطہیر کی کچھ ضرورت نہیں رہی اور نجاست کی تطہیر کے لئے پانچ چیزیں شریعت میں مقرر ہو چکی ہیں - ایک پانی کہ کپڑے اور تن سے حدث کو دور کر دیتا ہے - دوم آگ جیسے ہیزم نجس اور اُپلے جب جلکر راکھ ہو جاتے ہیں تو پاک ہو جاتے ہیں - سوم ہوا جب کھلیان چوپایوں کے بول اور براز سے آلودہ ہو جاتا ہے اور پھر وقت نکالنے دانوں کے ہوا میں اُڑایا جاتا ہے - تو صاحب شریعت اُسکی پاکی کا حکم دیتے ہیں - چہارم - خاک اگر کسی موزہ یا چمڑے کے جوتے کو کوئی تن دار پلیدی پلید کر دیوے اور اُسکو خشک مٹی پاک سے خوب ملا جاوے تو وہ

موزہ یا جوتا پاک ہوجاتا ہے - پنجم آفتاب چمڑے نجس اور زمین آلودہ کو اپنی تاب سے پاک کردیتا ہے
ان مسئلونکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے جسکا جی چاہے کسی عالم فقیہہ سے پوچھ لے +
نکتہ اے میرے بھائیو ذرہ توجہ سے سنو کہ جس عضو کو بہ نیت قربت پانی سے دھویا جاوے
اُسکو آگ میں نہیں جلاویں گے اِس لئے کہ طہارت کے اسباب سے ایک سبب کیساتھ پاک ہوچکا
ہے - دوسری طہارت کا محتاج نہیں رہا علےٰ ہذا جس دل کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے بذات مقدس خود
معرفت کے پانی سے دھوڈیا اور اپنی محبت کی آگ میں جلادیا اور اپنی اُنس کی ہوا سے اُڑا دیا - اور
تواضع اور خشوع کی خاک میں ملادیا ہو مزید برآن ایکسال جس کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں
اور ہر روز تین سو ساٹھ دفعہ اپنی عنایت کی نظرات کے آفتاب کی تاب میں تپا اور چمکا دیا ہو - اگر اس
معرفت سے بھرے ہوئے اور محبت کی آگ میں جلے ہوئے اور استغنا کی ہوا میں اُڑے ہوئے
اور تضرع کی خاک میں پڑے ہوئے دل کو اپنی عنایت کی نظروں میں رکھکر جدائی کی آگ میں دوسری
دفعہ نہ جلاوے تو اُس کے کرم سے عجیب نہیں ہوگا + **رباعی**

از ہیبت تو این دل صد پارہ بسوخت	خود دل چہ بود جان بیچارہ بسوخت
یارب تو مسوز این تن گردان را	کز آتش سوز عشق صد پارہ بسوخت

اشارت عاشرہ - حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو دیوان اعمال کے
کارگذار بندگان پروردگار کے حسنات اور سیئات وزن کرنے میں اشتغال کرینگے - ایک بندہ ہوگا
کہ اُس کے گناہ اُسکی نیکیوں پر غالب اور راجح ہونگے بادشاہ عالم تقدس وتعالیٰ آخر کار ایک
پرانی ٹلّی جس سے وضو کا پانی وہ اپنے اعضاء سے پونچھتا تھا حاضر کرکے اُسکی حسنات کے
پلہ پر رکھوا دیگا اُسی وقت اُسکی حسنات کا پلہ جھک جاویگا - اور اس بیچارے گنہگار کی رستگاری
کا باعث بنجائیگا - اے میرے بھائیو! باوجود اس بات کے کہ اکثر حضرات علماء نے وضو کے پانی کا اثر
اندام پر چھوڑنا مستحبات کے جملہ سے گنا ہے اور اندام وضو کے خشک کرنے پر دلالت نہیں فرمائی
پھر بھی ہمارے ارحم الراحمین خداوند تعالیٰ وتقدس کو اپنے بندہ پر کس قدر نظر عنایت ہے کہ بمقتضائے
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ کے اُس پرانے چیتھڑے کو جس سے متوضی گنہگار نے
اپنے وضو کے اعضا جو پونچھے تھے ضائع نہیں کیا بلکہ اُسکو ایسا شرف دیا کہ اپنے بندہ کی زلات کا شفیع
بنادیا جو بندہ تمام آداب کیساتھ اپنے وضو کے چار اندام کو پانچ وقت دھوتا رہے اور اپنی طاعت
کی تقصیر اور گناہوں کی توفیر کے لئے استغفار پڑھتا رہے اور بدرگاہ باری از روئے نیاز وزاری

کے عرض کرتا ہے اگر حضرت اکرم الاکرمین وارحم الراحمین اُسکی نیازمندی کو قبول کر کے اُسکی درخواست اور گدائی کو رد نہ کرے اور اپنی درگاہ کبریائی سے نہ دھکائے بلکہ اُسکو اپنے خاص دوستوں کے دروازے کا کُتا سمجھے تو اُس کے لطف اور کرم سے بعید نہیں ❖

احمد بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَمِعْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ جَلَّ وَعَلَا یَقُوْلُ مَنْ اَحْدَثَ وَلَمْ یَتَوَضَّاءْ فَقَدْ جَفَانِیْ وَمَنْ اَحْدَثَ وَتَوَضَّاءَ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَدَعَا لِدِیْنِہٖ وَدُنْیَاہُ وَلَمْ اُجِبْہُ فَقَدْ جَفَوْتُہٗ وَلَسْتَ بِرَبٍّ جَافٍ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے تو حضرت بلال رضؓ کو بلا کر فرمایا اور اُس سے پوچھا لِمَ سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ یَابَلَالُ یعنے اے بلال تو نے کس عمل کی برکت سے بہشت میں پہونچنے میں مجھ پر سبقت کی ۔ میں جب جب بہشت میں پہونچا ۔ وہاں ہی تیرے پاؤں کی آواز میرے کان میں پڑی ۔ کہ تو نقیبوں کی طرح میرے آگے آگے جاتا ہے ۔ حضرت بلال رضؓ نے کہا یا رسول اللہ میں نے ساری عمر گناہ نہیں کیا اور اگر کسی طرح کی خطا میرے سے سرزد ہو جاتی ہے تو میں بہت جلد وضو کر کے دو رکعت نفل بہ نیت استغفار پڑھ لیتا ہوں ۔ اور اگر میں بے وضو ہو جاتا ہوں تو اُسیوقت وضو کر کے دو رکعت تحیۃ الوضو کی نیت سے ادا کرتا ہوں ۔ زاں بعد میں اپنے خداوند تعالیٰ کیطرف خیال کرتا ہوں اور دل وجان سے اسبات کا یقین کرتا ہوں کہ یہ جو کچھ عمل میرے سے ظہور پاتا ہے سوائے ذات مقدس کی توفیق کے نہیں ہوتا ہے اسمیں میرا کچھ دخل نہیں یا رسول اللہ سوائے اس عمل کے اور کوئی عمل میرے پاس نہیں ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال یہ دولت اور سعادت جو تو نے پائی ہے ۔ انہیں دو عملوں کی برکت سے پائی ہے ❖

حدیث ابو امامہ باہلی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص واسطے نماز کے وضو کرتا ہے ۔ جب دونوں ہاتھ دھو چکتا ہے جو گناہ اُس کے دونوں ہاتھوں سے ہوئے ہیں تو پانی کے پہلے قطرے گرتے ہی دُور ہو جاتے ہیں اور جب مضمضہ اور استنشاق کرتا ہے تو خطائیں زبانی اور زلات دہانی اور بینی کے سب کے سب مضمحل ہو جاتے ہیں یہانتک کہ جب پاؤں کو دھوتا ہے تو اُس کا سارا بدن گناہوں کی آلودگی سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ماں کے پیٹ سے تولد ہوا ❖

نقل لطیف ۔ حضرت امام محمد بن علی بن حسین بن علی رضؓ سے مروی ہے کہ امام حسینؓ

علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز میں اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کیساتھ خانہ کعبہ کے طواف کے لئے گیا تھا۔ حرم شریف کے میدان میں اچانک ایک وجیہ آدمی نے میرے باپ کے دونوں مونڈھوں پر ہاتھ رکھکر کہا یا ابن عم النبی صلعم میں آپ سے چند مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ سوائے اہل بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرا کوئی شخص ان مسئلوں سے واقف نہیں ہے میرا والد اور وُہ اجنبی آدمی آپسمیں حالت طواف میں گفتگو کرتے رہے۔ جب میرے باپ نے طواف سے فراغت پائی تو ایک حجرہ میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی۔ زاں بعد اس عزیز غریب سے پوچھا کہ اے بھائی تو کس ملک کا باشندہ ہے کہا کہ میں شام کے ملک سے آیا ہوں اور آپ سے وضو کی بابت سوال کرتا ہوں کہ اس عمل کی ابتدا کب سے ہوئی اور اس امر کا مامور سب سے پہلے کون ہوا۔ میرے باپ حضرت زین العابدین رضؓ نے فرمایا کہ جس روز حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے خطاب اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا فرشتوں کی جماعت کے کانوں میں پہونچایا انہوں نے یہ خطاب ربّ الارباب کا سُنکر قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ الخ جواب میں کہلائے ہمارے خدا اگر ذاتِ مقدس اپنا خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہیں تو ہماری جنس سے کیوں نہیں مقرر فرماتے کہ ہم رات دن تیری تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں اور حسد اور بغض کا بیج اپنے عمل کی زمین میں نہیں بوتے ہیں۔ حقتعالیٰ نے اُن کی تردید کے لئے اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ جملہ سُناکر فرشتوں کو ساکت کردیا۔ ملائک اس تعریفانہ کلام سے جو انہوں نے کہی تھی نادم اور پشیمان ہوئے اور حقتعالیٰ کے غضب سے ڈرکر اس نادانستہ سوال کے تدارک کے لئے ہر روز تین گھنٹے عرش مجید کے طواف میں صرف کرتے تھے اور نہایت عجز اور انکسار سے اپنے پروردگار سے اپنی نادانستہ گستاخی کی معافی مانگتے تھے۔ مدت دراز تک یہی معاملہ رہا حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کی عاجزی اور زاری پر رحم فرماکر ارشاد فرمایا یَا مَلٰٓئِکَتِیْ اَتُرِیْدُوْنَ مَغْفِرَتِیْ وَرِضْوَانِیْ اے میرے فرشتو کیا تم میری مغفرت اور خوشنودی چاہتے ہو۔ ملائکہ نے کہلائے ہمارے پروردگار ہم آپ کے بندے یہی چاہتے ہیں کہ ہماری ناتوان جان پر اپنی رحمت کا احسان کرکے ہم کو اپنے غضب سے بچا لیجئے اور اپنی رضامندی کے پروں میں دبا لیجئے اور ہماری نادانستہ بات سے درگذر کیجئے خدا تعالیٰ کی رحمت کا دریا ملائکہ کی التجا سُنکر جوش میں آیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے میرے ملائکو ہمارے عرش کے نیچے ایک نہر جاری ہے تم سب کے سب اُس نہر کے کنارے پر جاؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھولو اور پھر تین بار مضمضہ اور استنشاق کرو۔ زاں بعد اپنے مونہوں کو تین بار دھوکر سر کا ایک بار مسح بجالاؤ پھر پاؤں کو کعبین تک

بخوبی دھوئے جب ملائکہ نے حسب الاعلام ملک العلام کے اس کام کو تمام کیا پھر انکے نام حکم جاری ہوا۔ یاملٰئکتی قولوا سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک ملائکہ نے اس کلمہ کو پڑھکر جناب باری میں عرض گذاری کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اس عمل کا ثواب اور نتیجہ ارشاد فرمایا جاوے حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے فرشتو اس عمل سے تمہارے گناہ بخشے گئے اور تمہارے وجودوں سے گناہوں کی میل اور کدورت دھوئی گئی۔ ملائکہ نے عرض کیا کہ اے پروردگار یہ معاملہ ہمارے ہی گروہ کیساتھ مخصوص ہے یا علی العموم جو شخص اس کام کیطرف اقدام کرے سو ہی تیری مغفرت کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ عمل میرے حبیب پیارے مختار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت گنہگار کا شعار ہوگا۔ جو گناہوں کی آلائش میں مبتلا ہونگے اور اپنے پیغمبر کی اطاعت کی برکت اور اس طہارت کے یمن سے پاک اور صاف ہو کر دوزخ کے عذاب سے سروکار نہ رکھیں گے اور انکے گناہوں کی مغفرت کا سبب یہی طہارت ہو جاویگی اے میرے ملائکو اگر کوئی آدمی مومنوں کے گروہ سے ایسا وضو کرے جیسا تمنے کیا ہے میں اسکو اپنی مغفرت اور رضامندی سے مشرف کرونگا اے میرے فرشتو جب کوئی بندہ مومن بہ نیت وضو اپنا دایاں ہاتھ دھوتا ہے۔ تو جتنے کتنے گناہ اس کے ہاتھ سے سرزد ہوئی ہونگے سب دور ہو جاتے ہیں۔ اور جب مضمضہ اور استنشاق کرتا ہے تو جو گناہ متوضی کے دہن اور بینی سے وجود میں آئے ہونگے بالکلیہ مفقود ہو جاتے ہیں علی ہذا جب وہ متوضی اپنے منہ کو دھوتا ہے تو میری مغفرت اسپر نازل ہوتی ہے اور جب اپنا بایاں ہاتھ دھوتا ہے تو میں اس کے گناہوں کو اگرچہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ گئے ہونگے اپنے کرم کی وجہ سے بخشدونگا اور جب سر کا مسح کرتا ہے تغشاہ الرحمۃ من کل مکان تو میری رحمت جہاں ہوگا ڈھانپ لیتی ہے اور جب متوضی اپنے پاؤں کو دھوتا ہے جو گناہ قدموں کے اقدام سے وجود میں آئے ہونگے نابود ہو جاتے ہیں۔ ازاں بعد جب متوضی وضو سے فراغت پاکر سبحٰنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک زبان سے کہتا ہے اسکا وضو اس کلمہ کی مہر سے بند کیا جاتا ہے۔ حضرت امام زین العابدین نے جب یہانتک مسئلہ بیان کیا تو پھر اس سایل کو کہا کہ وضو کی ابتدا یہی ہے اس سائل نے امام کے ہاتھ چوم کر کہا۔ کہ اے میرے سردار سید الابرار صلعم کے جگر گوشہ۔ و اے خاتون جنت کے فرزند دلبند اس کہتر کا نام خضر ہے + علیہ السلام۔

روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حبشہ کے بادشاہ شرخیل نے میرے باپ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف ایک خط ارسال کرکے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال احوال اور قال مقال کی بابت استفسار کیا تھا۔ اور اسکی اصلی غرض یہ تھی کہ حضرت نبوی علیہ السلام کی سیرت کا حال معلوم ہوجائے تو میں بھی انکی سنت کے مطابق تعمیل احکام پر قیام کروں۔ میرے والد ماجد نے میرے جدامجد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال وصفات تحریر کرکے اس بادشاہ کی طرف بھیجدیئے کہ ازانجملہ ایک یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت پر پنجگانہ نماز مع الوضو فرض لازم کی اور وضو کی تعلیم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سیکھی تھی۔ چنانچہ جبرائیلؑ کی تعلیم کی کیفیت کا بیان یہ ہے کہ ایک روز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بطحا میں رونق افروز تھے تو حضرت جبرئیل امین تخت زریر پر (جسکے قائمے چاندی کے تھے اور یاقوت اور زبرجد سے مرصع تھا۔ اور اسپر دیباج اور سندس اور استبرق کا فرش بچھا ہوا تھا) بیٹھکر سید الکائنات علیہ السلام کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے حضرت نبی علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کیطرف نظر اٹھاکر دیکھا کہ اس دن اسکا وجود چھ پروں سے آراستہ وپیراستہ تھا۔ چنانچہ ایک پر موتیوں سفید کا۔ دوسرا جوہر بیضا کا تیسرا یاقوت حمراکا۔ چوتھا زبرجد خضرا کا۔ پانچواں رب العالمین حق سبحانہ وتعالیٰ کے نور کا۔ چھٹا چمکنے ولے آفتاب کیطرح بڑے شان وشوکت کیساتھ ستر ہزار فرشتہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا اور حضرت جبرئیلؑ نے اٹھکر اپنے شہ پر سے بطحا پر فضا کے میدان میں اپنے شہپر کے ساتھ ایک خط کھینچا قدرت الٰہی سے اس بابرکت پہاڑی میں ایک شیریں چشمہ جاری ہوا ازاں بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا قُمْ یَا مُحَمَّدُ فَانْظُرْ اَتَعَلَّمَ مَا جِئْتُكَ مِنْ رَّبِّكَ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا کھڑے ہوجاؤ جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے لئے تحفہ بھیجا ہے اسکی کیفیت میں آپ کو سکھا دوں۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جبرئیلؑ کے حکم کی تعمیل کرنے کھڑے ہوگئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس قدرتی نہر کے پانی سے اپنے ہاتھ کلائی تک تین بار دھوئے اور پھر منہ اور ناک کو تین تین بار پانی سے صاف کیا پھر اپنے منہ کو تین بار دھویا اور پھر مرفقین تک ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا۔ پھر سر اور گردن اور کانوں کا ظاہراً وباطناً ایک ہی پانی سے مسح کیا پھر پاؤں کو تین بار پانی سے دھویا وضو سے فارغ ہوکر کلمہ شہادت کی تجدید کرکے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْحَقِّ بَعَثَكَ ۔

اس کے بعد کہا یا محمد علیہ السلام اِفْعَلْ کَمَا فَعَلْتُ وَقُلْ مَا قُلْتُ رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے روبرو وضو کیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یا محمد صلعم غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اے محمد تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ تعالے معاف فرما دیئے اور جو کوئی تیری اُمت کا مومن اس قسم کا وضو کریگا - اللہ تعالے اُس کے نئے پُرانے گناہ سب کے سب بخش دیگا - اور اس کے بدن کا گوشت اور خون دوزخ کی آگ پر حرام کر دیگا - اور اپنے غضب اور عقاب سے نجات عطا کریگا - اللھم ارزقنا ھذا العطاء - آمین +

الشرط الثانی فی ستر العورۃ - قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ -

والمراد بالاخذ ستر العورۃ - کذا ذکرہ الفقیہ ابو اللیث + اہل خبرت پر واضح ہو کہ ستر عورت یعنی ناف سے زانو تک اندام کا ڈھانپنا شرط نماز کی ہے اس لئے جو عضو کہ وہ فی ذاتہ قبیح ہے اُس کا دیکھنا بھی مکروہ ہے اور اُس عضو کو ڈھانپ رکھنا بہر حال خصوصاً نماز کے وقت مشروط ہے تاکہ جو اعضاء بذاتہ قبیح ہیں لوگوں کی نظر سے چھپے رہیں اور جو اعضاء خوب ہیں اُن کے چھپانے کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اُن کا ننگا رکھنا موجب مزید عزت اور حرمت ہے +

اشارت - اس تقریر سے فقیر کے دل میں ملہم غیبی نے ایک اشارت کا القا کیا ہے - اُس کو آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں - وھو ہذا - اے میرے بھائیو آج یعنے دار دُنیا میں ہمارا تمہارا خالق جل شانہ بحکم اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا مقبوحات کے چھپانیکے لئے ارشاد فرمایا ہے تاکہ تم ایک دُوسرے کا عیب ظاہر نہ کیا کرو - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا پروردگار ایسا ستار ہے کہ قیامت کے میدان میں اپنے بندوں کے قبائح ہرگز ظاہر نہ کریگا اور مقبوحات کے چہرے سے ہرگز پردہ نہ اُٹھائیگا - اس باب میں راقم آثم نے چند نقلیں جو کتب معتبرہ سے دیکھی ہیں نقل کرتا ہوں **نقل** حضرت رسالتپناہ خاتم النبیین حبیب رب العالمین کے مبارک زمانہ میں ایک مرد ماعز نام تھا - ایک روز جناب سرور کائنات علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَنَیْتُ فَطَہِّرْنِیْ - یارسول اللہ میں نے زنا کیا ہے میرے پر حد شرعی جاری کرو - اور مجھ کو اس گناہ کی آلودگی سے پاک کرو - حضرت رسالت پناہ نے اپنا مُنہ مبارک اُسکی طرف سے پھیر لیا اور اُسکی بات کیطرف توجہ نہ کی بار دیگر اُس شخص نے وہی کلمہ دُہرایا پھر حضرتؐ نے اُس سے اعراض فرمایا - چند نوبت ایسا ہی معاملہ ہوتا رہا آخر کار اُس گنہگار کے لئے سنگساری کا حکم کیا گیا - وہ صحابی سنگسار ہوتے ہی دار آخرت کو سدھارا - ایک صحابی نے اُسکو

عالم خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں ٹہلتا ہے اور بڑے چین و آرام میں ہے مگر اُس کے چہرہ کا رنگ زرد ہے اُس سے پوچھا کہ تیرا چہرہ بہشت کی آب و ہوا میں کیوں زرد ہے اُس گنہگار نے کہا کہ میں بسبب فرمانبرداری حکم باری کے بہشت میں تو پہنچ گیا مگر جناب رب الارباب سے خطاب عتاب مجکو پہنچا یَا عَبْدِیْ اَنَا سَتَرْتُکَ فَلِمَ فَضَحْتَ نَفْسَکَ یعنے اے میرے بندے میں نے اپنے کرم سے تیرے گناہ کو چھپا رکھا تھا تو نے کس واسطے اپنی زشتکاری کے چہرے سے پردہ اُٹھایا * تم کو بخوبی معلوم ہے کہ حضرت احدیت جل جلالہ کو اپنے بندہ سے کتنی محبت ہے کہ آدمی اسقدر محبّت اپنے وجود سے نہیں کرتا ہے اس لئے کہ آدمی لاچاری کے وقت اپنی پردہ دری کے درپے ہو جاتا ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کا لطف کسی کی پردہ دری نہ دُنیا میں نہ عالم عقبےٰ میں کریگا۔ اِس باب میں دو نقلیں لکھی جاتی ہیں ایک تو جناب باری عز اسمہ کی ستاری عالم دنیا میں دوسری عالم عقبےٰ میں *

نقل۔ اہل تذکیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیلیوں کے ملک میں ایک سال بڑا قحط اور کال پڑا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے خواص اور عوام کو ہمراہ لیکر میدان میں جا کر استسقا کی نماز ادا کی بارش نہ ہوئی۔ بار دیگر دعا کی مقبول نہ ہوئی الحاصل چند روز اسیطرح سب لوگ جمع ہو کر بارگاہ ایزدی میں بارش کے لئے استدعا کرتے رہے۔ اجابت کا اثر نہ ہوا۔ حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے ملک العلام کی بارگاہ میں مناجات فرمائی۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسےٰ تیری قوم میں ایک آدمی بدانجام تمام ہے کہ میرے بندوں کے چھپے ہوئے نیک و بد کام خاص و عام کے آگے ظاہر کرتا پھرتا ہے۔ اس بدبخت کے اعمال کی شامت سے یہ وبال تمہارے پر پڑ رہا ہے۔ جب تک تم اس نالائق کو اپنے سے دُور نہ کرو گے تب تک میں اس قحط کو تم سے دفع نہ کرونگا۔ موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ خداوندا ہم کو اُس کمبخت کے نام و مکان سے اطلاع ہو جائے تو ہم اُس کا تدارک کر کے باہر نکالدیں رب الارباب سے خطاب ہوا کہ اے موسےٰ جب میں تمکو لوگوں کی پردہ دری سے منع کرتا ہوں تو پھر میں اس ناپسندیدہ کام پر کسطرح قیام کروں۔ راقم آثم نے ایک اور روایت میں دیکھا ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ الٰہی تو ہی اُسکو دفع کر دے خطاب ہوا کہ موسےٰ کل اُس نمام کا جنازہ تیرے پاس سے گذار دونگا اور تیرے شکستہ دل کے زخم پر مرہم لگاؤنگا حضرت موسےٰ علیہ السلام دوسرے دن اُسکے منتظر رہے کہ دیکھئے کس کا جنازہ آتا ہے اتفاقًا اُس روز کئی آدمیوں کے جنازے حضرت موسےٰ ؑ کے سامنے سے گذرے اور کسی کو معلوم نہ ہوا

کہ اُس غلام کا جنازہ کونسا ہے ۔ رباعی

اے بلطف وکرم وستاری	پوشی تو گناہ بروئے عاصی ناری
در بتکدہ کافران زمانگ برند	گر پردہ ز روئے کار ما برداری

نقل دیگر ۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اولین اور آخرین خلقت کو ان کے اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ سے اطلاع دیجائیگی ۔ ایک بندہ اپنے گناہوں سے شرمندہ رب غفور کی حضور میں سرافگندہ بیٹھکر حسرت کے آنسو اپنے رخسارہ پر جاری کریگا ۔ خطاب مستطاب پہونچیگا کہ اے میرے بندے تو میرے عالی دربار میں کیوں زار زار روتا ہے بندہ عرض کریگا کہ میں اپنی خطا کے حیا سے حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا کہ اے میرے بندے اُس روز کہ تو میری شرم کو بالائے طاق رکھکر گناہ کرتا تھا ۔ اور ہنستا تھا میں نے تیری پردہ دری نہیں کی ۔ اور تجکو خلقت کی رسوائی سے نہیں بچا رکھا ۔ آج کہ تو میرے سے ڈر کے زار زار روتا ہے اور مارے شرم کے سر نہیں اُٹھاتا ہے میں کبھی تجکو اس میدان میں خوار نہیں کرونگا ۔ کما ورد یَقُوْلُ اللّٰہُ تعالیٰ یَا عَبْدِیْ سَتَرْتُ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا اَسْتُرُ عَلَیْکَ فِی الْاٰخِرَۃِ پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ اس میرے بندہ کو بہشت میں لیجاؤ ۔ رباعی :۔

از بندہ نیامداست مطلق نیکی	در حق ہر زمان محقق نیکی ۔
ما بندۂ تو خدا سزاوار انیست	کز بندہ بدی آید و ز حق نیکی ۔

اشارت فِیْ سَتْرِ الْعَوْرَۃِ ۔ حضرات علما کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ کشف عورت مفسد نماز کا ہے ۔ مثلاً ایک عضو سے جس کا چھپانا عند الشرع لازم ہے اُسکی چوتھائی مکشوف ہوجاوے اس حیثیت سے کہ دیکھنے والا اُس کو دیکھ سکے تو اُسکی نماز فاسد ہوجاتی ہے ۔ اس لئے کہ وہ عضو ایسا مقابح اعضا میں سے ہے جسکا ننگا کرنا خلقت کی نظر میں اصلا جائز نہیں اس مسئلہ میں سے یہ اشارت مستنبط ہوتی ہے کہ ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ اپنے باطن کے مقابح کو توبہ کے پردہ اور انابت کے ستر سے ڈھانپتا رہے اس لئے کہ قبائح باطنی مقابح ظاہری سے فاحش تر ہے اور حق تعالیٰ کی نظر مخلوق کی نظر سے عزیز تر اور با خطر ہے ۔ جب آدمی اپنے گناہونکو جہانتک اُسکا امکان ہے بشر کی بخیط نظروں سے چھپانیکی کوشش کرتا ہے اور اپنے عیبوں کو اُن کی نظروں سے چھپاتا رہتا ہے کہ شاید میرے عیب کی حاکم وقت تک اطلاع نہ پہنچ جائے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ انسان اپنے بادشاہ حقیقی سے ہرگز نہیں ڈرتا ہے اور نہیں سمجھتا ہے کہ میرا مالک خالق میرے سر پر حاضر ناظر

کھڑا ہے میں اُس سے کسطرح نجات پاؤنگا۔ واہ رے ہماری غفلت! رباعی

ہر وقت کہ نیکی کنی و بجز و شئی	و آنکہ کہ بدی کنی و بستر ش پوشی
بایے بہ یقین بدانکہ حق مے بیند	آنچہ از نظر خلق جہان میپوشی

اشارت فی ستر العورۃ حضرت وہب بن منبہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں یہ آیت پائی قال اللہ نعم یا ابن آدم اظہرت الذنوب منی واخفیت عن خلقی وابدیت الحسنات لخلقی ولم تخلصہا لی واکلت رزقی ولم تشکرنی وبارزتنی ولم تستحیی وحذرتک من المعاصی ولم تحذر فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اے آدم کے بیٹے تو میرے سامنے گناہ کرتا ہے اور اپنے گناہ کو میری مخلوق سے چھپاتا ہے اور اپنی نکویاں خلقت کے دکھانیکے لئے ظاہر کرتا ہے اور رات دن ریاکاری کے آتشکدہ میں گرتا ہے اور تو میری دی ہوئی روزی کھاتا ہے اور اُسکا شکر نہیں ادا کرتا ہے۔ اور میرے ساتھ جنگ کرنے سے نہیں شرماتا ہے اور میں نے تم کو اپنے رسول کی معرفت گناہوں سے ڈرایا مگر تو ایسا بے خوف اور نڈر ہے کہ اپنی کجروی سے ہرگز باز نہ آیا۔ دیکھ میں تیری ان باتوں کے مقابلہ میں تیرے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہوں۔ یا عبدی ما اظہرت من الذنوب فقد غفرتہا ۔ اے میرے بندے جو گناہ تو نے میرے سامنے کئے ہیں۔ میں نے اس سے درگذر کیا۔ وما اوتیتہا من الحسنات غیر خالصۃ فقد قبلتہا اور جو عبادتیں تو نے خلقت کے دکھانے اور اپنا اعتبار بڑھانیکی وجہ سے کی ہیں اور ایک ذرہ اخلاص کا اُس تیری عبادت میں نہیں میں نے اپنے فضل و کرم کی راہ سے قبول فرمائیں وما اکلت رزقی ولم تشکرنی فلم اخرمک اور جو کچھ تم نے میری روزی سے کھایا ہے اور اُس کے برابر شکر نہیں بجا لایا ہے تجکو اپنی نعمتوں دنیوی اور اخروی سے محروم نہیں کرونگا۔ وبارزتنی ولم تستحیی فاما استحیی منک ان اعذبک ھذا فعلی بعبادی اور جو بیفرمانی اور گستاخی تو نے میرے ساتھ کی اور تم کو میری خالقیت و رازقیت اور جلالیت سے شرم نہ آیا اور میں جو تیرا خداوند ہوں۔ تیری عبودیت سے شرم کرکے تجکو اپنی رضامندی کے مقام میں پہنچا دونگا۔ اور میرا معاملہ اپنے بندوں سے ایسا ہوا کرتا ہے۔ نظم

صنما چگونہ گویم کہ تو نور جان مائی	چہ طاقت ست جانرا چو تو نور خود نمائی
کرم تو عذر خواہ ہمہ مجرمان عالم	تو امان بر ملائی تو کشادبند ہائی
تو کی گوہر یکہ محوست دو ہزار بحر در تو	تو ئی بحر بیکرانہ ز صفات کبریائی

توچنان ہمائی اے جان کہ بزیر سایۂ تو	بکف آورند زاغان ہمہ خلعتِ ہمائی
نہ یکے وصال دلبر چہ بود خدائی داند	کہ گہ فراق یا بے طربِ جان فزائی

الشرط الثالث فی تطہیر المکان ۔ وَ اِیْجَابُ طَھَارَۃِ الْمَکَانِ مَبْنِیٌّ عَلٰی اِیْجَابِ طَھَارَۃِ الثَّوْبِ بِطَرِیْقٍ اَوْلٰی کَاَنَّھَا مَاسَّۃٌ بَدَنَ الْمُصَلِّیْ فَوْقَ یَمَسُّہُ الثَّوْبُ ۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نمازی کیلئے واسطے ادائے نماز کے پاک مکان کا تلاش کرنا بہ نسبت طہارت لباس کے زیادہ ضروری ہے اور وہ مکان پاک جسپر نماز پڑھی جاتی ہے قیامت کے دن اُس بندہ کی بابت شہادت دیگا ۔ کماورد حضرت انس رضؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب مستطاب حضرت رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ کوئی صبح اور کوئی رات ایسی نہیں آتی کہ زمین کے مکانات ایک دوسرے کو نہ پوچھتے ہوں کہ آج کوئی بندہ خدا کے بندوں سے تیرے پر گذرا ہے جس نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے دوگانہ نماز ادا کی ہو اور تجھ کو اپنا سجدہ گاہ بنایا ہو یا کوئی آدمی تیرے پر گذرا ہو کہ اُس نے حق سبحانہ وتعالیٰ کا نام اپنی زبان سے نکالا ہو جو مکان جو اس دولتِ بے پایان سے مشرف ہوئے ہونگے ۔ نہایت خوشی سے کہینگے کہ ہاں اور بعضے مکانات جو اُس سعادت سے محروم رہے ہونگے چنانچہ فی زماننا اکثر مساجد قدیمہ اور جدیدہ بیچراغ اور ویران پڑی ہوئی ہیں نہایت حسرت سے کہینگی کہ ہمارے پر ایسا کوئی نہیں گذرا جس نے نماز پڑھی ہو یا کہ خدا کا نام ہی زبان پر لایا ہو اور جن مسجدوں میں نمازی اپنی پنجگانہ نمازیں ادا کرتے ہیں اور ذاکر خدا کا ذکر کرتے ہیں اور قاری قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بارونق مساجد بیرونق مسجدوں پر فخر کرینگی اور جب قیامت کا دن آئیگا تو وہ زمین یا کوئی مسجد جسمیں کسی بندہ نے نماز یا کوئی اور عبادت کی ہوگی بمقتضائے آیت فیض ہدایت یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا ۔ بارگاہ حضرت خداوند سبحانہٗ وتعالیٰ کے جا کر اُس بندہ کی بابت گواہی دیں گے اور اُس بندہ کے فوت ہوجانے کے دن اُس کے فقدان پر کلمات حسرت انگیز سے نوحہ کریں گے ۔

لطیفہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو زمین کسی طرح کی نجاست سے ملوث ہووے جب آفتاب کی تاب سے ایسی خشک ہوجائے کہ اُسپر آفتاب کا اثر باقی نہ رہ جائے اُس زمین پر نماز پڑھنی جائز ہے ۔ کماورد قولہ علیہ السلام ذَکَاۃُ الْاَرْضِ یُبْسُھَا ۔

نکتہ ۔ اے میرے بھائیو! اس مسئلہ میں ایک نکتہ ہے ۔ سنو ۔ ایک دن آفتاب کے چمکنے سے زمین نجس اُس کی خدمت کے لائق ہوجاتی ہے ۔ یعنی اُس پر عبادت وغیرہ جس جگہ

معرفت الٰہی کا آفتاب جس کی طہارت اور تطہیر فلک منیر کے آفتاب کی تطہیر سے لاکھ درجہ بڑھ کر ہے کسی مومن ممتحن کے بدن پر چمکتا ہے اگر اوس کو تمام گناہوں کی نجاست سے مطہر اور طاعت کے نور سے منوّر کر دے تو کیا عجب ہے۔ **لطیفہ فقہیہ** جو زمین کہ پلید ہوگئی ہو اور آفتاب کی تاب سے پاک ہوگئی ہو۔ فقہا کا قول ہے کہ اُس زمین پر نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ لیکن تیمم جائز نہیں اسواسطے کہ نماز میں حکم کپڑے کا رکھتی ہے اور تیمم میں پانی کے حکم میں ہے۔ جب کپڑے پر نجاست قلیل ہووے تو مانع جواز نماز کی نہیں ہوتی اور تیمم میں ایسا حکم نہیں۔ مثلاً اگر ایک لوٹے یا گھڑے پانی میں ایک دو قطرے بول کے ملجاویں تو وہ پانی وضو کے قابل نہیں رہتا ✦

اشارت - اس مسئلہ میں یہ اشارت ہے کہ تحقیق کے راستے پر چلنے والے دو ہی فریق ہیں۔ مقتدا ہیں یا مقتدی ہیں۔ مثلاً حضرات انبیا علیہم السّلام اور انکی امتیں حضرات انبیا علیہم السلام احداث اور انجاس کے ازالہ میں قائمقام پانی کے تھے۔ یعنی سب کے سب معاصی اور جرائم کے الواث اور نجاسات سے معصوم رہے چونکہ حضرات انبیا علیہم السلام واسطے تطہیر امت کے مبعوث ہوئے اسواسطے اُنکا بذاتہ طاہر اور پاک ہونا ضروری ہوا۔ اس لئے کہ جب تک کوئی چیز فی نفسہ پاک نہووے دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتی۔ جیسے پانی جب بذاتہ پاک ہوتا ہے اسی واسطے دوسری چیز اُس سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور امتوں کے لئے کفر سے پاک ہونا واسطے جواز نماز ایمان کے کافی ہے وہ بیچارے صرف اسی مقدار طہارت کے رحمت اور غفران کے سزاوار ہو جائینگے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی تَوْفِیْقِهٖ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ کُلِّ تَقْصِیْرٍ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ۔ **مسئلہ فقہیہ** - فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پلید زمین پر پاک چٹائی یا پردہ بچھایا جاوے تو اُس چٹائی پر نماز پڑھنی جائز ہے۔ اس لئے کہ شرعی احکام ظاہر کے متعلق ہیں۔ مثلاً زمین ناپاک پر اگر کوئی پاک فرش بچھا کر نماز پڑھی جاوے تو نماز عند الشّرع جائز ہے۔ شریعت اُس کے باطن کیطرف ہرگز خیال نہیں کرتی۔ اَے میرے بھائیو! علیٰ ہذا نماز حقیقی کے لئے بدن اور مکان کا پاک ہونا ضروریات سے ہے اگر ظاہری بدن پاک نہ ہوگا تو نماز کے قبول ہونیکی امید نہیں اور یہ امر ظاہر ہے کہ کوئی انسان سوائے نبیوں کے گناہ کی آلودگی سے بچا ہوا نہیں۔ پس ہم تم سب کو لازم ہے کہ علی الفور توبہ اور انابت کا ستر اور عشق اور محبت کا فرش اپنے ناپاک بدن پر ڈالکر خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائیں تاکہ تمہارے اور بیگناہ معصوموں کے درمیان بحکم اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ کچھ تفاوت باقی نہ رہے **لطیفہ فقہیہ** فقہ کا مسئلہ ہے اگر فرش کا کپڑا

ایسا باریک ہووے جس سے نجاست کا اثر محسوس ہوجاوے حضرات علما اُس پردہ کا کچھ اعتبار نہیں کرتے ہیں اے میرے دینی بھائیو اسی طرح اگر تمہاری توبہ اور استغفار کے ستر پوش کے نیچے سے گناہوں اور خباثتوں کا اثر ٹپکتا رہے اور باوجود تائب ہونیکے تمہارے دل گناہوں کیطرف مائل ہوتے رہیں تو ہرگز تمکو بارگاہ احدیت میں تقرب حاصل نہیں ہوگا اگر مرد بنو تو سوا اللہ کی کدورت اور نجاست کو اپنے دل کے میدان سے باہر پھینکدو اور دُنیا کے جنجال سے فارغ البال ہوکر ایک ساعت اپنے مالک کی یاد میں مشغول ہوجاؤ ای میرے پروردگار تجھکو اپنی اکرم الاکرمینی کی عزت کی قسم ہو کہ تو پہلے اس مسکین فخرالدین کو سچی توبہ عنایت فرما ازاں بعد جو کوئی میری اس نصیحت کر جمال کو بنظر قبول دیکھے اور اُسپر عمل کرے اُسکو بھی اپنے حضور میں نزدیک کرکے اپنی رضامندی کی جگہ میں بٹھاوے آمین آمین + **حدیث** فقیہہ ابواللیث سمرقندی نے ایک حدیث اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن بندہ گناہ کرتا ہے اور اس کے بعد کسی طاعت میں مشغول یا کسی نیک عمل سے مشرف ہوتا ہے۔ چھ ساعت گذرنے سے پہلے اُس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اُس کی ایک نیکی کو کفایت گناہ کے لئے موقوف کردیتے ہیں اور دوسری نو سے اُس کے درجات بڑھاتے ہیں +

لطیفہ مبنی بر کرم الٰہی۔ اے میرے بھائیو میں تم کو ایک عجیب لطیفہ سناتا ہوں اور تمہارے غمناک دلوں کو خوش کرتا ہوں ذرا میری طرف متوجہ ہوجاؤ کہ محققین اہل بشارت نے طہارت مکان اور بدن اور لباس کی حکمت میں بیان کیا ہے کہ خالق کائنات نے تن اور مکان اور لباس کی طہارت میں ترغیب اور ترہیب اور وعدہ اور وعید فرمایا ہے ترغیب تو یہ ہو کہ حق تعالےٰ نے ہر ایک انسان کو تین طہارتوں کی ترغیب دی ہے اور اپنے کرم عام کے بموجب تین طہارتیں اُور اُس کی سپرد کیں اول بحسب ظاہر فرمایا فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ یعنے اے بندو! تم اپنے ظاہر بدن مُنہ ہاتھ پاؤں کو پاک کرو اور میں نے تمہارے باطن کی تطہیر اپنے ذمہ پر اُٹھالی ہے اور تمہارے باطن کی تطہیر اپنے کرم پر واجب کی یعنے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ دوسرا تمکو ظاہری لباس کے واسطے ارشاد فرمایا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنے اے میرے بندے تو اپنے لباس کو پاک کر اور میں تیری آلائش اور گناہوں کی تطہیر اپنے ذمہ لے لی ہے کما ورد مَنْ سَتَرَ عَوْرَةً مِّنْ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور یہ بات ثابت ہے کہ اپنے بدن کا ڈھانپنا غیر کے ستر عورت سے مقدم ہے۔ پس

جو شخص اپنی عورت ظاہری جسکا ڈھانپنا غیر کی نظر سے لازم ہے نماز کی حالت میں ڈھانپتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قیامت کے دن اُس کے قبوحات اور ذلات کو ڈھانپ دیگا اور اُسکی پردہ برداری ہرگز نہ کریگا۔ اور جو شخص اپنے باطن کی عورت کو توبہ اور انابت اور شرمساری اور ندامت کے لباس سے ڈھانپ دیتا ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ حسب وعدہ اُس کے اعمال قبیحہ اور افعال رذیلہ کو مستور اور اُس کے چھوٹے بڑے گناہوں کو مغفور کردیتا ہے۔ تیسرا نماز پڑھنے کے لئے تطہیر مکان کا ارشاد فرمایا اور مسکن کی تطہیر اپنے پر لازم فرمائی وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔

مؤلف اے میرے بھائیو حق جلشانہ وتعالیٰ نے ہر ایک انسان مومن نمازی کو تین تطہیروں کیساتھ مکلف کیا اور ہر ایک تطہیر کی تکلیف کے صلہ میں ایک طہارت اپنی ذات مقدس کے کرم پر لازم ٹھیرائی اور وہ طہارت فی الحقیقت ذات مصلے یعنی نمازی کے وجود جسمانی کیطرف راجع ہے گویا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندہ کو فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تمکو اپنے کاموں کیواسطے ارشاد فرمایا۔ اور اس خدمت کے صلہ میں میں نے ایک کام جس سے تیرا انجام بخیر ہوجائے۔ اپنی ذات مقدسہ پر لازم کرلیا ہے یعنی جب تونے باوجود عجز اور ضعف اور مانعات کثیرہ اور تعلقات موفورہ کے میرے حکم کی تعمیل کیوجہ سے اپنے ظاہری بدن اور لباس اور مکان کو انجاس مرئیہ وغیرمرئیہ سے پاک اور صاف کرکے نہایت عجز اور نیاز کیساتھ نماز کو ادا کیا۔ اگر میں باوجود اس بات کی کہ تمام مخلوقات کے اعلےٰ وادنےٰ سے کوئی مجکو روکنے والا اور جھگڑا کرنیوالا نہیں۔ تیرے باطن کے میدان کو گناہوں اور بدفعالیوں کی نجاست سے پاک اور صاف کردوں۔ اور تم کو اپنی رحمت اور مغفرت کا مستحق بنالوں تو میرے کرم اور فضل سے کچھ بعید نہیں۔ **اما الترہیب** سیر اور تفاسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ طہارت مکان کی فرضیت میں یہ حکمت ہے کہ گویا حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے تونے وضو کے وقت جو اپنے منہ کو پاک پانی سے دھویا ہے مجکو ہرگز پسند نہیں کہ تو اپنے پاک اور صاف مُنہ کو پلید زمین پر رکھے اس لئے کہ کسی پاک اور صاف چیز کو ناپاک اور ملوث چیز پر رکھنا مقتضائے حکمت کا نہیں اے میرے بھائیو! غور کرنے کی جگہ ہے جب حق سبحانہ وتعالیٰ تیرے مُنہ کو جو عارضی طہارت سے پاک ہوا ہے۔ زمین ناپاک پر رکھنا پسند نہیں کرتا ہے تو حضرت جلال احدیت کہ حقیقی پاکی اور ذاتی تقدیس اُسکی پاک ذات کو مسلم ہے ناپاک دل میں جو الواث اور احداث کی کدورتوں سے آلودہ اور مکدر ہورہا ہو اُس کی رحمت کا نزول کب ہوسکتا ہے کما ورد اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ ۔ **اما الوعدہ** یعنے پروردگار عالم

فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو آج دار دنیا میں ایک پاک زمین میری خدمت کے لئے بہم پہنچا اور وہاں جاکر دل سے مجکو سجدہ کر میں کل روز قیامت کو تیرے لئے بہشت جس کا عرض و طول عالم دنیا کے برابر ہوگا۔ مہیا کرونگا۔ اور وہ بہشت حدوث کے الواث اور زوال کے انجاس سے بالکلیہ پاک اور صاف ہوگا۔ کما ورد وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ٭

اما الوعید اے میرے عزیزو میں تمکو ایک لطیفہ طیبہ جس میں تمہارے لئے ایک فائدہ جلیل ہے سناتا ہوں اور وعید الٰہی سے تم کو آگاہ کرتا ہوں - میری طرف متوجہ ہو کر سنو کہ خالق کائنات نے صورت انسانی کو خاک سے پیدا کیا ہے - اور بموجب اس کلام کے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ تمہاری خوبصورتیاں حق سبحانہ وتعالےٰ کی بارگاہ عالی میں ہرگز منظور نہیں چونکہ ہمارا خالق پروردگار اس امر کا روادار نہیں ہے کہ ہمارا بندہ اپنی صورت کو ناپاک خاک پر رکھے حضرت انسان کو بھی لازم ہے کہ اپنے دل کو جو خالق کائنات کا منظر اور اوسکی رحمت کا منظور نظر ہے مغضوبہ ملعونہ دنیا کے تعلقات کا توشہ خانہ نہ بنالیوے کما ورد اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَّ مَا فِیْھَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ ٭ **الشرط الرابع الوقت** قال اللہ تعالےٰ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ الخ قال اللہ تعالیٰ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی الآیہ سمجھنا چاہیئے کہ ایک دن رات میں ہر ایک عاقل بالغ پر پانچ وقت نماز کا ادا کرنا فرض ہے اور پانچ وقتوں کی تعیین میں اگرچہ فقہائے کرام نے آیات متعددہ سے استنباط کرکے اپنے دلائل بیان کئے ہیں مگر آیت حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ الخ کی تعیین اوقات کے لئے شاہد کافی ہے - اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہے جس کیساتھ نماز درمیانہ ہو اور کم سے کم جمع سالم جس کیساتھ درمیانہ ہو چار ہیں - تین نہیں ہیں سو امر الٰہی واسطے محافظت نمازوں کے جس کے ساتھ درمیانہ بھی ہو - درحقیقت پانچ نمازوں کا امر ہے بالضرور اور بیشک فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ - پس پاک اللہ کی یاد کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو - اور اسکی خوبی ہے آسمان اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سے جو ان اوقات میں حکم ہوا ہے ان وقتوں کی نمازیں ہیں جیسے جزو کو ذکر کرکے کل مراد لیتے ہیں - گویا یہ امر ہوا کہ اے مومنو ان وقتوں میں خدا کی نمازیں ادا کیا کرو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا آپ کو معلوم ہے کہ پانچوں نماز کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں اور یہ آیت پڑھی **پس** مراد آیت میں حِیْنَ تُمْسُوْنَ سے نماز مغرب اور عشا کی ہے اور حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ سے نماز فجر اور نماز عصر کی ہے اور حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ سے نماز ظہر کی ہے ؎

اما السنة فقوله علیہ السلام اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ خَمْسَ صَلَوٰتٍ اور حدیث میں پنجگانہ ہونا نماز کا اس سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مرد مسلم اور عورت مسلمہ پر ہر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ حدیث احادیث مشہورہ سے ہے جنہیں سے احکام فقہی ثابت ہوا کرتے ہیں اور زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی کتابوں میں مذکور ہے لیکن ہم اس مختصر میں ان پانچوں کی تعیین میں سات اشارتیں بیان کریں گے ؎ **اشارت اولی** ۔ جب نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وجود میں موجود ہوا اور اُن مکانات اور منازل میں جو ان کو سیر کراتے رہے ۔ اُس کو عنایت کی پانچ نظروں سے مخصوص کیا۔ اُس نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن عطاؤں کے شکریئے میں پانچ سجدے بدرگاہ باری ادا کئے ۔ **بعوض** ہر سجدے کے ایک ایک نماز اُس سیدالرسل وہادی السبل اور اُسکی امت مرحومہ پر فرض ہوئی جو شخص اس امتِ مرحومہ کا ان پانچ وقتونکی نمازیں خلوص دل سے ادا کرتا ہے ان ندرات عنایت ربانی سے جو محبوب ربانی پر وارد ہوتی رہیں یہ نمازی بھی اُن سے بہرہ مند ہوگا ؎ **حضرت امام غزالی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ایک حدیث صحیح لکھی ہے ۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت چار شاخوں والا پیدا کیا اور اُس کا نام شجرۃ الیقین رکھا پھر نور محمدی کو پیدا کر کے سفید موتی کے حجاب میں جسکی شکل طاؤس کی تھی بند کر کے اُس درخت پر بٹھایا ۔ اُس نور محمدی نے ستر ہزار برس اُس شجرۃ الیقین پر بیٹھ کر اپنے خالق کی عبادت کی پھر خالق کائنات نے ایک آئینہ حیا کا پیدا کر کے اُس نور کے سامنے رکھا جب اُس طاؤس نے اُس حیا کے آئینہ میں اپنی احسن صورت اور زین ہئیت دیکھی تو کمال جلال سے شرمناک ہو کر پانچ سجدے کئے پس وہ پانچ سجدے جو ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے ہمارے پر پانچ نمازیں فرضاً موقتاً لازم ہوگئیں ؎ **اشارت ثانیہ** روایت ہے کہ یہ پانچ نمازیں ان پانچ وقتوںمیں پانچ پیغمبروں نے پڑھی تھیں اور پانچ دولتوں پر فایز ہوئے تھے اور وہی پانچ مراتب ان پیغمبروں کے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بے مشقت نصیب ہوئے اے حاضرین مجلس اسکی تفصیل میرے سے سنو فجر کی نماز حضرت آدم صفی اللہ کی یادگار ہی چنانچہ

کشف الاسرار میں آیت حافظوا علی الصلوٰت کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ معتبرین مفسرین نے فرمایا کہ پہلے جس نے فجر کی نماز پڑھی حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ جب آسمان سے زمین پر تشریف لائے تو عصر کا وقت تھا جب تک دن کی روشنائی رہی تب تک ادھر اُدھر دیکھ کر اپنے دل کو بہلاتے رہے۔ جب آفتاب زیر حجاب ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام کا دل غموں کی کان بنگیا۔ اس لئے کہ جب تک بہشت میں رہے تھے کبھی رات کی صورت نہیں دیکھی تھی اور تاریکی اور غم کا صدمہ نہیں اُٹھایا تھا۔ اچانک اندھیرے نے چاروں طرف سے ہجوم لاکر بیچارے آدمؑ کو گھیر لیا اس کفست میدان میں جسمیں آبادی کا کوئی نشان بھی نہ تھا تن تنہا رنجور اور اپنی محبوبہ بیوی سے مہجور اور اپنے پیارے وطن سے دُور جدھر دیکھو وحوش اور جسطرف نظر کرو طیور کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تھا اور وہ بھی آدمؑ کی صورت کو دیکھکر بھاگتا تھا حضرت آدم اس اندھیری رات میں کبھی سرد آہیں اپنے دردمند دل سے نکالتے تھے اور کبھی چاند کو دیکھکر اپنے حقیقی چاند کی درگاہ میں مناجات کا قصد کرتے تھے۔ **بیت**

ذکر نام تو مرا مونس جان است لب بلب	ہر گز از نام تو ام ہیچ نیاساید لب

مولف اے میرے بھائیو! سب مسافروں کا اصل اور غمزدوں کا مقدم اور سب برگزیدوں کا امام حضرت آدمؑ ہی تھا۔ عالم دُنیا میں دوستی کی بنیاد اور شب بیداری کی آئین اور جدائی کے درد سے رونیکی رسم اُسی نے رکھی اُس رات میں کبھی بہشت کو یاد کر کر روتا تھا کبھی اپنی خواری دیکھکر زاری کرتا تھا۔ اور کبھی اپنے خالق اور مالک کو یاد کرکے اُسکی مفارقت میں آہیں بھر کر کہتا تھا۔

ہمہ شب مردمان در خواب و من بیدار چون باشم	غنودہ ہر کسے با یار من بے یار چون باشم

آدم علیہ السلام نے اپنے دل میں سمجھا کہ یہ سب خواری میری گنہگاری کی شامت سے ہے زار زار روتا تھا اور دُعا کرتا تھا آخر کار جب نسیم سحری چلنے لگی اور صبح کا لشکر گھات سے نکلکر رات کی اندھیرے کو شکست فاش دی اور ہنوز سلطان آفتاب نے سریر فلکی پر جلوس نہیں فرمایا تھا کہ یکایک حضرت جبرئیلؑ بحکم رب الجلیل بشارت لیکر آپہونچے اور کہا اے آدمؑ صبح آئی صلح آئی نور نے ظہور چہرہ نے چہرہ دکھایا روشنائی آئی آشنائی آئی۔ اٹھو اسوقت میں دو رکعت نماز گذارو آدم علیہ السلام اس پیغام سے بہت خوش ہوئے اور اسکی خاطر عاطر سے غم اور اندوہ بتمامہ مرتفع ہوئے فوراً اٹھکر رات کے خروج اور دن کے دخول کے شکرانہ کی وجہ سے دو رکعت نماز بانیاز بجالایا حق سبحانہ وتعالےٰ نے آدم علیہ السلام کی اس سنت کو امت محمدیہ پر فرض کیا جو شخص امت محمدی علیہ السلام کا دو رکعت نماز قبل از طلوع آفتاب واسطے شکر گذاری اُن دو نعمتوں کے ایک نعمت کفر کے اندھیرے سے

نجات پانی دوم ایمان کے نور سے خصوصیت حاصل ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک بجالائے اور اس نماز کو نہایت خشوع اور خضوع سے ادا کرے اُس کے لئے دین و دُنیا کی نعمتیں حاصل ہیں اسلئے کہ شکر کرنے میں مزید نعمت کا وعدہ ہے اور کسی طرح کے نقصان کا وعید نہیں کما ورد لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ + اشعار

شکر نعمتہائے حق می گو تمام	تا کند حق بر تو نعمت ہا مدام	شکر منعم واجب آمد در خرد
ورنہ بکشاید در خشم ابد	شکر جان نعمت و نعمت چو پوست	زانکہ شکر آر د ترا تا گوئی دوست
کم شد از بی شکر خوبی و ہنر	کہ دگر ہر گز نہ بیند زان اثر	شکر کن اے مرد درویش از قصور
کہ ز فرعونی رہیدی و از کفور	ہر زمان در گلشن شکر خدا	رُوبرو آور ہمچو بلبل صد نوا

صلوٰۃ الظہر پیشین کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سُنت ہے چنانچہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چار نعمتیں حاصل ہوئیں ایک نعمت خلت دُوسری نعمت نمرود مردود کی آتش سے نجات کا پانا تیسری نعمت سارہ رضی اللہ عنہا کا ظالم بادشاہ کے پنجہ سے سلامت باکرامت واپس آنا۔ چوتھی نعمت اُس کے پیارے فرزند حضرت اسمٰعیل کا ذبح سے نجات پانا اور بجائے اس کے بارگاہ عالی عز اسمہ سے فدا کا پہونچنا جب اس چوتھی نعمت نے حضرت ابراہیم پر ورود فرمایا تو ظہر کا وقت تھا ابراہیم نے اُسیوقت اُس نعمت خداداد کے شکریہ کیوجہ سے نہایت نیازمندی اور انکساری سے چار رکعت نماز بدرگاہ بے نیاز گذاری اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی اُمت پر بموجب مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ اس مبارک وقت میں چار رکعت نماز فرض کی اور اُن کے لئے اس نماز کے صلہ میں چار کرامتیں عطا فرمائیں پہلے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے کھولے جاتے ہیں اسواسطے کہ جو دعا بندہ کرے اجابت کے محل میں پہنچ جائے اور فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب یہ دُعا کرے تو تم آمین کرو۔ دوم رحمت الٰہی کے دروازے اُس کے مُنہ پر کھولے جاتے ہیں اور اس قدر رحمت اُس کے سر پر برستی ہے کہ اُسکا وجود رحمت الٰہی کے دریا میں ڈوب جاتا ہے۔ سوم جو گناہ صبح سے پیشین تک اُس سے سرزد ہوتے ہیں بجز ادا کرنے اس نماز کے سب کے سب معاف ہو جاتے ہیں چہارم اگر وہ شخص بعد ادای نماز ظہر کے قضا کر جائے تو شہادت کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے +

صلوٰۃ العصر سب سے پہلے عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ اس کا مفصل حال تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ مگر اس جگہ راقم آثم حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر حال قلمبند کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہے مواہب علیہ میں سورۂ یونس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت یونس

علیہ السلام چالیس دن کے بعد برادر دریافت حال اپنی قوم کے شہر نینوا کی طرف متوجہ ہوئے جب شہر مذکور کے نزدیک پہونچے اور صورت واقعہ سے مطلع ہوئے اور اپنی قوم کے خوشحال اور مالا مال ہونیکا حال معلوم کرکے ایک قسم کا ملال اُن کی طبیعت پر مستولی ہوا اور اپنے دل میں سوچا کہ میں اپنی قوم کو ہر روز عذاب الٰہی سے ڈراتا اور دھمکاتا تھا اور اب میں بظاہر دیکھتا ہوں کہ وہ موعود عذاب رحمت سے مبدل ہوگیا۔ اگر میں اس شہر میں جاؤنگا تو نہایت شرمندگی اُٹھاؤنگا اور عام وخاص کے آگے چڑھ جاؤنگا۔ یہ خیال کرکے جنگل کی طرف تشریف لیگئے۔ معالم میں سورۂ والصّافات کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام جب دریا کے کنارے پہونچے۔ یکایک دریا جوش میں آیا اور اُسکی موج یونسؑ کی عورت اور بڑے لڑکے کو بہالیگئی اور اسی اثنا میں ایک خونی بھیڑیا نمودار ہوا اور اُس کے چھوٹے بیٹے کو خورد بُرد کرگیا اور حضرت یونسؑ تنہا دریا کے کنارے پر حیران و پریشان کھڑے رہگئے اور نیز معالم اور مواہب علیہ میں سورۂ والصّافات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اسوقت تاجرونکی ایک قوم کشتی میں چڑھ رہی تھی۔ حضرت یونسؑ بھی اُن کی شمولیت میں کشتی پر سوار ہوگئے جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو حکم الٰہی سے بغیر لنگر پھینکنے کے کھڑی ہوگئی ہرچند ملاحوں نے ہاتھ پاؤں مارے مگر ؎

خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد ۔	وگر ناخدا جامہ برتن درد

کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ملاحوں نے متفق ہوکر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بندہ اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہماری کشتی میں ہے۔ اسی لئے کشتی نہیں چلتی ہے۔ اور اُس قوم کی عادت قدیمہ تھی کہ جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگا ہوا کشتی میں سوار معلوم ہوجاتا تو جب تک اُس کو دریا میں نہیں ڈالتے تھے کشتی نہیں چلتی تھی۔ حضرت یونسؑ نے ملاحوں کی یہ کلام سُنکر فرمایا۔ کہ اے بھائی ملاحو! اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا بندہ میں ہوں۔ جو بغیر اپنے مالک کے فرمان کے اپنی قوم سے بھاگ آیا ہوں۔ کشتی والوں نے کہا معاذ اللہ تو غلام نہیں تیری پیشانی سے انوار شرافت ونجابت چمک رہی ہیں۔ اور تیرے بشرہ سے آثار صلاحیت کے ٹپکتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے بار بار اس بات پر اصرار کرکے فرمایا کہ بیشک اپنے خداوند سے بھاگا ہوا بندہ سوا میرے دوسرا نہیں قوم نے از روئے ادب اس بات کو تسلیم نہ کیا پھر حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ اگر تمکو میرے کہنے پر یقین ہے تو آؤ سب ملکر قرعہ ڈالتے ہیں۔ چور۔ شاہد۔ غلام۔ آزاد۔ کھرا۔ کھوٹا معلوم ہوجائیگا جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر ہی واقعہ ہوا جب کشتی والوں نے

بامر لاچاری حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں پھینکنے کا ارادہ کیا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُس دریا کی ایک مچھلی کو الہام ارشاد فرمایا کہ اے میری مخلوق مچھلی تو اس کشتی کے نزدیک جا کر اپنے مُنہ کے دروازہ کو کھول کر حاضر رہو مچھلی نے بفرمان لم یزلی اپنا مُنہ کھول کر اُس کشتی کے پاس کھڑی ہوئی۔ ملاح اُس مچھلی دہن کشادہ کو دیکھ کر یونسؑ کو دوسری طرف لیگئے وہ مچھلی جو حکم ازلی کا نمونہ تھا وہاں بھی نمودار ہوگئی حضرت یونس علیہ السلام نے بلا تامل اپنے وجود کو اُس بحر مواج میں پھینکا دریا میں گرتے ہی یونس اندر دہان ماہی شد اور اپنے مبارک نفس کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ اے میرے نفس تو نے اپنی قوم کی بجائے بہتری کے بدی کیوں چاہی اور اُسکی رفاقت کو چھوڑ کر کیوں بھاگا اگر تو اپنی قوم میں رہ کر اور اُس کے جور وجفا سہکر اُنہیں میں پڑا رہتا تو یہ ذلّت اور خواری ہرگز نہ دیکھتا اور تیرا مالک بھی تیرے پر راضی رہتا ؎

تا خاطر بندگان نجوئے	حاصل نشود رضائے سلطان

فرمان الٰہی مچھلی کو پہنچا کہ اے مچھلی میں نے اپنے بندہ کو تیرا طعمہ بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ بلکہ تیرے بطن کو اسکی سزا کے لئے ایک جیلخانہ مقرر کیا ہے۔ خبردار اس کیساتھ تم کو ایسا سلوک کرنا چاہئے کہ اُسکے وجود کی ترکیب میں کسی طرح کا خلل عاید نہو جائے مچھلی بحکم ازلی حضرت یونس علیہ السلام کی حفاظت اور اُسکے وجود کی نگہداشت میں مادرانہ سلوک اور رعایت کرتی تھی۔ چنانچہ اُسکی ہواخوری کے لئے اپنا سر پانی سے باہر نکالے رکھتی تھی اور حضرت یونس اُس کے پیٹ میں بقولے چار ساعت اور بروائتے ایکدن یا تین دن یا ہفتہ یا بیست روز یا چالیس روز یا چھ ماہ و بقولے سات برس تک بآسانی دم لیتے رہے اور بلا تکلیف زندگانی بسر کرتے رہے اور وہ مچھلی دُنیا کے سات سمندروں میں پھرتی رہی اور حق سبحانہ وتعالیٰ قادر مطلق نے اسکا پوست اور گوشت ایسا شفاف آئینہ کی طرح بنا دیا تھا کہ جو دریاؤں کے عجائب اور غرائب تھے بالکلیہ حضرت یونسؑ کو مشاہدہ ہوتے تھے **معالم** میں سورۂ انبیا کی تفسیر میں مذکور ہے کہ وہ مچھلی حضرت یونسؑ کو چھ ہزار سال کی مسافت تک لیگئی تھی۔ اور اُسکو ساتوں زمینوں کا سیر کرایا۔ اور ورائے مخلوقات کا عالم دکھایا اور حضرت یونس علیہ السلام اس حال میں اپنے خدائے ذو الجلال کی یاد میں اشتغال رکھتے تھے اور چار تاریکیوں کے حبس خانہ میں مقید ہو کر تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہتے تھے اور اکثر اوقات اس آیت بابرکات سے متبرک ہوتے تھے کما ورد قولہ تعالیٰ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ پس پکارا یونس نے تاریکیوں میں یعنے ایک دریا دوسرے مچھلی کے پیٹ تیسرے رات

کی تاریکی چوتھے ذلت کے اندھیرے میں اسطرح یونسؑ پکارے کہ کوئی معبود نہیں مگر تو پاک ہے اس سے کہ کسی چیز میں کہ تو عاجز ہو بیشک ہو نمیں اسمیں اپنے پر ظلم کرنیوالوں میں سے کہ اپنی قوم سے جُدا ہونے میں اسمیں اپنے پر ظلم کرنیوالوں میں سے کہ اپنی قوم سے جُدا ہونے میں میں نے جلدی کی **انوار** میں حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ جو کوئی شخص سختی اور کرب میں پھنسا ہو اور خدا کو اس دعا کیساتھ پکارے تو خدا اُسکی دعا قبول ہی فرماتا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تو ہمنے مچھلی کو حکم دیا اور اُس نے دریا کے کنارے یُونس کو اُگلدیا اور جیسطرح اُسے ہمنے نجات دی اُسیطرح نجات دیتے ہیں ہم ایمان والوں کو الحاصل جب حضرت یونس علیہ السّلام نے چار مذکورہ تاریکیوں سے نجات پائی تو اُسکی شکر گذاری کے لئے چار رکعت نماز دیگر گذاری حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس عبادت کو بدرجۂ اجابت مقرون فرما اور اپنے حبیبؐ کی اُمّت پر اُس نماز کی فرضیّت کا پیغام پہنچایا۔ اور شرف محمدی کی طفیل اس نماز کے صلہ میں اُن کو اپنی چار عطاؤں سے موعود بنایا ایک تو ہر ایک مومن موحد نماز گذار کو لشکر ابلیس اور اُسکے اعوان کی شرارتوں سے بچایا دُوسرا اُنکو اپنی پناہ اور حفاظت میں داخل فرمایا تیسرا اُن کو کرامت کا تاج پہنا کر ساری مخلوقات کا اشرف بنایا۔ چوتھا جو گناہ اُس سے مابین عصر اور ظہر کے صادر ہوئے ہونگے سب کو معاف فرمایا۔

امّا صلوٰۃ المغرب۔ سب سے پہلے نماز مغرب جناب حضرت عیسٰے علیہ السّلام نے پڑھی تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب وہ پاک سرشت پاک طینت نطفہ بے پدر وجود میں آیا۔ ماں کے پیٹ میں توریت اور انجیل پڑھتے تھے اور جھولے میں اکثر اوقات باتیں کرتے تھے۔ اُس کے خاص وعام خصوصًا بیت المقدس کے ملذ الہام اس خورد سال کا کلام سُنکر متعجب اور حیران ہوتے تھے اور نامناسب باتیں اور ناحق تہمتیں ازروئے ضلالت اور بطالت کے حضرت بیوی مریمؑ کو لگاتے تھے اور قادر مطلق کی قدرت پر ایمان نہ لاتے تھے۔ اور بے پدر بچہ کے پیدا ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور ان معنوں کو نہیں سمجھتے تھے ؎

بے پدر فرزند پیدا او کند	طفل را در مہد گویا او کند

حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے تولد کا عجیب قصہ اگرچہ تفسیروں میں مفصل مذکور ہے مگر آپکے واسطے آگاہ کرنے احباب کے روایات معتبرہ احادیث صحیحہ سے استنباط کرکے حاضرین مجلس کی خدمت میں بطور مختصر پیش کرتا ہے چنانچہ تفسیر تیسیر اور انوار التنزیل اور بحر المواج میں سورۂ

آل عمران کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب مریم علیہما السلام نو برس کی ہوئی۔ تو از روئے عبادت اور حسن سیرت کے بیت المقدس کے عالموں اور عابدوں سے بڑھ گئی اور علی الدوام اپنے رب الارباب کی یادگاری کے لئے مسجد کے محراب میں بیٹھی رہتی تھی۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس برگزیدۂ عالم عورات کو حیض و نفاس کے اوناس سے بالکلیہ پاک اور صاف کر دیا مگر تفسیر مواہب علیہ میں سورۂ مریم کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ بیوی مریم بحالت عذر اپنی خالہ کے گھر چلی جاتی تھیں اور جب ایام عذر گذر جاتے تھے تو غسل کر کے پھر مسجد میں حاضر ہو جاتی تھی اور معالم میں لکھا ہے کہ جب حضرت مریم کی عمر بیست سال کو پہونچی تو غسل کی حاجت ہوئی۔ بیت المقدس کے مشرق کی طرف فاصلہ پر ایک مکان آفتاب رو نہ تلاش کر کے پردہ میں بیٹھکر غسل فرمایا اور پاک پوشاک سے اپنا بدن چھپایا۔ اچانک بحکم رب الجلیل حضرت جبرئیل بصورت انسانی اگر یوسف علیہ السلام اس صورت کو دیکھتے تو مجنون ہو جاتے آوار د ہوئے مریم اس صورت کو اجنبی مرد سمجھ کے ڈر گئی اور اپنے خدا کی طرف جھک کر فرمایا۔ کما ورد قال اللہ تم قالت اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا کہا مریم نے بیشک میں پناہ مانگتی ہوں خدا بڑی بخشش کرنیوالے کی تیرے شر سے اگر ہے تو پرہیزگار اپنی پاکدامنی میں کمال درجہ کا مبالغہ ہے اگر تو متقی ہے اور پرہیزگار تو بھی تجھ سے پرہیز کرتی ہوں۔ اور خدا کی پناہ مانگتی ہوں پھر تو اگر ایسا نہو تو کیونکر نہ پرہیز نہ کروں اور پناہ نہ مانگوں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُس زمانے میں ایک شریر مرد عورتوں سے متعرض ہوا کرتا تھا اُسکا نام تقی تھا۔ اور حضرت مریمؑ نے اُسکا قصہ سُنا تھا۔ گمان کیا کہ وہی شریر ہے۔ اسواسطے حقتعالیٰ کی پناہ مانگی جب جبرئیلؑ نے حضرت مریمؑ کا اضطراب دیکھا تو کہا کما ورد قال اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا جس سے تو پناہ مانگتی ہے سب مجھے اسواسطے بھیجا تاکہ بخشوں تجھے خدا کے حکم سے بیٹا پاک اور اچھا۔ مولوی معنوی علیہ الرحمۃ نے اسی باب میں ارشاد فرمایا ؎

چونکہ مریم مضطرب شد یک زمان کہ امین حضرتم از من مرم	ہمچنان کہ برزمین بر ماہیان از سر فرازان عزت سرکش	بانگ بر وے زد نمود ار کرم از چنین خوش مہربان رم درکش

حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا کیونکر ہوگا میرے بیٹا اور مجھے نہیں چھوا ہے آدمی نے یعنی مباشرت کے طور پر اب تک کسی کا ہاتھ مجھ تک نہیں پہونچا۔ اور میں زناکار بھی نہیں ہوں اور خرابی اور بُرائی ڈھونڈنے والی بھی نہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا ایسا ہی ہے جیسا تم کہتی

ہو کسی نے نکاح اور سفاح کے طور پر تمہیں ہاتھ نہیں لگایا - مگر فرمایا کہ تیرے پروردگار نے کہا
کہ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ یہ کام یعنی بے باپ کے بیٹا دینا مجھ پر آسان ہے ہم تجھے بیٹا دیتے ہیں تاکہ تو اسکو
سبب ہے میری قدرت کاملہ پر دلیل کرے اور اسکو لوگوں کیواسطے نشانی کریں کہ عام و خاص
اُس کے حال پر غور کر کے میری قدرت پہچانیں - اور ہم اسے رحمت کریں اُن لوگوں کیواسطے
جو اُسپر ایمان لاویں اور ہے اُسکا بے باپ ہونا کام حکم کیا گیا یعنی مقدر اور مقرر اور لوح محفوظ
میں تحریر ہو چکا ہے - پھر جبرئیل امین حضرت مریم رض کے پاس آئے اور انکی آستین یا گریبان یا مُنہ
پھونکا تو مریم رضی اللہ عنہا حاملہ ہو گئیں - اور اُسی دم عیسےٰ علیہ السّلام اُن کے حمل میں آئے
تفسیر بحر المواج میں لکھا ہے کہ ذکریا علیہ السلام اپنی عادت کے بموجب حضرت مریم کے مقام پر
تشریف لائے اور مریم کی ہئیت اور صورت پر آثار حمل کے نمودار پائے اور اتہام عوام کا اندیشہ کر کے
اپنی زوجہ کے پاس جاکر کہا مریم معصومہ باردار معلوم ہوتی ہے ہمارے ننگ و ناموس کے شیشہ پر پتھر لگ گئے
اور کسطرح یہ ناگہانی بلا ہمارے سر پر گری ذکریا کی عورت نے کہا کہ یہ مریم وہی بتول ہے کہ ہمنے کسی
زمانہ میں سُنا تھا کہ عیسےٰ پیغمبر کو بغیر باپ کے جنے گی آپ ادھر اُدھر کے وساوس کو دل سے نکال
دیجئے اور اُس معصومہ کو میرے پاس بھیجدیجئے جب مریم ذکریا کے گھر میں تشریف لائیں - تو
انہیں دنوں میں زکریا کی عورت بھی حاملہ تھیں اور یحییٰ علیہ السلام اُن کے پیٹ میں تھا مریم کو کہا
وہ فرزند جو میرے پیٹ میں ہے اُس فرزند کو جو تیرے پیٹ میں ہے سجدہ کرتا ہے - اے مریم تجکو
ہزار ہزار مبارک ہو کہ تو سب عورتوں کی سردار ہے تو پاک عورت مظہر قدرت خدا ہے اور ہر حال
مورد عطا ہے - تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب مریم حاملہ ہوئی تو عیسےٰ علیہ السلام کو پیٹ میں لیکر
ایک مکان میں جو شہر سے دُور تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ پورب کی طرف پہاڑ پر گئیں - یا
بیت لحم کے میدان میں کہ شہر ایلیا سے چھ میل دُور تھا چلی گئیں اور معالم میں لکھا ہے - کہ
نو یا سات مہینے کے بعد وضع حمل ہؤا یعنے عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے - اور بعض کا قول ہے
کہ حمل رہنا اور عیسےٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا ایک ہی ساعت میں واقع ہؤا - اور زاد المنیر میں
لکھا ہے کہ نو ساعت میں یہ سارا کام تمام ہؤا - اور مقاتل رحمۃ اللہ نے کہا کہ ایک ساعت میں
نو ٹھہرا ہؤا - ایک ساعت میں صورت بنی ایک ساعت میں ولادت ہوئی بہر تقدیر جب وضع حمل
کا وقت قریب پہنچا تو حضرت مریم نے کھجور کا ایک خشک درخت دیکھا کہ اُسکی شاخیں کٹ گئی
ہیں ٹونٹھ کھڑا ہے اور درد زہ کا آناً فاناً بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ اُس درخت کے تنہ سے پیٹھ

لگا کر کہا قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا کہا مریم علیہا السلام نے کہ کاش میں مرجاتی اس حال سے پہلے اور ہو جاتی چھوڑی اور بھولی ہوئی۔ یعنی کوئی مجھے حساب میں نہ لاتا اور نہ کوئی مجھے جانتا اور کیسا غضب ہے کہ بیت المقدس کے عابد وزاہد مجھے جانتے ہیں اور میں اُن کے امام کی لڑکی ہوں اور حضرت ذکریا علیہ السلام کی کفالت میں ہوں۔ اور اب تک کنواری ہوں اور شوہر مینے کیا نہیں اور لڑکا جننی ہوں اور اس امر کی ندامت سے نہیں جانتی ہوں کہ کیا کرونگی ؂

مبادا کس بخون آغشتہ چون من	میان خلق رسوا گشتہ چون من		
مرا اے کاشکے مادر نمے زاد۔	وگر میزاد کس شیرم نمے داد		
ہر چند بروئے کار دگرمے نگرم	محنت زدہ چو خودنے بینم من		

مارے رشک کے اُسیوقت ایک لڑکا جس کے چہرہ کی تاب سے مہتاب بھی زیر حجاب ہوا جاتا تھا تولد ہوا اور خرما کا خشک درخت جس کے نیچے حضرت عیسٰے علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اُنکی برکت سے سبز ہو کر پھلدار ہو گیا اور اُس کے نیچے سے ایک چشمہ جاری ہوا پس عیسٰے علیہ السلام یا فرشتہ نے آواز دی کہ اے مریم غمگین اور اندوہگین نہو اور موت کی تمنا نہ کرو۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا یقینی پیدا کی اور جاری کردی تیرے ربنے تیرے قدم کے نیچے نہر پانی کی کہ اسمیں سے پیو اور اس کے پانی سے طہارت کرو اور خرمے سُوکھے درخت کے ٹونٹھ کو ہلاؤ اور اپنی طرف جھکاؤ تاکہ وُہ درخت گرائے تجھپر خرمے بے بہا ترو تازہ پھر کھا تر خرمے اور پی پانی اور روشن کر آنکھ اپنی فرزند سے یا خوش ہو سوکھے درخت کے ہرا ہونے اور پھل دینے سے کہ تیرے حال سے بہت مناسبت رکھتا ہے اسواسطے کہ جو اسبات پر قادر ہے کہ خشک درخت سے خرمے پیدا کرے وُہ یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ ماں سے بے باپ کے لڑکا پیدا کردے۔ پھر حقتعالیٰ نے ملائکہ کو بھیجا۔ اور وہ حضرت مریمؑ کے گرد آئے اور جب عیسٰے علیہ السلام پیدا ہوئے تو ملائکہ نے اُنہیں اُٹھالیا اور نہلایا اور جنت کے حریر میں لپیٹ کر مریمؑ کی گود میں دیدیا اسوقت غیب سے آواز آئی فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا پھر اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی کو اور لوگ تجھ سے پوچھیں کہ یہ لڑکا کہاں سے آیا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا تو کہہ دے اے مریم میں نے نذر کیا ہے خدا بڑے مہربان کیواسطے روزہ اور اُن لوگوں کا روزہ یہ تھا کہ کھانا اور بات کرنا چھوڑ دیتے تھے۔ تو میں ہرگز بات نہ کرونگی کسی آدمی سے بلکہ ملائکہ سے میں باتیں کرتی ہوں اور خدا سے مناجات کررہی ہوں اور اتنی بات کہدینا نذر کی خبر کرنا تھا یا اشارہ سے یہ بات کہکر نذر جتائی۔

العلم عنداللہ مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ مسجد اقصےٰ کے لوگوں نے مریمؑ کو جب محراب میں نہ پایا تو انہیں ڈھونڈھنا شروع کیا ہر جگہ ڈھونڈتے اور ہر ایک سے پوچھتے یہاں تک کہ کسی نے اُن لوگوں کو خبر دی کہ حضرت مریمؑ کو میں نے بیت لحم میں دیکھا ہے پس حضرت مریم کی قوم وہاں پہونچی جب حضرت مریم علیہا السلام نے انہیں دیکھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لیکر اُنکی طرف متوجہ ہوئیں جب اس گروہ کی نگاہ اُنپر یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر پڑی تو قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا۔ بولے وہ لوگ کہ اے مریمؑ یقینی لائی تو چیز عجب دلانیوالی یا بُری کہ تیرے گھروالوں میں سے ایسا امر نہوا تھا اے بہن ہارون کی کہتے ہیں کہ اُن کے ایک بھائی کا ہارون نام تھا یا یہ کہ بنی اسرائیل میں ہارُون ایک مرد صالح تھا کہ صلاحیّت اور نیک بختی ان سے مثال دیتے یا کوئی مرد فاسق فاسقوں کیواسطے ضرب المثل تھا۔ تو لوگوں نے حضرت مریمؑ سے یہ بات کہی کہ ہارون ایسی عفت اور پرہیزگاری میں یا ہارون کی مثل گنہگاری میں تیرا باپ عمران بدکار آدمی نہ تھا بلکہ مسجد اقصیٰ کا امام اور عابدوں میں بہت شریف عالی مقام تھا اور تیری ماں ناقود کی بیٹی زناکار اور گنہگار نہ تھی ایسے ماں باپ کی بیٹی ہو کر بے باپ کا لڑکا کہاں سے جن لائی ہے حضرت مریمؑ نے عیسےٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس سے بات کرو اور جواب لو قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قوم کے لوگوں نے کہا کہ ہم کیونکر اس سے بات کریں جو ہے گہوارے میں یعنی گہوارے کے قابل بچہ کہ نہ بات سمجھ سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اُس وقت دُودھ پی رہے تھے۔ جب لوگوں کی یہ بات سُنی تو پستان چھوڑ کر قوم کیطرف متوجہ ہوئے اور بزبان فصیح سے قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ کہا بیشک میں بندہ اللہ کا ہوں دی ہے اُس نے مجھے کتاب یعنی مجھے انجیل دینے کا حکم ازل میں کرچکا ہے۔ امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تفسیر کی ہے کہ ماں کے پیٹ میں مجھے انجیل تعلیم فرما چکا ہے۔ اور کیا مجکو پیغمبر اسی حال میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیغمبر تھے اور معجزے کے طور پر بات کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت اور منفعت والا کیا جہاں میں ہوں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا۔ جبتک کہ میں زندہ رہوں اور کیا مجھے بھلائی کرنیوالا میری ماں کیساتھ اور اسپر مہربان اور نہیں کیا مجکو سرکش متکبر کہ خلق کیساتھ تکبر کروں اور انہیں رنج دُوں اور خدا نے مجھ کو بدبخت پیدا نہیں کیا کہ میں اُسکا حکم نہ مانوں جب قوم نے یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دیکھا سب کے سب قادر مطلق اور خدائے برحق کی قدرت سے حیران رہ گئے۔

صد ہزاران عقل سرگردان تو وز ہمہ سیر انش ما تغیر کنی۔	اے ہمہ جان و جہان حیران تو طفل راو ہمہ پیغمبر کنی

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِهِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ پھر اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں یعنے یہود اور نصارے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں اختلاف کیا یہود نے اُنہیں حد سے زیادہ گھٹایا اور نصارےٰ نے حد سے زیادہ بڑھایا حتے کہ خدا کا بیٹا بنایا بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کے باب میں نصارے کے تین گروہ ہو گئے نسطوریہ نے تو عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا اور فرقہ یعقوبیہ نے خود اللہ ہی تصور کیا اور فرقہ ملکانیہ نے تین خدا اُس میں سے تیسرا خدا کہا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ الخ تو وائے بر حال اُن کے جو کافر ہوئے اور تعجب میں رہے حاضر ہونیسے بڑے دن میں کہ وہ قیامت کا دن ہوگا۔ **روایت** ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے عیسےٰ ؑ تیری قوم تیری نسبت ایسے واہیات کلمات مُنہ سے نکالتی ہے جس کے سُننے سے زمین کے طبقات کانپ جاتے ہیں اور زمین و آسمان کا خالق اس پریشان اور بیہودہ جماعت کی زٹل سے پاک اور منزّہ ہے لکھا ہے کہ وُہ وقت نماز شام کا وقت تھا حضرت عیسےٰ ؑ نے اُٹھکر وضو کیا اور اپنے خالق و علا سے معافی اور رحمت مانگی اور تین رکعت نماز ادا کی ایک رکعت تو واسطے اظہار عبودیت اپنی کے کہ خداوندا توہی خداوند خداوند بزرگوار ہے اور میں تیرا ایک بندہ گنہگار ہوں اور دُوسری رکعت اپنی والدہ کی الوہیّت کی نفی کرنے کیوجہ سے یعنے اے اللہ توہی خُدائے جبار ہے اور میری ماں تیری ایک کنیزک پرستار ہے تیسری رکعت خُدائے برحق کی وحدانیت کے اقرار کیوجہ سے حق سبحانہ و تعالےٰ کو حضرت عیسےٰ ؑ کی یہ نماز بانیاز پسند آئی اور اپنی جناب میں قبول فرمائی اور اپنے حبیب محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر اِس نماز کے ایجاب کی مُہر لگائی اور ان تین رکعت کے صلہ میں انکو تین کرامتوں سے مخصوص فرمایا اوّل ثواب حج اور عمرہ کا اسکے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے دوم ملائکہ کو حکم ہوتا ہے کہ اس نمازی کیلئے بہشت میں اعلےٰ درجہ کا مکان تیار کرو۔ اور سوم اگر بقضائے الٰہی نماز خفتن کے پہلے قضا کر جائے۔ تو شہدائے کربلا کے زمرہ میں اُٹھایا جاویگا +

اما صلوٰۃ العشاء عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کو چار واقعہ ہولناک سے نجات حاصل ہوئی اُسوقت اُس نے چار رکعت نماز بارگاہ ایزدی میں گذاری ان چار واقعات کی تفصیل اگرچہ تفسیروں میں مفصل مذکور

ہے مگر اس مختصر میں بطور اختصار بیان کیا جاتا ہے تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے کی شبانی اختیار کی تو حضرت شعیب ؑ نے بطور نصیحت فرمایا کہ اے موسےٰ ان بکریوں کے گلہ کو فلاں جنگل میں نہ لیجانا۔ اس لئے کہ اس جنگل میں ایک بڑا اژدہا رہتا ہے وہ تم کو اور میری بکریوں کو ضائع کر دیگا ۔ بیت

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

حضرت موسےٰ علیہ السلام بموجب فرمان شعیب علیہ السلام کے بکریوں کے گلے کو چرانے کے لئے شہر سے باہر نکلے بکریوں نے جنگل میں داخل ہوتے ہی اس وادی کیطرف جہاں وہ اژدہا رہتا تھا منہ رکھکر دوڑ پڑیں ہر چند موسےٰ علیہ السلام نے ان کے روکنے میں کوشش کی مگر وہ بیشمار گئے بکریوں کے اس جنگل میں جا پہونچے اور چرنے میں مشغول ہوئے حضرت موسےٰ علیہ السلام حیران ہو کر ایک ٹیلے پر جا بیٹھے اچانک نیند نے حضرت موسےٰ پر غلبہ کیا اپنا عصا اپنے پہلو کیساتھ رکھکر سو گئے ابھی کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ خونخوار اژدہا غار سے نکل آیا اور بکریونکی طرف دوڑا حضرت موسےٰ علیہ السلام کا عصا اس اژدہا کو دیکھکر اس سے بڑھکر اژدہا بنگیا اور اس اژدہا کو ایک لمحہ میں مار ڈالا جب حضرت موسےٰ علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا جنگل میں مرا پڑا ہے اس کے دیکھنے سے خوش ہوئے۔ اور عصا کی کرامت سے متعجب ہوئے۔ جب گھر میں تشریف لائے تو حضرت شعیب علیہ السلام کو اس اژدہا کے حال سے اعلام کیا انہوں نے سمجھا کہ یہ کام جو عصا سے وجود میں آیا ہے یہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی برکت کا نتیجہ ہے یہ ہر کسی سے نہیں ہوسکتا ؎

ہر کسے را این امانت کے رسد	موسےٰ باید کہ اژدرہا کشد

نقل ہے کہ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسےٰ اب کے سال میں میری بکریاں بزغالے جنیں گی وہ تیری ملک میں ہونگی اور تو ہی ان کا مالک ہوگا۔ خدا کی قدرت سے اس سال میں سب بکریوں سے نر بزغالے پیدا ہوئے۔ دسویں سال میں حضرت شعیب علیہ السلام نے موسےٰ کی حسن خدمت اور حسن خلق سے خوشحال ہو کر فرمایا کہ اے موسےٰ اب کے میری بکریاں جو بچے چھوریاں جنینگی وہ سب تیری ہی ملک میں ہونگی اس سال میں بھی سب بکریوں نے چھوٹے بچے ہی جنیں گیارھویں سال کہا کہ اب کے سال جسقدر سیاہ بچے پیدا ہونگے وہ سب تجھ کو ہی دے جائیں گے اس سال سب کے سب سیاہ بچے ہی پیدا ہوئے بارھویں سال فرمایا کہ اے موسےٰ اب

سال جتنے سفید برّے پیدا ہونگے تو ہی اُن کا مالک ہوگا اُس سال میں سب برّے سفید ہی پیدا
ہوئے پھر فرمایا کہ اب کے سال جسقدر ابلق برّے پیدا ہونگے وہ بھی تیری ملک میں ہونگے اور ہر سال
ایفائے وعدہ فرماتے رہے موسےٰ علیہ السلام کی بکریوں کی تعداد شعیب علیہ السلام کی گوسفندوں
سے بڑھ گئی وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰ نَارًا کیا تمہارے پاس اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خبر موسیٰ بن عمران کی اور اُنکا قصہ معلوم ہوا تو سختیوں پر صبر کرنے میں اُنکا اقتدا کر جب دیکھی
موسےٰ علیہ السلام نے آگ معالم التنزیل میں سورۂ طٰہٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسےٰ
کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو محبت وطنی نے جوش مارا اور اپنے والدین کی زیارت اور اقارب کے
شوق نے اُس کے دل کو مدین سے اُٹھایا اپنے آقائے نعمت یعنی حضرت شعیب علیہ السلام سے
رخصت کی درخواست کی حضرت شعیب نے ان کو مال مویشی معہ عیال وغیرہ اشیا دیکر رخصت کیا جب
موسےٰ وادی ایمن کے قریب پہونچے تو بباعث اندھیری رات کے راستہ بھول گیا اور چاروں طرف سے
بادلوں نے چڑھائی کی اور ہوا سرد چلنے لگی اور بجلی کی کڑک سے جنگلی حیوانوں کے کلیجے پھٹنے
لگے اور برفانی بارش کی وہ طغیانی تھی کہ کہیں کھڑا ہونیکی جگہ میسر نہ ہوتی تھی اور مال مویشی وغیرہ
مارے خوف کے تتر بتر ہوگئے۔ اور حضرت موسےٰ کی بیوی صفورا جو حاملہ تھی اُسکو درد زہ نے
گھیر لیا اور اُسیوقت اُس بیچاری نے لڑکا جنا آگ کی حاجت پڑی موسےٰ علیہ السلام نے ہر چند
کوشش کی چقماق پتھر سے آگ نہ نکلی ناگاہ دُور سے آگ چمکتی ہوئی دیکھی فَقَالَ لِاَهْلِهِ
امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى موسےٰ ع
علیہ السلام نے کہا اپنے اہل عیال اور اپنے نوکروں خادموں سے کہ تم ٹھیرو اس جگہ بیشک
میں نے دیکھی ہے آگ شاید لاؤں تمہارے واسطے اُس آگ میں سے لکڑی جسکا کنارہ سلگتا ہو
یا اپنی بتی جلالاؤں یا انگارے آؤں یا شاید پاؤں آگ پر راہ کہ مجھے وہرے پر لگا وے ۔ تو
حضرت موسےٰ اپنے عیال واطفال کو چھوڑ کر آگ کیطرف چلے فَلَمَّآ اَتٰهَا پھر جب آئے اُس آگ
کے پاس تو سفید آگ سبز درخت میں جلتی دیکھی کہ وہ درخت عناب یا عوسج کا تھا اور اُس کے
گرد کوئی نہ تھا تو متحیر ہوئے اور آگ روشنی اور درخت کی سبزی سے متعجب تھے ۔ نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى
اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ ندا کئے گئے کہ اے موسےٰ میں ہوں میں تیرا رب ۔ متکلم کی ضمیر کا مکرر لانا تاکید
اور تحقیق کیواسطے ہے یعنی اے موسےٰ کچھ شک نہ کر اور یقین جان کہ میں تیرا رب ہوں) فَاخْلَعْ
نَعْلَيْكَ پس اُتار ڈال اپنے پاؤں سے دونوں جوتیاں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ جوتیاں تھیں گدھے

نے بے دباغت کئے ہُوئے چمڑے کی اور بہت صحیح یہ بات ہے کہ جوتیاں گائے کے چمڑے کی پاک تھیں مگر حق تعالیٰ نے انہیں اُتار دینے کا حکم اس واسطے دیا تاکہ قدم مبارک اُس مقدس زمین کی خاک کو چھو جائے۔ اور اس مکان کی برکت اُن کے پاؤں میں پہنچے اور محققوں نے کہا ہے کہ یہ تواضع اور ادب کی تعلیم ہے اس واسطے کہ بادشاہوں کے فرش پر جوتا پہنے نہیں جاسکتے اور اسی واسطے اگلے بزرگوں کے ایک گروہ نے مثل حضرت بشر حافی وغیرہ قدس سرہم کے ننگے پاؤں سیر کی ہے

چون در نگری برہنہ پایان دارند	کنجے کہ زمین و آسمان طالب اوست

اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ جو حکم ہوا کہ جوتیاں اُتار اس کے یہ معنے ہیں کہ اپنا دل جورو لڑکوں کے فکر سے فارغ رکھ۔ امام قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دونوں جوتیاں اُتار ڈال یہ اسطرف اشارہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی فکر اپنے دل سے نکال ڈال یعنے عالم تفرید میں دونوں جہان پر لات مار اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ بیشک تو اے موسٰے پاکیزہ برکت والے تعریف کئے ہُوئے میدان میں ہے وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوحٰی اور میں نے برگزیدہ کرلیا تجکو نبوت کیواسطے تو سُن وُہ چیز جو وحی کیجائے اور وہ وحی یعنی میرا پیغام یہ ہے۔ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ بیشک میں ہوں خدا نہیں ہے کوئی خدا سوا میرے تو میری عبادت کر اور یہ وحی مقصود تھی توحید مقرر کرنے پر کہ نہائی علم ہے اور عبادت کے حکم پر کہ کمال عمل ہے پھر اقسام عبادت سے نماز کی تخصیص کر کے فرمایا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ اور قائم رکھ نماز اسواسطے کہ تو اسمیں مجھے یاد کرتا کہ میں تجھے ثنا کے ساتھ یاد کروں۔ وَجَعَلْنَا اٰیَ الْمَقْصَد الغرض موسٰے علیہ السلام کو چار غم دامنگیر تھے ایک اندھیری رات میں راستے کا بھول جانا دُوسرا بجلی کا کڑکنا اور بادلوں کا برسنا اور رعد کا گرجنا تیسرا بھیڑیئے کا بکریوں کے گلوں پر ہجوم لانا۔ چوتھا اُسکی بیوی صفورا کا دردزہ میں مبتلا ہو جانا۔ اس حالت پرملالت میں جب جناب قدس الٰہی سے معرفت کا نور مشاہد کیا اور خطاب مستطاب اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا سنا تو اُس کے دل سے سارے غم والم مرتفع ہُوئے اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں چار رکعت نماز ادا کی اور حضرت عزت نے اس عمل کو پسند فرما کر اپنے حبیب کی اُمت پر اس نماز کا ادا کرنا واجب فرمایا اور اس کے صلہ ان کو چار دفعیں عطا فرمائیں۔ پہلی جو شخص اسکو حضور دل سے ادا کرتا ہے ہر رکعت ساٹھ غلاموں کے فی سبیل اللہ آزاد کرنیکا ثواب پاتا ہے۔ دُوسرا اُس کے سب گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ تیسرا دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے۔ چوتھا اگر ... کے زمرہ میں ملجاتا ہے

پس جو شخص ان پانچ نمازوں کو ان پانچ وقتوں میں ادا کرتا ہے تو قیامت کے دن یہ بزرگوار انبیاء اُسکے شفیع ہوجائینگے اور ان کے ثواب سے کامل نصیب پائیگا۔ وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان

اشارت ثالثہ نماز کے وقت کی تعیین میں۔ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلی امتوں پر پچاس وقتوں کی نماز فرض تھی۔ اور اسیطرح جب جناب مستطاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں قرب ایزدی حاصل ہوا تو اُن کے لئے بھی پانچ ہی نمازوں کی تعیین ہوئی پھر آپ کی شفاعت سے اسکا عشر مقرر ہوا لیکن بموجب اس کلام فیض النیام مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا کے ان پانچ نمازوں نے ثواب میں پچاس وقت کی نمازوں تک ترقی پائی +

اشارت رابعہ۔ روایات معتبرہ میں وارد ہے کہ کعبہ شریف کی بنا پانچ پہاڑوں یعنے طور سینا اور طور زیتا اور کوہ لبنان اور کوہ جودی اور کوہ جود کے پتھروں سے قایم ہوئی۔ نماز کے لئے بھی پانچ وقت مقرر ہوئے تاکہ جو کوئی ایک دن میں پانچ دفعہ اس پانچ پہاڑوں سے بنے ہوئے گھر کیطرف مُنہ کر کے نماز بجا لائے۔ حضرت جلال احدیت ان پانچ پہاڑوں کے وزن کے برابر ثواب اس نماز کے اعمالنامہ میں ثابت کر دیتا ہے +

اشارت خامسہ۔ اہل اشارت نے کہا ہے کہ تجملی قبلہ پانچ ہیں۔ چنانچہ عنقریب اُنکی تفصیل پانچویں شرط میں بیان کیجائیگی۔ جب قبلے پانچ مقرر ہوئے تو اُسکی مناسبت کی وجہ سے نماز نے بھی پانچ وقتوں میں قرار پایا +

اشارت سادسہ۔ یہ ہے کہ بموجب اس حدیث بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ اسلام کے ارکان پانچ ہیں اس لئے نماز کے ادا کرنیکے لئے پانچ وقت معیّن ہوئے۔ دَلَالَۃً عَلٰی اِرْتِفَاعِ شَانِ الصَّلٰوۃِ +

اشارت سابعہ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عالم دنیا چھ جہتوں پر منحصر ہے یعنی دایاں بایاں یمین یسار۔ قدام آگا۔ خلف پیچھا۔ فوق اوپر۔ تحت نیچے۔ ان چھ جہتوں سے ایک جہت حضرت جلال احدیت کے استیلا سے تعلق رکھتی ہے۔ کما ورد وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ یعنے بِالْقُدْرَۃِ لَا بِالْمَکَانِ اِلَانَہٗ تَعَالٰی مُنَزَّہٌ عَنِ الْمَکَانِ آدمی کا یمین یعنے دایاں نفس کے ہاتھ میں ماخوذ ہے اور یسار ہوا اور حرص کے پنجہ میں گرفتار۔ اور اُس کا قدام شیطان کا مقید کہ انسان کو گمراہ کرنیکے واسطے آگے آگے چلتا ہے اور اُس کا خلف دنیا سے باندھا ہوا ہے۔ یعنی دنیا کے تعلقات انسان کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور اُسکا تحت

عفاریت سے منسوب ہے اور اُسکا فوق حق سبحانہ وتعالیٰ کی اطلاع سے متعلق ہے +

اے میرے بھائیو نفس ہر دم وہر آن انسان ضعیف البنیان کو شہوت اور لالچ کیطرف کھینچتا ہے اور ہوا گناہونکی طرف برانگیختہ کرتی ہے۔ اور ابلیس وسادس ڈالتا ہے اور اسلام کے دائرہ سے باہر نکالنے کے واسطے انسان کے آگے چلتا ہے اور گمراہی اور ضلالت کیطرف دلالت کرتا ہے اور دُنیا کے تعلقات آخرت کو دل سے نکالدیتے ہیں اور عفاریت بدعت اور ضلالت کی طرف بلاتی ہے۔ اور حق تعالیٰ اپنے بندوں کو جنت اور مغفرت اور اپنی رحمت کیطرف بلاتا ہے۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ اُولٰئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ وَاللہُ یَدْعُوْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ یعنی سب لوگ تجکو دوزخ کیطرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمکو بہشت اور مغفرت کیطرف بُلاتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندو اگر تم ان چیزوں کے مکروں سے بچنا چاہتے ہو تو ان پانچ وقتوں کی نمازیں ادا کرلیا کرو۔ کہ یہ پانچ نمازیں تمہارے وجود کی پانچ حدود کی نگہبانی کریگی بلکہ تمہاری ہر ایک نماز ان پانچ نمازوں سے پانچ جہتوں کی حفاظت کیلئے کافی ہے کہ اکثر دین میں فساد کا واقعہ ہونا اور راہ یقین کا قطع ہوجانا انہیں پانچ جہتوں سے انسان کے وجود میں متوجہ ہوجاتا ہے۔ اور یہی نماز کا سپہ سالار تمکو پانچ جہتوں کے لشکر فجار کی شرارتوں سے بچاتا ہے مثلاً جب تو تکبیر تحریمہ کیلئے اپنا ہاتھ اُٹھاتا ہے گویا دُنیا ومافیہا کو ہاتھ سے اُٹھا کر پُشت کے پیچھے پھینکدیتا ہے اور جب تو قبلہ شریف کیطرف متوجہ ہوکر نماز کے لئے کھڑا ہوجاتا ہے تو اپنے آگے کیطرف غیر محدود کو شیطان مردود کے لشکروں سے خالی کردیتا ہے اور جب تو اپنی نورانی پیشانی معبود برحق کو سجدہ کرنے کیواسطے زمین پر رکھتا ہے اور اُس کا جلال مدنظر رکھکر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی دل اور زبان سے کہتا ہے ساری زمین کی بدعت اور ضلالت سے باہر نکلکر توحید اور معرفت کی تاج سے سرفراز ہوجاتا ہے اور جب تو دائیں بائیں سلام پھیرتا ہے نفس اور ہوا کے لشکروں کو تتر بتر کر ڈالتا ہے۔ اے میرے بندے جب تو نے ایک دن میں پانچ بار اپنے نازنین بدن کو اس خدمت میں لگایا اور اپنے دل کو ان پانچ جہتوں کے پنجہ کے شکنجہ سے سلامت نکالکر میری رضا اور لقاء کے قابل کیا +

ترتیب اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ گویا یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے جب تُو نے باوجود ضعف بشریت کے اپنے وجود ضعیف کے قصر کو پانچ جہتوں کے سخت دشمنوں سے ان پانچ نمازوں کے پاسبان کے ذریعہ سے بچالیا میری ذات مقدس باکمال ربوبیت کی تیری جہت فوقانیت کی محافظت کرے یہ بنا بریں موجب صفت علو ومنع کے جو میری ذاتی صفت ہے

كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ نہیں ہے خدائے کریم کہ ضائع کردے نمازیں تمہاری جس طرف کہ تم نے
پڑھیں یا تمہارے کو اسواسطے تباہ کردے کہ تم نے بیت المقدس کی طرف مُنہ رکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ بیشک اللہ لوگوں پر ضرور مہربان ہے ۔ ان کے کام کی درستی فروگذاشت نہیں
کرتا اور بخشش کرنیوالا ہے کہ انکی محنت ضائع نہیں کریگا ۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ
بیشک ہم دیکھتے ہیں تیرا مُنہ پھیرنا طرف آسمان کی وحی کے انتظار میں یہ آیت تحویل قبلہ کے امر میں
ہے یہودیہ جو کہتے تھے کہ محمدؐ ہمارے قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں اس بات سے جناب سیّد عالم صلے اللہ
علیہ وسلم ملول ہُوئے اور تمنا کی کہ کعبہ ان کا قبلہ ہوجائے جو ابراہیمؑ کا قبلہ اور دونوں قبلوں سے مقدم
ہے اور اس باب میں جناب نے حضرت جبرائیل امین سے کچھ بات کہی وُہ اپنے مقام سدرۃ المنتہی
کیطرف متوجہ ہُوئے اور رسُول اکرم سیّد کائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ اُن کے جانیکے بعد ہر گھڑی
ہر آن آسمان کیطرف دیکھتے اور وحی کے منتظر تھے حتّٰی کہ جبرائیل علیہ السلام پھر تشریف فرماکر یہ
آیت لائے کہ اے محمدؐ ہم آسمان کیطرف دیکھتے اور وحی کے منتظر تھے حتّٰی کہ جبرائیل علیہ السلام
پھر تشریف فرماکر یہ آیت لائے کہ اے محمدؐ ہم آسمان کیطرف تمہارا متوجّہ ہونا دیکھتے گئے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضٰهَا تو البتہ متوجہ کردیا ہمنے تمکو اُس قبلہ کیطرف جو تم چاہتے ہو اور جسے تم پسند کرتے
ہو فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس پھیر تو تم مُنہ اپنا اس سے تمام بدن مُراد ہے کہ
طرف مسجد حرام کی کہ خانہ کعبہ کو گھیرے ہُوئے ہے ۔ معالم بیضاوی اور حُسینی میں مرقوم ہے کہ ہجرت
کے دُوسرے برس رجب کے نصف مہینے میں دوشنبہ کے دن بنی سلمہ کی مسجد میں حضرت خیر البشر صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز ظہر کی دو رکعتیں پڑھی تھیں کہ حکم محکم نازل ہوا ۔ نماز کیحالت میں اپنے صخرہ کی
طرف سے مُنہ پھیر کر کعبہ کے پرنالے کیطرف رُوئے مبارک کیا وُہ مسجد مسجد القبلتین یعنے دو قبلہ
والی مشہور ہوئی حقتعالی نے رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف بالتخصیص خطاب فرماکر تصریح
کیواسطے حکم عام کرنے کیساتھ انکی امت کو فرماتا ہے ۔ جہاں کہیں تم خشکی میں یا تری میں زمین پر پہاڑ
پر مشرق مغرب میں جب نماز ظہر پڑھا چاہو تو پھیرو تم اپنے منہ کو طرف مسجد مذکور کی اور حضرات
علماء نے شرط خامس یعنے استقبال قبلہ کے بیان میں بہت سے لطائف اپنی تصنیفوں میں
لکھے ہیں اس مختصر میں انکا ذکر بتمامہ کرنا موجب تطویل ہے اسیواسطے دو لطیفوں پر اکتفا کیا گیا
لطیفہ عارفانہ ۔ اہل بصیرت نے کہا ہے کہ ہمگی وتمامی پانچ ہی قبلے ہیں ۔ بیت المقدس
کعبہ ۔ بیت المعمور ۔ عرش ۔ حضرت جلال احدیت رب العرش سبحانہ بیت المقدس یہودیوں اور

جہت فوقانیت سے تیرے ساتھ دو باتوں کی رعایت کرونگا ایک یہ کہ کوئی بلا اور آفت آسمانی تیرے پر نازل نہوگی اور دُوسرا یہ کہ ہر ساعت میری لطف اور رحمت کے بادلوں سے تیرے پر غفران اور رضوان کی اتنی بارش برسیگی کہ تیرے وجود کی زمین میں سے کشف کے پھول اور شہود کے ریاحین اوگا دونگا ؎

سحاب عشق چو باران شوق مے بارد	عجب مدار کہ از خاک لب شگفد گلہا

الشرط الخامس استقبال القبلہ

تفسیروں میں لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں جب تلک رونق افروز رہے کعبہ شریف کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حکم الہی پہنچا۔ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیت المقدس کی جانب مُنہ کر کے نماز پڑھو یہود لوگ اس بات سے خوش ہو کر کہتے تھے کہ یہ شخص اور اُس کے اصحاب قبلہ کی راہ نہیں پاتے اور جب تک ہماری نماز انہوں نے نہیں دیکھی انہیں قبلہ کا رُخ نہ دریافت ہوا اس بات سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک دل رنجیدہ ہوا اور حکم الہی صادر ہوا کہ اے محمد بیت المقدس کیطرف سے کعبہ کیطرف مُنہ پھیر لو یہود اور منافق لوگوں نے قبلہ پھیر دینے کے بعد زبان طعن کھولی حقتعالیٰ اُسحال سے اسطرح قرآن مجید میں خبر دیتا ہے۔ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ترجمہ کہ کہیں کم عقل لوگوں میں سے یعنی مدینہ کے یہود اور منافق کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو قبلہ سے اُنکے وہ قبلہ کہ تھے اُوپر اُسکے یعنی بیت المقدس قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۔ کہدو تم اے محمد کہ خدا ہی کیواسطے ہیں سب طرفیں مشرق بھی کہ خانہ کعبہ اُسطرف ہے اور مغرب بھی کہ بیت المقدس اُس جانب ہے راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف کہ وُہ دین اسلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے جب رسُول مقبول صلعم نے کعبہ شریف کیطرف مُنہ کر کے نماز پڑھنی شروع کی تو مدینہ کے یہود قبلہ کے امر میں ہر لحظہ عوام کے دلوں میں شبہے ڈالتے تھے چنانچہ اُنکا ایک شبہ یہ تھا۔ کہ یہُود کہنے لگے کہ اگر کعبہ کیطرف قبلہ حق ہے تو صحابہ میں جسنے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی اور تحویل قبلہ کے قبل وفات پائی جیسے سعد بن زراہ اور برا ابن معدوہ رضی اللہ عنہما وہ ضلالت اور گمراہی میں مرے ہونگے حقتعالیٰ نے اُنکے شبہات کی تردید فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا۔ وَمَا كَانَ

اور نصرانیوں کا قبلہ ہے اور کعبہ شریف مومنوں مسلمانوں کا قبلہ ہے اور بیت المعمور عوام فرشتوں کا قبلہ ہے اور عرش معلّٰی حاملان عرش کا قبلہ ہے اور حضرت خداوند جل وعلا عارفوں کا قبلہ ہے اے میرے بھائیو تم ترسا اور یہود نہیں ہو تمکو بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونیسے سروکار نہیں اور تم ملائکہ کے گروہ میں سے بھی نہیں ہو کہ تمکو بیت المعمور کیطرف توجہ کرنیکی ضرورت پڑے اور حاملان عرش کی جنس سے بھی نہیں کہ عرش کیطرف مُنہ کرنا پڑے تم بظاہر مومن مسلمان بندے ہو تمہارا ظاہری بدن خدمت اور عبادت میں شاغل اور تمہارا باطن اُسکی محبت میں مائل تمہارا ظاہری قبلہ بیت الحرام اور تمہارا باطنی قبلہ ملک العلام چاہئے کما قال ابو عبد اللہ سمعت بعض الکبراء یقول کنت یوما جالسا بحذاء جدار الکعبۃ فسمعت انینا من البیت یا جدار تنحی عن طریق احبائی فمن زارک یطاف حولک ومن زارنی یطاف عندی یعنی اے مٹی پانی کے کعبہ اور اے کیچڑ اور پتھر سے بنے ہوئے کوٹھے تیرے دوستوں اور عاشقوں کے راستہ سے اُٹھ جا جو کوئی تیری زیارت کے لئے آیا ہے وہ تیرے ہی اردگرد پھریگا اور جو کوئی ہماری طلب کے واسطے آیا ہے۔ وہ ہمارے بساط قربت پر بیٹھیگا اے آب وگل کے بنے ہوئے کعبہ تو آب گل کے بنے ہوئے وجودوں کا قبلہ ہے اور جو لوگ پانی کیچڑ سے پیدا ہوئے ہیں وہی لوگ تیری زیارت کے لئے آتے ہیں تو اسی پر قناعت کر اور ان اجسام کے دلوں کو ہمارے حوالے کردے کہ اُن کا قبلہ میری ذات مقدس ہے

غزل

اے بمن نہان چو جان از جان سلامت میکنم	تو کعبہ ہر جا مے روم قصد مقامت میکنم
ہر جا کہ ہستی حاضری از دور در ما ناظری	شب خانہ روشن میشود چوں یاد قامت میکنم
گہ ہمچو باز آشنا بر دست تو بنشستہ ام	گہ چون کبوتر ہر زمان آہنگ بامت میکنم
دوری زتن لیک از دلم در پیش روی روزنی است	زان روزنہ در دیدہ من اے ماہ پیامت میکنم

لطیفہ ثانیہ فقہیہ شرعیہ۔ سنو اے میرے دینی بھائیو! حضرات علمائے فرمایا ہے کہ کعبہ کی جہت سے بلا عذر انحراف بمقدار ادائے ایک رکن کے مفسد نماز کا ہے یعنے جو شخص نماز کیحالت میں بغیر کسی عذر شرعی کے ایک رکن کے مقدار قبلہ کیطرف سے مُنہ پھیر لیوے تو اُس شخص کی نماز فاسد ہو جاتی ہے حضرات عارفوں کا قول ہے کہ دل کو یاد حق سے ایک لحہ بیعذر یا باعذر پھیر لینا محبط ایمان اور مزیل ایقان ہے۔ کما ورد کلّ ذنب لک مغفور سوی الاعراض عنی ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات ۔ اور ہر گروہ کیواسطے خداپرستوں میں سے یا انبیاؤں میں سے جو صاحب شریعت ہیں یا ہر متوجہ کیواسطے ایک جہت اور قبلہ ہے کہ وہ اسطرف مُنہ رکھتا ہے یا ضمیر کا

کا مرجع خدا ہے یا خدا نے اُسکا مُنہ اُدھر پھیر دیا ہے۔ تو اے مسلمانو آگے بڑھ جاؤ دُوسری قوموں پر نیکیوں میں کہ ان نیکیوں میں سے ایک نیکی کعبہ کیطرف مُنہ کرنا ہے۔ اہل تحقیق اس بات پر متفق ہیں۔ کہ ہر ایک نہاد سے ایک چیز سرزد ہوتی ہے اور ہر ایک سویدا سے سودا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہی قبلہ ہی اور ہر ایک اپنے اپنے قبلے کیطرف متوجہ ہو کر قبلۂ حقیقی کی جانب متوجّہ ہونے سے محروم رہتا ہے مگر جو حضرات حریم تجرید کے محرم اور حرم تفرید کے مُحرم ہیں وُہ قبلہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ سے مُنہ نہیں پھیرتے۔ قال المولوی المعنوی فی المثنوی قدس سرہ فی الخفی والجلی۔ **نظم**

قبلۂ شاہان بود تاج و کمر	قبلۂ ارباب دُنیا سیم و زر	قبلۂ صُورت پرستان آب و گل
قبلۂ معنی شناسان جان و دل	قبلۂ زُہّاد محراب قبول	قبلۂ بد سیرتان کار فضول
قبلۂ تن پروران خواب و خورش	قبلۂ انسان دانش پرورش	قبلۂ عاشق وصال بیزوال
قبلۂ عارف جمال ذی الجلال	قبلۂ اصحاب منصب مال و جاہ	قبلۂ اہل سلوک اسباب راہ

قبلۂ حرص و امل باشد ہوا۔ قبلۂ قانع توکل بر خدا

صاحب حقائق نے فرمایا ہے کہ انسان کی ہر ایک چیز کا ایک قبلہ ہے کہ وُہ چیز اُس قبلہ کیطرف توجہ رکھتی ہے۔ بدن کا قبلہ کھانے پینے سُننے دیکھنے وغیرہ کی چیزیں ہیں جن سے حواس خمسہ لذت پاتے ہیں اور نفس کا قبلہ دُنیائے غدّار اور زینتِ متاع ناپائدار ہے۔ دِل کا قبلہ آخرت۔ رُوح کا قبلہ قرب اور ذوق و شوق محبّت ہے۔ قبلہ سِر توحید اور معرفت ربّانی ہے +

اور کشف حقائق اور اطلاع معانی اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ ہر شخص ایک ایک طرف متوجہ ہے اے موحّدو تم ہمارے واسطے ہو اور ہم سے مُنہ نہ پھیرو قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اُنکے باب میں شاہد ہے پھر حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا جہاں کہیں تم ہو اور جس قبلہ کیطرف مُنہ کرو تم اور اہل کتاب یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا لائیگا خدا تم سب کو اور قیامت کے دن حق و باطل والوں میں امتیاز کرنیکے واسطے تم سب کو جمع کریگا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تحقیق اللہ تعالیٰ حاضر کرنے اور تمیز کر دینے پر قادر ہے اور اُس کے آگے کسی کا بھید چھپا نہیں رہیگا۔ اور حضرات علمائے نے قبلہ کی تعیین میں بہت حکمتیں لکھی ہیں از انجملہ ایک یہ حکمت ہے کہ انسان جب تک اپنے مٹی کے بنے ہُوئے منہ کو سب جہتوں سے پھیر کر کعبہ کیطرف نہ لا سکے تب تک دل کے کعبہ کیطرف اپنا مُنہ نہ لا سکیگا۔ کذالک اے میرے بھائیو جب تک تم اپنے دل کو غیر حق اور ماسوی اللہ اور تعلقات دُنیاویہ سے خالی نہ کرو گے۔ تب تک درگاہ ایزدی میں تمہاری قبولیّت نہ ہوگی + **بیت**

تعلق حجاب است و بیحا صلی	چو پیوند ہا بگسلی واصلی

تو آنگہ شوخبر یابی کہ از خود بے خبر گردی	تو آنگہ روئے او بینی کہ از خود رو بہ گردانی
بشب در آب نتوان دید عکس انجم گردون	ولے در روز ننماید ز تاب مہر نورانی
ازین معنے حقیقت بین نظر بر ہر چہ اندازی	ہمہ نورِ خدا بینی نہ بینی صورتِ فانی

عاشقان خدا کہتے ہیں کہ ہر چیز کے لئے ایک قبلہ مقرر ہے یا بصورت یا بمعنی مگر عشق کا کوئی قبلہ مقرر نہیں اسلئے کہ عاشق کی توجہ عالم بے جہتی کیطرف ہے اور انہیں کی شان میں خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اور واسطے اللہ کے ہے آفتاب نکلنے کی جگہ اور آفتاب غروب ہونے کی جگہ لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکریوں کے ایک گروہ نے ایک رات ابر و تاریکی کیوجہ سے قبلہ کی سمت میں اختلاف کیا ہر ایک نے خوب غور اور فکر کر کے اپنے واسطے ایک ایک محراب بنائی جب روشنی ہوئی تو ان کے محرابوں کے رخ قبلہ کیطرف سے پھرے ہوئے تھے وہ لوگ جب مدینہ منورہ میں پہونچے تو انہوں نے نماز قضا کرنیکے واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوے چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ جب غور و فکر کر چکے ہو تو نماز اعادہ کرنیکی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ حقیقت میں سب طرفیں خدا ہی کی ہیں پھر جدھر منہ کرو تم وہیں منہ خدا کا ہے یعنی وہی عبادت کا رخ ہے اور محققوں نے اس آیت میں نکتہ لکھا ہے کہ زبان عالی بیان سے حضرت حقائق تربیت ولایت منقبت ان ابیات میں اس نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں + اشعار

از بتِ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا خوان	ثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ اش متمم دان	یعنے آن سوکہ روئی کہ قصد آری
تا حق بند کنش بیگناہ سے	وجہ حق کان بود حقیقت او	باشد آنجا بسوئے او کن رو
ہیچ جا را نہ کرد استثنا	پس بود عین حق میان آنجا	عارفِ حق شناس را باید
کہ بہر سوئے دیدہ بکشاید	بیند آنجا جمالِ حق پیدا	نگسلد از جمال حق قطعا

اگر یہ معنی یعنے ظہور نور حق اگر بتکدہ میں ظہور پائے تو عارف صادق اسی کی طرف متوجہ ہو جائے اور بت کو اسکا مظہر سمجھکر اپنا قبلہ بناوے سننے سنا ہوگا کہ آدم علیہ السلام ملائکہ کا قبلہ تھا اور خدا مسجود اس جگہ بت قبلہ ہے اور ذات حق معبود عاشق صادق جمال محبوب کے مشاہدے کے وقت بت کو آدم سے اور کنشت کو حرم سے جدا نہیں کر سکتا ۔ ٥

کعبہ و بتخانہ حجاب و بس	این دو نخواہم رخ دلدار کو
قبلہ بدل گشت درین راہ مرا	خیز و بگو قبلۂ کفار کو

اے میرے ظاہر بین بھائیو میں اسوقت ہیں ایسی ایسی باتیں کہہ رہا ہوں کہ تمہارے دلوں میں تیرے اسلام کی بابت کئی طرح کے خلجان گذرتے ہونگے مگر میں اس کلام کو یہاں چھوڑ کر اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ شاید تم نے کسی عالم سے سُنا ہو گا کہ جب خطاب مستطاب قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا نازل ہُوا مکہ کے سارے بُت ظہور نور حق کی بشارت سے مُنہ کے بل گر پڑے وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا + رُباعی

تا قبلۂ عشاق جہان روئی تو شد	روئے بت وبتگران ہمہ سوئے تو شد
رُہبان چو سر زلف چو چوگانِ تو دید	انگشت برآورد بکے کوئے تو شد

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

الشرط السادس النیۃ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَالْاِخْلَاصُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِالنِّيَّةِ قَالَ الْاِمَامُ حُجَّةُ الْاِسْلَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْعَمَلُ بِغَيْرِ نِيَّةٍ عَنَآءٌ وَالنِّيَّةُ بِغَيْرِ اِخْلَاصٍ رِيَآءٌ وَالْاِخْلَاصُ مِنْ غَيْرِ صِدْقٍ هَبَآءٌ ۔ واضح ہو کہ نیت کی شرط ہونے میں یہ حکمت ہے کہ نماز کے افعال بدوں نیت کے دو احتمال رکھتے ہیں ایک بطور عادت کے دوم علیٰ طریق العبادت مثلاً قیام ممکن ہے کہ بطور عادت کے ہووے ۔ نہ بطور عبادت یہی قیام جبتک مقرون بہ نیت نہووے عبادت میں نہیں شمار کیا جاویگا چند مسئلے نیت کے باب میں لکھے جاتے ہیں ۔ چھٹی شرط نماز کی نیت یعنی پختہ ارادہ ہے بدلیل اجماع و اتفاق کے یعنی اشتراط نیت کی دلیل اجماع ہے یہ مرقومہ بالا اسواسطے کہ عبادت سے توحید مراد ہے تو یہ اخلاص یعنے خلوص ارادہ و نیت اس آیت مذکورہ سے توحید میں پایا گیا نہ عبادت میں اور یہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اسواسطے کہ اس میں تو نیت کا ثواب مراد ہے اور صحت سے تعرض نہیں م اور نیت ارادہ ہے ترجیح دینے والا ایک چیز کا دو برابر چیزوں سے ۔ دو چیزیں برابر چنانچہ کرنا اور نہ کرنا افعال اختیاریہ کا مثلاً نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں کہ بذات خود نہ فعل اسکا لازم اور محال ہے نہ ترک اسکا پھر جبکہ ارادہ متعلق ہُوا تو نماز واقع ہوئی تو ترجیح فعل کی ترک پر صرف ارادہ سے ہوئی اسی ارادہ مرجحہ کو نیت کہتے ہیں م یعنی نماز کا ارادہ خالص اللہ کے لئے یعنے اللہ تعالیٰ اکیلا تھا کسی کو شریک نہ کرے عبادت میں نہ شرک جلی مشرکوں کی مانند نہ شرک خفی ریاکاروں

کے طور نیت عبادت ہی ارادہ مذکور ہے نہ مطلق دانست سے صحیح تر قول میں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس نے کفر کو جانا وُہ کافر نہیں ہوتا ہے اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جاتا ہے اور نیت میں معتبر دل کا عمل ہے جسکو ارادہ لازم ہے تو کچھ اعتبار نہیں زبان کے ذکر کا اگرچہ وُہ دل کے مخالف ہو اسواسطے کہ زبانی ذکر ہے نیت نہیں ہی جب عمل دل کا معتبر ہوا نہ عمل زبان تو اگر زبان نے خطا کی تو کچھ ضرر نہیں مثلاً دلمیں ارادہ ہو ظہر کا اور زبان سے عصر نکلا تو نیت صحیح ہے اور عدد رکعات میں خطا قلبی مضرت نہیں کرتی اسواسطے کہ تعیین عدد شرط نہیں تو اُسکی خطا بھی مضر نہیں کذا فی الاشباہ مگر جبکہ آدمی عاجز ہو دل کے حاضر کرنیسے اذکار او تشویشات کے لاحق ہونے سے تو اُس حالت میں اُسکو زبان کا عمل بجائے دل کے کفایت کرتا ہے اور عمل دل کا یہ ہے کہ جانے آدمی نماز کے وقت فوراً بدون غور اور تامل کے کونسی نماز پڑھتا ہے سو اگر نہ جانے مگر تامل کرنیسے تو نماز جایز نہیں اور استحضار فقط نیت کے وقت شرط ہے تمام نماز میں حضور شرط نہیں اور اثنأ نماز میں نہ ہوگا تو کچھ حرج نہیں اور اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں کذا فی الطحاوی وجاز تقدیمہا علی التکبیر او قبل الوقت اور جایز ہے مقدم کرنا نیت کا تکبیر تحریمہ پر اگرچہ تقدم نیت کی نماز کے وقت سے پہلے ہو اور بدائع میں ہے کہ ایک شخص نکلا اپنے گھر سے جماعت کی نماز کے قصد سے پھر جب امام تک پہنچا تو اُسنے تکبیر تحریمہ کی اور نیت اقتدا کی اُسکو اُسوقت حاضر نہوئی۔ تو جایز ہے اور بدائع کی اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ نیت اقتدا کی بھی تقدیم جایز ہے تو اُسکو یاد رکھنا چاہئے کہ تقدیمہ نیت کی جایز ہے جب تک کہ نیت اور نماز کے درمیان کوئی عمل قطع کرنے والا نیت کا جو نماز کے مناسب نہیں ہے پایا نہ جاوے اور عمل قاطع نیت چنانچہ کھانا اور پینا اور لکڑی خریدنا وغیرہ مثلاً کسی شخص نے وضو کرنیکے وقت کسی نماز کی نیت کی زان بعد وہ کسی فعل میں جو منافی اور قاطع نماز کا نہیں ہے مشغول ہوا اس فعل کی مشغولی اُسکی نیت کے منافی نہیں ہے کما ھو الاصح اور پھر وہ شخص بغیر نیت مجدد کے نماز میں مشغول ہوا اُسکی نماز اُسی سابقہ نیت کیساتھ جایز ہے۔ اس مسئلہ سے بڑھکر مسئلہ سُنو!

لطیفہ اے میرے بھائیو جب مومن کا جان اور دل خدائے برحق کی توحید اور ایمان کے بیکنار دریا میں ڈوبا ہوا ہے اور اُسکی نیت میں بھی یہی رہتے کہ اگر میں ہزار سال جیتا رہونگا تو اس دین متین سے ایک لمحہ بھی عدول نہ کرونگا۔ اور اس مومن سے عمر بھر میں کوئی ایسا امر جو مخالف ایمان اور منافی اسلام کے ہو اُس سے سرزد نہووے بلکہ اس کے دل میں اس امر کا خیال

بھی نہ گذرے اور وہ اسی صراط مستقیم پر چلتا رہے اور قضا الٰہی سے اجل اُس کے سرپہ وارد ہووے۔ اس نازک حالت میں بسبب تکلیف مالا یطاق اور سختیوں اور محنتوں کے جو اُسپر وارد ہو رہی ہیں کلمۂ شہادت کی تجدید کی فرصت نہ پائی یا مرگ مفاجات اس کو اُڑا لے گئی اور کلمہ مجدد پڑھنے تک مہلت نہ ملی اس مسئلہ فقہیہ کے بموجب اُس شخص کے ایمان کی بنا درست ہے اور وہ بیشک کامل مومن ہے۔ بعینہٖ یہی سوال ایک شخص نے حضرتنا و امامنا الاعظم یعنے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا فرمایا کہ حضرت ربوبیت جل و علا کی عبودیت اور محبت کے عقد کا قیاس زوجیت کے عقد کا سا ہے جب زوجین کے درمیان ازدواج کا عقد منعقد ہوگیا۔ اگر سو سال آپس میں ٹکے رہیں جب تک کوئی امر مفسد کا ظہور نہ پائے تب تک وہ عقد بدستور قائم اور باقی رہتا ہے محتاج تجدید کا نہیں اسیطرح مومن بندہ جو اپنی پیاری عمر ستر سال تک اپنے رب المنان کے آستان فیض نشان کی غلامی سے افتخار حاصل کرتا رہا۔ اور رات دن اس عقد کے فسخ اور اس نعمت عظمیٰ کے زوال سے بچتا رہا اور اپنے جان و دل کو حضرت الٰہی کے عشق اور محبت کے سمندر میں تیرتا رہا اگر دم آخر میں جو ہزاروں آفتیں دنیویہ اور لاکھوں قضیۂ اُخرویہ اور مشاہدہ مہابت اور صلابت ملکوتیہ کے دیکھنے سے اگر اُسکی زبان اور دل سے تجدید کلمہ شہادت کی نہ ہوسکی۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس بیچارے کو اپنے قرب کے میدان سے نہیں نکالیگا۔ بلکہ اس کو اپنی مقدر جناب میں بلائے اور بخت و دولت کے تخت پر بٹھاوے تو اُس کے فضل و کرم سے کچھ بعید نہیں ہوگا

مسئلہ لطیفہ۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یکتفی فی النیۃ قصد القلب عندنا وان ذکو بلسانہ کان افضل اگر کوئی شخص نماز کو شروع کرے مگر اُسکو اتنی فرصت نہ ملے کہ وُہ زبان سے نیت کے الفاظ نکالے قصد قلبی اُسکا کس مرتبہ کا ہونا چاہئے کہ نماز اُس کی درست ہوجائے۔ محمد بن سلمہ نے اس مسئلہ میں فرمایا کہ نماز شروع کرنے کے وقت اُسکا قصد قلبی اسقدر ہونا ضروری ہے کہ اگر اُس سے پوچھا جائے کہ تو کونسی نماز پڑھتا ہے تو فی البدیہہ بے تامل کہدے کہ میں فلان نماز پڑھتا ہوں۔ تو نیت اُسکی درست ہے۔ والا فلا +

اے میرے بھائیو اس عمدہ مسئلہ پر قیاس کرکے عرض کرتا ہوں سُنو۔ جب مومن بندہ موت کے وقت سے پہلے ایمان کی نماز تحریمہ باندھتا ہے اور قبر کے عبادت خانہ میں راز کے قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اُسوقت دو مقرب اُس کے دل اور اسکی جان ناتوان کا صدق اور اخلاص دریافت کرنے کے لئے اُسکے پاس آکر اُس کو بستر خشوع اور خضوع سے اُٹھا کر پوچھتے ہیں

اور سطوت کیساتھ پوچھتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ وَمَا دِيْنُكَ اور وہ بندہ بے درنگ بے تامل بیدھڑک جواب باصواب اَللّٰهُ رَبِّيْ وَخَالِقِيْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّيْ وَشَفِيْعِيْ وَ الْاِسْلَامُ دِيْنِيْ ادا کرتا ہے بارگاہ عالی اور سرادقات عزت جل جلالہ سے خطاب مستطاب پہنچتا ہے کہ صَدَقَ عَبْدِيْ عَاشَ عَلٰى هٰذَا اُس کے ایمان کی صحت کا حکم جاری ہو جاتا ہے اور اُس کو قبول کی سند پوٹھا دیتے ہیں اگر کسی بندہ سے ایسا جواب نہیں بن پڑتا ہے تو اُس کو قرب الٰہی کے میدان سے عیاذاً باللہ استغنا کے صاعقہ سے دور پھینک دیتے ہیں اور پھر ابد الآباد تک اُس کی خبرگیری نہیں کرتے ہیں + **اما الفرائض الداخلیۃ** احدھا تکبیر الافتتاح قال اللہ تعالیٰ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ والمراد بتکبیر الافتتاح فرمایا صاحب دُرالمختار نے من فرائضہا التی لاتصلح بدونہا التحریمۃ قائماً نماز کے ان فرضوں میں جن کے بدوں نماز درست نہیں ہوتی ایک تکبیر تحریمہ ہے حالت قیام میں۔ **مترجم** تحریمہ سے مراد ذکر خالص ہے مثل اللہ اکبر۔ تحریم کے معنے ہیں کسی چیز کا حرام کرنا چونکہ تحریمہ کے بعد نمازی پر کلام وغیرہ مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اس لئے اسکا نام تحریمہ ہوا اور فرائض میں یہ قید جو شارح نے لگائی کہ جن کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی یہ ظاہر کرنیوالی صفت ہے۔ کیونکہ فرضوں میں ایسی کوئی صفت نہیں جسکے بدوں نماز صحیح ہوتی ہو اور تحریمہ حالت قیام میں چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور اللہ اکبر کہا تو اگر کھڑا ہونے کے قریب تھا تب نماز صحیح ہوگی اور جُھکے ہُوئے کہیگا تو درست نہوگی اور اسکو پہلی شرطوں کیساتھ اسلئے ذکر نہ کیا کہ تحریمہ نماز کیساتھ ایسی ملی ہے کہ جیسے دروازہ گھر سے کذا فی شنی اور تکبیر تحریمہ میں علما کا اختلاف ہے حضرات ائمہ حنفیہ کہتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ نماز کی شرط اور نفس نماز سے خارج ہے اور حضرت امام شافعی رح کے نزدیک تحریمہ نماز کا رکن اور داخل نماز ہے اور اس اختلاف کا ثمرہ اس جگہ ظاہر ہوتا ہے کہ حنفیوں کے نزدیک نفل کی بنا فرض کے تحریمہ پر جایز ہے اور شافعیہ کے نزدیک جایز نہیں اسلئے کہ ہمارے مذہب میں تحریمہ شرط ہے جس طرح کسی شخص نے واسطے ادائے فرض کے وضو کیا اس وضو کے ساتھ نفل بھی پڑھ سکتے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہے تو ادائے فرض کا رکن سے جایز نہیں۔ اگرچہ تکبیر تحریمہ نماز کی شرط اور نماز سے خارج ہے مگر بدوں اس کے نماز شروع نہیں ہوتی اور وہ اس طور پر ہے کہ جو شخص نماز پڑھنی شروع کرے تو اللہ اکبر کہے مگر اللہ کے ہمزہ پر اور اکبر کے ہمزہ اور بکی با پر مد نہ کرے اسواسطے کہ اگر دونو ہمزہ میں سے کسی پر مد واقع ہوگی تو نماز میں داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہو جاویگی اگر

یہ مدات نماز میں پنجگی تکبیروں میں آجاوینگی اگر کوئی قاری قصداً مد کھینچیگا تو کافر ہوگا اسواسطے کہ اب معنے
اس لفظ کے استفہام کے ہوجائینگے اور مقتضا استفہام کا شک ہوتا ہی اللہ کی بڑائی اور بزرگی میں
اور محمد بن مقاتل کہتا ہے کہ اگر وہ شخص مد اور بے مد میں کچھ تمیز نہیں کرتا ہی نماز میں داخل تو ہوجاتا
ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی اگر مد نماز میں بیچ کی تکبیروں میں آجائے اور باقی استفہام تو اسمیں
یہ احتمال ہے کہ تقریر کے لئے ہو مگر پہلی روایت صحیح تر ہے اس لئے کہ ایسی جہالت قابل عذر کے
نہیں اور استفہام جو تقریر کے لئے ہو تو اُس سے یہ مراد ہے کہ مخاطب کو اپنے معلومات کا مقر
کردے اور انسان اُس کام کا نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ بڑا ہے
اگر مد اکبر کی با پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار با اور را کے بیچ میں الف بڑھا کر کہے تو نماز میں داخل نہیں
ہوتا اور نماز فاسد ہوجاتی ہے اگر مد نماز میں بیچ کی تکبیروں میں آجاوے اسواسطے کہ اہل لغت نے
کہا ہے کہ یہ نام شیطان کے ناموں میں سے ہے ۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اکبار کبر بفتحتین کی جمع
ہے طبل کو کہتے ہیں ۔ پس نمازی کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کے لفظ جو خاص ذکر اللہ کا ہے نہایت
صحت کیساتھ مُنہ سے نکالے * تنبیہہ اے میرے دینی بھائیو تم سمجھو کہ نماز کی بنا اسی تکبیر
تحریمہ پر موقوف ہے اس کے ظاہر لفظ کی طرف خیال رکھنا ضروری ہے ۔ مگر اسمیں نہانی
معانی بھی درج ہیں ان معنوں کیطرف دلکو متوجہ کرنا ضروریات سے ہے اول جب نمازی
زبان سے اللہ اکبر کہے چاہئے کہ اُسکا دل اُسکی زبان کی تصدیق کرے یعنی حضرت سبحانہ و تعالیٰ
اسکے غیر سے بزرگتر سمجھے اور ماسوی اللہ سے ادبار اور اعراض کرکے اُسکی جناب میں اقبال کرے
اور اسوقت اپنے دل سے خیال تعلقات دنیاویہ بالکلیہ نکال کر اور اُس کے جلال کمال میں
ایسا محو ہوجائے کہ اپنے آس پاس والونکی بھی اُسکو کچھ خبر نہ رہے ۔ بلکہ اپنے وجود کی بھی
خبر نہ رہے بلکہ اپنے وجود کی بھی خبر نہ رہے اگر نماز کے تحریمہ کیوقت حضور قلبی نہ ہو تو حضرت
خداوندی جل جلالہ بذات مقدس خود اُسکی تکذیب کرتا ہی اور فرماتا ہی او جھوٹے تو زبان سے اللہ اکبر
کہتا ہے اور دل میں اُسکا اثر بالکل نہیں کما قال بعض العارفین اذا قال العبد عند التحریمۃ اللہ
اکبر و قلبہ مشغول بشئی غیر اللہ یتوجہ الخطاب الیہ انک لکاذب ای لیس قلبک مع
لسانک موافقا اور اس بات کی تحقیق خشوع کے باب میں گذر چکی ہے اب میں تکبیر تحریمہ کے
فضائل میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں سنو نقل ہے کہ ایک جماعت بقصد زیارت خدمت میں
جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے مسافت بعیدہ سے حاضر ہوئی اور جب مدینہ شریفہ

میں مشرف ہوئے تو ان کے آنیسے تین روز پہلے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس دار ناپائدار سے رحلت فرماکر عالم عقبےٰ میں سدھار گئے تھے اُس جماعت نے جب یہ خبر ملالت اثر سُنی تو خلفائی راشدین کی خدمت میں حاضر ہو کر بعد ادائے مراسم تعزیت کی عرض کی کہ ہم بدنصیب اتنے دُور دراز سفر سے محض قدمبوسی جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے تھے مگر اپنی کم بختی کے سبب آپکے دیدار فیض بار سے مشرف نہوئے اگر آپ صاحبان میں سے جسکو جناب کے کلمات طیبات سے اگر کوئی کلام نصیحت آمیز یا کوئی حکم عبرت انگیز یاد ہو تو ہم طالبوں کو سُنا کر مرہون احسان فرماویں [illegible] بیان [illegible] حکم کی تعمیل کر کے سعادت دارین حاصل کریں پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی صبح کی نماز پڑھکر جانماز پر بدستور بیٹھا رہے اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مشغول رہے جو کلمہ اُسکی زبان سے نکلیگا اور جو لفظ قرآن کا اُسکی زبان پر گذریگا ہر ایک لفظ کے بدلے پچاس ہزار نیکیاں اُسکے اعمالنامہ میں درج کر دیتے ہیں اور پچاس ہزار بدیاں اُسکے اعمالنامہ سے مٹا دیتے ہیں اور پچاس ہزار درجہ اُس کے لئے بہشت میں بلند کرتے ہیں پھر حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر مجھکو یہ بات میسر ہو جائے کہ تمام کتب سماویہ کو میں صبح کی نماز کے بعد پڑھوں جسقدر ثواب مجھکو ان کتابوں کی تلاوت سے حاصل ہووے پچاس ہزار گنا ثواب تکبیر اولی کے پڑھنے سے پاتے ہیں ازاں بعد امیر المومنین عمرؓ نے کہا۔ سنو میرے بھائیو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قربانی کرے اور جتنے بال اُس جانور کے بدن پر ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے ستّر ہزار حسنہ اُسکے اعمالنامہ میں لکھتے ہیں اور ستّر ہزار بدیاں اُسکی محو کرتے ہیں اور بہشت میں ستّر ہزار درجہ اُسکے لئے بلند کرتے ہیں پھر فرمایا اگر خدا تعالیٰ مجکو توفیق دے تو میں تمام اُمّتوں کے ہر فرد کیجانب سے قربانیاں کروں جسقدر ثواب مجھ کو ان قربانیوں کے کرنے سے حاصل ہوگا ستّر ہزار گُنا بڑھکر ثواب تکبیر تحریمہ کا پاتا ہوں۔ پھر حضرت امیر المومنین عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایک دینار اپنے مولیٰ کی راہ میں نفقہ کرے اُس ایک دینار کے بدلے نوّے ہزار نیکی فرشتے اُس کے اعمالنامہ میں لکھتے ہیں اور نوّے ہزار بدی اُس کے اعمالنامہ سے دُور کر دیتے ہیں اور نوّے ہزار درجہ اُسکے لئے بہشت میں بلند کر دیتے ہیں اگر ساری دُنیا کے روپیوں اور اشرفیوں کا نفقہ میرے ہی وجود سے وجود میں آوے تو جسقدر ثواب خدا کی درگاہ سے ملے اُس سے نوّے ہزار گُنا بڑھکر ثواب ایک تکبیر کے کہنے میں پاتا ہے سب سے پیچھے جناب مستطاب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن

ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ رسول مقبول سید الکائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایک کافر دشمن خدا کو مار ڈالے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکے اعمالنامہ میں ہزار ہزار حسنہ درج کردیتا ہے اور ہزار ہزار گناہ اُس کے اعمالنامہ سے مٹا دیتا ہے اگر روئے زمین کے سب کافروں کا ابتدائے عالم سے قیامت تک مار ڈالنا اور اُن کا نام ونشان صفحۂ عالم سے مٹا دینا میرے ہی ہاتھ سے ظہور میں آوے اُسی ثواب کے برابر مجھ کو ایک تکبیر اُولیٰ کے کہنے سے حاصل ہوجاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔ **سوال** کیا حکمت ہے کہ نماز کا افتتاح تکبیر سے اور اس کا اختتام تسلیم سے مقرر ہوا۔ کما قال علیہ السلام تَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ **جواب** افضل طاعات دو چیزیں ہیں کما ورد اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفْقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ اسی لئے نماز کی ابتدا تعظیم پر رکھی گئی اور اُسکا اختتام خلقت پر شفقت کرنے پر مقرر ہوا تاکہ نماز کی جامعیت پر سب طاعات اور خیرات ومبرات پر دلیل قایم ہوجائے۔ **سوال** تکبیر اُولیٰ کے وقت ہاتھوں کے اُٹھانے میں کیا حکمت ہے؟ **جواب** پہلی تکبیر میں رفض اور قبض دونوں پائے جاتے ہیں جو کچھ جناب قدس کے لائق نہیں اُس کو ہاتھوں سے رفض کرتا ہے اور جو کچھ اُس جناب کے لائق اور پسندیدہ ہے اُس کو ہاتھ میں قبض کرکے قبول کرتا ہے۔ **سوال** کیا حکمت ہے کہ مردوں کے لئے کانوں تک ہاتھ اُٹھانا اور عورتوں کے لئے سینہ تک مسنون ہے۔ **جواب** مردوں کو اظہار اور عورتوں کو اپنے بدن کا اخفا مناسب ہے میں کہتا ہوں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود مردود نے آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا اور آپ کے بدن مبارک کو آہنی زنجیروں سے جکڑ دیا۔ پاؤں سے لیکر کانوں تک زنجیریں پہنچ گئیں جب آگ میں پھینکے گئے تو سارے زنجیروں کو آگ نے جلا دیا اور سارہؓ بے چارہ کو بھی پکڑ کر اُسکے سب کپڑے بدن سے اُتار دئے اور برہنہ کرکے آگ میں ڈلوا دئے۔ اُسوقت سارہؓ نے نہایت شرم وحیا سے اپنے دونوں ہاتھ سینے تک رکھ لئے اور اپنے سینے کو غیر محرموں سے چھپالیا آگ نے سارہؓ کو نہایت ادب سے اُٹھا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہونچادیا اور اُسی آتش میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہؓ کا عقد نکاح منعقد ہوا۔ امام فاریابیؒ نے اسولہ اور اجوبہ کے درمیان لکھا ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھایا کریں تاکہ جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آتش سے نجات پائی تھی ویسا ہی اُس کے جلتے دوزخ کی آگ سے آزاد ہوجائیں اور جو عورتیں تحریمہ کے وقت سینہ تک ہاتھ اُٹھائینگی

خاتون سارہ کی طرح قیامت کی بیکنار آگ سے نجات پائیں گی ❖

الفرض الثانی من الفرائض الداخلیۃ القیام قال اللہ تعالیٰ قُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ای مطیعین - ایک فرض نماز کا جس کے بدوں نماز نہیں ہوتی قیام یعنی کھڑا ہونا ہے اور مقدار قیام کے فرض اور واجب اور مسنون اور مستحب ہونے کے منحصر ہے اسکے اندر قرأت کے مقدار پہ یعنے قیام بمقدار ایک آیت کے فرض ہے اور بقدر سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت یا تین چھوٹی آیتوں کے واجب ہے اور وتر میں اتنا قیام جس میں سورۂ اعلےٰ اور کافروں اور اخلاص پڑھی جاوے مسنون ہے اور صبح میں طوال مفصّل کے پڑھنے کی قدر مستحب ہے غرض کہ نماز میں جسقدر فرض یا واجب وغیرہ ہے اُسیقدر قیام بھی فرض اور واجب وغیرہ ہے اور قیام کے بقیہ مسئلے فقہ کی کتابوں میں درج ہیں حسب ضرورت علماء وقت سے جسکو فقہ میں مہارت کلی ہو پوچھ لینے چاہئیں اب میں اصلی مطلب کیطرف رجوع کرکے قیام کے رکوع اور سجود پر مقدم کیوجہ لطو سوال وجواب کے بیان کرتا ہوں - سوال رکوع پر قیام کی تقدیم میں کیا حکمت ہے جواب سمجھنا چاہئے کہ ہر ایک چیز میں ادنےٰ سے اعلےٰ مرتبہ پر ترقی کرنی انسب ہے خصوصاً نماز میں کہ خداوند حقیقی کی تعظیم وتکریم ہے کہ اول قیام ہے کہ یہ قیام ایسی تعظیم ہے کہ سوا اللہ تعالیٰ کے دوسرے کو بھی جایز ہے مثلاً باپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوجانا عندالشرع جایز ہے الحاصل قیام نماز میں تعظیم کے ادنیٰ مراتب میں سے ہے اس سے بڑھکر تعظیم حقتعالیٰ کی رکوع میں پائی جاتی ہے اسلئے کہ سوائے پروردگار عالم کے کوئی اعلےٰ ادنیٰ مستحق اس تعظیم کا نہیں اور یہ تعظیم بہ نسبت قیام کے زیادہ ہے اور اس سے بھی بڑھکر تعظیم سجدہ کرنا ہے اور یہ تعظیم حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات مقدس کے سوا کسی کو جایز نہیں یا اس سوال کا جواب دوسرے طور پر دیتا ہوں کہ جب قیامت کا دن قائم ہوگا اور خلقت اپنی قبروں سے اُٹھیگی اور بحواس ہوکر کھڑے رہجائینگے کما ورد فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ تو اسوقت وہ ٹھیرے ہونگے اپنی قبروں کے کنارے دیکھتے ہونگے بھوتوں کیطرح یا اس انتظار میں ہونگے کہ دیکھئے اب ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ اور اسوقت روشن ہوجائیگی زمین محشر کی بِنُوْرِ رَبِّهَا اپنے رب کے نور سے یعنی اُس نور سے جو نور خدا اُس زمین پیدا کردیگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ نور سے عدل کی روشنی مراد ہے کہ اُس روشنی سے خلائق اور خالق کے حق ظاہر ہوجائیں گے اور ظلم کی ظلمت جاتی رہیگی وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھے جائینگے نوشتے یعنی اعمالنامے داہنے اور بائیں میں وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ اور لائیں گے پیغمبروں کو اُمتوں پر یہ دعویٰ کرنے کو کہ ہمنے

انہیں حکم پہنچا دئے وَالشُّھَدَاءِ اور گواہوں کو پیغمبروں کے دعوے صحیح اور ثابت کرنیکے واسطے
ان گواہوں سے اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ شہدائے
شہید لوگ مراد ہیں جنہوں نے صفِ جہاد میں شربت شہادت پیا یعنی شہیدوں کو حاضر کرکے
پیغمبروں کا رفیق کرینگے اُن کے شرف اور بزرگی کی جہت سے وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ
اور حکم کیا جائیگا بندوں کے درمیان حق حق سچائی اور عدل کے ساتھ اور وہ ظلم نہ کئے جائینگے ثواب
کم ہونے اور عذاب بڑھنے کیوجہ سے وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ اور
پوری دیجاویگی ہر نفس کو جزا اُسکی جو اُسنے کیا ہے اور خدا خوب جانتا ہے وہ جو کچھ مخلوق کرتی ہے
اور اُسکی مناسب جزا دیگا ۞ رجعنا الی المقصود کجا بود اشہب کجا تاختم ۞ جب مخلوق
عصات کے میدان میں آویگی سب لوگ اپنے اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ کی شرمساری کی گرانبار
سے کھڑے ہو جائینگے ۔ کما ورد وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِھِمْ اور اگر دیکھے تو اے
دیکھنے والے جب مشرک لوگ حشر کے دن جھکائے ہونگے اپنے سر سے یعنی کمال مرتبہ اور ندامت
کی وجہ سے اپنے سر آگے جھکا لینگے عِنْدَ رَبِّھِمْ اپنے رب کے پاس عرض کے محل اور موقف میں
تو البتہ دیکھیگا تو ہول بھرے کام اور اسوقت وہ کہینگے کہ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا اے ہمارے
پروردگار دیکھا ہمنے جو کچھ تونے وعدہ کیا تھا اور سنی ہمنے تجھ سے پیغمبروں کی تصدیق یا قیامت
کے دن کی ہول ہمنے دیکھی اور صور کی آواز سنی فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پھر پھیرے یعنی پھر بھیجدے
ہمیں دنیا میں تاکہ کریں ہم کام اچھے اِنَّا مُوْقِنُوْنَ بیشک ہم یقین کرنیوالے ہیں اُوپر آخرت کے
اسواسطے کہ اب ہم نے آنکھ سے دیکھ لیا اور اب ہمیں شبہ نہیں رہا پس حق تعالیٰ فرمائیگا وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا
کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰھَا ۔ اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم دنیا میں ہر ایک کو وہ چیز جس سے وہ راہ پاتا ایمان اور
نیک کام کیطرف وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور مگر
ثابت ہوا ہی یہ حکم مجھسے ضرور ضرور بھر دینگے ہم دوزخ کو کافر جن اور آدمی سب سے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ
لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا پس چکھو تم عذاب بسبب اس کے کہ بھول گئے یعنی چھوڑ بیٹھے اپنا یہ دن دیکھنے کو یعنی
تم اس روز کی ملاقات کا ایمان نہ لائے اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ بیشک ہمنے بھی ترک کیا تم کو اور عذاب میں
چھوڑ دیا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور چکھو تم عذاب ہمیشہ بسبب اسکے کہ تھے تم
عمل کرتے سے اے میرے بھائیو حضرت جلال احدیت جب ارادہ کریں گے کہ مومن اور موافق اور کافر اور
منافق کے درمیان امتیاز ہو جائے تو ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ہمارا حکم عصات کے لوگوں کو سنا دو کہ وامتازوا

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۔ جُدا ہو جاؤ آج اے مشرکو موحّدوں سے اور اے منافقو!
مخلصوں سے اسواسطے کہ تمکو دشمنوں کے قیدخانہ میں ہنکاتے ہیں اور انہیں دوستوں کے باغ میں
بلاتے ہیں ۔ پھر حکم باری عزاسمہ اسطرح جاری ہوگا کہ اے میرے بندو تم سب اسوقت سجدہ میں پڑجاؤ
مومن موحّد اپنی قدیمی عادت کے موجب حسب الحکم سجدہ میں چلے جائینگے اور منافق ویسے ہی کھڑے
رہجائیں گے ہرچند اپنے تئیں جھکائیں گے ۔ مگر اُن کا بدن ہرگز نہیں جھکیگا کما ورد قال اللہ
تعالیٰ یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ تم لانا اُن شریکوں کو اُسدن کہ اُٹھایا جاوگا
پردہ ہول بھرے کام یا امر صعب اور مہم سخت سے یا کھلجائیگی اور دکھائی دیگی ساق عرش
یا تجلّی فرمائیگا حقتعالیٰ اور پکارے جائیں گے لوگ خدا کو سجدہ کرنے کے لئے ۔ لباب میں حضرت
موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالیٰ
اُسدن بڑا نور دکھائیگا اور خلقت اُس نور کو دیکھکر سجدہ میں گر پڑیگی ۔ معالم میں حضرت ابوسعید خدری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول سید المرسلین حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ
وعلیٰ آلہ وصحابہ واہلبیتہ اجمعین نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار ساق عرش سے نور کھولدیگا اور ہر ایک
مومن مرد اور مومن عورت اُسکو سجدہ کریگی اور وُہ لوگ باقی رہ جائیں گے جنہوں نے دُنیا میں
دکھلانے سُنانے کو سجدہ کیا ہوگا تو جب ریاکار سجدہ کرنا چاہیگا تو اُسکی پیٹھ تختہ ہو جائے گی ۔
اور وُہ سجدہ نہ کرسکیگا ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ کافر اور منافق کی پیٹھ ایک ڈال ہوجائیگی
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تو سجدہ نہ کرسکینگے بہت نیچے ہونگی اُنکی آنکھیں یعنے
آنکھوں والے سر جھکائے ہوئے شرمندہ ہونگے ۔ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ پڑیگی اُن کو ذلّت اور خواری
اور نگونساری وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ اور تحقیق تھے دُنیا میں کہ
پکارے جاتے تھے خدا کو سجدہ کرنے کی طرف اور وہ چنگے بھلے ہٹّے کٹّے تھے اور اُسپر قادر تھے
جب فرصت کا وقت اُنھوں نے فوت کیا تو اُس حشر کے دن حسرت اور ندامت کے سوا
اُنہیں کچھ حاصل نہیں + قطعہ

مدہ فرصت از دست گر بایدت	کہ گوئے سعادت زمیدان بری
کہ فرصت عزیز ست گر فوت شد	بسے دست حسرت بدندان بری

اے میرے دینی بھائیو! پروردگار جل جلالہ نے تمہارے وجودوں کو نماز کیواسطے نماز کی
ہیئت پر پیدا کیا ہے اور نماز کے ارکان کو بھی اسی ترتیب پر وضع فرمایا ہے اگر اس نماز کو اپنے

دلی حضور کیساتھ ادا کروگے اور اُس کے ارکان کو اپنے اپنے محل میں بجا لاؤگے تو قیامت کے دن اُس کے اہوال کی عوامت سے اسی نماز کی برکت کی طفیل بچ جاؤگے۔ وباللہ التوفیق +

الرکن الثالث فی القراءت قال اللہ تبارک وتعالیٰ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پڑھو تم جو کچھ میسر اور آسان ہو قرآن میں سے۔ اور یہ حکم بطور فرضیت کے ہے یعنی نماز میں قرآن پڑھنا۔ اور بعضوں نے کہا ہے قرآن پڑھو نماز کے باہر اور یہ حکم بطریق مندوب اور مستحب ہونیکے ہے جس مقدار قرآن پڑھنا مندوب اور مستحب ہے اُسمیں اختلاف کیا ہے اور وہ تین آئتیں ہیں یا سو یا دوسو یا ہر مہینے میں ختم + حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حکم کیا کہ ہر مہینے میں ختم قرآن کر اُنہوں نے عرض کی کہ مجھے زیادہ قوت ہے یعنی میں جلدی پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا کہ بیس راتوں میں ختم کرو پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اپنے وجود میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں یعنی میں جلدی کر کے پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا کہ سات دن میں پڑھو اور اس سے زیادہ جلدی نہ کرو صاحب معالم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے اُستاد کیساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایک دن یا رات میں چالیس آئتیں پڑھے تو اُسے غافلوں میں نہیں لکھتے۔ اور اگر سو آئتیں پڑھے تو اُسے فرمانبرداروں میں لکھتے ہیں اور اگر دوسو آئتیں پڑھے تو اُس کیساتھ قرآن قیامت کے دن دعویٰ اور خصومت نہیں کریگا اور اگر پانسو آئتیں پڑھا کرے تو اُس کیواسطے ایک قنطار ثواب لکھتے ہیں۔ قرأت اور اُس کی کیفیت اور کمیت کے باب میں فقہا کے مختار اقوال اور روایات فقہ کی کتابوں میں مندرج ہیں یہ مختصر اسکی متحمل نہیں۔ راقم آثم اس مقام میں ایک لطیفہ معہ چند سوالات ضروریہ کے جوابات پر اکتفا کرتا ہے +

لطیفہ علماء نے قرأت کی فرضیت میں یہ حکمت لکھی ہے کہ نماز فی ذاتہ قاضی الحاجات کی جناب مستطاب میں بحکم المصلی یناجی ربہ ایک مناجات ہے اور نمازی محب اپنے محبوب کی تلقین کے بموجب محبوب کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے۔ اور اپنے مطالب دینی اور مقاصد دنیوی پیش کرتا ہے اے میرے بھائیو تم نہیں جانتے ہو کہ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جب منصب قاب قوسین کا پایا تو جو ملہم حقیقی نے آپکے باطن اقدس پر بطور الہام القا فرمایا تھا جناب نے بھی انہیں لفظوں سے اپنے مطالب اور مقاصد جناب باری میں پیش کئے تھے اور اسیطرح

حضرت کی اُمت مرحومہ کو بموجب اس حدیث کے کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ایکدن میں پانچ بار معراج حاصل ہوتا ہے اور اس نماز کے معراج میں حقتعالیٰ کی فرمائی ہوئی کلام یعنی قرأت کے ذریعہ سے اپنے راز کو پیش کرتے ہیں۔ **سوال** فاتحۃ الکتاب کی تخصیص میں کیا حکمت تھی۔ کہ اکثر علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں اور بعضے اسکی فرضیّت پر مائل ہیں **جواب** اس لئے کہ سُورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف امّ القرآن ہے جو شخص اسکو نہایت صحّت اور حضور دل سے پڑھتا ہے گویا اُس نے تمام قرآن شریف کو پڑھکر ختم کرلیا اُسکے فضائل کی تفصیل احادیث اور تفاسیر کی کتابوں میں مذکور ہے اُن کا اسجگہ بیان کرنا موجب تطویل ہے مگر یہ عاصی اسجگہ روایت مجملاً بیان کرتا ہے ذرا دل کے کانوں سے سُنو۔ حضرت امام فاریابی فرماتے ہیں کہ تمام قرآن شریف اظہار ربوبیت اور اسرار عبودیت کو شامل ہے اور یہ دونوں امر سُورۂ فاتحہ میں مندرج ہیں پس جس شخص نے سُورۂ فاتحہ کو ایکبار پڑھا گویا اُس نے تمام قرآن مجید پڑھ لیا اور دوم اسکی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حق سبحٰنہ وتعالیٰ نے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس نعمت عظمےٰ کے عطا کا احسان جتلا کر فرمایا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ اور یہ خصوصیت علم الٰہی جل وعلےٰ اور وحی خداوندی سے متعلق ہے۔ **سوال** قرأت کے جہر اور مخافت میں کیا حکمت ہے کہ بعض نمازوں میں بآواز بلند اور بعض میں خفی قرأت پڑھتے ہیں **جواب** ابتداء اسلام میں کفار اشرار جب نماز میں قرأت قرآن کی آواز سُنتے تھے۔ بعض تو نزدیک آکر شور وغل مچاتے تھے اور بعض لغویات اور ہزلیات میں مشغول ہوتے تھے اور بعض موذی بیچارے نمازیوں کو ایذا پہونچاتے تھے دن کی نمازوں کے لئے جو کفار اشرار کے انتشار اور آمد ورفت کا وقت تھا آہستہ قرأت پڑھنے کا حکم صادر ہوا اور رات کے وقت جو موذیوں کے اشتغال اور متفرق اور ایکدوسرے سے انفصال کا وقت تھا جہری نماز کا حکم ہوا۔ مگر جُمعہ کی نماز جو جامع الجماعات اور اہل اسلام کے اجتماع کا موقع ہے اور جماعت اہل اسلام کی جمعیت اور اژدہام دیکھکر تتّر بتّر ہوجاتے تھے اُسکی قرأت جہری ہی ثابت رہی۔ اذافات الشرط فات المشروط۔ اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جُمعہ کے دن گاؤں اور مصافات کے رہنے والے اہل اسلام واسطے ادائے جمعہ اور سُننے کلام الٰہی کے بکثرت حاضر ہوتے تھے تو واسطے جمعہ کی قرأت جہری مقرر ہوئی تاکہ یہ لوگ جو اطراف وجوانب سے آئے ہوئے ہیں اس دولت سے محروم نہ رہجائیں۔

الفرض الخامس فی الرکوع ومایتعلق بہ من الاحکام + قال اللہ تعالیٰ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور قائم رکھو نماز مسلمانوں کیساتھ جس طور پر وُہ ادا کرتے ہیں اور دو زکوٰۃ مال کی اہل اسلام کے طریقہ پر اور نماز ادا کرو ساتھ رکوع کرنیوالوں کے یعنی مسلمانوں کی جماعت کیساتھ اس آیت سے رکوع کی فرضیت ثابت ہی اور سمجھنا چاہئے کہ رکوع بعض موادمیں قائمقام سجدے کے ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ سجدہ تلاوت میں۔ اگر کسی شخص پر سجدہ تلاوت کا لازم ہو اگر وہ بہ نیت ادائے سجدہ تلاوت اتنا جھک جائے کہ حد رکوع کو پہنچ جائے تو اس رکوع کرنے سے سجدہ اُس کے ذمہ سے ادا ہوجاتا ہے۔ اسیواسطے حضرت علمانے کسی مخلوق کی تعظیم تحیۃ سوائے قیام کے اور اتنا جھکنا جو حد رکوع کو نہ پہونچے جواز کا فتوے دیا ہے اور کسی اعلےٰ درجہ کی مخلوق کی تعظیم کے لئے رکوع کی حد تک جھک جانیکو منع فرمایا ہے کیونکہ رکوع قائمقام سجدہ کے ہے جس طرح سجدہ سوائے معبود حقیقی کے دوسرے کا حق نہیں۔ لذالك الرکوع **نقل** ہے کہ کسی بادشاہ نے کسی طرف چڑھائی کا ارادہ کیا۔ خزانچی کو بلا کر دریافت کیا کہ شاہی خزانہ میں کسقدر جمعیت موجود ہے۔ عرض کیا کہ اب بیس ہزار اشرفی حضور کے خزانہ میں موجود ہے۔ خلیفہ نے فرمایا خُذ ھٰذا معك یعنے تو یہ روپیہ اپنے ساتھ اُٹھا لے۔ خزانچی نے اس گمان سے کہ خلیفہ نے فرمایا ہے خذ ھٰذا لك۔ یعنی اپنے واسطے اُٹھا لے اس عطیّہ کے شکریہ میں ادباً و تسلیماً تواضعاً و تعظیماً ایسا جھک گیا کہ منحنی ہوکر رکوع کی حد کو پہنچ گیا خلیفہ نے جھٹ پٹ وزیر اعظم کو بُلا کر فرمایا کہ ہمکو اس سفر کیواسطے کسیقدر خرچ کی ضرورت ہے بطور قرضہ دیجئے اور بوقت وصول ارتفاع لیجئے وزیر نے عرض کیا کہ قبلہ اسوقت آپکے خزانہ میں بیست ہزار دینار موجود ہے اگر اس سے زیادہ مطلوب ہے تو بندہ حاضر ہے خلیفہ نے فرمایا۔ کہ آپکے بلانیسے پہلے خازن سے پوچھا گیا تھا کہ خزانہ میں کسقدر روپیہ موجود ہے اُس نے بھی کہا تھا کہ بیست ہزار دینار ہیں میں نے کہا خذ ھٰذا معك اُسنے سمجھا کہ بادشاہ نے خذ ھٰذا لك فرمایا یعنے واپنے لئے اُٹھا لے اب ہمکو اس روپیہ سے کچھ سروکار نہیں وزیر نے کہا قبلہ عالم اس شخص کے گمان فاسد پر اتنا مال اسکو دیدینا خلاف عقل معلوم ہوتا ہی خلیفہ نے فرمایا کہ اس گمان کے شکریہ میں وہ میرے سامنے ایسا جھک گیا کہ رکوع کی حد کو پہنچ گیا اگر اب اس سے مال واپس لیا جاوے شاید وُہ یہ بات کہدے اور میرے پر یہ دعوےٰ جماوے کہ حضور نے اپنا مال واپس کر لیا ہے تو میرا رکوع مجھ کو ملنا چاہئے۔ اور یہ بات خلافت کے مناسب اور سلطنت کی شان کے شایان نہیں

کہ بادشاہ عالیجاہ ایک ادنی نوکر خازن کے سامنے تواضعاً جھکے یا خلیفہ ہوکر خازن کے سامنے رکوع کرے حاشا وکلا کہ میں اس حطام بے اعتبار دنیویہ کے بدلے سوای اپنے معبود حقیقی کے کسی غیر کے آگے رکوع کروں عیاذاً باللہ۔ اے میرے بھائیو تم سمجھو کہ میں تمکو کیا کہہ رہا ہوں اور کیا عمدہ لطیفہ تمکو سنا رہا ہوں کہ ایک رکوع خادم خازن نے جو سہواً اپنے بادشاہ کو تعظیماً کیا اور بادشاہ نے اپنے مال موجودہ کو اُس پر مباح کیا باوجودیکہ اسکی بادشاہ کو اشد ضرورت تھی اور اس مال سے بالکلیہ دست بردار ہوکر وزیر سے استقراض کرتا ہے۔ بندہ مومن جو اپنی عمر کے سال ہر سال کے تین سو ساٹھ دن اور ہر دن میں کئی بار رکوع اور سجود اپنے معبود کی خدمت میں پیش کرتاہے اگر ہمارا خدا جل و علا باوجود غنی اور بے نیاز ہونیکے ایمان کے نقد اور اپنے رضوان کے گوہر کو جو کہ ہر ایک مومن کو عطا فرمایا گیا ہے۔ پھر واپس نہ لیوے بلکہ اپنے لطف اور کرم کے خزانہ سے ہزار طرح کی نعمتیں ہر ایک مومن کو عطا فرماوے تو اُس بادشاہ کی شان سے بعید نہیں۔ اللھم ارزقنا!

الفرض السادس السجود وھی وضع الجبھۃ علی الارض اوما یتصل بھا۔

یعنے سجدہ رکھنا پیشانی کا زمین پر یا جو قائم مقام زمین کے ہو اُسپر بھی سجدہ کرنا جایز ہے اور کامل سجدہ جب ہوتا ہے کہ پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر رکھی جاویں لما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ اسواسطے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے حکم کیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ پیشانی پر۔ دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔ اور ناک پیشانی میں داخل ہے اسلئے کہ ہڈی دونوں کی ایک ہے اگر کسی نے پیشانی تو رکھدی اور ناک نہ رکھی تو جایز ہے مگر مکروہ بشرطیکہ اگر عذر ہے اور ایسا ہی اگر ناک رکھدی اور پیشانی نہ رکھی تو ہمارے امام ابوحنیفہ کے نزدیک جایز ہے۔ مگر مکروہ اگر بعذر ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک جایز نہیں مگر اُس صورت میں کہ اسکی پیشانی میں ایسا عذر ہو کہ سجدہ نہ کر سکے اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کا رکھنا فرض نہیں ہے۔ بلکہ وہ سُنت ہے۔ مگر امام قدوری اور کرخی اور خصاف رحمہم اللہ نے فرمایا کہ دونوں قدموں کا زمین پر رکھنا وقت سجدہ کے فرض ہے حتے کہ اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں یا ایک پاؤں زمین پر نہ رکھا۔ بلکہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھالئے تو اُس کا سجدہ جایز نہیں

اگر ایک پاؤں زمین پر ٹکا دیا تو جایز ہے مگر کراہت سے خالی نہیں اور امام تمرتاشی کہتا ہے کہ دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر ٹکانا عدم فرضیت میں برابر ہے۔ اور اکمل الدین نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ حق یعنی سچی بات یہی ہے۔ اور کبیری شرح مُنیہ میں یُوں مذکور ہے کہ یہ بات حق سے بعید ہے اور مراد دونوں پاؤں کے رکھنے سے علی ماذکر فی الخلاصۃ دونوں پاؤں کی انگلیوں کا زمین پر رکھنا اور انگلیوں کے ٹکانے سے اُنکا قبلہ کیطرف متوجہ کرنا ہے تاکہ انہیں پر زور پڑے حتے کہ اگر دونوں پاؤں کی پشت رکھدے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں یا ایک پاؤں کی انگلیاں کعبے کیطرف متوجہ نہ کرے تو اُس کا سجدہ درست نہیں ہے ✦ ھ اے میرے نمازی بھائیو ھذا مما یجب حفظہ واکثر الناس عنہ غافلون ✦ مسئلہ اگر سجدے کی جگہ پاؤں کی جگہ سے بقدر نصف ہاتھ کے اونچی ہو تو سجدہ جایز ہے اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو تو جایز نہیں اور اگر پگڑی کے پیچ پر سجدہ کیا اگر وہ پیچ پیشانی سے متصل ہے اور موٹا نہیں ہے ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہے تو جایز ہے۔ لیکن کراہت سے خالی نہیں اور اگر پیشانی سے متصل نہیں۔ بلکہ پیشانی سے اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ زمین کی سختی معلوم نہیں ہوتی تو اس صُورت میں سجدہ جایز نہیں اور ایسا ہی سجدہ ایسی شے پر جایز نہیں جسمیں سختی زمین کی محسوس نہ ہووے جیسے دُھنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطے کہ پیشانی زمین یا جو قائم مقام زمین کے ہے نہیں ٹھیرتی۔ اور اگر لٹکے ہوئے کپڑے پر گُدڑی بچھا کر اُس پر سجدہ کیا تو اُس کے جواز میں کچھ تکرار نہیں ہے اور اگر تکرار ہے تو کراہت میں ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں کما مر دی اس لئے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ آپ نے کعبہ شریف میں نماز پڑھی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نے کہا کہ یہ جایز نہیں ہے امام نے پُوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اُس نے کہا کہ خوارزم کا۔ پھر امام رح نے کہا سُبحان اللہ جاء التکبیر من ورائی پیچھے سے تکبیر ہوئی یعنے مقتدی تکبیر کہنے لگے حضرت کی اس کلام سے مراد یہ تھی کہ تم ہم سے سیکھ کر پھر ہم کو سکھلاتے ہو بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم اپنے ملک میں بروئے گھانس پر نماز جایز رکھتے ہو یا نہیں اُس شخص نے کہا ہاں جایز رکھتے ہیں پھر امام رح نے کہا تم گھاس پر نماز جایز رکھتے ہو اور خرقہ پر جایز نہیں رکھتے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سمجھنا چاہئے کہ سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی نہایت تواضع اور خشوع سے زمین پر سر رکھے چونکہ وجود انسانی کے سب اعضاء سے پیشانی احسن عضو ہے اور احسن اعضا کا اقل اشیا پر جو خاک ہے رکھنا نہایت تواضع کی دلیل اور قطع مادۂ تکبیر کی حجت ہے اسیواسطے بندہ جب اپنے آپ کو نہایت مذلت اور انکسار کیساتھ اپنے

پروردگار کے آگے پیش کرتا ہے حقتعالیٰ اُس کو نہایت درجہ کے تقرب سے مقرب کر دیتا ہے کما ورد
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ اِذَا سَجَدَ یعنے کبھی بندہ حق تعم
کا ایسا تقرب حاصل نہیں کرتا ہے جیسا کہ سجدے کے وقت اُس کو قرب حاصل ہوتا ہے اور نیز ایک حدیث
میں ہے کہ بندہ جس وقت سجدہ میں ہوتا ہے اُس وقت خدا سے بہت قریب ہوتا ہے۔ ھ۔ اس واسطے کہ قرب
دو قسم ہے ظاہری و باطنی قرب ظاہری جیسا قرب مکانی اور قرب سببی اور قرب نسبی ان قربوں کی نسبت
خلائق کائنات کی طرف غیر ممکن ہے اور قرب باطنی جیسے خادم کا قرب اپنے مخدوم سے یا عابد
کا قرب اپنے معبود سے اور یہی قرب یعنی قرب باطنی اس جگہ مراد ہے لیکن یہ قرب کبھی عبادت قلبی سے
حاصل ہوتا ہے جیسے نیت اور تعظیم اور محبت اور گاہے عبادت بدنی سے جیسے اعمال مرضیہ اور افعال
پسندیدہ اور گاہے عبادت لسانی سے ہوا کرتا ہے جیسے ذکر الٰہی اور تسبیح اور یہ مجموعہ سجدہ میں
متحقق ہے اسی واسطے سجدہ کرنے والے کو سجدہ کے وقت نہایت ہی درجہ کا قرب حاصل ہوتا ہے
اور وہ خدا کی بارگاہ کا مقرب بن جاتا ہے + فقیہانہ دلیل سنو۔ مثلاً ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں
نماز نہیں پڑھوں گا اُسنے وضو کیا اور نیت نماز کی باندھکر تکبیر کہی اور نماز میں شروع ہوا اور قیام
قرأت اور رکوع بجالایا جب تک وہ سجدہ نہ کرے تب تک وہ حانث نہیں ہوتا اور جب اُس نے سجدہ کیا پیشانی
کا زمین پر رکھنے اور سجدہ کر کے سر کو اُٹھانے سے کما ہو خلاف الروایات حانث ہو جاتا ہے اور کسی رکن کی
اشرعیت بغیر انضمام سجدہ کے عند الشرع معتبر نہیں سمجھی جاتی اس لئے کہ مثلاً قیام اور رکوع غیر حق کو بھی
ممکن ہے اور مستلزم کفر نہیں بخلاف سجدہ کے اگر سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو سجدہ کیا جاوے تو کافر ہو جاتا
ہے پس اس دلیل سے ثابت ہوا کہ سجدہ کی شرافت نماز کی بزرگی کے برابر ہے چنانچہ صوم اور صلوٰۃ
کے کفارہ ایک نماز کے بدلے دو سیر گندم اور واسطے کفارہ سجدہ تلاوت کے بھی دو سیر گندم شارع
نے مقرر کیا ہے غرضیکہ سجدہ نماز کے ارکان میں سے بڑھ کر رکن ہے اور اسی کے ذریعہ سے انسان
خدا کا مقرب بنجاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکو دین اور دُنیا کی آفتوں سے بچا لیتا ہے حضرات مفسرین نے
آیت مرقومۃ الصدر یعنی وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ کے شان نزول میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب
رسالتمآب سید المرسلین خاتم النبیین حرم شریف کے میدان میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اُدھر سے
شقاوت شعار مستحق ویل ابو جہل لعنۃ اللہ وہاں آنکلا اور حضرت کو نماز کی حالت میں دیکھکر اُسکا
ظاہر و باطن جلکر کوئلہ ہو گیا اور بڑے غصے سے حضرت پر حملہ آور ہوا ہنوز راستہ ہی میں تھا کہ
اُسکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اس شیر میدان رسالت کو دیکھتے ہی گیدڑ کی طرح پیچھے ہٹ گیا اُس کے

چہرے کا رنگ اُڑا ہوا اعضا پر لرزہ ہوا نظر آیا لوگوں نے پوچھا اے ابوالحکم تجھ کو کیا ہوا بولا کہ میں اپنے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی ایک خندق دیکھی اور ایک اژدہا منہ پھیلائے ہوئے میری طرف آرہا ہے اور پرند جانور پر سے پر ملائے ہوئے ہیں اسواسطے میں ڈر کر واپس چلا آیا ہوں تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ جب یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی فرمایا کہ اگر وہ میری طرف آتا فرشتے اُس کا ایک ایک عضو اُڑا لیجاتے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جب آدمی حضور قلبی سے اپنے مسجود حقیقی کا ساجد ہوتا ہے تو اُسکا معبود اُس کے قریب ہو جاتا ہے اور اُس کو دُنیا کی آفتوں سے بچا لیتا ہے بلکہ اپنی رضامندی کے مکان میں جو بہشت ہے بڑی عزت اور آبرو سے بٹھا دیتا ہے اور بعد حسب وعدہ اپنا دیدار بھی دکھا دیتا ہے ✦ **مؤلف** اے میرے بھائیو ہم تم دُنیا داروں کے لئے جو پانچ وقت نماز مقرر ہے اُس کے ادا کرنے میں بھی دل چُراتے ہیں جب کسی طرح کا ضرر لاحق ہو جاوے یا کوئی دُنیاوی کام پیش آجاوے یا تنگی مفلسی ناداری کی بیقراری دامنگیر ہو جائے تو طاعت الٰہی سے دست بردار ہو کر دُنیا کی تباہی میں پڑ جاتے ہیں اُسوقت نماز بالکل بھول جاتی ہے مگر وہی لوگ جنھوں نے نماز کو اپنا دین وایمان اور اپنے مولےٰ کا فرمان سمجھا ہوا ہے وہی لوگ نماز کو ہر حالت میں قائم رکھتے ہیں کما ورد۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا بیشک آدمی پیدا کیا گیا حریص فانی مال جمع کرنے پر اور بخیل حقوق ربانی ادا کرنے پر۔ لباب میں مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہلوع ایک جانور ہے کوہ قاف کے پیچھے کہ ہر روز سات میدان گھاس کے خالی اور صاف کر دیتا ہے یعنی اُن میدانوں کے گھاس پات کانٹے تنکے کھا جاتا ہے اور سات دریاؤں کا پانی پی جاتا ہے اور نہ گرمی میں صبر کرتا ہے نہ سردی میں اور ہر شب اسی خیال اور اندیشہ میں رہتا ہے کہ کل میں کیا کھاؤں گا تو حق تعالیٰ آدمی کو بے صبری اور روزی کی فکر میں اس چارپائے سے تشبیہ دیتا ہے اشعار

جانورے را کہ بجز آدمی ست	معدہ چو پُر سبب بیغمی ست
آدمی است آنکہ بسیری بود	بر سر سیری غم روزی خورد
خورد ہمہ عمر چہ پیش وچہ غم	روزیٔ ہر روزہ از خوان کرم
در رہ حرص و طلبش ہمچنان	ہیچ غمے نیست بجز فکر نان

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا جب پہنچتا ہے اُسے کچھ ضرر جیسے محتاجی مفلسی تو بےصبری کرنیوالا ہوتا ہے اور چیختا اور چلاتا ہے وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اور جب پہنچتی ہے اُسے بھلائی جیسے تندرستی اور مالداری تو روکنے والا ہوتا ہے اپنے نفس کو اطاعت سے یعنی نماز وغیرہ عبادت کو چھوڑ دیتا

ہے اور مال کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے - اور سب آدمی اسی حال پر مخلوق ہوتے ہیں - قولہ تعالیٰ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۔ مگر نماز پڑھنیوالے وہ اپنی نماز پر ہمیشگی کرنیوالے ہیں یعنے کسی شغل کے سبب سے نماز سے باز نہیں رہتے اور بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ نماز ادا کرنے کے وقت میں ساکن ہیں یعنے دائیں بائیں التفات نہیں کرتے اور اپنی نماز کے فرائض ادا کرنے میں صحیح ہو جاتے ہیں وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ اور وہ لوگ جن کے مالوں میں حق ہے جانا ہوا جیسے زکوٰۃ کہ اندازکی ہوئی ہے اور صدقات جو معمولی ہیں فقیر سوال کرنیوالے کیواسطے اور اُس محتاج کیواسطے جو سوال نہ کرے وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ اور اُن لوگوں کیواسطے جنہوں نے تصدیق کی ہے روز جزا واقع ہونے کی یعنے قیامت کے دن اعمال کی جزا پانے کی تصدیق کی ہے اور قیامت کی تصدیق کی نشانی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہونا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور وہ لوگ جو عذاب سے اپنے رب کے ڈرنیوالے ہیں اور عذاب الٰہی سے ڈرنے کی علامت ممنوعات شرعی سے بچنا ہے اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ بیشک اُن کے رب کا عذاب امن دیا گیا نہیں ہے - یعنی اُس سے بیخوف نہیں ہو سکتے کہ البتہ گنہگاروں کو وہ عذاب پہونچیگا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے ہیں اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ مگر اپنی عورتوں پر یا اُس پر کہ جسکے مالک ہوئے ہیں اُن کے ہاتھ یعنی لونڈیاں کہ ہاتھ نہ ہونیکے سبب سے اُنمیں تصرف کر سکتے ہیں پس تحقیق کہ وہ نہیں ملامت کئے ہوئے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت نہ کرنے پر اپنی جوروؤں اور لونڈیونکی نسبت فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ پھر جو کوئی ڈھونڈے اسمیں دخول کرنیکی جگہ سوا اسکے جو کہا گیا یعنے اپنی لونڈی اور جورو کے سوا تو وہ لوگ حد سے گذرنیوالے ہیں یعنے مردوں اور جانوروں سے وطی کرنیوالے ہیں اور بعض کے قول پر جلق لگانا بھی حد سے گذرنے میں داخل ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کے اور عہد و پیمان کی رعایت کرنیوالے ہیں - امانت اور عہد خالق کا ہو یا مخلوق کا سب کی حفاظت کرنی چاہئے - اور امانت ادا کرنا اور عہد پورا کرنا نہ چھوڑنا چاہئے -

اگر مے بایدت آسائش امانت	فرو مگذار قانونِ امانت
بہر عہدے کہ می بندی وفا کن	رسوم حق گذاری را ادا کن

وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِشَھٰدٰتِھِمْ قَآئِمُوْنَ اور وُہ لوگ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں یا گواہی دیتے ہیں۔ اُس چیز میں جو بندوں کے حقوق وُہ جانتے ہیں وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اور وہ لوگ جو اپنی نماز پر محافظت کرتے ہیں یعنے آداب اور شرائط کیساتھ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں نماز کا ذکر آیتوں کے شروع اور خاتمہ میں مکرر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ نماز سب عبادتوں سے افضل ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہمیشہ پڑھنا فرض نمازوں سے تعلق رکھتا ہے اور محافظت کرنا نفلوں سے متعلق ہے ۝ اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ جو لوگ ان صفتوں سے موصوف ہیں وہ جنتوں میں ہونگے قیامت کے دن بزرگی دئے گئے ثواب ابدی اور عزات سرمدی کے سبب سے۔ اور سورہ مومنون کے شروع میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے نماز پڑھنے والوں کی نجات کے لئے ارشاد فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ بیشک چھٹکارا پایا اور اپنے مقصد کو پہونچے ایمان والے جو اپنی نماز میں ڈرنیوالے ہیں آنکھ تو سجدہ کی جگہ سے لڑاتے ہیں اور دل سے درگاہ الٰہی میں حاضر اور مناجات کرتے ہیں لکھا ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پہلے جب نماز پڑھتے تھے تو آسمان کیطرف نظر کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنے لگے۔ لباب میں لکھا ہے کہ نماز میں جب قیام کرے تو سجدہ کی جگہ کو دیکھتا رہے مگر مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کو دیکھنا چاہئے اور نیز کہا ہے کہ خشوع یہ ہے کہ نماز پڑھنیوالا یہ نہ جانے کہ اس کے دائیں بائیں کون ہے واسطی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خشوع للہ فی اللہ نماز پڑھنا ہے کہ کوئی غرض درمیان نہ ہو اور کچھ عوض کی خواہش نہ رکھے۔ اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ ظاہر میں خشوع اس کا نام ہے کہ نماز پڑھنیوالا سر جھکائے اور دائیں بائیں نظر نہ کرے اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر دل کی حضوری کیساتھ قرائت کرے اور باطن میں خشوع اُسکا نام ہے کہ خطرے اور وسوسے روکے اور دل سے مراقب حق رہے اور شہود کے دریا میں مستغرق ہو کر انوار جلال وجمال کے آثار ظہور کی مشعلوں سے گداختہ ہو۔ ایک محقق نے فرمایا ہے کہ نماز سے پہلے تو اپنے سے بیزار ہونا چاہیئے پھر قرب یار کا خواستگار ہونا چاہئے۔ ؎

یار بیزار است از تو تا توئی خرقہ تسبیح را زنار کن	اول از خود خویش را بیزار کن خود بہ ترک ہر دو عالم گیرو رد	گر ز تو یک ذرہ باقیماندہ است ذرہ مندیش چون عطار کن

سعدی	کہ تا باخودی ناخدا راہ نیست تعلق حجاب است و بیحاصلی

وزین نکتہ جز بیخود آگاہ نیست

علیہ الرحمۃ

[illegible]

اما اللطائف فی السجود۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب ملائکہ علیہم السلام نے بموجب فرمان حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضرت آدم صفی اللہ کو سجدہ کیا اور ابلیس پُر تلبیس سجدہ کرنے سے انکاری ہوا فوراً ملائکہ کی صفوں سے نکالا گیا اور اُس کے کھڑا ہونیکی جگہ خالی ہو گئی حضرت جبرائیل علیہ السلام اُس مقام میں جہاں وہ مردود خلائق کھڑا تھا آکر اور داخل جماعت ہو کر سجدہ بجالایا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل کیا باعث ہے کہ تو نے باوجود عدم ماموری کے اس مقام پر آکر آدم کو سجدہ کیا عرض کیا کہ یا الٰہی اظہار العظمتک" مجکو گوارا نہ ہوا کہ یہ مکان جس سے شیطان نکالا گیا ہے تیرے سجدے سے خالی رہجائے میں ہی مستفید ہو جاؤں حق سبحانہ وتعالیٰ کو جبرئیل کا یہ فعل پسند آیا۔ فرمایا کہ اے جبرئیل میں نے تجکو اس ایک سجدہ کے بدلے اتنا ثواب عطا کیا جتنا سب فرشتوں کو ثواب ملا۔ لکھا ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب سید الکائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس واقعہ بالائی تقریر بیان فرمائی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سُنکر تعجب کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ جسوقت جناب باری عز اسمہٗ نے مجھ نیازمند کو اس کرامت سے مخصوص فرمایا تو مجکو بھی آپ کی طرح تعجب آیا تھا۔ علام الغیوب مالک الملک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل آخری زمانہ میں میرے حبیب کی جو امت ہو گی اگر انمیں سے کوئی شخص نیت ادائے نماز مسجد میں آویگا اور امام کو سجدہ میں پاویگا اور وہ شخص بے تامل جھٹ پٹ سجدہ میں اُسکا اقتدا کریگا باوجودیکہ یہ سجدہ اُسکی نماز میں محسوب نہیں ہو گا فَاِنِّی مُعْطِیْہِ یَاجِبْرَائِیْلُ مَا اَعْطَیْتُکَ وَمَلٰئِکَتِیْ اے جبریل میں اُس بندیکو جسنے امام کو سجدہ میں پایا ہے اسقدر ثواب دونگا جسقدر تمکو اور تمام فرشتوں کو دیا ہے۔ اللھم ارزقنا!!!!!

اللطیفۃ الثانیۃ فی ثواب السجدۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا ما ثواب من سجد للہ تعالیٰ فرمایا اگر تم ثواب سجدہ معلوم کرنا چاہو تو اسکی ضد کیطرف دیکھ لو جو آدمی سوائے معبود حقیقی کے کسی بُت کے سامنے اپنا مُنہ زمین پر رکھے۔ یعنی بُت کو سجدہ کرے عیاذاً باللہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ بندہ مومن جو از روئے نیاز مقام نماز میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ بجالائے بالضرور اُس کے کرم نامتناہی کے بموجب وہ بندہ مومن ہو جاتا ہے۔ اور بہشت میں مقام جاودانی جو مقام رضائے ربانی ہے پاتا ہے اور بہشت عنبر سرشت میں بدولت بیدی اور سعادت سرمدی میں پہنچکر اُسکی رضا اور لقا سے مشرف

ہو جاتا ہے۔ **اللطیفۃ الثالثۃ** ایک بزرگ سے پوچھا گیا۔ کہ ایک سجدہ کا ثواب کس قدر ہو سکتا ہے فرمایا ایک سجدے کا ثواب ایک لاکھ بست ہزار سال کی عبادت کے برابر ہے حاضرینِ مجلس نے تعجب کیا فرمایا کہ میں اس مسئلہ کو دلیل سے ثابت کر دکھاتا ہوں۔ سُنو کہ ابلیس پُر تلبیس ملائکہ عُبّاد کے جملہ میں سے تھا۔ چنانچہ چالیس ہزار سال وُہ خازنِ بہشت کا خازن رہا۔ اور چالیس ہزار سال وہ جاہل ملائکہ کا معلّم رہا۔ اور چہل ہزار سال فرشتوں کی فوج جرار ہمراہ لیکر ساکنانِ زمین جو توحید رب العالمین کے مُنکر تھے۔ اُن کیسا تھ لڑتا رہا اور زمین و آسمان کے میدانوں میں بالشت بھر زمین باقی نہیں رہ گئی تھی۔ جو اُس نے اُسپر سجدہ نہ کیا ہو۔ باوجود اسقدر سرمایہ مالِ حسنہ کے ایک سجدہ نہ کرنے کے بدلے اُس بد مآل کے سارے اعمال حبط بلکہ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا ہو گئے اور وُہ ملعون ابدی ہو گیا اور ہر ایک خاص و عام کا ملام بنگیا۔ **سعدی**

ع۔ ہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت	بیزے کہ از در گہش سر بتافت

پس مومن بندہ جو حق سبحانہ و تعالیٰ کو از رُوئے تحقیق سچے دل سے سجدہ کرے اگر اس مقدار عمل ابلیس بدکردار کے نہ سجدہ کرنیسے حبط اور محو ہو گئے اُس عابد ساجد کو عطا ہو جاویں تو اُس کے کرم اور فضل سے کیا بعید ہے ÷ **اللطیفۃ الرّابعۃ** روایت ہے کہ ایک روز ابلیس لعین حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کیواسطے حاضر ہوا۔ اثنائے گفتگو میں کہا یا مُوسیٰ بئس ما فعلت اذما امتثلت امر ربی اے مُوسیٰ میں نے بہت بُرا کام کیا جو اپنے پروردگار کی فرمانبرداری سے انکار کیا اب آپ سے استیشارًا التماس کرتا ہوں کہ آپ کے ذریعہ سے میرا پروردگار میری توبہ قبول کرے اور مجکو مقام اول پر بھیجدیوے تو میں تائب ہو جاتا ہوں۔ حضرت مُوسیٰ نے ملک العلام کی بارگاہ میں مناجات کی خطاب ہُوا اے مُوسیٰ اگر یہ مردود میرے خلیفہ آدم کی قبر پر جا کر سجدہ کر دے تو میں اُس کے گناہ کو بخشدونگا۔ اور اُسکی توبہ قبول کرونگا۔ اگرچہ تقصیر اُس لعین بے تدبیر سے سرزد ہوئی حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نے پیغام الٰہی سے اُس مردود کو اطلاع دی تو اُس نے کہا اے مُوسیٰ جب وُہ یعنی حضرت آدم علیہ السلام زندہ اور طرح طرح کی کرامتوں سے مخصوص تھا تب میں نے اُس کو سجدہ نہ کیا اب کہ اُس کا وجود بوسیدہ اور ریزیدہ خاک کیساتھ مل گیا ہے۔ اُسکو سجدہ کرنا پسند کرتا ہوں ÷ اے میرے بھائیو اہل اشارات نے کہا ہے کہ کلام الٰہی میں کسیطرح کا شک اور شبہ نہیں ہوا کرتا ہے۔ اور وعدے الٰہی سچے ہیں اگر ابلیس آدم علیہ السلام کی خاک کو سجدہ کرتا تو بیشک دولتِ قبول سے مشرف ہو جاتا

اور یہ امر ظاہر اور مقرر ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو جو زندہ اور قائم اور پائندہ اور دائم ہے سجدہ کرنا آدم مردہ بوسیدہ فرسودہ کی خاک کو سجدہ کرنے سے لاکھ مرتبہ فاضلتر ہے جب ہماری مہربان خالق کی رحمت اسقدر وسیع ہے کہ ابلیس جیسے غلیظ ترین کافر کو صرف آدم مردہ کو سجدہ کرنے کے بدلے بخشنے پر تیار ہے اور اُس کے کفر سے درگذر کرنے پر مستعد ہے۔ اگر مومن بندوں کو جو ہر روز پونچھ بار اپنے پروردگار کو از روئے صدق اور اخلاص کے سجدہ کرتے ہیں اُن کے قصور معاف کر دے اور مستحق قبولیت کا بنا دے اور اپنے تقرب کی مسند پر بٹھا دے تو اُسکے کرم اور فضل سے بعید اور دُور نہیں ✦ **اللطیفۃ الخامسۃ بالاشارۃ القرآنیۃ**

قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ۔ تفسیر حسینی وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حکم الٰہی کے موافق زمین شام سے حضرت ام المومنین ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو مکہ معظمہ کے کوہستان میں لائے اور حضرت اسمٰعیل نے وہاں ہی پرورش پائی۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے اپنے فرزند اسمٰعیل کو دیکھنے آئے تھے تین رات برابر خواب میں یہ حکم سنا کہ اے ابراہیم اپنے فرزند کو راہِ خدا اور اسکی رضا کے لئے قربانی کر۔ بقرعید کا دن تھا انوار التنزیل اور مدارک میں لکھا ہے کہ اُسوقت حضرت اسمٰعیل کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نو سال اور بعض کے نزدیک سات سال کے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے علی الصباح عید اضحےٰ کے دن فرمایا کہ اے ہاجرہ میرے لختِ جگر اسمٰعیل کو نہلا اور اس کی عنبرین زلفوں کو مشک اور عبیر اور زعفران سے معنبر کرکے شانہ کر اور نرگسین آنکھوں میں سرمہ لگا اور اُس کے نازنین بدن کو اچھی پوشاک پہنا کہ میں آج ایک دوست کے ہاں بطور مہمان کے جانا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کارد اور رسا بغل میں دبا کر اور حضرت اسمٰعیلؑ کو ساتھ لیکر منیٰ کی جانب روانہ ہوئے ✦ **روایت ہے** کہ اثنائے راہ میں ابلیس پر تلبیس نے حضرت اسمٰعیل کے نزدیک ہو کر چپکے سے کہا کہ تیرا باپ تجھے مار ڈالنے کے لئے جنگل میں لئے جاتا ہے۔ اسمٰعیل نے کہا او بوڑھے کوئی باپ کیسا ہی بے رحم ہو اپنے بیٹے کو نہیں مارتا ہے۔ پھر اُس لعین نے کہا اسکو خدا تعالےٰ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے کہا ؎

اگرچہ کودک وطفل وجوانم	بفرمانش دو صد جان برفشانم
چو قربانم برائے کردگار است	ترا ای لعنتی با من چہ کار است

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھے تو حضرت اسمٰعیل نے کہا اے باپ تو مجھے کہاں

لئے جاتا ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اِنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى پھر جب پہونچے حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمٰعیل کیساتھ مقام سعی میں یعنے صفا اور مروہ کے درمیان اور بعضوں نے کہا ہے کہ سعی سے ہنا میں چلنا مراد ہے کہا اے میرے پیارے چھوٹے بیٹے (یا صغیر ترحم یا پیار کے واسطے یا شفقت کے لئے ہے) میں دیکھتا ہوں برابر خواب میں یہ کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں یعنے برابر خواب میں بھی یہی حکم سنتا ہوں کہا اے ابراہیم اپنے بیٹے کو ذبح کر تو تو بھی دیکھ اس کام میں کہ تو کیا دیکھتا ہے اور تیری رائے میں کیا بات آتی ہے حضرت اسمٰعیل نے جواباً التماس کی۔ کہ اے باپ خدا کے دوست رات کو نہیں سویا کرتے اور تو اسکی دوستی کا دعوے کرتا ہے اگر آپ رات کو اسکی محبت اور یادگاری میں گذارتے اور اپنے محبوب سے غافل ہو کر نہ سوتے تو یہ وحشت ناک خواب نہ دیکھتے مثنوی

خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار	چشم او چون شمع باشد آشکار
چشمہای عاشقان را خواب نیست	یک نفس آن چشمہای آب نیست

لیکن يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ٥ اے میرے باپ کر جو کچھ تو حکم دیا گیا ہے اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہے قریب ہے کہ پائیگا تو مجھے انشاء اللہ صبر کرنیوالوں میں سے ذبح ہونے پر حکم قضا پر فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ پھر جب گردن جھکادی حکم خدا کے سامنے دونوں نے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام تو بیٹے کے فدا کرنے پر آمادہ ہو گئے اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے قربان کرنے کی اجازت دی اور واقع ہوا جو کچھ واقع ہونا تھا وَتَلَّهٗ اور گرایا ابراہیم نے اپنے بیٹے کو لِلْجَبِيْنِ پیشانی کے بل یعنے اُنکی خواہش کے موافق اُنکی پیشانی زمین پر رکھی۔ معالم میں لکھا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اسمٰعیلؑ نے تین وصیتیں کیں ایک یہ کہ اے والد میرے ہاتھ پاؤں مضبوط باندھئے تاکہ میں نہ تڑپوں اسواسطے کہ ایسا نہو کہ تڑپتے وقت آپکے کپڑے خون آلودہ ہو جائیں اور میں اس بے ادبی کیوجہ سے گنہگار اور بدنام ہو جاؤں اور مجھ روبکاری کیوقت جناب باری سے ندامت اور خسارت حاصل ہو ٥

اگر خونم بریزی غم ندارم زان ہمی ترسم	کہ ناگہ دامن پاکت شود از خونم آلودہ

دوسری وصیت یہ کہ اے باپ جب آپ اس کار خیر سے فراغت پاکر گھر میں تشریف لیجائیگا تو میری پیاری والدہ دلخستہ کو میرا سلام پہونچا کر میرا کُرتہ اُنہیں حوالہ فرمائیگا۔ تاکہ اس کُرتہ کے سبب سے

اُس بیچاری کو تسلی رہے ۔ تیسری وصیت یہ کہ میرا منہ زمین کی طرف کیجئے کہ ذبح کرتے وقت آپ کی نظر میرے چہرہ پر پڑنے نہ پائے اور شفقت جوش میں نہ آئے مبادا کہ حکم الٰہی کی تعمیل میں تاخیر اور تقصیر واقع ہو جائے پس حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے اپنا دل مضبوط کر کے بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھے اور چھری اُس کے حلق پر رکھی اور ہاتھ کا زور دیا مگر چھری نے کچھ اثر نہ کیا اُسوقت حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا اے باپ شاید آپ چھری کی پشت میرے حلق پر ملتے ہیں ۔ اور محبت پدری کے دغدغہ سے اپنے دلکو بھرتے ہیں واللہ میں اپنے اللہ کے نام پر قربان ہونے کو دل وجان سے راضی اور خوش ہوں ؎

ازین بہتر چہ باشد درجہانم	کہ قربان خداوند است جانم

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پتھروں پر تیز کر کے بڑے زور سے اسمٰعیلؑ کی گردن پر چلائی پھر بھی بال بھر اثر معلوم نہوا حضرت اسمٰعیل نے کہا اے باپ کارد کے سر کو میری گردن پر رکھ کر چبھو دو شاید میرے حلق تک پہنچ جاوے ابراہیمؑ نے کارد کو سر کے بل رکھکر زور دیا جتنا کتنا چھری کا پھل تھا لکڑی کے دستہ میں گھس گیا تب ابراہیمؑ نے غضب میں آکر کارد کو زمین پر پھینکدیا کارد نے عرض کیا کہ اے ابراہیم تجھ کو ایکبار حکم ہوا کہ اپنے فرزند کو قربانی کر اور مجھکو جناب باری سے ستر بار حکم ہوا ہے کہ خبردار اسمٰعیلؑ کا ایک بال بھی کٹنا نہ پائے ۔ کشاف میں لکھا ہے کہ حقتعالیٰ نے تانبے کا پترہ حلقہ کی شکل پر حضرت اسمٰعیلؑ کے حلق پر پیدا کر دیا تھا ۔ کہ اُس نے چھری کو کاٹنے سے روکدیا تھا ۔ اور بعض علماء کا قول ہے کہ اُنکی گردن کٹ جاتی تھی اور پھر درست ہو جاتی تھی ۔ حقتعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا یہ کام پسند فرمایا اور ارشاد کیا وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اور پکارا ہمنے اُسے کہ ای ابراہیم بیشک سچ کیا تونے خواب اپنا ۔ وسیط میں لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے فرزند کو قتل کرتا ہوں مگر خون کا اثر نہیں دیکھا تھا جاگتے میں بھی وہی صورت واقع ہوئی ۔ قال اللہ تعالیٰ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور فدیہ دیا ہمنے اسمٰعیلؑ کو بڑا مینڈھا لینے فربہ اور سینگوں والا چالیس برس بہشت میں چرا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ مینڈھا تھا جسے ہابیل نے قربان کیا تھا اور حق تعالیٰ نے اُن سے قبول کر لیا تھا ۔ یا ایک بکرا تیرکے پہاڑوں سے اُترا تھا پھر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آکھڑا ہوا ۔ اور بہت مشہور روایت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے پر لائے تھے اور قربانیوں کے مسئلے اور قصے مع دیگر متعلقات کے قصوں اور تفسیروں خصوصًا جواہر التفسیر میں مذکور ہیں

اشارت اے میرے دینی بھائیو! خدا تعالیٰ تمکو اور مجکو ہدایت کرے اور اس اشارت کی سمجھ عنایت کرے سُنو کہ گویا حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے اسمٰعیل نے ایک بار اپنا منہ میری رضا کی خاطر زمین پر رکھا ہے میری ذات مقدس کو یہ شایان نہیں اور میری عظمت کا یہ تقاضا نہیں کہ میں اسکو ذبح کے امتحان میں ڈالوں بلکہ میں اُس کو اس تہلکہ سے نجات دیکر اُسکے بدلہ میں ایک قربانی بھیجتا ہوں علے ہذا القیاس جو ہمارا بندہ مومن موحدّ جو ہر روز پانچ وقت نہایت عاجزی اور انکساری کیساتھ اپنا چہرہ ہماری خدمتگاری میں ایک دن چونسٹھ بار زمین پر رکھے اگر ہم اُسکو عذاب برزخ دوزخ سے نجات بخشدیں اور اس کا فدیہ کافروں کو دوزخ میں بھیجدیں تو ہمارے کرم اور رحم سے عجیب اور غریب نہیں ہوگا۔ **اللطیفۃ السادسۃ** یہ لطیفہ مسائل فقہیہ کے متعلق ہے دل کے کانوں سُنو۔ مثلاً ایک آدمی نے قندیل مسجد میں لٹکائی چند روز گذرنے کے بعد اگر وہ شخص محتاج ہوا اگر وہ اُس قندیل کو بیچکر اُسکی قیمت اپنے مصرف میں صرف کرے تو عند الشرع جایز ہے اور اگر بوریا یا کوئی فرش مسجد میں ڈلوایا اور عام وخاص نے اس فرش پر نمازیں پڑھیں اُس فراش کو اُس فرش کے فروخت کرنیکی ولایت باقی نہیں رہتی علے المومن بندہ جو ستر سال اپنے پروردگار ذوالجلال کے آگے سجدہ کرتا ہے اگر اُسکو پھر عذاب کے بازار میں نہ بیچ ڈالے اور اپنے کرم عام کی نگاہ اُسکی طرف سے نہ پھیرلے تو اسکے فضل سے بعید نہیں۔ **اللطیفۃ السابعۃ** سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز شہسوار میدان شجاعت اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مسجد نبوی علیہ السلام میں یاد خدا میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے مسجد شریف میں آکر ایک پتھر پر نماز گذاری اور رکوع وسجود کے شرائط بجا نہ لایا۔ جب نماز سے فارغ ہوا حضرت امیر المومنین نے پوچھا ماھذا یا رجل یہ کیسی نماز ہے جو تو نے ادا کی۔ اُس بیباک آدمی نے کہا یہ وہ نماز ہے اگر تیرا باپ ابوطالب ویسا ہی ایک سجدہ بجالاتا تو دوزخ کی آگ سے نجات پاجاتا۔ حضرت امیر المومنین رضؓ اس کڑی بات سنکر دم بخود ہوکر خاموش ہوگئے اور کچھ جواب نہ دیا۔

اللطیفۃ الثامنۃ ایک روز گبروں کی ایک جماعت حضرت ابراہیمؑ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور کھانا کھانے کی درخواست کی اور باہم متفق ہوکر یہ شرط ٹھیرائی تھی۔ اگر ابراہیمؑ ہم کو دین اسلام کی طرف بُلائے تو کوئی شخص ہمارے میں سے اُس کا دین قبول نہ کرے ماسوا اس کے جو حکم فرمائے ہر ایک آدمی اُس کے فرمان کو بجالائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

بطور مہمان نوازی کے دستر خوان بچھایا اور ان کو بڑی تعظیم سے فرش پر بٹھایا ہر ایک کے آگے
کھانا رکھکر ارشاد فرمایا کہ بھائیو شرط یہ ہے کہ جو میرے اللہ کی توحید کا ایمان اپنے دل وجان
سے لائے وہ یہ طیب اور پاک کھانا کھائے۔ گبروں نے عرض کیا کہ اے ابراہیمؑ جو کچھ آپ فرماؤ
ہم کو دل وجان سے منظور ہی مگر ہم سوا اپنے آبائی دین کا چھوڑنا اور اپنی مقررہ رسومات سے
منہ موڑنا ہرگز ہرگز ممکن الوقوع نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بھلا ایک
کام کرو تم سب کے سب میرے رب کو ایک سجدہ کر دو انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ اتنی بات
پر اگر ابراہیم کا دل خوش ہو جاتا ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے یہ امر تو بہت آسان ہے
ہم اپنے معبودوں کو سجدہ کریں گے اور ابراہیمؑ بظاہر یہ سمجھیگا کہ میرے خدا کو سجدہ کرتے
ہیں یہ بات باہم مقرر کر کے ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ ہم اتنی بات آپکی منظور کر سکتے ہیں حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کھانا کھانے کی اجازت دی جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام اُس جماعت کو ساتھ لیکر جنگل میں چلے گئے اور اُن اغیار کی ایک قطار سیدھی
کھڑی کر کے فرمایا کہ جب میں اپنے معبود کے سجود میں چلا جاؤں تو تم بھی میری متابعت کیوجہ
سے سجدہ کر دینا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سجدہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات
کر کے عرض کی کہ اے میرے نکھے خداوند اس سے زیادہ یہ تیرا بندہ اس جماعت پراگندہ میں تصرف
کا اختیار نہیں رکھ سکتا ہے میں نے حکمت عملی اور توفیق لم یزلی کی مدد سے اُن کو تیری بارگاہ
میں پیش کر دیا ہے تُو اپنے فضل وکرم سے اُن کے باطن کے مُنہ پر دل کا دروازہ کھولدے اور انکو
راہ ہدایت کی دکھادے لکھا ہے کہ جب اُس قوم نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو سب مسلمان ہو گئے
نکتہ اے میرے بھائیو غور کرنیکا مقام ہے اُن کافروں نے بُت کے ارادہ پر محض حضرت ابراہیمؑ
علیہ السلام کی متابعت اور اُس کے خوش کرنیکی وجہ سے سجدہ کیا حق تعالیٰ نے سب کو ایمان کرامت
فرمایا وُہ مومن موحّد جو ساٹھ ستّر سال صدق اور اخلاص اور نیت درست سے واسطے متابعت
خواجہ ہر دوسرا شفیع روز جزا مخصوص بفضل لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
حق سبحانہ وتعالیٰ کو سجدہ کرتے رہیں اگر ان بیچاروں کو ایمان کرامت اور عطا فرماکر اپنے قرب سے
جدا نہ کرے اور ہر سجدہ میں ہزار در ہزار موتی معانی اور معارف اور حقائق کے اپنے لطائف اور
دقائق کے دریا سے اُن کے سروں پر نثار کرے تو اُسکی سخاوت کے دریا سے کیا کم ہو جاتا ہے۔
اللھم ارزقنا۔ **سوال**۔ سات عضووں پر وضع ہونے میں کیا حکمت ہے کما ورد فی الحدیث

قال النبی علیہ السلام خُلِقْتُمْ مِنْ سَبْعٍ وَرُزِقْتُمْ مِنْ سَبْعٍ فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ عَلٰی سَبْعٍ **الجواب** علیٰ سبعۃ وجوہ **وجہ اول** سمجھنا چاہئے کہ سجدہ کمال تواضع ہے اور اُسکا نتیجہ کمال ترفّع ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنے سات عضوؤں سے سجدہ کیا کرے تاکہ حقتعالیٰ اُس کے ساتوں اعضا کو عذاب کی خواری اور قیامت کے احوال کی اضطراری سے محفوظ رکھے **وجہ دوم** آیت اور حدیث میں وارد ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ کَفَّارَۃُ الذُّنُوْبِ خُصُوْصًا السَّجْدَۃُ پس سجدہ سات عضوؤں پر اسلئے مقرر ہوا **وجہ سوم** دوزخ کے سات طبقے ہیں کما ورد لَھَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ سجدہ کیواسطے بھی سات عضو معین ہوئے تاکہ ان سات اعضا کے سجدہ کی برکت سے دوزخ کے ساتوں دروازے بند ہوجاویں۔ **وجہ چہارم** روایات صحیحہ میں وارد ہے کہ ابلیس پلید نے سات لاکھ برس عبادت کی تھی بباعث ایک سجدہ نہ کرنے کے اُس مردود کی کئی لاکھ سالوں کی عبادت نابود ہوگئی تو گویا حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے مومن بندو تم اپنے سات اعضا کیساتھ مجکو سجدہ کرو تاکہ میں شیطان کی ناک مٹی میں لتھڑنے کے لئے تمہارے ہر ایک عضو کو لاکھ سال کی عبادت کرامت کردوں **وجہ پنجم**۔ آسمانوں کے طبقات علیٰ ما ورد وَبَنَیْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعًا شِدَادًا سات ہیں اور زمینوں کے طبقے بحکم وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ نیز سات ہیں اور ہمنے بندوں کو ساتوں اعضا کیساتھ سجدہ کرنیکا حکم فرمایا اور سجدہ مکرّر مقرر ہوا تاکہ ان چودہ طبقات کے رہنیوالوں کی عبادت کے برابر ثواب عطا کریں * **وجہ ششم** سات اعضا کیساتھ سجدہ کرنا ساجدوں کی کثرت اور ثواب کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے مگر اس بات کا سمجھنا ایک مقدمہ پر موقوف ہی جبتک اسکی تفصیل بیان نہ کیجائے تب تک ساجدونکی کثرت اور ثواب کی زیادتی کا حاصل نہیں سمجھا جاتا واضح ہو کہ سات کے عدد میں ایک قسم کی کثرت ہے اس لئے کہ اسمیں جفت اور وتر بکثرت ہیں اسواسطے کہ اقل مرتبہ کثرت کا تین ہے اور سات میں تین شفعے اور تین وتر ہیں چنانچہ دو اور چار اور چھ شفعے ہیں تین اور پانچ اور سات یہ تین وتر ہیں۔ اور ایک داخل اعداد نہیں پس ایسا عدد اقل جو کثرت کے درجہ کو پہنچ جائے وہ سات کا ہی عدد ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب تعداد ساجد کی بکثرت ہوگی تو اُسکا ثواب بھی بکثرت ہوگا **وجہ ہفتم** تفسیروں میں لکھا ہے کہ قیامت کے عذاب اور نکال اور سلاسل واغلال انہیں سات اعضا کی طرف عیاذاً باللہ متوجہ ہوگا چنانچہ خاص وعوام کے اقدام پلصراط پر گذرنیکے وقت پھسل جاوینگے جیسا کہ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کو اس عذاب سے بچانے کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی اللھم ثبت قدمی علی الصراط یوم تزلزل فیہ اقدام المنافقین ای میرے

اللہ! میری امت کے اقدام پلصراط پر قایم رکھ اُس روز کہ منافقوں کے اقدام اُس پُل پر سے پھسل جاویں گے۔ **مؤلف** اے میرے دینی بھائیو جو شخص دُنیا میں راہ راست پر رہیگا وُہ آخرت کو پلصراط پر سبکسار یعنی ہلکا ہوگا اور نجات پاویگا۔ اور جو دُنیا میں سیدھا رہنے سے عدول کریگا اور گناہوں سے اُسکی پیٹھ بھاری ہوگی وہ پُلصراط کے پہلے ہی قدم میں لغزش کھا کر ہلاک ہو جائیگا پس آپ سوچو جب تم اپنا ایک پاؤں اُسپر رکھو گے اور اُسکی تیزی تمہارے پاؤں کو معلوم ہوگی اور دوسرا پاؤں اٹھانیکے لئے مجبور ہوگے اور تمہارے سامنے لوگ پھسل پھسل کر گرتے ہونگے اور دوزخ کے فرشتے کانٹوں اور انکڑوں سے اُنکو اُٹھاتے ہونگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر کہتے ہونگے الہی بچالے الہی بچالے میری امت کو اور تمہارا کیا حال ہوگا اگر تمہارا پاؤں پھسل گیا اُس وقت کی پشیمانی کام نہ آئے گی۔ بھائیو پلصراط کے اہوال اور مصائب بہت ہیں اُن کا بہت ہی فکر کرنا چاہیئے اس لئے کہ قیامت کے صدموں سے زیادہ تر وہی شخص بچیگا جو دُنیا میں اُسکا فکر زیادہ کریگا۔ اور جو کوئی ان اہوال سے دُنیا میں ڈریگا وہ آخرت میں ان سے مامون رہیگا۔ ہماری غرض خوف دلانیسے یہ نہیں کہ عورتوں کی طرح سُننے کے وقت دل پر رقت ہوئی اور آنکھوں سے چند قطرے آنسوؤں کے بہالئے اور پھر جلدی سے بھول بھال لہو لعب میں مشغول ہو گئے۔ اتنا ڈرنا اور رو پڑنا خوف میں داخل نہیں بلکہ جو شخص ڈرا کرتا ہے اُس ڈر والی شے سے بھاگا کرتا ہے۔ اور جس چیز کی امید کرتا ہے اُسکی طلب کیا کرتا ہے اس صورت میں وہی خوف اُس روز نجات دیگا جس کے باعث آدمی خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہے اور اسکی اطاعت پر آمادہ رہے آج کل یعنی بیوقوف آدمی قیامت کے اہوال کو سنتے ہیں فوراً زبان سے استعاذہ نکالتے ہیں کوئی کہتا ہے استعیذ باللہ کوئی کہتا ہے نعوذ باللہ کوئی کہتا ہے لاحول ولاقوۃ کوئی کہتا ہے خدا کی پناہ الہی بچائیو باوجود اسکے اُن گناہوں پر برابر اصرار کرتے چلے جاتے ہیں جو انکی ہلاکت کا باعث ہے حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ ایسے شخصوں کے پناہ مانگنے سے شیطان ہنستا ہے جیسے اوس شخص پر ہنسا کرتے ہیں جس پر جنگل میں کوئی درندہ حملہ کرے اور اوسکے پیچھے ایک قلعہ یا گڑھی مضبوط ہو تو جب وہ اوس درندے کے دانت اور اوسکے حملے کو دور سے دیکھتا ہے تو زبان سے کہنے لگتا ہے کہ پناہ ہے اوس قلعہ کی اور دہائی اسکی سخت عمارت اور مضبوط دیواروں کی اور یہ بلو اس زبان ہی سے کرے اور اپنی جگہ سے نہ ہلے تو

ان باتوں سے درندہ تھوڑا ہی ہٹا جاتا ہے اسیطرح میرے بھائیو آخرت کے اہوال کی گرمی اور قیامت کے صدمات سے بچنے کے لئے محکم قلعہ بجز لا اِلٰہ اِلّا اللہ کے اور کوئی چیز نہیں یہی ہمکو اور تم کو اس بیکنار سمندر سے پار کریگا مگر اسکا صرف زبانی کہنا کارآمد نہیں بلکہ اُسکا سچ جاننا اور دل وجان سے ماننا بھی ضرور ہے اور اس کا سچ جاننا اسطرح ہے کہ آدمی کا کوئی مقصود سوائے خدا یتعالیٰ کے نہو اور نہ کوئی معبود اُس کے سوا۔ اور جو شخص اپنی خواہش کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہو تو وہ توحید الٰہی کے راستہ سے ابھی بہت دُور ہے اور اس کا معاملہ خود خطرناک ہے پس اگر آدمی سے یہ بھی نہ ہوسکے تو اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت کرے اور انکی سنت کی بزرگی بجا لاوے اور آپ کی اُمت کے نیکبختوں کی دلداری کرے اور انکی دعاؤں سے برکت حاصل کرے شاید اسی جہت سے آپ کی شفاعت یا اُن صلحا کی شفاعت نصیب ہو اگر اپنے پاس سرمایہ نہو تو حضرات صلحا کی شفاعت سے نجات ملجاویگی آدمی کو لازم ہے کہ کسی بزرگ کی صحبت میں رہکر اپنے لئے کوئی وسیلہ نجات کا سوچ رکھے چنانچہ مولنا معنوی نے مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔

مثنوی

رو بجو یاری خدائے را تو زود
چون چنین کردی خدا یار تو بود
کم زخاکی چونکہ خاکی باریافت

از بہاری صد ہزار انوار یافت
لوح محفوظست بیشانئے یار
راز کونینش نماید آشکار

اہل دین را باز دان از اہل کین
ہمنشینے حق بجو با او نشین
ہمنشین اہل معنے باش تا

ہم عطایابی و ہم باشی فتا
ہمنشین مُقبلان چون کیمیاست
چون نظرشان کیمیائے خود کجاست

ہمرہے راچون کزویابے مدد
ہم دل و ہمدرد جویان احد
لیک ہر گمراہ را ہمراہ مدان

غافلان خفتہ را آگاہ مدان
ہست سُنت رہ جماعت چُون رفیق
بے رہ و یار افتی در مضیق

ہر خری کز کاروان تنہا رود
بروے آن راہ از تعب دہ تو بود
مر ترا گویند آن خر خوش شنو

گرنہ خر ہیچان تنہا مرد
زان جلیس اللہ گشت آن نیکبخت
کہ بہ پہلوی سعیدی بر درخت

آمدیم برسر مطلب۔ قیامت کے بعضے لوگ مارے ہیبت کے گھٹنوں کے بل چلینگے کما ورد فی الحدیث لا یبقی یوم القیمۃ احد الا یجئ علے رکبتیہ اور گنہگاروں کے ہاتھ زنجیروں سے کڑے جائیں گے کما ورد قال اللہ تعالیٰ غلت ایدیھم اور اکثر لوگوں کے منہ قیامت کے دن سیاہ ہوجائیں گے کما ورد وتسود وجوہ پس جو شخص ان سات اعضا کیساتھ اپنے سچے معبود کے آگے سجدہ کریگا سجدہ کی برکت سے اُسکے پاؤں پلصراط پر نہیں

پھسلیں گے اور اُس کے زانو عذاب کے وبال سے محفوظ ہونگے اور اُس کے ہاتھ زنجیروں کے عذاب سے چھوٹ جائیں گے اور اُن کے چہرے عذاب کی سیاہی سے ساتھ لُطف الٰہی کے بچ رہینگے جب مومن بندہ واسطے ادائے نماز کے کھڑا ہوتا ہے تو جناب الٰہی میں یہ کہتا ہے کہ الٰہی! میں اپنے اعضا اور جوارح کو تیری فرمانبرداری کے مقام میں حاضر کرتا ہوں میرے دونوں قدم کہ اشرار کی مجلسوں میں پرکار کیطرح اُن کے اِردگرد پھرتے تھے اب میں نے اُنکو تیری خدمت کے دائرہ کا مرکز بنادیا ہے اور میرے زانو جو بخت اور کامرانی کے تخت پر محبوب جانی کے ہمزانو رہتے تھے اب میں نے انکو ہیبت اور خوف کے مقام میں لاٹکایا ہے اور میرا ہاتھ جو ساری عمر میں پیالہ اور نوالہ سے خالی نہیں رہتا تھا میں نے ماسوے اللہ سے کوتاہ کرکے تہیدست تیری بارگاہ میں حاضر کیا ہے اور میرا منہ جو دنیا کے بڑے بڑے رُوشناس دولت شناس ہردم وہر آن میرے پاس آکر میری مُنہ کیطرف دیکھتے تھے اب میں نے اُسکو ساتھ سو طرح کی خواری کے شرمساری کی خاک پر بطور خدمتگذاری کے رکھا ہے اور آنکھوں کو دیدار اغنیا کے مشاہدہ سے میں نے بند کیا ہے اور کانوں کو خلقت کی کلام سُننے سے ہٹا رکھا ہے الٰہی تیری کرامت اور رحمت سے مجکو امید ہے کہ تیری ذات مقدس میرے پاؤں کو بساط قرب پر چلنے کی طاقت عطا فرماویگی اور میرے زانوؤں کو عزت کے تخت پر رضا کا ہمزانو کریگی۔ اور میرے ہاتھوں کو اپنے جود اور عطا کے خوانچہ سے مالامال کردیگی اور میرے مُنہ کو نہایت نصرت کیساتھ اپنی بارگاہ کبریا کیطرف متوجہ کردیگی اور میرے کانوں کو کلام الٰہی کے سُننے کیوقت مرحبا اور سلام سُننے کے قابل بنادیگی اور میری آنکھوں کو جو مدت العمر تیرے دیدار کے لئے ترستی رہی ہیں مشاہدہ کیوقت اپنے دیدار سے مشرف اور اپنے وصال اور لقا کے نُور سے منور کردیگی ٭ رباعی

یارب ہمہ راز عیش خورم گردان	باشاہد بزم قدس محرم گردان
تن را بہ عطا رسان و دل را برضا	جان را بلقای خویش ہمدم گردان

سوال کیا حکمت ہے کہ سجدے دو مقرر ہوئے اور رکوع ایک **جواب** میرے بھائیو! اس حکمت میں حضرات اہل اشارت نے بڑی لمبی گفتگو کی ہے اسکی تفصیل بڑی بڑی کتابوں جیسے بحر الدر میں موجود ہے ہم اس جگہ بندراں اشاروں پر اکتفا کرتے ہیں وَبِاللہِ التوفیق۔ **اشارہ اوّل**۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ابلیس کو ایک سجدے کا حکم دیا تھا اور اُس مردُود ازلی نے انکار کیا اور ہم بندوں کو دو سجدوں کا ارشاد ہوا تا ہم اپنے مالک کی فرمانبرداری کرکے اپنے مرتبہ میں ترقی کریں اور مقام قربت میں پہنچکر شیطان کے علاقہ کی مناسبت کو بالکلیہ

اپنے سے منقطع کردیں **دوم** حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ گویا ہماری طرف دوام متوجہ ہوئے ہم بھی دوامروں کی جہت سے دو سجدے ہی بجا لاتے ہیں۔ پہلا سجدہ خدمت کے لئے اور دوسرا قربت کیواسطے **سوم** جب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے آدم تو قبول توبہ کے لئے مجھ کو سجدہ کر اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے سجدہ کیا اور اسیوقت قبولیت کے آثار نمودار ہونے لگے تو قبول توبہ کے شکریہ میں دوسرا سجدہ بجا لایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی متابعت کیواسطے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہم سب اہل اسلام پر ایک رکعت میں دو سجدے فرضاً مقرر فرمائے **چہارم** جب روز قیامت برپا ہوگا اور خلائق اولین و آخرین میدان قیامت میں کھڑے کئے جائیں گے اور حجاب بھی اُٹھ جائینگے اور کسیطرح کا پردہ ایک دوسرے کے درمیان حائل نہوگا اور حق سبحانہ وتعالیٰ تمام مومنوں کو اپنے سجدہ کا حکم فرمائیگا جیسا وارد ہے یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ سب مومن مخلص فوراً سجدہ میں پڑ جائیں گے۔ ومنافقین ویسے ہی کھڑے رہجائینگے ہر چند کوشش کریں گے مگر ہرگز انکو سجدہ نہ کیا جاسکیگا جب مومن سجدے سے سر اٹھائینگے تو منافقوں کی پیشانیاں اور پیٹھ بیل کی طرح یک تخت ہوجائیگی اور مومن اس حال کو دیکھکر اپنی سلامتی کے شکریہ میں دوسرا سجدہ بجا لائیں گے آج دار دنیا میں حق سبحانہ وتعالیٰ ہم مومنوں کو دو سجدوں کے ارشاد سے اسواسطے مامور فرمایا ہے کہ میرے مومن بندے اسی کے عادی ہو کر قیامت کے دن اس دولت سے محروم نہ رہیں **پنجم** لکھا ہے کہ جب ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو سو سال تک سجدہ میں پڑے رہے جب ملک العلام کے حکم سے ملائکہ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو ابلیس لعین کی صورت کو مسخ ہوا پایا اور اس مردود کو قرب کے میدان سے مطرود اپنی خداداد توفیق کے شکریہ میں دوسرا سجدہ بجا لائے اس لئے دو سجدے ہمارے پر فرض ہوئے **ششم** اس روز کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی تعلیم فرماتے تھے کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام بسمت امامت تھے اور رسول مقبول علیہ السلام بطور مقتدی کے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سجدہ میں بہت دیر لگائی خواجہ علیہ السلام نے اس گمان سے کہ جبرئیل علیہ السلام نے سر سجدہ سے اُٹھا لیا ہے اپنا سر مبارک سجدے سے اُٹھا لیا دیکھا کہ جبرائیل ہنوز سر بسجدہ ہے پھر حضرت نے اپنا سر مبارک زمین پر رکھا۔ حضرت کا دوبارہ سجدہ کرنا حق سبحانہ وتعالیٰ کو نہایت پسند ہوا اسی لئے آپ کی امت مرحومہ پر دو سجدے فرض کئے۔ **ہفتم** رکوع کرنا راکع کی عبودیت کا دعوے ہے اور دو سجدے اُس کے صدق دعوے پر دو شاہد ہیں **ہشتم** قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْہَا خَلَقْنٰکُمْ

وَفِیهَا نُعِیدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی پہلا سجدہ گویا ساجد اشارہ کر رہا ہے کہ الٰہی تو نے مجکو زمین سے پیدا کیا جب سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو گویا اشارتاً کہتا ہے کہ الٰہی تو نے مجکو زمین سے پیدا کر کے نشو ونما کی کرامت فرمائی اور جب دوسرے سجدہ میں جا پڑتا ہے تو کہتا ہے کہ الٰہی تو پھر مجکو زمین میں لیجائیگا اور جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو گویا اشارہ کرتا ہے کہ خدایا تو پھر مجکو قیامت کے دن خاک سے جس ہئیت و صورت میں داخل کیا تھا ویسا ہی اٹھاویگا الٰہی تو نے جس کو اپنے سجدہ کی توفیق کرامت فرمائی ہے اسکو اپنی رحمت عامہ سے قیامت کی خجالت سے امان بخشیو **نہم** پہلا غفران معاصی اور عذاب دوزخ سے خلاصی پانے کے لئے ہے اور دوسرا قبول طاعات اور وصول درجات جنّات کیواسطے ہے۔ **دہم** پہلا سجدہ ازل کیطرف اشارہ ہے اور دوسرا ابد کیطرف کنایہ ہے والارتفاع بینهما اشارة الی الحیٰوة الدنیویة جب بندہ حضرت احدیت جل و علا کی ازلیت اور ابدیت کو ثابت کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے اُس کے مابین کی کفایت فرماویگا۔ **یازدہم** سجدہ اولیٰ دنیا کو آخرت میں فنا کردینے سے اشارت ہے اور دوسرا سجدہ آخرت کو حضرت ذوالجلال کے جمال وجلال کے نور میں فنا کردینے سے مراد ہے۔ **دوازدہم** سجدہ اولیٰ فناء کل فی اللہ سے اور سجدہ ثانیہ بقاء کل باللہ سے اشارہ ہے **سیزدہم** سجدہ اولیٰ جو کچھ انسان کو ذات وصفات باری تعالیٰ کی معرفت سے حاصل ہوا ہے اُس کے شکریہ سے مراد ہے دوسرا سجدہ جو چیزیں انسان کے ادراک سے باہر ہیں اُس کے عجز کی طرف اشارہ ہے **چہاردہم** سجدہ اولیٰ خدمت کا سجدہ ہے اور دوسرا مشاہدہ کا کانہ سبحانہ وتعالیٰ یقول یا عبدی سجد فان السجدة ادناك منی ثم السجدة الثانیة ادنانی منك لیظهر لك سرًّا دنی فتدلی اے دنی عبدًا فتدلی فردًا ادنی ملکًا فتدلّی ملکیًا دنی فرشیا فتدلّی عرشیا دنی مجاهدًا فتدلّی مشاهدًا ادنی طالبًا فتدلی واصلًا دنی محبًّا فتدلّی محبوبًا دنی شاکرًا فتدلی مشکورًا۔ **پانزدہم** پہلا سجدہ مقام عبودیت کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا ربوبیت کی طرف کنایہ ہے تو گویا حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو سجدہ کی حالت میں جسقدر اپنی عبودیت کو ہماری بارگاہ میں ظاہر کروگے اُسیقدر دوسرے سجدہ میں ہم اظہار ربوبیت کا تمہاری نسبت کریں گے پہلا سجدہ تمہارے پر موقوف ہے اور دوسرا ہماری ذات مقدس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اے میرے بندے تو سجدہ اولیٰ میں اپنی بندگی کی داد دے تو دوسرے سجدہ میں اپنی خداوندی کے بموجب داد دونگا اے میرے بندے تو پہلے سجدہ میں میری خدمت اور

محبت میں کوشش کر دوسرے سجدہ میں تیری ہمت منتہا کے مطابق ہم اپنے لطف اور کرم اور جود اور رحم کے موافق تیرے ساتھ سلوک کریں گے۔ **از معین مسکین بشنو**

هر کسے را بخت و دولت میرسد
آنکه در خدمت کمر بر بستہ است
بندگی مسکین کہ تا سلطان شوی
گر برین درگاہ خاک در شوی
چونکہ در خدمت در آمد آب و خاک
ہم ز خود نور شہود خویش دید
او آدم بود کو مسجود بود۔
تا ببیند عکس نور پاک را۔
پیش آدم گر ملک یک سجدہ برد
سجدۂ آخر سئے در جام کرد
سجدۂ اول نشان بندگیست
سجدۂ آخر ز حق بشنو تو راز
سجدۂ اول ز ہستی شو برون
سجدۂ آخر رسیدن در شہود
سجدۂ اول ز خود یکسو شدن
نیستش آخر بخود گردی درست

از وفاداری و خدمت مے رسد
گر ندانی کئی یا کیستی ؟
جان فشان در عشق تا جانان شوی
گر نہ گردی زیر پاہا گرد تو۔
صیقلے خورد از ریاضت گشت پاک
خاک چون پاک آمد از خود جملگی
بلکہ او آئینہ معبود بود
آنکہ در آدم ملائک دیدہ بود
نزد حق آدم یکے را دو سپرد
آدم آنجا چون دو سجدہ پیش راند
وان دگر طغرائش دل زندگیست
سجدۂ اول فنا فی اللہ دان
سجدۂ آخر بہ ہستی شو درون
سجدۂ اول ز خود بگسستن است
سجدۂ آخر تمامی او شدن
چون نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ توئی

بر سر ہر سلطنت بنشستہ است
این قدر دانی کہ بندہ کیستی
بر سر کون و مکان افسر شوی
در رہ مردان نگردی سرد تو
چون بمرآت وجود خویش دید۔
میکند آدم ملک را قبلگی۔
سجدہ کے آرد ملک کی خاک را
آدم ار دیدے بخود کردی سجود
سجدۂ اول ادائے وام کرد
در نماز اکنون ہمہ سنت نماند
سجدۂ اول بحق بردی نیاز
سجدۂ آخر بقا باللہ دان۔
سجدۂ اول رہیدن از وجود
سجدۂ آخر بحق پیوستن است
سجدہ میکردی خدا در در نخست
گلبنی از باغ سرّ حی توئی۔

کوشش بنما چون درخت موسوی　　تا ز حق اِنِّیْ اَنَا اللہ بشنوی

الفرض السادس فی القعدۃ الاخیرۃ - چھٹا فرض نماز کے فرائض سے قعدہ اخیرہ ہے برابر ہے کہ اس قعدہ سے پہلے بھی قعدہ ہو جیسے رباعی نماز میں یا نہ ہو جیسے ثنائی نماز میں اور اسمیں مقدار فرض کی اتنی ہے جسمیں عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھ لیا جاوے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لابن مسعود حِيْنَ عَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ اس واسطے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن مسعود سے تشہد سکھاتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو یہ پڑھ چکا یا یہ کر چکا تیری نماز بیشک پوری ہو گئی - کیونکہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکھا تشہد پڑھے یا نہ پڑھے اسواسطے کہ معنی
اِذَا قُلْتَ ھٰذَا کے یہ ہیں کہ پڑھا تو نے تشہد کو بیٹھکر اس لئے کہ تشہد کا پڑھنا بجز قعود کے مشروع
نہیں ہے اور معنی اِذَا فَعَلْتَ ھٰذَا کے یہ ہیں کہ تو بیٹھ گیا اور پڑھا کچھ نہیں پس اختیار قول میں ہے
فعل میں نہیں ہے اسواسطے کہ فعل دونوں حالتوں میں ثابت ہے اور جو امر شرط پر موقوف ہوتا ہے وہ
شرط سے پہلے ہی موجود نہیں ہوتا ہے اور ایک اور وجہ ہے کہ نماز متناہی ہے اور تناہی بدون تمامی
کے نہیں ہوتی اور تمامی تمام کئے بدون نہیں ہوتی اور تمام کرنا بدون قول شارع کے معلوم نہیں ہوتا
سو شارع نے قعدہ بتا دیا پس فرض ہو گیا۔ اگر کوئی کہے فرضیت خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ
جب خبر واحد سے ابتدا ثابت کریں اور وہ صورت جو ابتدا ثابت نہ کرے بلکہ خبر واحد سے بیان اجمال
کا کریں تو فرضیت ثابت ہو جاتی ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ عین نماز تو قرآن سے ثابت ہے اور
تمامی نماز کی اسمیں داخل ہے پس اتمام کا بھی ثبوت قرآن سے لازم آیا اور اس خبر نے کیفیت تمام
کی بیان کردی سوئی فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل میں ظاہر ہوتا ہے چنانچہ
اُن مسایل میں سے **پہلا مسئلہ** یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھیں
اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا اور چوتھی رکعت پر قعدہ نہ کیا تو اُسکی نماز کی فرضیت باطل ہو کر
امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک نفل ہو جاتی ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک فرضیت باطل
ہو کر نماز ہی نہیں رہتی اور ایسا ہی اگر مغرب میں تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نہ کرے
تو اُسکی نماز باطل ہو جاتی ہے + **دوسرا مسئلہ** اُن مسایل میں سے یہ ہے کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی
قضا نماز میں بنے تو اسکا اقتدا صحیح نہیں اسواسطے کہ پہلا قعدہ مسافر کے حق میں فرض ہے
اور مقیم کے حق میں فرض نہیں اب اُس کا اقتدا ایسا ہو گیا جیسے فرض پڑھنیوالا نفل پڑھنیوالے کا
مقتدی ہو جاوے اور یہ اقتدا ہمارے مذہب میں جایز نہیں ہے مسافر کو اس لئے کہ مسافر
کی نماز ہی بسبب اقتدا کے وقت میں رباعی ہو جاتی ہے وقت کے بعد نہیں ہوتی **تیسرا مسئلہ**
اُن مسائل میں سے یہ ہے کہ مصلی کو بعد تشہد کے آخر نماز میں اگر سجدہ تلاوت یاد آیا اور اُس نے وہ
سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہو گیا یہانتک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کے بقدر تشہد قعدہ نہ کریگا تو اُسکی
نماز بسبب فوت ہو جانے ایک رکن یعنی قعدہ اخیر کے فاسد ہو جاویگی **چوتھا مسئلہ**
اُن مسائل میں سے یہ ہے کہ اگر مصلی تمام قعدہ اخیر میں سوتا رہا تو جب وہ جاگے اُسپر فرض ہے
کہ بقدر تشہد کے قعدہ کرے اگر نہیں کریگا تو نماز فاسد ہو جاویگی اسواسطے کہ جو افعال نماز میں

سوتے ہوئے ادا ہوئے ہیں اُنکا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ بلا اختیار ہوئے ہیں اُنکا ہونا نہونا برابر ہے اور اس قسم کے مسئلے اکثر واقع ہوتے ہیں خاصکر تراویح میں اور وہ بھی علے الخصوص گرمیوں کی شب میں ہوتے ہیں لیکن لوگ اس سے غافل ہیں بیتسرنا اللہ تعالیٰ عملاً موافقا لرضائہ بلطفہ وکرمہ اور سمجھنا چاہیئے کہ قعدہ اخیرہ میں سنت یہ ہے کہ پاؤں کی پشت کو زمین پر بچھا کر اُس کے بطن پر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے اُسکی انگلیوں کو قبلہ کیطرف متوجہ کرے اور دونوں ہاتھوں کی تلیوں کو رانوں پر اسطرح رکھے کہ اُسکی انگلیوں کے سرے زانو کے سر کے ساتھ برابر ہو جائیں۔ **سوال** بائیں پاؤں پر بیٹھنے میں کیا حکمت ہے۔ **جواب** دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر فضیلت ہے اسواسطے کہ اُس کا بچھانا اور اُس کا کھڑا کرنا نہایت مناسب ہے **نکتہ** اے میرے بھائیو جب صاحب شریعت عالم دنیا میں تیرے دائیں پاؤں پر جو راستی کے لباس سے آراستہ ہے۔ بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا ہے تو حق جل وعلا تمہارے سچے دلوں پر قیامت کا بوجھ ڈالنا کب پسند کریگا۔ **لطیفہ عجیبہ** عالم دنیا عالم عقبےٰ کا عکس ہے اور وعدہ الٰہی اپنے بندوں کو مقعد صدق میں بٹھانیکا قیامت کے دن ظہور پائے گا تو حق سبحانہ وتعالیٰ گویا ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے اگر تو قیامت کے دن ہماری دائیں طرف بیٹھنا چاہتا ہے تو آج دنیا میں تو نماز کی حالت میں ہمارے ملائکہ کی طرف بیٹھ۔ **سوال** دائیں پاؤں کے کھڑا کرنے میں کیا حکمت ہے **جواب** بادشاہوں کی بارگاہ میں عرض ونیاز کرنیکا طریق ادب یہ ہے کہ نہایت ادب سے مثلث ہو کر اپنے قدموں پر بیٹھ جائے اور یہ تصور کرے کہ اگرچہ میں بظاہر بیٹھا ہوا ہوں مگر حقیقت میں اپنے مالک کے حضور میں کھڑا ہوا ہوں اور شارع نے دونوں پاؤں پر بیٹھنے کے لئے حکم نہیں فرمایا اس لئے کہ ہمارا مالک کریم اور بندہ نواز اور رحیم اور کارساز ہے۔ **غزل ناتمام**

تو نازنین جہانی بحسن خویش مناز	کہ پیش ناز تو میرم بصد ہزار نیاز
دلم غریب ہوائے دیار تست بیا	دمے بحال غریب دیار خود پرداز
گرم بروضۂ صد رجنان برند چہ سود	کہ جان بجانب کوئے تو میکند پرواز

لطیفہ شریفہ جامع اوصاف وارکان نماز اے میرے بھائیو نماز طاعات الٰہی کی محلات کی دہلیز ہے اور عبادات عظمیٰ کی دستاویز۔ صاحب راز عارفوں کا خلوتخانہ۔ صاحب ناز محبوبوں کے جمال کا کاشانہ۔ دوستان خدا کا بوستان۔ عارفوں کا گلستان ہے۔ نماز اسرار کی کشت زار ہے۔ جس کا بیج ایمان ہے اور اُس کا پانی زعفران کی نہر ہے۔ اور اسکی زمین وجود انسان

ہے اُس کے درخت عرفان ہے۔ اور اُس کے اوراق قرآن ہے۔ اور اُسکی شاخیں احسان ہے
اور اُسکی جڑ نور ایقان ہے۔ اور اُس کا پھول اتقان ہے اور اُس کا میٹھا پھل وجدان ہے۔
اور اُسکی حلاوت کی لذت مشاہدۂ جمال رب المنان ہے ✽ **اس سے بہتر سُنو۔** نماز
ایسا دانا حکیم حاذق ہے کہ درویشوں کے دل کے زخموں کو رحمت اور مغفرت کی مرہم سے علاج
کرتا ہے اور ایسا پردہ پوش ہے کہ بندونکی بدئیں اور قباحتیں ساتھ لباس محاسن اور نکوئیوں کے
چھپا دیتا ہے نماز عشق کا ایک ایسا مصقلہ ہے کہ محبوب حقیقی کے جمال کو دل کے آئینہ سے ساتھ
صقالت ظہور اور جلاء حضور کے عیان کردیتا ہے نماز ایک ایسی خاصیت رکھتی ہو کہ عالم ظاہر کی
عناصر کا کام عالم دل و جان کی تربیت اور تقویت کردیتی ہے۔ نماز ایسا پانی پُرتاثیر ہے کہ انسان
سینہ بے کینہ کو محبت کے پھولوں اور عرفان کے شگوفوں کا باغ بنا دیتی ہے۔ نماز ایک ایسی
زمین ہے کہ اعمال کے بیج کو باران خشوع کی تربیت اور آفتاب خضوع کی تقویت سے ایک کو سو
بلکہ ایک سے ہزار تک بڑھاتی ہے۔ نماز ایک ایسی آگ ہو کہ عاشقوں کے دلوں کو عشق کی شراروں
کی تابش اور شوق کے شعلوں کی تپش سے روشن اور مجلّی کردیتی ہے۔ نماز ایک ایسی نسیم ہے کہ
مہجوروں کے پژمردہ دلوں کے غنچوں کو نفحات ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات سے طاعات کی
باغات اور عبادات کی گلزار میں شگفتہ اور خندان کردیتی ہے۔ نہیں نہیں نماز ایک مشاطہ ہو کہ محبوب
ازلی کے باجمال باکمال کو حسن عمل کے زیورات سے آراستہ وپیراستہ کرکے مشتاقوں کے دلوں کے
سامنے پیش کردیتی ہے۔ نماز ایک دلالہ ہے کہ عاشقان دور افتادہ کی جان ناتوان کو جانان کی بزم
بازم کے طریق کا حریف بنادیتی ہے۔ اور نماز اسرار کا ایک ایسا بارونق بازار ہے کہ جانبازوں کی
چوک اور امتحان کی دوکان میں عاشقوں کی جانوں کا نرخ ارزان کردیتی ہے ✽ اے میرے
بھائیو تم سمجھو اور دل کے کانوں سے سُنو کہ نماز ایسا جام جہان نما ہے کہ ہر آن میں اور ہر ہر
رکن اور انتقال میں بندے کو اپنے پروردگار کے حسن وجمال کا جلوہ دکھاتی ہے۔ جب نمازی
نماز نیاز سے فراغت پاکر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو محبوبیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ جو
اپنے مطالب دینی و دُنیاوی کی بابت درخواست کرتا ہے تو پروردگار عالم اُسکی سب حاجتیں برلاتا
ہے پہلے مغفرت کا بادل اُس کے سر پر برساتا ہے اور محبت کا آفتاب اُس کے دل میں چمکا دیتا
ہے۔ اور اُس کے ذوق کے جام میں شوق کی شراب ڈالدیتا ہے۔ اور اپنی ذات وصفات کی تجلی اُس
سرست لایعقل کے دل پر وارد کردیتا ہو پھر اُسکو مجلس قوس سرا سرا انس میں مستونکی مانند غلطان کردیتا ہو غرض

وقت آن شد کہ مئے ناب دہی مستان را
خاصۂ من بیدل شوریدہ و سرگردان را
شیشہ خالی و حریفان ہمہ مخمور انند
مگر از ساقی جان واطلبم تاوان را
در میخانہ ببستند بدر جا جنبند۔
تا ہمہ در شکنم این در و دربان را
کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنٍ صفت سلطانی است
گر شوی واقف اسرار ہمہ انی شان را
جان من کشتہ آن غمزہ مستانہ ادائے است
چہ محل باشد در حضرت جانان جان را

المناجات فی حضرت قاضی الحاجات

اے دانا احد اور اے توانا صمد اولو الالباب کے عقول سرّی مقدس صمدیّت کی کُنہ اور حقیقت کے احاطہ سے حیران اور اہل اعتبار کی بصیرت کی آنکھیں تیری احدیت کی ادراک سے سرگردان ہیں ص

در بادیۂ عشق تو سرگردانم
در وادی جستجوی تو حیرانم
در عشق تو تا بجان من فرقی نیست
جانم ہمہ عشق نست عشقت جانم

میں اُس خداوند کے نام کا غلام ہوں جو بیان کے صحیفہ کا فاتحہ اُسکی توحید کی سورۃ اخلاص کیساتھ مقرون ہے اور اہل سخن کے سینہ بے کینہ کی دار الضرب میں جو نقود جیود موجود ہیں۔ اُسکی تحمید اور تمجید کے سکّہ سے مسلوک ہیں اور صبح شادمانی کی تباشیر اُسکے مطلع انوار فضل ربانی کے بغیر نہیں چمکتی۔ اور امن امان کی مناشیر اُس کے لطف سبحانی کے سوا چہرہ نما نہیں ہوتی۔ اور معقولات کے جواہر جو معاون ضمائر سے حاصل ہوتے ہیں وہ اُس ذات مقدس کی الوہیت کے اسرار کی تحقیق کا ثمرہ ہے اور منقولات کے زواہر جو خواطر کے مکامن سے ظاہر ہوتے ہیں اُسکی ربوبیت کی تصدیق اور اقرار کا نتیجہ ہے۔ ص

ہر قطرہ بکنہ در دریا نرسد
ہر ذرّہ بآفتاب والا نرسد
در راہ تو جملہ راقد مہا برسید
تا ہیچ کسے در تو رسد یا نرسد

حضرت سلطان ربّانی یعنے خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ عام و خاص کہتے ہیں کہ آپ پانی کے دریا پر چلتے ہیں۔ اور آپ کا قدم مبارک نہیں بھیگتا ہے شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ پانی پر چلنے سے انسان انسانیت کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ تم دیکھتے ہوگے کہ مرغابیاں پانی پر تیرتی ہیں پھر لوگوں نے کہا کہ یا شیخ ہم نے سُنا ہے کہ آپ ہوا میں اُڑتے ہیں۔ فرمایا کہ مور و ملخ بھی ہوا کے جوف میں پرواز کرتے ہیں یہ سارے کام مردان خدا کے خدا کے مردوں کے

نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا شیخ مردان خدا کا کیا کام ہوا کرتا ہے فرمایا کہ مردانِ خدا کا کام ہوا کرتا ہے کہ اُن کے دل اور زبان بلکہ ان کے وجود کا ایک ایک ذرّہ ہر دم و ہر آن میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے۔ **قطعہ**

در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس	ہر دو عالم را بدشمن دہ کہ ما را دوست بس
خاطرم وقت ہوس کردی کہ بینی باغ و گل	تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت ہوس
مر دمان را از عسس گر شب خیالی در دل است	من چنانم از خیالم باز نشناسد عسس

الٰہی بحرمت شہبازان روزگار عزت جنہوں نے اپنے باطن کی آنکھیں غیریت کی رویت سے ساتھ رشتہ غیرت کے سی ڈالی ہیں۔ الٰہی بحرمت عندلیبان جو گلستان لاہوتی کے میدان میں تیری حمد و ثنا کے نغمے گا رہی ہیں۔ الٰہی بحرمت ان مردوں کے جنہوں نے تیری ہویّت کی طلب میں اپنی ہوا پرستی کو بالکلیہ اپنے سے پھینک ڈالا ہے الٰہی بحرمت اور عزت مقامران کارخانہ تجرید کے جنہوں نے شاہد توحید کے شہود میں دونوں جہان کے حاصل اور محصول کو ہار دیا ہے۔ مجھ فقیر پر تقصیر دل شکستہ کے دل محزون کو اور میرے سب اقارب اور احباب وغیرہ کو اپنے فضل اور رحمت سے مبتہج اور خوش کر دے اور تمام راستکاروں تزستکار کو راستگان کی لڑی میں منسلک کر دے اور ہمارے گناہوں کے دفاتر کو ندامات کے رشحات سے ذلات اور ہفوات کی کدورتوں سے پاک کر دے اور ہمارے دلوں کے صحن کو چون و چرا کے خس و خاشاک سے پاک کر دے۔ الٰہی! تو نے فرمایا ہے کَفٰی بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا یعنے تم اپنا حساب کر لو۔ الٰہی! حساب کرنے کے لئے کوئی پُر حوصلہ دل چاہئے۔ کہ حساب کا فکر کرے اور کوئی چاہئے کہ گن سکے۔ اور کوئی ایسا ہاتھ چاہئے کہ عقود کو پکڑ سکے۔ الٰہی ہمارا دل اور ہاتھ اور زبان تیرے اس خطاب اور فرمان کی سیاست سے بالکلیہ کام سے رہ چکے ہیں اپنے کمال کرم سے ہمارے حساب سے در گذر کر کے ہمکو بحساب اور بعذاب مراتب اور درجات علیہ پر پہنچا دے۔ الٰہی! حضرت یوسف صدیق علیہ السّلام کے لئے تین قیدیں تھیں یعنے حضرت یوسف علیہ السلام کو تو نے تین حبسوں میں قید کیا تھا۔ پہلے عالم طفولیّت میں کنوئیں میں گرائے گئے۔ دوم زلیخا کے حبس خانہ میں محبوس ہو گئے۔ سوم مصر کے جیلخانہ میں بارہ برس قید رہے۔ الٰہی! تیرا فضل ہر ایک حبس خانہ میں ان کے شامل حال رہا۔ چنانچہ کنوئیں کے حبس میں جبرائیل کو اُنکا مونس بنایا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کو جنگل میں لے گئے تو اُنکے ساتھ کیا جو کچھ کیا اور والد بزرگوار کی نصیحتوں کو بالائے طاق رکھکر یوسف علیہ السلام کو زمین پر دے مارا اور طعن شروع کر کے کہنے لگے کہ او جھوٹا خواب بیان کرنیوالے وُہ ستارے کہاں ہیں جنہوں نے تجھے سجدہ کیا تھا اب آکر ہمارے ہاتھ سے تجھے چھڑا ایں یوسفؑ بولے کہ بھائیو تمہیں کیا ہو گیا ہے ذرا پیر کنعان کا حال یاد کرو اور میری بے چینی اور کم طاقت ہونے پر رحم کرو۔ **بیت**

یاری دہید از پدرم دور گشتہ ام	رحمی کنید کز غم او زار ماندہ ام

القصّہ یُوسف علیہ السلام کی باتوں پر بھائیوں نے کچھ التفات نہ کی اور اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا اور مٹی اور خرابی میں بھوکا پیاسا مُنہ کے بل کھینچتے تھے۔ کہ یُوسفؑ ہلاک ہونیکے قریب پہونچا۔ یہُودا؂ نے یہ حال دیکھکر یوسف؂ کو اپنے دامن حمایت کے نیچے لے لیا۔ اور بھائیوں سے کہا کہ دست تعدّی روکو کیا تم نے مجھ سے عہد نہیں کیا ہے کہ اسے قتل کرنیکا قصد ہم نہیں کریں گے اُن بھائیوں کا غصّہ فرو ہوا۔ اور یوسفؑ کو گھسیٹکر مار ڈالنے سے باز آئے۔ اور جمع ہو کر اپنی رائے مستحکم کر لی ساتھ اسبات کے کہ ڈالدیں اُسے کنوئیں کے گڑھے میں اور وہ ایک کنواں کنعان سے تین کوس دور بیت المقدس کے قریب تھا یا زمین اُردن میں تھا کنوئیں کا مُنہ چھوٹا سا تھا اور کول بہت پھیلا ہُوا اور ستّر گز اُس کا گڑھا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یُوسف علیہ السلام کو کنوئیں کے مُنہ پر لائے۔ حضرت یُوسف علیہ السّلام نے جب سُنا کہ مجھے کنوئیں میں ڈالتے ہیں تو ہر ایک کو لپٹنے لگے اور ہر ایک کا دامن پکڑتے تھے بھائیوں نے اُن کے ہاتھ بھی باندھ دیئے اور ان کی کمر میں رسّی مضبوط باندھکر کنوئیں میں لٹکا دیا۔ یُوسف علیہ السّلام کے پیراہن کا دامن اُس پتھر سے اٹکا جو کنوئیں کے مُنہ پر تھا پیراہن بھی اُن کے بدن سے کھینچ لیا۔ جب کنوئیں کے بیچ میں حضرت یوسفؑ پہونچے تو بھائیوں نے رسّی کاٹ دی اور جناب الٰہی نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا یا جبرائیل ادرك عبدی یوسف اے جبرائیل لے میرے بندے کو حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں کی تہ کو نہ پہونچنے پائے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ نے کنوئیں میں پہنچکر حضرت یوسف کو اپنے پنجہ میں لے لیا۔ اور کنوئیں کی تہ پر ایک پتھر تھا اُس پر آرام سے بٹھا دیا۔ اور بہشت کا کھانا پینا اُنہیں دیتے رہے۔ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا کُرتہ جو تعویذ کیطرح اُن کے بازوں پر باندھا ہوا تھا کھول کر انہیں پہنا دیا وَ اَوْحَیْنَا اِلَیْهِ اور وحی

بھیجی ہمنے اسکی طرف جبرائیل کے ذریعہ سے یا ہمنے الہام کیا اُسے کہ اے یوسف غمگین نہو عنقریب تجھے چاہ سے نکال کر مسند جاہ پر ہم پہنچاتے ہیں اور تیرے بھائیوں کو حاجتمند اور محتاج مستمند بنا کر تیرے پاس بُلاتے ہیں لَتُنَبِّئَنَّهُمْ البتہ خبر دیگا تو انہیں بِأَمْرِهِمْ هٰذَا ساتھ اس کام کے جو انہوں نے تیرے ساتھ کیا اور یہ رنج جو تجھے دیا ہے وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ حالانکہ وہ نہ جانینگے کہ تو یوسف ہے تیرا مرتبہ عالی اور درجہ بلند ہونے کی وجہ سے ॥ **دُوسرے حبس کا بیان** تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر اٹھارہ بقولے بیس برس کی ہوئی تو اُس کے عشق کے بادشاہ نے زلیخا کے خانۂ دل میں دخل کیا اور اُس کے حسن کے لشکر نے اُس کے صبر وسکون کی متاع کو لُوٹ لیا ؎

زلیخا چون بروئیش دیدہ بکشاد	بیک دیدارش افتاد آنچہ افتاد
زلطفِ صورت وحسن وشمائل	اسیرش شد بیکدل نے بصد دل

جب عشق کمال کو پہونچا اور شوق نہایت درجہ بڑھا اور اس کے اختیار کی باگ ہاتھ سے نکل گئی تب زلیخا نے اپنا حال یوسف علیہ السلام سے ظاہر کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ اور چاہا یُوسف علیہ السلام کو اُس عورت نے کہ یُوسف جس کے گھر میں تھے یعنی زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے اپنی نفسانی خواہش ظاہر کی اُس کے نفس سے یعنی اپنا مطلب یُوسف علیہ السلام سے چاہا اور اُسے اُس محل میں لیگئی جسمیں سات گھر ایک کے بعد ایک بنائے تھے۔ اور اُن کے دروازے بند کر لئے۔ کما ورد وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ اور بولی کہ جلدی کر اور میرے آگے آ میں تیرے واسطے ہوں اگر تو آج میرے مطلب کو پورا نہ کریگا۔ تو میں تیرے رُوبرو اپنی جان کا خون کر دونگی اور اسی خنجر کیساتھ اپنی گردن کو تن سے جدا کر دونگی ؎

بعشرت دستم اندر گردن آویز	وگرنہ بر کشم از خنجر تیز
نیاری دست اگر در گردنِ من	شود خونِ منت حائلے بگردن

اور جب میرا شوہر عزیز مجکو تیرے سامنے مری پڑی دیکھیگا تو بیشک تجکو بھی جان سے مار ڈالیگا قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَايَ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے زلیخا پناہ لیتا ہوں میں خدا کی پناہ تحقیق خدا ہی میرا رب ہی بہت اچھی بنائی ہے خدا نے جگہ میری بارگاہ قرب کے پاس یعنی مجکو خدا نے اپنا مقرب بنایا ہے میرے سے تیرا مطلب اسوقت کبھی حاصل نہیں ہوگا یا عزیز

میرا سردار ہے اور تجھ سے مجھے اچھیطرح رکھنے کا حکم کیا ہے تو میں اُسکی حرمت اور اُسکی نعمت کے حق کی رعایت کرکے اُسکے حرم میں خیانت کے ساتھ دست درازی نہیں کرسکتا ہوں اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ تحقیق چھٹکارا نہیں پاتے ظالم یعنی جو لوگ کہ حق کو نہیں پہچاننے والے جو نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں یا جو لوگ کہ زنا کرتے ہیں اسواسطے کہ زنا سب ظلموں سے بدتر ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام زبان حال سے زلیخا کیساتھ جو خطاب فرماتے ازان جملہ یہ ہے ؎

	زہے خجلت کہ در روزِ قیامت	چو افتد بر زنا کاران غرامت	
	جزائے آن جفا کیشان نویسند	مرا سر دفتر ایشان نویسند	

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا اور بیشک قصد کیا اُس عورت یعنی زلیخا نے یوسف علیہ السلام کیساتھ اختلاط کرنیکا زنا سے اور قصد کیا یوسف علیہ السلام نے اُسسے رفع کرنیکا بھاگنے کی راہ سے لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اگر نہ دیکھتے یوسف دلیل اپنے رب کی تو البتہ اُس کے ساتھ اختلاط کا قصد کرتا اور دلیل صحیح یہ عصمت الٰہی کا نور اور نبوت یوسفی کی روشنی تھی کہ یوسف علیہ السلام اور اُس بُرے کام کی درمیان حائل ہوگئی بحر المواج میں لکھا ہے کہ اُس وقت جبرائیل علیہ السلام بصورت یعقوب علیہ السلام نمودار ہوئے اور اپنی انگلی مُنہ میں لیکر کہا کہ یعقوب زادہ زنا نہیں کیا کرتا ہے اور یہ بھی کہا یَا بُنَیَّ اسْمُكَ مَكْتُوْبٌ فِي الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتَ تَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَهَاءِ ای میرے پیاری بیٹے ؎

	ہر کس مناسب گہر خود گرفت یار	بلبل بباغ رفت زغن سوئے خارزار	

اور نیز بحر المواج میں مرقوم ہے کہ حضرت یوسف نے اس حبس خانہ کی چھت کی طرف نظر اُٹھاکر دیکھا تو سقف کی چھت کری سطح پر نقش وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا کا لکھا ہوا دیکھا اس نہی کی ہیبت سے کانپ گئے اور وہاں سے نظر اُٹھاکر دیوار کیطرف توجہ فرمائی اُسپر بھی وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ تقدیر کے قلم کا لکھا ہوا دیکھا پھر وہاں سے نظر اُٹھاکر دوسری دیوار کیطرف نظر پھیری تو اُسپر بھی اما واتقوا یوما ترجعون فیه اِلَى اللّٰهِ کا ثابت پایا پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے چوتھی دیوار کیطرف التفات فرمائی وہاں بھی فرمان يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ کا لکھا ہوا پایا یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ تمہاری آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ تم اپنے سینوں میں چھپائے رکھتی ہو سب کچھ دیکھتا ہے اور جانتا ہے نہ راکوئی کام اُس سے چھپا ہوا نہیں بلکہ تمہاری ضمائر کے اسرار کو بھی جانتا ہی ؎

	ہرچہ دانستی است در دو جہان	نیست از علم شاملش پنہان	

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے سطح فوق سے نظر اُٹھاکر اور حیران اور متفکر ہوکر زمین کی طرف دیکھا

تو کلام فیض النیام اِنِّی مَعَکُمَا اَسۡمَعُ وَاَرٰی لکھا دیکھا اسی اثنا میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس مکان میں ایک پردہ زرّین لٹکا ہوا دیکھا اور پوچھا کہ یہ پردہ کس غرض سے لٹکایا گیا ہے اور پردہ نشین کون ہے زلیخا نے کہا کہ اس پردے کے اندر میرا معبود جس کا سونے کا وجود ہے رکھا ہوا ہے اور گاہے ماہے میں اسکی پوجا کیا کرتی ہوں۔ اب میں نے اسپر پردہ اسواسطے ڈال رکھا ہے تاکہ وہ میری اس بے ادبی کو نہ دیکھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے میری مخدومہ جب تو اس بے حس و حرکت اور بے ادراک بُت سے شرم کرتی ہے تو مجکو اپنے خدا حیّ القیّوم دیکھنے سُننے والے سے بطریق اولےٰ شرم کرنی چاہیئے * **بیت**

تو از روئی سنگی شدی شرمناک	مرا شرم نامد زیزدان پاک

بہر تقدیر حضرت یوسف علیہ السلام اُس مقام سے بھاگ نکلے اور قوّت نبوّت خداداد اور اپنے اجداد کی فتوت کی برکت سے اس حال میں اپنے تئیں بچا رکھا کما ورد کَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ اسیطرح اُسکو ثابت رکھا ہمنے عصمت اور عفت پر تاکہ پھیر دیں ہم اُس سے بُرائی یعنی عزیز کے حرم میں خیانت کو اور بُرے کام یعنی زنا کو بیشک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے ہے یعنی جو باتیں کرنیکے لائق نہیں اُنسے پاک کیا گیا۔ لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس سے بھاگے جس بند دروازے کے پاس پہنچتے تھے مفتح الابواب جل شانہ کے حکم سے کھلجاتا۔ **مؤلف** کہتا ہے اے میرے بھائیو دیکھو اس دوسری حبس میں جو حضرت یوسف علیہ السلام پھنس گئے تھے حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت اُن کے شامل حال رہی اور اُنکو زنا کی بُرائی سے بچا لیا حضرت دروازہ بیرونی تک پہونچے تو زلیخا نے دوڑ کر اُن کو پکڑ لیا اور ایسا کھینچا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتہ پھاڑ ڈالا اور دونوں طالب و مطلوب آپسمیں جھگڑ رہے تھے کہ اتفاقاً عزیز مصر آن پہنچا اور دونوں کو مضطرب دیکھا تو سمجھا کہ کوئی ایسی صورت ہوئی ہے کہ یہ دونوں آشفتہ ہیں عزیز کے تحقیق کرنیسے پہلے زلیخا نے دلیروں کی طرح بولکر کہا قَالَتۡ مَا جَزَآءُ مَنۡ اَرَادَ بِاَهۡلِكَ سُوۡٓءًا اِلَّاۤ اَنۡ يُّسۡجَنَ اَوۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ کیا سزا ہے اُس شخص کی جو تیرے گھر والونکے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اور اسبات سے اُسنے چاہا کہ میں اپنے گناہ سے بری الذمہ ہو جاؤں اور ایسا ظاہر کروں کہ یہ یوسفؑ کا جرم ہے پھر بولی کہ جو تیرے حرم کیساتھ قصد کرے اُسکی سزا کیا ہو سکتی ہے مگر یہ کہ قید خانہ میں بھیجدیا جاوے یعنی اُسکی سزا قید ہی یا عذاب دردناک یعنی کوڑے مارنا جب یوسف علیہ السلام نے یہ بات سنی کہ قید اور عذاب سے دھمکاتی ہے۔ تو

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي کہا یُوسف علیہ السلام نے کہ اُسنے درخواست کی مجھ سے میرے وجود کی اور میں نے تن دہی نہیں کی اور اس سے بھاگ گیا اور عزیز مصر نے کہا کہ اے یُوسفؑ میں نے تجھکو اپنا فرزند بنایا تھا اور جو جو احسان میں نے تیرے ساتھ کئے اُن کا بدلہ یہی تھا کہ تو میرے حرموں میں خیانت کریگا۔ پہلے تو میرے کُل خزانے تیری قیمت میں خالی ہوگئے پھر تجھ کو اعزاز و اکرام اور توقیر و احترام کیساتھ پرورش کیا اور اپنے مال و دولت پر مختار اور خازن کردیا اور اپنے عیال اور اہلوں پر تجھکو امین بنایا ان سب نیکیوں کا بدلہ یہی تھا کہ تجھ سے ظہور میں آیا۔ ہائے افسوس ہے

نہ دستورِ خرد بود این کہ کردی
زراہِ حق گذاری رخت بستی

عفاک اللہ چہ بود این کہ کردی
نمک خوردی نمکدان را شکستی

اے یُوسف تو میرے حرم پر یہ اتہام لگاتا ہے مگر میں کیونکر جانوں کہ تیری یہ بات سچ ہے یُوسفؑ نے کہا میں اپنی برئیت پر گواہ دیتا ہوں اتفاقاً اُس مکان میں چار مہینے کا لڑکا ایک عورت گود میں لئے کھڑی تھی حضرت یوسفؑ نے کہا اے عزیز اس شیرخوار بچہ سے استفسار فرمائیے یہ لڑکا میری برئیت کی گواہی دیگا عزیز بولا کہ چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیونکر بات کریگا تو میرے ساتھ طنازیاں اور مسخراپن کرتا ہے یُوسفؑ نے کہا کہ میرا خدا اسبات پر قادر ہے کہ اسکو باتیں کرنیوالا کردے اور وہ میری بیگناہی پر گواہی دے لطائف سبعین میں لکھا ہے کہ عزیز نے اُس بچہ خورد سال سے اس حال کا سوال کیا اور وہ لڑکا خدا کی قدرت سے بولنے لگا اور یہ بات کہی کہ اے عزیز میں غماز اور چغل خور نہیں ہوں تو خود قیاس کرلے کہ یوسفؑ کے پیراہن کا شگاف کس طرف ہے۔ **نکتہ عجیبہ** اے میرے بھائیو وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا زلیخا کے قبیلہ سے وہ لڑکا تھا جس نے یوسفؑ کی سچائی اور راستی کی گواہی دی اور وہ یوسف علیہ السلام کے وزیروں سے ہوگیا تھا۔ اور اُسکی سب تکلیفیں دینی و دنیوی رفع ہوگئیں تھیں۔ جو شخص اپنی تمام عمر میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت پر دلی اخلاص سے گواہی دیتا رہے اگر وہ اُس کے مقربوں سے ہوجائے اور اُس کے بہشت میں پہنچ جائے تو کچھ عجب نہیں **حدیث** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا پانچ لڑکوں نے گہوارہ کی حالت میں باتیں کی ہیں۔ ایک حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنی والدہ شریفہ کی پاکدامنی پر گواہی دی اور یہ بات خاص و عام مشہور ہے انکا قصہ معلوم ہے اسکی تفصیل کی حاجت نہیں **دوم** فرعون علیہ اللعنۃ کی مشاطہ کا لڑکا **نقل** ہے کہ فرعون کی دختر کی ایک مشاطہ خدمتگار تھی وہ بیچاری باوجود ظلم ظالم فرعون کے اُسکا ظاہر نور ایمان سے منور اور اُسکا باطن روشنی

ایقان سے مشرف تھا اور اُس نے جہالت کی اندھیری رات میں معرفت کا دن دیکھا ہوا تھا ایکروز بندگی اور طاعت کے موقف میں کھڑی ہوکر بارگاہ الہی میں مناجات میں مشغول تھی اور اس شریر کے تیر سے بچنے کیلئے ملک قدیر کی پناہ لیتی تھی فرعون کی دختر بداختر نے اس حال سے آگاہ ہوکر اُس مشاطہ سے پوچھاکہ اے دایہ یہ عرض حاجات کس کے آگے کر رہی تھی کہا اُس پاک ذات سے جس نے تیرے باپ کو بادشاہی کے تخت پر بٹھایا ہے اور جس نے مقام آرام سمک تا سماک اور مرکز خاک سے محدب افلاک تک اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اُسکی فرمانبردار ہیں۔ بداختر دختر فرعون نے جو کچھ اس مشاطہ سے سنا تھا اپنے باپ کو سنا دیا فرعون نے جھٹ مشاطہ کو بلاکر کہاکہ وُہ بات جو تونے کل رات کو گوشہ میں چھپ کر کہی تھی مَیں نے سُن لی ہے ذرہ میرے روبرو اُسکا اعادہ کر اُس عورت نے بے دہشت ہوکر فرعون کی کچہری میں بڑی دلیری سے اُسبات کو مکرر سہ کرر بیان کیا فرعون نے ہرچند اسکو تہدیدات قبیحہ اور معتقدات صحیحہ سے پھیرنا چاہا مگر وہ صادقہ اُس کذاب کے دھمکانے ڈرانے سے اپنے عقیدہ سے باز نہ آئی پھر ملعون نے حکم دیاکہ اس کے پاؤں کو آہنی میخوں سے باندھ دو اور ایک آتش کا بھرا ہوا طاش اُس کے سینہ پر رکھدو اُس مردانہ دل عورت نے باوجود اسقدر عذاب اور استخفاف کے فرعون بے عون کی الوہیت کا اقرار نہ کیا پھر اُسکی تعذیب کے لئے ایک تنور آہنگروں کی بھٹی کیطرح ایسا تپایا جسکا دھوآں عاشقوں کی آہ آتش فشاں کی مانند آسمان کے گنبد تک متصاعد ہوتا تھا۔ اور اُسکی زبان اژدہائے فلک کے دہان میں آتشی ثعبان کی طرح پیچ وتاب کھاتی تھی اور اُس کے زریں زبانہ کے جھنڈے کالے دھوئیں سے پرچم لگایا ہوا اور اُس کے دھوئیں کے نیلے پرند شراروں کے پڑنے سے منقش معلوم ہوتے تھے۔ رباعی

	چون تیغ شدہ ہوائے منقش		ازفرق زبانہ ہائے آتش
	برروئے ہواشرار صف صف		برکنگرہ ہائے دود رفرف

اور وہ مشاطہ ایک نوزاد لڑکا تین مہینے کا رکھتی تھی اُس طاغی باغی نے طیش میں آکر اُس معصوم بچے کو اُس نیک عورت بلاکش کے رُوبرو اُس سرکش آتش میں ڈالدیا وہ نارسیدہ لڑکا آگ میں جلتا تھا اور اپنی بلاکشیدہ ماں کو ادب کا طریق سکھاتا تھا اور کہتا تھا اصبری اماہ فقد وصلت الی اللہ ونلت رضاہ ولیس بینک وبین الجنۃ الاخطوۃ اوخطوتین یعنے اے میری ماں تیرے سے نجات اور بہشت کے درجات میں صرف ایک دو قدم کا فرق اور تفاوت ہے صبر کا دامن ہمت کے ہاتھ سے نہ چھوڑیو اور دین حق اور اپنے خالق مطلق سے منہ نہ موڑیو ماں لڑکے کی باتیں سُنکر

ہنسنے لگی فرعون نے اُسکو دیکھکر کہا اے عورت اس رونے کیوقت میں تیرا ہنسنا کیا فائدہ دیتا ہے
اُس مردانہ عورت نے کہا۔ **فرد**

خوبرویان چو پردہ برگیرند	عاشقان پیش شان چنان میرند

تیسرے لڑکے کا بیان۔ روایت ہے کہ شام کے ملک میں ایک زاہد جریح نام رہتا تھا اور دین مسیحائی اور ملت ابراہیمی کا معتقد تھا اور اپنے اہل بیت کے موافق دین مسیحی کی بشارتیں دیتا تھا۔ اور باطل قول ثالث ثلثہ کا کہنا اور اسپر اقرار رکھنے سے احتراز فرماتا تھا اور وہ سب لوگ اُس کی طرف سچی ارادت رکھتے تھے اور اس کے قول کو قابل اعتبار جانکر اُسکی متابعت کرتے تھے لیکن نصرانیوں کی ایک قوم جو تثلیث کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں انکار کے مقام میں ہوکر اُسکی تکذیب کرتی تھی اور اسکی عداوت کا درخت ان کے دلوں میں جما ہوا تھا اُسکو دشمنی اور حسد کے پانی سے پلتے تھے اور شب و روز کوئی ایسا بہانہ تلاش کرتے تھے کہ اسکی طہارت کے جُبّہ کو ریاضت اور عفّت اور قنوت کے چشمہ سے دُھلا ہوا تھا کسی تہمت کی نجاست سے ملوّث کردیں بہت تلاش سے ایک فاحشہ عورت کو جسنے فعل حرام سے لڑکا جنا ہوا تھا اپنے پاس بُلایا اور اسکو قدرے مال دیکر اپنے فریب میں لے آئے وہ نابکار عورت اُسی وقت شہر کے والی کے پاس حاضر ہوکر کہنے لگی کہ قبلہ عالم میری فریاد کی داد دیجئے کچھ عرصہ گذرا ہے کہ جریح زاہد نے مجکو بلاکر میرے ساتھ مباشرت کی تھی اور یہ لڑکا جو میری گود میں ہے اُسی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے حضور اس کو بلاکر لڑکا اُسکے حوالہ کرادیں کہ مجھہ گدا اور بینوا عورت سے اس لڑکے کی پرورش نہیں ہو سکتی حضار مجلس اس بات کو سُنکر بکّے بکّے رہ گئے۔ مگر اُس ولایت کے علماء اور عظماء نے جو اس زاہد کو چالیس سال سے سجادہ نشین اور استقامت صراط مستقیم پر دیکھتے تھے اس بات کو تسلیم نہ کیا والی شہر نے راہب کے احضار کا حکم کیا۔ جریح نے حاضر ہوکر ولایت کے اصاغر و اکابر کو مجتمع دیکھ کر تعجب کیا اور مضطرب ہوکر مجلس میں بیٹھ گیا والی شہر نے قصہ حال کی تقریر کی زاہد نے ہرچند انکار کیا مگر اُسکا انکار قابل اعتبار نہ ہوا زاہد نے سمجھا کہ اس مجلس میں سوائے میرے خالق کے کوئی شخص میری بریّت کی گواہی دینے والا نہیں اُسی وقت اپنے معبود کی بارگاہ میں سربسجود ہوکر عرض کی اور مناجات کی کہ الہی اس جماعت کی تہمت اور اس بندی گنہگار کی طہارت کی کیفیت کا حال تجکو بخوبی معلوم ہے میں اپنی پاکدامنی پر تیری ذات مقدّس کے سوا کوئی گواہ نہیں رکھتا ہوں سروش غیبی نے اُسکو آواز دی کہ اے زاہد تو اس لڑکے کو اپنا گواہ پیش کردے وُہ تیری بریّت کی گواہی دیگا زاہد نے سجدہ سے سر اٹھا کر کہا اے نوزاد لڑکے

تجکو حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت اور حضرت مریم کی عصمت کی قسم ہے تو صریح اور سچ بتلادے کہ تیرا باپ کون ہے اور کس کے نطفہ سے پیدا ہوا اس بیچارہ طفل شیرخوارہ نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان سے اپنی زبان کھولی اور کہا کہ فلاں راعی یعنے گڈریہ جو اس دیار کے مرغزار میں نصرانیوں قطوریوں کے بیل اور مویشی چرایا کرتا ہے وہی میرا باپ ہے اور اسی کے نطفہ سے پیدا ہوا شہر کے والی نے اس ایالی کو طلب کیا اور اس واقعہ کی کیفیت پوچھی اسنے عرض کیا کہ بیشک یہ عورت چند روز میری خلوت میں بیٹھی رہی ہے شاید اس کو میرے سے حمل ٹھیر گیا ہوگا اور یہ لڑکا میرا ہی فرزند ہوگا۔ والی شہر نے اس سفیہ عیارہ کو جس نے زاہد بیچارے پر جھوٹا بہتان اور افترا باندھا تھا کما نہ پوری پوری سزا دی اور زاہد کو بڑی عزت اور حرمت کیساتھ رخصت کیا۔ روایت ہے اس عجیب واقعہ کے بعد خاص وعام نے اس کے اعزاز واکرام کے لئے ایک عبادتخانہ خاص نقرہ خام سے تعمیر کرایا اور اس زاہد کو وہیں بڑی توقیر سے بٹھایا۔ **چوتھے لڑکے کا بیان**۔ جس نے گہوارہ میں بات کی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شہادت دی ہے۔ **روایت** ہے کہ حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت مشرکہ تھی جو ہمیشہ خاندان رسالت کی ایذا میں تضیع اوقات کرتی رہتی تھی جب کبھی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملتی تھی نامناسب باتیں کہکر حضرت کی خاطر شریف کو ستایا کرتی تھی ایکدفعہ وہ عورت دو مہینے کا لڑکا اٹھائے ہوئے راستہ میں جاتی تھی اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور اپنی معہودہ عادت کے موافق واہی تباہی باتیں کہنی شروع کیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے نوزاد کی طرف دیکھا تو اس لڑکے نے فصیح زبان سے کہا السلام علیک یا رسول اللہ یا محمد ابن عبداللہ وہ اپنے بچہ کی کلام سنکر حیران ہوگئی اور واہی تباہی بکواس کرنے سے تھم گئی رسول مقبول نے اس نوزاد لڑکے سے پوچھا کہ اے نوزاد لڑکے تو نے کسطرح جانا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اور عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کا بیٹا ہوں لڑکے نے بڑے ادب سے التماس کی کہ علمنیہ رب العلمین والروح الامین مجکو خدا تعالیٰ نے سکھایا اور جبرائیل اور روح الامین نے اطلاع دی ہے لکھا ہے کہ اُس وقت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کمربستہ کھڑے تھے فرمایا یا رسول اللہ صلعم اس لڑکے سے استفسار فرمایئے کہ روح الامین کون ہے لڑکے نے کہا ھو رسول رب العلمین جل جلالہ وہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے جو رسول برحق کی طرف پیغام لاتا ہے اور دیکھئے آپ کے سر پر کھڑا ہوا ہے اور میری طرف شفقت کی نظر سے دیکھ رہا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم نے اُس لڑکے سے پوچھا کہ ما اسمک یا غلام اے لڑکے تیرا نام کیا ہے کہا اسمی عبدالعزیٰ
والعزیٰ اسم للصنم میرا نام عبدالعزیٰ ہے اور عزیٰ ایک بُت کا نام ہے اس لئے کہ میں کافر
ہوں یارسول اللہ آپ میرا نام بدل دیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت عبداللہ و
اسمک عبداللہ تو خدا کا بندہ ہے اور تیرا نام بھی عبداللہ ہے لڑکے نے عرض کیا یارسول اللہ میری
لئے دعا فرمایئے کہ خدا تعالیٰ مجکو آپکے خادموں سے کرکے بہشت میں پہنچادے ۔حضرت جبرائیلؑ نے
فرمایا یارسول اللہؐ اس نونہال خورد سال کے حق میں دعائے خیر کرو حضرت رسالت پناہؐ نے
اُس کے لئے دعا فرمائی لڑکے نے کہا یارسول اللہ سعد من آمن بک وشقی من کفر بک یہ بات
کہکر لڑکے نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ اُس کیساتھ ہی جان بحق تسلیم ہوگیا اُس لڑکے کی ماں نے جب
یہ حال دیکھا تو آپکے سامنے ادب سے کھڑی ہوکر نہایت عجز سے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں گنہگار مدّت دراز سے از روی جہالت اور ضلالت شامت اعمال سے آپؐ کی
تکذیب کرتی رہی اور ناشائستہ کلمات آپکی نسبت جلے مُنہ سے بکتی رہی اب میں سب سے پشیمان
ہوکر تیرے ساتھ ایمان لائی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
کلمہ شہادت دل وجان سے ادا کرکے کہا یا اَسَفا عَلٰی مَا فَاتَنِیْ مِنْکَ حضرت رسالت پناہؐ نے
ارشاد فرمایا کہ اے عورت تو خوش ہو میں تجھے بشارت دیتا ہوں اور اپنے خدا کی جسنے مجکو اپنے الہام
کا مورد اور اپنے پیغام کا مصدر اور اپنے نور ذات کا مظہر بنایا قسم کھاتا ہوں اور دیکھتا ہوں
کہ ملائکہ تیرے لئے بہشتی کفن اور حنوط لئے آسمان سے آتے ہیں ۔ راوی اس حدیث کا کہتا ہے
کہ وہ ضعیفہ ہنوز گھر تک نہیں پہنچی تھی کہ اپنے خدائے برحق کے پاس جا پہونچی ۔ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے دونوں ماں بیٹوں پر جنازہ کی نماز پڑھی اور دونوں کو اپنی دعا اور استغفار سے مشرف اور
سرفراز فرمایا ✤ **پانچویں لڑکے کا بیان** ۔ پانچواں وہی لڑکا ہے جس نے عہد طفولیت میں
فرمان ربوبیت سے حضرت یوسف علیہ السلام کے سچا ہونیکی بابت شہادت دی تھی جیسا کہ مجملاً
مرقوم ہوچکا ہے ✤ **نقل** ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہی کے درجہ کو پہنچ گئے ۔ اور
مصر کی سلطنت کی مسند پر بیٹھ گئے تو اُن کو واسطے سرانجام مملکت داری اور طریق مہم گذاری کے
ایک وزیر باتدبیر کی جو عام وخاص مہمات کی کفایت پر قیام کرسکے ۔ اور انصاف اور عدل
کے دروازے اہل فریاد کے موُنہوں پر کھولکر ہر ایک کو داد دے سکے حاجت پڑی ۔ حضرت
جبرائیل علیہ السلام بارگاہ ملک العلام سے پیغام لیکر وارد ہوا کہا اے یوسف ملک تعالیٰ شانہٗ

ارشاد فرماتا ہے کہ تو اپنی امداد کے لئے کوئی وزیر مقرر کر جو مملکت اور بادشاہت کے کاموں میں تیری مددگاری کرنے کے لائق اور تیری خیر خواہی میں سب سے فائق ہو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ میں بھی اسی فکر میں ہوں لیکن ایسا آدمی جو اس امر خطیرہ کا استحقاق رکھتا ہو میری معلومات میں نہیں جبرائیلؑ نے فرمایا کل صبح جب زریں بال خروس صبح کا اپنے نورانی پروں کو پھڑ کائیگا۔ اور ستاروں کے دانے آسمان کے نقرہ گون طبق سے اپنی کرنوں کی منقار سے چُن لیگا تو آپ اپنے دولتخانہ سے باہر تشریف ارزانی فرمایئے پہلے جو شخص آپ کی کیمیا مثال نظر میں منظور ہووے اُسکو اپنی وزارت کی مسند پر مستفید فرمایئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بموجب فرمان ملک العلام کے علی الصباح اپنے دولت سرا سے جنگل کی طرف تشریف لے گئے شہر کی فصیل سے باہر نکلتے ہی ایک جوان نہایت ضعیف زرد رخسار بدن کا نحیف لکڑیوں کا گٹھا پُشت پر اُٹھائے ہُوئے آپ کی نظر شریف میں پڑا حضرت یُوسفؑ نے اُسکی صُورت ہیئت دیکھکر اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسے ضعیف البدن اور نحیف الجثہ آدمی کو میری وزارت کا بھاری بوجھ اُٹھانے کی کب طاقت ہے اور اس امر خطیر کے تعہد کی کب لیاقت رکھتا ہے۔ اُس سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا ہنوز قدم مبارک نہیں اٹھایا تھا کہ حضرت جبرائیل آپہونچے اور کہا کہ اے یوسف اس مکان سے آگے مت بڑھو اور اسی شخص کو اپنا مصاحب بنالو حضرت یوسفؑ نے فرمایا اے اخی جبرائیل یہ جوان نہایت حقیر ہے اور بدن ضعیف اور جسم نحیف رکھتا ہے وزارت کا کام کسطرح سرانجام کرسکیگا۔ جبرائیلؑ نے کہا اے یُوسفؑ اگرچہ یہ جوان ضعیف الحال اور نحیف الجسم ہے لیکن عقل کی متانت اور طبیعت کی زکاوت میں بے نظیر ہے اس کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ پھر ایسا شخص ہاتھ نہیں آئیگا۔ شاید آپ اس جوان کو نہیں پہچانتے ہیں فرمایا میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں حضرت جبرائیل نے کہا یہ جوان وہی لڑکا ہے جس نے عالم طفولیت اور شیر خوارگی کی حالت میں آپ کی عصمت اور پاکدامنی پر گواہی دی تھی۔ پس جس شخص نے عالم طفولیت میں تیری عفت اور پاکی پر گواہی دی ہو حکم الہٰی ہے کہ تو اپنی وزارت کا منصب اُسی کو دیوے تاکہ اُسکی خدمت کا صلہ اسکو پہنچ جاوے ✤

نکتہ۔ اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہی جس شخص نے ایام طفولیت میں ایک مخلوق کی طہارت اور پاکدامنی کی ایک بار گواہی دی ہو حقتعالیٰ اُسکی گواہی کو ضایع نہیں کرتا ہے۔ اور اُس کو مشہود لہ کی وزارت کی مسند پر بٹھاتا ہے۔ تمہارا اُس مومن کی نسبت کیا خیال ہے جس نے مہد سے لحد تک حق سبحانہ وتعالیٰ کی تنزیہہ اور تقدیس کی لاکھ بار گواہی دی ہو اگر اُس کو

ممالک جنت کا بادشاہ بناوے تو اُس کے کرم سے عجیب وغریب نہیں - اے میرے بھائیو مالک الملک کی بادشاہت میں تسبیحیں پڑھنیوالے بکثرت ہیں - لیکن پروردگار کے دیدار کے وقت وہی انتظار کے قدموں پر کھڑے رہیں گے اور مومن نیکوکار حضرت پروردگار کے دیدار سے مستفید ہوجائینگے - اُسمیں حکمت یہ ہے واللہ اعلم بحالہ - کہ مرنے کے بعد جب ملائکہ اُن سے پوچھتے ہیں من ربک وما دینک ومن نبیک تو مومنوں ہی کا کام ہے جو لحد کے وحشت خانہ میں اپنے اللہ واحد کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں - گویا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو جو شخص سختیوں اور مصیبت کی حالت میں ہماری وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور اپنے ایمان کی بنیاد کو قائم رکھتا ہے وہی بہشت کے گلشن سرائیں ہمارے حال کا مشاہدہ کریگا - **غزل ناتمام**

اے آنکہ بار محنت غم ما کشیدۂ	امروز نزد حضرت ما برگزیدۂ
شب ہائے تار و غم ما سوختی چو شمع	تا عاقبت بنور وصالم رسیدۂ
از بسکہ در وصال غم میگریستی	آخر بکام خویش جمالم ندیدۂ

آمدیم برسر مطلب - اُس نوزادلڑکے کے کہنے سے عزیز نے یوسف علیہ السلام کا کرتہ دیکھا - تو پیچھے سے پھٹا ہوا پایا تو زلیخا کی طرف توجہ لایا اور غصہ میں آکر کہا کہ بیشک یہ عورتوں کے مکر اور حیلہ سے ہے اور تمہارا مکر بھی سب مکروں سے بڑا ہے جلدی دل میں آجاتا ہے اور نفس میں تاثیر کرجاتا ہے - پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور عذرخواہی کے طور پر کہا یُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اے یوسف درگذر کر اور منہ پھیر اس کام سے اور اسکو اپنے دل میں چھپائے رکھ اور پھر زلیخا کو کہا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ - اے زلیخا تو اپنے گناہ کی بخشش مانگ تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اے زلیخا تو یوسف علیہ السلام کی عذرخواہی کر کہ وہ مسافر ہے اور اُسکو تونے آزردہ کیا بیشک تو تھی گنہگاروں میں سے - اس صیغہ کا مذکر لانا تغلب کیواسطے ہے - لکھا ہے کہ عزیز نے اگرچہ اس قصہ کو مٹایا اور اس قضیہ کو چھپایا - مگر حضرت عشق کی بات کب چھپتی ہے - یہ ماجرا کچھ لوگوں کی زبانوں پر آیا اور مونہوں سے نکلنے لگا اور مصر کی بعض بیبیاں زلیخا کو ملامت کرنے لگیں اور البتہ عشق کو ملامت کا خوغا درکار ہے - سودائے سلامت ناسازوار ہے **ع**

نسازد عشق را کوئے سلامت	خوشا رسوائے کوئے ملامت
غم عشق از ملامت تازہ گردد	وزین غوغا بلند آوازہ گردد

یوسف علیہ السلام کے تیسرے حبس کا بیان وَقَالَ نِسْوَۃٌ اور کہا عورتوں کے ایک گروہ نے کشاف میں لکھا ہے کہ پانچ عورتیں ملک ریّان کی خواصیں تھیں پاس بیٹھکر کہنے لگیں فِی الْمَدِیْنَۃِ شہر مصر کے ایک موضع میں کہ اُسے عین الشمس کہتے ہیں اور انکی تقریر کا مضمون یہ تھا کہ اِمْرَأَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ عزیز کی عورت یعنی زلیخا نے چاہا ہے اپنے غلام کو اُس کے نفس سے یعنی غلام سے درخواست کی ہے کہ اُسکا کام دے اور اُس کے نفسانی مطلب براری کرے بیشک پھاڑا ہے غلام نے اُس کا دل کا پردہ محبت کی جہت سے یعنی یُوسف علیہ السلام کی محبت اُس کے دل میں سما گئی ہے اور یہ اُسکی بڑی بیوقوفی بلکہ گمراہی اور ظاہری خطا ہے۔ کہ عزیز جیسے معزز خاوند کے موجود ہوتے ہوئے اپنے زر خرید غلام پر فریفتہ ہوئی۔ غرضکہ مصر کی اکثر بیبیاں باہم بیٹھ کر کوئی ازراہ تعجب اور کوئی ازروئے تمسخر باتیں ملاتی رہتی تھیں۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا پھر جب سنا بی بی زلیخا نے مکر اُن عورتوں کا یعنی وہ باتیں جو خفیہ کہتی تھیں بھیجا اُن کیطرف ایک آدمی اور یہ درخواست کی اُن کے بُلانے سے چلی آئیں +

لکھا ہے کہ بی بی زلیخا نے چالیس عورتیں بلائیں اُن میں وہ پانچ عورتیں بھی تھیں۔ جنہوں نے اپنی جگہ پر زلیخا کو ملامت کی تھی۔ جب یہ سب عورتیں زلیخا کے گھر آئیں تو اُنکے ساتھ تعظیم کی رسمیں ادا کیں اور ہر ایک کے لئے دیبا اور حریر کی جائے نشست مقرر کرکے لطیف تکیوں سے حسب مراتب مسندیں بچھائیں اور پاکیزہ کھانا اُن کے آگے رکھوا دیا۔ اور ہر ایک کو ان عورتوں میں سے ایک چھُری دی کہ گوشت کو کاٹ کاٹ کر نوش کریں۔ اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے۔ کہ زلیخا نے ہر ایک عورت کے لئے ایک آبدار کارد اور ایک خوشگوار ترنج طبق میں رکھکر حاضر کیا اور یوسفؑ کے پاس آکر اُس کو لباس فاخرہ پہنایا اور تاج مرصّع اُن کے سر مبارک پر رکھا اور کہا قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ کہا زلیخا نے اے یُوسفؑ آج میری ایک بات مان اور میری حاجت پوری کر حضرت یُوسف علیہ السلام نے کہا اے میری مخدومہ سوائے معصیت اور گنہگاری کے آپ کی فرمانبرداری مجھ پر لازم ہے زلیخا نے عورتوں کی ملامت کی کیفیت کا حال سُنایا۔ یُوسفؑ کا دل اُسکی منت اور سماجت سے نرم ہوا۔ غرضیکہ زلیخا بہر حال یوسفؑ کو لے آئی۔ **جامیؒ**

زخلوتخانہ آن گنج نہفتہ	برون آمد چو گلزار شگفتہ
زنانِ مصر کان گلزار دیدند	زگلزارش گلِ گلزار چیدند

بیک دیدار کار از دست شان رفت	زمام اختیار از دست شان رفت
ز زیبا شکل او حیران بماندند	ز حیرت چون تن بیجان بماندند

قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ جب دیکھا اُن عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بڑا پایا اُسے جمال اور حُسن میں اور یکبارگی سب عورتیں اُنکے دیدار کی شیفتہ ہوکر آپے سے باہر ہوگئیں اور اپنے تئیں بھول گئیں اور سب نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور اُس کا درد محسوس نہ ہوا۔ حقائق سلمی میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اس آیت سے اپنی محبت کا دعویٰ کرنیوالوں کو ملامت کرتا ہے۔ اے میری محبت کا دعوے کرنیوالو۔ تم دیکھو کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کے دیدار سے اس حال کو پہنچ جاتا ہی کہ ہاتھ کاٹ ڈالنے کے درد کی تمیز نہیں کرتا۔ تمکو بھی اپنے خالق کے جمال کا پرتو دیکھنے میں اگر کوئی بلا اور تکلیف پہونچے تو اپنا درد تم کو ہرگز محسوس نہ ہونا چاہئے۔ **بیت**

گر با تو دمے دست در آغوش توان کرد	بیداد تو سہل است فراموش توان کرد

القصہ مصر کی عورتیں بے خودی کی عالم سے جب ہوش میں آئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کرنے لگیں۔ کما ورد وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا کہنے لگیں پاک ہے ذات اللہ کی صفت عجز سے ایسا مخلوق پیدا کرنے میں مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ نہیں ہے یہ غلام آدمی اسواسطے کہ ایسا حسن وجمال آدمی کا نہیں ہوتا اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا

تو از سلالۂ سفلی ز آب و خاک زادی	کہ از قبیلۂ رُوحانیان حور نژادی

نہیں ہے یہ شخص مگر فرشتہ بزرگ خدا کے نزدیک اسواسطے کہ جمال اس زیبائی کے ساتھ کمال رعنائی کیساتھ اور اس درجہ کی عصمت خاصہ ملکیت ہے ؎

چو دیدندش کہ جز والا گہر نیست	برآمد بانگ ز ایشان کین بشر نیست
نہ چون آدم ز آب و گل سرشت است	ز بالا آمدہ قدسی فرشتست

اے میرے بھائیو اس میرے بیان سے کسی صاحب کے دلمیں یہ خلجان نہ گذرے اور یہ خیال نکلے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم از روئے حسن وجمال کے افضل تھے نہیں نہیں بلکہ ہمارے حضرت افضل الانبیا بہ نسبت دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہر ایک صفت میں افضل تھے۔ اگر حضرت علیہ السلام کے حسن وجمال کے باب میں لکھوں تو یہ کتاب ایک بڑا دفتر ہوجائے مگر میں تھوڑی سی تقریر اسجگہ اس باب میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جنہ

صاحب وسیط اپنے اسناد سے جابر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ اجمعین نے فرمایا کہ ایک روز جبرائیلؑ میرے پاس نازل ہوئے اور یہ بات کہی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے حبیب کریم علیک الصلوٰۃ والتسلیم میں نے یوسف علیہ السلام کے چہرے کا حسن کرسی کے نور سے ظہور دیا ہے اور تیرے حسن کا جلوہ نور عرش سے معزز کیا ہے وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحْسَنَ مِنْكَ حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا اور سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال تھا یوسف علیہ السلام کے جمال کو دیکھنے سے ہاتھ کٹ گئے اور کمال محمدی کے ظہور پر زناریں کٹ گئیں

از حسن روئے یوسف دست بریدہ سہل است	در پائے دلبر ما سرہا بریدہ باشند

مترجم کہتا ہے یہ امر یقینی ہے کہ حضرت یوسفؑ سے جناب حبیب رب العلمین صلے اللہ علیہ وآلہ اجمعین بہت حسین تھے۔ اسواسطے کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ کہ میرا بھائی یوسف پھیکا تھا اور میں نمکین ہوں اور ظاہر ہے کہ پھیکے حسن اور نمکین حسن میں کسقدر فرق ہوتا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی عورتیں بے نقاب اور آراستہ دیکھکر آپے سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوگئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ جناب حبیب کریم علیہ التسلیم ہنوز نقاب پدری میں تھے بے دیکھے آپکے مکہ کی بہت عورتوں نے اپنے گلے کاٹ ڈالے۔ یعنی نور محمدی صلعم کی بدولت حضرت عبداللہ جناب والد ماجد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے حسین تھے کہ جب مکہ کی عورتیں وصال سے مایوس ہوئیں تو بہت عورتوں نے اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کیا۔ چنانچہ فاطمہ بنت مر کی حکایت مشہور ہے۔ کہ اُس نے پہلے تو حضرت عبداللہ سے مواصلت کی تمنا کی اور انہوں نے پوری کی جب آپنے اپنی بی بی آمنہ کو سرفراز فرمایا اور نور محمدی رحم آمنہ میں منتقل ہوآیا تو حضرت عبداللہ کو فاطمہ بنت مر کی طرف رغبت پیدا ہوئی۔ اور اُس نے بے توجہی کر کے صاف کہدیا کہ اے عبداللہ میں نے اپنے علم کے زور سے پہچانا تھا کہ نور نبی آخر الزمانؐ تیری پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ اُسکی تمنا میں میں نے تجھ سے آرزوئے وصال کی تھی آج وُہ تیری پیشانی میں تاباں نہیں اسوجہ سے مجھے تمہاری وصال کا ارمان نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مکہ کی عورتوں کو حضرت عبداللہ سے جو فرط محبت تھی وہ نور محمدی کی بدولت تھی اور حضرت عبداللہ کے وصال سے مایوس ہوکر جن عورتوں نے اپنے تئیں ہلاک کیا۔ درحقیقت نور محمدی کے شوق میں اپنے تئیں ہلاک کیا وزیر شاعر لکھنوی نے اس مضمونکو کیا خوب موزوں کیا ہے

اپنے یوسفؑ کو مرے یوسفؐ سے تو نسبت نہ دے	اے زلیخا اُسپہ سر کٹتے ہیں اُس پر انگلیاں

حسن یوسف سے فزوں تر ہے رسول اللہ کا	وہ ہے نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
یا صاحب الجمال ویا سید البشر	من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ آپ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اور تعریف میں یہ شعر فرمایا ہے

لواحی زلیخا لورین جبینہ	لآثرن بالقطع القلوب علی الید
زنان مصر بہنگام جلوۂ یوسفؑ	زروی بیخودی از دست خویش ببریدند
مقرر است کہ دل پارہ پارہ میکردند	اگر جمال تو اے نور دیدہ می دیدند

اے میرے بھائیو! میں کہاں تھا اور کہاں جا پڑا۔ ع کجا بودا شہب کجا تاختم۔ شعر پنجابی

کیونکر تحمل ٹھلاں	جتنوں عشق اٹھائے واگاں ہو بیعذر نہ چلاں
واگ دلیدی ہتھ نہ میرے	

رجعنا الی المقصود۔ القصہ جب زلیخا نے عورتوں کی حیرت اور شیفتگی دیکھ لی تو کہا کما ورد قالت فذالکن الذی کہا زلیخا نے کہ یہ وہ شخص ہے کہ تم نے لُمتُنَّنی فیہ ملامت کی مجھے اسکی محبت میں اب تم نے جانا کہ میری محبت سچی اور حق بجانب ہے۔ لقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم بیشک میں نے چاہا کہ میری آرزو پوری کرے پس اُسنے اپنے تئیں بچا لیا اور مجھ پر نہ جھکا ولئن لم یفعل ما آمرہ لیسجنن ولیکونا من الصاغرین اور اگر وہ ایسا نہ کریگا جو کچھ میں اُسے حکم کرتی ہوں۔ کہ میری مراد پوری کرے تو ضرور ضرور قید کیا جائیگا اور البتہ ہوگا ذلیل ہونیوالوں میں سے یعنی قید خانہ میں داخل ہوگا۔ یوسفؑ نے جب یہ کلام سُنی تو اس جلسہ سے مُنہ پھیرا اور عورتیں اُن کے پیچھے باہر گئیں اس حیلہ سے کہ ہم جاکر اُسے فہمایش کرتی ہیں اور وہاں ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ اپنی طرف بلایا اور ہر ایک جُدا جُدا خواہشمند ہوئی۔ یوسف علیہ السلام نے اُنکی باتوں سے تنگ آکر قال رب السجن احب الیّ مما یدعوننی الیہ کہا اے رب میرے قید بہت دوست ہے مجھے اُس چیز سے جسکی طرف بلاتی ہیں مجھے کہ میں زلیخا کو خوش کروں یا انکی طرف مائل ہوں

عجب درماندہ ام درکار ایشان	مرا زندان بہ از دیدار ایشان
بہ از صد سال در زندان نشینم	کہ یکدم طلعت ایشان بہ بینم

اے میرے اللہ اگر تو مجکو ان عورتوں کے مکر اور فریب سے نہ بچائیگا اور اپنی عصمت کی پناہ میں لیگا تو شاید میرا نفس بھی اُن کی طرف میلان کر جائیگا۔ اور میں جاہلوں کے زمرہ سے ہو جاؤنگا فاستجاب

لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پس قبول کرلی دعا اوسکی اوسکے رب نے - پھر پھیردیا اوس سے كَيْدَهُنَّ مکر اُن کا بیشک وہ سننے والا ہے اوس کی دعا جو اوسکی پناہ لے جاننے والا ہے اوس کا حال جو سب سے دور بھاگے - لکھا ہے کہ جب عورتیں یوسف علیہ السلام سے مایوس ہوئیں تو زلیخا سے بولیں کہ صلاح یہ ہے کہ اسے دو تین دن قید کیا جائے شاید کہ تکلیف کے سبب یہ رم خوردہ آہو رام ہو جائے اور راحت اور نعمت کی قدر جان کر تیرا کہا مان لے ؎

چو کورہ ساز زنداں را بد و گرم	بود زاں کورہ گرد د آہنش نرم

زلیخا نے یہ بات مان لی اور عزیز کے پاس آکر کہنے لگی کہ اس عبری غلام کے سبب سے میں بدنام ہوئی ہوں اور میری طبیعت کو اوس سے خدمت لینے سے نفرت ہو گئی ہے صلاح یہ ہے کہ اسے قید خانہ میں بھیجدے تا کہ لوگ یہ گمان کریں کہ وہ گنہگار ہے اور میں ملامت سے بچوں - عزیز نے یہ بات قبول کرلی حکم کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں لیجاؤ - لوگ لے گئے اور زنداں کو اس سرو قامت گلرخسار کے سبب رشک گلستان بنایا ؎

چو آں زندہ در زنداں درآمد	بجسم مردہ گوئی جاں درآمد
دراں محنت سرا افتادہ جوشے	برآمد زاں گرفتاراں خروشے

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ اور اتفاقاً جس روز حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں بھیجے گئے تھے - اسی روز دو جوان ایک ساقی اور دوسرا باورچی بادشاہ ریان کے ملازموں میں سے بعلت زہر خورانی کے قید خانہ میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں قیدیوں کی خبرگیری کرتے اور ان کی خوابوں کی تعبیر کرتے - یہاں تک کہ ایک دن ان دونوں قیدیوں نے بھی خواب دیکھی بعض کہتے ہیں کہ ساقی نے خواب دیکھا اور باورچی نے نہیں - یا ہر دو میں سے کسی نے خواب نہیں دیکھا - فقط یوسف علیہ السلام کے امتحان کرنے کو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے ساقی تو تین دن اور قید رہکر چھوٹ جائیگا اور اپنا اصلی عہدہ اور منصب پاکر اپنے مربی کو شراب پلائیگا - دوسرے کو کہا اے باورچی تو سولی پر لٹکایا جائیگا اور تیرے بدن کا گوشت چرند و پرند کھائینگے جب دونوں نے خواب کی تعبیر سنی تو آپس میں کہا کہ ہم نے جھوٹ کہا تھا اور کچھ بھی خواب نہیں دیکھا گیا تھا - صرف آپ کا امتحان ہی تھا - حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مَا وَرَدَ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ حکم کر دیا گیا ہے اور محکم کر دیا گیا - کام اس خواب کا کہ تم نے اس میں تاویل پوچھی - اور جو کچھ میں نے کہدیا ہے اس میں ہرگز خلاف نہ ہوگا - وَقَالَ

اور کہا یوسف علیہ السلام نے لِلَّذِیْ ظَنَّ اُس شخص کیواسطے جسے جانا کہ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا۔ وہ قتل اور قید سے نجات پالیگا۔ ان دونوں میں سے یعنی ساقی سے اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ یاد کرنا مجھ اپنے مربّی کے پاس یعنے میری بے گناہی کا حال بادشاہ سے عرض کرنا کہ مجھ کو اس محنت سے چھوڑائے ۵

بگو ہست اندر آن زندان غریبے
زعدل شاہ دوران بے نصیبے
چنینش بگیبہ مپسند رنجور
کہ ہست این از طریق معدلت دور

تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب تین روز گذرے تو بادشاہ نے ایک آدمی بھیجا کہ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ باورچی خطاکار ہے۔ اور اُسکی خیانت ثابت ہوئی ہے۔ اس واسطے اسکو سولی دی گئی اور جانور اُس کے کاسہ سر سے آنکھیں لیگئے۔ اور ساقی کی بیجرمی اور امانت ثابت ہوئی اسواسطے اُس کو وہی منصب عنایت کیا گیا۔ مگر ساقی جب منصب تقرب پر پہونچا اور جاہ و دولت کے ساغر سے سرمست ہوا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام کے حال سے بالکل غافل ہو گیا۔ کہ ورد فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ۔ پس بھلا دیا اُسے شیطان نے یوسف علیہ السلام کو اپنے مربّی کے سامنے یاد کرنا تو رہا یوسف قید خانہ میں کئی برس۔ بضع ایک عدد مبہم ہے تین اور نو کے درمیان۔ مفسّرین کا قول ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسفؑ قید خانہ میں سات برس رہے اور یہ مشہور بات ہے کہ اول سے آخر تک بارہ برس قید میں رہے معالم التنزیل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل قید خانہ میں آئے تو یوسف علیہ السلام نے انہیں پہچانا اور کہا کہ اے بھائی کیا ہے کہ میں تمکو گنہگاروں کے گھر میں دیکھتا ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے طاہروں کے طاہر حضرت رب العالمین تجھے سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم کو شرم نہیں آئی کہ آدمی کو اپنی خلاصی کا سبب جانتے ہو اور اُس سے سفارش چاہتے ہو۔ مجکو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تجھے کئی برس قید میں رکھونگا۔ نظم

یاری از من جو نہ از خیل و سپاہ
ہر کرا دور افگنم ابتر شود
راز با من گو و نے از میر و شاہ
پس بزاہی آنکہ دیدار او معین
ہر کرا یاری کنم برتر شود
مانند یوسف حبس در بضع سنین
گرچہ تقصیر آمد از ابر و سحاب
تا تو یاری خواہی از ریگ و سراب

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے جبرئیل میرا خدا میرے اس حال میں مجھ سے راضی ہے یا نہیں

جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں تجھ سے راضی ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اذاً لا ابالی یعنے اب کہ وہ مجھ سے راضی ہے تو ہیں کچھ باک نہیں رکھتا۔ مگر جب تکلیف کی مدت تمام ہوئی تو بادشاہ ریان نے ایک مہیب خواب دیکھی اس خواب کا قصہ قرآن مجید کی تفسیروں میں موجود اور عام و خاص کو معلوم ہے اس بیان سے بحث نصر بڑھ جاتی ہے اسواسطے اس کلام کو یہاں ہی چھوڑ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے نجات پانیکی طرف توجہ کرتا ہوں اور اپنے اصلی مطلب کو لکھتا ہوں قال اللہ تعالیٰ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي اور کہا مصر کے بادشاہ نے کہ لاؤ یوسف کو میرے پاس تا کہ خاص کروں میں اُسے اپنے ہی لئے اور ملک کے کاموں کا اُسے حکم کردوں۔ تیسیر میں لکھا ہے کہ ستر چوبدار اور ستر آراستہ سواریوں اور ستر بادشاہانہ لباس اور تاجوں سمیت قید خانہ میں بھیجے وہ کمال درجہ کی تعظیم کیسا تھ حضرت یوسف کو بارگاہ سلطانی میں لیگئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ یوسف علیہ السلام جب قید خانہ سے باہر چلے تو قیدی جو اُن کے دیدار سے خوش تھے چیخیں مار مار کر رونے لگے یوسف نے انکی دلنوازی کرکے انکے حق میں دعا فرمائی اللھم اعطف علیھم قلوب الاخیار و قصر علیھم الکثر جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے پاس پہونچے تو بادشاہ نے اُن کا اعزاز و اکرام کرکے استقبال کیا

زقرب مقدمش چون شہ خبر یافت	باستقبال او چون بخت بشتافت
کشیدش در کنار خویشتن تنگ	چو سرو گل رخ و شمشاد گلرنگ
بہ پہلوئی خودش بر تخت بنشاند	بپرسشہائی خوش باد سخن راند

فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۔ پھر جب بادشاہ نے اُنسے بات کی اور اپنی خواب کی تعبیر پوچھی اور جواب دلپذیر پایا تو بادشاہ نے کہا کہ اے یوسف آج کے دن ہمارے پاس صاحب جاہ و قدر یعنی مرتبے والا امین جانا گیا ہے۔ سب چیزوں پر منصبوں میں سے جس منصب کی خواہش ہو مانگو جو کچھ آرزو تمہارے دل میں ہو کہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے بادشاہ مجھے زمین مصر کے خزانوں پر حاکم کردے۔ یعنی ولایت مصر سے جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوتا ہے مجھے اُسکا خازن بنادے۔ انشاء اللہ میں اُسکا حفاظت کرنیوالا اور احتیاط سے رکھنیوالے ہونگا۔ کوئی اسمیں سے ضائع اور بیوجہ خرچ نہ کرونگا اور میں ملک کی مصلحت تدبیر جاننے والا ہوں اور ملکی انتظام اصلاح سے خالی نہوگا اور علم سیاق میں کامل مہارت رکھتا ہوں اور جس زبان کا آدمی ہو میں اُسکی زبان سمجھنے والا ہوں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ بادشاہ

نے سونے کا ایک تخت جسمیں انواع واقسام کے جواہر لگے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے واسطے مقرر کرکے تاج جواہر سے چمکتا ہوا اُن کے سر پر رکھا۔ اور کنجیاں خزانوں کی اُنکو دیں اور سلطنت کا مختار کر دیا ✤

رجعنا الی المقصود۔ اے ہمارے اللہ ہم عاجز بندوں کے لئے بھی تین حبس مقرر ہیں ایک تو ماں کے پیٹ کا حبس جسمیں نو مہینے تک ہر انسان کو محبوس رہنا پڑتا ہے۔ دوم گہوارہ کا حبس سوم قبر کی اندھیری کوٹھڑی کا حبس ماں کے پیٹ میں تیرے احسن الخالقین کی صفت سے بحکم وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ حسن صورت کی خلقت پاکر اس دار میں نمودار ہوئے اور گہوارگی کے حبس میں بمقتضائے وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ عمدہ غذائیں کھا کر تربیت پائی الٰہی اگر لحد کے تنگ جیلخانہ میں بحکم فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ آسایش اور آرام اور راحت پائیں تو تیرے کرم اور فضل سے بعید نہیں ✤

نقل ہے کہ شیخ ابو علی رودباری نے عالم دنیا سے سفر کرتے وقت آنکھ کھولکر اپنے مریدوں کی طرف دیکھا۔ مریدوں نے شیخ سے پوچھا کہ اس نازک حالت میں آپ کس حال میں ہیں۔ فرمایا کہ آٹھوں بہشت کے دروازے میرے داخل ہونے کے لئے کھول رکھے ہیں اور بہشت کی حوریں بہشتی لباس ہاتھ میں لیکر میری خدمت کیلئے منتظر کھڑی ہیں۔ مریدوں نے عرض کی یا شیخ آپنے اُن کو کیا کہا۔ فرمایا میں نے اُن کو دیا ہے کہ تم سب اپنا اپنا کام دیکھو کہ میں روزہ دار آدمی ہوں جب تک عید کے چاند کی رویت نہ ہولیگی تب تک میں روزہ نہیں افطار کرونگا۔ مریدوں نے کہا کہ اے شیخ آپ کی عید کب ہوگی۔ فرمایا کہ جب اپنے پیارے دوست کا وصال پاؤنگا اور اسکی رضا اور لقا کی سعادت سے مشرف ہوجاؤنگا۔ الٰہی اپنے کمال کرم سے مجھ گنہگار بدکردار اور میرے احباب کو بھی اس بے انتہا دولت پر فائز کرکے اپنے وصال کے مائدہ پر بٹھا اور اپنے جمال کا مشاہدہ دکھادے۔ مولانا معنوی کی مثنوی سے المناجات۔

یا غیاث المستغیثین اھدنا	لا افتخار بالعلوم و الغنا
لا تزغ قلبا ھدیت بالکرم	واصرف السوء الذی خط القلم
بگذران از جان ما سوء القضا	وامبرما را ز اخوان صفا۔
تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست	بے پناہت غیر پیچاپیچ نیست۔
رحم بر وے کن کہ روئے تو بدید	فرقت تلخ تو چون خواہد کشید۔

صد ہزاران مرگ تلخ اے خوب رو — نیست مانند فراق روئے تو
یا الٰہی سکرت ابصارنا — فاعف عنا اثقلت اوزارنا
یا خفیا قد ملأت الخافقین — قد علوت فوق نور المشرقین
انت سر کاشف اسرارنا — انت فجر مفجر انہارنا
یا خفی الذات محسوس العطا — انت کالماء و نحن کالرحا
انت کالریح و نحن کالغبار — تختفی الریح وغبرہا جہار
تو بہاری ما چو باغ سبز خوش — او نہان و آشکارا بخشش
تو چو جانی ما مثال دست و پا — قبض و بسط دست از جان شد روا
تو چو عقلی ما مثال این زبان — این زبان از عقل دارد این بیان
اے برون از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من
ربنا انا ظلمنا سہو رفت — رحمتے کن اے رتیبہات رفت
دستگیر از دست ما ما را بخر — پردہ را بردار و پردۂ ما مدر
منگر اندر ما مکن در ما نظر — اندر اکرام و سخائے خود نگر
چون عنایاتت بود با ما مقیم — کے بود بیمے ازان دیو رجیم

اے عظیم از ما گناہان عظیم !
تو توانی عفو کردن در حریم

تمام شد کتاب

مخزنِ عظیم حصہ اول

۱۹۶۱ء

بقلم …شاہ کاتب الٰہی - لاہور - دروازہ شیرانوالہ

حصہ دوم

رکن سوم

المجلس الثانی

من الارکان الخمسۃ فی فضیلۃ الرمضان المبارک و رعایۃ حقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الاول فی الفاظ الحدیث اما بعد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی روایۃ ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جہنم وصفدت الشیاطین فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھلجاتے ہیں اور ایک روایت میں جنّت کے دروازے اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور سب شیاطین قید ہوجاتے ہیں۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے اور راوی اس حدیث کا ابوہریرہ ہے۔ **ف** اس حدیث سے اگر ظاہر معنے مراد لیویں تو کچھہ بڑا فائدہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ انسان جب تک دُنیا میں ہے۔ اُسکو آسمان پر چڑھنا میسّر نہیں ہوسکتا۔ اور نہ بہشت اور دوزخ میں داخل ہوسکتا ہے پھر دروازوں کے کھلنے اور بند ہونیسے انسان کو کیا فائدہ ہوا ہاں اگر یوں کہیں کہ جو شخص صلحا ایمان والوں سے مرجاتا ہے توجب دروازے جنّت کے اُسکے لئے کھلجاتے ہیں تو اُس کو جنّت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہے۔ بہ نسبت اُس کے کہ دروازے کھلنے سے پہلے آتی تھی اور جب کوئی گنہگار مرجاتا ہے تو اگر دروازے دوزخ کے بند ہوتے ہیں تو اُس کو اُس کی گرمی اور لپٹ اتنی نہیں آتی جتنی گرمی اور لپٹ بند ہونیسے پہلے آتی تھی۔ تو یہ معنی بعید ہیں۔ اس واسطے کہ یہہ مضمون صرف واسطے آدمیوں کی ترغیب کے ہے جو اُن کو حکم ہوا ہے ماہ رمضان کے روزوں کا

اور اُن کو حرص دلانی کس وجہ سے ہے تا کہ روزے کیواسطے تیار ہوجاویں اور گویا جنّت کے
دروازے اُنکے لئے کھل گئے اور دوزخ کے دروازے اُن کے اُوپر بند ہوگئے اب کوئی تاویل ایسی
کرنی چاہئے کہ حدیث کے معنی ٹھیک ہوجائیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ کھلنا آسمان کے دروازوں کا
اشارہ ہے رحمت کے پے درپے آنیکا۔ اور پے درپے عبادت کے اُوپر چڑھنے کا اسواسطے کہ جب
دروازہ کھلا ہوتا ہے تو جو اُس کے اندر ہے نکل آتا ہے اور جو باہر ہوتا ہے وُہ فوراً داخل ہوجاتا ہی
اور اس حدیث کی تاویل کے لئے وُہ حدیث کافی ہے جو ایک روایت میں آیا ہے وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ
الرَّحْمَۃِ کھل جاتے ہیں دروازے رحمت کے وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ اُن امور کے حاصل ہونی
کیطرف اشارہ ہے جو جنت میں پہنچا دیں یعنے ہر قسم کی عبادتیں۔ اور بند ہونا دوزخ کے دروازو
کا اشارہ ہے اُن امور کے دُور ہونیکا جو دوزخ میں داخل کردیتے ہیں یعنی ہر قسم کے گناہ اسواسطے
کہ روزہ دار ایسے کبائر گناہوں سے بچتا ہے جنکے اندر اصرار یعنی اَڑ کرنی صغیرہ گناہوں کی
بھی داخل ہے۔ سو روزہ کی برکت سے اُس کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ کما ورد فی الحدیث
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوۃُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی
رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ اِنِ اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک بیچ کے گناہونکو مٹا دیتی
ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔ اور شیاطین کے قید ہونیسے مراد وہی ظاہری کے
معنے پر محمول ہے کہ شیاطین واسطے تعظیم اس مہینہ کے قید ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت
کے لئے عقلی دلیل یہ ہے کہ اکثر لوگ گناہوں میں پھنسے ہُوئے اس مہینے میں گناہوں اور بدیوں
سے بچنے لگتے ہیں باوجودیکہ گناہوں کے بڑے حریص ہوتے ہیں اور اکثر لوگ نماز پڑھنی
شروع کردیتے ہیں۔ باوجودیکہ نماز میں کمال سستی کرتے تھے اور وعظ و نصیحت سُننے اور قرآن
کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتے ہیں۔ مگر بعض فاسق جو اس مبارک مہینے میں اپنے فسق سے ذرہ
باز نہیں آتے بلکہ دیانتک گناہوں میں پھنسے رہتے ہیں کہ اگر ایک قسم کے گناہ کی ترک کرتے
ہیں تو دوسری قسم میں شروع ہوجاتے ہیں سو یہ اثر اس خباثت کا ہی جو اُنکے دلوں میں
وساوس شیطانی باقی ہیں۔ اور بعض علمانے کہا ہے کہ یہ مجاز ہے اصل روزہ داروں کے دل
شیطانی وسوسہ قبول کرنے سے باز رہتے ہیں۔ اسواسطے کہ جب رمضان آتا ہے تو آدمی روزہ
میں مشغول ہوجاتے ہیں تب اُنکی قوت جنونی اور طاقت بہیمی جو باعث شہوت اور غضب کی ہوکر

ہر قسم کے فسق اور فجور کیطرف لیجاتی تھی ضعیف ہو جاتی ہے اور انکی قوت عقلیہ پیدا ہو کر طاعات کی طرف بلاتی ہے اور منکرات سے منع کرتی ہے پھر ان کو روزمرہ کی مقررہ عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کے منکرات سے بیزار کردیتی ہے پھر وہ ایسے ہو جاتے ہیں گویا ان کے لئے بہشت کے دروازے کھل گئے اور دوزخ کے دروازے بند ہو گئے۔ اور ان پر شیطانوں کا تسلط جاتا رہا اور وہ آزادوں میں ہو گئے۔ **کما ورد** عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ فِیْ كُلِّ لَیْلَةٍ۔ الحدیث جیسا کہ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید ہو جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو کر کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا۔ اور دروازے بہشت کے کھل جاتے ہیں سو انمیں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ پھر منادی پکارتا ہے کہ اے طالب خیر کے ادھر آ۔ اور اے بدی کے بڑھنیوالے شر سے بس کر اور رمضان اللہ کے آزاد کئے آگ سے بہت ہیں اور یہ ہر شب میں ہوتی ہے ✤ **ف** اگرچہ اس حدیث کی تاویل معلوم ہو گئی تھی۔ لیکن اسمیں کچھ لفظ زیادہ ہیں ان سب کا بیان کرنا بھی ضرور چاہئے۔ وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں پکارتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اے خیر کے طالب یہاں آؤ ثواب لو۔ یہ ایسا شریف وقت ہے کہ تھوڑی سی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا۔ اور اے شر کے طالب بدی سے باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بہت بندے روزہ داروں کو آگ سے آزاد کرتا ہے اور ان کے پچھلے گناہ اس کے مہینے کی برکت سے معاف کرتا ہے۔ کما ورد مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ط جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا جس نے رمضان کے روزے رکھے واسطے ایمان اور ثواب کے تو اس کے تمام گناہ معاف ہوئے ✤

مؤلف۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے رمضان کے روزے اسکی حقیقت اور فرضیت تصدیق کر کے اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنے کے لئے رکھے نہ کسی شخص کے خوف سے اور نہ کسی کے حیالاج سے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہونگے۔ اور یہ پکار رمضان کی راتوں میں سے ہر ہر رات کو ہوتی ہے۔ والیٰ ذٰلك روی عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام قال

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور ابو امامہ باہلی سے روایت ہو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک روز واسطے خدا کے روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اُسکے بیچ میں ایسی چوڑی خندق کر دیگا جیسے بیچ آسمان اور زمین کے تفاوت ہے۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ مِنَ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔ روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک دن کا روزہ واسطے اللہ کے رکھا تو اللہ اُس کے چہرہ کو آگ کی ستر برس کی راہ پر دُور کر دے گا ✤ **مؤلف** اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے ایک دن کا روزہ واسطے اللہ کے اور اُسکی رضامندی کے لئے رکھا۔ اُسکو اللہ تعالیٰ آگ سے نجات بخشیگا۔ جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں بُعد یعنی دُوری کو بطور تمثیل کے بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووے اسواسطے کہ جو شخص ایک چیز سے اسقدر دُور مسافت پر ہو تو وُہ چیز اُس تک ہرگز نہیں پہونچیگی اور خریف سے مراد سال ہے۔ جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا۔ اور فصول وغیرہ کو چھوڑ کر خریف کیساتھ اسواسطے بیان فرمایا کہ اُسوقت میں پھل پکنے اور عیش فراخ ہوتا ہے ✤

وایضاً عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ۔ روایت ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر ایک بنی آدم کے حسنات دس گنے بڑھتے ہیں اور دس سے سات گُنا تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ کے سوا کیونکہ روزہ میرے واسطے ہے۔ مَیں ہی اُسکا بدلہ ہوں اُسکی جزا جانتا ہوں بذات خود دُونگا۔ اور غیر اپنے کی طرف اُسکو نہ سونپونگا کیونکہ وُہ اپنی شہوت کھانا پینا میرے واسطے ترک کرتا ہے یعنی بسبب امر میرے کے اور بقصد رضامندی میری کے ✤ **مؤلف** یعنے ہر ایک عبادت اور خیر اُلکہ بدون ریا اور نفاق کے ہو تو

کم از کم اُسکا اجر عبادت کرنیوالے کو دس گنا عطا ہوگا۔ کما ورد مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے جو لاوے بھلائی اُس کے واسطے ہے اُس سے دس گنا اور کبھی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑھجاتی ہے۔ کما ورد فی قولہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مثال اُنکی قرآن شریف میں جو خرچ کرتے ہیں اپنے اللہ کی راہ میں یعنے غازیوں اور مجاہدوں اور مسکینوں اور یتیموں کی امداد کرتے ہیں اُسکی مثال ایک دانہ کی ہے کہ اچھی زمین میں اُسے بوئیں اور وہ زمین دانہ اُگائے سات بالیاں اسطرح کہ سات شاخیں اُسکی جڑ سے پھوٹیں اور ہر شاخ پر ایک بالی ہو بیچ ہر بالی کے سو دانے کہ ایک سے سو دانے حاصل ہوئے ہوں اور اللہ زیادہ کرتا ہے اس سات سو کو ساتھ سات ہزار کے بلکہ اور بہت بخشنے والا ہے کہ ایک سے سات سو اور زیادہ دیتا ہے اور جاننے والا ہے خرچ والوں کو اور اُن کے قصد اور نیتوں کو۔ اس مثال سے زیادتی کی صورت بناتا ہے اور تصدق کے دینے والوں کو رغبت دلاتا ہے۔ کہ جب اجر کا خیال کریں کہ ایک کا بدلہ سات سو ہے تو ہمیشہ صدقہ دینے میں مشغول رہیں ؎

آنکہ بشارت بجودت مے دہد	دانہ یکے ہفتصدت مے دہد
دانہ بابنازئی شیطان مکار	تا زیکے ہفتصد آید بہار

اے میرے بھائیو! روزہ کے ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں۔ کیونکہ روزہ بدوں صبر کے پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ صبر کرنیوالوں کو ملتا ہی اُن کا اجر بے گنت پھر صبر اگرچہ سوا روزہ کے اور عبادات میں بھی ہوتا ہے لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہے جو اور عبادات میں ہوتا ہے اس لئے کہ صبر تین طرح پر ہے ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر دُوسرا صبر اللہ تعالیٰ کے محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں تینوں قسموں کا صبر موجود ہے اسواسطے کہ روزہ میں صبر ہے اُن طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہیں مثلاً تراویحوں کا پڑھنا اور ہذیانات اور ہفوات سے زبان کو بند کرنا وغیرہ اُن شہیدوں کو۔ جو اُس پر حرام ہیں اور اس الم پر جسم ہے جو بھوک لگتی ہے اور پیاس کی گرمی ہوتی ہے اور بدن ناتوان ہوتا ہے۔ کیونکہ روزہ دار کا بدن بسبب فاقہ کے دُبلا اور کمزور ہوجاتا ہے اور واسطے طلبگاری مرضی الٰہی کے ہلاکت میں پڑتا ہے۔ اور اسی کیطرف اشارہ ہے جو حدیث میں مذکور ہے کہ اپنی شہوت اور کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے

اور یہ بھی ہے کہ روزہ دار اپنی جان کو کھانے اور پینے اور جماع سے روک کر خوگیر صفات الٰہی کا ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ ان سب امور سے پاک ہے اور چونکہ روزہ میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنی ذات پاک سے خاص کیا اور روزہ کے ثواب کا اپنی ذات سے ذمہ دار ہوا اور کسی کے حوالہ نہ کیا پھر روزہ دار کو اپنی درگاہ سے اتنا اجر عطا کیا جسکی انتہا اور شمار نہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ روزہ ایک راز ہے اللہ اور بندے کے بیچ میں کہ بندہ کہنے اسکو خالص واسطے اللہ کے اور واسطے اُسکی رضامندی کے ادا کیا ہو اس کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ اور نیت اور امساک کا نام ہے یہاں تک راز کی بات ہے کہ کہتے ہیں کہ کراماً کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اُسکو لکھتے ہیں بخلاف دیگر عبادات کے اس لئے کہ اور عبادات کو وہ بھی سوا اللہ تعالیٰ کے جان جاتے ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کو نہیں ہوتی اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی مقدس ذات سے خاص کرلیا اور آپ ہی اُس کے ثواب کا ذمہ دار ہوا کسی دوسرے کے حوالہ نہ کیا گویا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَلَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ غَیْرِیْ روزہ میرے لئے ہے سوا میرے اور کوئی مطلع نہیں ہوتا تو اب میں ہی اُس کے ثواب کا ذمہ دار ہوں اور کسی دوسرے پر حوالہ نہیں کرتا ہوں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ سخی جب یہ کہے کہ میں آپ اُس کے ثواب کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہے کہ وہ عوض نہایت عظیم اور کثیر ہو ایسا کہ گنتی اور شمار میں نہ آوے اور نہ حساب میں سماوے قولہ علیہ السلام وَلِلصَّائِمِیْنَ فَرْحَتَانِ الخ یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کھولتے ہوئے اور ایک خوشی خدا کے دیدار کے وقت۔ اور مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو دو دفعہ سرور ہوتا ہے۔ کیونکہ لفظ فرحۃ کا ایکبار کے معنوں میں فرح سے مشتق ہے اور فرح سرور کو کہتے ہیں اور سرور پروردگار کی ملاقات پر اس بات کا ہے کہ ثواب روزہ کا دفعتہً جمع کیا ہوا اللہ تعالیٰ کے پاس سے پاویگا اس لئے کہ جسنے اپنا کھانا پینا اور شہوت اپنے خدا کی فرمانبرداری اور رضامندی کے لئے چھوڑ دئے تو خدا تعالیٰ اُسے عوض بہتر عطا کریگا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے کوئی نیکی اُس کو پاؤ گے اللہ کے پاس سے بہتر اُس سے ۔

روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن دسترخوان عرش کے تلے چُنا جاویگا اُسپر بیٹھ کر نعمائے الٰہی نوش جان فرمائیں گے اور دیگر لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہونگے وہ لوگ جو حساب کی کشمکش میں پھنسے ہوئے ہونگے۔ ان کو دیکھکر یہ کہیں گے یہ کون لوگ ہیں۔ جو کھانا

کھاتے ہیں اور ہم بیچارے حساب ہی میں پکڑے ہوئے ہیں بارگاہ الٰہی سے اُنکو جواب ملیگا۔ یہ لوگ روزہ رکھتے تھے اور تم روزہ خور تھے اسی کھانے کی طرف مولنٰا معنوی نے مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ہے

نظم

لب فروبند از طعام و از شراب　سوئے خوان آسمانی کن شتاب　این دہان بستی دہانے باز شد
کو خورندہ لقمہ ہائے راز شد　زین خورشہا اندک اندک باز بُر　کین غذائے خر بود نہ زآن خورد
تا غذائے اصل را قابل شوی　لقمہ ہائے نور را آکل شوی　آن طعام اللہ قوتِ خوشگوار
بر جہان بحر چو کشتی شو سوار

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول کرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے ایک دروازہ کا نام ریّان ہے اُس دروازے سے خاص روزہ دار ہی داخل ہونگے۔ اور روزہ داروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے بہت رکھتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے جو بھوک پیاس کی شدّت اُٹھائی تو ایسے دروازے سے خاص ہوئے کہ جسمیں تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونے کے لئے ہے اور افطار کے وقت سرور اس لئے ہوتا ہے کہ آدمی کا جی بطور عادت کے اپنی مناسبات کھانے پینے جماع کی طرف متوجہ رہتا ہے جب اُسکو ان باتوں سے کسی وقت روک دیا جاوے پھر دوسرے وقت میں اُسکو اجازت ملجائے تو پھر وہ خود بخود خوش ہوجاتا ہے۔ خاصکر جب اُسکو بہت حاجت وامنگیر ہووے کیونکہ بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے پیاس کا زور ہوتا ہے اور دل کو اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہے کما یشعر بھذا ماروی عن عمر انہ علیہ السلام کان اذا افطر یقول ذھب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ تعالیٰ جیساکہ ابن عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام افطار کیوقت فرمایا کرتے تھے پیاس بجھ گئی اور رگیں تازہ ہوگئیں اور ثواب ہوگیا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ روزہ دار پر بندھے کے دن حرام کردیا ہے کہ ان شہوات کو عمل میں لاویں یعنے کھانا پینا جماع وغیرہ شہوات نفسانیہ جو روزہ میں ممنوع اللہ ہیں روزہ دار پر اُن کا عمل حرام کردیا ہے لیکن انکو اجازت ہے کہ رات کیوقت ان منہیہ چیزوں کو عمل میں لاوے بلکہ رات آتے ہی یعنے سورج کے ڈوبتے ہی جلدی سے افطار کرنا اور سحری کا تاخیر کرکے آخر شب میں کھانا فقہا کے نزدیک مستحب ہے۔ کما ورد عن ابی ذر انہ علیہ السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر جیساکہ ابوذرؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت ہمیشہ بھلائی پر رہیگی جب تک سحری کھانے میں تاخیر اور افطار کرنے میں تعجیل کرینگے اور نیز ایک روایت میں وارد ہوا ہے

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ عِبَادِہٖ اِلَیْہِ اَعْجَلُھُمْ فِطْرًا

کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے سحری کھانیوالوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور بہت پیارے بندے اللہ کے وُہ ہیں جو روزہ کو جلدی افطار کرتے ہیں۔حاصل کلام کا یہ ہے کہ روزہ دار اپنی شہوات دن کے وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت کے لئے ترک کرتا ہے اور رات کے وقت اپنی شہوات کو واسطے قربت اور طاعت الٰہی کے عمل میں لاتا ہے۔سو اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے ترک کرتا ہے اور اسی کے حکم ہی سے اختیار کرتا ہے۔پس وہ روزہ دار دونوں حال میں اللہ کا فرمانبردار ہے۔کیونکہ مومن روزہ دار نے جب دیکھا کہ خوشنودی میرے مالک کی شہوات کے ترک کرنے میں ہے تو خوشنودی اپنے صاحب کی اپنی ہوا وہوس پر مقدم رکھی تو اُسکو واسطے خدا کے شہوات ترک کرنے میں زیادہ لذت ہے بہ نسبت لذت شہوات برتنے کے بلکہ اس کو شہوات کا عمل کرنا خلوت میں زیادہ تر مکروہ معلوم ہوگا بہ نسبت تکلیف کی چوٹ کھانے کے کیونکہ جانتا ہے کہ روزہ میں کھانا میرے مالک کو ناپسند ہے پس اُس کو لذت اُسی بات میں ہوگی جسمیں اُسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وُہ بات اُسکی خواہش کے برخلاف ہو اور اُسکو رنج اور تکلیف اسی بات میں ہوگی جسکو اُسکا مولیٰ ناپسند کرے اگرچہ وُہ بات اُسکی خواہش کے برخلاف ہو اور اسکو رنج وتکلیف اُسی بات میں ہوگی جس کو اُسکا مولیٰ ناپسند کرے اگرچہ وہ بات اُس کے مطلب کی ہو جب مومن کا یہ حال ان محرمات میں ہے کہ روزہ کے سبب سے ممنوع ہیں جیسے کھانا پینا اور جماع تو لائق ہے کہ یہ حالت زیادہ تر ہووے اُن امور میں جو مطلقاً حرام ہیں جیسے زنا اور شراب خواری اور کسی کا مال ناحق لینا اور کسی کی بے آبروئی کرنا کیونکہ یہ تمام اعمال ایسے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُنسے ہر وقت ہر جگہ بیزار ہوتا ہے جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے تو ان سکو چوٹ کھانیکی تکلیف سے بدتر جانتا ہے پھر مومن روزہ دار عین روزہ میں چونکہ یہ حال جانتا ہے کہ میرا رب میرے حال سے خلوت میں بھی خبردار ہے اور میرے اوپر تمام شہوات کا عمل کرنا جنکی طرف دلکو رغبت ہی حرام کردیا ہے تو یہ اپنے رب کی فرمانبرداری اور اسکے عذاب کے خوف سے اور ثواب کی رغبت سے اسکے حکم پر عمل کرتا ہے اور نہی سے بچتا ہے جب مومن روزہ دار اس صفت سے موصوف ہوتا ہے تو اسی لئے اُس روزہ دار کا سونا عبادات میں شمار کیا جاتا ہے کما ورد فی الحدیث نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَۃٌ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے قال ابو العالیۃ اَلصَّائِمُ فِی الْعِبَادَۃِ مَالَمْ یَغْتَبْ وَاِنْ کَانَ نَائِمًا عَلٰی فِرَاشِہٖ حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ روزہ دار جب تک کسی کی غیبت نہ کرے عبادت میں ہے اگرچہ اپنے بچھونے پر سوتا ہے پس اس حدیث نبویؐ اور ابو العالیہ کے قول سے

صریح ثابت ہوا کہ روزہ دار رات دن عبادت الٰہی میں ہوتا ہے قولہ علیہ السلام لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ البتہ روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پسندیدہ تر ہے سمجھنا چاہئے کہ خلوت بضم خا معجمہ کے اُس بُو کو کہتے ہیں جو روزہ دار کے مُنہ میں معدہ میں سے بخارات چڑھکر پیدا ہو جاتی ہے جب معدہ کھانے پینے سے خالی ہو جاتا ہے تب یہ بُو روزہ دار کے مُنہ سے پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ وُہ بُو آدمیوں کو ناپسند ہو پر اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پسندیدہ ہے اس لئے کہ وُہ بُو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پیدا ہوئی تھی اسیواسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اس بُو کا باقی رکھنا مستحب ہے اور مسواک سے اُسکا دور کرنا مکروہ ہے برخلاف اُس بُو کے جو فا میں بدوں روزہ کے پیدا ہو جائے اسواسطے کہ اُسکا دور کرنا مسواک سے لازم ہوتا ہے بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اطاعت بجالائے اور اسکی رضامندی طلب کرے اسمیں اگرچہ آثار آدمیوں کے خلاف طبع اور ناپسندیدہ پیدا ہو جائیں تو وہ آثار اللہ تعالیٰ کو ناپسند نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور پاکیزہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن آثار کو آخرت میں مشک سے زیادہ تر پاکیزہ کر دیگا کیونکہ روزہ جو بندے اور پروردگار میں دنیا کے عالم میں ایک بھید تھا اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس بھید کو ظاہر کریگا۔ حتےٰ کہ سب پر ظاہر ہو جاویگا اور اس اثر فرحت سے تمام خلقت میں مشہور ہو جاویگا کما روی عن انس مرفوعا اِنَّ الصَّائِمِیْنَ یَخْرُجُوْنَ مِنْ قُبُوْرِهِمْ یُعْرَفُوْنَ بِرِیْحِ اَفْوَاهِهِمْ فَاِنَّ رِیْحَ اَفْوَاهِهِمْ اَطْیَبُ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ چنانچہ انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ روزہ دار جب اپنی قبروں سے اُٹھینگے تو اپنے مُنہ کی خوشبوئی سے پہچانے جاویں گے۔ اس لئے کہ اُنکی مُنہ کی خوشبو کستوری کی بُو سے زیادہ تر خوشگوار ہوگی + مؤلف خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارادہ کیا ہے کہ روزہ کی فضیلت اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرمادیں تو جو چیز آدمیونکی طبیعت کو ناپسند ہے یعنی منہ کی بدبو اُسکو پاکیزہ تر خوشبو سے تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہے اور واسطے تفریح کے سونگھی جاتی ہے۔ اور غرض اس تشبیہ سے روزہ دار کی ثنا اور تعریف اور اسکا دل خوش کرنا ہے تاکہ روزہ کی مذمت سے جس سے مُنہ میں بُو پیدا ہوتی ہے۔ پیٹھ نہ پھیرے اور روزہ رکھنے میں کاہل نہو جائے اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سے لذت حاصل ہوتی ہے تو آپ عمدہ آثار کو اسپر قیاس کرلیں باوجودیکہ افطار کے وقت روزہ دار کی دُعا قبول ہوتی ہے کما ورد فی الحدیث اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ دَعْوَةً مُّسْتَجَابَةً جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دُعا قبول ہے +

اقول لیکن اس شرط سے کہ افطار حلال چیز سے ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزوں سے بند ہو کر روزہ رکھے اور حرام چیز سے افطار کرے تو اُسکی دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی اور نہ روزہ قبول ہوگا۔ کما روی عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه انه علیه السلام قال من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه اسواسطے کہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور اُسپر عمل کرنا ترک نکرے تو اللہ تعالیٰ کو کیا پرواہ ہے اُسکی کہ وہ اپنا کھانا اور پینا ترک کرے۔ **مؤلف** مُراد یہ ہے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ اُسکا روزہ قبول نہیں کرتا ہے اور نہ اُسکی طرف توجہ کرتا ہے اس لئے کہ جو چیزیں اسکو بدوں روزہ کے مباح تھیں اُنسے تو باز رہا اور جو چیزیں اُس کو ہمیشہ کو حرام تھیں اُنسے باز نہ آیا کیونکہ روزہ سے مقصود صرف بھوک پیاس نہیں ہے بلکہ روزہ سے مقصود وہ چیزیں ہیں جو اُس کے بعد حاصل ہوتی ہیں مثلاً شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مغلوب کرنا جب اُنمیں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا تو پھر کھانا پینا ترک کرنیسے کیا فائدہ ہے اس میری تقریر کیموافق حاجت کی نفی سے مقبول نہونا روزہ کا مراد ہے جیسے سبب کی نفی سے مسبب کی نفی مراد لیتے ہیں **قولہ** علیہ السلام الصیام جُنَّةٌ الخ وھی بضم الجیم الترس فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ ڈھال ہے یعنی روزہ جنہ ہے اور جُنہ جیم کی پیش سے ڈھال کو کہتے ہیں اور روزہ کو اس لئے ڈھال ٹھیرایا ہے کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کے آگ سے بچالیتا ہے اور روزہ دار روزہ کے سبب گناہوں اور شیطانی وسوسے سے بچ جاتا ہے اسواسطے کہ مسامات خون کے جو شیطان کا رستہ ہوتا ہے بند ہوجاتے ہیں کیونکہ شیطان ابن آدم کے اندر خون کی مثال پھرتا ہے سو روزہ سے شہوت ضعیف ہوجاتی ہے اور غصہ کچھ جاتا رہتا لیکن سمجھنا چاہئے کہ ڈھال سے جیسے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جبتک وہ پوری نہ ہو یعنی جب تک ڈھال من کل الوجوہ پوری اور مضبوط اور بے خلل نہ ہو اُس ڈھال سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اسیطرح روزہ سے استحصال نہیں ہوسکتی جبتک وہ خطا اور خلل سے صاف محفوظ نہ ہووے تب تک روزہ دار کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اگر اسمیں یعنے روزہ میں کچھ خلل ہوگا تو اتنا ہی ثواب عمل کا کمتر ہوجاویگا اسی لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب اگر تم سے کوئی شخص کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکا کرے اور نہ چلاوے رفث کی بیہودہ باتیں گالی گلوچ وغیرہ اور جو اُسکی مانند ہو یعنے جماع کے لفظوں سے صاف کہنا اُس لفظ کا جو اشارةً کہا جاوے اور صخب خا نقطہ دار سے چیخنا چلانا اور جھگڑا کروانا مراد ہے مطلب

اس جملہ کا یہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہے کہ تکرار کے وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہے اور نہ بیہودہ پکار کر بولے
بلکہ اس کو لازم ہے کہ روزہ کو تمام مناہی سے بند رہے نہ صرف کھانے اور پینے سے پھر اگر کوئی اسکو گالی
دے تو چاہئے کہ واسطے حفاظت روزہ کے اپنی زبان سے گالی دینیوالے کو سنا کر کہے کہ میں روزہ دار
ہوں اور اسکو گالی کلمہ ہی جواب سمجھ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ روزہ دار اپنے دل میں ہی کہے یعنی خیال
کرے کہ میں روزہ دار ہوں تاکہ اسکا نفس سخن بیہودہ سے باز رہے اور غصہ کو پی جائے اور گالی
کے بدلے گالی نہ دے تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہ ہوجاوے اگر وہ بھی فحش بکنے لگیگا تو اُن لوگوں
میں ہوجاویگا جن کے حق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ
صِیَامِہٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھَرُ بہت لوگ ایسے روزہ دار ہیں
کہ ان کو روزہ میں سے صرف پیاس ہی نصیب ہے اور ثواب میں سے کچھ بھی نہیں ملیگا۔ اور بہت لوگ ایسے
نمازی ہیں کہ ان کو رات کی نماز سے سوائے بیداری کے ثواب کچھ بھی حصہ نہیں ہے اس لئے کہ خدا
کی قربت مناجات کی ترک سے پوری نہیں ہوتی۔ جب تک محرمات کو چھوڑ کر قربت حاصل نہ کرے۔
مثلاً جو شخص روزہ کے دن میں کھانا پینا چھوڑ کر خدا کا حکم بجالایا تو اسکو چاہئے کہ محرمات میں بھی جو
اُسپر دائمی حرام ہیں اور کسی حالت میں حلال نہیں ہوسکتے اُسکا حکم بھی مانے سو جو کوئی حیلہ کرکے
محرمات کو زندگی میں برتیگا۔ تو آخرت میں اسکو یہ عتاب ہوگا کہ اُس شے سے محروم رہیگا اور اس
میری تقریر اور دعوے کا شاہد یہ حدیث ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ
فِی الدُّنْیَا لَمْ یَشْرَبْھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَمَنْ لَبِسَ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا لَمْ یَلْبَسْہُ فِی الْاٰخِرَۃِ
فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے دُنیا میں شراب پی نہیں پیویگا آخرت میں
اور جس نے دُنیا میں حریر پہنا آخرت میں نہیں پہنے گا پس اے خدا کے بندو اور میرے دینی بھائیو
اللہ جل جلالہ سے ڈرو اور اسکی حدود کو قایم رکھو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ میں اُس راہ و رسم پر چلتے
ہیں جو خلقت میں مشہور اور مستعمل ہے اور اُسپر نہیں چلتے جو ایمان کے لائق ہے اللّٰھم ارزقنا الایمان

الباب الثانی فی حکم ایجاب الصوم وفی ھٰذا الباب ثلثون حکمۃ

من اقوال ارباب التحقیق وباللہ التوفیق ✦ **پہلی حکمت** اے میرے دینی بھائیو جسوقت
حضرت جلال احدیت جل وعلا نے اپنی کمال صمدیت سے بوجہ اظہار لطیفہ کے آسمانوں کے چمن اور
ملائکہ کی انجمن میں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا آوازہ دیا ملائکہ نے از روئے استفہام
حکمت الٰہیہ کے جملہ استفہامیہ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا کا پیش کیا حضرت تبسم سے الطاف

نے انکو اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ کے جواب سے الزام فرمایا تاکہ اُس جواب کا مصداق اور اس حکمت باصواب کا اظہار اس مشت گنہگار پر ظہور پائے اسیواسطے اُن پر روزہ کا ایجاب فرمایا کہ انکی تحقیق کی مزیت اور تصدیق کی مثیت اس کے ضمن میں متحقق ہوجائے گویا حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے ملائکہ تمہارا امساک طعام وشراب سے طبعی ہے اس لئے کہ بنی نوع ملکی کے طبائع اکل وشرب اور جماع اور وقاع کے مقتضی نہیں ہیں تم جب تک اس قسم کے معاملات سے جو بنی آدم کے متعلق ہیں اجتناب نکروگے تب تک تمام مخلوقات پر تمکو ترقی مدارج اور تفوق کا حاصل ہونا ممکن نہیں اس لئے کہ مراتب وصول پر پہنچنا اور مفاخر مناقب پر فائز ہونا مصویات نفسانیہ کی ترک اور مستلذات جسمانیہ کے اجتناب کے مطابق ہے اور تمہارا اکل وشرب سے امساک اور مفطرات سے اجتناب بباعث عدم احتیاج کے حاصل ہے لیکن ہمارے بندے بنی آدم باوجود کمال احتیاج اور ترقب حیات کے سوائے اکل وشرب کے اُن کا زندہ رہنا محالات میں سے ہے معہذا پھر وہ بیچارے میری رضامندی اور لقائی خواہش کیلئے اپنا کھانا پینا وغیرہ ترک کردیتے ہیں اور بھوک اور پیاس کی آگ میں جلتے ہیں اے میرے ملائکو وہ بیچارے بہ نسبت تمہارے میری قربت کی دولت اور وصل کی سعادت کیساتھ زیادہ لائق اور مستحق ہیں +

نقل ہے ۔ کہ حضرت شیخ عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو زمانہ کے یگانہ تھے فرمایا کہ میرا وجود تمام ملائکہ پر حجت ہے اور میری بکری تمام زمانہ کے علما اور فضلا پر حجت ہے حاضرین مجلس جو انکے معاصرین تھے اسبات کو سنکر متعجب ہوئے اور آرزوئے تحقیق کے ۔ التماس کی فرمایا کہ پہلے میری بکری کا حال دریافت کرو اور دیکھو اور آزماؤ کہ تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز کھاتی ہے یا نہیں حاضرین میں سے اُٹھکر ہر ایک نے وہ گھاس لیا جس سے بکریوں کو رغبت زیادہ ہوتی ہے اپنے اپنے ہاتھ میں لیکر بکری کے سامنے گیا بکری نے کسی شخص کے گھاس کیطرف التفات نہ کی اُسیوقت شیخ رح نے تھوڑا سا خس وخاشاک زمین سے اُٹھاکر بکری کے آگے رکھا بکری نے بڑی رغبت اور کمال خواہش سے اُسکو کھانا شروع کیا اُن لوگوں کے دیکھتے ہی سب طب ویابس کھاگئی پھر شیخ نے سب کو مخاطب کرکے کہا کہ اے میرے بھائیو تمنے بچشم خود دیکھ لیا ہے کہ میری بکری اپنے چارہ میں اور گھاس کھانے میں اسقدر احتیاط رکھتی ہے کہ ہمارے زمانہ کے علمأ اپنے طعام اور شراب میں چنداں احتیاط نہیں رکھتے اور جو کچھ رطب ویابس حلال وحرام اُن کو ملجائے بلا تفتیش اور تحقیق چٹ کرجاتے ہیں ۔ اسیواسطے میں نے کہا کہ میری بکری اُنپر حجت ہے ۔ اور میں نے جو کہا ہے کہ میرا وجود ملائکہ پر حجت ہے ۔ اس لئے کہ یہ گروہ ملائکہ نہیں کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں لیکن اُنکا نہ کھانا اور نہ پینا اسواسطے

ہے کہ یہ گروہ اپنی جبلی عادت سے ایسے معاملات سے مستغنی ہے اور میں ستر دن کے بعد اپنی بیری کے دو
پتے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے کھاتا ہوں اور اب کئی سال سے اُن کے کھانے سے بھی دست بردار
ہو گیا ہوں بیشک میرا وجود ملائکہ پر حجت ہے۔ اور میں ملائکہ کی طرح اللہ کی محبت اور ذکر اور اطاعت
کو ہی اپنی غذا تصور کرتا ہوں۔ **مثنوی**

چون ملک تسبیح حق را کن غذا	تا رہی ہمچون ملائک از اذا
اندکے زین شرب کم کن بہر خویش	تا کہ حوضے کوثرے یابی بہ پیش
مائدہ عقلست نے نان وشوا	نور عقلست ای پسر جان را غذا
گر خوری یک بار زان ماکول نور	خاک ریزی بر سر نان تنور
کار دوزخ میکنی و خوردنے	بہر اوخود را تو فربہ مے کنی
کار خود کن روزیٔ حکمت بخور	تا شود فربہ دلے با کرّ و فر
نفس فرعونیست ہین سیرش مکن	تا نیارد یاد زاں کفر کہن
گر بگرید ور بنالد زار زار	او نخواہد شد مسلماں ہوشدار

حکمت دوم مکحول شامی نے ایجاب الصوم کی حکمت میں لکھا ہے کہ بندگان خدا معاصی اور
زلات کے سبب الواث انجاس سے آلودہ ہو رہے تھے اور بہشت جو مکانات طیبہ میں سے ہے وہ پاک
لوگوں کے لئے مقرر ہے کہ اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ پس ان بیچاروں آلودوں کی تطہیر ضروریات میں سے
تھی اسواسطے کہ جبتک یہ بیچارے گناہوں کی آلودگی سے پاک اور صاف نہو جائیں تب تک
پاک لوگوں کے جوار میں نہیں پہونچ سکتے اور چونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت باوجود ضعف
نیت ہونیکے ساتھ لباس کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے آراستہ اور پیراستہ تھی اور آتش دوزخ سے
اُنکا پاک کرنا اُنکی رفعت شان اور ضعف بنیان کے مناسب نہ تھا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے علم قدیم
لطف عمیم سے جانا کہ میرے حبیب کی اُمت عذاب دوزخ کی صعوبت اور اُس کے حجاب کی عقوبت کی
تحمل نہیں تو آج ہی دُنیا میں ان کو بھوک اور پیاس کی آتش میں ڈال کر ان کے وجودوں کو گناہوں
کی آلودگی سے پاک کر ڈال تاکہ وہ کل یعنی قیامت کے دن بیباک اور چالاک ہو کر دوزخ کی آگ سے
سلامت باکرامت پار ہو جاویں۔

حکمت سوم تیسری حکمت روزہ کے ایجاب میں یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
دار السلام سے اس دار ملام میں بھیجے گئے بھوک اور مجاعت نے ان کو بیطاقت اور ناتوان کر دیا

یہانتک ضعف طاری ہوگیا کہ قدم اٹھانے کی طاقت بدن میں نہ رہی۔ بامر لاچاری بہزار آہ و زاری بدرگاہ باری مناجات گزاری حضرت جبرائیل نے دو دانہ گندم کے بہشت سے لاکر حضرت آدم کے آگے رکھے حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے تناول کا ارادہ کیا حضرت جبرائیل نے فرمایا اے آدم ابھی ان کے کھانیکا موقع نہیں۔

روایت ہے کہ حضرت جبرائیل نے بحکم ملک العلام بہشت سے تین دانے گیہوں کے ایک خریطہ میں ڈال کر آدم علیہ السلام کے پاس لاکر کہا کہ اے آدم ان تین دانوں میں سے دو تمہارے اور ایک حواؑ کا حصہ ہے جیسا کہ حاکم حقیقی نے میراث کے باب میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یعنی مرد عورت سے دوگنا حصہ پاتا ہے۔ لکھا ہے کہ ہر ایک دانہ کا وزن ایک لاکھ سات سو اٹھاسی درم کا تھا جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے **بیت**

صد ہزار و ہفصد و ہشتاد و ہشت آمد درم	دانہ گندم نخست ای صاحب حلم و کرم

آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرئیل کیا میں اسکو کام میں لاؤں اور اپنی بہوک کو دفع کروں فرمایا ابھی یہ دانے کھانے کے قابل نہیں مگر تمہاری بھوک انہیں کے ذریعہ سے دفع ہوا کریگی اور تو اسی کے سبب بہشت سے نکالا گیا ہے اور تیری اولاد کی حیاتی اسی پر منحصر ہوگی۔ پھر آدم علیہ السلام نے حسب تجویز جبرائیل کے زمین پر ہل چلانا شروع کیا اور زمین کو پھاڑنے لگا۔ بیچارے بیل جو مدت کثیر بہشت کے پرفضا باغوں میں پرورش یافتہ تھے اور کبھی قلبہ رانی کی مشقت اور ایسی سخت محنت نہ اٹھائی تھی۔ لاٹھی کے نیچے آکر رہ جاتے تھے اور رک رک کر قدم اٹھاتے تھے اور دو چار قدم کے بعد بیطاقت ہوکر ٹھہر جاتے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے بیل کو ایک لاٹھی ماری بیل نے فریاد کی زبان کھولکر کہا کہ اے آدم مجھکو کیوں ستاتا ہے ؎

دردا کہ گلے امید از باغ مراد	[illegible] دل غمگین نگشاد
افسوس از دست نا امید افسوس	فریاد ز درد نامرادی فریاد

آدم علیہ السلام نے کہا اے حیوان لایعقل تو میری بیفرمانی کرتا ہے۔ بیل نے کہا جو شخص اپنے مالک کی بیفرمانی کرتا ہے وہی ڈانٹا جاتا ہے۔ آدم بیل کی اس کلام سے سمجھ گیا کہ اس بیل نے میری طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی وقت بیل کو چھوڑ کر اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا۔ اسی اثنا میں جبرائیل پیغام الہی لیکر آپہونچا اور کہا اے آدم حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے حال میں میرے سب ملائکہ نے تیری عظمت اور جلال کو دیکھکر [illegible] تعظیم و تکریم سے تجھے سجدہ کیا اور آج تیرا یہ حال ہے کہ

حیوان لایعقل تجکو ملزم اور شرمندہ کرتا ہے اور وہ شان اور درجہ تیرا محض تیری اطاعت اور موافقت کا نتیجہ تھا اور یہ ذلت اور خواری اور شرمساری تیری مخالفت کا ثمرہ ہے جب آدمؑ اس بشارت سے مبشّر ہوا اور اپنے کردار سے خبردار ہوا تو بیل اپنی گفتار کے دروازہ کو بند کرکے چپ چاپ ہوکر چل پڑا اور آدم نے زمین کو تھوڑے وقت میں قابل زراعت کردیا۔ اور آدم علیہ السّلام نے وہی تین دانے زمین میں بو دئے۔ آدم کے حصّہ سے گیہوں اور حوّا کے حصّہ سے جَو پیدا ہوئے ؂

روایت ہے کہ جب کھیتی تیار ہوئی تو آدم علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ الٰہی میں نے ایک ہی قسم کا تخم زمین میں بویا تھا اور تیری آب وہوا بھی ایک ہے کیا باعث ہے کہ میرے حصّہ کے دانوں سے گندم اور حوّا کے حصّہ سے جَو پیدا ہوئے۔ فرمان باری عزّ اسمہ بدیں عبارت جاری ہوا کہ اے آدم میرے امر کی مخالفت پہلے حوّا کی جانب سے سرزد ہوئی۔ کہ وہ شیطان گندم نما جَو فروش کے بہکانے سے بہک گئی اور میرے فرمان کی اطاعت بھول گئی لاچار اپنے اعمال کے موافق جزا پائی۔ **فرد**

درزمینِ دل بجز تخمِ نکوکاری مکار	کاین مثل مشہور باشد ہرچہ کاری بدروی

القصّہ جب آدم علیہ السّلام کی بھوک کی آگ بدرجہ غایت بھڑک اُٹھی تو جبرائیلؑ سے کہا کہ میں اب سبز گندم سے بقدر مایحتاج کے کھاتا ہوں۔ جبرائیل نے کہا اے آدم باوجود اسبات کے کہ تو نے اس کھیتی کے بونے جوتنے میں بڑی محنت اُٹھائی ہے ابھی ایسی جلدی مت کرو اور صبر کو ہاتھ سے مت دو کہ ابھی تمکو بڑے بڑے کام درپیش ہیں آدمؑ نے سمجھا کہ یہ سب درد وغم اور مشقت والم میری نافرمانی کے باعث سے ہے صبر کے دامن میں پاؤں رکھکر بیٹھ گیا۔ یہانتک کہ گیہوں کی زراعت کے خوشے پک کر تیار ہوئے ازان بعد آدم علیہ السّلام نے جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم کے بموجب زراعت کو کاٹ کر کھلیان میں کوٹکر دانہ گھاس الگ کیا اور پھر دو پتھروں کے بیچ دانے رکھکر آرد بنایا اور خمیر کیا ازان بعد ایک سفال تنور کی صورت زمیں کھود کر لکڑیوں سے بھر کر تپایا اور خمیر کی روٹیاں بناکر تنور میں لگائیں۔ جب روٹیاں پک کر تیار ہوگئیں تو آدمؑ کا جی انکو دیکھکر للچایا جبرائیل نے کہا اے آدم قدرے صبر و میں کام میں لاؤ جب روٹیاں سرد ہوجائیں پھر کھانا۔ آدمؑ نے کہا سبحان اللہ معلوم نہیں کہ یہ ثمرہ کتنی مشقت اور محنت کے بعد میسر نصیب ہوگا **مولانا جامی**

کس ازمن درجہان غمدیدہ ترنیست	زداغ ہجر ماتم دیدہ ترنیست
دریغا زین زیانکاری دریغا	دریغا زین جگرخواری دریغا

روایت ہے کہ جبرائیل ؑ نے فرمایا کہ اے آدم تین ساعتیں دن باقی رہگیا ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جاویگا تو تیرے روزہ کے افطار کا وقت پہنچ جاویگا۔ حضرت آدم ؑ نے اُسوقت کے ثواب کی بابت استفسار فرمایا حضرت جبرائیل ؑ نے کہا اے آدم حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے آدم اس عمل کے عوض میں میں تجکو تین دولتیں عطا کرونگا۔ یَغْفِرُ لَکَ وَلَا یُعَذِّبُکَ اَبَدًا ایک تو میں تجھے بخشدونگا اور کبھی عذاب نہ دونگا۔ **دوم** یَرْضٰی عَنْکَ وَلَا یَغْضِبُ عَلَیْکَ اَبَدًا دوسرا میں تیرے پر ایسا راضی ہونگا کہ کبھی غضب اور غصہ میرے نزدیک نہ آئیگا۔ **سوم** یُدْخِلُکَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُخْرِجُکَ اَبَدًا تیسرا میں تجھے بہشت میں داخل کردونگا کہ پھر تم کبھی اُس سے باہر نہ نکلوگے آدم ؑ نے کہا یا جبرائیل ھٰذا لی خاصۃ اے جبرائیل یہ دولت میری ہی لئے خاص ہے جبرائیل نے کہا کہ بل لک ولذریتک الی یوم القیمۃ یعنی یہ دولت تیرے لئے اور تیری اولاد کیلئے مخصوص ہے یعنی جو شخص تیری اولاد میں سے ایک دن میری رضامندی کی غرض سے روزہ رکھے اور دن کو مجاعت اور ترک شناعت میں رات کرے ان تینوں عطیوں اور دولتوں سے جو ابدی سعادت ہی مشرف ہوگا ۔

حکمت چہارم۔ چوتھی حکمت روزہ کے وجوب میں یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت ازلی سے اسبات کو پسند فرمایا کہ میرے بندے جب تک بھوک کی مشقت اور پیاس کی محنت کو اپنے وجودوں پر نہ آزمالیں گے تب تک بھوکوں کے حال پر رحم نہ کریں گے اسیواسطے سال بھر میں سے ایک مہینہ روزہ رکھنے کا حکم فرمایا چنانچہ ارباب اشارت حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے محبوس اور روزمرہ غلاموں میں محسوب ہونکی حکمت میں بھی یہی لکھا ہے کہ یوسف صدیق علیہ السلام جب خلعت دولت کا پہنکر سلطنت اور حکومت کے تخت پر جلوس فرما ہوتے تب اپنی ذلت اور غلامی ذلت اور حبس زندان کی مشقت کو یاد میں لاکر عاجزوں مسکینوں کے حال پر رحم فرماتے اور گنہگاروں کے گناہ سے درگذر کرتے ۔

مرہم ریش دل مجروح باش	در تن ہر مردہ دلے روح باش
بر ضعفا رحم چو پیش آورے	از شجر رحم خدا برخورے
چون جگرت ریش شود از بلا	مرہم ریش تو بسازد خدا۔

نقل ہے۔ کہ قحط کے دنوں میں حضرت یوسف علیہ السلام صبح وشام سیر ہو کر طعام نہیں کھاتے امرا اور وزرا نے التماس کی کہ اے عزیز مصر کے تمام خزانے آپ کے تصرف میں ہیں اگر آپ

ایکدفعہ سیر ہو کر کھانا کھالو تو آپ کا بدن مبارک مجاعت کی شدّت سے بچ جائے اور بدن میں طاقت آجائے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے بھائیو اِذَا شَبِعْتُ نَسِیْتُ الْجَائِعَ اگر میں پیٹ بھر کر کھالونگا تو بیچارے بھوکے لوگ میری یاد سے بھول جائیں گے اور اہل کرم کا یہ داب ہے کہ جبتک بھوکے لوگوں کو اپنے خوان اکرم بٹھا کر اُن کی خبر گیری نہیں کرلیتے۔ تب تک اپنے منہ میں لقمہ نہیں ڈالتے +

مؤلف اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام ملک مصر کا بادشاہ تھا اور خزانہ کی کنجیاں اُس کی جیب میں تھیں۔ اہل مصر کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ رکھتا تھا۔ تم اپنے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم جو دین اور دُنیا کے بادشاہ ہیں اور بہشت بہشت کے خزانوں کی کنجیاں اُن کی شفاعت کی جیب میں رکھی ہوئی ہیں کیا گمان کرتے ہو انکا کرم اس امر کا تقاضا کریگا کہ ان کی امت ہم بیچارے شوریدہ حال قیامت کی قحط سالی میں عوامت اور ندامت کی مجاعت میں مبتلا ہوویں ہمارے حضرت علیہ السلام کو بہشت کی نعمائ گوارا ہونگی نہیں نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جبتک ہم سب خاکساروں کو نوال ذوالجلال کے مائدہ پر نہ بٹھالینگے تب تک کوئی نوالہ خوان وصال سے اُن کی جان کے مذاق میں لذت بخش نہوگا۔ اے امت محمدی کے خاکسارو اور خوان احمدی کے مہمانو تم ہر حال میں خوشیاں مناؤ اور انکی محبت اور فرمانبرداری کے گیت گاؤ اسلئے کہ **نظم**

ہرچہ محمد زخدا خواستہ
از شفقت در سرِ کارِ تو کرد
زاں شدہ پروردۂ صد مکرمت
رحمت عالم آمد و بر بنگرد

خوانِ کرم بہرِ تو آراستہ
عود صفت از آتش غم سوختہ
کہ نبود دارد نظرِ مرحمت
درج طلب راز علو ہمتے

جان و تن و خشک و تر و گرم و سرد
تا تو از عطرش شوی افروختہ
چوں با دل ساختہ کار ابد
سر نکشادہ بجز از اُمتے

حکمت پنجم پانچویں حکمت یہ ہے کہ بندہ کی اطاعت عند جریان الحکمۃ ثابت اور متحقق ہوجائے اور بندہ ہر وقت بلی اپنے مولیٰ کا مطیع اور فرمانبردار بنجائے اُسکا مولیٰ کبھی اپنے بندہ کو فرماتا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا تو بندے اس فرمان کے بجالانیکے لئے کھانا پینا شروع کردیتے ہیں اور اُن کے روکنے کے لئے حکم صادر کرتا ہے صُوْمُوْا اس محکم حکم کی تعمیل کیواسطے کھانے پینے سے اجتناب کردیتے ہیں لان اطاعۃ حکم الحبیب واجب علی المحب وتلک دلیل صدق المحبۃ +

حکمت ششم حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اُس درخت معہود کے کھانے سے منع فرمایا پھر آدم نے اُس درخت منہیہ کے کھانیکی طرف اقدام کیا اُسکی شامت کے سبب

بہشت سے نکالا گیا آخری زمانہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے خاکساروں کو بھی مفطرات سے منع فرمایا اور ان بیچاروں نے اُسکی فرمانبرداری کے لئے کمر باندھی اور اِس امتثال کی برکت سے حق سبحانہ وتعالیٰ کے دار الجلال میں اقبال کی مسند پر حضرت ذوالجلال کے مشاہدہ سے مشرف ہوگئے۔ اے میرے بھائیو اسوقت دو لطیفے جو اس میری تقریر سے ناشی ہوتے ہیں میرے دل کے میدان میں طواف کر رہے ہیں +

لطیفہ اول۔ یہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم کو صرف ایک چیز سے منع فرمایا اور امت محمدیہ کے خاکساروں کو ہزاروں چیزوں سے منع فرمایا۔ حضرت آدمؑ باوجود خلیفہ ہونیکے اس ادنےٰ چیز کے کھانیسے اپنے آپ کو بچا نہ سکا اور بہشت سے نکل گیا۔ اور یہ مسکین اپنے رسول اکرم صلعم کی برکت اور فرمانبرداری کی عظمت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں منہیّہ چیزوں سے بچ کر بہشت میں داخل ہوگئے +

لطیفہ دوم۔ حضرت آدم علیہ السلام ایک دن بھی صبر نہ کرسکا۔ چنانچہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے صبح کے وقت حضرت آدمؑ اور حوّاء کے نام یہ فرمان واجب الاذعان جاری فرمایا وَقُلْنَا یَآ اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ اور کہا ہم نے اپنے کرم سے اے آدمؑ سکونت کر تو اور تیری بیوی یعنے حوّا جنّت میں اور کھایا کرو تم دونوں جنّت سے یعنے میوے جھک کر جہاں چاہو اور قریب نہ جانا تم دونوں نے اِس درخت کے یعنی درخت انگور یا درخت انجیر کے اور بہت مشہور گیہوں کا درخت ہی تو ہو جاؤ گے اگر اس درخت کے قریب جاؤ گے ظلم کرنیوالوں سے اپنے نفس پر نافرمانی کے ارتکاب سے انتہیٰ ہنوز دیگر کی نماز کا وقت بھی نہ ہونے پایا تھا کہ آدمؑ نے ایک دانہ کے بدلے بہشت کو خالی کردیا۔ اور دار السلام سے رخت اقامت کا نکال کر اس دار ملام میں آپہونچا۔ اور امت محمدیہ کے دردمندوں نے تیس دن صبر وتحمل کے مقام میں ہوکر اور توکل کے فراخ جنگل میں قدم رکھکر اطاعت اور فرمانبرداری کے طریق پر چلکر اپنا کھانا پینا وغیرہ جو منافی روزہ کے ہیں بالکلیہ چھوڑ کر بارگاہ کبریا کو اپنا ملجا بنایا اگر جناب قدس وصول کا آوازہ اور قبول کا مژدہ ان بیچاروں کے کان تک پہونچا دیوے اور اس مردود مطرود شیطان کی دھوکہ دہی سے اپنی امان اور حفاظت میں رکھکر اسکی شرارتوں سے بچالیوے تو اُس کے لطف اور کرم سے بعید نہیں +

حکمت ہفتم۔ زمان گذشتہ میں سلاطین جہان مطاع اور شہنشاہان واجب الاتباع کا

دستور تھا کہ اپنا حکم چلانے اور تسلط بٹھانے کی غرض سے اپنی رعیت کو بڑے بڑے دشوار کاموں کی تکلیف دینی اُنکا شعار تھا۔ مثلاً باغات کی عمارات کا بنوانا اور جنگل اور غیر آباد زمینوں کا آباد کرانا جسمیں انکو کسیطرح کا آرام اور حظ پہنچنے کی توقع نہ تھی اور اُن کا مطلب اس تکلیف سے صرف سلطنت کا اظہار اور رعیت کی اطاعت کا ملاحظہ ہوا کرتا تھا۔ جب رعیت کے لوگ دل کے خلوص سے اپنے بادشاہ کے فرمان کی اطاعت دل وجان سے کرتے تھے تو یہ بادشاہ اپنی بادشاہی کے لائق اپنی رعیت کے اصاغر واکابر کو تشریفات شاہانہ سے ممتاز کرتے تھے۔ اور اُن کا اصلی مطلب رعایا کا امتحان اور اعطاء عطایا اور اہداء ہدایا ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ کوئی فرد رعایا سے اپنے شہنشاہ کی بخشش سے خالی نہیں رہتا تھا۔ کذالک حضرت جلال احدیت جل وعلا اپنے بندونکو روزہ کی ریاضت سے اُنکی استطاعت کے بموجب تکلیف دیتا ہے اور انسان کے نفس کو اس تکلیف میں جو اس کے لئے ہو ہزار تشریف کا مایہ ہے آزماتا ہے اور مقصود اس تکلیف سے محض سلطنت و بادشاہی کا اظہار اور کرم شاہی کا اعطائے کما ورد اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ **مثنوی**

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	قصد من از خلق احسان بودہ است
من نکردم امر تا سودے کنم	بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم
من نکردم پاک از تسبیح شاں	پاک ہم ایشان شوند و درفشاں
آفریدم تا ز من سودے کنند	تا ز شہدم دست آلودے کنم

حکمت ہشتم۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ دوزخیوں کی ایک جماعت کو تشنگی اور گرسنگی کے عذاب میں اس درجہ تک مبتلا کرینگے کہ ان کو دوزخ کے عذابوں کی شدت اور صعوبت بھولجائیگی اور بھوک اور پیاس کا عذاب زمہریر اور جہنم کے عذابوں سے بڑھ جائیگا اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے آج دنیا ہی میں تمکو چند روز کے لئے امساک کا حکم فرمایا ہے اور بھوک پیاس میں تمہیں آزماتا ہے تاکہ قیامت کے دن اُس عذاب سے جو دوزخ کے سب عذابوں سے بڑھکر ہے بچ جاؤ اور اس عذاب میں نہ پھنس جاؤ +

حکمت نہم۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی یعنے جس نے خوف الٰہی سے یعنے خدا کے خوف سے ڈر کر اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے بچالیا بہشت اُسی کے لئے ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ وصول جنت کی سعادت انہیں دو خصلتوں پر منحصر ہے ایک تو جل وعلا سے

ڈرنا۔ دوم اپنے نفس کو ہوا سے بچانا۔ اور یہ دونوں امر روزے میں متحقق ہیں۔ پس جو شخص اس رفیع المحل عمل پر اقدام کریگا بیشک بہشت میں داخل ہو جائیگا بلکہ جنت الماویٰ کے درجات کو پائیگا۔

حکمت دہم۔ صاحبان مراتب اور مالکان مناصب کی رسم اور سنت اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی غلام اپنے مولیٰ سے یا کوئی نوکر اپنے آقا سے بیفرمان اور اسکی اطاعت کے راستہ سے منحرف ہو جاوے تو اس کا روزینہ اور طعام اور شراب بند کر دیتے ہیں کہ وہ سرکش متنبہ ہو کر اپنے مولیٰ کی اطاعت کے مستقیم طریق پر آجاوے۔ اور مخالفت اور خذلان کے دروازے اپنے لئے نہ کھلوائے اس لئے کہا گیا ہے اِنَّ الْعُوْدَ اِذَآ اَعْوَجَّ اُدْخِلَ فِی النَّارِ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ ترجمہ لکڑی جب ٹیڑھی ہوتی ہے تو اسکو آگ میں ڈالکر سیدھی کرتے ہیں۔ اور حاضرین مجلس! اسیطرح حضرت جلال احدیت نے اپنے علم ازلی سے ہمارے امارہ نفس کا اعوجاج یعنے ٹیڑھاپن جان لیا۔ تو اس تن کی اصلاح اور نفس امارہ کی استقامت کے لئے اسکو بھوک اور پیاس کی آگ میں جلانیکا حکم فرمایا۔ یعنی روزہ رکھنے سے فرمان جاری کیا تاکہ یہ سرکش ہماری خدمتگاری کے طریق میں مستقیم رہے اور ہمارے سنن مرضیہ سے انحراف نہ کرے +

حکمت یازدہم یہ ہے کہ گناہ دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظاہری گناہ کے لئے نماز پنجگانہ کا نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرنا کفارہ ہے۔ کما ورد اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ اور باطنی گناہوں یعنے کبر اور عجب اور ریا اور دنیا کی محبت کے کفارے کیواسطے روزہ کافی ہے۔ جو شخص ایک دن میں پانچبار نماز کو نیاز سے ادا کرے اور ایک سال کے بعد تیس دن رمضان کے روزے رکھے امید ہے کہ وہ ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اسکی تطہیر دنیا ہی میں ہو جاتی ہے اسکو قیامت کے دن تطہیر کی غرض سے دوزخ میں ڈالنے کی کچھہ حاجت نہ پڑیگی +

حکمت دوازدہم۔ اے میرے بھائیو! ارباب اتقا اور اصحاب ہدے کا اسبات پر اتفاق ہے کہ حضرت رب الارباب جل وعلا اور بندے کے درمیان دنیا کی محبت ہی حجاب ہو جیسا کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ع

تعلق حجاب است وبیحاصلی	چو پیوندہا بگسلی واصلی

اور دنیا چار چیزوں سے مراد ہے۔ طعام و شراب اور نیند و جماع کہ یہی چار چیزیں نفس کا لشکر اور ہوا کی معاون ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس لشکر کے روکنے کیواسطے روزے کے

سپہ سالار کو پیش کیا یعنے روزے کو ہر ایک مومن پر واجب مقرر فرمایا جو آدمی دن میں روزہ رکھے اور رات تسبیح اور تراویح میں گذارے گویا اس چار قسم کے دُنیا کے تعلقات سے تمامہ اجتناب کر لیا۔ اور حجاب کے رفع کرنے میں کوشش کی اور اسکی برکت سے بحساب ثواب اور بے حجاب دیدار سے مُشرّف ہوگا۔

حکمت سیزدہم۔ اے میرے بھائیو! تمہارے وصُول الی اللہ کے راستہ میں تین دیواریں یعنے تین حجاب ہیں۔ ایک بدن۔ دوسرا دل۔ تیسری جان۔ ہر ایک کا ایک ایک محبُوب ہے جسکا وہ ہمیشہ طالب رہتا ہے۔ چنانچہ بدن انسانی کا محبوب کھانا اور پینا اور جماع وغیرہ ہے اور بہشت اور اُس کے درجات دل کا محبوب ہے۔ اور لقاء ربی جان کا مطلوب ہے گویا حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے فرمانبردار بندو آج تم دُنیا میں اپنے تن کو اسکے محبوب سے یعنی کھانے اور پینے سے اُٹھا رکھو تو میں کل یعنے قیامت کے دن تمہارے دل اور جان کو انکے محبوب تک پہونچا دوں یعنے دارالسلام میں داخل کرکے اپنے دیدار سے مشرف کر دوں۔

حکمت چہاردہم۔ خلقت کے اعمال دو ہی طرح پر ہوا کرتے ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظاہری اعمال جیسے نماز اور روزہ وغیرہ اور باطنی اعمال جیسے نماز اور معرفت اور توحید۔ اور ویسے ہی دُشمن بھی دو ہی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ دُشمن ظاہری جیسے مظلوم جنپر تمہارے ہاتھ اور زبان سے کچھ ایذا پہنچ گیا ہوگا اور وُہ قیامت کے دن حکم الٰہ العالمین کے سامنے تمہارے سے بدلہ ظلم کا لینگے۔ اور باطنی دشمن جیسے شیطان اور اُس کے اعوان جو تمکو ہر ہر بات میں وسوسہ میں ڈالتے رہتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کمال شفقت تیرے احوال پر رحم فرما کر تیرے باطنی اعمال کو اپنی ذات مقدس کی طرف نسبت کیا کہ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور نیز اُس کے اعمال ظاہری سے روزہ کو اپنی ذات مقدس کیطرف اضافت فرما کر فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ تاکہ تیرے دُشمن ظاہری قیامت کے دن تعرض کا ہاتھ تمہارے ان اعمال کیطرف نہ بڑھا سکیں۔ اور تو قیامت میں ظاہری اور باطنی اعمال سے مفلس اور تہیدست نہ ہو جائے بلکہ اس ظاہری عمل کے صلہ میں بہشت اعلےٰ اور باطنی عمل کی طفیل اپنے حضرت آمرزگار کا دیدار اعلےٰ پائیگا۔

حکمت پانزدہم۔ جاننا چاہئے کہ نفس انسان کے لئے ایک ایسا حجاب ہے کہ اُس کے سبب سے لطائف روحانیہ سے محجوب رہتا ہے اور نیز خاص روح کیواسطے ایک حجاب ہے کہ اُسکی وساطت سے عواطف ربانیہ سے محروم رہتا ہے اور حجاب نفسانی بجملہ حجب ظلماتی میں سے ہے

اور اس حجاب نفسانیہ کا رفع کرنا بندہ کے کسب اور اجتہاد پر موقوف ہے اور حجاب روحانیہ کا اٹھانا اقتدار ربانی کے قبضہ میں ہے۔ کانہ سبحانہ وتعالیٰ یقول اے میرے بندے تونے حجاب نفسانیہ جو حجاب روحانیہ کو مانع ہے۔ یعنی اپنا کھانا پینا اور جماع کو باوجود ضعف نیت کے اپنے سے اُٹھادیا میری ذات مقدس باوجود قدرت اور رافت کے اگر تیرے حجب روحانی کو جو جناب سبحانی کے وصول کا مانع ہے درمیان سے اُٹھادے اور تیرا دل وجان میرے انوار سے منور ہوجائے تو میرے لطف اور کرم سے کچھ بعید نہیں +

حکمت شانزدہم۔ اہل حکمت در ادب نے گناہوں کو حطب کیساتھ تشبیہ دی ہے کما فسّر حمالۃ الحطب بانہا کانت مشاءۃ بالنمیمۃ اور مقولہ ہے کہ تمامی دوسرے گناہ دوزخ کی آگ جلانے بھڑکانیوالی لکڑیاں ہیں۔ جب بندہ قیامت کے دن گناہ یعنی دوزخ کی لکڑیونکا گٹھا اپنی پشت پر اُٹھائے عرصات کے پُل پر چل پڑیگا تو دوزخ کے کرہ کی آگ جب اس بندے کے گناہوں کی لکڑیوں کو دیکھیگی تو جھٹ اپنی جزو کو اپنی طرف کھینچ لیگی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آج کے دن تیرے گناہوں کی لکڑیوں کے کھلیان کو بھوک کی آگ میں ڈالکر جلادینے کا حکم فرمایا کما ورد سُمّیت الرمضان رمضانا لانّہا تحرق الذنوب یعنے رمضان کا نام اسواسطے رمضان رکھا گیا ہے کہ رمضان گناہوں کو جلادیتا ہے اس لئے کہ تو قیامت کے دن دوزخ کی سرکش آتش سے بچکر پُل صراط سے سلامت باکرامت گذرجائے وباللہ التوفیق

حکمت ہفدہم۔ ارباب اشارت نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بنی آدم کی دو طبیعتیں ہیں طبیعت حیوانی اور طبیعت روحانی۔ حکیم علے الاطلاق نے اپنے ارادہ ازلی سے چاہا کہ جب ہمارا بندہ گیارہ مہینے حیوانی طبیعت کی تقویت میں مشغول رہتا ہے اُسکو چاہیئے کہ کم ازکم ایک مہینہ اپنی روحانی طبیعت کی تقویت میں مصروف رہے۔ تاکہ اسکی دونوں طبیعتوں میں کسیطرح کا نقصان عاید نہو جائے۔ اس میری تقریر کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وجود باجود میں دو طرح کی نسبت موجود تھی۔ ایک نسبت مریمی دوسری جبرئیلی۔ کچھ مدت تک مریمی کا استیفا اور اداکرکے آسمان کی طرف عروج کی کرامت فرمائی کہ حق جبرائیلی بھی پُورا ہوجائے ۵

من از اقلیم بالائم سر عالم نمیدارم	نہ از خاکم نہ از آبم سر آدم میدارم
منم عیسےٰ خوش خندہ کہ عالم شد بمن زندہ	ولی نسبت زحق دارم من از مریم نمیدارم

حکمت ہژدہم۔ ارباب حکمت نے کہا ہے کہ انسان کا نفس دو جزو کا مورد ہے ایک جوع یعنی بھوک۔ دوسرے شبع یعنی سیری۔ پہلا تو ملائکہ سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا شیاطین سے نسبت رکھتا ہے اور اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے یجوع الشیطان من الجوع الدائم فکیف بالقائم ویعانق الشیطان الفائم فکیف بالدائم حضرت جلال احدیت جل جلالہ نے اپنے علم ازلی سے معلوم کیا کہ اگر میرا بندہ ہمیشہ کھانے پینے میں قیام کرتا رہیگا تو اُس کا وجود شیطان کا مورد ہو کر اسفل السافلین تک پہنچ جائیگا اپنی کمال حکمت اور وافر رحمت کے مقتضا سے چند روز روزہ مقرر کرکے فرمایا کہ اے میرے بندو تم میرے حکم کی تعمیل کرکے چند روز بھوک و پیاس کی تکلیف اُٹھاتے رہو تاکہ تمہارے وجودوں کے شہر کے شان میں ملائکہ کی آمدورفت شروع ہوجائے اور تمہارے قالبوں کی ولایت مفسد اوباش طبائع کی تاخت وتاراج اور شیاطین قلاش کی لوٹ مار سے محفوظ اور مامون رہکر دولت ابدی اور سعادت سرمدی کو پہنچ جائے +

حکمت نوزدہم۔ احادیث نبویہ اور آثار صحیحہ سے ثابت ہے کہ بہشت عنبر سرشت میں نعیم مقیم اور مراتب درجات علی التحقیق والتعمیم حد سے زیادہ اور شمار سے بڑھکر مومنوں کے لئے معین اور مقرر ہوچکے ہیں اور ان لطائف کا وصول اور ان عواطف کا حصول لذات فانیہ اور قربات شنیعہ اور نعیم دنیاویہ سے اجتناب کرنے پر موقوف اور مشروط ہے کما ورد المشاھدات ثمرات المجاھدات اسی لئے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن درجات علیہ کے اخذ اور ابلاغ کے لئے چند روز اپنے بندوں کو اکل وشرب سے امساک کرنے پر دلالت فرمائی یعنے اے میرے بندو تم آج اس دار دُنیا میں مُشتہیات نفسانیہ میں صبر کی تلخی کو اپنے پر گوارا کرو اور بھوک اور پیاس کی مصیبتیں کھینچو تو کل آخرت میں انشاءاللہ مطالب روحانی کے مطالب پر فائز ہوکر مشاہدہ جمال ربّانی کی لذتوں سے شیریں کام اور شادکام ہوجاؤ گے۔ اور خوشی اور فرحت کے دروازے تمہارے حالوں پر کھلجاویں گے۔ کما ورد قال علیہ السلام وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَعِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ +

حکمت بستم۔ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ملائکہ علیہم السلام بنی آدم کے معاملات کو دیکھکر ہمیشہ باہم مکر انکا تذکرہ کیا کرتے تھے اور اُن کے کثرت معاصی کے سبب سے اُنسے متنفر رہا کرتے تھے اور دائماً اُن کی طرف بنظر حقارت دیکھتے تھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارادہ کیا کہ بنی آدم کو ایسے کسی عمل سے مکلف کرے تاکہ ملائکہ کی نظر تحقیر جو بنی آدم کی نسبت ہے توقیر

سے بدلجائے اور بجائے شکایت کے انکی شفاعت پر آمادہ ہو جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اُس عمل کیساتھ جو ملائکہ کا محبوب اور خاصہ لازم تھا۔ یعنی روزہ سے مکلف کیا کہ جب فرشتے اُن کا معاصی اور منہیات نفسانیہ سے اجتناب کرنا مشاہدہ کرینگے اور انکا عبادات اور طاعات کیطرف اقدام معائنہ دیکھیں گے تب اُن کا قبض بسط سے مبدل ہو جائیگا۔ اور انکی عداوت محبت سے مبدل ہو جائیگی ✣

حکمت بست ویکم۔ مثلاً ایک بیمار ہے جس کے باطن میں اخلاط مفسدہ منجمد ہو رہے ہیں اور اُسکی طبیعت بسبب انجماد مواد کے قوائے باطنیہ کی تقویت سے رہ جاتی ہے حکیم حاذق اُس مریض کو مسہل دیکر اس کے مواد فاسدہ کا قلع قمع کر دیتا ہے اور اطبّا کا اسبات پر اتفاق ہے کہ مسہل کا فائدہ بدون پرہیز اور حمیت نہیں ہو سکتا ہے۔ طبیب حاذق جب سمجھتا ہے۔ کہ مریض اب دوا کھانے کے لائق ہو گیا ہے تب اُس کو ایسا دارُو دیتا ہے جس کے استعمال سے اُسکا بدن بالکلیہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اے میرے بھائیو اسیطرح تمام خلائق دین اسلام کے شفاخانہ میں باعث زلات اور ہفوات نفسانیہ کے بیمار پڑے ہوئے ہیں اور ان کی دوا مسہل عفو اور مغفرت کے سوا دوسری چیز نہیں۔ اسیواسطے حکیم لم یزلی عز وجل نے سال بھر میں تیس روز کھانے پینے جماع وغیرہ سے پرہیز کرنے کے لئے حکم فرمایا۔ تاکہ ہماری رحمت اور مغفرت کی دوائی موثر ہو جائے ✣

حکمت بست ودوم۔ جب کوئی عزیز کسی شخص کو اپنا مہمان بنانے اور اپنے خوان احسان پر بٹھانے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اُس کو یہ بات کہدیتا ہے کہ آج آپ کی دعوت میرے یہاں ہے۔ اپنی اشتہا کو صادق کرنا چاہئے اور کوئی چیز اپنے گھر سے نہ کھائیے۔ اس لئے کہ مینے تمہارے لئے طرح طرح کے کھانے تیار کرائے ہیں۔ میرے دسترخوان پر جلوس فرماکر جسقدر آپ کا دل چاہے پیٹ بھر کر کھانا کھالینا۔ کذالک سلطان ازل عز وجل نے سب مومنوں کے لئے بہشت کا مہمان خانہ تیار کرکے وَلَكُمْ مَّا تَشْتَهِىٓ أَنفُسُكُمْ کے لذید کھانے تمہارے لئے آراستہ و پیراستہ کر رکھے ہیں اور بحکم وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا۟ إِلَىٰ دَارِ ٱلسَّلَٰمِ۔ اللہ تم کو اپنی طرف بلاتا ہے لیکن اب دنیا میں تم کو مخاطب کرکے یہ خطاب کرتا ہے کہ اے میرے بندو تم ان ناپاک اور مشتبہ دنیاوی طعاموں سے جو عارفوں کے صاف معدوں کو بگاڑ دیتے ہیں اجتناب کرو۔ اور چندروز کے بعد تم ہمارے مشاہدہ کے مائدہ پر بیٹھکر ہماری رضاء اور

لقا۔ کیسا تھا اپنے روزہ کو افطار کرو کہا اور دقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جُوعُوا اَنْفُسَکُمْ لِوَلِیْمَۃِ الْفِرْدَوْسِ فَاِنَّ اللَّذَّۃَ عَلٰی قَدَرِ تَجَوُّعِ النَّفْسِ یعنے تم اپنے نفسوں کو بھوکا رکھا کرو۔ واسطے مہمانی بہشت کے اس لئے کہ اُس کے طعام اور شراب کی لذتوں کو پانا تمہارے نفسوں کی بھوک کے مطابق ہوگا ؂ مثنوی

ایہا المحبوس فی رہن الطعام	سوف تنجی ان تحمدت الفطام
انّ فی الجوع طعاما وافرۃ	افتقدہا وارتج کن نافرۃ
اعتذر بالنور کن مثل البصر	وافق الاملاک یا خیر البشر
چون ملک تسبیح حق را کن غذا	تارہی ہمچون ملائک از اذے

حکمت بست وسوم۔ ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنے کیواسطے پہلے آتش میں رکھتے ہیں جب وُہ گرم ہو جاتی ہے اور اسکی رگوں ریشوں میں آگ کی حرارت سے ایک طرح کی نرمی پیدا ہو جاتی ہے تب اُسکو شکنجہ میں رکھکر ایسا اِدھر اُدھر کھینچتے ہیں کہ اسکا ٹیڑھا پن دور ہو جاتا ہے۔ اَے میرے بھائیو اسیطرح ہمارے تمہارے سرکش نفس جو بحکم اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ ہمکو برائیوں کیطرف کھینچ رہے ہیں اسی واسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کی آگ جلائی اور اس نفس سرکش کو اسمیں ڈالا تاکہ بھوک اور پیاس کے شکنجہ میں آکر اسکی ٹیڑھ کا اعوجاج مطمئنگی کی استقامت کے ساتھ سیدھا اور راست ہوکر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاوے ؂

حکمت بست وچہارم۔ اُستاد زرگر قدرے زر کٹھالی میں رکھکر چند کالے کوئلے اُسپر رکھدیتا ہے اور تھوڑی سی آگ اُن کوئلوں پر رکھکر پھکنی سے پھونکنا شروع کردیتا ہے۔ یہانتک کہ وُہ کالے کوئلے چمک پڑتے ہیں۔ اور وُہ زر پگھل جاتی ہے۔ اور جتنا کتنا کھوٹ اُسکا ہوتا ہے سب کا سب جلجاتا ہے اور وُہ زر ایسی خالص ہو جاتی ہے کہ اُس کو کوئی صرّاف عیب نہیں لگا سکتا ہے۔ اے میرے بھائیو اسی طرح تمہاری رُوح ایک زر تھی کہ زرگر ازلی نے تمہارے بدنوں کے بوتہ میں رکھی ہے اور طبایع مختلفہ کے چند کالے کوئلے اُسپر رکھے ہُوئے ہیں۔ اب اس ازلی زرگر نے بھوک کی آگ تمہارے نفسوں کے کالے کوئلوں پر رکھدی ہے اور مجاہدت کی پھکنی سے اسمیں پھونکنا شروع کیا تاکہ تمہاری طبائع کے کالے کوئلے شریعت کے نُور سے روشن اور مجلّی ہو جائیں۔ اور رُوح اُس کے وسیلہ سے کدورت صفاتِ حیوانی سے علیحدہ ہو جائے۔ جب موسم بہار کا آتا ہے تو سمندر کی سیپیاں اپنا مُنہ کھولکر ابر نیسان کا استقبال کرتی ہیں۔ جب قطرہ اُن کے منہ میں پڑجاتا

ہے تو اپنے دہان کو مقفل کرلیتی ہیں - یہانتک کہ وُہ قطرہ ایک شاہانہ موتی اور یگانہ جوہر بنجاتا ہے اور کچھ مدت کے بعد اس سیپی کے دہان بستہ کو کھولتے ہیں تو ایک اَور جوہر یگانہ بے بہا اور قیمتی اس سیپی سے باہر نکل آتاہے - اَے میرے بھائیو اسیطرح میثاق کی بہار میں رحمت الٰہی کے بادل اُس کی توحید کے قطرے تمہاری جان کے کام یعنی مُنہ میں پہونچے اور پھر تمکو دُنیا کے دریا میں بھیج دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندو! تم چند روز کے لئے اپنے مونہوں کو کھانے پینے وغیرہ سے بند رکھو - یہاں تک کہ جب جان کی عید الفطر کا دن آجائیگا - اور تیرے دہان کو افطار اجل کی تلوار سے چیر ڈالیں گے تو وہ ازلی توحید کا قطرہ اور تیرے ایمان کا دُر گرانمایہ عزت کے تاج پر لگا کر اور وہ تاج پہنا کر تجھ کو دولت ابدی کے تخت پر بٹھا دیں گے اور بساط قرب پر بٹھلائے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر جگہ دیں گے +

حکمت بست وہشتم - جب کوئی بادشاہ کسی دُر گراں قیمت کو محفوظ اور مضبوط رکھنا چاہتا ہے - تو اُس کو ایک صندوق میں رکھدیتا ہے اور اُس پر ایک مضبوط قفل لگا دیتا ہے تاکہ کوئی سارق یا کوئی طارق اُسپر دست اندازی نہ کرے + **اشارت** اے میرے بھائیو اسیطرح تمہارا دل عالم معنے میں ایک صندوق تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنی معرفت کا دُر گرانمایہ اسمیں بطور ودیعت کے رکھا اور شیطان چور ہمیشہ اُس کے چُرانے کے لئے گھات لگائے رکھتا ہے - پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس دل کے صندوق پر روزے کا قفل یعنے تالا لگا دیا ہے - تاکہ شیطان چور کا ہاتھ وہاں تک نہ پہونچے - اور اس غدار کی غارت اور دھوکہ دہی سے بچا رہے کما ورد الصَّوْمُ لِی وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ +

حکمت بست ونہم - سمجھنا چاہیئے کہ روزہ کی صفات کمال اور خواص باستقلال اگرچہ دیگر کتب میں بہت ہیں مگر اس مجلس میں چند فضائل مختصر عبارت نثر یہ میں ہدیہ ناظرین ہیں - مثلاً روزہ ایک ایسا صیقل ہے جو دل اور جان کے آئینہ کو نور اور حضور کے مصقلہ سے روشن اور مجلّی کردیتا ہے (۲) روزہ ایسا دہقان ہے کہ نفس کے شورستان اور ہوا و ہوس کے خارستان کو بیداری اور کم خواری کی ترتیب اور تقویت سے ایک گلشن اور گلزار بنا دیتا ہے - (۳) اور روزہ ایسی فرحت افزا صبا ہے کہ ظاہر مُردہ اور باطن پژمردہ کو اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٌ کی نسیمات سے حیات بخشدیتا ہے (۴) اور روزہ ایک شربت ہے کہ روزہ داروں کے سینہ بے کینہ کو اکل وشرب اندیشہ کی عرض مرض سے نجات بھیجدیتا ہے (۵) اور روزہ ایسا گُندی گر ہے

روزہ داروں کے تن کے لباس اوران کے بدن کی اساس کو جو معاصی اور زلات کی چرک
میل سے خراب ہورہا تھا اِنَّ تَصُوْمُوْا کے طشت میں قُوْمُوْا کے بازوؤں کی قوت سے پاک
مصفا کردیتا ہے۔ (۶) اور روزہ ایک عطار ہے کہ مخالفات کی زہر ہلاہل کو رکوع اور سجود
تراویح وتسابیح کے شہد سے تریاق بنادیتا ہے (۷) روزہ ایک حاذق طبیب ہے کہ زاوٓ
ملت کے بارد المزاج بیماروں کے کام میں طاعت الٰہی کے گرم شراب اور مجاعت کی تلخ جوارش
دیتا ہے (۸) روزہ ایسا حکیم ہے کہ بادۂ معصیت کے محرور المزاج مخموروں کو مغفرت الٰہی کا
شربت اور رحمت کا جُلاب احسان کے پیالہ سے پلا دیتا ہے۔ سنئے روزہ ایک ایسا مبارز ہے
مساک کا تیر ہلاک کی کمان پر رکھکر سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کا نقارہ اضطرار کے ہاتھ سے
دیتا ہے۔ (۹) روزہ ایک ایسا فراش ہے کہ ریاضت کے جھاڑو سے تن اور بدن کے فراخ
محل کو کدورت معصیت کے خس و خاشاک سے صاف اور جھاڑ دیتا ہے۔ اے میرے بھائیو
فقرہ سے بہتر فقرہ سنو (۱۰) روزہ ایک مشاطہ ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ
تَقْوِیْمٍ کے دل آراستہ کرنیوالے محبوب کو وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ
فوائح روائح کیساتھ نَحْنُ اَقْرَبُ کے خلوت سرکیواسطے آراستہ کردیتا ہے۔ روزہ ایک دلالہ
کہ اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ کے معشوق کو الصَّوْمُ لِیْ کے اشارہ اور اَنْ یَّدَعَ
طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ کے پردہ سے لاویالی عاشقوں کو وصل دیتا ہے۔ جیسا کہ مولانائے عارف
رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

لب فرو بند از طعام و از شراب ۔۔۔ سوئے خوانِ آسمانی کن شتاب
این دہان بستی دہانے باز شد ۔۔۔ کو خورندہ لقمہائے راز شد
در جہان گر لقمہ و گر شربت ست ۔۔۔ لذتِ او فرعِ محوِ لذت است
زین خورشہا اندک اندک باز بُر ۔۔۔ کین غذائے خر بود نے زانِ حُر
تا غذائے اصل را قابل شوی ۔۔۔ لقمہائے نور را آکل شوی
این طعام اللہ قوتِ خوش گوار ۔۔۔ بر چنان دریا چو کشتی شو سوار

باب سوم در حکمت ایجاب صوم در رمضان

سمجھنا چاہئے کہ ارباب اشارت نے اس عمل با اخلاص کی ماہ مبارک رمضان کے ساتھ

اختصاص یابی کے باب میں بلا تعدد ولا تحصی حکمتیں اپنی تصانیف میں لکھی ہیں اس مختصر میں اُن سب کا مندرج ہونا گنجایش نہیں رکھتا ہے۔ اور اس سے درگذر کرنا بھی موجب عجز معلوم ہوتا ہے۔ اسواسطے ہم اسجگہ دس اشارتوں پر اختصار اور اکتفا کرتے ہیں ✤

اشارت اوّل۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ عمل یعنے روزہ اَلصَّوْمُ لِیْ کی اضافت کے قرینہ سے سب سے فاضلتر تھا مناسب یہ ہوا کہ یہ عمل موقت ایسے وقت میں ہوا کرے کہ وہ وقت سب وقتوں سے افضل ہووے اور رمضان شریف کی فضیلت میں اسقدر کافی ہے کہ سوائے رمضان کے سب مہینے اعضا کے قائم مقام ہیں۔ اور رمضان شریف انمیں سے بمنزلہ دل کے ہے کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ قَلْبَ السَّنَةِ الرَّمَضَانُ فَاِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَ السَّنَةُ کُلُّهَا۔ یعنی بیشک رمضان شریف کا مہینہ تمام سال کا دل ہے جیسے دلکو فضیلت حاصل ہے کسی دوسرے عضو کو وہ فضیلت حاصل نہیں۔ کذالک کسی مہینے کو وہ شرف نہیں جو رمضان کو ہے اگر یہ مبارک مہینہ طاعت سے مجلّی اور معصیت سے مبرّا بسلامت گذر جائے تو گویا تمام سال عبادت اور نیک ہی حال میں گذرا اور اس تشبیہہ کے ثبوت میں پانچ وجہیں معیّن ہوتی ہیں:۔ **پہلی وجہ**۔ دل اشرف اعضا ہے۔ کذالک رمضان اشرف ماہہا ہے ✤ **دوسری وجہ** اگر انسان کے تمام اعضا گناہوں میں مبتلا ہوجائیں جو انسان کا دل ایمان اور عرفان سے مجلّی رہے تو اعضاؤں کے گناہ اس تصدیق قلبی کی برکت سے مغفور ہوجاتے ہیں کذالک اگر انسان گیارہ مہینے کی مدّت بموجب طبیعت کے معاملات بشریہ میں گذارتا ہے یعنی مرتکب صغائر و کبائر کا ہوتا رہے۔ جب اس مہینے مبارک میں اطاعت الٰہی میں مصروف ہوجائے اور اسکے اوامر کو عمل میں لاوے اور اُسکے مناہی سے اجتناب کرے امید ہے کہ اس ماہ مبارک کی برکت سے تدارک ما مضٰے کا ہوجائے ✤ **تیسری وجہ** یہ ہے کہ دل کے اعمال جوارح کے اعمال پر راجح ہوتے ہیں۔ اور مزائینت کاملہ رکھتے ہیں۔ کما ورد نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ اس لئے کہ جوارح کے اعمال بغیر عمل دل کے جسکو نیت کہتے ہیں قابل اعتبار نہیں ہوتے اور دل کی نیت بغیر عمل بدن کے منتج دولت اور ثمر سعادت ہے جیساکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہی کہ قیامت کے دن ایک بندے کا اعمالنامہ اس کے ہاتھ میں دیا جاویگا اور اسمیں ایسے ایسے نیک عمل مثبت دیکھیگا کہ ساری عمر میں اُنکی طرف اقدام نہ کیا ہوگا۔ مثلاً حج کا گذارنا اور کافروں سے لڑنا اور عمارات خیر کا بنانا اور مساجد اور معابد تعمیر کرانا اپنے

اعمالنامہ میں لکھے ہوئے دیکھیگا عرض کریگا الٰہی یہ اعمالنامہ میرا نہیں شاید ملائک سہواً مجھ کو دے گئے ہیں کبھی ساری عمر میں میں نے حج اور جہاد نہیں کیا اور پُل اور مسجد نہیں بنائے حکم باری صادر ہوگا کہ اے میرے بندے بھول چوک کا اطلاق تمہاری ذات ہی پر جایز ہے ہماری ذات مقدس ایسے عوارض سے پاک اور مبرّا ہے۔ اگرچہ یہ اعمال بذاتہ تمنے نہیں کئے۔ لیکن تمہاری نیت میں ہمیشہ یہ بات سمائی رہتی تھی کہ اگر خدا تعالےٰ مجکو اس امر کی توفیق عطا کرے اور اتنی وسعت دیجائے تو میں بھی ایسے اچھے عمل بجالاؤں ہمنے اپنے کمال کرم سے تمہاری نیت کے بموجب تمہارے نہ کئے ہوئے کاموں کو کیا ہوا جانکر اور اس عمل نا معمل کو مشروط بشرط قبول کرکے تمہارے اعمالنامہ میں لکھدیئے اور اس کا ثواب کما یجب و ینبغی اپنے کرم پر واجب کرلیا اور روشن ہوا کہ اس شخص کو جو یہ غیر مترقبہ دولت اور غیر مترقبہ سعادت جو بارگاہ الٰہی سے بغیر مقاسات عمل بجوارح اور بغیر مباشرت اعضائے حاصل ہوئی۔ یہ محض اسکی نیک نیتی اور دلی عمل کا نتیجہ تھا کذالک یعنی اسیطرح نیک اعمال جو رمضان المبارک کے مہینے میں وقوع سے وقوع میں آتے ہیں اور مہینوں کے اعمال کی نسبت زیادہ تر فضیلت رکھتے ہیں کما ورد عن سعید المسیب نقلاً عن سلمان الفارسی قال خَطَبَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ شَعْبَانَ یعنے سعید بن المسیب سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر ماہ شعبان میں خطبہ فرمایا اور اس خطبہ کے اثنا میں ارشاد فرمایا کہ:۔ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ اے میری امّت کے لوگو بیشک ماہ مبارک اور ماہ بزرگ اور مہینہ بزرگ جسمیں ایک رات جو خیر و برکت میں ہزار مہینوں کی خیر و برکت سے فاضلتر اور اولیٰ تر ہے۔ تمہارے سروں پر سایہ انداز ہوا ہے۔ جو شخص اس مبارک مہینے میں فریضہ ادا کریگا وہ بیشک ستر فریضہ کا ثواب پائیگا۔ اور نیز ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں ایک بار تسبیح پڑھنا دیگر مہینوں کی ہزار تسبیح پڑھنے سے فاضلتر ہے۔ اور ایک صدقہ اسمیں ہزار صدقات سے بڑھکر ہے۔ اور اس ماہ مبارک میں استغفار ایکبار کا پڑھنا دیگر مہینوں کے ہزار استغفار سے اولیٰ تر ہے ۔۔۔

چوتھی وجہ جسطرح حضرت انسان کا دل سب اعضا میں سے نظرات عنایات الٰہیہ جل وعلا کیسا تھ مخصوص ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ کذالک یہ ماہ مبارک بہ نسبت دیگر شہور کے نظرات لطف و کرم خداوندی سے زیادہ تر

مخصوص ہے کما ورد عن جابر عبد اللہ الانصاری جیسا کہ جابر انصاری رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول مقبول علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ وتعالی نے میری اُمت کو رمضان کے مہینے میں چھ چیزیں کرامت فرمائیں کہ کسی پیغمبر کو میرے سے پہلے نہیں عطا ہوئیں - اوّل یہ ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو حق سبحانہ وتعالے میری اُمت کے روزہ داروں کی طرف ایک نظر رحمت کی فرماتا ہے اور جس شخص کی طرف نظر رحمت دیکھے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اُسکو عذاب میں مبتلا نہیں کریگا۔ دوم یہ کہ روزہ داروں کے مُنہ کی بو روزہ کھولنے کے وقت خدا تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے ❊ سوم ماہ رمضان میں ملائکہ علیہم السلام میری اُمت کے بخشانے کے لئے استغفار پڑھنے میں مشغول ہوجاتے ہیں - یہاں تک کہ سب کے سب اوراد ووظائف اور تسبیح وتہالیل پڑھکر میری اُمّت کی معافی کے لئے جناب باری سے سوال کرتے ہیں ❊ چہارم یہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بہشت کو خطاب کرتا ہے کہ اے بہشت تو اپنے وجود کو تمام زینتوں سے آراستہ وپیراستہ کر کہ میرے حبیبؐ کی امت کے روزہ دار جو دُنیا میں رنج ومحنت میں مبتلا ہیں اس گلشن سرا میں آکر آرام سے چین کریں - اور اس دار کرامت آثار میں بڑی خوشی اور استراحت کیساتھ ہمیشہ کے لئے اقامت کریں ❊ پنجم جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے خدا تعالے جل جلالہ میری امت کو بخشدیتا ہے اور اُن کے گذشتہ گناہوں کو معاف کردیتا ہے جب آنحضرت علیہ السلام نے یہ حدیث فرمائی تو ایک آدمی نے استفسار اُعرض کی کہ یارسول اللہ شاید یہی متبرک رات لیلۃ القدر ہوگی فرمایا شاید تجکو یہ بات معلوم نہیں کہ جب عامل اپنے عمل سے فارغ ہوجاتے ہیں اور اپنے مفوضہ کام بخوبی اتمام تک پہنچاتے ہیں تو اپنے مخدوم سے حق الخدمت مع الانعام پاتے ہیں ❊ ششم یہ کہ جو ہوا کے مرغ اور پہاڑوں کے وحوش اور جنگلوں اور بیابانوں کے بیمار پائے ہیں ماہ رمضان کے روزہ داروں کے لئے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ اُنکی شفاعت بدرجہ اجابت پہنچ جاتی ہے ❊

پانچویں وجہ - ماہ مبارک کی مشابہت دل کیساتھ یہ ہے کہ جسطرح دل کی تفریح موجب زیادتی درجات کی ہے اسیطرح ماہ رمضان المبارک کی تعظیم اور توقیر موجب کرامت اور سعادت کا ہے پہلے کسی دل کی تفریح یعنے کسی شکستہ خاطر کو خوش کرنیکا بیان سنو اور اُس کے بعد ماہ رمضان کی تعظیم اور فضایل مبین ہونگے - حضرت رسالت پناہ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص

کسی بندے کے دل کو خوش کرے حق تعالیٰ ایک فرشتہ ایک مرغ کی صورت کا پیدا کرتا ہے اور اُس فرشتہ کے بازوؤں پر جو پر ہوتے ہیں وُہ یاقوت اور موتیوں سے مکلل اور اس فرشتہ کا سر ساق عرش تک اور اسکے پاؤں تحت الثرےٰ پر ہوتے ہیں اور اس فرشتہ کے بدن پر ہزار سر اور ہر ایک سر میں ہزار مُنہ اور ہر مُنہ میں ہزار دہان اور ہر دہان میں ہزار زبان اور ہر زبان میں ہزار لغت اور ساتھ ان سب لغتوں کے حضرت جلال احدیت کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتا ہے اور بعد فراغت کے اوراد و وظائف سے اُس بندے کے حق میں جو کسی مومن کے دل کو خوش کرتا ہے۔ جناب باری سے آمرزش چاہتا ہے۔ تعظیم ماہ رمضان کے ثواب میں یہ حدیث وارد ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا حق سبحانہ وتعالیٰ رمضان شریف کو خوب ترین طاؤس کی مثل یا عروس کی مانند مبارک خسارہ فرخ قدم گناہ سوز ملاعت اقرونہ لطیف آواز عاصی نواز آراستہ و پیراستہ کریگا۔ جب اس خوبصورتی کیساتھ بارگاہ احدیت میں مشرف ہوگا اُسی وقت سجدہ میں گر پڑیگا۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا یا رمضان سَلْ حَاجَتَكَ وَخُذْ بِيَدِ مَنْ عَرَفَ حَقَّكَ اے میرے رمضان مانگ جو تو مانگنا چاہتا ہے اور جس نے تیرے حقوق کی رعایت کی ہے اُسکا ہاتھ پکڑ اور اس کی شفاعت بجالا۔ جو شخص ماہ رمضان کے حقوق کو ادا کرتا رہیگا اور یہ ماہ مبارک اُس سے خوش ہو کر گذریگا۔ قیامت کے دن اُس روزہ دار کا ہاتھ پکڑ کر حقتعالیٰ کے حضور میں لیجائیگا۔ خطاب رب الارباب صادر ہوگا کہ اے ماہ مبارک تو کیا چاہتا ہے عرض کریگا ان بندوں نے عالم دنیا میں میرے حقوق کی رعائت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے اب وُہ بیچارے سر سے پاؤں تک برہنہ اپنی اپنی گور کے کنارے کھڑے ہیں اُن کے لئے خلعتیں جو تیری کرامت اور شایان شان ہوں عطا فرما۔ خطاب مستطاب ربّ الارباب ہوگا کہ اے رضوان بہشت کے توشہ خانے میں جو حُلّے ماہ رمضان کے روزہ داروں کے لئے رکھے گئے ہیں اُس کا دروازہ کھولدے۔ رضوان بحکم رب المنان بہشت کے توشہ خانے کا دروازہ جب کھولدیگا تو حُلّے خود بخود عرصات کے میدان کی ہوا میں پرّان ہو کر روزہ داروں کے پاس حاضر ہوجائیں گے اور ہر ایک روزہ دار کو ستّر ستّر حلّوں سے کم نہیں پہنچیگا۔ پھر فرمان بنام حضرت ماہ رمضان کے صادر ہوگا کہ اے رمضان اگر تجکو کچھہ حاجت ہے تو میرے حضور سے مانگ عرض کریگا۔ الٰہی یہ بندے عرصات قیامت میں برہنہ کھڑے ہیں اُن کے سروں پر وقار اور عزت کا تاج رکھکے معزز و ممتاز فرما۔ حقتعالیٰ کے حکم سے تاجوں کے خزانے کا دروازہ

کھلجائیگا۔ اور ملائکہ کئی ہزار تاج ایک ایک بندہ کے سر پر رکھیں گے اور اُسکو ستّر ہزار آدمی کا شفیع مقرر کریں گے زاں بعد ہر ایک بندے کو ہزار ہزار حوریں جن کی ستّر ستّر ہزار خادمہ ہونگی۔ دیجائینگی۔ پھر جناب الٰہی سے حکم ہوگا اے رمضان اب بتا کہ میں ان بندوں کیسا تھ کیا معاملہ کروں عرض کریگا الٰہی ان بیچاروں کو اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں جو ساری عمر اُسکی سُنت کی تابعداری میں گذاری ہے جنت الفردوس میں جگہ دے اُسیوقت ملائکہ ان سب روزہ داروں کو تخت مرصّع پر سوار کر کے نہایت تعظیم و تکریم سے جنت الفردوس میں اتار دیں گے۔ پھر حکم ہوگا اے رمضان اگر کوئی اَور آرزو باقی ہے تو ظاہر کر عرض کریگا الٰہی ان عاجزوں کو اپنے کرم اور فضل کے لائق اُس تکلیف کا ثواب عطا فرما۔ حقتعالیٰ ہر ایک بندہ کو ہزار ہزار شہر جو یاقوت اور زبرجد سبز سے معمر ہونگے عطا فرمائیگا اور ہر ایک شہر میں ہزار ہزار قصر اور ہر ایک قصر میں اتنی چیزیں ہونگی جو حد و حساب اور وصف سے باہر ہیں کما ورد قولہٗ تعالیٰ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ زاں بعد ماہ مبارک رمضان عرش کے ساق پر جاکر بدرگاہ باری عرض کریگا الٰہی جو کچھ تو نے میرے روزہ داروں کو تاج اور ازواج اور قصور اور حور وغیرہ اپنے کرم سے اور میری شفاعت سے عطا فرمایا ہے وہ تو میں نے بچشم خود دیکھ سُن لیا۔ سوائے اس کے جو کچھ انکو اپنے عطا کی وجہ سے انعام فرمائیگا اُس سے بھی مجھ نیازمند کو مطلع فرمائیے گا۔ حق سُبحانہ و تعالیٰ فرمائیگا کہ اے میرے رمضان میری ذات مقدس تیرے روزہ داروں کو بغیر سفارش سفارشی کے دو چیزیں عطا فرمائیگی۔ ایک تو میری خوشنودی بےعتاب۔ دُوم میرا دیدار بے حساب ؎

چون تو خوشنود از قضائے حق شوی	عاقبت ز اہل رضائے حق شوی۔
در تو چشم از غیر حق پوشیدۂ	در طلبگاریئے او کوشیدۂ!
جائے آن دارد کہ بردار ی نقاب	پس بہ بینی در جمالش بے حجاب

اشارت دوم۔ رمضان شریف روزوں کے لئے اسواسطے اختیار کیا گیا ہے۔ کہ رمضان کے پانچ حرف ہیں **الراء** اشارۃ رضوان اللہ تعالیٰ من الصائمین **والمیم** اشارۃ الی محبۃ اللہ مع الصائمین **والضاد** اشارۃ الی ضمان اللہ للصائمین **والالف** اشارۃ الی اُلفۃ اللہ مع الصائمین **والنون** اشارۃ من نوال اللہ علی الصائمین کان اللہ تعالیٰ۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے حبیب کی اُمت کے لوگو میں نے

فہرست مضامین کتاب فخر الواعظین

نام مضمون	صفحہ
دیباچہ کتاب جسمیں مصنف نے اپنی تعلیم وتدریس اور وعظ وتحیت اور اس کتاب کی تصنیف وتالیف کا مفصل بیان کیا ہے	۱
پہلی مجلس یا پہلا وعظ	۹
جس میں کلمہ شہادت کا مفصل ذکر کیا گیا ہے	
تفصیل وعظ	
حدیث پانچ بنائے اسلام کے ثبوت میں	۹
پیدایش کے وقت آنحضرت کی چھ خصائص کا بیان	۱۰
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عوام الناس مومنین کے حق میں	۱۳
التماس مصنف اور تنبیہ از وعظ سابقہ	۱۵
فضائل درود شریف	″
ایمان اور اسلام کی تعریف	۱۷
لفظ ایمان ولفظ اسلام کے فرق کا بیان	″
رکن ایمان کا بیان	۱۸
کلمہ لا الہ الا اللہ کے نکات ظاہریہ	۱۹
فضائل کلمہ طیبہ	۲۰
اعداد کے اعتبار سے کلمہ طیبہ کے سات نکات عجیبہ	۲۴
فضائل کلمہ گویاں	۳۰
کلمہ طیبہ کے نقطہ دار حروف کے نہونے کی وجہ تسمیہ	۳۱
دوسری مجلس یا دوسرا وعظ	۳۱
جس میں نماز پنجگانہ کا بیان کیا گیا ہے	
تفصیل وعظ	
فضائل نماز پنجگانہ	۳۲
اہل لغت اور اہل معرفت کے نزدیک نماز کی لغوی اور حقیقی معنے	۳۳
ظہر عصر مغرب عشا اور فجر کی نماز ٹھیک ادا کرنیسے مغفرت گناہاں	۳۴
نماز کی تشریح تصوف کے رنگ میں	″
نماز کی فضیلت از شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	۳۵
مومن اور کافر میں وجہ امتیاز کا بیان	۳۶
دس سالہ لڑکوں کے نماز پڑھنے کی تاکید شدید	۳۷
وعید بے نمازاں	″
عذر شرعی کا بیان	″
التماس مصنف	۳۸
اوقات نماز خمسہ کا ثبوت از قرآن واحادیث واجماع امت	″
وعید تارکان نماز	۴۰
بے نماز کے کفر اور عدم کفر کی بحث اور اسپر ائمہ اربعہ وغیرہ کی دلچسپ تقاریر	″
تنبیہ بے نمازاں	۴۱
تعدیل ارکان اور محافظت نماز کا ذکر	۴۲
ترغیب وترہیب بے نمازاں	۴۵
آداب قرأت	″
نماز کی چار شاخوں کا بیان	۴۶
نمازیوں میں تفاوت ثواب کی وجہ	″
مردہ انسان اور زندہ انسان کے مردہ دل کا مسجد میں نہ لانیکے متعلق عجیب وغریب نکتہ	۴۷

نام مضمون	صفحہ
مسجد میں پوشش نجاست آلودہ اور دل کدورت آمیز نہ لانیکی وجہ حقیقی	۴۷
اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ سے دل کے بعد ودور ہونیکی وجہ سے نماز کا مقبول نہ ہونا	۴۸
نماز حضوری اور نماز بے حضوری کی قبولیت میں فرق	″
نماز کے ظاہر اور باطن کا بیان از امام غزالی رح	۴۹
نماز کی حقیقت پر ایک سرسری صوفیانہ نظر	″
نماز میں دل کا قبلہ سے پھرنا نماز کا مبطل ہے	۵۰
نماز میں دل کا امورات دنیا سے فارغ رکھنا	″
حرص دنیا کا نشہ شراب کے نشہ کے بدتر ہے	۵۱
دل کو کدورات نجاسات محبت دنیا سے صاف رکھنا	۵۳
خانہ خدا میں ناپاک بدنوں سے داخل ہونیکی ممانعت	″
حضور قلبی کی تاکید	″
اللہ تعالےٰ کا خطاب مومنین کی طرف	۵۴
نمازی اور وساوس شیطانی	″
شرائط باطنی نماز	۵۵
حاتم اصم رح کی نماز پڑھنے کا طریقہ	″
سمحیائیل فرشتہ کا نمازیوں کے واسطے شفاعت کرنا	۵۶
حدیث سمحیائیل کی فضیلت	۵۸
اعضائے مغسولہ کے غسل کو غیر مغسولہ	″
اعضائے کی طہارت کے حکم کی وجہ	۵۹
چار اعضاء کے دھونے میں نکات عجیبہ	″
چار اعضاء کی طرف سب سے پہلے عذاب آخرت کا ہونا اور اس سے بچنے کا علاج	۶۰
زیور وزینت نماز کا	۶۱
آدم علیہ السلام کی معصیت کے باعث چار اعضاء کے دھونے کی وجہ	″
وضو کے چار اقسام کا ذکر	۶۲
وضو میں چار اعضاء کے مخصوص ہونیکی حکمت	″
وضو کی خاص خصوصیت	۶۳
اعضاء وضو کو آگ دوزخ کا تصرف نہ کرنا	۶۴
قیامت کے دن وضو کے پونچھنے والے رومال کی خاصیت	۶۴
بلال رض کا وضو کی پابندی اور تحیۃ الوضو کے باعث بہشت میں تمام بنی آدم پر سبقت کرنا	۶۵
وضو کی پانی سے گناہوں کی مغفرت	″
وضو سے تمام اعضا کے گناہوں کا معاف ہونا	۶۶
حضرت صلعم کو جبرائیل ع کا وضو سکھلانا	۶۸
ستر عورت یعنی ناف سے زانو تک ڈھانپنے کے احکام معہ حکایات عجیبہ غریبہ	۶۹
تطہیر المکان یعنے ادائے نماز کے کیواسطے پاک مکان کے ہونے کا مفصل ذکر	۷۳
عجیب وغریب نکات فقہی	″
پنجگانہ نماز کے اوقات کا مفصل بیان	۷۷
ثبوت اوقات نماز پنجگانہ از قرآن مجید	″
″ ″ از حدیث شریف	۷۸
نکات عجیب وغریب	″

نام مضمون	صفحہ
نماز ظہر کے مقرر ہونیکی وجہ تسمیہ	۸۰
نماز عصر کے مقرر ہونے کی وجہ تسمیہ	//
نماز مغرب کے مقرر ہونے کی وجہ تسمیہ	۸۳
نماز عشاء کے مقرر ہونے کی وجہ تسمیہ	۸۸
پنج ۵ نماز کی تعیین کی وجہ عجیبہ غریبہ	۹۳
قبلہ کی طرف منہ کرنے کے احکام	۹۴
پانچ قبلوں کا بیان	۹۵
نقش لطیف قبلہ کے بیان میں	۹۶
نیت کی شرط ہونے میں حکمت	۹۹
عجیب و غریب لطیفہ نیت کے بیان میں	۱۰۱
وظائف داخلیہ کا بیان	۱۰۲
نماز کے افتتاح تکبیر اور اختتام تسلیم کی حکمت	۱۰۵
تکبیر اولیٰ کے وقت ہاتھوں کے اٹھانیکی حکمت	//
عورتوں اور مردوں کے ہاتھ اٹھانیکی وجہ اختلاف	//
نماز کے فرض قیام کا بیان	۱۰۶
رکوع پر قیام کی تقدیم کی حکمت	//
قرأت کا بیان	۱۰۹
قرأت کی فرضیت کی حکمت	//
نماز میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی تخصیص	۱۱۰
قرأت کو اونچی اور اخفا پڑھنے کی حکمت	//
رکوع کی فرضیت کا بیان	۱۱۱
حکایت رکوع	۱۱۲
سجدہ کی فرضیت کا بیان	//
سجدہ کے متعلق عجیب و غریب نکات	۱۱۸
سات اعضاء پر سجدہ کرنے کی حکمت	۱۲۴
دو سجدہ کے مقرر ہونے کی حکمت	۱۲۸
نماز کے چھٹے فرض قعدہ اخیرہ کا بیان	۱۳۱
بائیں پاؤں پر بیٹھنے کی حکمت	۱۳۳
دائیں پاؤں کے کھڑا کرنے کی حکمت	//
لطیفہ عجیب و غریب ارکان نماز میں	//
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات	۱۳۵
حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ دلچسپ پیرائے میں	۱۳۶
پانچ لڑکوں کا گہوارے میں باتیں کرنا	۱۴۱
یوسف علیہ السلام کا بقیہ قصہ	۱۴۸
مناجات	۱۵۵
حصہ دوم	
رکن سوم ماہ رمضان کا بیان	۱۵۷
فضائل ماہ رمضان	//
خصوصیت روزہ	۱۶۰
فضائل صدقہ	۱۶۱
روزہ کے خاص احکام	۱۶۳
روزہ دار کے منہ کی خوشبو کا بیان	۱۶۵
روزہ اور قبولیت دعا کا بیان	۱۶۶
روزے کی ۴۰ حکمتوں کا بیان	۱۶۷
دس راتوں کا بیان	۱۸۳
باب چہارم	
تعیین روزے اور حکمتوں کا بیان	۱۹۷

نام مضمون	صفحہ
وجوہات اختصاص روزہ	۱۹۹
باب پنجم	
فضائل صوم اور اسکی اقسام کا بیان	۲۰۷
روزہ کی قسموں کا بیان	۲۱۵
فضیلت روزہ - کرامات کا بیان	۲۲۴
باب ششم	
تعجیل افطار کی فضیلت کا بیان	۱۲۵
باب ہفتم	
فضائل رمضان کا بیان	۲۳۳
حصہ سوم	
رکن چہارم زکوٰۃ کا بیان	۲۴۷
شفاعت النبی کا ذکر	۲۴۸
احکام زکوٰۃ	۲۵۳
زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب آخرت	//
صاحب زکوٰۃ اور فقیر مفلس کا بیان	۲۵۴
صاحب زکوٰۃ اور گنجا سانپ	۲۵۵
وجوب زکوٰۃ کی حکمت کا بیان	//
تطہیر کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال	۲۵۶
صدقہ و خیرات کے متعلق حکایات دلچسپ اور نکات عجیبہ و غریبہ	۲۶۴
زکوٰۃ میں ربع عشر کی حکمت	۲۶۶
زیورات کی زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم	۲۶۷
ایک دولتمند اور فقیر کا مناظرہ	۲۷۰
زکوٰۃ کے ادا کرنے سے مال کا نجاست سے پاک ہونا	۲۷۳
احکام زکوٰۃ اور نماز کے احکام میں ایک عجیب مقابلہ	//
حکایات دلچسپ زکوٰۃ کے بارے میں	۲۷۶
آداب زکوٰۃ	//
زکوٰۃ کی فرضیت اور مقدار کا بیان	۲۸۲
زکوٰۃ لینے والے کے آداب مع حکایات دلچسپ	۲۸۸
ابوجہل اور ایک اعرابی کا تذکرہ	۲۹۶
دوستان خدا کا فقر و فاقہ کو عمداً اختیار کرنا	۳۰۰
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق	۳۰۴
خیرات و صدقات کے فضائل کا بیان	۳۰۵
تصدق کرنے میں دس خصائل پسندیدہ کا بیان	۳۰۹
صدقہ کی پانچ خاصیتیں جو دنیا سے متعلق ہیں	//
حکایات دلچسپ	۳۳۲
حصہ چہارم	
رکن پنجم حج کا بیان	۳۳۶
نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم	//
شان رسول کی تین صورتوں کا بیان	//
فضائل درود شریف	۳۳۸
زیارت بیت اللہ شریف سے محروم رہنا گویا یہودی اور نصاریٰ کی مشابہت پیدا کرنا ہے	۳۴۰
فضائل حج	۳۴۲
التماس مؤلف	۳۴۴
حج یعنی ح ج کے حروف کے اسرار کا بیان	//

نام مضمون	صفحہ
حکایت از شیخ سعدی	۳۴۵
حکایات عجیبہ وغریبہ فضائل حج کے بیان میں	۳۴۶
حکایت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ	″
حکایت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۳۴۹
حکایت مالک ابن دینار رض	۳۵۱
حکایت سہل عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ	۳۵۲
حکایت شیخ ابوالقاسم حکیم رح	۳۵۳
حکایت شیخ شفیق بلخی رح	۳۵۴
فضائل کعبہ اور شفاعت کعبہ بروز قیامت	۳۵۵
ارکان حج کا بیان	۳۵۸
احرام کا بیان	″
حضرت موسےٰ علیہ السلام اور ایک اہالی کا دلچسپ قصہ خداوند تعالےٰ کی محبت میں راز مثنوی معنوی،	۳۵۹
بلی کے منہ کے نجس نہ ہونے کی حکمت	۳۶۳
احرام کی حکمتیں	″
ابراہیم ادہم کا قصہ	۳۶۵
ابراہیم دمشقی کا قصہ	۳۶۷
مالک بن دینار کا قصہ	۳۶۸
شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی رح کا قصہ	۳۶۹
تواضع اور تکبر کا بیان	۳۷۰
فضائل حج	۳۷۱
قصہ حضرت رابعہ بصری رح	۳۷۲
قصہ حضرت شیخ یحییٰ رح	۳۷۴
لطائف حج	۳۷۵
قصہ ابرہہ ملعون	۳۷۷
قصہ ابرہہ میں لطیفہ	۳۷۸
قصہ امام جعفر صادق	۳۸۲
کعبہ شریف کی بنا کا بیان	۳۸۵
ابراہیم خلیل اللہ کا بیان	۳″۳
ابراہیم خواص رح	۳۹۲
شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان	۳۹۳
اصمعی رح کا بیان	″
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان	۳۹۸
احمد بن الجواری رح کا بیان	″
شیخ علی بن الموفق کا بیان	″
کعب الاحبار کی روایت	۴۰۰
حج کو نماز اور روزہ پر تین فضیلتوں کا بیان	″
شیخ ابوالفتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ	۴۰۲
شیخ شبلی رح کا قصہ	۴۰۵
حضرت آدم علیہ السلام کا بیان	″
حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی کی وفات کے بعد کے حالات	۴۰۶
شیخ سفیان ثوری رح کا بیان	″
اللہ تعالےٰ کے دونوں گھروں کا بیان	۴۰۷
یوسف بن حسین رح کا ذکر	۴۰۸
ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر	۴۰۹
ایک اعرابی کا ذکر	″
ایک یہودی کا قصہ	۴۱۰

نام مضمون	صفحہ
شیخ محمد حنبل کا ذکر	۴۱۰
شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر	۴۱۱
زیارت روضہ رسول اللہ کی فضیلت	۴۱۲
فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ یعنی منصور اور حضرت علی کی گفتگو	۴۱۴
فضائل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۴۱۹
چار مسائل کا بیان جن کو چار ہزار سال تک فرشتے بیان کرتے رہے	۴۲۱
معراج کا مختصر بیان	۴۲۳
معراج کے خاص راز کا بیان	۴۲۴
اللہ تعالیٰ اور امت محمدیہ کے درمیان کی چند شرائط کا بیان	۴۲۷
معراج کی رات کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے چند باتوں کا دریافت کرنے سے پچتانا	۴۲۹
معراج کی رات زمین۔ آسمان۔ کرسی۔ لوح وقلم عرش وغیرہ کی تسبیح اور بزرگی کا بیان	۴۳۳
عرش کا بیان	۴۳۵
تحفہ شب معراج	۴۳۶
تشریح آیت آمن الرسول الخ	۴۳۷
شفاعت حضرت م کا بیان	۴۴۱
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات	۴۴۳

دفتر دوم

نام مضمون	صفحہ
خطبہ عربی منظوم	۱
حیات اور موت کا بیان	″
معنے تبارک	۲
ترغیب عمل	″
بدعت کا بیان	۳
تین بدترین آدمیوں کا ذکر	″
نیک اور بد لوگوں کا انجام	۴
خدا اور رسول کا چھ اشخاص پر لعنت کرنا	۵
کفر کے اندیشے کی باتیں	۶
فرقہ ناجیہ اور گمراہ فرقوں کا بیان	۷
فرقہ ناجیہ کے حق پر ہونے کے دلائل	۸
ترغیب مذہب حقہ	۹
مومن ہونے کے شرائط	″
اطاعت اللہ ورسول اور نفرت بدعت	۱۰
عالم کی فضیلت کا بیان	۱۱
طلب العلم کی فرضیت کی تشریح	۱۳
گمراہ اور بے عمل عالموں کا بیان	۱۴
خود غرض عالم کی دلچسپ حکایت	۱۵
عالم دراصل کون ہیں؟	″
بعض علما کے دوزخ میں جانے کی وجہ	۱۶
ناپائدار دنیا کی دوستی کا بیان	[illegible]
قیامت کا نقشہ	۱۸
عذاب آخرت کا بیان	[illegible]
نفرت دنیا کا بیان	۲۰
آخرت میں دنیا کی صورت مثالی	۲۲

نام مضمون	صفحہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دُنیاوی حالت	۲۴
دُنیا کے متعلق احمد درویش کی حکایت	۲۶
دُنیا کے متعلق عیسٰے علیہ السلام کی حکایت	״
آخرت میں ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا کی حالت	۲۹
مرنے کے بعد مختلف آوازوں کی شنائی دینا	۳۰
دُنیا کی خرید وفروخت	۳۱
توبہ کا بیان	۳۳
توبہ کے معنے	۳۴
اقسام گناہ	۳۵
توبہ کرنیوالے کے لئے ہدایات	״
ترغیب توبہ	۳۶
انسان کے چار دُشمنوں کا ذکر	۳۷
دُنیاوی دوست	۳۸
مسلمان ہونے کے شرائط	۳۹
موت کا ذکر	۴۲
زندگی کی بنیاد	۴۶
سکرات موت	۴۷
سکرات موت کی حالت موسٰے علیہ السلام سے	۴۸
سکرات موت کی حالت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے	״
سکرات موت پر ایک اعتراض کا جواب	۴۹
ملکوت کی شکل	۵۱
ملکوت کی گفتگو مریض سے	״
دُنیا کی طالب دنیا سے گفتگو	۵۲
ملک الموت کے اختیارات	۵۳
ملک الموت کے مددگار	۵۴
کل اشیا کے فنا کے بعد ملک الموت کی حالت	۵۴
ملک الموت کے قبض ارواح کی حالت	۵۵
خمیر انسان	״
ملک الموت اور ارواح کی گفتگو	۵۶
ملک الموت اور اعضائے انسان کی بات چیت	۵۸
نزع کے وقت اعضا کے وداع ہونے کا بیان	۵۹
شیطان کا نزع کے وقت دھوکا دینے کا بیان	۶۰
نیکی اور بدی کا قسمت پر فیصلہ	۶۳
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت	۶۴
تلقین میت کا بہتر طریقہ	۶۵
دو نعمتوں یعنے تندرستی اور فراغت کا ذکر	۶۶
دُنیا اور آخرت کا بیان	۶۷
مصائب دنیا	۷۰
وداع رُوح کے وقت آسمان کا ندا کرنا	۷۱
زمین اور قبر کا باشندگان کے بیدار کرنے کیلئے دس کلمات	۷۴
ایمان کا بیان	۷۷
روح کی آواز و پکار	۷۹
دقائق الاخبار کی حکایت	۸۳
مالک ابن دینار کی حکایت	۸۴

نام مضمون	صفحہ
ایصال ثواب کا بیان	۸۵
مصائب پر صبر کرنے کا بیان	۸۸
رُوح کے نکلنے کا بیان	۹۹
کراماً کاتبین کا بیان	۱۰۰
رُوح کافر کا بیان	۱۰۹
مومن اور کافر کی موت کا حال	۱۱۱
منکر نکیر کا بیان	۱۱۶
عذاب قبر اور قبر کی تنگی کا بیان	۱۱۹
ابلیس کا قصہ	۱۲۳
ارواح موتے کا حال بیان کرنا اور ثواب دُعا وغیرہ	۱۲۹
اعمال کا بارگاہ رسول میں پیش ہونا	۱۳۱
روح کے بدن سے نکلنے کے بعد کا حال	۱۳۷
ماہیت روح کا بیان	۱۴۱
جسمیت وعدم جسمیت رُوح	۱۴۲
نفس اور روح کا متفرق اور متحد ہونا	״
رُوح کا مخلوق اور غیر مخلوق ہونا	۱۴۳
بقا و فنائے رُوح کا بیان	״
قبض رُوح کے بعد اس کا مسکن	״
نفخۃ الصعق کا بیان	۱۵۰
اشیا کے فنا ہوجانے کا بیان	۱۵۴
حشر خلائق کا بیان	۱۵۵
نفخ صعود اور بعثت کا بیان	۱۶۰
اُمت محمدیہ کے بارہ گروہوں کا بیان	۱۶۲
مساجد کے پندرہ حقوق کا بیان	۱۸۴
سُود کھانے کی بُرائی	۱۸۵
قرض دینے کا ثواب	۱۸۸
ماپ تول کا بیان	״
حشر ونشر خلقت کا بیان	۱۹۰
محشر کا بیان	۲۰۶
قیامت کے دن اعمالنامے کا پیش ہونا	۲۱۳
احوال محشر کا بیان	۲۱۵
لوگوں کا محشر کی طرف جانا	۲۱۷
اعمال کے وزن کا بیان	۲۱۸
حقوق العباد کا بیان	۲۳۰
پُلصراط کا بیان	۲۳۸
شفاعت کا بیان	۲۴۵
اللہ کی رحمت کا بیان	۲۵۳
دوزخ کا بیان اور عذاب کفار کا نقشہ	۲۶۰
دوزخ کے دروازوں کا بیان	۲۶۶
زبانیہ کا ذکر	۲۷۰
دوزخیوں کی خوراک	۲۷۳
دوزخیوں کا دوزخ سے نکلنے کا بیان	۲۷۸
بہشت کا بیان	۲۸۷
حوروں کا بیان	۳۰۶
خاتمۃ الکتاب	۳۱۷

یہ رمضان کا مہینہ روزہ کی عبادت کے لئے اسواسطے اختیار کیا ہے اور پسند فرمایا ہے لانہ شہر الرضوان وشہر المحبۃ وشہر الغفران وشہر الالفۃ وشہر النوال +

اشارت سوم۔ قرآن شریف کی تفسیروں سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن سب سے حضرت یُوسف علیہ السلام کو یگانہ اور برگزیدہ پیدا کیا اور حُسن صُورت اور لباس نبوت سے آراستہ کیا لیکن اُس کے بھائیوں نے اُسکی قدردانی نہ کر کے عالم طفولیت میں اٹھارہ کھوٹے درموں کے عوض بیچ ڈالا۔ کذلک حق تعالیٰ نے اِس مہینہ مبارک کو بمقتضائے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ برگزیدہ کیا اے میرے بھائیو جہانتک ہو سکے اس ماہ مبارک کی قدر اور توقیر کیا کرو اور اُسکو معاصی اور ذلات کے بدلے نہ بیچ ڈالو تاکہ قیامت کے دن اس مہینے کے سامنے حضرت یُوسف علیہ السّلام کے بھائیوں کی طرح تمکو شرمسار اور مارے شرم کے نگونسار نہ ہونا پڑے +

روایت ہے کہ جب حضرت یُوسف علیہ السّلام کے بھائی دور دراز سفر سے کئی طرح کی مشقتیں اُٹھا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور عزیز کی دست بوسی کی سعادت سے مشرف ہُوئے اور بعد تحیت اور دعا کے شکایت نیازمندانہ عزیز کی خدمت میں پیش کر کے کہنے لگے کما ورد یاایہا العزیز مسنا واھلنا الضر ۔ اے عزیز یعقوب کی آل قحط کی تشویش اور اہل وعیال کی تکثیر سے سختی اور بلا کے پنجہ میں گرفتار ہو رہی ہے اور بضاعت ناتمام اور سرمایہ بے طرجام جو ہم غربا آپ کے لئے لائے ہیں قبول فرما کر اُس کے عوض میں انعام لائق اور اکرام زاید سے ہمکو ممتاز فرما کر وطن مالوفہ کیطرف روانہ کرو۔ مگر اپنے دل میں نہایت ہی شرمسار ہو کر اپنے کردار سے چھپاتے تھے + اے میرے بھائیو! اسجگہ ایک دقیقہ سمجھنے کے قابل ہے۔ یُوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی قدر نہ جانکر ایسی ایسی تکلیفیں پہنچائیں جس کے لکھنے سے قلم بھی شق ہوجاتا ہے۔ معہذا جب انہوں نے ایک بار عزیز کے نام سے اُسکو پکارا اور اپنا عجز ظاہر کیا حضرت یُوسف علیہ السّلام نے اُنکی خطاؤں سے درگذر فرما کر فرمایا۔ کما ورد لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ کہ آج تمہارے پر کوئی سرزنش اور ملامت نہیں ہے اے میرے بھائیو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی تشویر اور خجالت دیکھکر اُنہم کسیطرح کی عقوبت پسند نہ فرمائی بلکہ صرف عزیز کے نام سے پکارنے اور بلانے کے عوض میں اُن کو ملامت اور غرامت سے نجات بخشی اور ما مضٰے سے درگذر فرما کر اُسکی انتقام اور مکافات

کے برابر انعام اور حرمت اور عزت اور حقوق اخوت کو قائم رکھا بلکہ ان کو دنیوی ملامت اور عوامت سے بری اور امین کرکے انکی قیامت کی بہتری کے لئے دُعا فرمائی کما ورد یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ کہ خدا تعالےٰ تمہارے گناہوں سے درگذر کرے اور تمہاری خطائیں بخشدے اور وُہ سب رحم کرنیوالوں سے بڑا رحم کرنیوالا ہے ✤

تقریب۔ کذالک اگر رمضان المبارک جنہوں نے اُسکی قدر جان کر اُسکی تعظیم اور تکریم کما ینبغی ویجب دل وجان سے کی ہے اور اس کو کسی دُنیاوی غرض کے بدلے فروخت نہیں کیا اور بمقدور امکان اسکی تعظیم میں کوشش کرتے رہیں اگر یہ ماہ مبارک قیامت کے دن اپنے روزہ داروں کی شفاعت اور ان کے تظلم سے اجتناب کرے تو کچھ بعید نہیں ✤

اشارت چہارم۔ ماہ رمضان اہل ایمان کا دار الامان ہے جو مومن آدمی اس مبارک مہینے میں عبادت الٰہی میں مصروف اور اُسکی مناہی سے محترز رہے تو انشاء اللہ تم عذاب دارین سے محفوظ اور مامون ہو جائیگا۔ کما قال الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان جبرائیل امان لاھل السماء ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم امان لاھل الارض وشہر رمضان امان لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما دام جبرائیل علیہ السلام فی السماء فاھل السماء امن وما دام محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض فاھلھا فی امان وما دام شہر رمضان بین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھم یعرفون حقہ فھم فی امان ✤

یواقیت میں یہ حدیث وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ میری امت کو عذاب دینا چاہتا۔ تو سورۃ اخلاص اور ماہ رمضان اُنپر نازل نہ فرماتا۔ ازاں بعد جناب رسالتمآب علیہ التحیۃ والتسلیمات نے اسمیں اعمال کے ثوابوں کی فضیلت بیان فرمائی کہ رمضان شریف کی ایک رات کا قیام شہید اکبر کے ثواب کیساتھ اور اس کے ایک دن کا روزہ پیغمبری کے اور اسمیں قرآن کے ختم کرنے کا ثواب حج مبرور کے اور ایک تسبیح کا ثواب عمرہ مقبولہ کے اور اسمیں امر معروف کا ثواب جہاد فی سبیل اللہ کے ثواب کی ساتھ برابری کرتا ہے ✤

اشارت پنجم۔ رمضان رمض سے مشتق ہے اور رمض لغت میں حرق یعنے سوختن سے مراد ہے کما ورد سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ قَالَ لِاَنَّہٗ یُرْمِضُ الذُّنُوْبَ فِیْہِ ای یحترق وقیل الرمض ھو مطر یاتی قبل الخریف ویغسل الارض

غسلا نہذا اشہر یغسل الابدان من الاثام ویطہر القلب من الالتفات الی غیرہ تعالیٰ وقیل الرمض شدۃ وقع الشمس علی الرمل وغیرہ سمیت بذالک لشدۃ وقع لنور التجلی علی قلوب عبادۃ الصائمین پس اس روایت سے ثابت ہوا کہ اس پسندیدہ عمل یعنے روزہ کے لئے اس ماہ مبارک کا معین ہونا انسب واولی ہے +

اشارت ششم سمجھنا چاہئے کہ ماہ مبارک رمضان میں چار چیزیں ماہ رمضان سے بھی بہتر اور فاضلتر ہیں پہلی لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ دوسری اجابت دعوت وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ تیسری نزول قرآن شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ٭ چوتھی سلام مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ جیسا کہ بہشت میں چار چیزیں بہشت کے وجود سے بہتر ہیں۔ اوّل انبیا اور اولیا کی مصاحبت کما ورد حَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا دوم رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ سوم بہشت کا خلود خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا چہارم دیدار حق تعالیٰ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ +

اشارت ہفتم۔ اس ماہ مبارک میں رحمت الٰہی کے عواطف اور اسکی مغفرت نامتناہی کے لطائف بحکم اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ بہ نسبت دیگر مہینوں کے بندوں کے حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس لئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس ماہ مبارک میں اس خاص عمل کے لئے ارشاد فرمایا تاکہ میرے بندے اپنے استحقاق سے اس پائدار دولت پر مشرف ہوجائیں اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ الغافلین میں ان عواطف الٰہیہ کے بیان میں ایک حدیث نقل فرماتی راقم آثم بھی اسی حدیث کو مع ترجمہ ہدیہ ناظرین کرکے دعا خیر کی استدعا کرتا ہے۔ **حدیث** اِنَّ الْجَنَّۃَ لَتُبَخَّرُ وَتُزَیَّنُ مِنَ الْحَوْلِ اِلَی الْحَوْلِ لِدُخُوْلِ شَہْرِ رَمَضَانَ ٭ ترجمہ حدیث ملائکہ علیہم السلام ہر سال ایک بار واسطے تشریف آوری رمضان شریف کے بہشت کو آراستہ کرتے ہیں اور کئی طرح کی زینتوں سے مزین کرتے ہیں فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَہْرِ رَمَضَانَ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے یعنے جب زریں بال سیمرغ آفتاب کا آسمان کے مغرب میں عشق کی مانند عاشقوں کے سینہ میں مخزون ہوتا ہے اور دن کے کافور پاش نور کے شمامہ کافوری کو اُفق کے آبنوسی صندوقچہ اور سندروسی تنق عودی درج میں محفوظ اور مضبوط کردیتے ہیں اور قدرت کی مشاطہ سنبل اور سوسن اور عنبر اور مشک کا غالیہ رات کی عروس کے جعد مجعد پر لگاتی ہے ھَبَّتْ رِیْحٌ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ یُقَالُ لَھَا الْمُثِیْرَۃُ

رحمت الٰہی کی ہواؤں سے ایک ہوا جس کو حضرت سید الانبیاء نے مثیرہ کے نام سے اپنے کلام میں یاد فرمایا ہے عرش مجید کے نیچے سے چلکر جنت کے درختوں کی ٹہنیوں اور بستان سرائے رحمت کے دروازوں کے حلقوں سے گذرنے لگیں۔ درختوں کے پتوں کی تصفیق یعنے تالی اور دروازوں کی تحریک یعنی کھڑکھڑاہٹ سے دلربا نغمتیں اور جان افزا آوازیں نکلنے لگیں۔ بہشت کی حوریں جنہوں نے خلد بریں کے میدان میں کبھی ایسی خوش آوازیں نہیں سُنی تھیں ان خوش آوازوں کے سُننے سے نہایت خوشدل ہو کر جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھا۔ کما ورد یَا رِضْوَانُ مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةُ اے رضوان یہ کیسی رات ہے کہ وصال کی نسیم افضال کیطرف سے چل رہی ہے۔ اور عنبر نسیم کی خوشبوئیں اللہ کے نعوت سرائے سے قدس میں پھیلی ہوتی ہیں۔ رباعی لا اعلمہ

یارب چہ شب است امشب کہ از یار پیام آمد	زان جعد عنبر افشان بوئے مشام آمد
در مجلس مخموران از بادہ سلا در دادند	در حلقہ مہجوران از دوست سلام آمد

حضرت رضوان علیہ السلام بہشت کی حوروں کے جواب میں کہیگا یا خَيْرَاتِ الْحِسَانِ هٰذِهٖ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اے بہشت کی خوبصورت حورو آج ماہ مبارک رمضان کی پہلی رات ہے کہ حبیب خدا سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ الاصفیاء کی امت مرحومہ شہر وجود کے چار بازار میں رکوع وسجود کے انور زیوروں اور احسان وجود کے از ہر کو ہر دل سے اپنے وجود کو آراستہ کرتے ہیں اور اپنے اللہ کی مساجد اور محرابوں کو تسبیح اور تراویح کے چراغوں اور قندیلوں سے مزین کرتے ہیں پھر حضرت جلال احدیت فرمائیگا اے رضوان ہشت بہشت کے دروازے میرے حبیب صلعم کی امت کے روزہ داروں کیلئے کھولدے اور اے مالک دوزخ کے درکات میرے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے فقیروں پر بند کر دے اور اے جبرائیل تم رُوئے زمین کیطرف تشریف لیجاؤ اور شیاطین مردودہ اور ابالسہ مطرودہ کو اغلال اور سلاسل سے مقید کر کے سمندروں کے گرداب میں ایسا محبوس کر دو۔ کہ میرے حبیب کی امت کے صیام اور قیام میں فساد ڈالنے سے مایوس ہو جائیں۔ پھر جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَلٰثَ مَرَّةٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِيَهٗ سُؤْلَهٗ وَهَلْ مِنْ تَائِبٍ فَاَتُوْبَ عَلَيْهِ وَهَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ مَّنْ يُّقْرِضُ الْمَلِيَّ غَيْرَ الْعَدُوْمِ الْوَفِيَّ غَيْرَ الظَّلُوْمِ کہ رمضان شریف کی ہر شب کو حضرت خداوند

جل وعلا بذات مقدس خود تین بار فرماتا ہے کوئی سائل ہے کہ میرے سے اپنے مطالب دینی اور دنیوی مانگے تو میں اُسکو دوں اور اسکی تمنّا کو پورا کروں۔ کوئی تائب ہے جو میری جناب میں حاضر ہوکر توبہ کرے تو میں اُسکی خطاؤں سے درگذر کروں کوئی معافی مانگنے والا ہے کہ وُہ مجھ سے معافی مانگے تو میں اُسکو معافی دُوں کون ہے کہ ایسے دارندہ کو قرضہ دیوے جو کبھی نادار نہیں ہوتا ہے اور ایسے پورا ادا کرنیوالے کو قرضہ دیوے جو ہرگز کسی مہم میں ظلم کاروادار نہیں ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ جو معاملہ کریگا وہ ہمارے بے انتہا کرم کا مشاہدہ کریگا جب روزہ کھولنے کا وقت آتا ہے ہر ہر دن میں ہزار ہزار بندے جو جہنم کی آگ کے مستوجب ہوتے ہیں اُن کو اس ماہ مبارک کی برکت سے آزاد کر دیتے ہیں اور جب دن ختم ہوجاتا ہے اُسی مقدار کے بموجب جو شروع ماہ سے بخشے جاتے ہیں ماہ صیام کے اختتام تک اسی طرح بخشے جاتے ہیں اور جب لیلۃ القدر کی مبارک رات ہوتی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خطاب کرکے فرماتا ہے تو جبرائیل ایک مقربین ملائکہ کی جماعت کیساتھ زمین پر آتے ہیں اور آسمان سے ایک لوا یعنی سبز جھنڈا لاتے ہیں اور ایک لوا کو کعبہ شریف پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساٹھ بازو یعنی پر ہیں از انجملہ دو بال نہائت ہی با اقبال ہیں کہ ان کو اسی لیلۃ القدر کی رات کو کھولتا ہے تو مشرق سے مغرب تک زمین کو ڈھانپ لیتا ہے اور ملائکہ کو دنیا کے اقطار اور عالم کے اکناف میں منتشر کر دیتا ہے اور وُہ ملائکہ مومنوں کی مجالس علم اور مساجد اور منازل میں داخل ہوتے ہیں اور ہر ایک قایم اور قاعد اور نمازی اور ذاکر پر محبت کے تحایف اور ہدایت کے لطائف ایثار کرتے ہیں اور انکی دعاؤں کی قبولیت کی آمین کہتے ہیں اور ان کے دینی اور دنیاوی امورات میں امداد اور اعانت کرتے ہیں صبح کے طلوع ہونے تک اُن کا یہی کام ہوتا ہے۔ جب صبح کی روشنی آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بآواز بلند ندا کرتے ہیں یَا مَعْشَرَ الْمَلٰئِکَۃِ اَلرَّحِیْلُ اَلرَّحِیْلُ ملائکہ کہتے ہیں یا جبرائیل حق سبحانہ وتعالیٰ نے آج کی رات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کیساتھ کیا معاملہ کیا ہے جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس امت مرحومہ پر نظر رحمت کی فرمائی اور ان کے سیئات کو حسنات کیساتھ متبدّل کیا اور ان سب کو اپنی مغفرت کے خلعت سے مشرف کیا مگر چار شخصوں کو اُن سے مستثنےٰ کرلیا ہے۔ کہ ان کو اس سعادت اور دولت الہیہ سے کچھ حظ نہیں ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے التماساً عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چار شخص کون ہیں فرمایا مُدْمِنَ الْخَمْرِ وَعَاقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ

وَمُشَاحِنٌ شراب کے پینے والا - ماباپ کی بیفرمانی کرنیوالا یعنی عاق - اور قاطع الرحم یعنے اپنے ذوی رحم اقارب سے معاملات دینی و دنیاوی میں اُنسے الگ رہنے والا - صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ مشاحن کسکو کہتے ہیں - فرمایا کہ مشاحن ایسے کینہ ور شخص کو کہتے ہیں جو اپنے مسلمان بھائی سے تین روز سے زیادہ کینہ رکھے - زان بعد جناب سید الانبیاء نے ارشاد فرمایا کہ جب عید کی رات ہوتی ہے جس کو لیلۃ الجائزہ بھی کہتے ہیں یعنے عطاؤں کی رات تو اس رات میں روزہ داروں کے ثوابوں کی تکمیل ہوتی ہے اور جب عید الفطر کی صبح کو خورشید کے جمشید کا طلیعہ واسطے عید سعید روزہ داروں کے افق کے مطلع سے اپنا جمال دکھاتا ہے اور سیاہ رات کے علم کو صبح کے زرین عمود کے سر پر آسمان محلے کے صحن میں عید کے علم کیطرح مصلّے کے صحن میں کھڑا کر دیتے ہیں آتشین جرم نیّر خورشید کی قندیل کو فیروزہ گون آسمان کے محراب کے طاق پر گلسرخ کی مانند جلاتے ہیں آفتاب کا صد برگ پھول توارت بالحجاب کے غنچہ سے طرح طرح کی خوشبویوں کیساتھ عید الفطر کی صبح کو شگفتہ اور خندان باہر نکل آتا ہے کالی رات کا کوّا عدم کے نشیمن میں چلا جاتا ہے اور صبح کا ہمایوں بال ہما عالم کی پُر فضا ہوا میں پھڑپھڑا کر پرواز کرتا ہے ؎

	چون سپاہ صبح بردارد علم صبح بر باید نبطع لاجورد		منہزم گردد از و زنگی خشم ششدرا انجم از قداح تیز گرد	

الحاصل جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ ملائکہ کو ہر ایک شہر میں بھیجدیتا ہے - کہ وہ رستوں میں باواز بلند ندا در ندا کرتے ہیں اور تمام مخلوقات سوائے آدمی اور پری کے اُن کی آواز سُنتی ہے اور انکی ندا کا مضمون یہ ہوتا ہے - کما ورد فَيَقُولُونَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اُخْرُجُوا إِلَىٰ رَبٍّ كَرِيمٍ يُعْطِي الْجَزِيلَ وَيَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيمَ - اے میرے حبیبؐ کی امت تم اپنے گھروں سے باہر نکلو اور اپنے خدائے کریم کی طرف دوڑو کہ وہ تم کو عطا کے بزرگ دیتا ہے اور تمہارے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو بخشدیتا ہے جب بندے اپنے خداوند کے حکم کے بموجب عیدگاہوں میں نماز عید کے لئے جاتے ہیں تو اُسوقت حق جل وعلا فرماتا ہے يَا مَلٰئِكَتِي مَا جَزَاءُ الْأَجِيرِ إِذَا عَمِلَ لَهٗ اے میرے ملائکو کیا اجرت ہے اُس مزدور کی جسنے اپنے کام کو بخوبی انجام تک پہنچایا ہو فَيَقُولُ الْمَلٰئِكَةُ إِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا جَزَاءُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرَهٗ ملائکہ کہتے ہیں جس مزدور نے اپنے کام مفوضہ کو اچھیطرح سے پورا اور تمام کردیا ہو اُس کے لئے مزدوری پوری دینی مناسب ہے پھر حقتعالیٰ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنِّي اُشْهِدُكُمْ يَا مَلٰئِكَتِي اِنِّي غَفَرْتُ وَجَعَلْتُ ثَوَابَهُمْ

مِنْ صِیَامِہِمْ شَھْرَ رَمَضَانَ وَقِیَامِھِمْ رِضَائِیْ وَمَغْفِرَتِیْ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میں تمکو شاہد اس امر کا بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندوں کے صیام اور قیام کو منظور اور مقبول فرما کر ان کو ثواب جزیل عطا فرمایا اور ان کے افعال واقوال پر راضی ہوا اور اپنی مغفرت اور رحمت کے خلعت سے ان کو مشرف کیا اس کے بعد حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو جنہوں نے ماہ رمضان کے روزے رکھے ہونگے مخاطب کرکے یہ ارشاد فرماتا ہے فَیَقُوْلُ اللّٰہُ یَا عِبَادِیْ سَلُوْنِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ شَیْئًا اَلْیَوْمَ لِدِیْنِکُمْ وَدُنْیَاکُمْ اِلَّا اُعْطِیْکُمْ اے میرے بندے روزہ دارو مانگو جو کچھ مانگتے ہو مجھ سے یعنی جو مراد رکھتے ہو میرے سامنے پیش کرو مجکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے جتنی کتنی تمہاری مرادیں دینی ودنیوی ہیں میں اپنے فضل وکرم سے برلاؤنگا اور تمکو درجات علیہ میں پہونچاؤنگا اور اپنے دیدار فیض بار سے مشرف اور ممتاز فرماؤنگا۔ واللہ الملھم للصواب والیہ المبداء والیہ المآب ؎

باب چہارم

در تعیین وبیان حکمت ہائے متعلقہ آن حکمت اُوّلے

سمجھنا چاہئے کہ اصحاب تحقیق وتدقیق نے جو میدان توفیق کے سپہ سالار اور معرکہ ایمان اور تصدیق کے شہسوار ہیں تیس دن روزہ رکھنے کے ایجاب اور تخصیص کی حکمت میں بیان فرمایا ہے کہ حقتعالیٰ نے اپنے بندوں کیواسطے بہشت میں مہمانی کے کل سامان ترتیب کر رکھے ہیں اور ان کو اس دعوت کیطرف بُلایا کما ورد وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ اور انہیں طرح طرح کے طعام اور شراب عمدہ قرینہ سے چُنکر رکھے ہیں اگرچہ میزبان کتناہی کریم ہووے مگر وہی مہمان اُس کے طعام کو رغبت اور خواہش سے کھاتا ہے جسکی اشتہار کامل ہوتی ہے اور جسکی اشتہار کامل نہووے اگرچہ صدہا کھانے عمدہ عمدہ خوان پر رکھے ہوں اُس کم اشتہاء آدمی کو کچھ لذت نہیں بخشتے اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے جو شخص دُنیا کے عالم میں گرسنگی اور تشنگی کا صدمہ زیادہ اُٹھاتا ہے وہی بہشت کی نعماء کو رغبت اور لذت سے کھائیگا۔ اسیواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جُوْعُوْا اَنْفُسَکُمْ لِوَلِیْمَۃِ الْفِرْدَوْسِ پس انسان کو اولیٰ اور انسب یہی تھا کہ اپنی ساری عمر مجاعت میں گذارے تاکہ بہشت کے خوان اور جنت الفردوس کے ولیمہ سے بڑی لذت کیساتھ نعمائے بہشتی تناول کرے۔ لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے ضعف

وجودوں پر رحم فرماکر ہماری گرسنگی اور تشنگی کے لئے سال بھر میں تیس دن مقرر کئے اور ہر ایک دن کیواسطے دس دس دن کا ثواب بحکم مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا اس نظیر سے تین سو روزہ کا ثواب عطا فرمایا جب ان کیساتھ ماہ شوال کے روزے منضم کئے جاویں تو ۶ مضروب ساٹھ ہوکر تین سو ساٹھ روزے ہو جاتے ہیں گویا اس روزہ دار نے سال کے تمام ایام روزہ رکھا۔ بلکہ ایسا ہوا کہ وہ شخص ساری عمر روزہ ہی میں گذارتا ہے اور جنت کے ولیمہ کی دعوت کھانیکے لائق ہوا۔ بعض علمائے اسطرح تقریر کی ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندے جب تو ماہ رمضان کے تیس روزے رکھیگا تو میں تیرے اعمالنامہ میں بحکم مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا تین سو روزے کا ثواب تیرے اعمالنامہ میں لکھونگا۔ اور باقی ماندہ دو ماہ ایک اپنی رحمت سے اور دوسرا اپنے حبیب کی شفاعت سے بخشدونگا اور تجکو صائم الدہر کی صفت سے موصوف کرکے جنت الفردوس کے ولیمہ کے کھانے کے لائق بنا دونگا +

حکمت ثانیہ۔ قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً یعنے حضرت موسےٰ علیہ السلام تیس روزے رکھنے کیلئے مامور ہوئے۔ اسی لئے مکالمہ کی دولت اور مشاہدہ کی دولت سے مشرف ہوئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمکو بھی تیس روزے رکھنے کیواسطے ارشاد فرمایا۔ انشاء اللہ ہم امت محمدیہ کے عاجز لوگ اس حکم محکم کی تعمیل سے موسےٰ کلیم کیطرح حق سبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات کی سعادت اور مقالات کی دولت کو پہنچکر حضرت ابراہیم کی مانند انوار تجلیات جمال وجلال کا مطلع بنجائیں گے +

حکمت ثالثہ۔ ایک جہود خدمت میں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا اور سوال عرض کیا کہ اے محمد تمہارے دین میں تیس روزوں کی تخصیص میں کیا حکمت ہے جناب مستطاب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً کہا کہ اے جہود منہی عنہ درخت کا لقمہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیٹ میں تیس روز ٹھیرا تھا اُسکی اولاد کو بھی تیس روز گرسنگی اور تشنگی کی تکلیف دی گئی تاکہ اس گناہ کی کدورت اور ندامت سے پاک اور صاف ہو جائے اور بہشت سے محروم نہ رہجائے +

حکمت رابعہ۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قوم نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے مائدہ کی درخواست کی حکم ہوا کہ تم تیس دن روزہ رکھو۔ جب تیس پورے ہو جاویں گے تو تمہارے لئے آسمانی مائدہ بھیجونگا جب اُس قوم نے اس عہد کو پورا کیا۔ تب حقتعالیٰ نے اُن پر مائدہ بھیجا ہمارے

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کی مغفرت کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ سے درخواست کی غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ خطاب ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مع اپنی اُمّت کے ہر سال میں ماہ رمضان کے تیس روزے رکھا کرو تاکہ ہماری ذات مقدس تمہاری اُمّت اشرف پر مواہب و عوائد رحمت کے نثار کرے کہ اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ +

حکمت خامسہ بنی اسرائیلیوں کے درمیان عادت الٰہی اس طرح پر جاری تھی کہ جو شخص تین سو سال عبادت الٰہی میں صرف کرتا تھا۔ اُس کے واسطے بارگاہ الٰہی سے وحی اُترتا تھا پھر وہ شخص نبیوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ جب اس امت مرحومہ کے کوتہ عمروں کی نوبت پہونچی۔ تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کے حال پر از روئے رحمت کے تخفیف کرامت فرمائی اور بجائے تین سو سال کی عبادت کے تیس روزوں کی تکلیف فرمائی تاکہ بنی اسرائیل جو کچھ تین سو سال کی عبادت میں بارگاہ الٰہی سے کرامت پاتے تھے۔ ہمارے حبیب کی امت بھی بسبب تیس روزے رکھنے کے اس کرامت سے مشرف ہو جائے +

حکمت سادسہ۔ ہر ایک دن چوبیس گھنٹوں کا ہوتا ہے اور تیس روزوں کے سات سو بیس گھنٹے ہوتے ہیں اور دو سالوں کے دن بھی سات سو بیس ہوتے ہیں تو کَاَنَّهٗ قِيْلَ مَنْ صَامَ ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا غُفِرَ لَهٗ سَنَةً مَّاضِيَةً وَّسَنَةً مُّقْبِلَةً تاکہ ہر ایک ساعت روزے کی ایک دن کامل کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے +

حکمت سابعہ۔ تیس روزوں کو اگر چوبیس میں ضرب دیا جائے تو تین سو ساٹھ گھنٹے ہوتے ہیں اور آدمی کے بدن میں بقول حکما تین سو ساٹھ رگیں ہیں گویا کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو تین سو ساٹھ ساعتیں اپنے نفس کو مہویات نفسانیہ سے خالی رکھ تاکہ میں تیرے بدن کی تین سو ساٹھ رگوں کو اپنی رحمت اور عنایت کی نظروں سے پاک کر کے تیرے دل کو اپنی رحمت کا منظر اپنے نور کا مطلع اور اپنی معرفت کا مخزن بناؤں +

حکمت ثامنہ۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ پُلصراط جو دوزخ کے مُنہ پر رکھا جائیگا دس ہزار برس کا راستہ چڑھائی اور دس ہزار برس کا راستہ اُترائی اور دس ہزار برس کا راستہ ہموار۔ مجموع اُسکا تیس ہزار سال کا راستہ ہوگا اور یہ امر ظاہر ہے کہ گراں باروں کا اس پُل پر سے گذرنا دشوار ہے۔ اسیواسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُمّت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ پر اپنی عامہ رحمت سے تیس روز روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ تاکہ یہ امت مرحومہ بیداری اور مخموری

کی برکت سے سبک رُوح ہو کر یہہ تیس ہزار سال کا راستہ روزوں کی شقوں شتجات ۔ ریاضت اور مجاعت کے یمن سے بآسانی طے کر جائے ✤

حکمت تاسعہ ۔ جب قیامت کا دن آئیگا تو آفتاب کے زریں اعلام کو اصحاب انساب کے عمامہ کیطرح لپیٹ دینگے ۔ اور اجرام فلکی کے قبوں کو استغنا کے میدان میں بے نیازی کے پتھر سے توڑ دینگے ۔ اور ستاروں کے دنانیر جو زریں ساہبر کیطرح افلاک کے تختوں پر جڑے ہُوئے نظر آتے ہیں ۔ قدرت کے ہتھوڑوں سے الگ کر دیئے جائیں گے ۔ بلند پہاڑوں کی بخنیاں عرصات کے بساط پر شطرنج کے بیجان پیلہ کی مانند روانہ کر دیجائیں گی ۔ جو شخص اس دار دُنیا میں راستی کا قدم صدق کے میدان میں رکھکر اس منزل کو طے کرتا ہے ۔ وُہی شخص موت معنوی کی مات سے بچتا ہے ۔ اُسی کو بہشت کے صدر میں بٹھاتے ہیں اور جو شخص زمانہ ناہنجار کی بساط پر فرزین کیطرح گھیر اگیا ہے سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ کے پیادے اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ کا گلگون گھوڑا سبقت کے میدان میں اُس فرزین مقیّد کے زرد رُخ پر دوڑاتی ہیں ۔ اسحالت پُرملالت میں اور اُس پُرسوز روز میں ایک جماعت کو جہنم کے پُل پر حاضر کریں گے جب وُہ لوگ پُلصراط پر قدم رکھیں گے تو جس طرح جاڑے کے موسم میں خزان کے آسیب سے درختوں کی شاخیں کانپتی ہیں اور شاخوں سے پتّے جھڑتے ہیں اسیطرح جہنّم کے قعر سے ایک آندھی اُٹھتی ہے اور پلصراط کی محدود سڑک پر چلتی ہے اور خلایق کو درخت کے پتّوں کیطرح قعر جہنم میں گراتی ہے اسی اثنا میں ایک متحیّر بیچارہ بندہ کھڑا ہُوا ہے جب اوپر کیطرف دیکھتا ہے تو ایک راستہ باریک اور تاریک نظر آتا ہے ۔ جب نیچے دیکھتا ہے تو دوزخ بھڑکتا ہُوا دکھائی دیتا ہے وُہ شخص اس حال کو دیکھتے ہی اپنی آنکھوں کے چشمہ سے پانی جاری کر دیگا ۔ جناب باری عز اسمہٗ سے حکم ہو گا کہ اے میرے بندے تو بے کھٹکے اس راستہ کو طے کر کے پار ہو جا ۔ تیرے نزدیک یہ راستہ باریک اور تاریک کچھہ حقیقت نہیں رکھتا ہے اس لئے کہ تو نے دار دُنیا میں اس راستے سے زیادہ باریک راستے طے کئے ہُوئے ہیں ۔ بندہ عرض کریگا اے میرے مالک اور میرے خالق وہ کونسا راستہ اس راستہ سے زیادہ تر باریک اور تاریک میں نے دُنیا میں طے کیاہے ۔ فرمان صادر ہو گا کہ اے میرے بندے تم کو یاد ہو گا کہ تو نے دُنیا میں روزہ رکھا تھا اور تیرے لب حرارت سے خُشک ہو گئے تھے اور تیرا جگر پیاس کے مارے جل بھُج گیا تھا ۔ اور پیاس کی آگ تیری جان میں بھڑک رہی تھی اور تیرا بدن نہائت

اضطراب سے نان اور آب کی فکر میں مشغول رہتا تھا یا وجودیکہ تیرے پاس برفانی پانیوں کے کوزے موجود اور تیرے خوان میں طرح طرح کے کھانے تیار اور تیرا نفس ان سب چیزوں کی طرف مائل تھا۔ باوجود موجودگی ہمہ سامان کے تُو نے اپنے جگر تفان اور اضطراب نفس اور اُس کے میلان کے تُو نے میرے فرمان کی نگہداشت کے لئے ان سب چیزوں سے دست بردار ہو کر اپنے روزہ کو تمام کیا۔ تیرا اس رستہ پر چلنا اس پلصراط کے رستہ کی نسبت زیادہ تر باریک اور تاریک ہے۔ اور اس دقیق سے کئی درجہ دقیق تر ہے۔ اے میرے فرمانبردار بندے اُس روز یعنے دُنیا میں تو نے میرے فرمان کی نگہداشت کی۔ میں بھی آج کے دن تیری نگہبانی کرتا ہوں تاکہ تو قیامت کے پُل سے بسلامت پار ہو جائے۔ وباللہ التوفیق +

وجوہاتِ اختصاصِ صَوم

بحضرت خداوندی سبحانہ بمقتضائے "اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ"

اے میرے بھائیو عبادات یا سرہا ذات باری عزاسمہٗ کے لئے مخصوص ہیں اس لئے کہ سوائے ذات مقدس باری تعالیٰ کے کوئی معبود بالحق نہیں مگر روزہ کے لئے ایک شرف ہے کہ اُس شرف کے ذریعہ سے ایکطرح کی پہلی خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس خصوصیت کو ہم انشاء اللہ کئی وجہوں سے بیان کرتے ہیں:۔

پہلی وجہ۔ یہ ہے کہ اکثر محققین کی رائے اسطرف گئی ہے کہ لِاَنَّہٗ لَمْ یُعْبَدْ غَیْرُ اللّٰہِ بِالصَّوْمِ یعنے روزہ ایسی عبادت ہے کہ کسی شخص نے روزہ کیساتھ کسی باطل معبود کا تقرب حاصل نہیں کیا ہے بلکہ کسی کافر نے اپنے معبود باطل کی تعظیم روزہ کی عبادت سے نہیں کی ہے۔ پس اسوجہ سے حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ کی ذات کے ہی لئے مختص ہے +

دوسری وجہ۔ اعمال صالحہ میں سے کوئی نیک عمل ایسا نہیں ہے کہ قیامت کے دن استرداد مظالم کے وقت انتقال سے بچ رہے۔ یعنی ظالم آدمی کے تمام اعمال خیرات اور مبرات بجملگی اُس کے ظلم کی شومی سے اُس کے مظلوموں کے اعمالنامہ میں منتقل ہو جائینگے مگر روزہ کا عمل کہ وہ قصاص کے تحت میں داخل نہیں ادائے مظالم کے وقت اُس کے مظلوموں کو نہیں دینگے۔ مثلاً ایک بندہ پر سو ہزار مظلمہ ہووے اور اُسکا کوئی نیک عمل نہ ہووے کہ اُس کے ظلم کے مقابلہ میں مظلوم کو دیا جاوے۔ مگر روزہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے اُس مظلوم کا تدارک بذات مقدس خود کریگا۔ اور اس بندے کا روزہ نہیں لیگا اور آخر کار

روزہ کی برکت سے اُس روزہ دار کو باب الریان میں داخل کر کے بہشت میں پہنچا دیگا۔ گویا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے ابلیس پُر تلبیس تیرے دین کا طمع رکھتا ہے اور تیرا عیال تیرے نفس کا طالب اور تیرے وارث تیرے مال و دولت کے راغب اور تیرے مدعی تیری طاعت اور عبادت کو مظالم کے عوض میں لیجائیں گے غرض ہر ایک تیرے سے اپنی غرض کا طالب ہے اور تجکو فقیر اور بینوا بنانا چاہتا ہے۔ میری ذات مقدس جو کچھ آج تیرے سے لیتی ہے اُس تیری چیز کو کرم کے خزانے میں مضبوط رکھتی ہے اس لئے کہ تجھ کو اُس تیرے مال کے سبب غنی اور بادشاہ بنا دے یعنی وہ تیرا مال جس کے سبب سے تجکو قیامت میں بادشاہت ملجائیگی وُہ تیرا روزہ ہوگا۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ +

تیسری وجہ یہ ہے کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ مدرک بحواس نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کو اُس کے حال پر اطلاع ہوتی ہے بلکہ ایسا عمل ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ اور روزہ دار کے دوسرے کو کچھ خبر بھی نہیں اور ایسا راز ہے کہ اس راز سے کراماً کاتبین بھی آگاہ نہیں ؎

میانِ عاشق و معشوق رمز لیست | کراماً کاتبین را زو خبر نیست

چونکہ یہ عمل ریاکاری سے دور اور اخلاص سے نزدیک ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اپنی ذات مقدس کے لئے اختصاص اَلصَّوْمُ لِیْ فرمایا ؎

ہر زمان مے درّد این دلقِ تنت	پارہ بر وے مے زنی زین خوردنت
پارہ دوزی چیست خوردن آب و نان	میزنی این پارہ بر دلقِ گران
اے زنسلِ بادشاہِ کامگار	با خود آ زین پارہ دوزی ننگ دار
وانکہ بر شہوت چو خر است و چو بنگ	پردۂ ہوش ست و عاقل زوست ننگ
نفس فرعونیست ہین شیرین مکن	تا نیارد یاد زان کفرِ کہن
وز بگرید ور بنالد زار زار	او نخواہد شد مسلمان ہوشدار

چوتھی وجہ یہ ہے کہ روزہ خدا کے دشمنوں میں یعنے نفس اور شیطان اور ہوا و ہوس اور شہوت پر قہر کرتا ہے۔ اور جو چیز دشمن کے مقہور ہونیکا باعث ہو وہی چیز دوست کی محبت کا موجب ہوتی ہے اسیواسطے یہ عمل مشرف بشرف اختصاص ہوا +

پانچویں وجہ یہ ہے کہ کھانے پینے جماع وقاع سے دور رہنے کو صوم کہتے ہیں۔ اور اس قسم کا عمل سبحانہ وتعالیٰ کی صفت تنزیہی سے ایک قسم کی مناسبت رکھتا ہے۔ اگرچہ

حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات و صفات کو مخلوقات کی ذات و صفات کیساتھ کسیطرح کی مشابہت اور مناسبت نہیں مگر تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تعالیٰ کا سرّ بندے کو قرب الٰہی کے میدانمیں پہنچا دیتا ہے اور روزہ بھی درمیان بندے اور اللہ تعم کے کما ہیاہ ایک سرّ ہے اسی وجہ سے روزہ منجملہ اعمال سے اس تشریف کیساتھ مخصوص ہُوا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ ٭

چھٹی وجہ یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس عمل کی اضافت اپنی ذات مقدس کیطرف اسواسطے کی کہ اسکی ذات مقدس روزہ کے ثواب کی مقدار اور اُس کے حسنات کی تضعیف کے علم میں منفرد ہے اور ماسوا روزہ کے دیگر اعمال کے ثواب بعض مقربوں پر مکشوف ہوتے ہیں کما ورد جیسا کہ فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور جو چیز بیحد ہوتی ہے اُس کا علم سوائے باریتعالیٰ کے دوسرے کو نہیں بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس ثواب بیحساب کی مقدار سے اطلاع نہیں اسی لئے حق سبحانہ وتعم نے روزہ کو اپنی طرف اضافت کرکے فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ای العالم بمقدار ثوابه المخصوص لی۔ وفی الخبر اعمال بنی آدم یکتب بالواحدة وهو الذی ینوی نفلیه طاعة وبالعشرة اذا نوی وعملها وسبعمائة وهو الدرهم الذی ینفق فی سبیل الله بغیر حساب وهو الصوم

ساتویں وجہ۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ کراماً کاتبین آدمی کے اعمال جو اُسکے جوارح اور اعضاء سے متعلق ہیں لکھتے ہیں اور جو اعمال صرف نیت اور امساک کے متعلق ہیں اُن کے ضبط کے احاطہ اور تصرف کے دائرہ میں نہیں آتے۔ جب روز قیامت ہوگا۔ جو جو اعمال کہ اُس کے اعمالنامہ میں ثبت ہونگے۔ حق تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ اُن کے معاملات کے مطابق مجازات اور بدلے دیدیں گے۔ جب روزہ کی نوبت پہنچیگی حضرت جلال احدیت فرمائیگا اَنَا اُعْطِیْ جَزَاءَ صَوْمِکُمْ اے میرے روزہ دارو تمہارے روزہ کی جزا میں کسی کے حوالہ نہیں کرتا ہوں اور مجکو کسی کتاب اور نامہ دیکھنے کی حاجت نہیں بلکہ میں بذات مقدس خود اس امر کا متعہد ہوں اور ایک خاص جزا تمہارے روزے کے عوض میں معین کرتا ہوں اور وُہ جزا بہ نسبت دیگر جزاؤں کے نہیں ہوگی۔ اور وہ اعلےٰ جزا میری رضا اور لقا ہوگی اللھم ارزقنا +

آٹھویں وجہ۔ جملہ طاعات دوہی طرح پر ہیں چنانچہ بعضی طاعتیں اُس قبیلہ میں سے ہیں کہ اُن کا فائدہ صاحب طاعت کو واصل ہوتا ہے۔ جیسے وضو اور غسل کہ ہا وجود

غسل اور وضو کے اُن کا ثواب متوضی اور عامل کو طہارت وطاقت حال اور مستقبل کے لئے حاصل ہوتا ہے اور جیسے قربانی کہ وجود ثواب قیامت کے وُہ بھی نفع کا متوقع ہے اور نیز بعض ایسی عبادتیں ہوا کرتی ہیں کہ عبادت کرنیوالے کے سوا غیر کو بھی اسکا فائدہ واصل ہے جیسے صدقہ اور زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور بعضی عبادت ایسی ہوا کرتی ہے کہ اس سے عبادت کرنیوالے کو کسیطرح کا ظاہری نفع نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی غیر کو اس سے فائدہ پہونچتا ہے جیسے روزہ کہ یہ روزہ حضرت خداوندی جل جلالہ کا خاصہ ہے کہ نفس انسانی کو اس عبادت سے کسیطرح کے نفع کا شائبہ نہیں اس لئے حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اس روزہ کو اپنی طرف اضافت فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

نویں وجہ ۔ یہ ہے کہ روزہ کا ثمرہ بھوک ہے اور بھوک کا ثمرہ حکمت اور کھانے پینے کا ثمرہ سیری ہے اور سیری کا ثمرہ شہوت ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ذوالحکمۃ ولیس ذوالشہوۃ

دسویں وجہ ۔ یہ ہے کہ روزہ نفس کی شہوتوں سے اعراض کرنا ہے۔ لاجل اللہ تع اور نفس سے اعراض کرنا اُس کے حظوظ سے ترک کرنیکو کہتے ہیں پس جو شخص نفس کی خواہشوں سے ترک کرتا ہے بین اللہ تعالیٰ وبینہ کوئی حجاب نہیں رہتا ہے + **سعدی** رح

تعلق حجاب ست وبیحاصلی	چو پیوندہا بگسلی واصلی

اس لئے کہ حجاب تین چیزوں یعنے دُنیا اور خلق اور نفس سے ہی ہوا کرتا ہے اور اکابرین علماء کا اتفاق ہے کہ دُنیا وما فیہا اُس وقت حجاب ہوجاتے ہیں جب اُنکو نفس کے حظوظ کی طرف لگایا جاوے۔ پس جو شخص حظوظ نفسانیہ سے اعراض کرتا ہے گویا تمام حجب یعنے جملہ تعلقات سے اُس نے اعراض کیا ہوگا۔ وذالک یستلزم الوصول الی اللہ تعالیٰ کذا قال الشیخ فی معانی الاخبار +

گیارھویں وجہ ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کی اضافت اپنی ذات بابرکات کیطرف اسواسطے فرمائی تاکہ اُس عمل خیر میں بندے کے شیطان مردود دخل نہ پا جائے اور اُس کا عمل وساوس شیطانی سے نقصان پذیر نہ ہوجائے۔ جیسے کوئی بادشاہ ایک مرکب دیگر مراکب سے منتخب کر کے اُس کو اپنی طرف نسبت کردے۔ کہ یہ مرکب خاص بادشاہ کی سواری کا ہے رعایا میں سے کسی اعلےٰ وادنےٰ کو اُس مرکب کی سواری کا طمع نہیں رہتا ہے۔ کذالک بندے مومن کا روزہ جب اللہ تعالیٰ کیطرف منسوب ہے۔ تو اسمیں کسی شیطان کو دخل پانیکی مجال باقی نہیں رہتی

بارھویں وجہ یہ ہے کہ صوم کی اضافت سے صائم مراد ہے۔ اس لئے کہ رمضان شریف

کے پہلے خلقت تین قسم کی ہوا کرتی ہے۔ بعض لوگ تو ایک دوسرے کے مصاحب اور اپنی ابنائے جنس کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں اور بعض اپنے نفس کی خواہشیں پورا کرنے یعنی کھانے پینے اور شہوت رانی میں مشغول رہتے ہیں کہ سوائے شہوت رانی کے انکو دوسرا کام نہیں سوجھتا ہے اور ابرار اپنے پروردگار کی اطاعت میں رات دن دل وجان سے متوجہ رہتے ہیں خلقت کی صحبت کا اثر اور انکی عشرت کا فخر اُن کے دِلوں سے بالکلیہ منتفی ہوجاتا ہے۔ اور انکے نفس کو شہوت کا علاقہ قطع کر کے اپنے خداوندی عبادت میں مشغول ہوتا ہے تو اسی واسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اَلصَّوْمُ یعنے اَلصَّائِمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ✤

تیرھویں وجہ یہ ہے کہ اَلصَّوْمُ لِیْ کی اضافت عَلٰی سَبِیْلِ التَّخْوِیْفِ کے وارد ہوئی ہے اور بریں تقدیر معنے اس کلام کے یہ ہوتے۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ای روزہ دار ہم نے تمہارے اعمال میں سے روزہ کو اپنی طرف اضافت کرلیا ہے۔ اور تمکو بخوبی معلوم ہے کہ میری ذات کھانے پینے وغیرہ کے شوائب اور معائب سے پاک ہے اور تمہارے اعمال میں سے جو عمل شبہات سے پاک ہوگا وہی میری جناب میں قابل قبول ہوگا۔ مثلاً روزہ جو کذب اور غیبت سے آلودہ یا رعونات نفسانیہ کی کدورت سے مکدر ہووے تمہارا ایسا روزہ ہماری بارگاہ میں قبول کی قابلیت نہیں رکھتا ہے ✤

نقل۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے منقول ہے فرمایا کہ میں بیس سال اپنے دل کی صفائی میں کوشش کرتا رہا یہانتک کہ میرا نفس گناہوں کی کدورتوں سے پاک اور صاف ہوگیا اور میرے دل میں اس بات کا القا کیا کہ اے بایزید اپنے نفس کو اپنے نفس سے پاک کر ابھی تیرا نفس کما ینبغی پاک صاف نہیں ہوا ہے پھر میں نے بیس سال ایسی ریاضت کی کہ میں اپنے نفس سے بالکلیہ باہر نکل گیا اور جناب الٰہی میں قبول اور وصول کی قابلیت مجھ کو حاصل ہوئی ✤

مؤلف۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ ہمارے گناہ طاعت تام اور ریا اخلاص شکل عدل کی میزان میں کیا قدر رکھیں گے اور اس مومی کلبہ کو آہنی قفل کیونکر کھولیں گے۔ شاید اس کریم کا کرم ہم مفلس بیچاروں کی فریادرسی کریگا ✤

چودھویں وجہ۔ یہ ہے کہ ابوسعید خدری رضی نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کو اسواسطے اپنی طرف اضافت فرمایا کہ محبت میں موافقت شرط ہے اور اہل محبت کے نزدیک

محبت کا سات سو مقام ہے اور سب سے پہلا مقام واقفیت ہے اور ان سب مقاموں کو سوائے حضرت سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے کسی نبی اور ولی نے تجاوز نہیں کیا پس محبان صادق نے اپنے محبوب حقیقی کی موافقت کے طریق پر چلکر اُسکی صفات کیطرف نظر کی منجملہ صفات سے محبوب حقیقی کی صمدیت کی طرف غور کیا اور سمجھا کہ ہمارا محبوب کھانے پینے سے مبرا ہے اُنکے دل رفتوں نے بھی چاہا کہ ہم بھی اپنے محبوب کی موافقت کے لحاظ سے بمقتضائے مَالَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ بعضوں نے تمام عمر اور بعضوں نے کم حصہ عمر کا اسطرحپر گذارا دوست حقیقی نے اپنے محبوں کی طاقت کے بموجب اُنپر بوجھ رکھکر فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ ای صمدیتہ لے لا احتیاج لی الی الطعام والشراب فمن وافقنی فی صفتی مع ضعفہ فانا لا احالفہ مع قدرتی

پندرھویں وجہ یہ ہے کہ روزہ ایک مشکل کام تھا کہ روزہ داروں کو نہایت سختی معلوم ہوتی تھی۔ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ روزہ کو اپنی طرف اضافت نہ کرتا شاید انسان کا نفس اس حکم کی تعمیل سے گریزاں ہوتا اور اس بھاری بوجھ کے اُٹھانے سے انکار کرتا۔ اور اس انکار کے سبب قرب الٰہی کے میدان سے دور جا پڑتا اور قطعیت ابدی میں عیاذاً باللہ مبتلا ہو جاتا پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کو اپنی ذات مقدس کیطرف اضافت فرمایا تاکہ اس اضافت کی حلاوت سے اُسکی شفقت کی مرارت کم ہو جائے اور ہمارے مشاہدہ کی انبساط میں اُس کے مجاہدہ کی انقباض محو ہو جاوے ❊

سولھویں وجہ۔ آدمی کے سب اعمال اُس کے نفس کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ کما ورد لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اسی لئے اپنی طرف اسناد فرمایا کہ میرے بندے یہ بات سمجھ جائیں کہ روزہ کی جزا حق سبحانہ وتعالیٰ کے کرم وفضل پر ہوگی اور ان کے کسب اور کوشش کے مطابق نہیں ہوگی ❊

سترھویں وجہ۔ خلقت کے معاملات دو ہی طرحپر ہوتے ہیں قلبی یعنی اعتقادیات اور بدنی جیسے طاعات اے میرے بھائیو حق سُبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے قلبی اعمال مثلاً توحید و ایمان اور معرفت جو اعتقادیات میں سے ہیں۔ اپنی مقدس ذات کی طرف اضافت کرکے فرمایا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ اور تمہارے بدنی معاملات میں سے روزہ کو اپنی طرف مضاف فرماکر فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ تاکہ ابلیس جو تمہارے اعمال کا دشمن ہے تمہارے باطنی اعمال یعنے ایمان و توحید میں داخل ہونیکا طمع منقطع کردے اور مظلوم جو تمہارے دشمن ہیں تمہارے روزے چھیننے کی امید رکھیں

اور قیامت کے دن تم بالکل مفلس اور نادار اور میری رضا اور لقا کی ابدی دولت سے باز یعنے محروم نہ ہو جاؤ۔

اٹھارھویں وجہ۔ سمجھنا چاہئے کہ عملوں کا ثواب بحکم جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ جنت ہے اور روزے کا ثواب بحکم اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ حضرت عزت کے جمال کا مشاہدہ ہے۔

نقل۔ کتابوں میں لکھاہے کہ جس روز حضرت موسےٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات کا خیمہ میقات کے بام پر کھڑا کیا اور کلام کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا کا جام وَقَرَّبْنٰہُ نَجِیًّا کے ساقی کے ہاتھ سے نوش جان فرمایا تو مستانہ وار انبساط کے مقام میں اپنے دوست کیساتھ گفت وشنید شروع کرکے کہا الٰہی کرمت احلّ مثالًا اکرمتنی اے میرے مالک فرزندان آدم میں سے کسی فرد کو اس دولت وسعادت نے مساعدت کی ہے کہ تونے مجھ کو اتنی خصائص سے مخصوص اور کئی ایک شرافتوں سے مشرف کیا ہے اور مجکو ایسے درجہ تک پہنچایا کہ بیواسطہ تو میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور میں بے ترجمان تیری درگاہ میں اپنے راز ونیاز کو پیش کرتا ہوں رب الارباب کی بارگاہ عالی سے خطاب ہوا کہ اے موسےٰ زمانہ کے آخری دور میں میرے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں کچھ بندے ہونگے جب میں انکو بطون کی نہانخانہ سے ظہور کے صحرا میں باہر لاؤنگا۔ اور ان کو اپنی بیشمار دولتوں اور بیحساب سعادتوں سے مخصوص کرونگا از انجملہ ایک مہینہ مبارک جس کا نام رمضان ہے ان کو کرامت فرماؤنگا۔ اور اس مبارک مہینے میں انکو عزت اور مرتبہ کی اعلےٰ مسند پر بٹھاؤنگا اور اپنے قرب کی میدان میں نزدیک اس درجہ کا کردونگا جیسے میں آج ستّر ہزار حجاب کے اندر تیرے ساتھ باتیں کرتا ہوں۔ جب میرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ماہ رمضان کے مہینہ میں میرے حکم کے بموجب روزہ رکھیں گے حَتّٰی اِبْیَضَّتْ شَفَتَاهُمْ وَاَصْفَرَّتْ اَلْوَانُهُمْ اَرْفَعُ بِلَكَ الْحُجُبَ فِيْ وَقْتِ اِفْطَارِهِمْ یعنی آخری وقت میں مجاعت کی شدت سے اُن کے لب سفید اور اُن کے چہروں کے رنگ زرد ہو جاتے ہیں یہ ستّر ہزار حجاب جو اسوقت میرے اور تیرے درمیان حائل ہیں بیچ سے اُٹھادونگا۔ یہاں تک کہ افطار کے وقت میرے اور اُن کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہیگا۔ حَتّٰی اِنَّهُمْ لَوْلَا اَعْطَیْتُ نُطْفَةَ اَزْوَاجِهِمْ بِكْثَافَتِهَا اَجْسَادِهِمْ وَحِكْمَتَ لَهُمُ الْعُجْنَةُ فِيْ دَارِ اللَّيْلَةِ اَرَاوَدَنِيْ فِيْ حَالِ اِفْطَارِهِمْ اگر اُن کے لطیف روح جسم کثیف کے غشاوہ سے مستور اور یہ دار غرور اور ان کے سرور کا محل نہوتا تو البتہ افطار کے

وقت میرے دیدار کے مشاہدہ سے مشرف ہو جاتے ❖

تنبیہہ۔ سُنو میرے بزرگو اور میرے عزیزو جب تک یہ پانی مٹی کا حجاب جان پاک اور رُوح مقدس سے نہ اُٹھ جائے معبود حقیقی کے شہود کا نور وجود کے روزن سے نہیں چمکتا ہے اگر تم تعلقات نفسانیہ کو اپنے وجود سے دور کروگے تو تمہارے قصر ظلماتی کے در و دیوار انوار تجلّیات ربانی کے شعاع سے منوّر ہو جائیں گے اور تمہاری جان کے باطن سے اُن معنوں کا زمزمہ خود بخود نکلیگا ؎

چنان از روزنِ دل زنور آن دلدار میتابد	کہ خورشید جمالش از در و دیوار مے تابد
ازان از ظلمتِ تن میرہد جانم کہ ہر ساعت	مرا از مطلع دِل لمعۂ انوار مے تابد
اگر از خواب غفلت سر برآری آن زمان بینی	کہ خورشید تجلی بر دل بیدار مے تابد
جمالِ یار میخواہی بذرات جہان بنگر	کہ ہر ذرہّ است مرآئنے کزو دیدار مے تابد
چو حُسن دوست ظاہر شد دل از کونین ظاہر شد	چو جان محو مؤثر شد رُخ از آثار مے تابد

انیسویں وجہ یہ ہے اہل اشارت نے اعمال کے فضائل میں روزہ کو سب طاعات پر فضیلت اور ترجیح دی ہے اور تفضیل کیوجہ اسطرح بیان کی ہے کہ تمام اکابر علماء کا اتفاق ہے کہ ایمان کے بعد فاضلتر اعمال نماز ہے۔ لیکن روزہ اسوجہ سے نماز پر ترجیح رکھتا ہے۔ اولاً یہ کہ قرآن مجید میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کو نماز پر مقدم ذکر فرمایا ہے۔ کما ورد وَاسْتَعِينُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ثانیاً نماز پر فرمودنی ایتمار ہے اور روزہ بازداشتنی انتہا ہے۔ اور منہیات کے شان میں مامورات سے زیادہ تر اہتمام اور انتہا ایتمار سے افضل ہے کما بین فی قواعد الاصول ثالثاً یہ کہ ادائے صوم کی مُدت ادائے صلوۃ کی مدت سے زیادہ ہے اور طویل زمانہ جو طاعت الٰہی میں مصروف ہووے زمان قصیر سے بہتر ہے۔ رابعاً جرائم کبیرہ کی کفارتوں سے روزہ کی کفارت بڑھکر ہے اور نماز کی ترک کے لئے کوئی کفارہ شریعت میں مقرر نہیں اگر روزہ عمداً بلا عذر توڑا جائے تو اُس کے گناہ کے دفع کرنیکے واسطے کفارہ مقرر ہے۔ نماز کے لئے کوئی کفارہ نہیں۔ خامساً یہ ہے کہ حائض اور نفساء قضائے صیام کے لئے مامور ہیں بخلاف نماز کے اعادہ نماز کا اُن پر واجب نہیں۔ اِس مسئلہ سے ثابت ہُوا۔ کہ صیام کا انجام بہ نسبت نماز کے زیادہ ہے سادساً روزہ میں بہ نسبت نماز کے نفس کو زیادہ انکسار حاصل ہوتا ہے اور اکثر نفوس میں بباعث ادائے صلوٰۃ کے استعلا پیدا ہو جاتا ہے اور

جس عمل سے نفس میں تکبر پیدا ہو بہ نسبت اُس چیز کے کہ جس سے نفس کو تعلّی پیدا ہو فاضلتر ہے۔ **سابعاً**۔ روزہ باخلاق حق سبحانہ وتعالیٰ بحکم هُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ متخلق ہوتا ہی بخلاف نماز کے کہ یہ خصلت ذات باری میں موجود نہیں۔ **ثامناً** معبودان باطل کی پرستش نماز سے بھی ہوا کرتی ہے بخلاف روزہ کے کہ اُسکے ساتھ کسی معبود باطل کی عبادت نہیں کیجاتی ٭ **تاسعاً**۔ نماز بندے اور خدا کے درمیان نصفا نصفی منقسم ہے کہ آدھی بندے کا حصہ ہے اور آدھی خدا تعالیٰ کے لئے ہے کما ورد قُسِمَتِ الصَّلٰوةُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ اور روزہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا خاصہ ہے۔ **عاشراً** بہشت نماز خوانوں کی جزا ہے کما ورد اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا اور دیدار خدا جل وعلا روزہ داروں کی جزا ہے کما ورد وَاَنَا اُجْزٰی بِهٖ یعنی روزہ دار کی جزا میں ہوں اور لقاء ہے

نقل ہے کہ جب شام کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو روزہ دار سرد پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیکر چاہتا ہے کہ اپنے تفیدہ جگر کو سرد کروں۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے خطاب مستطاب آتا ہے کہ اے میرے بندے عالم دنیا میرے دیدار کی جگہ نہیں اگر یہ وعدہ نہ ہوتا تو مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے میں تمکو افطار کے وقت شراباً طہورا پلا دیتا اور اپنا سلام تیرے کانوں تک پہونچا دیتا اور اپنا دیدار تیری انتظار کشیدہ آنکھوں کو دکھا دیتا ٥

چو چشم از غیر او بندی ہمہ دیدار او بینی	ز ذرات جہان تابان ہمہ انوار او بینی
ز مرآت جہان بارے نو آن عکس رخش دیدن	اگر بے پردہ نتوانی کہ در رخسار او بینی
درون قصر دل درد کہ تا ازوی خبر یابی	بسر خود نکو بنگر کہ تا اسرار او بینی
ولے آنجا کہ فعل او صفات از خویش برخیزد	اثر از تو کجا ماندہ کہ در آثار او بینی
تو یار خود شوای عارف کہ شرک مطلق است اینجا	کہ او را یار خود دانی و خود را یار او بینی

باب پنجم

در فضائل صوم وانواع آن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جناب رسالتمآب برگزیدہ حضرت اللہ الصمد اعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب مستطاب نے فرمایا کہ روزہ روزہ دار

کو دوزخ سے ہزار سال کی مسافت پر ڈالدیتا ہے اور بہشت کی نعیم کے قریب کردیتا ہے اور صائم کے اعضا و اجزا حق سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح میں بحالت بیداری اور خواب کے مشغول ہوتے ہیں اور روزہ دار جو تسبیح زبان سے کہتا ہے ایک سال کی عبادت اس کے اعمالنامہ میں مثبت ہوجاتی ہے۔ انتہیٰ +

حضرت حذیفہ بن الیمان نے فرمایا۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مرض الموت کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک کیساتھ بیٹھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور میں نے حضرت امیرالمومنین علی رضؓ کے نزدیک ہوکر عرض کی کہ اے امیرالمومنین بہت مدت سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سہارے پر جلوس فرمایا ہے اور رات بھر تمکو نیند نہیں آئی ہوگی۔ اور جاگتے رات کٹی ہوگی اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ کی جگہ بیٹھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھام رکھوں۔ آپ ایک ساعت آرام کرلیجئے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے میری بات کو سُنکر ارشاد فرمایا دَعْهُ یَا حُذَیْفَةُ فَعَلِیٌّ اَحَقُّ اے حذیفہ اس بات کو چھوڑدے کہ اس کام کے لائق علی ہی ہے۔ اور تو میرے نزدیک آ میں تجھ کو اس سرّ مخفی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ حذیفہ نے کہا کہ میں اپنی جگہ سے آگے بڑھا فرمایا آگے آؤ میں آگے بڑھا فرمایا آگے آؤ میں آگے بڑھا فرمایا آگے بڑھو تین نوبت حکم کیا کہ یہانتک نزدیک ہوا کہ میرے زانو حضرتؐ کے مبارک زانوؤں کے قریب پہونچے۔ زاں بعد جناب مستطاب نے فرمایا حُذَیْفَةُ مَنْ خُتِمَ لَهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا مِّنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنے اے حذیفہ جسکی عمر کلمہ شہادت پر ختم اور پوری ہو اور شہادت کو صدق کے طریق پر ادا کرے یعنی اس شہادت میں اُسکا دل اور زبان موافق ہوویں بیشک وہ بہشت میں داخل ہوجائیگا۔ یَا حُذَیْفَةُ مَنْ خُتِمَ لَهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ بِطَعَامِ مِسْکِیْنٍ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰی دَخَلَ الْجَنَّةَ اے حذیفہ جو شخص عالم دُنیا سے نقل کرے اور ایک مسکین کو فی سبیل اللہ طعام کھلایا ہووے بیشک وہ بھی بہشت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ میں یہ خوشخبری آپ کی اُمت کے بندوں تک پہنچا دوں۔ یا اس بھید کو چھپا رکھوں فرمایا یَا حُذَیْفَةُ اَعْلِنْهُ اے حذیفہ اس بھید کو برملا آشکار الوگوں کو سنا دے تاکہ میرے دوست حالی اور استقبالی میرے اس حکم کی تعمیل برغبت تمام کریں اس لئے کہ جنت کے درجات طاعات کے مطابق ہیں۔ جس شخص کی طاعت اور عبادت

بڑھکر ہوگی اُسکا درجہ اور مرتبہ برتر ہوگا کما درجہ جیسے روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہشت میں ایک غرفہ ہے کہ اپنی نہایت لطافت سے اُسکی اندرونی روشنی سے اُسکی بیرونی سطح بھی دکھائی دیتی ہے اور اسکی بیرونی دیواروں کی چمک سے اُس کے اندرونی مقامات دیکھے جاتے ہیں حق سُبحانہ وتعالیٰ نے یہ غرفہ چار قسم کے آدمیوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے پہلے وہ شخص جو بندگان خدا کیساتھ نہایت خوش خلقی اور نرمی سے بات چیت کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص کہ مسکین اور فقرا اور خاص وعام کو طعام کرتا ہے تیسرا وہ شخص جو ماہ رمضان بلکہ علی سبیل الاستمرار والدوام صیام کرتا ہے۔ چوتھا وہ شخص کہ رات کے وقت جب آدمی بستر استراحت پر آرام سے سوتے ہیں اور وہ عاشق صادق اپنے معشوق حقیقی کے ذکر میں ساتھ نماز نیاز کے مشغول ہوتا ہے۔ حضرت حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کاموں کے عہدہ سے باہر آنا مشکل بلکہ اشکل ہے۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا جب تو دلی تصدیق سے کہیگا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ اَطْيَبْتَ الْكَلَامَ تو گویا تو نے اپنے کلام کو پسندیدہ بنالیا۔ اور جب تو نے محنت اور مشقت کرکے اپنے اہل وعیال کو نفقہ دیا فَقَدْ اَطْعَمْتَ الطَّعَامَ تو گویا اطعام طعام کے عہدہ سے نکل گیا اور جب تو نے ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے۔ فَقَدْ اَدَّيْتَ الصِّيَامَ تو گویا تو نے بارہ مہینے کے روزے رکھے اور جب تو نے عشار کی نماز گذاری فَقَدْ اَدَّيْتَ الصَّلٰوةَ وَاَهْلُ الْكِتٰبِ وَالْمُنٰفِقُوْنَ نِيَامٌ تو گویا تو نے ساری رات نماز میں گذاری اور یہود اور منافق خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ پس اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو شخص صیام رمضان میں قیام کرتا ہے۔ وہ ساری عمر کے روزہ کا ثواب پاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے اس سے مبیّن ہو چکا ہے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ گھوڑے ابلق بال جنکی زین ولجام دُر اور یاقوت سے مرصّع اور مکلّل ہونگی۔ بہشت سے باہر نکلیں گے اور خاص بندے اُنپر سوار ہونگے اور وہ گھوڑے معہ سواروں کے میدان قیامت سے پرواز کرکے جنت کے شرف غرف پر چڑھ جائیں گے اور وہ لوگ جو اس دولت سے محروم ہونگے دیکھتے ہی رہجائیں گے اور اس گروہ ابرار کے کاروکردار سے استفسار کریں گے ملائکہ اُن کے جواب میں کہینگے کہ یہ گروہ باشکوہ وہ ہے کہ تم خواب غفلت میں مدہوش اپنے نرم بستروں پر پڑے رہتے تھے اور یہ بیچارے نمازمیں کھڑے رہتے تھے اور روزہ کی جلن میں دن بھر جلتے اور

تشنگی اور بھوک کے صدمے اپنے پر سہتے تھے اور تم روزہ کو چھوڑ کر کھانے پینے میں دن گذارتے تھے اور ان کفار فجار کیساتھ دین کی حمایت کیوجہ سے جہاد کرتے تھے اور تم اپنے گھروں میں اپنے کنبے کی حفاظت میں بیٹھے رہتے تھے اور یہ لوگ اپنی کمائی کے خداداد مالوں کو راہ خدا میں نفقہ کرتے تھے اور تم اپنے مالوں کو قارون کی طرح لوگوں کی نظروں سے زیر زمین دفن کرتے تھے اسی واسطے یہ لوگ اُس دولت سے مستفید اور مستفیض ہوئے اور تم اُس کریم کے دروازہ سے محروم ہوئے

حدیث حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایکدن خالصۃً اللہ نفلی روزہ رکھتا ہے وہ روزہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی آتش غضب کو بجھا دیتا ہے اور جب صائم اپنے روزہ کے دن کو رات تک پہنچاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ افطار کے وقت اسکی دس دعائیں مستجاب فرماتاہے۔ اگر تمام زمین کی سطح کو زر سُرخ سے پُر کرکے روزہ دار کو دیا جاوے ہنوز اُس کے اجر کا استیفا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کے اجر کا استکمال قیامت کے دن ہوسکیگا۔ حق تعالیٰ اُسکو گناہوں سے ایسا پاک کردیتا ہے کہ گویا یہ روزہ دار آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا۔ اور صائم مذکور جب دو روزے تمام کرتا ہے تو حق تعالیٰ سے عُہدہ صدیقی کا پاتا ہے اور جب تین روزوں کو ختم کردیتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روزہ دار کا حق میرے کرم پر واجب اور ثابت ہو چکا ہے۔ کما ورد اُشْهِدُکُمْ یَا مَلٰئِکَتِیْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ یعنے اے ملائکہ میں تم کو اس امر کا گواہ مقرر کرتا ہوں کہ میں نے اپنے کرم وفضل سے جو کچھ گناہوں میں سے اپنی تمام عمر میں اس روزہ دار سے سرزد ہوئے ہیں۔ درگذر فرمایا +

حدیث۔ ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ رسول اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تین گروہ ہیں۔ کہ قیامت کے دن اُن کو نعیم مطعم ومشرب کی بابت سوال نہ کریں گے۔ ایک روزہ دار کہ افطار کے وقت کھانے پینے کے چیزیں تکلیف کیساتھ تیار کرے۔ دوسرا وہ شخص جو بہ نیت روزہ سحری کے وقت تنعم کرے۔ تیسرے صاحب ضیف یعنی میزبان جو اپنے مہمانوں کے واسطے طرح طرح کے طعام اور قسم قسم کے شراب تیار کرتا ہے۔ اور بڑی محنت سے اُنکو خالصۃً للہ کھلاتا ہے۔ اور تین گروہ ہیں کہ وُہ باوجود بد خوئی کے ملامت نہیں کئے جاتے ہیں۔ ایک بیمار دوسرا روزہ دار افطار کے وقت۔ تیسرا عادل بادشاہ کی دُعا اگرچہ وُہ کتنے ہی بدخو ہووین مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک اُن کی بڑی قدر اور منزلت ہوتی ہے خصوصًا صائم جو حق سبحانہ

وتعالیٰ کی نظرات عنایت کے منظوروں اور طریق ہدایت کے مغفوروں اور طریق ہدایت کے مغفوروں کے جملہ میں ہے کما ورد جیساکہ زہرۃ الریاض کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت رسالت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جب میں شب معراج کو سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچا میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ اُسکی عظمت اور طول اور عرض کے برابر کوئی فرشتہ نہیں دیکھا چنانچہ اُس کے قد کی بلندی ہزار سال کی مسافت سے مساوی تھی اور اُس کے وجود پر سترّ ہزار سر موجود تھا۔ اور ہر ایک سر میں ہزار ہزار مُنہ اور ہر ایک چہرہ میں سترّ ہزار دہن تھا اور نیز اُس کے ہر ایک سر پر سترّ ہزار زُلفیں اور ہر ایک زُلف پر ہزار ہزار موتی قدرت الٰہی سے لٹکے ہوئے تھے اور ہر ایک موتی میں نور کا ایک دریا بہتا تھا اور اُس دریا میں مچھلیاں جنکا طول دو سَو برس کی مسافت کا تھا تیرتی اور جولان کرتی تھیں اور ان کی پیٹھ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا اور یہ فرشتہ ایک ہاتھ سر پر اور دُوسرا پشت پر رکھکر یادِ خدا میں مشغول تھا جب وہ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ اپنی زبان سے نکالتا تھا تو اُسکی خوش آوازی کو سُنکر عرش مجید کو وجد ہو جاتا تھا۔ حضرت جبرائیلؑ سے استفسار کیا کہ اے جبرائیل یہ فرشتہ باوجود اس عظمت کے کون ہے اور اس کا کیا کام ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا یا رسُول اللہؐ خدا خالق کا پیدا کیا ہوا ایک فرشتہ ہے کہ حقتعالیٰ نے اُسکو آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبرائیل اس فرشتے کے رہنے کی جگہ کہاں ہے اور اس جگہ کیونکر وارد ہوا حضرت جبرائیلؑ نے جواباً التماس کی کہ یا رسول اللہؐ عرش مجید کی دائیں طرف بہشت میں ایک مرغزار ہے یہ فرشتہ وہاں رہتا تھا اور چار ہزار فرسنگ کی مقدار اس مرغزار کی جگہ اپنے مقرّ کی جگہ مقرر کی ہوئی تھی حق سبحانہ وتعالیٰ نے کچھ مُدت کے بعد اس کو اسجگہ میں لاکر اپنی تسبیح وتقدیس میں مشغول کیا۔ یا رسول اللہ آپ اسکو سلام کیجئے اور تحیّت بجا لائیے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے حسب الاشارہ حضرت جبرائیل کے السلام علیکم کے خطاب سے مخاطب کیا لیکن محویت کی وجہ سے میرے سلام کیطرف متوجہ نہوا حضرت جبرائیلؑ نے اُس کو میرے مقام اور حال سے مطلع کیا میری تعظیم اور تکریم کے لئے اُس نے اپنے دونوں پر باز کھولے چنانچہ آسمان اور زمینیں اُس کے دونوں پروں کے نیچے چھپ گئے اور مجھکو اپنی بغلوں میں لیکر مُنہ سر پر بوسے دئے اور کہا اے محمد تجھکو مبارک اور بشارت ہو کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ماہ مبارک رمضان کی برکت سے تجھکو اور تیری امّت کو بخشدیا میں اسکی اس بشارت

سے نہایت ہی محظوظ الحال ہوا اچانک مینے نظر اٹھا کر دیکھا کہ کئی ایک صندوق نور کے جو ہزار ہزار قفل سے مقفّل تھے اُس فرشتہ کے آگے رکھے ہوئے دیکھے میں نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ یہ صندوق اسکے آگے کسواسطے رکھے ہوئے ہیں فرمایا یارسُول اللہ آپ اس سے استفسار فرمائیے میں نے اُس سے پوچھا اُس نے کہا یارسُول اللہ ان صندوقوں میں آپ کی اُمت کے روزہ داروں کی برئیتیں رکھی ہوئی ہیں۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کی قلم سے یہ حکم محکم لکھا ہوا ہے کہ اے میرے روزہ دار بندے میں نے تجکو آتش دوزخ سے آزادی دی اور اسپر میری بھی شہادت لکھی ہوئی ہے ✣

مسئلہ شرعیہ۔ مسافر سے دو رکعتیں اُٹھائی گئیں یعنے چار رکعت فرض سے دو کی تخفیف عطا ہوئی اس لئے کہ اُسکی خدمت سُبک ہو جائے اور سفر کی مشقت خدمت اپنے پر لازم کری ہے میں نے تیرے ضُعف پر رحم فرما کر اپنی خدمت کا نصف حصّہ تیرے ذمّہ سے اُٹھالیا پھر جب تو نے میرے حکم کے بموجب روزہ رکھنے کی تکلیف اُٹھائی اور بھوک پیاس کی مشقت اپنے وجود پر گوارا کی اگر میں قیامت کے دن عذاب کی مشقت اور عتاب کی تکلیف تیرسے اُٹھالوں اور تم کو اپنے مقرّبوں کی مجلس میں بٹھادوں تو میرے کرم وفضل سے کچھ بعید نہیں ✣

نقل حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں ایک زنگی آدمی تھا اور اُسنے ساری عمر فسق وفجور میں گذاری اور خسران کا مرکب عصیان کے میدان میں دوڑایا کبھی ایک دن بھی اپنے خالق کی خدمت اور عبادت میں مشغول نہوا اور کبھی اُسنے رات کے وقت اطاعت الٰہی کا دروازہ نہ کھٹکایا اور کبھی آسمان دوار نے کجرفتار کی زبان سے تسبیح کا آوازہ نہ سُنا اور زمین نے کبھی اسکو سجدہ کرتے نہ دیکھا اچانک اُسکی اجل کا متقاضی دروازہ پر آپہنچا۔ اور اُسکی عزیز عُمر کا سرمایہ خرچ ہوچکا۔ اور اُس کی زندگی کا دن تاریک ہوگیا یعنے وہ زندگی ظاہر باطن کا کالاقضا الٰہی سے فوت ہوگیا۔ اور اس کے یگانے بیگانے رشتہ دار جو اُسکی حرکات ناشائستہ سے بیزار رہتے تھے اُس شخص نوجوان کے مرنیسے خوشیاں کرتے۔ اور ایکدوسرے کو مبارکباد کہتے تھے اُس بیچارہ کے حال کیطرف اصلاً ملتفت نہ ہوئے اور اسکی تجہیز وتکفین کیجانب متوجہ نہوئے اُس کے پاؤں میں رسّی باندھکر گھسیٹتے ہوئے مُردار کیطرح جنگل کی زمین پر پھینک آئے۔ چند روز گذرنیکے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے

اور فرمایا یا رسول اللہ صلعم حق سبحانہ وتعالیٰ السلام علیک کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ میرا ایک دوست فلاں خاکدان میں پڑا ہوا ہے اتنے دنوں میں کوئی شخص اُس کے حال کیطرف ملتفت نہیں ہوا اور نہ کسی نے اُسکو غسل دیا اور نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھی اَے میرے حبیب میں نے تجکو عالم کے لوگوں کی رحمت اور دل شکستونکی مرمت کیواسطے بھیجا ہے اور رحمت عالم اپنی امت کی غمخواری اسی طرح کیا کرتے ہیں اگر کل قیامت کے دن گنہگارو کی شفاعت کا حال اسی منوال پر ہوا تو ان بیچارونکا کام تمام ہو جائیگا۔ حدیث کا راوی کہتا ہے کہ ابھی جبرائیل علیہ السلام نے پیغام تمام نہیں کیا تھا۔ کہ جناب سرور کائنات م نے اپنا قدم مبارک مسجد سے باہر رکھا اور دوڑتے ہُوئے اُس زنگی کیطرف روانہ ہوئے جب اُسکے سرپر جا وارد ہُوئے دیکھا کہ اُس کے چہرہ پر خاک پڑی ہوئی ہے اور اسکا بدن گھسیٹ کی ضربوں سے زخمی ہُوا ہوا ہے۔ رسُول اکرم م نے اپنی آستین سے اُس غلام کے چہرہ سے خاک جھاڑی اور اُس کے غسل اور تکفین کا اہتمام کرکے جنت البقیع کیطرف اُٹھائے چلے اور زاں بعد اُس کے جنازہ کے پیچھے انگلیوں کے بل چلتے تھے اور اپنے مبارک قدم دیکھ دیکھ رکھتے تھے۔ صحابہ رضؓ اخیار نے اس حال کی بابت استفسار فرمایا حضرت رسالتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے عزیزو اس زنگی غلام کے جنازہ پڑھنے کیلئے اتنے ہزار فرشتے مُقرب آسمانوں سے اُترے ہیں کہ زمین پر قدم لگانے کی جگہ نہیں رہی۔ جب اُس کے دفن سے فارغ ہوچکے تو خواجہ علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے اُس غلام کی نسبت استفسار فرمایا حضرت جبرائیل م نے عرض کیا یا رسول اللہ م آپ کیوں اتنا تعجب کرتے ہیں۔ کیا اس زنگی نے رمضان سالگذشتہ کے روزے آپکی شمولیت میں نہیں رکھے اور روزوں کی برکت سے اُسکو فضیلت حاصل ہوچکی ہے۔ اور اب اس سے زیادہ کا مستحق ہے +

حدیث رسُول اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ ملائکہ کراماً کاتبین کو دمبدم یہ حکم محکم پہنچاتا ہے کہ میرے کاتبو تم میرے تین قسم کے آدمیوں کی پریشان باتیں اور اُن کی آشکارا اور نہفتہ شکائتیں مت لکھا کرو۔ جو کچھ رطب و یابس اُن سے سرزد ہو اُس سے درگذر کیا کرو۔ اس لئے کہ میں نے بھی اُن کے اقوال وافعال سے درگذر فرمایا ہے۔ پہلے جو لوگ غریب الوطن بیکس گردش فلکی کے مارے بیچارے اپنے گھربار اور اہل وعیال اور یار واغیار سے جُدا اور شام کے وقت رباط بیسامان کی گوشوں میں تن تنہا پڑے ہُوئے

ہیں عزیزوں دوستوں زن وفرزند سے دور پڑ گئے ہیں عالم مسافرت میں نہ کوئی رفیق اور نہ کوئی ان کے حال پر شفیق اگر وہ غریب اپنے غم اور اندوہ کی حکائت یا کسی کے جور و تعدّی کی شکائت زبان پر لائے اے میرے ملائکو ان کی شکائت کو گناہ سمجھکر اُن کے اعمالنامہ میں مت درج کرو کہ میں نے اپنے کرم کے تقاضا سے انکی اس حالت کی باتوں سے درگذر کیاہے ٭ دوسرے اَے میرے ملائکو جو شخص رنج اور بلا کے ہاتھ میں مبتلا ہووے اور اُس کا بدن کسی گناہ کے عوض میں محبوس ہووے اگر وہ اپنی تنگدلی کے سبب کوئی حکائت یا ضعف و ناتوانی کی شکائت کرے اُس کو بھی معذور رکھو اس لئے کہ میں نے اُن کے گناہوں کو مغفور اور ان کی سعی سے مشکور خیال کیاہے ۔ سوم روزہ دار مومن کہ اُسکی خاطر کراماً کاتبین کو حکم ہوتا ہے کہ اسے میرے ملائکو تم بخوبی جانتے ہو کہ میرے بندے کا نفس طعام اور شراب کا طالب اور اس کا تن آب و نان کا خواہاں رہتا ہے اس بندے نے معہذا اپنے ذہن کے دروازہ کو روزہ کی مُہر لگادی ہے اور عیال سے دور ہوکر میرے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے نازنین تن کو اضطراب اور بے آرامی میں رکھتا ہے اور مجاعت اور عدم استطاعت اُس کے وجود پر مستولی ہورہی ہے اگر اس قلق اور اضطراب کے وقت کوئی بات نرم اور گرم بے اختیار اُسکے مُنہ سے نکلجائے اَے میرے ملائکو ایسی ایسی باتوں کو اُس کے اعمالنامہ میں مت درج کرو کہ میں نے اُس کے اگلے پچھلے گناہ روزہ کی برکت سے بالکلیہ معاف کردئے ہیں ٭

مؤلف اے میرے بھائیو روزہ کے فضائل اور شمائل بیشمار ہیں کہ میرا قلم اُن کے بیان کرنے سے قاصر ہے مگر اتنا ہی کہدیتا ہوں کہ روزہ عبادت الٰہی کا بدرقہ اور ماہ سعادت کا یارقہ ہے روزہ ابیت ربی کے خوان کا مائدہ ہے روزہ دای قلبی ب کے برہان کا قاعدہ ہے روزہ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا جمال نما آئینہ ہے روزہ اُعْبُدِ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا زنگار اُڑانیوالا صیقل ہے روزہ سُلطان اِلَّا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ کا سبق ہے ۔ **غزل**

آمدہ شہرِ صیام سنجق سلطان رسید
دست بدار از طعام مائدۂ جان رسید

جان ز قطعیت برست دست طبیعت بہ بست
قلب ضلالت شکست لشکر ایمان رسید

روزہ چو قربان ماست زندگی جان ماست
تن ہمہ قربان کنم جان چو مہمان رسید

نفس چو محتاج شد روح بہ معراج شد
چون در زندان شکست جان بر جانان رسید

پردۂ ظلمت درید دل بفلک بر پرید ۔
چون زنگ بود دل باز بہ بستان رسید

زود این چاہ تن دست بزن بر رسن	بر سر چاہ آب گو یوسفؑ بکنعان رسید
عیسےٰ چار خر پرست گشت دعائش قبول	دست بشو کز فلک مائدہ خان رسید
دست دو دہان را بشوئے بخور دوئے بگوے	این سخن ولقمہ جو کان نجموشان رسید

روزہ کی قسموں کا بیان اور جو کچھ اُن کے متعلق ہے

سمجھنا چاہئے کہ ارباب تحقیق نے کہا ہے کہ روزہ کے تین درجے ہیں۔ ایک صوم عوام اور صوم خواص اور صوم خاص الخاص۔ شکم اور فرج کا ایام معہودہ معدودہ میں شہوت سے ہٹا رکھنا عاموں کا روزہ ہے۔ جوارح اور اعضاء آثام اور معاصی اور بیہودہ اعمال سے بچا رکھنا۔ خاصوں کا روزہ ہے۔ ماسوی اللہ سے اپنے دِل کا نگاہ رکھنا خاص الخاصوں کا روزہ ہے۔ اسی لئے جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے یہ ارشاد فرمایا کَمْ مِّنْ صَائِمٍ مُفْطِرٌ وَکَمْ مِّنْ مُفْطِرٍ صَائِمٌ یعنے بہت روزہ دار بے روزہ ہیں اور بہت بے روز باروزہ ہیں۔ روزہ دار مفطر اُس شخص کو کہتے ہیں جو نہ کھائے اور نہ پئے لیکن اپنے جوارح اور اعضاء کو لذائذ نفسانیہ پر مائل کر کے اپنے تقوےٰ کے زخموں پر مرہم بھی نہیں رکھتا ہے اور مفطر صیام اُس شخص کو کہتے ہیں جو کھائے اور پئے لیکن اپنے جوارح اور اعضاء کو خدا کی نافرمانیوں سے بچائے رکھے چنانچہ امام الائمہ کاشف الغمہ ابو حامد غزالی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خواص کا روزہ نیک بخت لوگوں کا جو اعضاء کو گناہوں سے باز رکھنے کا ہوتا ہے وہ چھ باتوں سے پورا ہوتا ہے اَلْاَوَّلُ غَضُّ الْبَصَرِ عَمَّا حَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی اوّل نظر کا نیچے رکھنا اور جو باتیں بُری اور مکروہ ہیں اُنکی طرف اُسکو نہ جا‥دینا اور جن چیزوں کے دیکھنے سے دل بٹتا ہو اور خدا تعالیٰ کی یاد سے غفلت ہوتی ہو اُن سے نظر کو روکنا کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلنَّظْرُ سَھْمٌ مَسْمُوْمٌ مِّنْ سِہَامِ اِبْلِیْسَ مَنْ تَرَکَھَا خَوْفًا مِّنَ اللّٰہِ تم اٰتٰہُ اللّٰہُ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ یعنی نظر حرام ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے شیطان کے تیروں سے جو کوئی اس کو خدا تعالیٰ کے خوف سے ترک کریگا۔ اللہ تعالیٰ اُسکو ایسا ایمان عنایت فرمائیگا۔ جسکی حلاوت وہ اپنے دلمیں پائیگا اور حضرت جابرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خَمْسٌ یُفْطِرْنَ الصِّیَامَ اَلْکِذْبُ وَالْغِیْبَۃُ وَالنَّمِیْمَۃُ وَالْیَمِیْنُ الْکَاذِبَۃُ وَالنَّظْرُ بِشَھْوَۃٍ۔ دوم زبان کا بند رکھنا او

بیہودہ بات اور جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور فحش اور ظلم اور جھگڑے اور کسی کی بات کاٹنے
سے اور سکوت کو اسپر لازم کرنا اور ذکرالٰہی اور تلاوت قرآن میں مصروف رکھنا کہ یہ زبان کا
روزہ ہے امام مجاہد سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ غیبت اور نمّامی روزہ کی مفسد ہے جسطرح
روزہ کھانے پینے سے ٹوٹ جاتا ہے اسیطرح غیبت اور نمّامی سے ہی روزہ فاسد ہو جاتا
ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو عورتوں نے
روزہ رکھا اور بھوک اور پیاس کی اُن کو آخر روز میں یہانتک شدّت ہوئی کہ قریب ہلاکت
ہوگئیں اُنہوں نے آنحضرت ؐ کی خدمت میں افطار کی اجازت کے لئے کسی کو بھیجا آپ نے اُن کے
پاس ایک پیالہ بھیجا اور اس آدمی کو ارشاد فرمایا کہ اُن دونوں کو کہنا کہ جو کچھ تم نے کھایا ہو۔
اُسکو اس پیالہ میں قے کردو۔ ایک عورت نے نصف پیالہ خون تازہ اور گوشت تازہ سے بھردیا
اور دُوسری نے بھی یہی چیزیں قے کیں یہانتک کہ پیالہ لبالب ہوگیا۔ لوگوں نے اس سے
تعجب کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ھَاتَانِ صَامَتَانِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَھُمَا
وَاَفْطَرَتَا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمَاہ کہ ان دونوں عورتوں نے جو چیز اللہ کی حلال کی ہوئی
تھی اُس سے روزہ رکھا اور جو چیز اللہ کی حرام کی ہوئی تھی اُس سے افطار کیا ایک انمیں
سے دُوسری کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں نے لوگوں کی غیبت شروع کی کہ یہ گوشت پیالہ میں
وہی ہے جو اُن دونوں نے لوگوں کا کھایا تھا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ✢
سوم بُری باتوں کے سُننے سے کانوں کو باز رکھنا خواہ وُہ بُری باتیں الفاظ ہوں۔ جیسے
جھوٹ اور غیبت اور بہتان اور نمیمہ خواہ وُہ اصوات ہوں جیسے دف اور نے اور بربط اور
چنگ اور باجا اور سود اور ستار کی آواز سُننی۔ اس لئے کہ جن امور کا کہنا حرام ہے اُن کا
سُننا بھی حرام ہے۔ اسی جہت سے خداتعالیٰ نے جھوٹ اور غیبت اور حرام آواز سُننے والوںکو
اور حرامخوروں کو قرآن شریف میں بُرا ذکر کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ
اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ پس غیبت سُن کر خاموش رہنا بھی حرام ہے۔ کما ورد اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ
اور اسی نظیر سے آنحضرت نے اَلْمُغْتَابُ وَالْمُسْتَمِعُ شَرِیْکَانِ فِی الْاِثْمِ فرمایا چہارم
ہاتھ پاؤں اور دُوسرے اعضاء کو بُری باتوں سے روکنا۔ اور افطار کے وقت شکم کو شبہات
سے باز رکھنا روزہ دار کو ضروریات میں سے ہے۔ کیونکہ اگر حلال سے دن بھر بند رہے اور حرام
پر افطار کرے تو اُس کا روزہ کچھ بھی نہ ہُوا ایسے روزہ دار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص محل

بناوے اور ایک شہر کو منہدم کردے۔ اس لئے کہ حلال کھانیکی کثرت مضر ہوتی ہے۔ اور روزہ اُسکی کمی کے لئے ہوتا ہے اور جو شخص کہ بہت سی دوا کھانیکے ضرر سے ڈر کر زہر کھانا اختیار کرلے وہ بیوقوف ہے۔ اور حرام کھانا ایک زہر ہے جو دین کو ہلاک کرتا ہے اور حلال ایک دوا ہے کہ اُسکا کمتر کھانا مفید اور زیادہ کھانا مضر ہے اور روزہ رکھنے کی غرض حلال کی کمی ہے اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صَوْمِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ اس حدیث میں بعض نے یہ کہا ہے کہ مراد اُس شخص سے ہے کہ جو حرام سے افطار کرے۔ اور بعضوں کا قول ہے وہ شخص مراد ہے جو طعام حلال سے رُکا رہے اور اپنے روزے کو لوگوں کے گوشت یعنی غیبت سے جو حرام ہے افطار کرے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شخص مقصود ہے جو اپنے اعضاء کو گناہوں سے نہ بچاوے اور دہان کو کھانے پینے سے بند کرے۔ پنجم یہ کہ افطار کے وقت حلال غذا کھانے سے زیادتی نہ کرے اسواسطے کہ اصلی مطلب روزے سے یہ ہے کہ نفس کو قلت غذا کی تکلیف دیکر اُس کو مناہی سے روکا جاوے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کھانے کی کثرت افطار کیوقت اصلی مطلب کو فوت کردیتی ہے۔ ششم یہ کہ افطار کے بعد دخول اور رجا سے وابستہ اور متردد رہنا چاہئے کیونکہ معلوم نہیں کہ اُس کا روزہ مقبول ہوکر مقربین کے زمرہ میں اُسکا شمار ہوا یا روزہ نامنظور ہوا اور خفگی کے مستحقوں میں محسوب ہوا اور ہر عبادت کے فارغ ہونے پر اسی طرح کا حال ہونا چاہئے ❖

چنانچہ حضرت حسن بصری رح سے مروی ہے کہ عید کے روز ان کا گذر کسی قوم پر ہوا جو ہنس رہی تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو اپنی مخلوقات کے لئے دوڑ کا میدان مقرر فرمایا ہے کہ سب آدمی اُس کی اطاعت کے لئے اُس کے اندر دوڑیں تو کچھ لوگ تو آگے بڑھکر اپنے مطلب کو پہونچے اور کچھ پیچھے رہ کر ناامید ہوئے۔ پس جس روز میں کہ جلدی کرنیوالے اپنے مطلوب کو پہونچے اور باطل والے محروم رہے اس روز میں ہنسی اور کھیل کرنیوالے سے بڑا تعجب ہے بخدا اگر حقیقت حال واضح کردیجائے تو مقبول آدمی کو اتنا سرور ہو کہ اُسکو کھیل سے باز رکھے اور نامنظور کو اتنا غم ہو کہ اُس کو ہنسی سے روک دے فَانْجَبْ وَکُلَّ الْعَجَبِ الضَّاحِكُ اللَّاعِبُ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ فَازَ فِیْہِ الْمُسْرِعُوْنَ وَخَابَ فِیْہِ الْمُبْطِلُوْنَ ❖ اے میرے بھائیو! ہمارے دلوں کے آئینہ پر غفلت کا زنگار پڑا ہوا ہے اگر یہ پردہ ہمارے کام کے چہرہ سے اُٹھ جائے تو ہم ایکدوسرے کیساتھ اسقدر ہمدردی

اور احسان کرنے میں مشغول اور مصروف ہوویں کہ ہم کو اس فانی جہان کا سرور بالکلیہ بھول جائے اور بید رومرد درد اور داغ میں ایسے مبتلا ہو جائیں کہ ان کو اس دُنیا میں ہنسنا اور خوشی بھول جائے ؂

برخاست شغل شادئ عیش از دل کسے	کورا درون سینہ غم نیکوان نشست

مؤلف اے درویش عوام کا روزہ جو مفطرات سے امساک ہے کچھ دن گذرنے کے بعد منسوخ ہو جاتا ہے اور حضرات خواص کا روزہ جو فواحش اور منہیات سے امساک ہے کبھی اُسپر فسخ طاری نہیں ہوتا ہے اور عارفوں کا قول ہے کہ جو شخص عوام کے طور پر روزہ افطار کرے اور اپنے جوارح اور اعضاء کو منہیات سے نہ بچائے اُس کی مثال اُس شخص کی ہے جو حضرت آدم سے لیکر جملہ پیغمبروں کے شرائع کا اقتدا کرے اور شریعت محمدی ہے سے جو قیامت تک قائم رہیگی اور کبھی نسخ پذیر نہیں ہوگی اعراض کرے بلکہ عالم آخرت میں شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ احکام منسوخ ہو جائیں گے - مگر خاصوں کا روزہ خصوصاً آخرت میں نیز منسوخ نہیں ہوگا - پس ہر ایک آدمی مومن کو لازم ہے کہ ایّام صیام میں اپنے جوارح ظاہری اور باطنی کو روزہ کی حالت میں منہیات اور ہزلیات سے روکا کریں تاکہ روزہ من کل الوجوہ کامل ہو کر بارگاہ ایزدی میں تمہاری نجات کا تدارک کرے اور تم کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت کا خلعت عطا ہووے - جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب فرشتہ بندے کے روزہ کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے حق جل وعلا روزہ کو خطاب کرتا ہے کہ اے میرے بندے کے روزے میرے بندہ نے تیری حقوق کی رعایت کرکے تیری کچھ تعظیم اور تکریم کی ہے یا نہیں روزہ عرض کریگا - ہاں یا اللہ تیرے بندے نے بڑی تعظیم سے میرا استقبال کرکے مجکو اپنے بدن کے اشرف مکانوں میں اتارا اور صلوات کے مائدہ اور تراویح کے خوان پر بٹھایا اور ذکر کی شراب اور تسبیح کے جام سے مجکو سیراب کیا اور میری خدمت میں کماینبغی مصروف رہا اور جفا اور عصیان کا دروازہ میرے مُنہ پر باندھ دیا اور اپنی آنکھ کان کو حرام اور بیہودہ فعلوں سے بچاکر میری تعظیم اور توقیر میں کسی قسم کی تقصیر نہیں کی میں سب طرح سے اس تیرے بندے پر راضی اور خوش ہوں - حضرت خداوند سبحانہ وتعالیٰ اُس کے جواب میں فرماتا ہے کہ اے میرے بندہ کے روزے میں بھی اپنے صائم بندہ

کی خدمت کو نگاہ رکھکر اُس کو بحکم فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ اپنے اشراف مکانوں میں اُتارتا ہُوں اور جہنم کے دروازے بند کرکے اُس کے لئے خُلد کے مائدے آراستہ کرتا ہوں اور انکو بحکم وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اپنا شراباً طهورا پلاتا ہوں ؛

روایت ہے کہ سقّا ایسا ہوگا کہ ایک پیالہ نُور کا شراباً طہورا سے بھرا ہُوا بغیر کسی ذریعہ اور واسطہ کے ایک مرغ کیطرح غیب سے اُڑتا ہُوا بندے صائم کے ہاتھ پر آبیٹھیگا اور اُس جام پر کستوری کی مہر سے سربمہر ہوگا اور اُس مہر پر هٰذَا شَرَابٌ طَهُوْرٌ مِّنْ رَّبٍّ غَفُوْرٍ - اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ؛

حدیث - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال عنداللہ سات منوال پر ہیں از انجملہ دو عمل موجب - اور دو عمل صواب سے برابر - اور ایک عمل کا ثواب دس سے برابر - اور ایک عمل کا ثواب سات سو تک پہنچتا ہے - اور ایک ایسا عمل ہے کہ اُسکا عمل سوائے حق سُبحانہ وتعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ دو عمل کہ موجب ہیں شرک اور توحید ہے جو شخص کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات کو پہونچے اور اُس کے اعتقاد میں کسیطرح کے شرک جلی اور خفی کی بُو نہ پائی جائے اُس مُوحد کے لئے بہشت واجب ہے اور مشرک کے لئے دوزخ واجب ہے وہ دو عمل جنکا ثواب اُن کے مطابق ہے - مثلاً بدی ہے کہ اُسکی جزا بحکم جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اُسکی مثل یعنے ایک کے بدلے ایک اور دُوسرا اِن دونوں کا نیکی کی نیت ہے اگرچہ نیت کی تعمیل ظہور میں نہ آوے اُس کے عوض میں ایک نیکی لکھتے ہیں - اور وہ عمل جو ایک سے دس کا مستحق ہوتا ہے وہ حسنہ ہے جو بندہ سے وجود میں آتا ہے اُسکے عوض میں دس گنا ثواب دیا جاتا ہے اور وہ عمل جو ایک سے سات سو درجہ کا ثواب پاتا ہے وہ نفقہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کیا جاوے مثلاً ایک درم کے بدلے سات سو درم کا ثواب پاتا ہے اور وہ عمل جس کے ثواب کی حد اور نہایت نہیں وہ روزہ ہے کہا اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ایسا ہی زہرۃ الریاض میں وارد ہے ؛

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک روز حضرت رسالت علیہ السلام کے جمال باکمال کا مشتاق اور اُن کے جمال کے اشتیاق میں منازل اور مراحل طے کرتا ہوا جہاں میرا گمان غالب ہوتا تھا چلا جاتا تھا

یہانتک کہ مسجد نبوی میں آکر دیکھا وہاں بھی بظاہر دیدار سے مشرف ہوا جب میں نے محراب کیطرف دیکھا تو وہ آفتاب رسالت محراب میں جلوس فرماتھے اور آپ کی چاروںطرف نور محیط تھا میں آگے بڑھکر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے نزدیک ہوگیا۔ اچانک میں نے ایک اواز سُنی کہ کوئی شخص آنحضرت ﷺ کیساتھ باتیں کرتا ہے اور اسکی آواز ایسی مرغوب تھی کہ میں نے اپنی عمر میں اس سے کوئی نغمہ خوشتر نہیں دیکھا اسی اثناء میں مینے سُنا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طوبےٰ لہٗ اُس کے قرین ہی میں نے یہ آواز سُنی طوبےٰ لک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ولمن صام رمضان جب ایک ساعت گذری تو آنحضرت ﷺ نے التفات کرکے یہ ارشاد فرمایا یَا عَلِیُّ مَنْ مَّعَکَ اے علی تیرے پاس کون ہے حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا آگے بڑھو ہم حضرت ﷺ کی خدمت میں قریب جا بیٹھے اور جب ہماری نظر آنحضرت کی نورانی پیشانی پر پڑی ایسا معلوم ہوا کہ چودھویں رات کا چاند مسجد کے محراب میں چمک رہا ہے۔ یا نور خدا مجسم ہوکر اپنا دیدار دکھا رہا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رض نے کہا کہ میں نے گُستاخی کرکے آنحضرت ﷺ سے استفسار کیا کہ یارسول اللہ وہ پاکیزہ نغمہ جو میں نے اپنے کانوں سے سُنا وہ کس کا تھا فرمایا تِلْکَ نغمۃ جبرائیل علیہ السلام کا تھا جو میرے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کی حکائت بیان کر رہا تھا کہ یارسول اللہ میں آپ کی مُلاقات کے لئے آیا تھا۔ بعض جزیروں میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور میں اُن کے پاس کھڑا ہوکر آپ کی بابت بات چیت کر رہا تھا۔ اچانک میں نے ایک فرشتہ دیکھا اُس نے ایک ہودج اپنی پیٹھ پر رکھا ہُوا اور ایک بندہ اُس ہودج میں بیٹھ کر حق سُبحانہ وتعالیٰ کی یاد میں مشغول تھا میں نے فرشتہ مذکور سے بندہ مسطور کا حال دریافت کیا اُس فرشتہ نے کہا کہ یہ ایک بندہ ہے جس نے دو ہزار سال اپنے خدائے ذوالجلال کی عبادت جنگلوں میں کی ہے ازاں بعد بارگاہ ایزدی میں درخواست کی کہ الہیٰ میں یہ آرزو رکھتا ہوں کہ کچھ مُدت تیرے سمندروں کے درمیان رہکر تیری عبادت کے لُطف اٹھاؤں اس بندہ کی درخواست بارگاہ ایزدی میں منظور ہوئی حق تعالیٰ کے حکم محکم نے میرے نام صدور فرمایا اس بندے کو میں نے ہودج پر بٹھایا۔ اور تمام سمندروں کا سیر کرایا۔ دوہزار سال سے اس دریا بیکنار میں اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف ہے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسی تقریر کی تو میں نے کہا کہ طُوبیٰ لہٗ یعنے وہ بندہ بہت خوشحال ہے جو اس دولت سے متنعم

ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا طوبیٰ لک ولامتک تجکو اور تیری امت کو خوشحالی نصیب ہو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے کہا اے جبرائیل میری اُمت میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہوگا کہ اس قسم کی عبادت کا صدور اُس سے ہو سکے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے کوہ قاف کے پیچھے ایک جوہر سے ایک عظیم الشان شہر پیدا کیا ہوا ہے اور اس کا طول اور عرض سوائے خالق حقیقی کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اسمیں بہت سے ملائک رہتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ایک سفید علم ہے جسپر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اُن فرشتوں کا کام عبادت اور تیری اُمت کے لئے دعائے مغفرت کی بارگاہ الٰہی سے چاہتی ہے یا رسُول اللہ جب ماہ رمضان آتا ہے اور تیری اُمت کے لوگ روزے رکھنے کی تیاری کرتے ہیں اوس شہر کے رہنے والے ملائک کو حکم ہوتا ہے کہ جنگلی عرش مجید پر چلے جاویں اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوکر آپ کی اُمت کے لئے استغفار کریں اور ان کو جو یہ دولت حاصل ہوئی محض آپ کی خدمت کی برکت اور اُمت مرحوم کی مغفرت کے چاہنے سے میسر ہوئی اور یہ سب ملائکہ عرش معلّے کے اردگرد میں معتکف ہوجاتے ہیں۔ اور ایک جماعت فرشتوں کی عالم بالا سے اُس شہر میں بھیجی جاتی ہے وُہ بھی آپ کی خدمت اور آپ کی امت کی مغفرت کی دعا میں مشغول ہوتے ہیں جب پھر رمضان کا مہینہ آتا ہے وے نیز عرش معلّے کے منطاف کے لئے عالم بالا میں چلے جاتے ہیں۔ اور دُوسری جماعت اُنکے قائم مقامی عالم بالا سے آجاتے ہیں۔ یا رسول اللہ روز قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہیگا

نقل پہلے وُہ شخص جسنے روزہ رکھا تھا آدم صلے اللہ علیہ السلام تھا اگرچہ ہمنے ایجاب صوم کی تیسری وجہ میں بیان کردیا ہے۔ مگر اس جگہ بھی سکا مجملاً حال لطور تفصیل مبیّن ہوتا ہے۔ وھُوھٰذا کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے اس دارالملام میں پھینکے گئے مارے غم اور اندوہ کے چالیس دن رات طعام نہ کھایا اور پانی نہ پیا اور گرسنگی نے غالب ہونیسے اپنے مالک کے آگے شکایت کی حضرت جبرئیل بحکم رب الجلیل دو بیل سرخ اور تین دانے گندم کے بہشت سے لے آیا اور بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ ہر ایک دانہ کا وزن آٹھ سو درم تھا۔ اے آدم بمنطوق لازم الوثوق فللذکر مثل حظ الانثیین دو دانہ تمہارا حصہ اور ایکدانہ حوّا کا حصہ ہے تم آپسمیں بانٹ لو آدم علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل کیا میں ان دانوں کو کھالوں۔ کہا نہیں رکھے رہو کہ تیری اور تیری اولاد کی بھوک

کا تدارک روز قیامت تک اسی سے ہوا کریگا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آہنگری کا سامان لاکر آدمؑ کو ہل چلانے کی ترکیب سکھائی لکھا ہے کہ روز آدم ہل چلا رہا تھا کہ اچانک ایک بیل کی ران پر ایک چوگان لگائی بیل نے کہا اے آدمؑ مجکو کیوں مارتا ہے کہا تو بیفرمانی کیوں کرتا ہے بیل نے کہا جو کوئی بے فرمانی کرتا ہے وُہی ڈانٹا جاتا ہے آدم علیہ السلام بیل کے اس کلام سے ایسا رویا کہ بیہوش ہوگیا۔ یہاں تک کہ اُسکا حال نزار دیکھکر بیل بھی زار زار رونے لگے اور اپنی راحتیں جو بہشت میں پاتے تھے یاد کرکے روتے تھے۔ چنانچہ اُن کے آنسوؤں کے قطرات کا درس اور ان کے بول کے قطرات سے نخود اور ان کے گوبر سے عدس پیدا کئے گئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُن دونوں دانوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ایسا ملا کہ وُہ ریزہ ریزہ ہوگئے پھر آدمؑ وحوّاؑ نے اُن دانوں کے ذرّوں کو زمین میں بویا۔ قدرت الٰہی سے آدمؑ کی بوئی ہوئی گندم اور حوّاؑ کی بوئی سے جَو پیدا ہوئے۔ اس لئے کہ شیطان گندم نما جو فروش کی متابعت پہلے حوّا نے کی تھی اُسکی شامت سے یہ بات ظہور میں آئی۔ الحاصل جب کھیتی سبز ہوئی اور آدم علیہ السلام نے اشتہا کے غلبہ سے اُس کھیتی کے کھانیکا ارادہ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنکھ کے اشارےسے منع کیا۔ جب زراعت خوشہ لائی تو پھر حضرت آدم علیہ السلام دست درازی کرنی چاہی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ابھی تمہاری آرزو برلانیکا وقت نہیں آیا۔ جب زراعت پختہ ہوگئی جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم سے اُس کو کاٹا اور کوٹا اور دانوں کو گھاس سے علیحدہ کیا اور پیسکر آٹا بنایا اور گوندھا اور خمیر کیا اور گڑھا کھودکر ایک تنور تیار کیا اور ہیزم سوختنی جنگل سے چُنکر اُس تنور میں رکھیں۔ حضرت جبرائیل سے کہا کہ قدرے مجکو آتش چاہئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جہنم کی آگ سے ایک ذرّہ لاکر آدم علیہ السلام کو دیا۔ پھر اس شرارہ کو دریا میں سات سو بار دھویا۔ کما ورد قال النبی علیہ السلام اِنَّ نَارَکُمْ ھٰذِہٖ جُزْءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِیْنَ جُزْءً مِّنْ نَارِ جَھَنَّمَ بَعْدَ اَنْ غُسِلَتْ بِالْمَاءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ جب آگ سات سو دفعہ دھوئی گئی پھر آدم علیہ السلام کو دیگئی آگ نے آدم سے کہا کہ میں تیری اطاعت نہیں کرونگی بلکہ تیری اولاد کے گنہگاروں سے قیامت کے دن بدلہ لونگی حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ آگ تیری اطاعت نہیں کرتی ہے مگر میں اُس کو تیرے اور تیری اولاد کے فائدے کیواسطے سنگ و آہن کے جیلخانہ میں مقیّد کرتا ہوں اسطرح تمہیں تو اور تیری اولاد اس سے نفع اُٹھا سکیگی۔ حضرت جبرائیلؑ نے فوراً اُسکو سنگ و آہن میں

محبوس کیا کما ورد قوله تعالیٰ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ القصہ جب آتش کو آدمؑ کے ہاتھ پر رکھا آدم علیہ السلام کا ہاتھ اُس آگ سے جل گیا۔ ہاتھ سے پھینک کر کہا اے جبرائیل یہ کیا حالت ہے کہ اس سے میرا ہاتھ جلتا ہے اور تیرے ہاتھ کو اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسواسطے کہ تو خدا تعالیٰ کا مجرم ہے اور میرے سے کبھی کسی قسم کا گناہ اور بیفرمانی نہیں ہوئی الحاصل آدم علیہ السلام نے تنور مذکور میں آگ جلائی جب لکڑیاں جل گئیں اور تنور آہن تاب ہوگیا اُس خمیر کی چند روٹیاں اُسمیں لگا کر تنور کے مُنہ کو بند کیا جب روٹیاں پک کر تیار ہوگئیں تو حضرت جبرائیلؑ سے ان کے کھانے کے لئے استجازہ کیا جبرائیل نے کہا اے آدم صبر کر کہ روٹیاں سرد ہو جائیں۔ جب سرد ہوگئیں تو کہا اب اجازت ہے فرمایا کہ ایکساعت اور صبر کہ آفتاب غروب ہو جائے تا کہ تجکو روزہ داروں کا ثواب حاصل ہو جائے۔ آدمؑ نے کہا اے جبرائیلؑ وُہ ثواب کیا چیز ہے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تیرے پر ایسا راضی ہوگا کہ اُسکی رضا کبھی غضب سے مبدّل نہیں ہوگی اب تیرے گناہ بخشے جائیں گے اور کبھی اُن کی بازپُرس نہوگی اور تجکو بہشت میں داخل کریگا۔ پھر کبھی تو اس سے باہر نکالا جائیگا۔ آدمؑ نے کہا یہ میرا ہی خاصہ ہے یا میری اولاد کے لئے بھی اُس سے کچھ حصّہ ہے۔ خطاب مستطاب رب الارباب کا صادر ہوا یَا اٰدَمُ لَكَ خَاصَّةً وَلِاَوْلَادِكَ الْمُوَحِّدِيْنَ عَامَّةً یعنے اے آدمؑ تیرے لئے تو یہ ثواب خاص ہے مگر جو لوگ تیری اولاد میں سے روزہ رکھیں گے تو یہ تین دولتیں اُن کو بھی ملجائینگی۔

نقل ہے حضرت شیخ علی موفق بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں ایسا واقعہ دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور بہشت کے دروازہ پر پہنچکر میں نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے کسی کو بہشت میں داخل کرتا ہے اور کسی کو بہشت میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے اور میں نے بہشت میں داخل ہو کر ایک شخص کو دیکھا کہ ملائکہ نے اُسکو مائدہ پر بٹھایا ہوا ہے۔ دو فرشتے ایک داہنے دوسرا بائیں طرف بیٹھ کر قسم قسم کے بہشتی کھانے کھلاتے اور لقمے بنا بنا کر اُس کے مُنہ میں ڈالتے تھے اور وہ بڑے ناز سے لیتا اور کھاتا تھا۔ اور ایک اور فرشتہ بہشتی شراب کا پیالہ سربمہر اُسکو دیتا ہے اور کہتا ہے اے دُنیا میں اپنے دوست کی رضامندی کیلئے اپنے پر بھوک اور پیاس کی تکلیف اُٹھانیوالے اور اپنے جگر اور جان کو اپنے محبوب کے لقا کے لئے روزہ کی آگ سے جلانیوالے یہ خوشگوار جام بہشتی نوش جان فرمالیجئے اور جب میں خطیرۃ القدس

میں پہونچا تو میں نے ایک مرد خدا کو دیکھا کہ عرش کے سرادق میں کھڑا ہوا ہے اور اپنے پروردگار کے جمال میں ایسا مستغرق ہے کہ بہشت اور اُس کے اشجار اور اثمار کیطرف اصلاً نہیں دیکھتا ہے میں نے رضوان علیہ السلام سے پوچھا رضوان نے کہا اے علی الموفق بغدادی جو شخص تمنے بہشت کے دروازے پر دیکھا ہے کہ آدمیوں کا حال دریافت کر کے کسی کو بہشت میں داخل کرتا ہے اور کسیکو خارج کرتا ہے وہ حضرت امام احمد حنبل مجتہد ہیں اور وہ شخص جو بہشتی مائدہ پر بیٹھا ہوا تم نے دیکھا ہے اور ملائکہ اُس کے منہ میں لقمہ رکھتے ہیں وُہ حضرت بشر حافی ہے کہ دار دُنیا سے بھوکا پیاسا نکلکر ہمارے ابدی ملک میں آیا ہے اور فرشتہ اُس کے طعام اور شراب کے کھلانے پلانے پر موکل کیا گیا ہے پھر میں نے کہا کہ وہ کون شخص ہے جو ٹکٹکی باندکر عرش معلّے کیطرف دیکھ رہا ہے اور حور و قصور کیطرف متوجہ نہیں ہوتا۔ رضوان نے کہا وُہ حضرت معروف کرخی ہیں کہ دُنیا سے اپنے محبوب کے وصال کا مشتاق اور اپنے دوست کے جمال کا سرمست ہو کر نکلا ہے کہ سوائے شراب وصال کے اور انکشاف جمال کے اُسکا ہوش میں آنا بہا مشکل ہے لاجرم حق سبحانہ وتعالی نے نیز اُسکو مباح کردیا ہے اور اجازت عام دے رکھی ہے اسی لئے وہ ابدالآباد تک حق سبحانہ وتعالی کے جمال باکمال میں مشغول ہے **غزل**

جامِ دیدارِ خدا کرد چنان مخمورم	کہ خمارش بہ نشیند بہ بہشت حُورم
مست اگر نعرہ زند نعرہ ز کوداں نہ ازو	مست چشم نہ کہ از مستیِ مے انگورم
آہ سوزان ز دل آندم کہ فرستم بفلک	کر بسوزد پر و بال ملکے معذورم
مسندِ سلطنتم بر سرِ افلاک زدند	تا کہ سُلطانِ ازل زد رقمِ منشُورم
موسئے دل کہ بطور ید نم گفت ارنی	یعنے از جام بقا با دیدۂ مخمورم
جرعۂ داد ازاں بادۂ وحدت کہ مرا	نہ کنون موسیٰ دل ماندہ بہ جائے حورم
منکہ در دیر فنا لاف انا الحق زدہ ام	عشق در دارِ بقا دادہ مے منصورم
من چو در آئینۂ دل نظرے افگندم	گشت معلوم کہ ہم ناظر و ہم منظورم

حدیث در فضیلت صوم حضرت شاہ مردان شہنشاہ مفردان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جلال احدیت سبحانہ وتعالی نے معراج کی رات کو مجھ کو اور میری امت کو دس کرامتیں عطا فرمائیں۔ **اول** ماہ رمضان با مغفرت و رضوان عطا فرمایا۔ **دوم** ماہ شعبان با مشقت و

وکرامت فراوان **سوم** ماہ رجب عطا فرمایا کہ کتنی طرح کے عجائب وغرائب اور باقیات صالحات اس ماہ مبارک میں میری امت پر وارد ہوتے ہیں **چہارم** شفقت اور مرحمت میری اور میری اُمت کی نسبت عطا فرمائی کہ جسطرح اور پیغمبر اپنی امتوں پر شفیق اور مہربان اور اُن کے دین و دُنیا کی بہتری کے خواہان تھے اُسیطرح میں اور میری اُمت اپنے ہمجنسوں کی محبّت میں اپنے جان و مال کو ایکدوسرے پر قربان کرتے ہیں۔ **پنجم** حوض کوثر اور شفاعت اور مقام محمود مجکو عطا فرمایا کہ میں روز قیامت کے مقام محمود میں پہنچ کر اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کرونگا۔ **ششم**۔ براق سریع السیر اور لوا الحمد مجکو عطا ہوا براق تو میرے ہی لئے خاص کیا گیا ہے اور لوائے حمد میری امت کے مومنوں کے واسطے عام ہے کہ روز قیامت کے میری سب امت میری جھنڈے کے سایہ میں آرام پذیر ہوگی۔ **ہفتم** بہشت میں کوئی شخص عام و خاص میں سے میرے سے پہلے داخل نہیں ہوگا۔ اور میری امت سب پیغمبروں کی اُمتوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوگی۔ **ہشتم**۔ حق سبحانہ وتعالی نے میرے ساتھ عہد کیا ہے جسمیں کسیطرح کی مخالفت ممکن نہیں کہ جو کوئی آخر وقت میں کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اُس کا بہشت میں داخل ہونا واجب ہے۔ **نہم** یہ ہے کہ حق سُبحانہ وتعالی رمضان شریف کی ہر ایک رات کو روزہ داروں کیطرف بنظر رحمت دیکھتا ہے اور ایک نظر سے پانچہزار گنہگاروں کو بخشدیتا ہے۔ **دہم** یہ ہے کہ قیامت کے دن اُنکا یعنے روزہ داروں کا حساب نہایت آسانی سے کرکے اُنکو عنبر فشاں بہشت میں پہنچاکر حور قصور وولدان اور غلمان سے مشرف کردیتا ہے اور اپنے جمال کے مشاہدہ سے معزز کردیتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا!

باب ششم

تعجیل افطار کی فضیلت کے بیان میں

فتاوے مضمرات میں لکھا ہے یستحب للصائم تعجیل الافطار وتاخیر السحور یعنے روزہ کے افطار میں تعجیل اور سحری کھانے میں تاخیر کرنی مستحب ہے۔ کما ورد فی الحدیث ثَلَاثٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاخِیْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ تین چیزیں پیغمبروں کی سنت میں سے ہیں افطار میں تعجیل اور سحور

میں تاخیر۔ اور نماز میں داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا +

اشارت اہل اشارت نے اس سنت کی حکمت میں لطائف عجیبہ بیان کئے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ تعجیل افطار بندہ روزہ دار کے عجز پر دلالت قریبہ ہے اس لئے کہ ایجاب صوم نفس کے قہر اور عجز کے اظہار پر مبنی ہے اور اس بات کا ثمرہ افطار کی تعجیل اور سحری کی تاخیر میں ظاہر ہوتا ہے گویا کہ بندہ تعجیل افطار کے وقت کہتا ہے۔ اے میرے اللہ میرے اللہ میری طاقت بھوک اور پیاس کے صدمہ سے طاق ہوگئی اور میری جسمانی قوت سپری ہوگئی اور میں بالکل ضعیف اور عاجز ہوگیا اور میں اپنے عجز اور مسکنت کا اقراری ہوں۔ اب مجھ سے اس سے بڑھکر بھوک اور پیاس کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بھائیو اس قسم کی نیاز اور مسکنت بندہ کی حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کو نہایت ہی محبوب اور پیاری معلوم ہوتی ہے اور افطار کی تاخیر میں اگر بغور دیکھا جائے تو استغنا کا اظہار اور بلا کے بوجھ کا برداشت کرنا ہے اور یہ بات شکستگی اور دردمندی کے مناسب نہیں +

تمثیل تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ایوب علیہ السلام جب تک اپنی مصیبت کے درد اور تکلیف اپنے اوپر سہتے رہے اور صبر کو اپنا شعار اور وثار بناتے رہے۔ تب تک کسی قسم کی فرحت اور خوشی ان کے شامل حال نہ ہوئی۔ جب بیماری کی اضطراری اور اضطراب اور بیقراری کمال کے درجہ کو پہونچی تو بدرگاہ باری عز اسمہٗ نہایت گریہ و زاری کرکے عرض کیا کہ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ یعنے اے میرے پروردگار اب مجھ کو ضرر پہنچ گیا ہے فوراً آپکی دعا باجابت مقرون ہوئی ۵

چو صبر پردۂ وصل ست بہتر آنکہ نیابی	زجام دل بزدائے غبار زنگ صبوری

اشارت دیگر حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میرا مقصود اصلی یہ ہے کہ تیرا کام آسان اور تیری مشکل حل ہو جائے اگر افطار میں تاخیر اور سحور میں تعجیل کریگا۔ تو تیری مشقت بڑھ جائیگی اور جسقدر تیرے اوقات آرام اور چین سے گذرتے ہیں اُسی قدر مجکو محبوب اور پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ اے میرے بندے یہ بات سمجھ کہ مجکو دُنیا کے جیلخانہ میں تیری تکلیف گوارا نہیں۔ کل یعنے قیامت کے بستان میں تمہارے پر دشواری کب پسند کرتا ہوں۔

مسئلہ رجعنا الی بیان مباحث الصوم حضرت رسالت منبع جلالت سرور صفدر عالم مہتر بہتر اولاد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لَوْ یَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِیْ رَمَضَانَ لَتَمَنَّتْ اُمَّتِیْ اَنْ تَکُوْنَ السَّنَةُ کُلُّهَا رَمَضَانَ اگر خدا کے بندے جانتے۔

کہ رمضان شریف میں ہمارے واسطے کیا کیا عواطف اور لطائف اور عوائد اور فوائد ہونگے تو میری اُمت کے لوگ یہی چاہتے ۔ اور آرزو کرتے کہ تمام سال رمضان ہی ہو جاتا ۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تو ایک آدمی نے بنی خزاعہ میں سے کہا یا رسول اللہ جو جو عواطف اور لطائف ماہ مبارک رمضان میں اُسکے روزہ داروں کے لئے مقرر ہیں انہیں سے ہم کو بھی مطلع فرمائیے جناب مستطاب علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان کا روزہ رکھتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو ہر ایک روزہ کے عوض میں حور عین سے ایک زوجہ جو ایک مجوف موتی کے دانہ کے خیمہ میں بیٹھی ہوئی بحکم حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ عطا فرماتا ہے ۔ اور ایک زوجہ کی ستر ستر پوشاکیں ایکدوسری سے رنگ ورنگت میں بڑھتی عطا ہونگی ۔ اور ہر ایک زوجہ کے لئے ستر ستر قسم کی خوشبوئیں ۔ جو لطافت میں ایکدوسری سے مشابہ نہونگی دیجاوینگی ۔ ہر ایک حُور کے لئے ستر ہزار تخت جو یاقوت سرخ سے موشح اور دُر وغرر سے مرصع ہونگے اور ہر ایک تخت پر بطائن اور استبرق کا فرش بچھا ہوا ہوگا ۔ اور ہر ایک فرش پر ستر ستر تکئے قرینہ سے رکھے ہوئے ہونگے ۔ اور ہر ایک زوجہ کے لئے ستر ہزار خادمیں ہونگی اور ہر ایک کے ہاتھ میں طلائی طبق جن میں کئی طرح کے کھانے رکھے ہوئے ہونگے ۔ اور ہر ایک لقمہ کی لذت علیحدہ علیحدہ ہوگی ۔ یہ ثواب روزہ دار کو محض روزہ ہی کے عوض میں ملیگا ۔ اور دیگر اعمال کا اجر علیحدہ پائے گا +

نقل ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام کیا کہ اے موسےٰ جب روز قیامت کا ہوگا اوّلین وآخرین خلقت کو جمع کرینگے اور بحکم وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ بہشتیوں کو دوزخیوں سے جُدا کرینگے ۔ اور اہل بہشت کو عرش کی داہنی طرف اور دوزخیوں کو بائیں طرف جگہ دیں گے ۔ اُن کے بعد روزہ داروں کو بلائیں گے چنانچہ اہل موقف اُن کے واسطے بہشت سے مائدہ لائیں گے اور روزہ داروں کے آگے رکھیں گے حق جل وعلا فرمائیگا ۔ کما ورد كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ یعنی جسقدر روزہ دار نے دار دنیا میں مجاعت اور پیاس کی ریاضت کی تکلیف اُٹھائی ہوگی اسیقدر اُن بہشتی کھانوں اور شرابوں سے لذت پائیں گے ۔ اے میرے بھائیو جو شخص روزے کی گرسنگی اور تشنگی زیادہ اُٹھائیگا ۔ اُس روز طعام اور شراب زیادہ کھائے پئے گا اور لذت بھی زیادہ پائیگا +

روزہ کے اقسام ۔ اہل معرفت کا قول ہے کہ روزہ پانچ قسم پر منقسم ہے ۔ اوّل ۔ روزہ

غیر حق سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے رکھنا یعنی سوائے ذکر الٰہی کے دوسرے ذکر سے زبان کو روک رکھنا جیسے حضرت مریم علیہا السلام کا روزہ کما قال وَنَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا ۔

دوم معصیت اور خطا سے یعنی کبھی صغیرہ کبیرہ گناہ کو اپنے گرد نہ آنے دینا جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جو کبھی ساری عمر میں اُن سے کسی طرح کے گناہ صادر نہیں ہوئے ۔ بلکہ اُنہوں نے کل تعلقات کو قطع کرکے دل وجان سے خداتعالیٰ کی یاد میں مشغولی کی ۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن جب خلقت عرصات میں جمع ہوگی ۔ منادی ندا کریگا کہ اس جماعت میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے ساری عمر گناہ نہ کیا ہو ۔ بلکہ اُس کے دل میں کبھی گناہ کا خیال بھی نہ گذرا ہو ۔ حضرت یحییٰ بن زکریاؑ معصوم کھڑے ہوکر کہیں گے کہ جس کو اس صفت سے موصوف کرتے ہو اور اس مجلس میں پکارتے ہو وہ شخص میں ہوں کہ میں نے اپنی مدۃ العمر میں کبھی گناہ نہیں کیا ہے بلکہ کسی گناہ کا خیال بھی میرے دلمیں نہیں گذرا ہے ۔ حکم الٰہی صادر ہوگا اے یحییٰ تو نے گناہ نہیں کیا یا میں نے تجھکو گناہ سے بچا رکھا یحییٰؑ عرض کریگا خداوندا تو نے ہی مجھکو گناہوں سے بچایا ۔ اور یہ سب تیرا ہی احسان مجھ ناتوان پر ہے ۔ حکم الٰہی ہوگا ۔ اے یحییٰؑ تو اپنے اعمال صالح کو میرے پیش کر کہ تو نے دُنیا میں کیا کیا نیک کام کئے ہیں ۔ حضرت یحییٰؑ عرض کرینگے الٰہی میرے پاس کوئی نیک عمل نہیں جس کو میں پیش کروں جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تیرا احسان ہے ۔ اگر حکم ہو تو میں تیرے احسان اور تیرے کرم اور امتنان کو تیرے حضور میں حاضر کردوں ۔ حقتعالیٰ فرمائیگا ۔ اے یحییٰؑ تو نے بہت ہی اچھا کام اور پسندیدہ عذر پیش کیا ۔ اب میرے سے بنام رضوان کے نامہ لے جا حضرت یحییٰؑ برات نامہ لیکر رضوان کو پہنچا دیگا ۔ اُس چٹھی کا مضمون یہ ہوگا ۔ کہ " اے رضوان یحییٰ معصوم کو بہشت میں داخل کردے ۔ رضوان کہیگا کہ یہ برات درست اور واجب الاتباع ہے لیکن اے یحییٰؑ میں کیا کروں ۔ کہ ایک برات اس تیری برات سے پہلے مجھ بندے کے نام پہونچی ہوئی ہے کہ اے رضوان کسی نبی اور ولی کو میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بہشت میں داخل ہونیکا حکم نہیں کہ معراج کی رات میں نے اُس سے وعدہ کیا ہوا ہے

سوم دُنیا اور اسکی شہوات سے دست بردار ہونیکو صوم کہتے ہیں جیسے حضرت عیسےٰؑ علیہ السلام کہ انہوں نے باوجود پیغمبر ہونے کے دنیا اور اسکی شہوات سے روزہ رکھا ہوا تھا دُنیا کی چیزوں سے [illegible] انہوں نے اپنی آسائش کے لئے کوئی مکان نہیں بنایا

تھا اور نہ کسیطرح کا ساز و سامان رکھتے تھے - چنانچہ ایک روز کسی دوست نے کہا یا روح اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لئے ایک مکان تعمیر کرائیں کہ گرمیوں سردیوں میں آپکے کام آئے آپ نے اِس بات کو قبول نہ فرمایا معتقدوں نے اس امر میں اصرار کیا فرمایا اگر تم نہیں رہ سکتے ہو اور تمہارا ارادہ دلی اسی بات کا متقاضی ہو تو میرے لئے دریا کی ٹھاٹھ پر ایک مکان تیار کرو لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ بات غیر ممکن ہے یعنی دریا کی ٹھاٹھ پر کسیطرح پر مکان کا بننا ممکن نہیں فرمایا اے میرے بھائیو بحکم اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ دُنیا پانی کی مثال ہے جیسے پانی کے مُنہ پر گھر کا بنانا ممکن نہیں اسیطرح عارف دُنیا کی عمارات میں اپنے مال وجان کو صرف کرتا ہے - اِنَّمَا الدُّنْیَا قَنْطَرَۃُ الْاٰخِرَۃِ فَاعْبُرُوْهَا وَلَا تَعْمُرُوْهَا لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپکے نکاح کرنے کیواسطے کوئی عورت پارسا تلاش کریں جناب نے فرمایا کہ میں عورت کرنے سے کیا بناؤں گا لوگوں نے کہا آپ کے ہاں اولاد لڑکے بالے پیدا ہوں گے - فرمایا مَا اَصْنَعُ بِالْاَوْلَادِ وَاِنْ عَاشُوْا اَفْتَنُوْنِیْ وَاِنْ مَاتُوْا اَحْزَنُوْنِیْ

روایت ہے - کہ ایکروز حضرت عیسٰےؑ علیہ السّلام ایک کوچہ میں ایک پتھر پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے - اور ابلیس اُن کے ارد گرد پھرتا تھا - آپ نے فرمایا اے لعین تو کس ارادہ پر میرے ارد گرد میں پھر رہا ہے ابلیس پر تلبیس نے کہا اے عیسٰےؑ کیا تو نے دنیا سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے - فرمایا ہاں بیشک - کہا اے عیسٰےؑ کیا تو نے نہیں کہا کہ مجکو دُنیا کی چیزوں کیساتھ کچھ تعلق نہیں ہے فرمایا ہاں - کہا اس پتھر پر جو آپنے تکیہ لگایا ہے یہ بھی دُنیا کی چیزوں سے ہے اور اسکا تعلق میرے ساتھ ہے - حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اُس پتھر کو اپنے سے علیحدہ کیا اور خالی زمین پر بیٹھ گئے ابلیس نے کہا یہ زمین جسپر تو بیٹھا ہوا ہے یہ بھی دُنیا کی چیزوں میں سے ہے - حضرت عیسٰے علیہ السلام پاؤں کے بل کھڑے ہو گئے - مگر جناب کو اس ردّ و کد سے بہت دل تنگی لاحق ہوئی - ابلیس نے کہا اے عیسٰےؑ بنظر غور دیکھ میں نے دُنیا کو تیرے پر کیسا تنگ کیا کہ تو اسوقت اپنے دل میں بہت لاچار ہے - فرمایا اے ملعون تو نے دُنیا کو میرے پر تنگ نہیں کیا لیکن میرا دوست مجکو ملعون دنیا کی راحت و آسائش کی نجاست سے ملوث اور آلودہ کرنا نہیں چاہتا - جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے شیطان کو یہ جواب دیا - تو خطاب مستطاب رب الارباب کا صادر ہوا اے عیسٰےؑ جب تو نے دنیا اور اُس کے تمتعات سے تمام روزہ رکھا ہے اور مجاعت اور عدم استطاعت کیساتھ سدّ رمق اور ستر عورت پر قناعت

کی اور اس دنیا میں آرام اور آسائش کا طمع نہیں رکھا۔ اب تیرے روزے کے افطار کا وقت اور میرے دربار میں تیرے بار کا وقت آپہونچا ہے۔ اُٹھ تاکہ میں تجھ کو اس دار ناپائدار اور محن و فتن کی تنگی سے باہر لے چلوں اور عالم ملکوت میں تجھکو اپنے جوار قدس اور حرم میں اُتاروں تاکہ تو ملعون یہودیوں کی منت اور ساجنوں سے چھوٹ جائے۔ فوراً جبرائیل ع نزول فرما کر حضرت عیسٰے علیہ السلام کو اپنے پروں پر بٹھا کر آسمان کے ملکوت میں لیگیا کما ورد قولہ تعالیٰ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو اپنی طرف اُٹھا لیگیا۔ اس لئے کہ دلکی فراغت سے اپنے حضرت ذوالجلال کی خدمت میں اشتغال کرے اور عالم وصال کے میدان میں اقبال کے بازو کھولے ؎

من از اقلیم بالا ہستم عالم نمیدانم	نہ از آبم نہ از خاکم سر آدم نمیدانم
مرا چون دیدہ مشتاق بشنید شوق پرورده	چو من مخمور آن شیرم سر زمزم نمیدانم
منم عیسے خوش خندہ کہ عالم شد بمن زندہ	ولی نسبت ز حق دارم من از مریم نمیدانم

چہارم - چوتھا روزہ یہ ہے کہ سب حیات و لذات و شہوات کو چھوڑ دینا جیسے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے تیس روز روزہ رکھا تھا اور ان تیس دنوں میں طعام اور شراب سے بالکلیہ اجتناب فرمایا تھا اور وعدہ الٰہی یہ تھا کہ اگر تو تیس روز رات دن روزے رکھے تو میں تمہاری مناجات منظور کروں جب تیس دن گذر چکے اور مناجات کا وقت قریب آپہونچا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دانتوں پر مسواک کی تاکہ وہ بو جو روزہ داروں کے منہ میں بباعث ابخرات معدہ کے ہوا کرتی ہے مسواک کی فرمان الٰہی صادر ہوا کہ اے موسیٰ ع اگرچہ امر مباح جو تمہارے نزدیک نیک تھا لیکن اسمیں تو نے اپنے نفس کی زینت چاہی اس قصور کے عوض میں تمکو دس روز اور روزہ رکھنا چاہئے۔ کما ورد وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ۔

نقل ہے کہ جب حضرت موسے علیہ السلام نے چالیس روز روزہ رکھا اور اپنے بدن کو تمام غذاؤں کے باغیوں کے منہ پر دروازہ باندھا خطاب حضرت رب الارباب کا صادر ہوا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تم کہدو کہ وحوش وطیور اور درندے طور کے میدان سے باہر چلے جائیں الحاصل کوہ طور سے چار فرسنگ کی مقدار سے وحوش و طیور باہر نکالے گئے اور حجاب درمیان سے اُٹھایا گیا مگر ایک حجاب باقی رکھا گیا۔ اور پردہ کے پیچھے سے باہم دوست دست کیسا گفت و شنید کا دروازہ کھل گیا حضرت موسے علیہ السلام کے وجود میں انبساط اور ذوق

نے اسقدر غلبہ کیا کہ بے اختیار ہوکر حلقہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کا لگا یا خطاب ہوا لَنْ تَرَانِیْ
اے موسےٰؑ تیرا کیا خیال ہے تجکو میری صنعت کے دیکھنے کی طاقت نہیں تو صانع دیکھنے کی تاب
کب لاسکیگا تیرا عصا ثعبان بنگیا اس کے دیکھنے سے کسقدر اضطراب تجکو لاحق ہوا تھا جب تجکو
ثعبان کے دیکھنے کی طاقت نہیں تو سبحان کے دیدار کی کب تاب لاسکیگا اے موسےٰ تو اپنے
نصیبہ سے زیادہ کا خواہاں نہو تیرا نصیبہ میرے سوائے مکالمت کے اور کچھ نہیں اور خلعت
حضرت خلیل کا نصیب اور رویت میرے حبیب محمدؐ رسول اللہ کا نصیب ہے جب تک ہمارا
حبیب ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہولیگا تب تک کوئی نبی انبیا میں سے ہمارا دیدار نہ دیکھیگا
اور جب تک میرے حبیب کی امت میرا دیدار نہ دیکھیگی تب تک کوئی امت ہمارے دیدار کی دولت
کو نہ پائیگی ۔ یَا مُوْسٰی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ
مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ ۔ اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دیدار کی درخواست
کی جبرائیل علیہ السلام نے اپنے مرصع و مشجع قدوسی پروں کو موسےٰ علیہ السلام کے سامنے کھولا
اور کہا کہ اے موسےٰؑ دیکھ میرے پروں پر کیا لکھا ہوا ہے ۔ موسےٰ علیہ السلام نے جبرائیلؑ کے
پروں کو بہ نظر غور دیکھا تو ان پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا دیکھا ۔ حضرت جبرئیلؑ
نے کہا اے موسےٰؑ اب تیری تسلی ہوئی یا نہیں ۔ اور تو نے اپنے سوال کا جواب معلوم کر لیا ۔
موسےٰؑ نے کہا اے جبرائیل میں اپنے پروردگار کا دیدار چاہتا ہوں اور تو تجکو اپنے پروں کا
جلوہ دکھاتا ہے ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے موسےٰؑ میں اس مبارک نام کی برکت
اور قوت سے ایک لمحہ میں سدرۃ المنتہٰے سے زمین پر آتا جاتا ہوں ۔ اب تک اس مقبول نے
نے اپنے پروردگار کا جمال نہیں دیکھا ہے ۔ جب تک وہ اپنے پروردگار کا مشاہدہ نہ کرلیگا نہ
تجکو اور نہ تیرے کسی بھائی کو یہ دولت حاصل ہوگی ۔ اے موسےٰؑ تجکو یاد ہوگا کہ تو نے
بنی اسرائیلیوں کی ضیافت کی تھی ۔ ہارونؑ تیرا بھائی حاضر نہ تھا اس کے لحاظ سے تو نے مہمانی
کو ملتوی رکھا ۔ ہم بھی اس ضیافت میں ایک عزیز مکرمؐ کا انتظار کرتے ہیں ۔ ایک روز ایسا آئیگا
کہ دار الجلال کے مہمانخانہ کو آراستہ پیراستہ کریں گے اور اپنی بخشش اور کرم کے دروازے کھولدینگے
اور سب انبیاؤں اور اولیاؤں کو خوان محمدی علیہ السلام کے دسترخوان پر بٹھائیں گے اور کرم
اور احسان کے فرش بچھائیں گے اور اپنے جمال کے نعمت خوروں کو اکٹھا کریں گے پھر ہم اپنے
جمال بے مثال سے نقاب اٹھالیں گے تا کہ ہمارے جمال کے مشتاق ہمارے حبیب کیساتھ بیٹھ کر

جان ودل کی آنکھوں سے ہمارے جمال کا مشاہدہ کریں۔ جیساکہ عارف رومی نے فرمایا ہے ؎

خنک آندم کہ نشینم در ایوانِ من و تو	بدو نقش و بدو صورت بیکی جانِ من و تو
رنگِ بازدم مرغا بدہد آب حیات	آنکہ زمانیکہ در آئیم بہ بستان من و تو
اختران فلک آیند بنظارۂ ما	ہنر خود بنمائیم آشیان من و تو
طوطیان فلکی ہمہ جملہ شکر خوار شوند	در مقامیکہ بخندیم بد بستان من و تو
بیکے نقش بدین خلق بدان نقش دگر	در بہشت ابدی شکرستان من و تو

پانچواں - روزہ ستری ہے۔ یعنی اپنے آپ کو غیر سے چھپا لینا جیسے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال تھا۔ جیساکہ حقتعالیٰ نے قرآن شریف کے درمیان آپ کے ستری روزہ کی بابت خبر دی۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اے مارجع منا الی غیرنا وما تجاوز عنا الی ما سواہ۔ لکھا گیا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جو کچھ غیب اور شہادت کے خزانہ میں تھا یعنے ظاہر وباطنی خزانے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس غرض سے پیش کیا کہ ہمارے حبیب کو یہ معلوم ہو جائے کہ دونوں جہان میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ ہم اُس سے دریغ کریں بلکہ ہم نے اُنکو اپنے غیبی خزانوں پر مختار کیا۔ ہمارے خواجہ علیہ السلام نے اُن خزانوں کیطرف اصلاً التفات نہ فرمائی اور بارگاہ ایزدی میں التماسؔ عرض کیا کہ الٰہی مجھ بندہ کو ان فانی چیزوں سے کچھ مطلب اور سروکار نہیں اور جو میرا اصلی مطلب اور مقصود ہے تیرے علم سے چھپا ہوا نہیں ؎

گر صد ہزار تحفہ رسد از تو بر	مقصود ما توئی وطفیل است آن
دیدہ را دیدار و جان را داغ بس	ورنہ بے او دیدہ را مازاغ بس

نقل ہے کہ شیخ فخر الدین نوری رحؒ نے خواب میں دیکھا کہ عرش کے ساق پر بیٹھکر شراباً طہوراً کا جام نوش جان کر رہا ہے علی الصباح شیخ سلیمان رحؒ حدادی کی دعوت پر بلائے گئے شیخ حدادی نے روٹی اور مویز حاضر کیا۔ شیخ فخر الدین رحؒ نے اُس روٹی اور مویز کیطرف اصلاً التفات نہ فرمائی شیخ سلیمانؒ نے شیخ فخر الدین کے پاس جاکر کہا یا شیخ جو شخص عرش کے ساق میں جام شراباً طہوراً کا پیئے۔ ہمارے نان ونمک کی طرف کب التفات کرتا ہے۔ اے میرے بھائیو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب قاب قوسین کے خمخانہ سے ساقی باقی لَا تَتَّخِذُوا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ کے ہاتھ تجلیات کا جام پیا تب سے دُنیائے فانی کی روٹی کے ٹکڑوں اور عقبیٰ کے مویزونکی طرف التفات نہ فرمائی کما ورد وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ✦

نقل ہے۔ کہ ایک ماہ رخسار کبک رفتار دلربا عشوہ نما کسی راستہ میں چلا جاتا تھا۔ اتفاقاً ایک درویش کی نظر اُس کے جمال پر پڑی نظر کرتے ہیچھے اپنا دل ہاتھ سے دیا اور طاقت سے طاق ہو گیا اور اسکے صبر کا چاند محاق میں پڑ گیا۔ اُس محبوب نے سمجھا کہ کوئی درویش دلریش میرے پیچھے آتا ہے کھڑا ہو کر استفسار کیا درویش نے سوائے راستی اور سچ بولنے کے کوئی تدبیر بہتر نہ دیکھی بے تحاشا راز سے پردہ اُٹھا کر کہا اے میری جان سلطان عشق نے میرے وجود پر ایسا تسلط بٹھا لیا ہے اور میرے صبر کا رخت اور میرے آرام کی متاع بجھلگی لٹا دی اُس یار عیار نے بطور امتحان کے کہا کہ اے جوان میرا ایک خادم پیچھے آتا ہے کہ اُسکا حسن و جمال میرے حسن سے کئی درجہ بڑھکر ہے اگر تو حسن کا طالب ہے تو اُس کا انتظاری کر اور جب آوے تو اُس کیساتھ عشق بازی کر اُس جوان خادم طبع نے اُس محبوب سے اعراض کر کے راستہ کی طرف ٹکٹکی باندھی اور کہا دیکھئے وہ آنیوالا محبوب کس درجہ کا ہے اُس محبوب نے کہا اے جوان تو اپنا خیال پکڑ کہ تو ہمارے وصال کے خوان کی قابلیت اور ہماری بزم نوال کی محرمیت نہیں رکھتا ہے اگر تو ہمارا سچا عاشق ہوتا تو بغیر ہمارے اگرچہ جبرئیل ہوتا کبھی التفات نہ کرتا۔

اے میرے بھائیو اسیطرح حضرت موسےٰ کلیم اللہ علیہ السلام اپنے خدائی ذوالجلال کے جمال کا شیفتہ تھا۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ کا شراب وَکَلَّمَ اللّٰہُ کے جام کیساتھ نوش کر کے ارادہ کیا کہ مجلس باقی میں ساقی کا جمال مشاہدہ کرے اسی غرض سے باآواز بلند پکارا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ خطاب ہوا وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ جب حضرت موسےٰ نے پہاڑ کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو بالتحقیق لَنْ تَرَانِیْ کے معنی مشاہدہ ہوئے۔ یعنی اے موسےٰ اگر تو ہمارا سچا عاشق ہوتا تو کبھی ہمارے غیر کیطرف التفات نہ کرتا۔ ہمارا سچا عاشق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہم نے ملک و حکومت کے خزانے اور غیب و شہادت کے دفینے اُس کے سامنے پیش کئے اُس سچے عاشق نے بحکم مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اصلاً اُن کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا۔

باب ہفتم

رمضان شریف کے فضائل اور تحقیقات و اشارات کے بیان میں

یا مالک ازمّة الزمانی	یا فاتح جنّت المعانی	لاھوتک موضع المصون
ناسوتک سلّم الامانی	یا قلب کفاک لا تطول	باللہ علیک بالنسانی۔

الحدیث الاول عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلّٰہِ عُتَقَاءَ مِنَ النَّارِ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ اَلْفَ اَلْفٍ فَاِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ الْجُمُعَۃِ اَعْتَقَ فِیْهَا مِثْلَ مَا اَعْتَقَ فِیْ اَوَّلِ الشَّهْرِ ثُمَّ کَذٰلِکَ فِیْ سَائِرِ الْجُمُعَاتِ فَاِذَا کَانَتْ اٰخِرُ لَیْلَۃٍ اَعْتَقَ فِیْهَا مِثْلَ مَا اَعْتَقَ مِنْ اَوَّلِ الشَّهْرِ فَقِیْلَ لَهٗ هِیَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰکِنَّ اُجِیْرٌ یَسْتَوْجِبُ الْاَجْرَ عِنْدَ فَرَاغِهٖ عَنِ الْعَمَلِ **ترجمہ** حضرت انسؓ سے مروی ہے فرمایا کہ فرمایا رسول اکرم صلعم نے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے عتقا یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد کئے گئے کچھ لوگ ہیں کہ ان کو ... دوزخ کی آگ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا اور جب رمضان شریف کے مہینہ ... کی نیت اختیاری کرتے ہیں تو رمضان شریف کی ہر ہر رات کو ہزار ہزار گنہگار جو دوزخ کے لائق ہوتے ہیں پروردگار عالم رمضان شریف کی برکت سے ان گنہگاروں کو بخشدیتا ہے۔ اور جب رمضان شریف کے جمعہ کی رات آتی ہے تو جسقدر گنہگار ... بخشے جاتے ہیں اتنے ہی جمعہ کی رات کو دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں علی ہذا القیاس ... جمعات میں اسیطرح گنہگار لوگ رمضان شریف کی برکت سے عذاب دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں ... رمضان کی آخری شب ہوتی ہے تو اس رات میں اس مقدار گنہگار دوزخ کے عذاب سے رہائی پاتے ہیں جو رمضان کے تمام جمعات میں آزاد کئے گئے تھے۔ جب ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث رمضان کی فضیلت اور آخری شب کے ثواب کا ذکر فرمایا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ رمضان شریف کی آخری شب لیلۃ القدر ہے۔ جناب مصطفیٰ نے ارشاد فرمایا نہیں لیکن جب بادشاہ کسی غلام کو کسی کام کے لئے ارشاد فرماتا ہے اور غلام اس کام کو بخوبی انجام کردیتا ہے تو وہ غلام اپنے مالک سے مزدوری کا مال مطالبہ کرنے کا پاتا ہے۔

الحدیث الثانی۔ حضرت سلمان فارسی رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رجب کے مہینے کی فضیلت باقی کے مہینوں پر ایسی ہے جیسی کتب منزلہ آسمانی پر قرآن شریف کو فضیلت ہے اور شعبان کے مہینہ کو باقی مہینوں پر ایسی فضیلت ہے۔ جیسی مجکو اپنی امت کے لوگوں پر فضیلت ہے۔ اور رمضان شریف کے مہینے کی فضیلت دیگر مہینوں پر ایسی ہے جیسی حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات مقدس کو تمام مخلوقات پر فضیلت ہے جو شخص اس مبارک ماہ میں اپنے خداوند کریم کی عبادت دل وجان سے کرتا ہے اور اسکی

نماز بجالاتا ہے اُسکی وہ عبادت دیگر مہینوں کی عبادت پر ایسی فضیلت اور درجہ رکھتی ہے۔
جیسے یہ مہینہ مبارک اور مہینوں پر فضیلت اور درجہ رکھتا ہے اور روزہ دار عابد کا فضل
تمام خلقت پر ایسا ہے جیسے حق سبحانہ وتعالیٰ شانہٗ کا فضل اُس کے بندوں پر ہے جو شخص
اس ماہ مبارک میں روزہ رکھتا ہے ایک ایک ساعت کے بدلے سات سات ہزار جاریہ
حق تعالیٰ اُسکو کرامت کرتا ہے صحابہ [illegible] نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب لوگ رمضان
شریف کی راتوں میں بسبب استراحت پر سو رہتے ہیں باوجود سو رہنے کے کسی ثواب کے
مستحق ہوتے ہیں فرمایا یا عبد اللہ حق تعالیٰ [illegible] فرماتا ہے کہ اپنے بندوں کو باوجودیکہ وہ
خواب غفلت میں مبتلا ہوتے ہیں [illegible] فرشتوں کی عبادت کا ثواب
عطا فرماتا ہے [illegible] غفلت میں سونیوالوں کا عمل
ساتھ اعمال حمید فرشتوں [illegible] فرمایا ہے کہ فرشتوں کے اعمال کا
کیا مقدار اور کیا درجہ ہے اگر [illegible] فرشتوں کے اعمال بنی آدم کے
اعمال پر جو ابتدائے پیدائش سے [illegible] ہیں۔

الحدیث الثالث ۔ حضرت ابو سعید خدری [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان کی پہلی رات کو آسمان کے دروازے کھلجاتے
ہیں اور مہینے کے ختم ہونے تک بند نہیں کئے جاتے ۔ جو شخص اس ماہ مبارک کے دن یا رات میں
دوگانہ ادا کرے ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کے ایک ایک سجدہ کے بدلے ایکہزار پانسو نیکیاں اُسکے
اعمالنامہ میں لکھدیتا ہے اور اُس کیواسطے بہشت میں ایک گھر جس کا ستر ہزار دروازہ یاقوت حمرا سے
ہوگا بناتا ہے اور جب رمضان کے مہینے کی پہلی تاریخ ہوتی ہے اُسکی برکت سے بندگان گنہگار کے
ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے ۔ اور ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اُن کے یعنی
روزہ داروں کے لئے استغفار کرتے ہیں ۔ اور بدلے ہر ہر سجدہ کے حق سبحانہ وتعالیٰ اُن کی تفریح
کے لئے بہشت میں ایک درخت پیدا کردیتا ہے اور اُس کے عرض وطول کی مقدار یہ ہے کہ ایک سوار
مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکر ستر سال اُس کے نیچے چلتا رہے تو اتنی مدت میں ایک کنارہ سے دوسرے
کنارے تک پہونچتا ہے ۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ اُس روزہ دار کی تسبیح اور تحمید اور تہلیل اور تکبیر کے
صلہ میں ایک سال کی عبادت کا ثواب اُس کو عطا فرماتا ہے ۔ اگر وہ روزہ دار نماز کے ادا کرنے
یا کسی عمل خیر کے لئے قدم رنجہ کرتا ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کے جسم کے بالوں کے شمار پر نیکیاں اُس کے

اعمالنامہ میں درج کردیتا ہے ٭

الحدیث الرابع ۔ حضرت کعب الاحبار سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کر فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسےؑ کی طرف پیغام کیا کہ اے موسےؑ میں اپنے خاص بندوں پر ماہ مبارک رمضان کے روزے فرض کئے ہیں جو شخص قیامت کے میرے پاس آوے اور اپنے ساتھ ماہ رمضان کے روزے لاوے وہ شخص میرے نزدیک محسنین میں سے ہوگا ۔ اور جو شخص بیست ماہ رمضان کے روزے اپنے ساتھ لائیگا وہ میرے نزدیک جملہ ابرار میں سے شمار کیا جائیگا ۔ اور جو شخص کہ تیس رمضان کے روزے لاوے جو اس کے اعمالنامہ میں درج ہونگے ۔ وہ شخص میرے نزدیک فاضلترین شہداکے زمرہ میں بھرتی کیا جاویگا ۔ اے موسےؑ عمران کے بیٹے جب ماہ رمضان مبارک آتا ہے تو میں حاملان عرش کو حکم دیتا ہوں کہ اے حاملان عرش تم اپنی عبادت کے مقررہ اوراد اور وظائف کو چھوڑ میرے روزہ داروں کی دعاؤں کے قبول ہونے کے لئے آمین کہنے میں مصروف ہو جاؤ اس میں نے اپنے کرم پر لازم کرلیا ہے کہ رمضان شریف کے روزہ داروں کی دعائیں کبھی رد نکرو اے موسےؑ عمران کے بیٹے جب رمضان شریف آتا ہے تو میں زمینوں اور آسمانوں اور پہاڑوں اور وحوش وطیور اور جو برّ اور بحر کے رہنے والے ہیں اُن سب کو الہام کردیتا ہوں کہ تم سب لوگ رمضان مبارک کے روزہ داروں کے لئے میرے سے آمرزش چاہا کرو اے موسےؑ عمران کے بیٹے تو رمضان شریف کے روزہ میں سے تین آدمی تلاش کرکے اُن کیساتھ مخالطت کر اور اگر ممکن ہو تو نماز اور نیاز میں اُنکا اقتدا کر اور اگر تم کو دستیاب ہوسکے تو اُن کیساتھ مواکلت اور مشاربت کی دولت حاصل کر ۔ اس لئے کہ میں نے اپنے کرم پر لازم کر رکھا ہے کہ جہاں رمضان شریف کے روزہ داروں میں سے تین آدمی موجود ہوں ۔ وہاں عذاب اور نقمت ہرگز نہ بھیجو اے موسےؑ عمران کے بیٹے وہ لوگ نہائت خوشحال ہونگے جو رمضان کے مہینے میں اپنے جگر کو تشنہ اور اپنے شکم کو گرسنہ رکھتے ہیں اور ان کا بدلہ قیامت کے دن سوائے میرے دیدار کے دوسری چیز نہوسکے گی اے موسےؑ عمران کے بیٹے روزہ داروں کی منہ کی بو جو ابخرات معدے سے پیدا ہوتی ہے اگرچہ وہ آدمیوں کے نزدیک بُری بدبو ہے مگر میرے نزدیک ایسی خوشتر ہے جیسے تمہارے نزدیک کستوری کی بو خوش ہے ۔ اور تمکو اچھی اور پسند معلوم ہوتی ہے اے موسےؑ جو شخص روزہ رکھتا ہے وہ میری بارگاہ سے ایسی عطا پاتا ہے جو کبھی کسی

کی آنکھ نے نہیں دیکھی ہوگی اور نہ کسی کان نے سُنی ہوگی اُسکی صفت سوا میرے دوسرے کو
معلوم نہیں جب حضرت موسےٰؑ نے ملک العلام کا یہ پیغام سُنا تو عرض کیا الٰہی تیری نہایت
مرحمت میرے پر ہو اگر یہ مہینہ مبارک مجکو کرامت اور عطا فرمایا جاوے تو تیرا نہایت احسان ہے
حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا یَا مُوسٰی ھٰذَا لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ چار حدیثیں
جو رمضان شریف کی فضیلت میں مذکور ہیں امام نجم الدین نسفی رحمہ اللہ کی یواقیت سے نقل
کی گئیں جسکو اسمیں شک ہو وہ اصل کتاب کو دیکھ لے اگر وہ نہ مل سکے تو ملا معین کی اربعین
جسکا نام روضۃ الواعظین ہے روزہ کے ساتویں باب میں دیکھ لے +

الحدیث الخامس شیخ ابوبکر محمد بن الفضل البخاری کی کفایت المجالس میں یہ حدیث
وارد ہوئی ہے - کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں یاروں کو جمع
کرکے بطور نصیحت کے فرمایا اور اثنائے خطبہ میں کہا یا معشر المومنین ماہ مبارک رمضان نے
اپنی برکت کا سایہ تمہارے سر پر ڈالا ہے - یعنی اے میرے پیارے دوستو حضرت رمضان
تمہارے پاس تشریف لاتا ہے اور یہ ماہ مبارک صبر اور رحمت اور برکت اور توبہ کا مہینہ ہے
کہ حق سبحانہ وتعالےٰ اس ماہ مبارک میں اپنے بندوں کے رزق میں ترقی پیدا کردیتا ہے - اور
اُن کے گناہوں کو محو کردیتا ہے - اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ صیام اسمیں فرض اور قیام اسمیں سُنت
ہے جو شخص اس ماہ مبارک میں بحالت ایمان روزہ رکھتا ہے اور ثواب کی امید رکھے حق سُبحانہ
وتعالیٰ اُس کے ماتقدم وما تاخر یعنے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کردیتا ہے - اور اگر کوئی شخص
کسی روزہ دار کا روزہ کھلواتا ہے - تو وہ شخص روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب پاتا ہے صحابہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے سے کسی شخص کو اسقدر طاقت نہو کہ
کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے اور اس کو پیٹ بھر کر طعام کھلائے اگر وہ نادار پانی کا ایک گھونٹ
یا ایک خرما بہم پہونچا کر کسی روزہ دار کا روزہ کھلا دیوے آیا وہ بھی روزہ دار کے ثواب کے
برابر ثواب پاتا ہے یا نہیں جناب نے فرمایا کہ بیشک وُہ بھی ویساہی ثواب پاتا ہے پھر آپ نے
فرمایا کہ جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر طعام کھلاتا ہے وُہ شخص ایسا ثواب پاتا ہے - کہ گویا
اُس نے کئی ایک گردنیں حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے قید رقیت اور غلامی سے آزاد کرائیں
اور جو کوئی اس ماہ مبارک میں اپنی حاجت دینی اور دنیوی کے لئے دُعا کرتا ہے - تو اُس کی دُعا
باجابت مقرون ہوجاتی ہے - اور جو کوئی اپنے غلام مملوک کو اس ماہ مبارک میں آسانی سے رکھتا

ہے اور اُسکو سخت کام کی تکلیف نہیں دیتا ۔ اور اُسپر رحم اور شفقت کی نظر کرتا ہے اُس شخص کو اسقدر ثواب ملتا ہے کہ گویا اُس نے ایک بردہ رزہ موئے ہیں آزاد کیا ۔ اور جو شخص اس ماہِ مبارک میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اُسکی توبہ قبول کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور جو کوئی اس ماہ مبارک میں اپنے فرائض کو حضور دل سے ادا کرتا ہے اُس کو بہ نسبت دُوسرے مہینوں کے فرائض کے دس گُنا ثواب زیادہ ملتا ہے ۔ پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس ماہ مبارک میں کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ذکر بہت کرے اور بعد ادائے نماز کے اپنی حاجتیں خدائے برحق سے مانگے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی سب حاجتیں ۔ اور مرادیں دینی و دُنیاوی اس مہینے کی برکت سے بر لاتا ہے اور حق سُبحانہ وتعالیٰ اس ماہ مبارک میں اپنے روزہ دار بندوں کیطرف ہر روز تین سو ساٹھ بار نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور ہر ایک نظر میں تین سو ساٹھ ہزار عاصی بندے جو آتش دوزخ کے لائق ہوتے ہیں اُنکو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے ۔ اور جب جمعہ کا دن آتا ہے جو گنہگار چھ روزوں میں بخشے جاتے ہیں اور دوزخ کی آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اس جمعے کے دن ستّر ہزار گنا زیادہ آزاد کئے جاتے ہیں اور جب بندہ اپنے مالک کو بلاتا ہے تو اُسکا مالک بذات مقدس خود اُسکو لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ کہکر جواب دیتا ہے اور جب بندہ نہایت عجز اور انکساری سے بارگاہ الٰہی میں تضرع کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اے میرے آسمان کے رہنیوالے فرشتو تم اسبات پر گواہ رہیو کہ جو کچھ میرے بندے نے مجھ سے مانگا میں اُسکو دے چکا اور دوزخ کی آگ اُسپر حرام کردی اور بہشت اُسکے واسطے واجب ہو چکا ۔ اور میں نے اُسکو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کی شفاعت سے مشرف کردیا اگر بوقت حاجات کے وقت کسی بندہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپک پڑیں ۔ آسمانوں کے ملائک اُس کے حال زار کو دیکھکر زار زار روتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے ہیں کہ خداوندا تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا فلاں بندہ تیرے عذاب کے خوف اور تیری رحمت کی امید پر روتا ہے ۔ تو اُس کے حال پر رحم فرما ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے ۔ یَا مَلٰٓئِکَتِیْ مَا عَلِمْتُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ بِاَوَّلِ قَطْرَةٍ خَرَجَتْ مِنْ عَیْنَیْهِ اے میرے ملائکو تمنے معلوم نہیں کیا کہ جب میرے بندہ کی آنکھ سے پہلا ہی قطرہ نکلا تھا ۔ تو میں نے اُس کے سب گناہ بخشدیئے تھے ۔ اور میں نے اپنی ذات مقدس پر واجب کر رکھا ہے کہ جو شخص میرے حبیب حضرت

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا بندہ میرے عذاب سے ڈرے اور میری بارگاہ میں عرض مناجات کرے میں اسکی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ اور اسکی محبت اور مودت کیطرف مسارعت کرتا ہوں اور اسکو اپنے رضوان اکبر کے شرف سے مشرف کرتا ہوں۔ اور قیامت کے دن اوسکے مدعیوں کو راضی کرکے اُس کو بہشت میں داخل کرونگا۔ اور اس کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بٹھا دونگا۔ اگر کوئی بندہ اس ماہ مبارک میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور دولت انابت کو مشرف ہووے آسمان کے ساتوں طبقوں میں اس کی توبہ کا نور پھیل جاتا ہے۔ یہانتک کہ آسمان کے ملائک متعجب ہو کر ایک دوسرے کو پوچھتے ہیں مَا هٰذَا النُّوْرُ السَّاطِعُ فِي السَّمٰوٰتِ ملائک مقربین انکو جواب دیتے ہیں کہ یہ نور اس بندہ کے ایک گنہگار بندہ کی توبہ کا نور ہے جو اس نے اس ماہ مبارک رمضان میں اپنے گناہوں سے توبہ کی ہے اور اسکی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی ہے۔ وہ ملائک اس بات کو سنکر اس شخص کے لئے استغفار میں مشغول ہوتے ہیں اور اسکی توبہ کی قبولیت کی شکرگذاری میں بارگاہ ایزدی جل وعلا میں سجدہ بجالاتے ہیں اور نہایت درجہ کی بشاشت اور خوشی تمام ظاہر کرتے ہیں + وباللہ التوفیق!

نقل ہے ۔ جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کا آوازہ ملک اور ملکوت کے اکناف اور اقطار میں ڈالا۔ ملائکہ نے جب یہ خطاب مستطاب سنکر حکمت الٰہی دریافت کرنیکی وجہ سے یہ سوال پیش کرکے کہ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ کیا پیدا کرتا ہے تو زمین میں اُسے جو فساد کرے اور جس سے نافرمانی صادر ہووے زمین میں اور گرائے خون اپنی نسل کا ناحق۔ حقتعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تحقیق میں جانتا ہوں اُس خلیفہ کی پیدائش میں وہ حکمتیں جو تم نہیں جانتے ہو بیشک فساد اور خون ناحق کریں گے لیکن اپنے دلی ارادہ سے نہیں فساد کرینگے۔ بلکہ شیطان لعین کے وساوس اور اغواسے اس فعل شنیعہ کے مرتکب ہوجائینگے۔ اسبات کے مصداق کے لئے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ حق تعالیٰ حضرت جبرائیل ع کو زمین پر بھیجکر شیطان اور اُس کے اعوان کو کسی غیر آباد جزیرے میں مقید کردیتا ہے۔ ازاں بعد فرماتا ہے اے ملائکہ تم بغور دیکھو کہ جب سے میں نے شیطان اور اُس کے اعوان کو مقید کردیا ہے۔ میرے بندوں سے کسی قسم کا گناہ صغیرہ یا کبیرہ سرزد ہوتا ہے۔ بلکہ میرے بندے میری رضا کے لئے مباحات سے بھی اجتناب کرتے ہیں +

اشارت شیخ محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے دُنیا میں اُمت محمدیہ

کو رمضان کا مہینہ کرامت اور عطا فرمایا ہے اور اسمیں تین چیزیں ایسی ہیں۔ کہ وُہ ہر ایک ماہ رمضان کے نفس سے بہتر ہیں **اول** شب قدر کما ورد لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ **دوم** اجابت دعوت یعنی دعاؤں کا قبول ہونا کما ورد اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ + **سوم** روزہ دار کے مُنہ کی بو جو بظاہر ہر ایک آدمی کو بُری معلوم ہوتی ہے وُہ بو خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر اور مرتبہ رکھتی ہے۔ اور کستوری کی بُو سے کئی درجہ بڑھکر ہے کما ورد خُلُوۡفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطۡیَبُ عِنۡدَ اللّٰہِ مِنۡ رِیۡحِ الۡمِسۡکِ۔ اے میرے بھائیو! قیامت کے دن حق سُبحانہ وتعالیٰ شانہٗ روزہ داروں کو بہشت عطا فرمائیگا۔ اور بہشت میں تین چیزیں اُن کو ایسی عطا فرمائیگا کہ وُہ بہشت کے وجود سے کئی درجہ بہتر اور اولیٰ ہونگی۔ **اول** رضائے مولیٰ کما ورد رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ۔ کسی اہل فارس کا قول ہے "رضائے مولے از ہمہ اولے" + **دوم** خلود بہشت میں بہشت کی ذات سے بہتر ہے۔ کما ورد یَا اَهۡلَ الۡجَنَّةِ خُلُوۡدٌ لَّا مَوۡتَ فِیۡهَا + **سوم** حضرت خداوندی جل وعلا کا دیدار کما ورد لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَةٌ +

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ بہشت عنبر سرشت چار گروہ کے دیدار کا مشتاق ہے اوّل روزہ دار جو ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ **دوم** قرآن شریف کی تلاوت کرنیوالے جو صبح کو اُٹھکر بعد ادائے نماز قرآن شریف کی تلاوت روزمرہ بلاناغہ کرتے ہیں۔ **سوم** وہ شخص جو اپنی زبان کو ہزلیات اور ہفوات اور لایعنی کلام سے روکتے ہیں **چہارم** بھوکوں کو روٹی کھلانیوالے اور حق سُبحانہ وتعالیٰ جو تقصیر اور گناہ اُس کے پاؤں اور اُس کے ہاتھ اور اسکی آنکھ اور اُس کے کانوں سے اور اُس کے دل کے خطرات جو جو اُس سے یعنی روزہ دار سے ماضیا اور حالاً سرزد ہوئے ہوں۔ افطار کیوقت بخشدیتا ہے۔ اور اُسکو افطار کے وقت سب گناہوں سے پاک کردیتا ہے +

نقل ہے۔ کہ امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جو علوم ظاہری اور باطنی کے پیشوا تھے۔ فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کے دنوں میں مینے ایکرات بہشت کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں نہر کے کنارے بیٹھا ہوا ہوں اُس نہر کے دونوں کناروںکی دیواریں دُرّ اور یاقوت سے بیشک بنی ہوئی ہیں۔ اور اُس نہر کے اردگرد حوریں آفتاب نورانی کی مانند پھر رہی ہیں۔ میں نے اُن کو دیکھکر اور نہایت حیرت زدہ ہوکر زبان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ پڑھا اُن حوروں نے بھی اس مبارک کلمہ کی میرے ساتھ موافقت کی اور ازاں بعد کہا نحن المد احون

لامۃ الحامدین الصائمین الراکعین الساجدین فی شہر رمضان میں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کہ بہشت باوجود منازل و درجات ذاتیہ اپنے کے تمہارے دیدار سے منور ہو رہا ہے۔ اور تمہارے لمعات بارقہ سے اسکی تمام سطح مجلے ہو رہی ہے انہوں نے کہا خلقنا اللہ تعالیٰ من النور وجعل اجسادنا من العنبر والمسک والکافور وعجنا بماء الحیوان طوبیٰ لصائمی شہر رمضان یعنے ہمکو منعم حقیقی اور ناعم باقی نے اپنے نور سے پیدا کیا اور ہمارے اجسام کو کستوری اور عنبر اور کافور سے خمیر کرکے بنایا اور آبحیات کے پانی سے گوندھا ہے۔ خوشحال ہے ماہ رمضان کے روزہ داروں کا کہ ان کا قرعہ ہمارے ناموں پر پڑ گیا۔ اور ہم سب انکی خادمیں ہونگی ⁂

مؤلف۔ اے میرے دینی بھائیو! اس ماہ مبارک یعنی رمضان شریف میں جہانتک تمہارا امکان ہے عبادات و خیرات مبرات میں از حد کوشش کیا کرو۔ اس لئے کہ جیسا روز بازار رمضان شریف میں طاعات کی متاع اور عبادات کے سرمایہ کو رواج ہے۔ پھر ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اور اعمال خیر کے ثواب اس ماہ سریع السیر میں بہ نسبت دیگر ماہوں کے ترقی پا گئے ہیں ⁂

حدیث میری اس تقریر کے مطابق سر دفتر اصحاب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ مومن کسی رات کو ماہ مبارک رمضان میں خواب سے جاگ پڑتا ہے۔ اور اپنے نرم بستر پر ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر کروٹ بدلتا ہے۔ اور اپنے خداوند حق سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وہ دو فرشتے کراما کاتبین کہ اس کے ساتھ دائم رہتے ہیں کہتے ہیں قم بارک اللہ اے بندے اٹھ برکت اور رحمت خدا کی تیرے نصیب ہو۔ اس خطاب با[...]ب سے اس شخص کے دل میں ایک قسم کا اضطراب اور قلق پیدا ہو جاتا ہے۔ جب وہ اپنے فرش سے علیحدہ ہوتا ہے تو فرش اس کے حق میں دعا کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِہِ الْفُرُشَ مَرْفُوْعَۃً۔ ی وہ فرش مرفوع جسکا تونے اپنی کلام مجید میں اپنے دوستوں کیلئے وعدہ فرمایا ہے اس بندہ کو بھی عطا فرما۔ جب وہ اپنے کپڑے پہنتا ہے تو وہ کپڑے اس مرد کے واسطے دعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس بندہ کو لباس بہشتی کرامت فرما اور جب پاپوش پہنتا ہے تو نعلین اس کے لئے دعا کرتی ہیں خداوندا اس شخص کے قدموں کو پلصراط پر قائم رکھیو۔ جب ہاتھ میں پانی کا لوٹا پکڑتا ہے۔ تو

وُہ پانی اُس کے لئے دُعا کرتا ہے کہ اے میرے خداوند تو اس شخص کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کر دے اور جب وضو سے فارغ ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے وُہ مکان یا مسجد اُس کے واسطے دُعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس شخص کی لحد اسپر کشادہ اور اسکی قبر کو منوّر اور مجلّی کر دے - جب وُہ شخص نماز بانیاز میں مصروف ہوتا ہے تو رحمت الٰہی اُسکی طرف اقبال کرتی ہے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ اُس بندے کیطرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور فرماتا ہے - یَا عَبْدِیْ مِنْكَ الدُّعَاءُ وَمِنِّي الْاِجَابَةُ وَمِنْكَ السُّوَالُ وَمِنِّي النَّوَالُ اور ملاء اعلےٰ میں اُس بندے کا نام لیکر بآواز بلند یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے آسمانوں کے رہنیوالے فرشتو تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا - دیکھو میرے بندے اس اندھیری رات میں میرے خوف اور طمع مغفرت سے اپنے نرم گرم بستر سے اُٹھکر کسطرح میری عبادت میں مصروف ہیں ؂

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب ماہ مبارک رمضان کا آتا ہے حق سُبحانہ وتعالیٰ منادی کو حکم دیتا ہے کہ تم تمام آسمانوں میں مشہور کر دو کہ یَا مَلٰٓئِكَتِیْ لَا تَكْتُبُوْا عَلَى الصَّائِمِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَنْبًا فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ بِهٖ اے میرے ملائکو امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ داروں کے گناہوں کو مت لکھو اس لئے کہ میں بڑا بخشنے والا ہوں اس امت مرحومہ کے گنہگاروں کے ستّر ہزار گناہ وقت افطار کے بخشدیتا ہوں - مجکو اپنے جلال اور عزت کی قسم ہے کہ میری رحمت کی سبقت کا یہ مقتضا ہے کہ جو چیز اس امت کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہووے وُہ چیز میری بارگاہ میں کامل رواج رکھتی ہے - اور جو چیز اس امت کے فقیروں کی کدورت کا باعث ہووے وُہ میری جناب میں نہایت مبغوض ہے اور یہ امر محبت الٰہی کے جو در دمندان امت محمدیہ علیہ السلام کے ہیں بڑی دلیل ہے جیسا کہ تمام منازل اور بڑے بڑے مکانات اہل دول کے ہیں ان سب سے حق سبحانہ وتعالیٰ کو مساجد بہت عزیز ہیں - بلکہ مسجدوں کو اپنی طرف منضاف کر لیا ہے اور ان کا نام بیت اللہ مقرر کیا ہے - وُہ اسواسطے ہے کہ وہاں امت محمدیہ علیہ السلام کے لوگوں کی اجتماع کی جگہ ہے - اور مومنوں کی باہمی ملاقات اور آپس کا اتفاق اور ہمدردی کا ارتفاع ہے - الحاصل رمضان مبارک کو جو حق سُبحانہ وتعالیٰ نے سب مہینوں سے معزز شمار کیا ہے اسیواسطے ہے کہ اُس کے بندے اُسمیں روزہ رکھنے کے مامور ہیں جب وہ اس مہینے مبارک کے حقوق کو بخوبی ادا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ

اپنے کرم وفضل سے اُنکو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھکر سب گناہوں سے پاک کردیتا ہے اور جب ماہ مبارک رمضان کا داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت کا دریا جوش مارتا ہے اس لئے کہ امت محمدیہ علیہ السلام کے گنہگاروں کی توبہ کا وقت آگیا ہے لوگ توبہ کریں گے اور میں اُن کے گناہونکو معاف کردونگا۔ اسپر راقم آثم کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ حاضرین مجلس غور سے سُنیں:۔

نقل ہے - کہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت ؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ؐ میں ایک مکان پر اُترا تھا اور اپنے اونٹ کو گھاس وغیرہ ڈالکر سوگیا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرا اُونٹ غائب تھا نہ معلوم وہ خود نہیں بھاگ گیا ہے۔ یا کسی طرار نے چھپالیا ہے۔ آپ مجھ غریب الوطن پر رحم فرمائیے اور میرے حق میں دعا کیجئے کہ میرا اونٹ مجکو ملجائے۔ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی تو اسی مقام میں جہاں اُترا ہے چلا جا اور سورۂ یٰسٓ پڑھ شاید حق سبحانہ وتعالیٰ تیرا اُونٹ آوارہ شدہ تمہارے پاس بھیجدے اُس اعرابی نے حضرت ؐ کے ارشاد کی تعمیل کی لیکن اُس کے اُونٹ نے باگ نہ پھیری نہائت نومیدی سے لاچار ہوکر سوگیا جب جاگا تو دیکھا کہ اونٹ معہ اسباب بار کے اُسکے سر کی طرف کھڑا ہے۔ وُہ اعرابی نہائت خوش ہوکر بڑی بشاشت کیساتھ حضرت ؐ کی تعظیم بجالایا۔ اور کہا یا رسول اللہ تیرا دین سچّا ہے۔ اسوقت مَیں اسقدر خوش ہوگیا ہوں گویا مجکو تخت سلیمان کا حاصل ہوگیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللہَ اَفْرَحُ بِدُخُوْلِ شَھْرِ رَمَضَانَ لِیَتُوْبُوْا لِیَغْفِرَ لَھُمْ مِنْ سُرُوْدِتَ بِرَاحِلَتِکَ اے اعرابی رحمت الٰہی رمضان کے مہینے کے داخل ہونیسے نہائت تر خوش ہوتی ہے کہ بندے گنہگار توبہ کرینگے اور میں اُن کے گناہونکو بخشدونگا۔ تیری اس خوشی سے جو تمکو اُونٹ کے ملنے سے حاصل ہوئی ہے ؁

مؤلف اے میرے بھائیو! حیف صد ہزار حیف کہ حضرت جلال احدیت باوجود کمال استغنا کے تمہارا ایسا خواہان اور تم باوجود ہزارہا محتاجیوں کے ایسے گریزاں اور یہ اسواسطے ہے کہ تم نے اُس کے حسن وجمال کے آثاروں سے کچھہ نہیں دیکھا ہے۔ اور اس کے لطائف عواطف اور فضل وکمال سے ایک نکتہ بھی تمہارے کانوں تک نہیں پہنچا۔ بھلا اسقدر تو تم جانتے ہو کہ ہماری ناقص عبادت اور ناکارہ اطاعت سے اُسکی ذات مقدس کو کسیطرح کا فائدہ نہیں۔ اگر ہم ساری مخلوقات شب و روز اُسکی عبادت میں مصروف رہیں تو اُس کے ذاتی کمال میں ایک خشخاش کے دانہ جتنی ترقی نہیں ہوتی۔ اگر ہم سارے اُسکی عبادت اور اطاعت کو چھوڑ دیویں تو اُس کے جلال سے کچھہ بھی کم نہیں

ہوتا - یہ عبادت اور ریاضت جو ہمارے پر فرض ہوئی ہے - تو محض ہمارے ہی فائدہ کیلئے واجب ہوتی ہے اگر ہم اُس کے حکم کی اطاعت کرینگے تو اُسکا ثمرہ ہم کو بھی ملیگا - جیساکہ مولنٰنا معنوی نے ایک حدیث کی تفسیر میں فرمایا ہے - **مثنوی**

ہیچ قلبے پیش او مردود نیست	زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
گفت پیغمبرؐ کہ حق فرمودہ است	قصد من از خلق احسان بودہ است
من نکردم امر تا سُودے کنم	بلکہ تا بر بندگان جُودے کنم
من نکردم پاک از تسبیح شان	پاک ہم ایشان شوند و دُر فشان -
آفریدم تا زمن سُودے کنند	تا ز شہدم دست آلودے کنند -

اے میرے بھائیو! رمضان شریف معہ اپنے فضائل کے گذرتا جاتا ہے - تم ایسی کوشش کرو کہ اس بازار سے قبولیّت کی متاع تمہارے ہاتھ آجائے - اور تم حرم سرائے وصول کے محرم ہو جاؤ

حدیث - جیساکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے فائدہ کے لئے ایک کامل دلیل لائے ہیں اور تمکو اس عمل یسیر کی تعمیل کے لئے جسکا ثواب کثیر ہے تاکید فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا مَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَعَزْرَائِیْلَ وَحَمَلَةِ الْعَرْشِ وَمُحِیَ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ - جو شخص ماہ مبارک رمضان میں دس بار اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے حق سُبحانہ وتعالیٰ اُسکو جبرائیل اور میکائیل اور عزرائیل اور حاملان عرش مجید کا ثواب عطا فرماتا ہے - اور اُس کے گناہوں کو محو کر دیتا ہے - وَمَنْ قَالَ عِنْدَ السَّحَرِ سَبْعَ مَرَّاتٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْقَیُّوْمُ الْقَآئِمُ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ونیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں سحری کے وقت سات دفعہ اس کلمہ بزرگوار کو پڑھے حق سبحانہ وتعالیٰ بشمار ستاروں کے جو آسمان پر ہیں ہزار ہزار حسنہ اُس بندے کے اعمالنامہ میں لکھتا ہے اور ہزار ہزار گناہ اُس کے اعمالنامہ سے مٹا دیتا ہے - اور ہزار طرح کے درجہ اُسکو عطا نئے جاتے ہیں اور اُس کے لئے ایک عمود نورانی جسپر ہزاروں غرفہ اور ہر ایک غرفہ میں ایک تخت مرصع اور ہر ایک تخت پر اُس بندہ کی زوجہ حور عین سے جلوہ فرما ہو کر اپنے شوہر کی انتظاری میں ہوگی - انتہی ۱۲

حدیث - ابن عمرؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ جو شخص

ماہ رمضان کے جمعہ میں جا کر جمعہ کی نماز با جماعت ادا کرتا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اُسکو تین لاکھ نماز کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور ہر ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب جسمیں صیام نہار اور قیام لیل بھی شامل ہووے اُس بندے کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور اُس کے لئے دوزخ کی آگ سے برأت نامہ لکھا جاتا ہے اور جو کوئی ماہ رمضان میں صدقہ کرے حق سُبحانہ و تعالیٰ ہزار بلا سے محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص کسی مومن مفلس ننگے کو کپڑے پہناتا ہے حق تعالیٰ اُسکو قیامت کے دن سات لاکھ حُلّے دیبا اور حریر سے پہنائیگا۔ اور جو کوئی ماہ رمضان میں کسی بھوکے مومن کو طعام پیٹ بھر کر کھلاتا ہے۔ گویا اُس نے تمام رُوئے زمین کو صدقہ سے پُر کر دیا۔ اور رمضان شریف کے فضائل میں یہی کافی ہے کہ حق تعالیٰ نے آسمانی کتابیں اسی ماہ مبارک میں اپنے رسُولوں علیہم السّلام پر نازل فرمائیں۔ چنانچہ کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ صحف ابراہیم علیہ السلام پہلی رمضان کو نازل ہوئی۔ اور توریت حضرت مُوسےٰ ؑ کو چھٹی رمضان کو دیگئی۔ اور انجیل مقدس تیرھویں رمضان کو حضرت عیسےٰ ؑ کو بھیجی گئی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اٹھارھویں رمضان کو دیگئی۔ اور روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ قرآن شریف چوبیسویں رمضان شریف کی حضرت نبینا محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بحکم شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ نازل کیا گیا۔ توریت میں اس ماہ مبارک کا نام شہر الرضوان ہے۔ اور انجیل میں اسکا نام مبارک شہر الغفران ہے۔ اور زبور میں اس مہینے کا نام شہر الاحسان ہے۔ اور قرآن شریف میں اسکا نام شہر رمضان ہے ⁂

خاتمۂ حصّۂ دوئم

جب یہ عاصی فضائل اور مناقب اس ماہ مبارک سے فراغت پا چکا اب اس رکن کو ایک عجیب حکایت پر ختم کرتا ہے اور سامعین سے دُعائے خیر طلب کرتا ہے:۔ اے میرے دینی بھائیو رمضان شریف کے فضائل بیشمار ہیں۔ اور اُس کے شمائل بہت ہیں۔ جو شخص رمضان شریف کی قدر جان کر اُس کے حقوق کی رعایت کرتا ہے۔ وُہ انشاء اللہ سعادت ابدی اور دولت سرمدی کو پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ حکایات میں آیا ہے کہ ایک مجوسی بخارا میں مسلمانوں کے بازار میں رمضان کے دنوں میں کچھ کھا رہا تھا۔ اس لئے کہ مجوسیوں کے دین میں رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں۔ اُس شخص کے باپ نے جب یہ فعل اس سے مشاہدہ کیا ایک طپانچہ اُس کے مُنہ پر مار کر اس کام سے منع کیا بیٹے نے کہا اے باپ تو بھی روزوں کے دنوں میں ہر روز کھانا

کھاتا ہے اور اس ماہ مبارک کی کچھ حرمت بجا نہیں لاتا ہے۔ کہا بیشک میں طعام کھاتا ہوں لیکن خفیہ گھر میں بیٹھکر کھانا ایسا نہیں جیسا کہ مسلمانوں کے بازار میں برملا کھانا۔ اس ماہ مبارک کی حرمت کی ہتک ہے۔ اور من وجہ مسلمانوں کی بے حرمتی پائی جاتی ہے۔ جب اُس شخص نے وفات پائی بخارا کے بزرگوں نے اُس مجوسی کو خواب میں دیکھا کہ بہشت میں کئی طرح کی کرامات سے مخصوص ہوکر سیر کر رہا ہے۔ بخارا کے بزرگوں نے اُس سے سوال کیا۔ کہا اے میرے بھائیو! جب میری وفات کا وقت نزدیک ہوا میں نے آسمان کیطرف سے ایک آواز سُنی کہ کہنے والا کہتا ہے يَا عَبْدِي قِفْ حَتّٰى يَتُوبَ عَبْدِي دَيُّوْ مِنْ فَاِنَّهٗ حَفِظَ حَقَّ الشَّهْرِ الصَّائِمِيْنَ بِلَطْمَةِ اِبْنِهٖ اے ملک الموت ایک ساعت توقف کرتا کہ میرا بندہ توبہ کرے اور ایمان لائے کہ اُس نے ماہ رمضان کی حُرمت اور روزہ داروں کی عزّت اپنے بیٹے کو طپانچہ مارکر قائم رکھی ہے اب میرے دلکو کئی طرح کی کرامتوں سے بھر دیا اور ایمان کی دولت اور عرفان کی سعادت سے مشرف کیا اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہے۔ کافر مجوسی جسنے ساری عمر کفر اور طغیان میں گذاری اپنے بیٹے کو طپانچہ مارکر اس ماہ مبارک کی حرمت اور روزہ دارونکی عزّت کو نگاہ رکھا اُسکے صلہ میں آخر دم میں ایمان اور عرفان اور جنان اور رضوان پاتا ہے۔ اگر کوئی بندہ مومن ساٹھ سال روزہ رکھتا ہے۔ اور اس ماہ مبارک کی حرمت اور عزت اور اس کے حقوق کو نگاہ رکھتا ہے اور ہر ساعت میں صد ہزار تیر اور تیغ گرسنگی اور تشنگی اور ریاضت و مجاعت اپنے نفس پر کھاتا رہے۔ اور نفس کو ہویات اور شہوات سے ہٹاتا رہے۔ اگر آخر دم میں زوال ایمان سے محفوظ رہے تو اسکے کرم سے کچھ بعید نہیں ٭

المناجات فی حضرت الالٰہیۃ وخاتمہ ہذہ المجلس الثالث وتاریخ اختتامہ

اے ز وجود تو وجود ہمہ
ہست کن و نیست کن ما توئی
نیست ز ما مخلصی الا ترا
کس بشناسائی آن کے رسد
طاعت تو نغز ترین پیشہ
جز تو کسے کاندرو ہیچ کار

بود تو سرمایہ جود ہمہ
کارگر انند درین کارگاہ
حکم تبارک و تعالےٰ ترا
در دل محرم ز جمالت چراغ
فکر تو مغز ہر اندیشۂ
روئے عبادت بتو داریم و بس

مبدع نو و کہن ما توئی
ز آتش لا سوختہ در لا الہ
فیض نوالت چو بپایے رسد
سینۂ محروم ز تو داغ داغ
نیست درین کارگہ گیرودار
چشم عنایت ز تو داریم و بس

درکفِ ما مشعلِ توفیق نہ	رو بہ نہانخانۂ تحقیق نہ	با تو خود آدم کہ دو عالم کدام
نیست زغیر تو نشانِ غیر نام	گرچہ نماند بسے غیرِ تو	نیست درین عرصہ کسے غیر تو
تو ہمہ جا حاضر و من جابجا	نیز نہم اندر طلبت دست و پا	چون فتم از پائے مرا دستگیر
	انت نصیری والیک المصیر	

وباللہ التوفیق۔ نظر فیہ العبد جامع الکتاب بقدر الوسع والامکان رحمۃ اللہ علی من نظر فیہ واستغفر لمؤلفہ وکاتبہ ولجمیع المومنین والمومنات انہ غفور رحیم۔

حصہ سوم

رکن چہارم یعنی زکوٰۃ کے بیان میں وعظ

اَلْمَجْلِسُ الرَّابِعُ

فی بیان الزکوٰۃ وھی رکن الرابع من الارکان الاسلام

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ وَّلَا یُؤَدِّیْ مِنْهُ حَقَّهَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جَبِیْنُهٗ وَجَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ کُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِیْدَتْ لَهٗ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ (صدق رسول اللہ) اے میرے عزیزو! اس حدیث شریف کے مضمون کے بیان کرنے سے پہلے تیمناً وتبرکاً اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں چند کلمات بیان کرتا ہوں۔ میری تقریر کیطرف دل سے متوجہ ہو کر اپنے رسول کی نعت سنو:-

سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم رسالت کا تاج پہنکر نبوت کے تخت پر جلوس فرما ہوئے تو بڑے بڑے اصحاب مناقب اور ارباب مناصب جو اپنے تئیں فرعون وقت جانتے تھے۔ آنحضرتؐ کی جلالت سُنکر اوج ترفع سے تواضع کے حضیض میں آپڑے۔ اور آپ کی استمالت سے مغلوب ہو جاتے تھے۔ اور جو سرکش آپ کیساتھ

مقابلہ کی نیت سے چڑھائی کرتا تھا۔ آخر کو شرمندہ اور خجل زدہ ہو کر پسپا ہو جاتا تھا وہ ایسا سردار ہے جو شخص دلی ارادہ سے اسکی متابعت کے راہ میں قدم رکھتا ہے۔ بحکم قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔ محبت الٰہی کا تاج اُس کی ہمت کے سر پر رکھتے ہیں۔ اور وہ جناب ایسا سید ہے کہ جس نے از رُوئے یقین نہ از راہ ظن و تخمین اسکی رسالت کی شہادت ادا کی یعنے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ عالم غیب کے رہنیوالے محکمہ عالیہ بارگاہ الٰہیہ میں اسکی گواہی دیں گے اور کہیں گے وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا۔ اس شخص نے بیشک محمد الرسول اللّٰہ کی رسالت کا دلی تصدیق سے اقرار کیا تھا۔ غزل نعتیہ

اے کوس دولت تو ملک بر فلک زدہ	عشقت علم بسینۂ ہر یک بیاک زدہ
آئینہ وار صحبت تو پردہ آفتاب	خرگاہ زر طناب ازان بر فلک زدہ
سرلات حسن زد بفلک لا بجرم شگافت	از پنجہ سیاست تو آن فلک زدہ
دیو بکہ کرد مدحت دولت سرائے تو	در اوج کبریائی تو سور ملک زدہ
دانستہ نقد تغیش صاحب عیا چیست	صراف عقل نقد تو چون بر محک زدہ
در بزم خاص محرم الا اللّٰہ آمد	چون تیغ لا تبارک بر ترشرک زدہ
در نعت خواجہ دوسرا از دو شب معین	کوس محبتش ز سما تا سمک زدہ

نقل ہے۔ کہ قثم ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اکرم صلے اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو خاک میں دفن کرتے تھے۔ آخر وہ شخص جس نے حضرت ؐ کا چہرہ مبارک دیکھا تھا وہ میں ہی تھا۔ جب میں نے غور سے آپ کے رُوئے مبارک کی طرف نظر کی تو آپ کے لب مبارک ہل رہے تھے۔ میں نے یہ عجائب دیکھکر اپنے کانوں کو آپ کے دہان مبارک کے قریب کیا۔ جناب مستطاب یہ کلمات یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ کہہ رہے تھے۔ اس سے بڑھکر اور خوشتر امید دلانیوالی حدیث بیان کرتا ہوں۔ دل کے کانوں سے سنو۔

لکھا ہے جب روز قیامت کو ہوگا تشنہ لب گنہگار عرصات کے میدان میں قدم رکھینگے اور ان کے دل جلال احدیت کی ہیبت سے کانپینگے۔ اور اُن کے جگر زلال وصال کی طلب میں تپیں گے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم شفاعت کا پٹکا اپنی کمر پر باندھکر دوڑے دوڑے حوض کوثر کے کنارے تشریف لیجا کر فرمائیں گے۔ اے حوض کوثر کے ساقیو! خبردار کوئی شخص میری امت کا تشنہ لب نہ رہے۔ بلکہ تم حوض کوثر سے پیالہ پُر کر کے بطور استقبال کے

اُن کے پاس لیجاؤ۔ اور اُنکو سیراب کر کے حوض کوثر کی حد سے پار کردو۔ پھر وہاں سے میزان یعنے ترازو گاہ جہاں اعمال تُلتے ہونگے تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے اَے بندوں کے اعمال تولنے والو خبردار! میری اُمت کے اعمال تولنے میں تمکو بڑی احتیاط رکھنی چاہئے ✦

روایت ہے کہ حضرت کی اُمت میں سے ایک شخص کے اعمال آنحضرت کے رُوبرو تولیں گے۔ اُسکی طاعت کا پلّہ سُبک ہوکر اُوپر ہو جائیگا۔ خواجہ علیہ السلام اپنا دست مبارک طاعت کے پلّہ میں رکھدینگے اور نیچے کو دبا دینگے۔ یہانتک کہ حسنات کا پلّہ سیئات کے پلّہ پر راجح ہو جائیگا۔ بعضے ملائک غیرت کھا کر آنحضرت کو منع کرنیکا ارادہ کریں گے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کا خطاب پہنچیگا۔ "اے ملائکو تم سب درمیان سے ہٹ جاؤ۔ اور میرے حبیبؐ کے معاملہ میں دخل نہ دو۔ میرا حبیب آج جسطرح راضی ہو۔ اُسکی اُمت کا معاملہ اُسی پر چھوڑ دو" ازاں بعد رسُول اکرم صلعم دوزخ کے کنارے پر تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے اَے مالک! جو شخص میری امت کا تیرے پاس لاویں۔ تمکو اسکی بابت مجھے اطلاع دینی واجب ہے۔ اور ایسا دستور مقرر ہے کہ جو مومن بندہ قیامت کے دن حضرت کی ملاقات سے مشرف ہو جائے۔ کتنا ہی وُہ عاصی جانی ہو حضرت کی شفاعت اور دیدار کی برکت سے اُسکو دوزخ میں نہیں ڈالیں گے ✦

نقل ہے کہ شفاعت کی مہم اسدرجہ تک پہنچ جائیگی۔ کہ ایک شخص کو اُمت محمدیہ ؐ سے دوزخ میں لے جائیں گے۔ اور جناب رسالتمآب اس شخص کو دوزخکی طرف لیجاتے ہُوئے دیکھینگے اسکا ہاتھ پکڑ کر جناب ایزدی میں عرض کریں گے۔ الٰہی اس بندہ کو میرے لئے بخشدے اگر یہ امر نامنظور ہے تو مجکو اجازت فرما کہ میں اس امتی کیساتھ دوزخ میں چلا جاؤں۔ جب تک اس کے عذاب کی مُدت ہے۔ میں بھی اس کیساتھ دوزخ ہی میں رہوں۔ خطاب مستطاب رب الارباب پہنچیگا کہ اے میرے حبیب ازل میں ہمارا حکم قطعی ہوچکا ہے کہ کسی اہل بہشت کو دوزخ میں مبتلا نہیں کریں گے۔ لیکن اہل عذاب شاید میرے حکم سے اہل نجات ہو جائیں۔ اور انکو بہشت میں داخل کردیں۔ اے میرے پیارے محمدؐ تجکو اس گنہگار بندے کیساتھ دوزخمیں بھیجنا ہمارے کرم اور فضل سے بعید ہے۔ لیکن اس گنہگار کو تیرے ساتھ بہشت میں بھیجنا ہماری رحمت کے بہت قریب ہے اس امت کے خاکسار کو پکڑ اور اپنے ساتھ بہشت میں لیجا ✦

مؤلف۔ اے میرے بھائیو تمنے سُنا ہوگا۔ کہ ابرہ جو نجاشی کیطرف سے یمن کا والی تھا قبل ولادت محمدی ؐ اُس نے حج کے موسم میں دیکھا کہ لوگ اطراف و جوانب سے مکہ کیطرف متوجہ

ہوتے ہیں اور معلوم کیا کہ اُن کا مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہے۔ نخوت اور تکبر کی ہوا اس کے دماغ میں سمائی۔ داعیہ کیا کہ خانۂ کعبہ کے مقابلہ میں ایک گھر بنائے۔ اور حاجیوں کو اسکی طرف متوجہ کرے۔ صنعا میں سنگ مرمر سے ایک کلیسا منقش بنایا۔ اور قلیس اُس کا نام رکھا۔ اور اسکے در و دیوار زر و جواہر سے مرصع اور مزیّن کئے۔ اور ملک یمن میں لوگوں کے گروہ کو اُس کے طواف کی تکلیف دی۔ یہ صُورت اگرچہ قریش کو شاق تھی۔ مگر صبر کے سوا اُن کو چارہ نہ تھا۔ بنی کنانہ میں سے ایک شخص اس گھر کی خدمت میں مشغول ہو کر وہاں کا مجاور بنا۔ ایک شب اس مُحدَث یعنی نئے بنائے ہُوئے گھر کو حدث سے آلودہ کر کے بھاگا۔ یہ خبر شہرہ آفاق ہوئی اور لوگوں کی طبیعت اس گھر کے طواف سے متنفر ہوتی ابرہہ یہ حال سنکر بگڑا اور لشکر بڑے بڑے قوی اور مہیب ہاتھیوں سمیت جمع کیا اور حرم محرّم کو خراب کرنے کے قصد سے مکہ معظمہ کیطرف چلا۔ اور محمود نامی ایک ہاتھی اتنا بڑا جیسا پہاڑ کا ٹکڑا۔ ع

ہیکل قوی راست چون کوہ قاف چو شیر عرین چابک اندر مصاف

اس ہاتھی کو ابرہہ نے اپنے ساتھ لیا۔ اور مکہ معظمہ کے گرداگرد قریش کے مواشی لوٹ لئے۔ حضرت عبدالمطلب جو سردار مکہ کے اور رسول مقبول کے جد امجد تھے ابرہہ کافر کے پاس گئے اور اپنا حال بیان کیا چونکہ نور محمدی ان کی جد امجد کی پیشانی پر مبین آفتاب کیطرح چمک رہا تھا اس نور کی برکت سے کافر کا دل نرم ہو گیا۔ اور حضرت عبدالمطلب کو خصوصًا اپنے مزاحمات سے ایمن کیا اے میرے بھائیو قیامت کے دن جب دوزخ کا زبانیہ ابرہہ کافر کیطرح حضرت کی اُمت کے ذلیل کرنیکا قصد کریگا۔ تو جب اُنکا ظاہر باطن نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھرا ہوا دیکھیگا اگر ہمکو آفت دوزخ سے امان دیکر بچالیں گے تو آنحضرت کے یمن اور برکت سے کچھ عجیب و غریب نہوگا۔ رباعی

چون شرع بنی ما نجات ہمہ است	برلت او صبر ثبات ہمہ است
در سینہ محبتش چو جان در بدن است	در نور محمدی حیات ہمہ است

تمثیل۔ مثلاً ایک گھر ساتھ نقوش زرنگار کے آراستہ اور عمدہ فرش اور برتن اُس میں بڑے قرینہ کیساتھ رکھے ہوئے اور عیش و شادمانی کے سامان اُسمیں مہیّا ہیں۔ لیکن گلشن سرا کے دروازے پر ایک خارزار ہے جسمیں کئی طرح کی تکلیفیں بظاہر معلوم ہوتی ہیں۔ اور ایک مرد عاقل کامل جو حُسن و جمال اور فضل و کمال میں بے مثال جس کے شان میں لولاک وارد ہے۔ اس گلشن سرا کے دروازے پر کھڑا ہو کر ازراہ ہمدردی بطور نصیحت کہہ رہا ہے کہ اے میرے عزیزو! اس

خارستان سے مت ڈرو۔ اور مردوں کی مانند دلیرانہ اسمیں قدم رکھو۔ جس شخص نے اُس عاقل کامل مرد کا کہنا مان لیا۔ اور اس منزل میں داخل ہوگیا وہ انشاءاللہ اپنے مطالب اور شرف مقاصد کو پہنچ گیا۔ اور اس گلشن سرا کے جوار میں ایک جیلخانہ ہے جسکی ظاہری دیواریں طرح طرح کے نقوش ورقوم سے مزین ہیں اور اُس کے دروازے پر ایک باغ لگایا ہوا ہے۔ اور سیاہ زنگی مہیب بدشکل اس زندان کے دروازے پر کھڑا ہوکر بندگان خدا کو دھوکہ دیکر کہتا ہے کہ اے لوگو! آؤ اور اس باغ میں قدم لٹکاؤ اور اس باغ کے میوے کھا کر مزے اُڑاؤ۔ اور اپنی مراد کو پہونچو۔ اور نامرادیوں سے چھوٹو۔ جس شخص نے اس حبشی سیاہ باطن سیاہ رُو بدخو قاطع الطریق بئس الرفیق کا کہنا مان کر اس دھوکے کے ناپائدار باغ میں قدم رکھا جلدی ہی اُسکو پکڑ کر اُس کے ہاتھ پاؤں میں کڑیاں اور زنجیر لگا کر اس دردناک جیل میں دائم الحبس کے لئے بند کردیتا ہے۔ مرنے تک اُس قید سے خلاصی میسر نہو گی۔ اے میرے دینی بھائیو! اب اس مجمل تمثیل کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ ذرا میری طرف توجہ فرمائیے اور دل سے اس مضمون کو سُنئے۔ اسمیں تمہارا بڑا فائدہ ہے۔ وہو ہذا۔

عالم معنے میں وہ گلشن سرا بہشت ہے کہ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کے نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس گلشن سرا کے راستہ میں فقر و فاقہ کا سنگستان اور خارستان رکھا ہوا ہے کما ورد حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ اور پکارنیوالا اور اُس گلشن سرا کی طرف بُلانیوالا عاقل کامل حضرت نبینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو بموجب اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ۔ اپنی امت کو بہشت کیطرف بُلاتے ہیں۔ جس سعادت مند نے اس صاحب دولت کی دعوت قبول کی وہ بیشک بغایت سعادت اور بے نہایت عنایت کیساتھ مشرف ہوا۔ اور اس نے دولت ابدی اور عزت سرمدی حاصل کی اللھم ارزقنا۔ اور وہ جیلخانہ جس کے جوار میں ایک باغ نظر آتا ہے وُہ دوزخ ہے کہ اُس کے راستہ میں ہویات کے گلزار اور شہوات کے مرغزار رکھے ہوئے ہیں۔ کما ورد حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ اور وُہ حبشی تباہ خو ابلیس پر تلبیس ہے جو بندگان خدا کو راہ راست سے گمراہ کرکے دوزخ کیطرف کھینچتا ہے۔ جس شخص نے اُس کے دھوکے میں آکر شہوات کے گلزار اور دنیا کی مرادات کے مرغزار میں قدم رکھا۔ اُسکے مُنہ پر نجات کا دروازہ باندھ دیتے ہیں اور اُسکو برزخ دوزخ کے ذوابیہ اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کردیں گے ؎

راہ بہشت و دوزخ ہر دو بتو نمودند	بگزین ہر آنچہ بہتر چون گشتہ مخیر

اے میرے عزیزو! اس راستہ میں دو ہی قسم کے قافلے چلتے ہیں۔ ایک قافلہ حق سُبحانہ وتعالیٰ کا ہے۔ اور دُوسرا قافلہ دیو لعین کا ہے جیسے کہ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ وَفَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ کے قافلے کا قافلہ سالار سید کونین خواجۂ دارین احمد مختار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کما ورد فی الحدیث بُعِثْتُ دَاعِيًا إِلَى اللهِ وَلَيْسَ إِلَيَّ مِنَ الْهِدَايَةِ شَيْءٌ یعنے میں بھیجا گیا ہوں اسواسطے کہ خلقت کو خدا کی طرف بلاؤں اور درحقیقت ہادی اللہ ہے اور کفر کے قافلے کا مہار کش ابلیس علیہ اللعنة ہے کما ورد بُعِثَ إِبْلِيسُ مُزَيِّنًا وَلَيْسَ إِلَيْهِ مِنَ الْغِوَايَةِ شَيْءٌ چونکہ ارادہ ازلی میں اس امت کے قافلہ کی مہار کشی اور قافلہ سالاری جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک پر مقرر تھی اسی لئے ابتدا میں آنحضرتؐ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شتربانی کے لئے مقرر کیا۔ اس قصہ سے عام وخاص واقف ہیں یعنے پروردگار عالم نے فرمایا کہ اے محمدؐ تو تمام جہان کے قافلہ کا قافلہ سالار ہے اور اس قافلہ کی مہار تیرے ہاتھ میں ہونے والی ہے تمکو چند روز خدیجہؓ کی شتربانی کرنی چاہئے۔ اے میرے دوستو مومن کی مثال مثل اونٹ کے ہے جس کے ناک میں مہار کی رسی رکھی ہوئی ہے۔ اور وہ اونٹ اسی مہار میں مقید ہے۔ گویا ہم سب اہل اسلام شریعت محمدی کی مہار میں مقید ہیں ہم سب کو لازم ہے کہ اس جہان میں شریعت محمدی کی مہار اپنے وجود کے ناک سے باہر نہ نکالیں اور اس شاہراہ میں اپنے آپ کو قطار اطاعت سے بدر نہ کریں جب اس جہان میں اسی قطار کے شمول میں پہونچینگے تو ہمارا قافلہ سالار یعنی سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام اسجگہ انقیاد اور فرمانبرداری کی مہار ہمارے ناکوں سے نکالدیگا اور ہمارے سر نکو اطاعت کی قطار سے باہر کردیگا۔ اگرچہ اس مہار سے ہمارے ناک ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں وہاں جاکر بہت پاکیزہ ہو جائینگے اور ہمارا مالک اور ہمارا پیشوا اور ہمارا سردار جس کے ہاتھ میں ہماری مہار ہے وہ ہمکو آتش دوزخ سے بچاکر اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ کے مکان اعلےٰ پر پہنچا دیگا کیونکہ وُہ ہمارا خواجہ علیہ السلام ہمارے وجود سے ہمارے پر زیادہ مہربان ہے جیسا کہ حضرت مولانا معنوی نے مثنوی شریف میں ایک حدیث کا ترجمہ فرمایا ہے

راست میفرمود آن بحر کرم	برشما من از شما مشفق ترم	من نشستہ در کنار آتشے۔
با فروغ شعلہ وبس ناخوشی	کہ شما بد دار از جہل خویش	پیش میکشید این جمانکیش
من ہمے رانم شما راہمچو مست	از در افتادن در آتش باد و دست	ہمچو پروانہ شما آنسو دوان

ہر دو دست من شدہ پروانہ زان	گفت پیغمبر شمارا اے جہان	چون پدر ہستم شفیق و مہربان
زان سبب کہ جملہ اجزا میکنید جزو از کل قطع شد بیکار شد	جزو را از کل چرا بر میکنید عضو از تن قطع شد مردار شد	

یہ ہمارے سید پسندیدہ اور یہ نور ہر دو دیدہ جسکی تعریف ہے۔ میری زبان لال ہے صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارشاد فرمایا مَا مِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ یعنے نہیں کوئی صاحب زر اور نقرہ کا لا یؤدی منھا حقھا کہ وُہ اُن کے حق کو ادا نہ کرے یعنی مالک سونے چاندی کا ہوکر اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دیوے باوجودیکہ وہ صاحب نصاب ہے یعنے اُسکے پاس اتنا مال ہے جو نصاب شرعی کی حد کو پہونچگیا ہووے۔ جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مبین ہے الا اذا کان یوم القیٰمۃ صفحت لہ صفائح من نار فاحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جنبہ وجبینہ وظھرہ مگر یہ ہے کہ جب روز قیامت ہوگا بچھائے جاوینگے اسپر یعنی اس کے اعضاؤں پر صفائح رکھینگے صفائح صحیفہ کی جمع ہے اور صحیفہ اُس آہنی قطعہ کو کہتے ہیں جسکے ساتھ حیوانوں کو داغ لگایا جاتا ہے۔ یعنی اُس کے زر کے تختے دوزخ کی آگ سے گرم کرکے اس کے پہلو اور پشت پر رکھینگے کلما بردت اعیدت جبکہ وہ صفائح داغ سے سرد ہو جاتے ہیں تو اس مانع زکوٰۃ کو ایک قسم کا پسینہ آجاتا ہے جس سے اُسکو کسی قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ اتنے میں پھر وہ صفائح کو گرم کرکے اس کے مذکورہ اعضا پر رکھدیتے ہیں۔ یہانتک کہ اُس کے داغوں کا درد تازہ ہو جاتا ہے۔ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ اس روز میں کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا یعنے یہہ معاملہ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ہوتا رہیگا حتی یقضی بین العباد فیری سبیلہ اما الی الجنۃ واما الی النار یہانتک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکے پھر دیکھئے اسکا راہ یا جنت کی طرف ہوا اور یا دوزخ کیطرف یعنی اگر اس پچاس ہزار سال میں بباعث اس عذاب کے زلات اور ہفوات اور منع زکوٰۃ کی ندامت سے فراغت حاصل ہوئی اور گناہوں سے پاک نہ ہوا تو اُس کے کھوٹے وجود کے نقد کو برزخ کے بوتہ میں ڈالکر دوزخ کی بھٹی میں ڈالدینگے تا کہ اس کے اعمال اور افعال کی ترشی دور ہو جائے۔ اسکے بعد اسکو بہشت عنبر سرشت میں لے آئینگے لیکن یہ حکم مومنین مقصرین کے حق میں ہے اگر عیاذا امالیہ گناہونکی شامت اور دُنیا کی محبت سے دم آخر میں اسکا ایمان مسلوب ہوگیا ہو تو سوائے جاودانی جہنم کے کوئی ٹھکانا اسکا نہیں عیاذا باللہ ۞

مولف اے میرے بھائیو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے۔ اور راوی اس

حدیث کا ابوہریرہ رض ہے۔ اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے مال دو جنس بیان کئے۔ ایک سونا دُوسرا چاندی۔ پھر ضمیر جو اُنکی طرف پھرتی ہے وُہ مفرد بیان فرمائی اور جو فرمایا کہ جو شخص نہ ادا کرے اسمیں سے حق اسکا تو بلحاظ معنی کے ہے لفظ کا لحاظ نہیں کیا اسواسطے کہ مراد ان دونو سے دنانیر اور دراہم ہیں۔ اور بعض علما نے یہ معنے کئے ہیں کہ شاید سونے چاندی سے مراد ہر قسم کے مال ہوں۔ اسواسطے کہ حکم تو عام ہے اور خصوصیت چاندی اور سونے کے ذکر میں واسطے فضیلت کے تمام مالوں پر ہے۔ اس لئے کہ اصل مالیت اور کیفیت تمام اشیا کی یہی دونو یعنے چاندی اور سونا ہُوا کرتے ہیں اور ایسا ہی قرآن شریف میں بھی وارد ہُوا کما قال اللہ تعالےٰ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ یعنے جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو اُن کو خوشخبری سُنا دو عذاب والی مار کی جسدن آگ دھکا دیں گے دوزخ کی پس داغ دیا جائیگا اُس سے اُن کے ماتھے پر اور اُن کے پہلوؤں پر اور انکی پیٹھوں پر یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنیکا۔ اور حق دینے سے اور راہ الہی میں خرچ نہ کرنے سے زکوٰۃ نہ دینا مراد ہے پس جو لوگ مال جمع کرتے ہیں اور اسکو ذخیرہ کر رکھتے ہیں اور اسکی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے قیامت کے دن طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کئے جاویں گے۔

از انجملہ ایک تو یہ جو اس آیت میں اور اس حدیث میں مذکور ہے اور وجہ خصوصیت ان اعضاء کی ساتھ اس عذاب کے یہ ہے کہ مال والے آدمی کو جب زکوٰۃ دینے کی عادت نہیں ہوتی۔ اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی آپہونچے۔ پس وُہ شخص جب فقیر مفلس زکوٰۃ کے طالب کو دیکھتا ہے تو تیوڑھی چڑھاتا ہے اور وہ مفلس اگر مانگتا ہے تو اُس سے مُنہ پھیر کر کروٹ موڑ لیتا ہے پھر اگر بیچارے محتاج فقیر نے سوال میں اصرار اور زیادتی کی تو وہ دولتمند اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس بیچارے محتاج کیطرف پشت کرکے چلا جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ میں سے جو اُسکا حق ہے کچھ نہیں دیتا۔ پس فقیر کو اسکی ہر ایک حرکت سے ایسی ایذا پہنچتی ہے۔ جس کا بیان نہیں۔ سو اللہ تعالیٰ اسکو یہ عذاب دیتا ہے کہ اُس کے تمام مال کو جو دنانیر اور دراہم آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سے اُس نے فقیر کو ایذا دی تھی ؎

حدیث اور حضرت ابن مسعود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم

نہیں رکھا جائیگا لیکن اس مانع زکوٰۃ کی کھال فراخ کرکے ہر ہر دینار اور درہم الگ جگہ رکھ جاوینگے جب پورے ہوکر داغ اوّل کا آخر سے ملجاویگا ۔ پھر وہی داغ اول سے آخر تک دوہرا کرینگے اسیطرح اس قسم کا عذاب قیامت کے روز تک ہوتا چلا جائیگا ۔ یہانتک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکے ۔ پھر دیکھا جائے کہ اُسکا راہ جنت کیطرف ہے ۔ گر اُسکا کوئی کنارہ نہیں ہے یا کنارہ تو ہے پر اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ہے یا دوزخ کیطرف اسکی راہ اگر اس حال کے خلاف ہو۔

اور ایک اُور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے مال و دولت دیا ہے اور اُس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجا سانپ جس کی آنکھوں پر دو داغ ہوں بنکر اس کے گلے میں طوق ہو جائیگا ۔ پھر اُس کے دونو جبڑے پکڑ کر کہیگا ۔ میں تیرا مال ہوں ۔ میں تیرا خزانہ ہوں ۔ پھر جناب رسول اکرم صلعم نے یہ آیت پڑھی ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنے یہ نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ہیں ایک چیز پر کہ اللہ نے اُن کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے اُن کے حق میں بلکہ یہ بُرا ہے اُن کیواسطے آگے طوق پڑیگا اُن کے گلے میں ۔ جب بخل کیا تھا دن قیامت کے ۔ یعنی پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عنائت کیا اور اُسنے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو حق سبحانہ وتعالےٰ اُن کے مال کو ایسے سانپ کی صورت بنادیگا جس کے سر کے بال مارے زہر کے بسبب درازی عمر کے جھڑ گئے ہوں ۔ اور اسکی دونوں آنکھوں کے اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں بدتر ہوتی ہے اور اُسکی گردن میں طوق کی مثال ڈالا جائیگا ۔ پھر وہ اس کے دونوں کلے پکڑ کر کاٹیگا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں ۔ تیرا خزانہ ہوں کہ جمع کر کر زکوٰۃ نہیں دی تھی ۔ اور زکوٰۃ کے ادا کرنے میں شارع ؑ سے بڑی تاکید ہے ۔ چونکہ زکوٰۃ نہ دینے میں اتنی بڑی سختی ہے ۔ تو ہم پر لازم ہوا کہ اُس کے فرض ہونے کی حکمت میں قلم کو جولان دیویں ۞

ہذا الحکمت فی ایجاب الزکوٰۃ امام فاریابی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب اسولہ واجوبہ میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے میں تین حکمتیں ہیں جو مومن کے نفس کی تطہیر ہے کما ورد خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا اس تطہیر میں بزرگوں کے کئی اقوال ہیں بعض نے کہا کہ مومن کی تطہیر گناہوں سے پاک ہوجانا اور درجات بہشت کو پہنچ جانا

جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عشر اور زکوٰۃ اپنے مال سے جُدا کرتا ہے اُس کے لئے بہشت واجب ہوجاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُسکو ہزار شہید کا ثواب اور ہزار صدیق کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ جب زکوٰۃ گناہوں سے تطہیر کا سبب ٹھیرایا گیا تو اسی لئے ہمارے حضرات علماء مجتہدین رحمہ اللہ نے صغیر کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں مقرر کی۔ لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ التَّطْهِيْرِ۔

اور امام سفیان ثوری رحمہ سے رواىت ہے کہ کوئی سائل اُس کے دروازے پر سوال کرتا تھا تو حضرت امام سفیان ثوری فرماتے تھے قَدْ جَآءَ الْغَسَّالُوْنَ اَوْ زَارَنَا اٰتٍ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مراد تطہیر سے بخل کی خباثت سے پاک ہونا ہے۔ جب بندہ سخاوت اور بخشش کی عادت کرلیتا ہے تو بخل کی نجاست سے پاک ہوجاتا ہے۔ جیساکہ ظاہری طہارت یعنی احداث کے خباثت اور انجاس سے اپنے بدن کا پاک کرنا صحت صلوٰۃ کی شرط ہے۔ کذالک باطن کو بخل کی نجاست خباثت سے پاک رکھنا صحت ایمان کی شرط ہے۔ اور بعض علما کہتے ہیں کہ مراد تطہیر سے دل کا غیرحق کی محبت سے پاک رکھنا ہے اس لئے کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیا اور اس کے بارہ میں بہت انعام اور بیشمار اکرام بہم پہنچائے اور ہزار طرح کی نعمتیں عطا کرکے نعمت کے شکر اور اپنے منعم حقیقی کی معرفت کی حمد پر دلالت فرمائی تاکہ جانبین سے محبت کامل ہوجائے اور محبوب حقیقی کی محبت دل میں قرار پاجائے۔ اور جب بندہ کے دلمیں غیر کی محبت گھُس جاتی ہے اُسیقدر محبت الٰہی سے محروم ہوجاتا ہے ؎

خرابی میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا		جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ اُدھڑا تو یہ ٹانکا

محبوب حقیقی کی غیرت محبت مجازی کے تمام علاقوں کو قطع کرنا پسند کرتی ہے تاکہ میرے بندہ کا قرب میرے ساتھ بسبب قطع علاقہ مجاز کے متحقق ہوجائے۔

اے میرے بھائیو اگر بنظر غور دیکھا سمجھا جائے تو شرائع کے ایجاب کا سبب یہی ہوگا۔ تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان کا دل اپنے اہل وعیال اور اقارب اولاد اور احفاد کی مجالست اور موانست کا عادی ہوا تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اُن کی محبت کا علاقہ توڑنے کیوجہ سے اُسکو ایکدن پانچہ بار مسجد میں باجماعت پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ کما ورد وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ تاکہ میرا بندہ محبوبات مجازی یعنے زن اور اولاد اور خویش اور اقارب سے اعراض کرے۔ اور اپنے محبوب حقیقی کیطرف اقبال کرے۔ پھر جب بندہ کے دل میں طعام اور شراب اور خواب اور شہوت اور جماع اور وقاع کی محبت

پیدا ہو جاتی ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ اسکو صیام اور قیام کیطرف دلالت فرماتا ہے یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ تاکہ بندہ کے دل سے لالچ اور حرص اکل و شرب کی باہر نکلجائے اور محبت الٰہی دل میں گھر کر جائے۔ اور جب بندہ کے دل میں اپنے گھر بار اور منازل اور باغات اور مکانات اور وطن کی محبت بھر جاتی ہے اور اپنے دوستوں اور یاروں اور غمگساروں کے ساتھ موانست اور مجالست کا عادی ہو جاتا ہے تو اُسکو پہاڑوں اور بیابانوں میں سرگردان کرتا ہے۔ اور وطن مالوفہ سے جُدا کر کے کربت غربت کی صفت سے موصوف کر دیتا ہے۔ کما ورد وللہ علی الناس حج البیت اسیطرح جب انسان کے دلمیں محبت مال اور منال کی مستحکم ہو جاتی ہے یہانتک اُس کی حرص طبیعت پر مستولی ہو جاتی ہے کہ اُسکو آخرت کا حال بالکلیہ دل سے دور ہو جاتا ہے۔ تو حق سُبحانہ و تعالیٰ اُسکو انفاق مال کی تکلیف سے مکلف کر کے ارشاد فرمایا کہ خذ من اموالھم صدقۃ تطہرھم تا اُنکا دل محبت مال کے لوث سے صاف اور پاک ہو جائے اور محبت خداوندی کے لائق بنجائے۔ قال الامام محمد بن الحکیم الترمذی قدس سرہ اذا استولی محبۃ الدنیا علی القلب قل اشراق فان اللہ تعالیٰ فرض الزکوۃ لیخرج العبد بعض مالہ فیزداد لہ اشراق نور الایمان ۵

تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی	باہم این درخانہ پر از یار نیابی

حکمت دوم در ایجاب زکوۃ۔ دوسری حکمت زکوٰۃ کے وجوب میں مال تطہیر ہے جیسا خذ من اموالھم صدقۃ تطہرھم کی تفسیر میں روایت آئی ہے یعنی ان اللہ تعالیٰ یطہر اموالھم بصدقۃ والصدقۃ ببرکت کف الفقیر۔

لطیفہ جلیلہ قال اللہ تعالیٰ خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ اس آیت کریمہ میں حق سُبحانہ و تعالیٰ نے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ یا محمد ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کر اور ایک آیت میں دُوسری جگہ فرمایا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اِنَّ اللہَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ اس آیت میں صدقات کے اخذ کی نسبت اپنی ذات مقدس کی طرف فرمائی۔

تلفیق ان دو آیتوں کے درمیان تلفیق اور تطبیق ایسی معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم گویا حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیری امت کے اموال شبہات سے خالی نہیں ہیں میرے اتقد کی صلاحیت اور میرے خزانہ کی قابلیت نہیں رکھتے تو پہلے ان سے زکوٰۃ وصول کر تیرے پاک ہاتھ کی برکت سے وہ مال بھی پاک ہو جائیں گے اسکے

دور وہ مال تیرے سے لے لونگا - اے میرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کا مشتبہ مال تیرے اخذ کے ذریعہ سے پاک ہوجاتا ہے - اور میرے اخذ سے بندہ معصیت آلود پاک ہوجاتا ہے لِاَنِّیْ رَبٌّ طَاھِرٌ وَّاَنْتَ نَبِیٌّ طَاھِرٌ وَعَبْدِیْ مَا یَعْصِیَانِ نَجِسٌ وَّلَا یَبْقِیْ نَجَاسَۃٌ بَیْنَ رَبٍّ طَاھِرٍ وَّنَبِیٍّ طَاھِرٍ +

اے میرے بھائیو! میں ایک دوسری طرح ان دو آیتوں کی تطبیق میں تقریر کرتا ہوں ذرا میری طرف متوجہ ہوجاؤ - معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں صدقات اور زکوٰۃ کی قبولیت کو آگ سے آزماتے تھے - اگر وہ صدقہ یا زکوٰۃ مقبول ہوتی تھی تو آسمان سے آگ اُتر کر اُس قربانی یا صدقہ کی چیز کو اُڑا لیجاتی تھی - اگر وہ صدقہ مردود ہوتا تھا تو کوئی آگ آسمان سے نہیں اُترتی تھی - اور وہ صدقہ ایسا ہی زمین پر پڑا رہتا تھا - اور اُسکو کتے وغیرہ جانور کھا جاتے تھے - مگر اُس صدقہ اور زکوٰۃ کا مالک نادم اور پریشان ہوجاتا تھا - اور اُسکا پردہ ظاہر ہوجاتا تھا - اور جس شخص کا صدقہ یا قربانی مقبول ہوجاتی تھی - وُہ عجب اور غرور میں پڑجاتا تھا اور وُہ مردود الصدقہ نومید ہوکر عام وخاص کے نزدیک شرمسار ہوجاتا تھا جب اس امت مرحومہ کی نوبت آئی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کرم اور فضل سے اس اُمت گنہگار کی پردہ دری نہ چاہی تو اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً یعنے اے محمدؐ تو اپنی امت کے مال کی زکوٰۃ وصول کر تاکہ مقبول مردود سے ممتاز نہ ہووے - اور اُن کا پردہ قائم رہے - اور پھر فرمایا اے محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت تیری اجل آجائیگی اور تیرے رُوح کا مُرغ ملکوت کے پرفضا میدان میں پرواز کریگا اور تو عالم عقبےٰ کا شہنشاہ ہوجائیگا - میں جو تیرا خداوند ہوں تیری خلافت میں تیری اُمت کے صدقات قبول کرونگا - کما ورد وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ اس صورت میں سب لوگوں کے عیب وصواب چھپے رہینگے اور کسی کی پردہ دری نہ ہوگی - اور سب لوگ خوف ورجا کے مقام میں قائم رہیں گے اور یہ معاملہ میرے نزدیک پسندیدہ اور اولیٰ تر ہے - انتہیٰ +

حکمت سوم مال کی نگہداشت میں - روضۃ العلما میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جمع کرکے یہ ارشاد فرمایا کہ حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ وَدَاوُوْا مَرْضَاکُمْ بِالصَّدَقَۃِ وَاسْتَقْبِلُوا الْبَلَایَا بِالدُّعَاءِ یعنے اے میرے اصحابو! تم اپنے مال کو ساتھ ادائے زکوٰۃ کے محفوظ اور مصئون کرو اور بیماروں کا مداوا صدقات

سے کرو اور بلیات کا استقبال ساتھ دعاؤں کے کرو۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زکوٰۃ مال کی نگہداشت کا سبب ہے، اور تصدق صحت کا موجب اور دعوات دفع بلیات کا باعث ہے۔ جب حضرت نے یہ حدیث فرمائی تو ایک مرد نصرانی کا گذر اُسطرف ہوا اور حضرت سے یہ حدیث مذکور سُنی اور وہ مرد نصرانی بڑا دولتمند اور صاحب استطاعت تھا اور ہمیشہ گردش ایام کے مصائب اور احوال کے انقلاب و مال کے تلف ہوجانیسے متفرقۃ الحال رہتا تھا۔ اپنے دل میں سوچا کہ میں اگرچہ نصرانیت کی حالت میں محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رسالت سے منکر ہوں۔ مگر میں اُسکی بات کا امتحان کرتا ہوں اور اس کے فرمان کے بموجب اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں۔ اگر یہ زکوٰۃ کا دینا میرے مال کی برکت اور حفاظت کا سبب ہوجائے اور اُسکا کچھہ اثر بھی بظاہر نمودار ہوجائے تو میں اُس کیساتھ ایمان لے آؤنگا اور اُسکو اپنا پیشوا بناؤں گا۔ اگر اسکی یہ بات سچی نہ ہوئی تو مہما امکن اس کے قتل میں فرق نہ کرونگا۔ اُسیوقت اپنے گھر میں جاکر اپنے مال کی زکوٰۃ بموجب شرع محمدی کے نکالکر فقرا اور مساکین اور دیگر مستحقین کو بانٹ کردیدی۔ اور اُس نصرانی کا ایک مضارب مقرر تھا کہ اُسکی تجارت کیا کرتا تھا اور شرط معہود پر اُس نصرانی سے روپیہ لیکر تجارت کا سامان کرکے ایک قافلہ کیساتھ کسی اجنبی ملک کو روانہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد قافلہ والونکی طرف سے ایک خط پہونچا کہ قطاع الطریق۔ یعنی رہزنوں نے قافلہ پر یورش کی اور سارا مال لوٹ کرلے گئے۔ اور قافلہ کے آدمیوں کو زخمی کرگئے۔ نصرانی نے جب یہ خبر سُنی کہا کہ میں نے بموجب فرمان اور وعدے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اپنے مال کی زکوٰۃ دی کہ میرا مال سب آفات سے محفوظ رہیگا۔ جب محمدؐ کا وعدہ سچا نہ ہوا اب مجکو بموجب شرط کے اُس کا قتل کرنا لازم ہوا اسی طیش میں تلوار برہنہ کرکے حضرت رسول اکرم صلعم کے قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑا۔ اثناء راہ میں ایک قاصد قافلہ کیجانب سے آپہنچا اور ایک مکتوب اُس کے مضارب کیطرف سے لایا جس کا مضمون یہ تھا۔ میں بشمولیت قافلہ کے جاتا تھا۔ اچانک میرے اونٹ کے پاؤں میں زخم پہونچا۔ اس سبب سے ایک سرا میں چند روز کے لئے ٹھیرا اور اپنے مال کو اپنی حفاظت سے رکھا۔ اور وُہ قافلہ ہم سے چند منزلیں سبقت کرگیا۔ اتفاقاً رہزنوں نے اُسپر حملہ کرکے اُن کا مال لوٹ لیا اور چند آدمیوں کو زخمی کرگئے۔ اور میں اور میرا مال من کل الوجوہ سلامت رہا۔ جب مرد نصرانی نے اپنے مختار کا خط پڑھا تو آنحضرتؐ کے سچے وعدے کی تصدیق کرکے فی الفور مجلس عالی میں حاضر ہوکر اسلام کو قبول کیا اور منجملہ صحابہ کرام اور ملازمان

عالیمقام حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے گن گیا +

حکمت چہارم - چوتھی حکمت زکوٰۃ کے ایجاب کی فقیروں کا خوش ہو جانا ہے چنانچہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ افضل اعمال عنداللہ وہ عمل ہے جسمیں تیرے لئے نفع اور تیرے غیر کے لئے خوشی ہو اور بدترین اعمال وہ عمل ہے جسمیں تیرے لئے ضرر اور تیرے غیر کے لئے غم اور اندوہ ہو +

حکمت پنجم - یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو مال و دولت انعام فرمایا اور انہوں نے اپنے خداوند کے انعام کردہ مال کو اسکی غیر مرضی کے مصارف میں صرف کر کے اسکو ضائع کر دیا جیسا کہ کسی شفق مہربان باپ اپنے بیٹے کو ہزارہا درم اور دینار یں دیں - اور بیٹا ازراہ نادانی کے غیر مصرف میں اس مال کو صرف کرتا ہے اور اس کے ضائع کرنے میں کوشش کرتا ہے باپ اس بیٹے کی پاسخاطر کیلئے اُس سے مال واپس نہیں لیتا ہے - اور دلشکنی کرنی نہیں چاہتا ہے - مگر اسکا دل یہ بھی نہیں چاہتا ہے کہ اس میرے مال کو غیر محل خرچ کرے اور حاجت کے دن تہیدست اور مفلس رہ جائے - پھر باپ حکمت عملی سے اُس اپنے بیٹے سے روزانہ یا ماہانہ قرض کے طور پر کچھ مال لے لیتا ہے تاکہ اسکی محتاجی کے دن کے لئے کسی جگہ جمع کرتا جاتا ہے - تاکہ میرے بیٹے کی محتاجی کے وقت اُس کی حاجت میں کام آوے والتقریب ظاہر +

حکمت ششم چھٹی حکمت ایجاب زکوٰۃ میں یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو فقیروں کے ساتھ ایک خاص محبت ہے کہ دنیا کے اغنیا اس دولت سے محروم ہیں - کما ورد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احب الخلق الی اللہ تعالیٰ الفقیر یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ کو فقیر بہت پیارے ہیں اور دولتمند اس دولت سے بالکل خالی ہیں اور گویا وہ ہلاکت کے عرصہ میں ہیں اس لئے کہ وہ مال دنیا کی بلا میں رات دن مبتلا ہیں - اور مال کا فتنہ سب فتنوں سے زیادہ سخت ہے - کما ورد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لکل امۃ فتنۃ وفتنۃ امتی المال - فقیہ ابی اللیث کی تنبیہ ابوداؤد سے مروی ہے - کہ فرمایا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ہدایت خلقت کے مبعوث ہوئے تو ان دنوں میں میں تجارت کے کاموں میں مشغول اور مصروف رہتا تھا - میں نے ہرچند چاہا کہ عبادت کو تجارت کیساتھ جمع کروں - مگر میں نہ کر سکا - آخر لاچار ہو کر تجارت چھوڑ کر عبادت کیطرف متوجہ ہوا - اور میں ہرروز نہ جانا ہیں

مثقال سونا وجہ حلال سے پیدا کرتا ہوں اور [illegible] راہ مولا میں صرف کرتا ہوں ۔ لوگوں نے کہا اے ابوالدرداء ایسی دولت تو تم کسواسطے اپنے پاس نہیں رکھتے ۔ فرمایا حساب قیامت سے ڈرتا ہوں ۔ پھر حضرت ابوالدرداء نے فرمایا [illegible] وقت میں خوش رہو کہ دنیا کی مشقت کم [illegible] جاتی ہے اور [illegible] ہمیشہ [illegible] ۔ انتہیٰ ✤

مولف [illegible] اگر تمکو فقر و فاقہ پیش آوے ۔ تو اس سے تنگ آکر جزع فزع اور شکوہ [illegible] ۔ بلکہ صبر و شکر کو کام فرمایا کرو کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو درویشوں [illegible] دولت کا نقارہ بجیگا ۔ اور انکو بہشت کی ممالک کا بادشاہ بنادینگے ۔ اور [illegible] فقیروں کے حال پر رحم نہیں کرتے ۔ از دست تنگی صورت دیکھنے سے [illegible] بڑی ذلیل اور خوار ہو کر ان فقیروں کے دروازے پر بھیک مانگنے [illegible] ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ آخرت کی حاجتمندی دنیا کی محتاجی [illegible] غنا اور ثروت دنیا فانی کی غنا اور دولت پر ہزار وجہ سے [illegible] زیادہ خوار اور ذلیل ہیں ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ [illegible] دنیا کے دولتمندوں کی ہائی آخرت کے [illegible] معلوم نہیں ہوتی اور حساب کی شدت اور عذاب سوائے [illegible] گے ۔ اسیواسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے غنیوں پر زکوٰۃ فرض کردی [illegible] ذریعہ سے فقیروں سے رابطہ آشنائی کا پیدا کریں اور انکی برکت سے عاقبت [illegible] کو پہنچ جائیں ۔ اسیواسطے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا [illegible] والفقراء واتخذوا عندهم الایادی فان لهم دولة یعنے درویشوں کیساتھ آشنائی بہت کرو اور اُن کیساتھ بیشمار نیکیاں کیا کرو اس لئے کہ قیامت کے دن انکو دولت عظمےٰ درپیش ہے ۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ان کی دولت کیا ہوگی ۔ فرمایا جب روز قیامت ہوگا ۔ اُنکو خطاب پہنچیگا کہ اے میرے دوستو تم عرصات کی صفوف پر نظر کرو اور دیکھو تاکہ کوئی شخص ایسا جس نے تمکو دنیا میں روٹی کا ٹکڑا دیا ہو یا پانی کا گھونٹ پلایا ہو ۔ یا تمکو پرانا کپڑا پہنایا ہو اُس کا ہاتھ پکڑ و اور اُسکو بے حساب بہشت میں لیجاؤ ✤

حکمت ہفتم [illegible] حکمت ایجاب زکوٰۃ میں یہ ہے کہ بموجب لئن شکرتم لازیدنکم کے

ہر ایک نعمت کے لئے شکر گذاری واجب ہے جیسا کہ بدنی صحت کی نعمت کیلئے شکر گذاری نماز ہی اور مالی نعمت کی شکر گذاری زکوٰۃ ہے۔ جس شخص کو انصاف نصیب ہے وہ از روئے منقل الحال فقیر کی طرف دیکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ شخص طرح طرح کی نیکی اور حاجتمندی میں مبتلا۔ اور اُسکے مُنہ پر خوشی کا دروازہ مسدود۔ نہ اُسکی پوشش ہے اور ہزار چیزوں کا محتاج اور کسی چیز کی اُس بیچارہ کو دسترس نہیں پھر وُہ منصف شخص اپنے احوال کیطرف خیال کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں اُس کے معاش یعنے کھانے پینے پہننے کے سب اسباب مہیّا اور حلال طیّب رزق صبح و شام کے لئے موجود ہے۔ حق سُبحانہ و تعالیٰ یہ سب دولت اور نعمت بغیر میری سابقہ خدمت کے مجکو عطا ہوا ہے۔ اور پھر درویش دلریش کو دیکھتا ہے کہ اُسپر کسی طرح کی حاجتونکی قید رکھی ہوئی ہے اور فقر و فاقہ کا دروازہ اُس کے مُنہ پر کھُلا ہوُا۔ نہ اُس کے لئے کوئی علت پیدا اور نہ اُسکے واسطے کوئی سبب پیدا۔ اس شکرانہ کے بدلے کہ وہ تیرا محتاج ہے۔ تو اُسکا محتاج نہیں اپنے مال کا چالیسواں حصہ اُس درویش کو دیدے تاکہ اُسکی حاجتیں بر آجائیں۔ اور اُسکا بستہ کام کھلجائے اور تیری دولت اور نعمت بیزوال ہوجائے

حکمت ہشتم۔ آٹھویں حکمت ایجاب زکوٰۃ کی یہ ہے کہ جتنے کتنے مال فضل الٰہی کے خزانہ میں ہیں جبھلگی پاک اور طیّب ہیں۔ لیکن جب بندگان آلودہ کے پاس پہونچتے ہیں تو وہ طیب مال بھی آلودہ ہو جاتے ہیں۔ اور جب پھر اُس مال کو خزانہ الٰہی میں پہونچا دیا جائے تو اُسکی برکت سے اُس مال کی سب آلودگی دُور ہو جاتی ہے۔ اور وہ مال پھر پاک اور صاف ہو جاتا ہی اور اس حکمت کے ثبوت کے لئے شریعت محمدیّہ میں ایک شاہد موجود ہے۔ مثلاً خمر جس کو اہل ہند شراب کہتے ہیں یہ سب نجاستوں سے پلید تر نجاست ہے اس لئے کہ بذات خود نجس ہے اور نیز بباعث خباثت طبعی کے نجس۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسکو رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ کے لقب سے ملقب کیا۔ اور ہمارے خواجہ علیہ السلام نے اس خبیث کو امّ الخبائث کی کنیت سے کنی کیا۔ باوجود این ہمہ نجاست اور خباثت کے جو اسمیں مجتمع ہیں اگر تھوڑا سا پانی اُسمیں ڈالدیں یا نمک اُسمیں ملا دیں۔ یہانتک کہ وُہ سرکہ بنجائے اُسکی نجاست طہارت سے بدلجائے گی اور وُہ مٹکا پلید جو کسی پانی سے پاک ہونا ممکن نہ تھا وُہ بھی سرکہ بنجانے کی طہارت کی برکت سے پاک ہوجائیگا۔ کذالک وہ مال بھی بمجرد نیّت زکوٰۃ کے ویسا ہی پاک ہوجائیگا۔ جیسے شراب پانی یا نمک ملانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ مثلاً خمر نجس جب

پانی ملنے سے مع مٹکے کے پاک ہوجاتی ہے۔ ویسا ہی زکوٰۃ محض نیت اور اخلاص سے مال کو پاک کردیتی ہے۔ اور بقیہ مالوں کو بھی مٹکے کیطرح پاک کردیتی ہے۔ اور اہل تحقیق نے اس جگہ ایک لطیفہ بیان فرمایا ہے کہ جب پلید مال پاک محل میں پہنچتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے۔ اور باقی مال کو بھی پاک کردیتا ہے ٭

اے میرے بھائیو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کیطرف تامل کرو اگر دنیا کا مال فضل الٰہی کے خزانہ سے آیا ہے تو یہ کلمہ بھی بموجب شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ حرم سرای قدس سے آیا ہوا ہے اور یہ کلمہ مومن بندے کے پاک دل سے تعلق رکھتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ کہ ہرگز کفر کی آلائش اور شرک کے چرک سے آلودہ نہیں ہوا۔ اور ہر روز کئی بار عارفوں کے دل کے خلوت خانہ سے گلشن سرائے قدس کی طرف عزیمت کرتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَاِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ اگر یہ کلمہ جیسے بذات خود پاک ہے۔ بندہ کے افعال رذیلہ اور اعمال قبیحہ کو نیز پاک کرے کما ورد اُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ تو کیا عجب ہے۔ اے میرے بھائیو تم جانتے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تم غور کرو کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ مِنْهُ الْبَدْءُ وَاِلَیْهِ یَعُوْدُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ **مثنوی**

چو خود را مے ندانی کیستی تو	نگو تا در جہان ہر کیستی تو
توئی تو بگو آخر کدام است	تنے باجان تر آخر چہ نام است
تو صورت نیستی معنے طلب کن	نظر در جسم و جان بو العجب کن
کدام این جان نہ این جان طبیعی	نگو بنگر کہ چیزے لبس بدیعی
زجاء و از جہت ہستی منزہ	ندبین تا کیستی اوصاف خود دہ
صفتہات از صفتہائے خدائی است	ترا این روشنی زان روشنائی ست
ز نور اوست ہستی ہمچو پرتو	وجود خود بیند از و تو او شو

حجابت دور دارد گر بجوئی
حجاب از پیش بر داری تو او ئی

وصل الکلام الی المنتھیٰ درجات المرام وارجع الے ما یقتضیہ المقام ٭

اما الاحادیث والحکایات والاشارات والنکات والطائف فی باب الزکوۃ والصدقۃ والخیرات

قال رسول اللہ علیہ السلام لا صلوۃ لمن لا زکوۃ لہ ولم یزک مالہ فکل من مات جوعا [illegible]
عشرین [illegible] مومن غنی ہو نیکی ادا مال
کی زکوۃ عمدا نہیں دیتا [illegible] عظیم خدا کی خلقت پر شفقت
کرنے سے حاصل ہوتی ہے [illegible] التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ ۔ **فرد**

حاصل نشود رضائے سلطان	[illegible]	[illegible] سر بندگان نہ جوئی

اور نماز عبودیت پر دلیل ہے اور عبودیت مال [illegible] کے ایثار کو مستلزم یعنی اپنے معبود کو ساری موجودات پر اختیار کرکے اپنے مال او نفس [illegible] اس کے حکم کے بموجب ایثار کرنا کما ورد وان اٰثرتم باموالکم وانفسکم [illegible] فاذن [illegible] بذلک لا [illegible] لی معبودکم حق سبحانہ وتعالی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو [illegible] میں ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب تم اپنی امت کو کہدو اگر تم اپنے مال وتن کو [illegible] سے [illegible] اولیٰ تر ہوں اس لئے کہ میں تمہارا معبود ہوں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ معبود لائق بندہ کے نزدیک سب چیزوں سے عزیز تر چاہئے تاکہ اس کی عبادت سچی ہووے [illegible] جھوٹی عبادت قابل قبول نہیں حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو شخص نماز گذارے اور زکوۃ نہ دے تو یہ امر اُس کی نجبت کے نقصان کی دلیل ہے کہ اُس نے دنیا کے لالچ کو اپنے اللہ کی رضا پر مقدم کیا اور دوست کے دشمن کو اپنے دوست سے زیادہ بہتر رکھا تو ایسے شخص کی خدمت کس وجہ سے قابل قبول ہو ۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گذرے کہ وہ تانی اور خشوع اور خضوع کیساتھ نماز ادا کر رہا تھا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اُس کو دیکھکر کہا کہ یا ربِّ مَا اَحْسَنَ صَلٰوتَہٗ اے میرے اللہ یہ شخص کیا اچھی نماز پڑھتا ہے حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا مَا اَسْوَءُ زَکٰوتَہٗ اس شخص کی زکوۃ کیسی بُری ہے اے موسےٰ اگر یہ شخص ہزار رکعت نماز ادا کرے اور ہزار غلام آزاد کرے اور ہزار نماز جنازہ کی گذارے اور ہزار حج بجالائے اور خدا کے دشمنوں سے ہزار لڑائی کرے سکو ان اعمال سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا تا وقتیکہ

اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے یٰمُوْسٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ تَوْاَمَانِ لَا اَقْبَلُ اَحَدَھُمَا دُوْنَ الْاٰخَرِ ۔

رجعنا الی الحدیث زاں بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے ۔ جو شخص بیست فرسخ کے عرض وطول میں مارے بھوک کے مرجائے ۔ یہ مانع زکوٰۃ اُس کے خون میں شریک ہوگا ۔ اور قیامت کے دن اُسکے خون کے بدلے پکڑا جائیگا اس لئے کہ بخیل کے بخل کی شامت بیست فرسنگ تک سرایت کرتی ہے ۔ اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جو کوئی بھوک سے مرجائے اُسکا گناہ مانع زکوٰۃ کی گردن پر ہے یعنے بخل کی کدورت تمام رُوئے زمین پر پھیل جاتی ہے ۔ کما ورد قال معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَانَ لَہٗ مَالٌ وَلَمْ یُزَکِّ یُبَشَّرُہٗ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفَ مَلَکٍ بِالنَّارِ فَاِنْ مَّاتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مُؤْمِنٌ کَانَ شَرِیْکَہٗ فِیْ دَمِہٖ وَ بَعَثَ اللّٰہُ اِلَیْہِ ثَمَانِیْنَ مَلَکًا یَکْتُبُوْنَ عَلَیْہِ الْخَطَایَا وَکُلَّمَا قَالَ یَارَبِّ یَقُوْلُ اللّٰہُ احسو یا عاصی لو علمت مالک عندی من العقوبۃ لضحکت قلیلا ولبکیت کثیرا وقال علی رضی اللہ عنہ ان اللہ فرض فی اموال الاغنیاء اقوات الفقراء فما جاع فقیر الا بما منع غنی والیہ سائلھم عن ذالک ۔ اسبات کی تحقیق میں بعض اہل معرفت نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے علم قدیم سے معلوم کیا کہ دُنیا میں اتنے فقیر ہیں اور دولتمندوں کو اسقدر مال عطا فرمایا کہ اگر یہ دولتمند ان فقیروں کا حق مطابق راستی ادا کریں تو رُوئے زمین پر کوئی فقیر یا مسکین بھوکا نہ رہے ۔ پس اگر کوئی شخص بھوک کے مارے مرجائے تو بالضرور مانعین زکوٰۃ اُس کے خون میں شریک ہو جائیں گے ۔ اس لئے کہ حق مساکین کو اُنہوں نے اُنسے دریغ کیا اگر وہ ان بیچاروں کی خبرگیری کرتے تو وہ عاجز بھوک کے صدمے سے نہ مرتے ۔ قال القسیری قدس سرہ الزکوٰۃ للابدان تطہیر والعصیان تکفیر الزکوٰۃ ضعیف وثواب المزکی علی التضعیف الزکوٰۃ حسن الاموال وذخر للمال لصاحبہا جنۃ واقلیۃ وثوابہا جنۃ باقیۃ وعطاء وافیۃ

فائدہ جلیلہ ۔ اے میرے بھائیو زکوٰۃ کا ایجاب تطہیر مال کے لئے ہے ۔ اور تطہیر دو قسم پر ہے ۔ جیسا کہ نجاست دو قسم پر ہوتی ہے ۔ ایک عینی جس کا ازالہ بتمامہ واجب ہے جیسے بول اور غائط اور خون اور خمر اگر کسی کپڑے یا بدن پر لگ جاویں ۔ تو جب تک اُس کا عین بدن یا کپڑے سے دُور نہ ہوگا ۔ تب تک وہ کپڑا اور بدن پاک نہ ہوگا بعضی نجاستیں اعتباری ہیں کہ اُس کے

بعض کا ازالہ طہارت بعض دوسرے کا موجب ہے جیسے کنوئیں کا پانی جو کسی حیوان صغیر یعنی چڑیا یا چوہے کے پڑ جانے سے پلید ہو جاتا ہے چند بو کے پانی کے نکالنے سے مابقی پانی پاک ہو جاتا ہے کذالک بعضے مال نجس العین ہے جیسے غصب کا مال اور زانیہ کی زنا کی اُجرت وغیرہ کہ ایسے مال کا ازالہ تمامہ واجب ہے اگر ایسے مال سے زکوٰۃ یا صدقات دیا جائے تو باقی کا مال اصلاً و مطلقاً پاک نہیں ہو جاتا اور اسپر طہارت کا حکم نہیں دیا جاتا اور بعضے مالوں کی نجاست اعتباری ہے اور وہ مال حلال ہے جو حد نصاب کو پہونچا ہوا ہے۔ ہر چند اس مال میں بوجہ شرع تصرف جائز ہے لیکن اُسکا جمع کرنا اور اسمیں سے زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا اسکی محبت پر دلالت کرتا ہے اور دُنیا کے مال کی محبت معاصی اور خطایا کو مستلزم ہے۔ کما ورد حب الدنیا رأس کل خطیئۃ اور مال حلال اور طیب وہ مال ہے جو ان آلائشوں سے پاک ہووے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ مال حلال کونسا مال ہے فرمایا الحلال مالا یعصی اللہ ولا ینسی بالحلال وہ ہے جسکی موجودگی میں خدا تعالیٰ کی بے فرمانی نہ کیجاوے اور اُس مال کے حاصل کرنیکے وقت خدا تعالیٰ کو فراموش نہ کیا جاوے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ مال کسطرح حلال ہو جاتا ہے صاحب شریعت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آلودہ مال کا بعض یعنی ربع عشر راہ مولےٰ میں خرچ کرو تو تمہارے بقیہ مال کیلئے ہم طہارت کا حکم کر دیتے ہیں جیسے کوئیں کا مسئلہ جو ایک چھوٹے جانور کے پڑنے اور مرنے سے کنوئیں کا تمام پانی نجس ہو جاتا ہے لیکن صاحب شریعت چالیس ڈلو پانی نکالنے سے اُس کنوئیں کی طہارت کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ سارے پانی کی نجاست ان چالیس بوکوں میں جمع ہو کر نکل گئی اور جو کچھ باقی رہا وہ وُہ پاک ہے اسی طرح آدمی کا مال تمامہ آلودہ ہے لیکن اس میں سے ربع عشر ادا کرنیکے بعد اسکی پاکی اور طہارت کا حکم دیا جاتا ہے اور شارع کہتا ہے تمام مال کی آلودگی اسی ربع عشر کے درمیان جمع ہے جب جمیع مال سے ربع عشر نکالا گیا اور فقرا اور مساکین اور دیگر مستحقین کو دیا گیا اُس کا باقی مال طیب اور حلال ہو گیا۔

سوال - زکوٰۃ میں تعیین رُبع عشر میں کیا حکمت ہے؟

جواب - میں کہتا ہوں کہ رُبع عشر کل حکم میں حکماً وحقیقتہً ہے جیسا سر کا مسح مثلاً قیاس یہ چاہتا تھا کہ سارے سر کا مسح فرض ہووے لیکن ربع پر شارع علیہ السلام نے اکتفا کیا۔

اس لئے کہ ربع کل کا حکم رکھتا ہے اور نجاست خفیفہ میں جب کپڑے کا ۔ چوتھا حصہ پلید ہو جائے تو گویا اسکا کل پلید ہے ۔ لیکن حقیقۃً مثلاً تم اگر کسی شخص کا منہ دیکھو تو تم کہتے ہو کہ بیشک میں نے اسکو دیکھ لیا ہے حالانکہ اسکے جہات اربعہ سے تمنے ایک جہت سے زیادہ نہیں دیکھا ہے صاحب شریعت کی کمال رأفت اور مہربانی ہے کہ تمہارے ربع عشر کو عشر کے درجہ تک پہونچایا اور پھر اس عشر کو عشر تک بلکہ ایک کو دس تک پہنچایا ۔ کما ورد من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ۔ پس اے میرے بھائیو جب تم اپنے مال سے ربع عشر زکوٰۃ دوگے تو گویا تمنے اپنا سارا مال راہ خدا میں صرف کیا اور اس ذریعہ سے تمہارا مال پاک ہو جاویگا ۔ اگر تم اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دوگے ۔ تو تمہارا سارا مال نجس ہو جائیگا ۔ وہ کسی وجہ سے پاک نہیں ہوگا ۔ اور حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ دنیا کے مالوں کی نجاست عالم قیامت میں ظاہر ہو جاویگی ۔ جیسا کہ بعض کو اس مال پلید سے داغ دیا جاویگا ۔ اور بعض کو سانپ اور بچھو ڈنک زخم لگائیگا ۔

روایت ہے ۔ کہ دو عورتیں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں اور دونوں کے ہاتھوں میں طلائی کنگن پڑے ہوئے تھے ۔ جناب نے دیکھکر فرمایا ان کنگنوں کی زکوٰۃ تمنے دیدی ہے ۔ انہوں نے عرض کیا نہیں ۔ فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ آگ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں پڑیں ۔ ان عورتوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ فرمایا پس اس مال کی زکوٰۃ دے دو ۔ ان عورتوں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی ۔

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک تمہارا روز قیامت کے میرے پاس آویگا اور اسکی گردن میں سانپ نے حلقہ کیا ہوا ہو ۔ جب سر اٹھائے تو اس کے سر پر ایک ایسا زخم لگا کہ وہ فریاد کرتا ہوا اور اغثنی اغثنی کہتا ہوگا کہ میری فریاد کو پہونچو ۔ ہر چند وہ روتے پیٹے گا ۔ اور میں اس کے جواب میں کہونگا ۔ لا املک لک من اللہ شیئا ۔ یعنے میں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا ۔ اور تم کو اسکے عذاب سے ڈرا دیا اور میں نے تم کو ادائے زکوٰۃ کی ترغیب دی تم نے میری ایک بات پر عمل نہ کیا اور دل کے کان سے میری بات کو نہ سنا ۔ اب اس بے فرمانی کا بدلہ پاؤ اور عذاب الٰہی کے صدمے اٹھاؤ ۔

حدیث ۔ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے دل کی خوشی اور اپنے نفس کی رضامندی سے دیتا ہے ۔ اور اسمیں اخلاص کی بھی

رعائت کرتا ہے یعنی اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اسکی رضامندی کیوجہ سے دیتا ہے اُس بندے کو دُنیا کے آسمان میں سخی پڑھتے ہیں اور دوسرے آسمان میں جواد کہتے ہیں اور تیسرے آسمان میں معطی کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور چوتھے آسمان میں بارؔ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور پانچویں آسمان میں مطیع بُلاتے ہیں۔ اور چھٹے آسمان میں مبارک محفوظ علیہ کا خطاب دیتے ہیں ساتویں آسمان میں مغفور نام رکھتے ہیں۔ اور جو شخص حق سبحانہ وتعالیٰ کے حقوق کو ادا نہ کرے اور اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دیوے۔ اُسکو دُنیا کے زمین و آسمان میں بخیل اور دوسرے آسمان میں لئیم اور تیسرے آسمان میں مُمسک اور چوتھے آسمان میں ممقوت اور پانچویں آسمان میں آئس اور چھٹے آسمان میں منزوع البرکۃ اور غیر محفوظ علیہ اور ساتویں آسمان میں مردود علیہ صلوٰتہٗ مَضْرُوْبَۃً عَلٰی وَجْهِهٖ کہتے ہیں؛

حدیث رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا اَسَفِیْ عَلَی الْاَغْنِیَاءِ قیامت کے دن فقرا جناب الٰہی میں عرض کریں گے الٰہی ان دولتمندوں نے ہمارے پر بڑے بڑے ظلم کئے ہیں۔ اور جتنے حقوق ہمارے اُن پر تھے سبھی باطل کر دئے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کا خطاب ان فقیروں کے جواب میں پہنچیگا فَوَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُعَذِّبَنَّهُمْ وَ اُقَرِّبَنَّکُمْ اے میرے فقیرو مجکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں دولتمندوں کو بُعد کے عذاب میں مُبتلا کرونگا اور تمکو قرب کی بساط پر بٹھاؤنگا۔ اسی حدیث کے بموجب بعضے بزرگان دین نے فقر کو غنا پر ترجیح دی ہے اور اس راستہ کو بسلامت نزدیکتر سمجھا ہے۔ لیکن بزرگوں کی ایک جماعت نے اس آئت کریمہ کے لحاظ سے هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ اور اس حدیث کی تحقیق سے اَلصَّدَقَةُ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ باطن کی آنکھوں سے مشاہدہ کرکے فرمایا ہے کہ غنا فقر پر یعنے دولتمندی ناداری پر ترجیح رکھتی ہے ان حضرات سے خصوصًا ابو العباس بن رضا ہمیشہ غنا کو فقیری پر ترجیح دیتے رہے اور شیخ جنید بغدادی قدس سرہ فقیری کو غنا پر ترجیح دیتے رہے؛

لکھا ہے کہ ایکروز حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فقرا کی فضیلت اغنیا پر بیان فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ فقیر پانسو سال اغنیا سے پہلے بہشت میں جاویں گے۔ اور اغنیا ابھی حساب میں ہی مبتلا ہونگے۔ ابو العباس بن عطارؔ نے فرمایا ہے کہ دوست کے حساب میں رہنا بہشت کی مشغولی سے خوشتر ہے۔ اگرچہ فقیر بہشت کی نعمتوں میں مشغول ہے

...ولتمند دوست کی معائنہ کی لذت میں مصروف ہے۔ لیکن دوست کے رُوبرُو بات چیت کرنی
...پا عتاب ہو غیر کے اشتغال سے فاضلتر ہے۔ شیخ جُنید رضہ نے فرمایا ہاں اگر دولتمندوں کو
...ب کے خطاب کی لذت ہے تو فقیروں کے لئے جناب الٰہی سے عذر خواہی ہوگی اور لذت عذر
...تاب کی لذت سے کئی درجہ بڑھکر ہے۔ اسواسطے کہ عتاب دشمن اور دوست کیساتھ کرتے ہیں
...ن سوائے دوستوں کے دوسروں کی عذر خواہی نہیں کرتے۔ کما ورد حدیث میں آیا ہے
...تمعُ اللہِ تعالیٰ یومَ القیٰمۃِ الفُقَرَاءَ علیٰ صعیدٍ واحدٍ فیقولُ ما ذَوَیتُ علیکُمُ الدُّنیا
...انۃٍ وانّما ذَوَیتُ کرامۃً لّکُم جیسے دوست باہم ملکر ایکدوسرے کی عذر خواہی کرتے ہیں
...یا ہی حق سُبحانہٗ وتعالیٰ قیامت کے دن فقیروں کی عذر خواہی کریگا اور فرمائیگا اے میرے
...بر واگرچہ میں نے دُنیا کو تمہارے سے ہٹا رکھا تھا۔ تو یہ میرا یہ امر تمہاری خواری کے لئے نہ تھا
...یہ میں نے تمہارے دین اور دُنیا کی اصلاح اسی میں دیکھی۔ اب اُس درد اور بلا اور فاقہ اور
...بلا کا بدلہ یہ ہے کہ میں نے اپنے خزانے تم کو عطا کئے۔ اور اس دار البقا میں ابدی بادشاہی
...تاج تمہارے سر پر رکھا اور اپنی رضامندی کے تخت پر بٹھا کر اپنے دیدار فیض بار اور لقاء سے
...مکو مخصوص فرمایا ❊

روایت لکھا ہے کہ دولتمندوں کی ایک جماعت جو مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا
کے سرمایہ سے تونگر تھی بحکم فرمان وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ۔ بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ
مصمم کیا۔ اور اپنے گھر بار اور آل اولاد سے رخصت ہو کر دور دراز سفر کے میدان میں
قدم رکھا اور فقیروں کی ایک جماعت نے بھی وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ کے اشارہ سے
آستان دولت کے طواف کا ارادہ کر کے بے زاد و راحلہ توکل کے مرکب پر سوار ہو کر اس
میدان فراخ میں قدم رکھا۔ جیسا کہ کمال خجندی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ بیت

زطوف بر در و دیوار کعبہ است مراد	کہ عاشق از در و دیوار یار می طلبد

راستے میں اتفاقاً یہ دونوں جماعتیں آپسمیں ٹکر پڑیں۔ دولتمندوں نے کہا کہ اے بھائی
فقیرو ہم تو بلائے گئے ہیں اور تم اس دعوت سے چھوڑے گئے ہو۔ اس دعوت کا مقصود
ہماری جماعت ہے اور تم لوگ محض طفیلی ہو۔ اور مقصودی طفیلی پر کئی وجہ سے ترجیح
رکھتا ہے فقیروں نے کہا اے دولتمندو تم بخوبی جانتے ہو اور اس فقرہ کو بخوبی ملتے ہو
کہ میزبان یعنے صاحب دعوت طفیلیوں کو مہمانوں سے زیادہ جانتے ہیں اور اُن کی خاطرداری

تو نفع زیادہ کرتے ہیں اور تمکو اس حج میں بحکم وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ حضرت خلیل اللہ نے بلایا ہے اور مسکینوں کی جماعت کو بحکم وَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ خداوند جلیل جلالہ نے بلایا وَدَعْوَۃُ الْجَلِیْلِ اَفْضَلُ مِنْ دَعْوَۃِ الْخَلِیْلِ ۔

روایت۔ اسیطرح لکھا ہے کہ ایکروز ایک دولتمند ایک فقیر مفلس کیساتھ مناظرہ کرتا تھا۔ لیکن وہ فقیر ازروئے استدلال کے سبقت کا گیند لیجاتا تھا۔ اور دولتمند نے اپنی دولت کے گھمنڈ سے بات کو اسدرجہ تک پہنچایا اور کہا اِنَّ اللّٰہَ اسْتَقْرَضَ مِنَّا یعنے حقتعالی ہم سے قرض مانگتا ہے۔ کہا ور دمَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا اور تم اس دولت سے محروم ہو اس درویش نے کہا خداتعالی تم سے ہمارے ہی لئے قرضہ مانگتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ضرورت کے وقت دوست اور دشمن اور آشنا و بیگانہ سے قرض لیا جاتا ہے۔ لیکن سوائے کسی عزیز دوست کی ضرورت کے وقت کسی سے قرضہ نہیں لیتے ہیں۔ کیا ہمارے اچھے نصیب ہیں کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہمارے لئے قرضہ مانگتا ہے۔ تمہارے کمال بخل اور ہمت کی پستی پر افسوس ہے۔ اگر تمکو عقل اور انصاف یاد ہوتا۔ تو تم قرضہ مانگنے سے پہلے ہی جناب الٰہی میں بھیجدیتے اور استقراض تک نوبت نہ پہنچتی اور قرضہ کا نام درمیان میں نہ آتا۔ لکھا ہے کہ حقتعالی نے حضرت موسے علیہ السلام کیطرف وحی کی۔ کہ اے موسے میں اپنے بندوں پر چار باتوں کا شاکی ہوں اور تمہیں ان باتوں سے آگاہ کرتا ہوں۔ **اوّل** یہ ہے کہ میں نے اپنے کمال فضل سے مال اور نعمتات سے انعام فرمایا۔ اور ان کو مفلسی اور ناداری کے دائرہ سے نکالکر دولتمند بنایا اور میں انسے تھوڑا سا بطور قرضہ کے مانگتا ہوں وہ میرے ساتھ بخیلی کرتے ہیں اور مجھکو نہیں دیتے ہیں + **دوم** یہ ہے کہ میں انکو دشمنوں سے ڈراتا رہتا ہوں وہ ان سے نہیں ڈرتے + **سوم** یہ ہے کہ میں ان کو بہشت کیطرف بلاتا ہوں وہ میری بات کو قبول نہیں کرتے + **چہارم** یہ ہے کہ ان کو دوزخ سے منع کرتا ہوں اور سناتا ہوں کہ یہ عمداً اپنے تئیں دوزخ میں ڈالتے ہیں +

رجعنا الے مباحث الزکوٰۃ۔ **روایت** ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ دولتمندوں کو خطاب ہوگا۔ کیف انفقتم اموالکم اے دولتمندو تمنے اپنے مال کو کسطرح خرچ کیا اور فقیروں کو کہا جاویگا کیف امضیتم احوالکم۔ اے میرے فقیرو کسطرح تمہارے اوقات بسر ہوتے رہے تو مومن دانا اس سوال کے ضمن میں اغنیاء کی تادیب سمجھتا ہے۔ اور اس خطاب کے مضمون سے بارگاہ

ایزدی میں درویشوں کی تقریب جانتے ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دولتمندوں کے حق میں فرمایا منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ یعنے تم میں سے بعض دنیا کو چاہتے ہیں اور بعضے آخرت کے طالب ہیں۔ دُنیا کو چاہنے والے تو دولتمند ہیں جو ہمیشہ اسی دولت کے فکر میں رہتے ہیں اور آخرت کے چاہنیوالے فقیر درویش ہیں جو تعلقات دنیویہ کو دست بردار ہوکر اپنے اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ کما قال یریدون وجھہ یعنی فقیر خدا تعالےٰ کی صحبت میں رہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے پاس مال و زر نہیں جو اُنھوں نے خدا تعالیٰ سے روک رکھی۔ اور جو تعلقات کہ درمیان بندے اور اللہ کے حجاب ہو جاتے ہیں حضرات فقراء اس سے تہیدست ہیں جیسے سرِ دفتر اہل تجرید فرید الدین عطار نے فرمایا ہے

فقر را بخویشتن باید شدن — نفس دور از راہزن باید شدن
تو بدو نزدیک نزدیکی ولیک — دور دور از خویشتن باید شدن
بت بود در راہ او ہرچہ نہ اوست — در رہ او بت شکن باید شدن
دوست چون ہرگز نیاید در سخن — عاشقان را بے سخن باید شدن
در رہ عشقش باسیدِ وصال — خاک پیش تن بتن باید شدن
ہمچو لالہ غرقہ خون جگر — زندہ در زیر کفن باید شدن

حدیث۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ صدقات کو قبول کرتا ہے اور اس کو اپنی قدرت کے داہنے ہاتھ میں رکھکر اسکی تربیت کرتا ہے۔ جیسے کوئی کرہ یعنے بچھیرا لیکر پالتا ہے۔ یہاںتک کہ وہ دو تین سال کے بعد بڑا گھوڑا ہو جاتا ہے کذالک حق تعالےٰ ایک لقمہ یا ایک خرما جو راہ مولےٰ میں صدقہ کیا جاتا ہے اس کو ایسی تربیت دیتا ہے کہ قیامت کے مانند کوہ احد کے ہوکر اس بندے مصدق کے حسنات کے پلہ پر رکھا جائیگا اور اس کے بوجھ سے حسنات کا پلہ سیئات کے پلہ سے ترجیح پا جائیگا ✦

سوال۔ کیا حکمت ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ دولتمندوں کے مالوں کی میل اور چرک باوجود نجاست حکمی کے قبول کرتا ہے۔ اور بذات مقدس خود اس نجاست کی مباشرت کرتا ہے کما ورد یاخذ الصدقات ✦

جواب۔ صدقات اور خیرات کے اخذ سے مقصود دولتمندوں کے مالوں کی اوساخ یعنی میل اور چرک لینے سے اصلی مطلب یہ ہے کہ بہشت کا بُستان اس کھاد کے پڑنے سے عمارت پذیر

ہوجائے جیسے دہقان آدمی اپنے کھیتوں میں حیوانات کے گوبر اور نجاست غلیظ جو سب نجاسات سے زیادہ مکروہ ہے۔ کھاد ڈال کر اپنی زراعات کو تربیت کرتے ہیں اور وہ کھاد اشجار اور اثمار وغیرہ کی نضارت اور بہجت کا باعث اور سبب ہو جاتا ہے۔ کذالک ہمارے مالونکی اوساخ یعنے زکوٰۃ نیز باغستان جنت کی نضارت اور تروتازگی کا سبب ہو جاتا ہے۔ اس میری تقریر کے ثبوت کے لئے یہی نظیر کافی ہے کہ روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ قربانی کے جانور کا خون جو پلید ہے پہلے اُس سے کہ زمین پر پڑے قبول الٰہی کے قبضہ میں قرار پکڑتا ہے۔ اور اسیطرح شہیدوں کا خون اور گنہگاروں کی آنکھوں کے آنسو وہ بھی زمین پر گرنے سے پہلے حق سبحانہ وتعالیٰ کے قبول کے قبضہ میں پڑتا ہے +

اور بعض علما کہتے ہیں کہ آدمی کا مال زکوٰۃ دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ گویا کہ تمام مال کی نجاست اس صدقہ میں جمع ہو جاتی ہے۔ جو فقیروں کو دیا جاتا ہے۔ اور بعد ادائے زکوٰۃ کے جو مال باقی رہتا ہے پاک ہے۔ جیسا کہ پلید کنوئیں کے پاک ہونیمیں عنقریب میں نے بیان کیا ہے۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ وہ مطروح پانی یعنے جو پانی شرط طہارت پر کنوئیں سے نکالا جائے۔ وُہ پانی کسی وجہ سے پاک نہیں ہوتا۔ اور فیما نحن میں صدقہ جب فقیروں کے ہاتھ پر پہونچا۔ اُسیوقت فقیروں کے ہاتھ کی برکت سے وُہ پاک ہو جاتا ہے +

مؤلف - اے میرے بھائیو زکوٰۃ کے فضائل اور اُسکی تمام عبادات پر ترجیح کے باب میں حضرات علما نے اپنی اپنی تصانیف میں حکایات اور اشارات وارد کئے ہیں ازانجملہ راقم آثم مسکین فخر الدین چند اشارات اور کمالات اس مختصر میں ہدیہ سامعین وناظرین کرتا ہے تم اُن کو بسمع قبول تلقی فرماؤ +

اشارت - اہل حق کی رائے روشن پر مجلی ہو کہ نماز اور روزہ اور حج کا حسن اور خوبی شریعت کی دلیلوں سے معلوم ہے۔ فقط + اور زکوٰۃ کا حسن وخوبی شرعاً وعقلاً ثابت ہے۔ ترجیح کیوجہ - مثلاً نماز اُسوقت کامل ومعتمد بہا ہوتی ہے کہ اُسکو کامل طور پر ادا کیا جاوے اور اپنے افضل وقت میں گذاری جاوے - اور زکوٰۃ - اور زکوٰۃ کے واسطے کوئی وقت مقرر نہیں اور نہ کوئی حد کمال کی معین ہے +

پہلی دلیل جو کچھ قلیلاً کان او کثیراً قبل حولان الحول کان او بعدہا دیا جائے بجوز جائز ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے اگر کوئی شخص مثلاً نماز کو حالت اختیاری میں کعبہ شریف کی جہت

متوجہ ہوکر نہ گذارے اُسکی نماز درست نہیں بلکہ حضرات علمائے اُس کے کفر کا فتوے دیا۔ اور کافر او غنی یا اپنے باپ یا فرزند کو زکوٰۃ دینی شریعت حقہ میں جائز نہیں جیسا نماز بے سمت کعبہ جائز نہیں۔ اگر عمداً بغیر جہت کعبہ نماز گذاری جاوے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر کافر یا غنی کو یا والد اور ولد کو زکوٰۃ دے تو آدمی زکوٰۃ دینے والا کافر بلکہ آثم بھی نہیں ہوتا وہ ثواب دیا جاویگا۔

تیسری دلیل۔ اگر کوئی شخص اپنی نماز پر زیادتی کرے یا چار کی پانچ یا تین کی چار کی تین کر دے تو بعض صورتوں میں فاسد ہو جاتی ہے۔ اگر زکوٰۃ پر زیادتی کرے۔ یا پانچ روپے کے بدلے چھ روپے دیدے تو من اں وجوہ کان جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

چوتھی دلیل۔ اگر کوئی شخص مقلد یا غیر مقلد نماز لوگوں کے دکھانے اور ریاکاری کے لئے پڑھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ لوگوں کے دکھانے اور نام کیلئے دیا جائے تو کافر نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض فوائد کو فائز ہوتا ہے۔ **نکتہ** یہاں ایک نکتہ ہے کہ اگرچہ ریاکاری کی نظر سے دیجاوے ہمکو کفر سے نگاہ رکھتی ہے۔ قیامت کے دن لائق ہے کیا تجھے دوزخ کی آگ سے نہ بچائے گی؟

پانچویں دلیل۔ تمام امورات شرعیہ میں دل کا حضور شرط ہے ... زکوٰۃ میں دل حاضر ہووے یا نہ ہووے کوئی مضائقہ نہیں۔ اسجگہ فقیروں کے دل کی خوشی ہوتی ہے۔ اور انکی دعا ثمرہ دیتی ہے۔ **قطعہ**

بکوش تا دلِ صاحبدلے بدست آری	کہ ہیچ طاعتِ مقبول پیش ازیں نیست
ہزار سال بصوم و صلوٰۃ گر گذرد	بیک نفس کہ دلے خوش کنی برابر نیست

حکایت حضرت نور الائمہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے دوستوں میں سے دو بھائی تھے۔ بطور تجارت کے کہیں چلے گئے۔ اتفاقاً ایک سائل نے آکر سوال کیا ان دونوں میں سے ایک نے انکار کیا۔ اور دوسرے نے اُسکی حاجت روائی کی۔ کچھ مدت کے بعد میں نے سنا کہ رہزنوں نے اُنپر یورش کر کے اُنکا مال و متاع لوٹ لیا۔ ازانجملہ ایک چور نے ایک بھائی کا مال تمامہ واپس دیا۔ اور زاں بعد ظاہر کیا کہ میں وہی درویش ہوں کہ فلانی جگہ فلانے وقت تمہارے پاس آکر سوال کیا تھا۔ اُس تیرے بھائی نے زکوٰۃ اور صدقات سے محروم رکھا۔ اور تونے خدا سے ڈر کر میری حاجت روائی کی۔ اب اسکی سزا یہی ہے۔ کہ

آج ہم اسکو اسی کے مال سے محروم کریں اور تجکو مال دیکر ممتاز کریں۔ تو اپنا مال سمہال لے اس لئے کہ نیکوکاروں کی جزا ایسی ہوا کرتی ہے۔ اہل اشارت کہتے ہیں ھذا معاملۃ السارق فکیف معاملۃ الخالق صاحبان کرم اور سخاوت کے کہتے ہیں۔ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ تیرے مال سے جو تو نے اپنے کسب سے کمایا ہووے تیرے سے مانگے اور تو خساست کیوجہ سے نہ دیوے تو تیرے جیسا لئیم اور بیمروّت کوئی شخص نہوگا۔ اب غور کی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ جو کچھ مال اور منال اور صحت اور عافیت جان اور تن اور روح وروان کی تازگی جو تو رکھتا ہے۔ سب کچھ اُس پاکذات کے لطف اور کرم اور بخشش سے ہے اب وہ نہائت بندہ نوازی کیوجہ سے اپنے دئے ہوئے مال سے بطور قرضہ کے مانگتا ہے۔ کما ورد مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور تو باوجود قدرت اور استطاعت کے تقصیر کرتا ہے اور بخیلی کرتا ہے۔ دیکھ کہ تجھ سے بڑھکر کون زیادہ لئیمی کرتا ہے

حکایت۔ اہل تواریخ نقل کرتے ہیں کہ سلطان سنجر کے خاصوں کی ایک جماعت مخالفوں کے ہاتھ میں اسیر ہوگئی اور ان کی خلاصی سوائے ادائے فدیہ کے ممکن نہ تھی اور اتفاقاً بادشاہی خزانہ میں اُسوقت روپیہ موجود نہ تھا۔ بادشاہ نے بحسب ضرورت شہر کے دولتمندوں سے بطور استقراض امداد چاہی اور ہر ایک دولتمند کے نام فرمان جاری ہوئے۔ ازانجملہ ایک اہل مروت کے نام بیست ہزار دینار کا پروانہ جاری ہوا۔ جب اُس دولتمند نے اپنے مال موجودہ کا حساب سمجہا تو مال کثیر اُسکی نظر میں آیا اور اپنے دلمیں کہا کہ جس روز سے میں مردمی کے بازار میں بیٹھا ہوں۔ ابتدا میں چار دینار میرا راس المال تھا۔ آج میں چالیس ہزار دینار کا مالک ہوں۔ اور یہ سب کچھ منعم حقیقی کی عنائت اور سلطان سنجر کی حمائت سے ہے اگر آج میرا عادل بادشاہ جس کے سایہ میں میں نے یہ دولت کمائی ہے۔ میرے سے بیست ہزار دینار مانگتا ہے اُسکا بڑا احسان ہے اب مجھ پر بڑی رغبت اور خواہش سے طوعاً زر مطلوبہ اُسکے خزانہ میں بھیجدینی واجب ہے۔ کسی نے یہ بات سنجر تک پہنچا دی۔ سلطان ممدوح اس بات کو سنکر بہت رویا۔ اور کہا وہ شخص جو اس دولت کو میری حمائت کی برکت سے تصور کرتا ہے اور میری شکرگذاری اسطور پر بجالاتا ہے اُس سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا عقل سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اُس پُرتاثیر بات کی برکت سے اُسکا دل ایسا نرم ہوگیا کہ اُس نے اپنی جملہ رعایا سے اُس تکلیف کو معاف اور دور کردیا۔ اور وہ پروانے جو اُن کے نام جاری ہوچکے تھے سب کو باطل کردیا ۞

نکتہ۔ جب سلطان سنجر اپنی شکر گذاری اور فرمانبرداری کے عوض میں دیوانی مطالبات اس منصف سے بلکہ تمامی رعایا سے ہٹا دیتا ہے۔ اگر خداوند حق سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری اور اس کے حکم کی فرمانبرداری اپنے بندے سے شیطانی مطالبات اور نفسانی مطالبات ہٹا دیوے اور اس کو اپنی نظر عنائت سے مخصوص کرلیوے۔ تو اُس کے کرم اور فضل سے کیا عجب ہے +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو تم دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے باوجود اس قدرت کے اپنے بندوں کو زکوٰۃ کا حکم فرما کر کیسی رفق اور لطافت کیساتھ اپنے بندوں سے قرضہ مانگا ہے۔ کہا ورد ق مَنْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ اور دُوسری آئت میں اس پہلی آیت سے زیادہ لطافت کیساتھ فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ اور ان سے قرضہ بھی انہی کے بھائیوں کے لئے مانگتا ہے۔ اور اس قرضہ کے لینے میں اُسکو کچھ اپنا ذاتی فائدہ نہیں۔ جو لوگ عاقبت اندیش اور عزیم شناس ہیں ایسے سودا کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارا مالک جسکی رحمت سے ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے اور اسیکا ادا کیا ہوا ہے۔ جب وُہ ہمارے سے بطور قرضہ کے مانگتا ہے تو ہمکو واجب ہے کہ ہم نہائت خوشی سے ایک کے بدلے دس دینے کو طیار ہو جائیں اور بخیلی اور لئیمی کو اپنے نزدیک آنے ندیں۔ جیسا کہ شیخ یحیٰی معاذ نے فرمایا عجبت لمن یبقی له المال ورب العرش یستقرض له یعنے جس شخص کے مال اسباب موجود ہوا اور مالک عرش کا اس سے بطور قرضہ مانگے اور وہ نہ دے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنے محبوب حقیقی کی محبت نہیں۔ ہم نے مجازی عاشقوں کا حال متقدمین کی تصنیفات سے معلوم کیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے محبوب مجازی کی محبت میں مال اور جان سب کچھ دیدیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ دولتمند فرعون اور شداد اور نمرود کی پس ماندہ کا اپنے منعم حقیقی سے دریغ کرتے ہیں۔ بلکہ اسکو بطور قرضہ کے بھی نہیں دیتے +

نقل ہے کہ جب آیۃ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی۔ تو فخاص بن حازنے کہا ان الله فقیر ونحن اغنیا حیث استقرض عنا۔ حقتعالیٰ نے یہ آئت اس کافر کے جواب میں بھیجی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ اس باب میں اہل اشارت نے ایک نکتہ کہا ہے کہ ایک کافر نے حضرت احدیت جل جلالہ کو ایک بار فقیر کہا حقتعالیٰ نے اپنی قدرت کے کانوں سے اس کافر کی بات کو سُن لیا اور اپنی سمع سے خبر بھیجی۔

جو مومن کہ ازروئے اعتقاد اور خلوص نیت کئی سال اپنے مالک ذوالجلال کو غنی کے نام سے پکارتا رہا ہو اور اپنے تئیں بحکم ان اللہ غنیؔ و انتم الفقراء فقیر اور مسکین سمجھتا رہا ہو۔ اگر اُسکی دُعا سن لیوے اور اسکی زاری اور رونا قبول کرلیوے تو اُس کے کرم و لطف سے عجب نہیں *

اشارت - میں نے ایک عارف سے سُنا کہ وُہ کہہ رہا تھا۔ الٰھی سماک فقیرا و سمیّنا نحن غنیاً و لا یقع الجمع بیننا و بینھم فی القول فنرجوا ان لا یقع الجمع بیننا و بینھم فی النار یعنے الٰہی تیرے دشمنوں نے تجھ کو فقیر کہا ہے۔ اور ہم لوگوں نے تجکو غنی پڑھا ہے آج دُنیا کے عالم میں ہم اُن کے قول کے قرین نہیں ہیں۔ یعنے ہمارے اور ان کے اقوال مختلف ہیں۔ کل یعنے قیامت کے دن ہمکو اپنے کرم سے اُن کیساتھ دوزخ میں قرین ہونیسے بچا لیجیو *

نقل ہے کہ شیخ جنید بغدادی قدس اللہ روحہٗ نے حضرت شاہ مردان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا۔ حضرت شاہ رضؓ نے اس سے سوال فرمایا۔ یا جنید ما احسن الشئی عندک اے جنید تم اولیاؤں کے نزدیک کیا چیز اچھی ہے۔ میں نے عرض کیا تواضع الغنی الفقیر رجاء لثواب اللہ تعالٰی۔ دولتمندوں کو فقیروں کی تواضع اور عزت کرنی باُمید ثواب ہمارے نزدیک سب چیزوں سے بہتر ہے۔ حضرت شاہ مردان نے فرمایا میرے نزدیک سب چیزوں سے یہ بہتر ہے وھو تکبیر الفقیر علی الغنیؔ بتوکلہ علی اللہ تعالٰی اور وہ بڑائی کرنی ہے فقیر کی غنی پر بوجہ توکل اُس کے کے اللہ تعالٰی پر اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کو زکوٰۃ کے ساتھ مقترن فرمایا۔ بسبب اتصال صلوٰۃ و زکوٰۃ کے جیسا کہ جابجا قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے اقامو الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ قائم کیا انہوں نے نماز کو اور ادا کیا زکوٰۃ کو اور یہ دونوں طاعت اصلی ہیں ایک لازمی یعنے نماز کہ ثواب اسکا مصلے کو ہے۔ دوسری متعدی یعنے زکوٰۃ کہ فائدہ اسکا غیر کو ہے اور ثواب زکوٰۃ دینے والے کو۔ اور جگہ ارشاد ہوا اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ برپا کرو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ اور جگہ فرمایا۔ و قولوا للناس حسنا و اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ اور کہو آدمیوں کے حق میں نیک بات اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ۔ اسیطرح سے متعدد مقامات پر قرآن مجید میں حق سبحانہ و تعالٰی نماز کیساتھ ہی ذکر زکوٰۃ کا فرمایا۔ اگر یہ دو گوہر بے بہا یکسان و برابر نہ ہوتے۔ قرآن مجید میں متعدد جا مسلسل منسلک نہوتے جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوا خمسکم و حجوا بیت ربکم و صوموا

شہرکم واغتسلوا من جنابتکم واتوا الزکوٰۃ مالکم طیبۃ بہا انفسکم وادخلوا جنۃ ربکم ط یعنے پانچوں وقت کی فرایضہ نماز ادا کرو اور اپنے پروردگار کے گھر میں یعنے کعبہ شریف کا حج ادا کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو غسل جنابت کرو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو اپنی خوشی نفس سے یعنے بغیر جبر و قہر سے اپنے پروردگار کے باغوں بہشت میں داخل ہو۔ و حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ اپنے مالوں کی محافظت کرو ادائے زکوٰۃ سے جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالیگا۔ زر نقد ہو یا سونا چاندی ہو یا مال تجارتی ناقی ہو بعد سال بھر کے حساب کر کے دسویں حصے کی چوتھائی یعنے سو روپیہ میں اڑھائی روپیہ محتاجوں غریبوں کو راہ خدا میں دیگا۔ اُس کے مال کو حافظ حقیقی جمیلہ آفات سے محفوظ رکھیگا۔ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ ایک نصرانی کے کان تک پہنچی۔ اور اُس نے اس حدیث کو سنا جسقدر مال اُس کے گھر میں تھا سب کی زکوٰۃ نکالی اور مستحقوں کو دیدی۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے مذہب وملت میں زکوٰۃ دینا واجب نہیں تمنے کیوں اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی۔ اُس نے کہا کہ میں پیغمبر خدا کے سچے قول کے ہونیکی آزمائش کرتا ہوں۔ میرا مال تجارتی ہے راہیں خطرناک ہیں۔ غیر ملکوں میں تری و خشکی کی راہ سے جاتا ہے۔ وہاں سے فروخت ہو کر زر نقد آتا ہے۔ راہوں میں خوف وغرق ٹھگوں اور چوروں کا خوف و ڈر ہے اگر میرا مال اس سال بخوف وخطر سہل ومنافع مجکو پہنچ گیا تو فہو المراد اس سے کیا بہتر۔ اگر میرا مال تلف ہوگیا اور راہ میں کوئی نقصان وصدمہ پہونچا۔ یا مال میں لوٹا ہوا شمشیر برہنہ کھینچکر رسول خدا کے پاس جاؤنگا اور اپنا مال تلف شدہ اُنسے لونگا۔ اور اُن کی حدیث وقول کی تکذیب کرونگا۔ چند روز کے بعد اُس نصرانی کے پاس خبر آئی کہ اُس کے مال کو ٹھگوں نے لوٹ لیا۔ اور غارت کر دیا۔ وہ نصرانی مکے میں رہتا تھا جب اُس نے یہ حال پرملال سُنا۔ نہایت غیظ وغضب میں ہوا۔ اور اپنے ہم قوم کی ایک جماعت کثیر کو جمع کر کے مسلح و ہتھیار باندھ آمادہ جنگ ہو کر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کیجانب روانہ ہوا۔ ہنوز مسجد نبوی کے قریب نہ پہنچا تھا۔ کہ اُس کے شریک اور گماشتے کا خط پہونچا۔ کہ حسن اتفاق سے ہمارے اونٹ تھک کر راہ میں فلاں مقام پر رہ گئے تھے اور قافلہ آگے بڑھ گیا تھا۔ اُسکو ٹھگوں اور رہزنوں نے لوٹ لیا اور غارت کر دیا۔ اور ہم مع مال واسباب خدا کے فضل وعنایت سے بچ گئے۔ اور مال صحیح وسالم مقام مقصود میں پہنچگیا۔

تم اطمینان خاطر رکھنا۔ جونہی یہ خبر اُس نصرانی نے سُنی بہت خوش ہؤا۔ اور ہتھیار کھول ڈالے اور اپنے ساتھیوں کو رخصت کر دیا۔ اور فرحاں و شاداں خدمت بابرکت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آستانہ بوسی کی اور عرض کی۔ صدق رسول اللہ ووجب علےَّ الاسلام سچ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور واجب ہے مجھپر اسلام لانا۔ یہ کہکر حضرت کے قدم مبارک پر اُس نے اپنا سر رکھدیا اور مشرف باسلام ہؤا۔ اور ہر سال اپنے مالکی زکوٰۃ دینے لگا اور حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا قد افلح من تزکی نجات پا گیا وہ شخص جس نے مال کی زکوٰۃ دی۔ اور حضرت سرور کائنات علیہ التحیات نے فرمایا من ادے زکوٰۃ مالہ اعطاہ اللہ تعالیٰ بکل دانق مدینۃ فی الجنۃ فی کل مدینۃ سبعون قصرا فی کل قصر سبعون بیتًا فی کل بیت سبعون سریرًا علے کل سریر سبعون فراشا غلظ کل فرش سبعون ذراعًا وعلیہا حور من العین۔ جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ دے اللہ تعالےٰ اُس کو ہر رتی بھر مال کے بدلے جو اُسنے راہ خدا میں دیا ایک شہر جنّت میں عطا فرمائے اور ہر شہر میں ستّر محل ہوں اور ہر محل میں ستّر محلسرائیں ہوں اور ہر محلسرا میں ستّر تخت ہوں۔ اور ہر تخت پر ستّر بچھونے ہوں اور ہر فرش کی موٹائی ستّر گز کی ہو۔ اور اُسپر ایک حور بڑی آنکھ والی بیٹھی ہو ؎

اے مومنو! یہ اجر و ثواب تمکو پہنچتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ کا دینا نفس انسان پر نہائت سخت دشوار ہے پر مال اندک پر ثواب بیشمار ہے سو روپے میں اڑھائی روپیہ کا نکالنا سال بھر کے بعد دولتمندوں کو نہائت ناگوار ہے۔ شیطان ہزاروں مکر و حیلے تعلیم کرتا ہے اور منافع دنیوی و اُخروی کے حصول سے روکتا ہے۔ اور زکوٰۃ ایک امتحان ہے و آزمائش جناب باریتعالےٰ کے بندوں کے لئے جو لوگ دوستی کا دعوے کرتے ہیں اور محبّت ایزدی کا دم بھرتے ہیں اُن کے لئے کوئی نشان چاہئیے۔ اور مال بھی انسان کا محبوب ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کی محبت میں انکا سچّا دعوےٰ ہے تو مال اُن کے نزدیک محبوب نہ ہوگا۔ اور جن لوگوں نے اس بھید کو پہچانا ہے وہ تین گروہ ہیں۔ **ایک** صدیق جو مال پاس رکھتے تھے راہ خدا میں صرف کر ڈالتے تھے۔ اور کہتے تھے دو سو روپے میں سے پانچ روپے خدا کی راہ میں دینا بخیلوں کا کام ہے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل مال اپنا پیغمبر خدا صلعم کی خدمت میں لا کر حاضر کر دیا۔ حضرت نے پوچھا کہ تم نے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا۔ عرض کی کہ خداوند عالم کو کہ وہ کافی و رزّاق عالم ہے۔ **دوسرا فریق** جو آدھا مال راہ خدا میں

دینکو لائے۔ جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
اے عمرؓ اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا۔ انہوں نے عرض کی آدھا مال آنحضرتؐ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بینکما مابین کلتکما فرق وتفاوت مراتب ودرجات تمہارے
اور ابوبکر کے درمیان میں خود تمہارا قول ہے کہ انہوں نے کُل مال خیرات کردیا۔ صرف ذات
پاک رب العزت کو اہل وعیال کے لئے کفیل چھوڑا۔ اور تم نے آدھا مال خیرات کیا اس سے
تفاوت درجہ معلوم کرلو۔ تیسرا گروہ ضعیف دل تھا کہ سو روپے سے پانچ روپے دیئے
اور زیادہ اس سے نہ دے سکے۔ اور اس دینے سے درویشوں اور محتاجوں پر احسان رکھا
اور یہ تیسرے درجہ کے لوگ ہیں۔ جو اسقدر بھی نہ دے سکیں وہ خدا تعالیٰ کی دوستی
اور محبت سے بے نصیب ہیں + اب آداب زکوٰۃ سُننا چاہئے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے۔ جو کوئی اپنی عبادت کو زندہ رکھنا چاہے کہ
طاعت بے رُوح نہ ہو اور ثواب دوچند ہو۔ اُسکو چاہئے کہ سات باتوں کو نگاہ رکھے +

ادب اوّل یہ کہ ادائے زکوٰۃ میں جلدی کرے قبل سال تمام ہونیکے محتاجوں اور
مستحقوں کو دیدے کہ اُسمیں تین فائدے ہیں۔ ایک تو خوشی اور رغبت زکوٰۃ دینے والے
کی پائی جاتی ہے۔ بعد سال تمام کے مجبوری زکوٰۃ دیگا عذاب الٰہی کے ڈر سے نہ خدا تعالیٰ کی
محبت اور دوستی سے + دُوسرا فائدہ محتاجوں اور غریبوں کے دلوں کو خوش کرنا ہے
جب اُنکو انتظار و امید کے پیشتر ملجائیگا۔ حاجت برآری کرینگے۔ اور خلوص دل سے زکوٰۃ
دہندہ کے حق میں دعائے خیر وبرکت کریں گے کہ ان کو بلا تکلف ملا دُعا اُنکی مستجاب
ہوگی۔ زکوٰۃ دینے والے کو فائدہ و نفع ہوگا + تیسرا فائدہ عوائق اور موانع سے بےخوف
ہوجانا شاید تمامی سال پر کوئی ایسا حادثہ پیش آوے۔ جس سے زکوٰۃ دینا رُک جائے
اور نہ دیسکے۔ اور اسکی خیر وبرکت سے محروم رہے۔ ایک بزرگ حمّام میں گئے اُن کے دلمیں
گذرا کہ یہ پیراہن کسی ننگے محتاج کو دیدینا چاہئے۔ اُتار کر خادم کو دیا۔ کہ کسی محتاج کو دیدے
جب حمّام سے نکلے لوگوں نے کہا اسقدر عجلت پیراہن کے دینے میں کیا ضرور تھی۔ اُنہوں
نے کہا اس خیال سے میں نے جلدی کی اور خادم کو دیدیا شاید کہ شیطان راہزنی کرے۔
اور اس امر خیر سے روکدے بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ مستحقوں اور مسکینوں کو چھپا کر دے۔ تاکہ
ریا سے محفوظ رہے۔ اور نیّت خالص ہو۔ اور بدگمانی خلق کا خیال ہو تو ظاہر کرکے دے۔

یہ بھی بہتر بات ہی مگر پوشیدہ دینے والے کا مرتبہ زیادہ ہے کہ وُہ زیر سایہ عرش ہوگا ۔
چوتھی بات یہ ہے کہ احسان رکھنے اور ایذا دینے سے محتاجوں اور غریبوں کو زکوٰۃ کا ثواب نہ ضائع کرے کہ حق سبحانہ جلشانہ فرماتا ہے ولا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اور نہ باطل کرو تم اپنے صدقوں کو احسان رکھنے اور تکلیف دینے سے بڑی حماقت اور بیوقوفی کی بات ہے کہ فرض خدا کا ادا کرے اور ثواب آخرت کا ذخیرہ اپنے واسطے جمع کرے ۔ اور احسان مساکین پر رکھے ۔
پانچویں بات یہ ہے کہ جو مال حلال اور بہتر ہو زکوٰۃ کا روپیہ اسی مال سے دے کہ خدا تم فرماتا ہے ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اور نہیں ہو تم اُس کے لینے والے ۔ خدا تعالیٰ ایسی زکوٰۃ کو قبول نہیں فرماتا چھٹی بات یہ ہے کہ جو کچھ دے بطیب نفس اور خوشی خاطر سے دے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک درہم صدقہ میں خوشی سے دینا بہتر ہے ۔ اور ہزار دینار ناخوشی سے دینا مقبول نہیں ہے ۔ ساتویں بات یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ دے بنظر توہین وحقارت اُسکو نہ دیکھے اور اُس سے پیچھے سلام کرنیکا امیدوار نہ رہے جیسے زکوٰۃ دینے والے کو ان ساتوں باتوں کا پاس و لحاظ رکھنا چاہئے ویسا ہی زکوٰۃ لینے والے کو سات آداب کا خیال رکھنا ضرور ہے ۔ اوّل ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والے کو بلا ضرورت نہ لینا چاہئیے ۔ دُوسرا ادب یہ ہے کہ جو کچھ لیوے اُسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اُس کے فضائل و احسان کی شکرگذاری بجالاوے اور دینے والے کو صرف وسیلہ سمجھے اور خدا تعالیٰ کا مسخر و فرمانبردار تصور کرے حق تعالیٰ اُس کے دل میں اگر نہ ڈالتا تو وہ یہ مال صدقہ اُسکو کیوں دیتا ۔ لیکن شکر اسکا بھی کرے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس نے آدمیوں کا شکر نہ کیا جو اُس کے محسن ہیں اُسنے خدا کا شکر نہ کیا ۔ سمجھنا اور غور کرنا چاہئے ۔ خالق عالم اپنے بندوں کی شکرگذاری و مدح فرماتا ہے ۔ اگرچہ وُہ اُنکا اور اُن کے اعمال کا پیدا کرنیوالا ہے ۔ نعم العبد انہ اواب انہ کان صدیقا نبیا ۔ اچھا بندہ ہے کہ رجوع لایا اور یقینی تھا وُہ سچا نبی ۔ تیسرا ادب یہ ہے کہ دینے والے کے حق میں دُعا کرے اور کہے طہر اللہ قلبک فی قلوب الابرار و زکی عملک فی الاعمال الاخیار وصلی اللہ روحک فی ارواح الشہداء ۔ پاک کرے اللہ تیرے دل کو نیکیوں کے دلوں کے ساتھ ۔ اور پاک کرے تیرے عمل کو اچھے لوگوں کے اعمال کیساتھ ۔ اور ملاوے اللہ تیری

روح کو شہیدوں کی روح لیجاتا ہے ۔ چوتھا ادب یہ ہے کہ حرام کا مال نہ دے ۔ جیسے سود کی
مال یا ظالم کا مال ۔ پانچواں ادب یہ ہے کہ اگر اپنے سے زیادہ کسی کو محتاج و غریب دیکھے
اسکو بتادے اور زکوٰۃ دلاوے اور خود نہ لے ۔ تاکہ اس آیہ کریمہ کے تحت میں داخل ہو جاوے
ویؤثرون علیٰ انفسہم ۔ یعنی ترجیح کرتے ہیں اپنی ذاتوں پر ۔ چھٹا ادب یہ ہے کہ سوال
وطلب نہ کرے تاکہ سائلوں کے وعید میں شامل نہو ۔ اور جو لوگ کہ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے
خدا تعالیٰ نے اُن کے حق میں وعید یعنی اپنے عذاب سے ڈرایا اور فرمایا الذین یکنزون
الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم ۔ یوم یحمیٰ علیہا
فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم ہذا ما کنزتم لانفسکم
فذوقوا ما کنتم تکنزون ۔ یعنی جو لوگ کہ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا
میں اسکو خرچ نہیں کرتے ۔ اور اسکی زکوٰۃ نہیں نکالتے ۔ اُن کو خوشخبری دیدو اے محمد
مصطفیٰ عذاب دردناک کی کہ جس روز گرم کیا جائیگا وہ سونا اور چاندی آتش دوزخ میں
پس داغدی جائینگی پیشانیاں اُن کی اور پہلو اُن کے اور پیٹھیں اُن کی ۔ اور کہیں گے
اُن سے فرشتے عذاب کے یہ وہی تو ہے جسکو تم نے جمع کیا تھا اپنی ذاتوں کیواسطے آج چکھو
مزہ اسکا جسکو تم دُنیا میں جمع کرتے رہے ۔ اور اسکی محبت اور فکر حصول میں حلال و حرام
میں امتیاز نہ کیا ۔ حق سبحانہ جل شانہ نے ذکر پیشانی و پہلو و پشت کا مخصوص فرمایا عذاب
کے لئے ۔ اسوجہ سے کہ جب ان کے پاس غریب و محتاج سائل آتا تھا ۔ تیوری چڑھا لیتے تھے
کہ یہ علامت غصہ و خفگی کی ہے اور منہ پھیر کر دوسری طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور اسکی طرف
پیٹھ پھیر لیتے تھے ۔ سوال اُسکا سخت ناگوار گذرتا تھا ۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیگا جسم وزر کو گرم کر کے
ان تینوں اعضا کو اس کے داغ دیں ؛

اور فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانع الزکوٰۃ فی النار یعنی زکوٰۃ دینے
سے دوسروں کو منع کرنیوالا وہ بھی عذاب میں اُسکا شریک ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی چارپایہ رکھتا ہے ۔ جیسے بکری اونٹ وغیرہ رکھتا ہو ۔ اور اسکی
زکوٰۃ نہ نکالے ۔ روز قیامت کے اللہ تعالیٰ انہی چارپایوں کو اسپر مسلط اور مامور کریگا کہ
اپنے اپنے سینگوں سے ماریں گے اور دانتوں اور کھروں سے اسکو روندیں گے ۔ جب تک تمام
خلق کا حساب وکتاب ہووے اسی عذاب دردناک میں مبتلا رہیں گے یہ اخبار صحیح مسلم شریف میں

مذکور ہے ؀

جاننا چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ دینا فرض عین ہے مسلمان آزاد بالغ عاقل پر جب کہ وُہ مالک نصاب کا ہو کہ وہ پچپن روپے رائج الوقت کے حساب سے ہوتے ہیں اور وہ روپے نامی ہوں بڑھتے جائیں نفع و تجارت سے اور وہ روپئے حاجت اصلی سے زائد ہوں اور وہ شخص کسی کا قرضدار نہ ہو اور تمام سال اُسپر گذر جائے اسمیں سے زکوٰۃ دینا فرض ہے اور سال قمری شرط ہے بارہ مہینے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیا۔ سال شمسی فصلی کا حساب نہیں ہے۔ کہ وہ تیسرے برس تیرہ مہینے کا ہوتا ہے۔ ایک مہینہ لوند کا زائد ہوجاتا ہے۔ اور زکوٰۃ کافر اور لڑکے نابالغ اور مجنون اور قرضدار پر واجب نہیں ہے۔ اور زکوٰۃ عورتوں کو زیور سونے چاندی اور لباس و پوشاک سے حساب کرکے نکالنا واجب ہے اور اگر اُس کا مالک مرد ہو تو اُسپر واجب ہے۔ اور اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کے مہر کا دوسَو روپے کا دیندار ہے۔ اور دوسَو روپے وُہی اُسکی ملک میں ہیں۔ اُسپر زکوٰۃ اُسکی واجب نہیں۔ مہر معجّل ہو خواہ مؤجل ہو اور سونے کی نصاب بیس مثقال ہے (مثقال ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ بیس مثقال کے نوّے ماشے ہوئے۔ جسکا ساڑھے سات تولہ ہوا) اسمیں سے نیم مثقال (یعنے سوا دو ماشے) نکالنا واجب ہے۔ اور دوسو روپے کی چاندی سے پانچ روپے نکالنا واجب ہے۔ اور جو اسباب تجارتی ہو اور قیمت اسکی جس نصاب سونے یا چاندی کو پہنچے زکوٰۃ ہے۔ اور تیس بیل و گاؤ میں سے ایک تبیعہ یعنے یکسالہ بچھڑا اور چالیس سے مسنّہ یعنے دوسالہ بچھڑا اُلٹھ بیل گاؤ تک درست ہے۔ جب ساٹھ ہوجائیں تو دو تبیعہ واجب ہے۔ پس تیس گائے سے ایک تبیعہ اور ہر چالیس سے ایک مسنّہ واجب ہے اور وہ مسنّہ جو پورا دو برس سے زائد تیسرے برس میں شروع ہوا۔ اور بھینسیں گاؤں کے حکم میں ہیں اور بکریوں کی نصاب چالیس ہے ہر چالیس پیچھے۔ ایک بکری واجب ہے۔ اور ایکسو بیس میں دو اور دوسو میں تین اور چارسَو میں چار بکریاں واجب ہیں بس ہر سینکڑے کا یہی حکم ہے۔ اور اونٹوں کی نصاب پانچ ہیں یعنے پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری واجب ہے۔ اور دس میں دو۔ اور پندرہ میں تین اور چوبیس میں چار بکریاں اور پچیس میں بنت مخاض کہ وہ یکسالہ بچہ ہوتا ہے۔ واجب ہے۔ اور گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اسی پر فتوا ہے ؀

اور مصرف زکوٰۃ کے جنکو زکوٰۃ دینا چاہیئے۔ وہ لوگ ہیں کہ حقتعالےٰ اُن کو قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم ۰ صدقات اور زکوٰۃ انہیں کو دنیا چاہیئے جوکہ فقیر ہیں اور مسکین ہیں اور زکوٰۃ کے تحصیل کرنیوالے ہیں اور مؤلفہ قلوب ہیں اور غلام ہیں اور قرضدار ہیں۔ اور خدا کی راہ میں ہیں اور مسافر ہیں یہ حکم اللہ ہی کیطرف سے واجب کیا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ للفقراء والمساکین۔ مسکین اُسکو کہتے ہیں جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ اور فقیر اُسکو کہتے ہیں کہ اُس کے پاس تھوڑا سا کھانے کو ہے۔ اور امام شافعی رح کا قول اُس کے برعکس ہے۔ والعاملین علیہا محصل اور کارکن جوکہ صدقات وزکوٰۃ کی تحصیل کرنیکے لئے مامور ہیں۔ اُن کو بھی حصہ دینا چاہیئے۔ والمؤلفۃ قلوبھم مؤلفہ قلوب ایک گروہ کافروں سے تھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کو حصہ صدقات سے مرحمت فرماتے تھے اور وُہ مسلمانوں کیساتھ ہوکر کافروں سے جنگ و مقابلہ کرتے تھے۔ زمانہ خلافت امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بصلاح و مشورہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے نکالدیئے گئے۔ وفی الرقاب مکاتب کو دینا چاہیئے کہ اپنی قیمت مالک کو دیکر آزاد ہو جائے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوکوئی ایکدرم دیکر مکاتب کی گردن چھوڑا دے وہ ایک غلام کے آزاد کرنیکا ثواب پائیگا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یسر مضطرًا یسر اللہ لہ جوکوئی کسی تنگدست مفلس کی حاجت کو روا کردے اور اسپر آسانی کردے اللہ تعالےٰ اُس کے کاموں کو آسان کردے۔ والغارمین یہ وُہ لوگ ہیں کہ جن کے ذمے قرض ہے اور یہ اُسکی ادائی سے معذور ہیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جوکوئی کسی حُر کو آزاد کرے یعنے درحقیقت وہ کسی کا غلام نہیں مگر قرضے کے باعث سے مثل غلام کے ہیں جا نہیں سکتا اُس کے بہشت میں داخل کرانے کا میں ضامن ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ حُر کو کیونکر آزاد کریں۔ حضرت نے فرمایا اُسکا قرضہ چھوڑا دو۔ وفی سبیل اللہ اور خدا کی راہ میں۔ بعضوں کے نزدیک غازی اور مجاہدین کہ خدا کی راہ میں جانبازی کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اعان غازیا ولو بسوط فکانما بنی الکعبۃ سبعین مرۃ۔ جس نے کسی غازی کی مدد کی ایک کوڑہ ہی دیکر پس گویا اُس نے کعبہ شریف کو

ستغفر بار بنایا +

اور بعضوں کے نزدیک عالم لوگ ہیں کہ اُن کے علم کے سبب سے دُنیا قائم ہے ولولا العلماء لھلک الجھلاء اگر عالم لوگ دنیا میں نہ ہوتے جاہل ہلاک ہوجاتے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوام الدنیا بعلم العلماء قائم رہنا دُنیا کا عالموں کے علم کی برکت سے ہے ۔ اسی لئے خرچ اور نفقہ اہل علم کا سب پر واجب ہے ۔ اور ذخیرہ میں کہا ہے کہ نفقہ علماء کا شاگردوں اور متعلموں پر بقدر کافی ہونے اُن کے خرچ کے بیت المال سے دینا فرض ہے ❊ اور بعضوں کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد حفاظ و قرآن خوان ہیں لہ اھل القرآن اھل اللہ ۰

خاص حدیث ہے اور کفایہ شعبی میں مذکور ہے کہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہر قاری قرآن کے لئے سال بھر میں دوسو دینار یا ہزار درم ہیں بیت المال سے یعنے اسقدر ان کو ملنا چاہئے ۔ اور بعضوں کے نزدیک اس سے وہ لوگ مُراد ہیں جو حج بیت اللہ کو جاویں ۔ انکا مصارف اس سے دینا چاہئے کہ ایک مرد نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں عرض کی یارسول اللہ میں حج کے لئے نہیں جاسکتا حضرت نے فرمایا تیرے پاس کچھ خرچ ہے اُس نے عرض کی تین درم ہیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا ۔ جو شخص حج کو جاتا ہے اُسکو دیدے تجھکو حج مقبول کا ثواب ملیگا ۔ وابن السبیل اور راہ کے چلنے والے اس سے مراد وہ مسافر ہیں جو راہ میں بسبب نہ ہونے زاد راہ کے کسی مقام میں عاجز و درماندہ ہوں اُن کو اسقدر دینا چاہئے کہ وہ اپنے وطن میں پہنچ جائیں ۔ زکوٰۃ کا مال بنی ہاشم کو دینا روا نہیں ہے (بوجہ ان کی سیادت و احترام کے اور یہ خیرات و صدقات فضلہ ہے اُن کو دینا نہ چاہئے) جیسے حارث کی اولاد اور عباس کی اولاد ہے ۔ یا اُن کے غلام لونڈی ہیں اور اپنے اصل و فرع کو یعنے باپ دادا پردادا اور بیٹے پوتے ۔ پرپوتے کو ۔ اور اپنے غلام کو اور دولتمند آدمی کو زکوٰۃ دینا نہ چاہئے ۔ اور کفن دینا اور مسجد و پل بنانا بھی درست نہیں مال زکوٰۃ سے +

جاننا چاہئے کہ تلاش کرنا ایسے لوگوں کو جن کے دینے میں اجر و ثواب زیادہ ہو مستحب ہے پہلے چاہئے کہ پارسا اور متقی آدمی کو ڈھونڈ کرے کہ اسمیں بڑا ثواب ہے ۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطعموا طعامکم الاتقیاء اپنے کھانے سے پرہیزگار لوگونکو

کھانا کھلاؤ کہ ان کو قوت اور طاقت طاعت اور عبادت پر ہو۔ اور ثواب میں اُسکا شریک ہو
ایک بزرگ اپنے مال کی زکوٰۃ بجز صوفیوں کے اور کسی کو نہ دیتے تھے۔ لوگوں نے اُسکی وجہ پوچھی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ صوفیوں کی ہمت سوائے طلب حق کے اور کچھ نہیں ہے اور جب اُن کو حاجت ہوئی تو اندیشہ اُن کا پراگندہ ہوا۔ اور میں ایسے ایک دل کو جو طالب حق ہو حضور الٰہی میں لیجاؤں ویسے سو دل سے بہتر جانتا ہوں۔ جنکی ہمت طلب دُنیا ہو۔ یہ بات اُس بزرگ کی حضرت خواجہ جُنید بغدادی قدس سرہٗ نے سُنی۔ تو ارشاد کیا کہ یہ مرد ایک ولی ہے اولیاء اللہ سے۔ دُوسرے زکوٰۃ اُس کو دینا چاہئے۔ جو کہ اہل علم ہو۔ اور طالب علم ہو کہ جب وُہ تحصیل علم سے فارغ ہو تو دینے والا بھی ثواب تحصیل علم میں اُسکا شریک ہو۔ تیسرے اس شخص کو دے جو اپنے احتیاج کو غیرت اور شرم سے پوشیدہ رکھتا ہو۔ اور عزت وقار سے اپنی اوقات بسر کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف جاہل اور احمق اُنکو دولتمند جانتے ہیں۔ بسبب اُن کے نہ سوال کرنیکے چوتھے اُس شخص کو دینا چاہئے جو عیالدار ہو۔ لڑکے بالے بہت رکھتا ہو۔ تاکہ اُسکی جہت سے اسکو فکر معیشت اطفال سے فراغت ملے اور اس کو مزید ثواب ملے۔ اور درجہ بلند ہو۔ پانچویں اُس شخص کو دینا چاہئے جو بیمار ہو کہ اُسکی اعانت اور وسیلے سے دوا و علاج میں صرف کرے اور وُہ ثواب بیشمار پائے۔ چھٹے اپنے اعزا واقربا کو دے کہ ثواب صلہ رحم وصدقہ دونوں کا پاوے اور اُسکو دے جو اُس سے محبت و دوستی اور نسبت برادری کی رکھتا ہو کہ وُہ بھی عزیز قریب میں شامل ہے۔

کیمیائے سعادت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ میں ایسا لکھا ہے کہ ایک درم صرف کرنیکا ثواب سات سو درم کے برابر نص قرآنی سے ثابت ہے۔ حق تعالےٰ جلشانہ فرماتا ہے مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضاعف لمن یشآء۔ جو لوگ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں۔ اُنکی مثال ایسی ہے جیسے دانہ گیہوں یا جوار یا باجرہ کا۔ جب اُسکو زمین میں بو دیں تو اسمیں سات بالیاں اُگیں۔ اور ہر بالی میں سات سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ اُس سے بھی دوچند کرتا ہے۔ جس کے لئے چاہتا ہے یعنی ایکدرم کا ثواب چودہ سو درم کے برابر عطا فرماتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کو محل وموقع تلاش کرکے دینا چاہئے

اگر بغیر تفحص دے گا سات سو کا ثواب پا دیگا اور اگر تفحص کر کے دیگا چودہ سو کا ثواب پائے گا نفعنا اللہ وایاکم حق سبحانہ جلشانہ جمیع مسلمانوں کو توفیق نیکی و ثواب عطا کرے +

ادب دوم - یہ ہے کہ زکوٰۃ ماہ محرم میں دے کہ وہ مہینہ بزرگ و محترم ہے - اور شروع سال کا اس مہینے سے ہوتا ہے یا ماہ رمضان میں دے جسقدر ایام بزرگ میں دیگا اُسیقدر زیادہ اجر و ثواب ہوگا - حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کہ سخی ترین آدمیوں کے تھے حضرتؐ کی جود و سخا کا قرآن مجید شاہد و گواہ ہے - زکوٰۃ تمام سال تک محتاجوں و غربا کو مرحمت فرماتے تھے اور ماہ رمضان میں تمام و کمال عطا فرماتے تھے - اور زکوٰۃ ہمیشہ ظاہر کر کے کرتے تھے - فرائض اور نوافل صدقات میں اور علمار کا ایک گروہ اسبات پر ہے کہ چھپا کر دینا نفل ہی صدقوں سے متعلق ہے اور فرض صدقوں میں ظاہر کر دینا اولےٰ ہے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں - کہ یہ زکوٰۃ نہیں دیتا - اور خدا کا حکم بجالانا جلدی کرنے کی دلیل ہے - اور زکوٰۃ ادا کرنے میں دوسرے مالداروں کو رغبت اور شوق پیدا ہونیکا سبب ہوتا ہے - مگر نفل صدقوں میں چھپا کر دینا اولیٰ ہے - حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ چھپا کر صدقہ دینا نفل میں ستر درجہ اولیٰ اور افضل ہے ظاہر کر کے دینے سے جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ یعنے پوشیدہ دینا اللہ کے غضب کو فرو کر دیتا ہے +

ادب سوم یہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ اطیب یعنے پاک اور حلال مال سے دینا چاہئے اس لئے کہ جو چیز فی سبیل اللہ دیجائے وُہ دینے والے کے لئے واسطے عالم بقا کے جمع کیجاتی ہے کہ قیامت کے دن بحکم وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ اُسی منوالی کو ملجائیگی اگر وُہ چیز حلال اور پاک ہوگی تو حق سبحانہ و تعالیٰ بفحوائے إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ اُسکو قبول کر کے اپنے خزانہ میں ذخیرہ کر دیتا ہے +

مؤلف - اے میرے بھائیو جو چیز صدقہ یا زکوٰۃ کی وجہ سے دیا کرو چاہئے کہ وُہ من کل الوجوہ سب چیزوں سے چیدہ اور پسندیدہ ہوا کرے - اگر حق سبحانہ و تعالیٰ نے تم کو دو سو درم کھرے اور خالص عطا کئے اور وہ درمیں اپنے نفس کے لئے یا اپنے وارثوں کے واسطے جمع کر رکھے اور ردی اور کھوٹے درم دفع الوقتی کیوجہ سے زکوٰۃ یا صدقہ کا نام کر کے خدا تعالےٰ کو بھیجدئے تو گویا تم نے اپنے خدا کیساتھ دغابازی کی فَمَا أَسْوَءَ مُعَامَلَتَكَ مَعَهُ اگر تم جانتے ہو کہ کل مال سے ہمارا مال وہی ہوگا جو قیامت کے دن ہمارے کام آئیگا

باوجود اس علم کے اگر تم خزانہ الٰہی میں کھوٹی ردّی چیزیں اور اپنے وارثوں کے لئے اچھی اچھی چیزیں چھوڑیں فما احمقک ترکت الجید لاعدائک واخترت الردی لنفساء۔

ادب چہارم۔ چوتھا ادب یہ ہے کہ معطی اپنے عطا اور داد و دہش کو حقیر اور چھوٹا سمجھا کرے ایسا نہ ہو کہ اپنی سخاوت پر نازاں ہو کر تکبر اور عجب کے دام میں گرفتار ہو جائے اسیواسطے بزرگان دین نے کہا ہے کہ طاعت اگرچہ کتنی ہی ہو مگر طاعت کرنیوالا اس کو قلیل ہی تصوّر کرے تاکہ وہ لائق قبولیت کے ہو جائے۔ اور نیز انہوں نے کہا ہے۔ کہ صدقہ تین چیزوں سے کامل ہوتا ہے۔ صدقہ کبیر کو صغیر سمجھنا۔ اور اسکے ادا کرنے میں جلدی کرنی۔ اور حما امکن اس کے چھپانے میں کوشش کرنی۔

زکوٰۃ لینے والے کے آداب

زکوٰۃ لینے والے کے آداب پانچ ہیں:۔ اوّل یہ ہے کہ فقیر یا کوئی دوسرا مستحق جب اسکو زکوٰۃ کا مال پہونچے تو اسکو حق تعالیٰ کا عطیہ جانے اور وہ فقیر اس نعمت عظمیٰ کا خیال اپنے حق میں مشاہدہ کرے اور کہے کہ خدا کا میرے پر بڑا احسان ہے کہ مجکو اس فتنہ یعنے مال کے فتنے سے فارغ کیا اور دیگر لوگوں کو مال کے فتنہ میں مبتلا کیا اور مجکو تمام مال کی فکر اور اسکی محافظت کے غم سے آزاد اور مبرّا کیا اور دولتمندوں کو ہمارا مسخر بنایا کہ وہ ہمارے مایحتاج کو ہمارے پاس بھیجتے ہیں اور ہم اطمینان سے اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ جب کوئی دولتمند زکوٰۃ یا صدقہ کا مال اسکو پہنچائے۔ تو وہ فقیر معطی سے لینے کے وقت ایسا خیال کرے کہ یہ مال میں اپنے حق تعالےٰ سے بیواسطہ لیتا ہوں۔ کما ورد اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَتَقَعُ فِیْ یَدِ الرَّحْمٰنِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْ کَفِّ الْفَقِیْرِ

دوم۔ یہ ہے کہ معطی کی شکر گذاری بھی کرنی ضروری ہے اس لئے کہ یہ عطیہ اسکے ذریعہ سے اسکو پہونچا اور حق سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے درمیان واسطہ ہے اس ذریعہ کا شکر ادا کرنا فقیر پر لازم ہے۔ کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ جسنے آدمیوں کی شکر گذاری نہیں کی اس نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔ اور معطی بندے کا شکریہ ہے کہ اس کے عطا کو رد نہ کرے۔ اگر وہ تم کو نہ دیوے تو اس کو ملامت اور عداوت نہ کرو اور ویسا ہی معطی کو لازم ہے کہ اسکی عطا کتنی ہی بڑی ہو وے

اسکو حقیر اور بضاعت مزجات سمجھے اور زکوٰۃ کے لینے والے کو بھی لازم ہے کہ عطا اگرچہ حقیر ہووے اسکو بزرگ اور کثیر ہی تصوّر کرے۔ اور وقت قبض کے قابض کو معطی کے حق میں یہ دُعا کرنی مسنون ہے طَهَّرَ اللّٰهُ قَلْبَكَ فِي قُلُوْبِ الْاَبْرَارِ وَزَكّٰى اللّٰهُ عَمَلَكَ فِي الْاَخْيَارِ وَصَلَّى اللّٰهُ رُوْحَكَ فِي اَرْوَاحِ الشُّهَدَاءِ۔ کما ورد فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے اُسکا بدلہ اپنے اُوپر لازم سمجھو۔ اگر تم سے اُسکا بدلہ نہو تو اُس کے واسطے دُعا ہی کیا کرو۔ دُعا بھی اُسکا بدلہ ہو جاتی ہے۔

سوم یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والے پر لازم ہے کہ زکوٰۃ والے کے مال میں تامّل کرے اور دیکھے اگر اس عطیہ میں کسیطرح کی حرمت یا شُبہ دیکھے تو اُس زکوٰۃ کو قبول نہ کرے۔ اور اتقاء اور ورع کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ کما ورد وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ اللہ تعالےٰ اُسکو ایسی جگہ سے رزق بھیجدیتا ہے کہ اُسکے خیال میں نہ ہووے۔ سلطان کے لشکریوں سے کسیطرح کا صدقہ نہ لینا چاہئے اور ظالموں اور کچہری کے عاملوں سے خذ لهم اللّٰه في الدّارين۔ جو لالچ اور طمع کیوجہ سے حق کو ناحق کر دکھاتے ہیں۔ اصلاً قبول نہ کرنا چاہئے۔ اگر فقیر نہائت محتاج ہووے تو ضرورت کے لئے بقدر حاجت کے لیوے۔ اور قدر حاجت کو علمائے کرام نے شام اور صبح کے کھانے سے تقدیر کیا ہے۔ اور بعض علمائے نے یہ تقدیر سائل کے حق میں معتبر سمجھی ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کے پاس شام اور چاشت کا گذارہ ہے۔ تو اُس کو سوال کرنا جائز نہیں جیسا کہ سہل بن حنظلہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت فرمائی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غنی آدمی کو سوال کرنے سے منع فرمایا صحابہ نے عرض کی کیا مقدار ہے فرمایا غَدَاءٌ وَّعَشَاءٌ دَائِمٌ۔ لیکن اگر کوئی شخص نصاب کا مالک نہیں اگر کوئی بنخواست اُسکو کوئی چیز دیدے تو کچھ خوف نہیں۔ واللہ اعلم!

چہارم یہ ہے کہ فقیر زکوٰۃ کے لینے والا اپنے تئیں طمع سے آلودہ نہ کرے۔ اور سوال اور طلب سے اپنی فقیری کی آبرو نہ گرائے۔ اور یقیناً فقر کو غنا سے بہتر جانے اور فقر کو انبیا اور اولیاء کا شعار جانے اور متکبروں کے استدراجات سے سمجھے اور ثعلبہ کے واقعہ کو ہمیشہ مدنظر رکھے۔

حکائت اہلحدیث اور تفاسیر کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ میں ثعلبہ نام ایک مرد فقیر تھا۔ اور اسکی تنگدستی اور تہیدستی یہانتک پہنچی ہوئی تھی کہ اُس کے گھر میں ایک کپڑے کے سوا دُوسرا کپڑا نہ تھا۔ جب اُسکی عورت وُہ پہن کر نماز سے فارغ ہوتی تھی تو ثعلبہ وہی کپڑا پہنکر واسطے ادائے نماز کے مسجد نبوی علیہ السلام میں آتا تھا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ گرم و سرد پتھروں پر بکثرت سجدہ کرنے سے ثعلبہ کی پیشانی کا چمڑا اُونٹ کے زانوؤں کیطرح سخت ہو گیا تھا۔ ایک روز مسجد میں دیر کر کے آیا چنانچہ جماعت سے کوئی جزو نماز کی اُس نے نہ پائی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ سے پوچھا کہ اے ثعلبہ تیری تاخیر کا موجب کیا ہے اور تو کس کام میں مصروف رہتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں اور میرا عیال سوائے ایک کپڑے کے دُوسرا نہیں رکھتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے پہلے میری عورت وہ کپڑا پہنکر نماز ادا کرتی ہے۔ بعدہٗ وہی کپڑا پہنکر مسجد میں حاضر ہوتا ہوں۔ آج اُس نے نماز ادا کرنے میں دیر لگائی اسیواسطے میری حاضری میں دیر واقعہ ہوئی۔ چنانچہ تکبیر اُولےٰ کے ثواب سے محروم ہو گیا۔ یا رسول اللہ میرے حالِ زار پر رحم فرما کر حق سبحانہ وتعالےٰ کی بارگاہ میں میری وسعت کے لئے دعا فرمائیے اور دُنیا کے مال سے مجکو دلوائیے کہ میری معیشت نہائت تنگی سے گذرتی ہے اور میں دولت اور سعادت سے محروم ہوں۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا ثَعْلَبَۃُ قَلِیْلٌ تُؤَدِّیْ شُکْرَہٗ خَیْرٌ مِّنْ کَثِیْرٍ لَا تُطِیْقُہٗ عرض کیا یا رسول اللہ دنیا میں بہت ایسے درجات اور مراتب ہیں کہ وُہ مال کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔ البتہ آپ میرے لئے دُعا فرمائیے کہ حق تعالےٰ مجکو دُنیا کا مال عطا فرمائے کہ میرے دلمیں اکثر کارِ خیر کا خیال ہے کہ ان کا مونکا بیسر ہونا مال ہی پر موقوف ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ لَا تُطِیْقُہٗ غرض دو تین بار حضرت کیجانب سے انکار اور ثعلبہ کی طرف سے اصرار ہوتا رہا۔ چوتھی بار رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے ثعلبہ مجکو اُس خدائے بے ہمتا کی قسم ہے جسکی قدرت کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں چاہوں تو میرا خدا پہاڑوں کو میرے لئے سونے کا بنا دیوے۔ لیکن میں دُنیا کی آفت سے ڈرتا ہوں۔ اور فقر و فاقہ میں گذارہ کرتا ہوں۔ ثعلبہ نے التماس کی یا رسول اللہ مجکو اُس خدائے برحق کی قسم ہے جس نے تجکو خلقت کی ہدائت کیواسطے سچا پیغمبر بھیجا ہے۔ اگر خدائےتعالےٰ مجکو دُنیا کا مال دیوے تو میں مستحقوں کے حق پہنچاتا رہونگا۔ اور خیرات مبرات کے احکام بجا لاتا رہونگا۔ اور مساجد اور معابد بناؤں گا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثعلبہ کے حق میں

دُعا فرمائی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَۃَ مَالًا اور کہا اے اللہ ثعلبہ کو مال اور دولت عطا کر اور غنا کر
سے ایک بکری اُسکو دی اُس بکری سے اتنے بچے پیدا ہوئے کہ مدینہ میں اُن کے کھڑا ہونیکی
گنجائش نہ تھی۔ ثعلبہ مدینہ سے باہر میدان میں چلا گیا اور وہاں ہی اقامت کی اور اپنے مال کے
انتظام میں ایسا مصروف ہؤا کہ صرف عصر کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوتا تھا اور باقی
وقتوں کی نماز اِدھر اُدھر گذارتا تھا۔ ازاں بعد اُسکی بکریوں کے گلّوں میں اسقدر ترقی ہوئی کہ
وہ گلّے مدینہ شریف کے رودخانوں میں نہ سماتے تھے۔ لہٰذا ثعلبہ نے مدینہ سے بہت فاصلے پر
سکونت اختیار کی۔ اور دُنیا کے کاموں میں ایسا منہمک ہؤا کہ جماعت کیساتھ نماز پڑھنے سے
محروم ہؤا۔ اور جناب رسالتمآب کی صُحبت بابرکت سے دُور جا پڑا صرف جمعہ گذارنے کیلئے آتا تھا
اور دو رکعت ادا کر کے فی الفور جنگل میں چلا جاتا تھا چند روز کے بعد جمعہ کی نماز بھی اُس سے جاتی
رہی مگر گاہے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے
حال سے پُوچھتے تھے۔ اور بطور تاسّف کے فرماتے تھے یا ویح ثعلبۃ!
جب یہ آیت اُتری خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا حضرت
رسول اکرمؐ نے دو آدمی صحابہ میں سے واسطے اخذ صدقات کے معین فرمائے اور اُن کو ایک
فرمان لکھدیا۔ اور عرب کے قبائل اور احشام کیطرف بھیجدیا۔ اور نیز فرمایا کہ ثعلبہ کے پاس جا کر مال کی
زکوٰۃ لے آؤ۔ وہ دونوں آدمی ثعلبہ کے پاس آئے۔ اور اُس کے مال اور بکریوں کی زکوٰۃ اُس
سے مانگی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان اُس کے رُوبرو پڑھ سُنایا۔ ثعلبہ
کو مال سے کسی چیز کا دینا پسند نہ آیا۔ چیں برجبیں ہو کر کہا کہ تم مجھ سے اسطرح مانگتے ہو جسطرح
کافروں سے جزیہ مانگا جاتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور مجکو اپنے مال سے
کچھ دینا لازم نہیں ان دونوں فرستادوں نے بہت مبالغہ کر کے کہا کہ ہم کو حضرت علیہ السلام
نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور زکوٰۃ کے اخذ کی تاکید فرمائی ہے۔ مگر اُس شقی نے اُن کی بات کو
قبول نہ کیا اور کہا کہ تم چلو میں اپنی مصلحت خود ہی دیکھ لونگا۔ وُہ فرستادہ چلے گئے جب وُہ
آدمی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ابھی انہوں نے رسالت ادا
نہیں کی تھی کہ حضرتؐ نے فرمایا یا ویح ثعلبۃ اسی اثنا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے
اور یہ آیت پیش کی وَمِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللّٰہَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِہٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَکُوْنَنَّ مِنَ
الصّٰلِحِیْنَ۔ فَلَمَّآ اٰتٰھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ بَخِلُوْا بِہٖ وَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ

قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔ اور منافقوں میں سے وہ شخص ہے جس نے عہد کیا خدا سے کہ اگر دے ہمیں خدا اپنے فضل سے مال تو ضرور صدقہ دینگے اور زکوٰۃ دینگے اور ضرور ہونگے صدقہ دیکر نیکوکاروں میں سے۔ پھر جب دیا انہیں بہت مال اپنے فضل وکرم سے تو بخل کیا انہوں نے ساتھ اُس مال کے اور خدا کا حق نہ دیا اور عہد وپیمان سے مُنہ پھیر لیا۔ اور وہ مُنہ پھیرنے والے ہیں حکم سے پھر پیچھے لایا اُن کے وہ بخل اور زکوٰۃ کا نہ دینا نفاق ہوجاتا ہوا اُن کے دلوں میں کہ باقی رہے اور زائل نہ ہو اُس دن تک کہ دیکھیں اپنا عمل اور اسکی جزا اور وہ قیامت کا دن ہوگا۔ بسبب اس کے خلاف کیا انہوں نے خدا کیسا تھ جو کہ وعدہ کیا تھا انہوں نے صدقہ دینے کا اور صلاحیت اختیار کرلینے کا اور بسبب اسکے کہ تھے اپنے وعدہ میں جھوٹ کہتے۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ کیا نہیں جانتے کہ وہ وعدہ خلاف لوگ یہ کہ اللہ جانتا ہے کہ بھید اُنکا جو پوشیدہ ہے نفاق اور عہد کے خلاف کرنیکا ارادہ اور جو بھید کہتے ہیں باہم کہ یہ تو جزیہ ہے اور نہیں جانتے وہ کہ اللہ جاننے والا بھیدوں اور پوشیدہ باتوں کا ہے۔ اس آیت میں بڑی تہدید ہے +

جب یہ آیت ثعلبہ کے شان میں نازل ہوئی تو مدینہ میں اُسکا قصہ گلی گلی کوچہ کوچہ میں منتشر ہوگیا۔ اور اُس بدبخت کے قرابتیوں نے سُنا اور اسباب سے آشفتہ خاطر ہوکر اُس کے پاس گئے۔ اور سمجھایا ڈرایا اور بہت ملامتیں کرکے کہا اے ثعلبہ تجھ کو تیری ماں نہ جنتی تو نہیں جانتا کہ تیرے بارے میں وحی نازل ہوا اور تجھکو منافقوں کے زمرہ میں ملایا۔ جب ثعلبہ نے یہ بات سُنی تو نہایت غمناک اور متالم ہوا اور دوڑتا ہوا جناب رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عذر خواہی شروع کی۔ اور واسطے قبولیت صدقہ اور زکوٰۃ کے درخواست کی مگر حضرتؐ نے اُسکی درخواست کو منظور نہ کیا۔ اور فرمایا کہ اے ثعلبہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ کو تیرا صدقہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے تجھکو پہلی دفعہ روکا تھا اور کہا تھا کہ دُنیا کا مال مت مانگ کہ اسمیں بڑے بڑے فتنے اور فساد بھرے ہوئے ہیں۔ تو نے میری بات کو قبول نہ کیا۔ آخر اس درد وبلا میں مبتلا ہوا۔ ثعلبہ آنحضرتؐ کی صحبت سے ناامید ہوکر اپنے سر پر خاک ڈالتا اور واویلا کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ ہر چند اُسنے اصناف قبائل سے وسائل پیش کئے۔ اور بہت حیلے اُٹھائے کہ اُسکا صدقہ قبول ہوجائے

مگر حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم بقا میں رحلت فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ثعلبہ نے خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی یا خلیفۂ رسول اللہ میرا صدقہ قبول فرمائیے۔ اُنہوں نے بھی اُس مردود کا صدقہ ردّ فرمایا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اُس کا صدقہ لینے سے انکار کیا جب حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مدینہ مطہرہ کے ایک کوچہ میں بھیڑیے کا بچہ گردن پر رکھا اور زنار کمر میں باندھا ہوا دیکھا۔ اور اسکی جان بدن سے بڑے عذاب سے نکل رہی تھی اور کفر کے آثار اور شقاوت کی علامات اُس کے چہرے پر نمودار ہو رہے تھے۔ نعوذ باللہ من سوء الخاتمۃ ونسئل اللہ تعالیٰ عافیۃ وما یحب ویرضیٰ ✦

اے میرے بھائیو اگر تم فقیر ہو تو اپنی فقیری پر ناز مت کرو۔ اور اگر تم غنی اور دولتمند ہو تو فقیروں کی خبرگیری اور حاجت روائی کیا کرو۔ اسمیں تمہارے دین اور دُنیا کی بہبودی ہے

لطیفہ اے میرے بھائی دولت مندو۔ تمکو چاہیئے کہ دریا کیطرح اپنے سرمایہ کو خرچ کرتے رہو۔ اور ابر بارندہ کی مانند برستے رہو۔ تم دیکھتے ہو کہ دریا اپنی فیاضی سے ہمیشہ دُر دار ہے۔ اور ابر دُربار ہے۔ اور دریا کی وارندگی ابر کی بارندگی سے ہے۔ **سعدی**

اگر باران بکوہستان نبارد	بسالے دجلہ گردد خشک رودے

اگر تم بھی دریا کیطرح اپنے سرمایہ کو راہ مولےٰ میں صرف کرتے رہو گے تو تم کو رحمت الٰہی کے ابر سے مدد پہونچتی رہے گی۔ دریا کے سنسار چونکہ فراخ دہن اور پرخوار ہیں اسی لئے بیقدر اور بے اعتبار ہیں۔ ہرگز ہرگز ان کے باطن میں موتی پیدا نہیں ہوتا۔ اور صدف یعنی سیپی جو دریائی جانوروں سے ایک حقیر اور ادنےٰ جانور ہے اسواسطے موتی کی صحبت کا شرف پایا کہ اُسکی حرص کا حوصلہ یعنے پوٹا بہت چھوٹا ہے۔ باوجودیکہ رات دن دریا کے پانی میں ڈوبی رہتی ہے مگر اُس کا پانی نہیں پیتی ہے۔ بلکہ جب اُس کو تشنگی معلوم ہوتی ہے تو دریا کے پانی کے مُنہ پر آکر اپنا مُنہ کھولکر رحمت الٰہی کی منتظر رہتی ہے کہ میرا اللہ مجکو بیواسطہ سیراب کریگا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے بادلوں سے قطرات مطرات برسنے شروع ہوجاتے ہیں جب ایک قطرہ اُس کے دہان میں پڑجاتا ہے تو اُسی پر قانع ہوکر جھٹ پٹ مُنہ کو بند کرلیتی ہے اور کہتی ہے کہ بس میں اس سے زیادہ نہیں چاہتی ہوں۔ اب میرا سینہ سرد ہوگیا۔ مگر کچھ مُدت کے بعد مَیں اس قطرہ کو زینت کرکے کسی بندۂ خدا کے حوالے کردونگی

کہ اُسکا قاضی الحاجات ہوجائیگا۔ لاجرم وہ قطرہ موتی یگانہ بنجاتا ہے۔ یہ لطیفہ اہل حکمت کے لئے ایک عبرت ہے اور اہل وحدت کیواسطے ایک خبرت ہے +

اہل حکمت کہتے ہیں کہ نہنگ باوجودیکہ بہت کھانیوالا اور فراخ پیٹ رکھتاہے اپنے پیٹ میں موتی نہیں بنا سکتا ہے اور حضرت انسان باوجود اس پرخواری اور بیہودہ کاری کے اپنے پیٹ میں حکمت کا موتی اُس کے باطن میں رہ جائے تو کچھ عجب نہیں اور صاحبان وحدت کہتے ہیں کہ جب آسمان سے سینہ برسنے لگتا ہے تو اصداف یعنی دریا کی سیپیں قطرات کے قبول کرنے میں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم وُہ ہے کہ بہت قطرے اپنے پیٹ میں ڈال لیتی ہیں اور وُہ قطرے اُن کے پیٹ میں چھوٹے چھوٹے مروارید کے ریزے بنجاتے ہیں اور گوہر شناس صرّافوں کے بازار میں اُن کی چنداں قیمت نہیں ہوتی۔ اور دوسری قسم کی سیپیاں صرف ایک قطرے پر قناعت کرکے اپنے مُنہ پر مُہر لگادیتی ہیں۔ اور وہ قطرہ اُس کے مُنہ میں قناعت کی برکت سے ایک یگانہ موتی جو بادشاہوں کے تاج کے لائق ہوتا ہے۔ بنجاتاہے۔ اور وُہ اُس کو خوب طرح سے آراستہ پیراستہ کرتے ہیں۔ کذلک آدمی بھی صدف کی مانند عشق کے دریا میں کچھ مدت تک باوجود تشنگی اور گرسنگی کے کون وفساد کے پانی سے ایک قطرے کا بھی روادار نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس سے کثرت کی بو آتی ہے اور وحدت کے زلال کا تشنہ اور جلال احدیت کے وصال کا پیاسا تھا اسکے بعد بحرِ غیب کے قعر سے نکلکر عالم شہادت کے پانی کے مُنہ پر آیا اور وجود کے ابر سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے قطرات اُس کے وجود کے میدان میں ٹپکنے لگے اور آدمی جو قَالُوْا بَلٰی کا مُنہ کھولکر منتظر تھا بحکم اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ توحید کا قطرہ اُسکی جان کے تالو میں ٹپکے گا اور شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ کی شہادت کے شہد سے اُسکی جان کا مذاق شیریں ہوگیا۔ جب بموجب حقوق اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کی توحید کے قطرہ نے اُسکی تجرید کے حوصلہ میں قرار پکڑا اور اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ کے خوار دریا میں چند روز اجل کے آنے تک اُس کو ٹھہرایا تاکہ شاہانہ موتی ایمان کا اور آبدار گوہر عرفان کا ہوجائے۔ جس روز کہ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا کا غوّاص تیرے وجود کے صدف کو کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ کی چھُری سے اُس کے سر کو کھولیگا اور اس تیرے ایمان کے گراں بہا موتی کو تبرک

سر کے تاج پر لگا دیں گے اور تجھکو وصال کے تخت پر بٹھا دیں گے - اُسوقت خوشحال ہوکر حال کی زبان سے اس مقال کو ادا کریگا - غزل

من دُرے بودم نہان در قعر بحر لم یزل	عشق غواصانہ مرا آورد بیرون زان محل
من دُر دریائے عشقم چند مانم در صدف	من چو مرات خدائم چند مانم در بغل
از صدف آئم برون بر تاج عزت جا کنم	نور گیرند از فروغم ماہ و خورشید و زحل
من غلام روئے یارم گرچہ مانم در جہان	من گدائے کوئے عشقم گرچہ شاہم فی المثل
من چو از اہل دلم فانی نخواہم شد ز مرگ	چون نوید وصل مے آرد چہ ترسم از اجل
گر کند دست اجل قصر وجودم خشت خشت	اصل بنیاد محبت ہیچ نپذیرد خلل -
طالبان در خورد خود مرکب مرادی خواستند	عاشقان دیدار یار و زاہدان حسن عمل

عشق از عرش و کرسی لوح و کرسی حمل نشد
اے معینی کے توان کردن بیان در یک غزل

لطیفہ دوسرا اس سے بھی عجیب سنو - غواص دریا میں غوطہ مارتا ہے اور دریا کے قعر یعنے تھاہ کو پہنچکر سیپیان نکال لاتا ہے اور مروارید کو اس سے حاصل ہونیکے بعد سیپیوں کو پھر دریا میں ڈالدیتا ہے اور مروارید کو اپنے پاس رکھتا ہے اور صدف کو اس لئے دریا میں پھینکتا ہے کہ دریائی ہیں اور مروارید ہوائی ہیں - جو کچھ دریائی ہے وہ دریا میں جاتا ہے - اور جو چیز ہوائی ہے وہ اپنے کرہ میں جاملتی ہے - کذالک قدرت الٰہی جان کندن کے وقت تیرے روح کے مروارید کو قالب کے صدف سے جُدا کرکے اپنی عندیت کی بارگاہ میں بحکم يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ لیجاتی ہے اس لئے کہ روح کی ہدایت بحکم قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي اُسکی طرف ہے اور قالب کو خاک میں سپرد کردیتے ہیں کہ بفحوائے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وایضاً ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ کہ اس کی اصل زمین ہی ہے ٭ رباعی

جان بجانان در رسد تن در خاکدان شد عاقبت	ہر چہ اول بود ہم آخر ہمان شد عاقبت
مُدتے جانرا توقع بود زان لب بت بتے	آرزوئی جان بکام عاشقان شد عاقبت

رجعنا الے مقاصد الزکوٰۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فِي بَنِي آدَمَ ثَلٰثَ مِائَةٍ وَّسِتِّيْنَ عَظْمًا فَعَلٰى كُلِّ عَظْمٍ مِّنْهَا كُلَّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ص

كَيْفَ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ قَالَ اِنَّ اِرْشَادَكَ اِلَى السَّبِيْلِ صَدَقَةٌ وَاِنَّ اِمَاطَتَكَ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ قِيْلَ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ ذٰلِكَ فَقَالَ تَكُفُّ اَذٰى عَنِ النَّاسِ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَتَصَدَّقُ بِهَا عَنْ نَفْسِكَ الْحَدِيْث۔ اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ کہ ہر ایک بنی آدم کے بدن میں تین سو ساٹھ ہڈیاں ہیں ہر ایک استخوان پر ہر روز صدقہ واجب ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ آدمی ہر روز تین سو ساٹھ صدقے ادا کرے۔ فرمایا جو شخص راستے سے بھولے ہوئے کو راستہ بتا دیا اُسکا صدقہ ہے۔ پھر صحابہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہ شاید یہ کام بھی میسر نہ ہو سکے تو پھر آدمی کیا کرے۔ فرمایا کہ راستہ سے ایسی چیزیں جو مسلمانوں کے ایذا کا باعث ہوں اُٹھا دینا تمام ہڈیوں کا صدقہ ہے۔ صحابہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہ شاید اتنا بھی کسی سے نہ ہو سکے فرمایا کہ اپنے ایذا کو آدمیوں سے باز رکھنا تمام بدن کا صدقہ ہے ❊ **قطعہ**

برلوح دل نبشتہ ام این نقطہ از پدر	روزی ادب بہ تربت او باد عنبرین
کای طفل گر نصیحت افتادہ رسی	شوخی مکن بچشم حقارت درو مبین
بر شیر زان شدند بزرگان دین سوا	کاہستہ تر ز مور گذشتند بر زمین
گر در جہان دلی ز تو خورم نمیشود	بارے چنان مکن کہ شود خاطرے حزین

روایت ہے۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی انجیل میں آیت بھیجی ہے کہ اے میرے بندو تم اپنے خزانوں کو زمین میں مت گاڑا کرو کہ مفسد بہت ہیں اُس کو فاسد کردیں گے اور بدمعاش چور اس دولت کو نکال لیجائیں گے۔ اور تمہاری دل وہاں ہی رہتے ہیں جہاں تمہارا خزانہ ہے ❊

روایت حضرت ابوالدرداؓ سے پوچھا گیا کہ کیا باعث ہے کہ ہمارے دل سوائے دُنیا کے کسی دُوسری چیز کے خواہاں نہیں ہے۔ فرمایا اسواسطے کہ تمہارے مال دُنیا ہی میں ہیں اور آدمی نفس اپنے مال کے قریب اور نزدیک ہی رہنا چاہتا ہے۔ اگر تم اپنے مالوں کو آگے بھیجدو البتہ تمہارا دل بھی اپنے مال کے پیچھے وہاں جا پہنچے ❊

روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ یہ آدمی کیواسطے اگر شقاوت ہے تو ان دونوں چیزوں ہی سے ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ جب دُنیا سے کوئی چیز آدمی کو ملجاتی ہے تو اُس چیز کے حاصل ہونے سے ایسا خوش ہو جاتا ہے۔ اگر فرض کرو کوئی نیکی کا کام

اُس سے وجود میں آجائے تو ایسا کبھی خوش نہیں ہوتا۔ دوم یہ ہے اگر دُنیا کی چیزوں سے کوئی چیز اُس سے فوت ہوجائے یا گم ہوجائے تو ایسا غمگین اور پریشان ہوتا ہے کہ گناہ کے ارتکاب سے ایسا غمناک نہیں ہوتا ہے

بیکدرم کہ بیابی ترا از آن خوشتر	ہزار بار کہ توفیق طاعتے یابی
بحبہ گرز تو کم شود غمے ست ترا	زیادہ زآن کہ بچندین گناہ بشتابی

روایت ہے کہ ایکروز حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی جماعت میں اُنکو مخاطب کر کے فرمایا حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ اتفاقاً اُسی روز ایک اعرابی بہ تقریب تجارت مکہ میں آیا ہوا تھا۔ اُس نے عام وخاص سے دعوت محمدی علیہ السلام کا آوازہ سُنا اور ملاقات کا شائق ہوا۔ اور آنحضرت صلعم کی زیارت سے مشرف ہونیکی وجہ سے اپنے ڈیرہ سے روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں ابوجہل سے ملاقات ہوئی اُس سے اُس مردود نے اُس کے احوال سے استفسار کیا کہ آپ کہاں سے آئے اور کہاں جانیکا ارادہ ہے۔ اعرابی نے کہا میں نے سُنا ہے کہ تمہارے شہر میں ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے اُسکی زیارت کے واسطے جاتا ہوں۔ سمجھنا چاہیئے کہ ابوجہل کو حضرت علیہ السلام سے بباعث حسد کے بڑا عناد تھا وہ ملعون ابدی حسد کی آگ میں جلکر ابوالحکم جو اُسکا لقب تھا ابوجہل ہوگیا۔ اور اسی سبب سے عزازیل جو معلم الملکوت کا درجہ رکھتا تھا بہ موجب حسد کے جو اُسکو حضرت سے تھا ابلیس ہوگیا۔ جیساکہ حضرت مولنا معنوی ارشاد فرماتے ہیں ہے

خود حسد نقصان وعیب دیگر ست	بلکہ از جملہ بدیہا بدتر است
آن بلبیس از ننگ وعار کمتری	خویش را افگندہ در صد ابتری
از حسد میخواست تا بالا رود۔	خود چہ بالا بلکہ خون پالا بود
آن ابوجہل از محمد ننگ داشت	وز حسد خود را ببالا مے فراشت
بوالحکم بُد نام او بُوجہل شد	اے بسا اہل حسد نا اہل شد

ابوجہل نے اُسکو روکا اور کہا وُہ تو ایک جادوگر کذاب ہے اُس کے دیکھنے اور ملاقات کرنیسے کیا فائدہ ہے۔ تم اپنی تجارت کے کام کو سرانجام کرو۔ اعرابی کا دل جب حضرت صلعم کی صُحبت کی طرف مائل تھا۔ اُس ملعون کی باتوں کا کچھ اعتبار نہ کیا اور سعادت ازلی اُسکو حضرت صلعم تک کھینچ لائی۔ جب اعرابی کی نظر جمال باکمال محمدی علیہ السلام پر پڑی کہا لیس ھٰذا وجہُ کذّاب

کہ یہ مبارک منہ جھوٹ بولنے والا نہیں آنحضرتؐ سے ملاقات کرکے معجزہ کا طالب ہوا۔ معجزہ دیکھکر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ اور اوامر و نواہی سے سوال کیا۔ جب زکوٰۃ کا ذکر درمیان آیا تو آپ نے حدیث حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ کی اُس اعرابی کو سُنائی۔ اعرابی نے کہا۔ یا رسول اللہ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ مجھ پر لازم ہے فرمایا نہیں لیکن آج کے روز سے جو تو ایمان لایا اور مشرف باسلام ہوا جب سال کامل گذر یگا تو اپنے مال کی زکوٰۃ دیدینا۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہؐ اگر میں سال گذرنے سے پہلے اپنے مال کی زکوٰۃ دیدوں تو جائز ہے۔ فرمایا ہاں جائز ہے۔ حضرتؐ سے مرخص ہوکر اپنے ڈیرہ میں آیا اور اپنے مال کا حساب کرکے اُسکا چالیسواں حصہ بوجہ زکوٰۃ آنحضرت زکوٰۃ کیطرف بھیجدیا۔ دُوسرے روز اپنے قبیلہ کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا اور اپنے مال واسباب کو باندھکر تیار ہوا اور اُس کیساتھ چالیس اُونٹ بار بر تھے۔ اپنا اسباب اُن پر لاد کر اپنے وطن کا ارادہ کیا + ابوجہل لعین نے اپنی قوم شوم کو بُلا کر کہا کہ یہ اعرابی دین محمدی میں آکر اب اپنے قبیلہ میں جاتا ہے اور محمدؐ کی شہرت اور آوازہ اپنے ملک میں منتشر کردیگا۔ اور آدمیوں کو دین محمدی علیہ السلام کی ترغیب دیگا اور اُن کو اپنے جیسا بنالیگا۔ اسمیں ہمارے دین کی ہتک ہوگی۔ مکہ کے اوباشوں میں سے ایک جماعت کو جمع کیا اور کہا کہ اس اعرابی کے تعاقب میں جاؤ۔ اور جس مقام میں اُسکو پاؤ قتل کرڈالو۔ اور اُس کے مال واسباب پر قبضہ کرو۔ الغرض وہ چند بدمعاش اعرابی کے پیچھے دوڑے اور اُسکو وادی عروس میں جاملے۔ اتفاقاً رات کا وقت تھا۔ اور وہ اعرابی اپنے ڈیرہ میں بستر استراحت پر سویا ہُوا تھا۔ اور وہ جماعت کفار فجار چالیس آدمی تھے۔ ہر ایک اُونٹ کو لپٹ گئے۔ ہرچند جہد کیا اونٹوں کو اپنی جگہ سے نہ اُٹھا سکے۔ آخر مال کی بوریاں کھولنے کا ارادہ کیا۔ بہت کوشش کی اُن کی گرہیں نہ کھول سکے لاچار ہوکر مال کے بوجھوں کو پھاڑنا شروع کیا جب کسی بوری یا بوجھ کو شگاف دیتے تھے ہر ایک بوری سے ایک کالا زہریلا سانپ نکلکر اُس کافر کو ایک زخم لگاتا تھا کہ وہ کافر فوراً سرد ہوجاتا تھا۔ اور اپنی جان دوزخ کے مالک کے حوالہ کردیتا تھا۔ اسی کشمکش میں آگ کا ایک شعلہ غیب سے پیدا ہوکر اُس جماعت فجار پر آپڑا۔ اُسیوقت اُن کے بدنوں کو ایسا جلایا کہ ان کی خاکستر بھی زمین پر نہیں دکھائی دیتی تھی۔ چنانچہ چالیس کافر یکبارگی نابود ہوگئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کے

حکم سے وہ اعرابی جاگ پڑا اور کئی ایک امر عادت کے خلاف دیکھے اور متحیر ہُوا اور رجوع التہمی کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں لوٹ آیا کہ اس عجیب حادثہ سے حضرت کو اطلاع دیں۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو حضرت نُورِ نبوت سے اُسکی آمد معلوم کر کے اُس کے استقبال کے لئے تشریف لائے اور فرمایا اے اعرابی تو اپنا ماجرا بیان کرتا ہے یا میں تجھے سُناؤں اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ جو کچھ آپ فرماؤ گے وہی بہتر ہوگا۔ جنابؐ نے حال گذشتہ کی ساری کیفیت بیان فرمائی۔ اور اپنے سچے کلام حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ کی سچائی اُس اعرابی کو ثابت کر دکھائی ؛

اس نقل کے مقابلہ میں ایک اَور نقل سُنو۔ ایک آدمی مانع زکوٰۃ جو حق اللہ المستحقین کو یعنے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔ جب اُس کے مرنیکا وقت نزدیک آیا تو اُس کے اہالیوں نے اُس کے مُنہ پر چادر ڈالدی اور کفن اور غسال کی تلاش کے لئے گئے جب غسال نے آکر اُس کے مُنہ سے چادر اُٹھائی تو ایک کالا سانپ اُسکی گردن میں لپٹا ہُوا دیکھا کہ اُس کے دہان پر سر رکھکر اُس کے لبوں کو کاٹ رہا ہے۔ غسال اُسکا یہ حال دیکھکر ایسا ڈرا کہ نعرہ مار کر بیہوش زمین پر گر پڑا۔ اُس کے اہالی موالی بھی اُس میت کا یہ حال دیکھکر مارے خوف کے بھاگ گئے۔ سانپ نے بزبان فصیح آواز دیا کہ تم اس اپنے آقا سے کیوں بھاگتے ہو۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے مجکو اُسپر مسلط کیا ہے کہ اسکے بعد جبتک یہ شخص مالک جہنم کے جیلخانہ میں داخل نہ کیا جاویگا۔ تب تک میں اُس سے جُدا نہ ہونگا اور ہمیشہ اسکو زخم لگاتا رہونگا۔ اور جس شخص کو حقتعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ دیدہ و دانستہ حق اللہ یعنے اُسکا رُبع عشر بوجہ زکوٰۃ کے درویشوں مسکینوں فقیروں کو نہ دیوے اُسکی سزا یہی ہے ؛

مؤلف اے میرے بھائیو ایسی دولتمندی اور تونگری جسکا مآل ایسا ہو جسکے پیچھے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے اس سے درویشی اور مفلسی اور فقیری ہزار گنا بہتر ہے۔ تمکو اگر خدا تعالیٰ اگر عقل اور سمجھ عنائت کرے تو تم اپنے فقر و فاقہ پر قناعت کیا کرو۔ اگر بغور دیکھو تو سلامتی کا راستہ فقر ہی میں ہے۔ اور حقیقت میں غنا حقتعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور خلقت صفت فقر سے موصوف ہے۔ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ اگر آدمی سارے جہان کا بادشاہ ہو۔ اور تمام دُنیا پر اُسکا تسلط اور حکم

ہو جائے باوجود اس کے پھر بھی فقیر ہے اگر حق سبحانہ وتعالیٰ تمام دُنیا کو فنا کر ڈالے اور موجودات سے کوئی چیز موجود نہ رہے پھر اُسکی ذات غنی ہے اس لئے کہ غنا اُسکی صفت ذاتی ہے اور خلقت کی ذاتی صفت فقر ہے اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب تک ذات قائم ہے صفت بھی اسکے ساتھ قائم ہے اور عوام کالانعام کے نزدیک غنی اُسکو کہتے ہیں جس کے پاس روپیہ چاندی سونا وغیرہ املاک موجود ہو۔ اور عدم ملک کو فقر کہتے ہیں اور اہل حقیقت کے نزدیک غنا ملک عدم ہے اور فقر وجود ملک اس لئے کہ جب تک بندہ غیر حق اور ماسوے اللہ سے فقیر نہو جائے تب تک خدا کے نزدیک غنی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اپنے اللہ کا نزدیکی اور مقرب ہوتا ہے وہ فقیر نہیں ہوتا ہے اور جو شخص خدا کی بارگاہ سے دُور رہتا ہے۔ وُہ غنی نہیں ہوتا ہے۔ اسیواسطے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْفُقَرَاءُ اَسْرَعُ اِلیٰ مَنْ تُحِبُّنِی مِنَ السَّیْلِ اِلیٰ مُنْتَہَاہُ میری محبت رکھنے والوں میں سے فقرا بہت جلدی اپنے منتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ جب رسول علیہ السلام کی محبت انسان کو اس درجہ تک پہنچا دیتی ہے تو خدا تعالیٰ کی محبت اس سے بڑھکر درجات کو پہنچا دیگی*

حکایت - پیر ہرات قدس سرہٗ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا پیر اس مقولہ کے کیا معنے ہیں کہ فقیر پہلے ہی قدم اپنے اللہ کو جا ملتا ہے۔ اور غنی کو سو قدم یا ہزار قدم چلنا پڑتا ہے۔ فرمایا اس مقولہ کے یہ معنی ہیں کہ جب غنی سے پوچھا جائے کہ تیرا قوت کہاں سے آتا ہے اور تیرا گذارہ کسطرح چلتا ہے اگر زمیندار ہے تو کہتا ہے کہ میں کاشتکاری کر کے اپنا گذارہ کرتا ہوں اگر اُسکو کہیں اگر تیری زراعت آسمانی یا ارضی آفت سے ماری جائے تو پھر تیرا گذارہ کسطرح سے ہوتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میری چار پانچ بھینسیں شیردار ہیں اُس کے دودھ اور روغن سے گذارہ ہوتا ہے۔ پھر اگر اسکو کہیں جو وُہ بھی نہ رہیں تو پھر کسطرح۔ کہتا ہے کہ میرا ساہوکار بڑا با انصاف اور بارحم ہے اُس سے دام قرضہ اُٹھا کر اپنا گذارہ چلا لیتا ہوں۔ اگر پھر اُسکو کہیں کہ اگر تیرا ساہوکار تیرا بُرا حال کرے اور تجکو بڑا کنگال دیکھکر روپے غلّے کی مدد نکرے تو پھر کسطرح گذارہ چلتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میرا سمدھی جس کے لڑکے سے میری لڑکی پیوند ہے وُہ بڑا دولتمند زمیندار اور ذیلدار ہے اُس سے اپنے گذارہ کی تدبیر کرلونگا۔ پھر کہیں اگر تیرا سمدھی چوری یا رشوت کی علت میں گرفتار ہو جائے تو پھر کس صورت سے تو گذارہ کریگا۔ جب کوئی طرف اُسکی نظر میں باقی نہیں رہتی تو پھر کہتا ہے کہ خدا رازق ہے

اور فقیر سے جب پوچھا جاتا ہے تو پہلے ہی سوال کے جواب میں کہدیتا ہے کہ میرا رازق میرا خالق ہے۔ غنی بایں معنے سو قدم طے کر کے خدا کو پہنچتا ہے اور فقیر پہلے ہی قدم خدا تک پہنچ جاتا ہے ÷

مؤلف ۔ اے میرے عزیز خدا کے دوستوں نے فقر اور فاقہ کو اپنے اختیار سے قبول اور منظور کیا ہے ۔ کما ورد جیسا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے رُوئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کیں اور کہا کہ آپ ان خزانوں کو قبول فرمائے حضرت نے جواب دیا کہ اِخْتِیَارِیْ اَنْ اَکُوْنَ عَبْدًا نَبِیًّا اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمَیْنِ اے اسرافیل میں اپنے اختیار سے یہ چاہتا ہوں کہ میں ایک بندہ نبی ہو جاؤں ۔ ایکدن پیٹ بھر کر کھاؤں اور دو دن بھوک میں گذاروں ۔ مجھ کو ان فانی خزانوں سے کچھ سروکار نہیں ÷ مرودی نے اپنے افتتاح میں لکھا ہے کہ فرعون علیہ اللعنۃ نے حضرت موسےٰ کی حالت افلاس کو دیکھکر طعنہ کیوجہ سے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ اور نیز کہا لَوْلَا اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ یعنے اگر موسےٰ راست گو ہے تو اُسکے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں ہیں ۔ جب دُشمن نے اُس خدا کے دوست کو بباعث ناداری کے ملامت کی تو حقتعالیٰ نے اپنے دوست کو کیمیا کا علم سکھایا ۔ چنانچہ ایک غریب روایت میں دیکھا گیا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام نے اُس مردود کی تردید کے لئے اپنی سکونت کا گھر سونے کا تیار کرایا اور اُسکو رشک دلا کر پھر اُس گھر کی زر کو خیر کے کاموں میں صرف کیا ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب تمام دنیا دکھائی گئی کما ورد زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَاُرِیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور روئے زمین کے تمام خزانوں کا اختیار دیا گیا تو آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا اے میرے اللہ مجکو دُنیا کے خزانوں سے کچھ سروکار نہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ دُنیا میں تو مجکو مسکین رکھے مجکو تیری مقدس ذات سے سروکار ہے اور جب عاقبت کا ملک اور اسکی بادشاہی آپ کے پیش کیگئی تو بحکم مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اُسکی طرف بھی التفات نہ فرمائی ۔ بلکہ یہ فرمایا حَسْبِیْ مِنَ الدُّنْیَا فِی الدُّنْیَا ذِکْرُ اللّٰهِ وَمِنَ الْعُقْبٰی فِی الْعُقْبٰی رِضَاءُ اللّٰهِ ۔ دُنیا کی ادنےٰ چیزوں کو قبول نہ فرمایا بلکہ عالم عقبےٰ کو بھی اپنی خاطر عاطر پر ٹھیرنے ندیا ۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے :-

حدیث ایک روز غنائم کے مال سے چھ بار قطاروں کے درم و دینار سے حضرت

کے پاس بھیجے گئے اُسیوقت مساکین اور فقرا اور دیگر مستحقین کو بلا کر دئیے گئے۔ جب اس کار خیر سے آپ نے فراغت پائی تو آپ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا یا حمیرا میرا بچھونا بچھاؤ تو میں ایکساعت زمین پر لیٹوں۔ جب آپ فرش پر دراز ہوئے کبھی اس پہلو سے اُس پہلو تک کروٹ بدلتے تھے۔ مگر آپ کو نیند نہیں آتی تھی اور اضطراب بڑھتا جاتا تھا۔ عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں واسطے نیند آجانیکے جناب کے ہاتھ پاؤں کو مالش کرتی تھی جب آپ کے پاؤں کو اپنے سینہ پر ایک روایت میں ہے کہ اپنے رخساروں پر رکھا شائد کہ میرے رخساروں کی ٹھنڈک سے آپ کو نیند آجائے ہر چند میں نے بہت حیلے کئے مگر آپ کو نیند نہ پڑی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میرے خیال میں آتا ہے شاید کوئی فانی دنیا کی چیز میرے گھر میں باقی رہ گئی ہے اسی سبب سے مجکو نیند نہیں پڑتی۔ عائشہ نے کہا یا رسول اللہ میں نے اُس مال غنیمت سے تھوڑا سا لیکر اس نیت سے رکھ چھوڑا ہے کہ کسی وقت کوئی بھوکا یا ننگا یا کوئی قانع یا صابر آپ کے پاس آجائے تو اُسکو صدقہ کرو فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ وَکَیْفَ لِیْ بِالنَّوْمِ وَقَدْ اَبْقَیْتِ فِیْ بَیْتِنَا شَیْئًا لِّلْغَدِ اے عائشہ رضہ جب میرے گھر میں فانی دنیا کی کوئی چیز ذخیرہ ہو تو مجکو کسطرح نیند پڑے پھر حضرت صلے نے وہ ذخیرہ میرے سے منگا کر مساکین کے حوالہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا تَوَکُّلَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ ازاں بعد بڑے آرام سے سو گئے۔

حدیث۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثَلٰثَۃٌ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ پہلے وہ شخص جو اپنا کپڑا دھوئے اور دوسرا کپڑا نہ رکھے۔ کہ وہ پہنے اور اُس کو دھوئے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے چولھے پر دو دیگدان نہ رکھے۔ تیسرا وہ شخص کہ پانی بھرنے کا لوٹا ڈھونڈے یا پانی پینے کا برتن صرف ایک ہی ہو۔

نقل ہے کہ نبیوں میں سے ایک نبی علیہ وعلیہم السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اِلٰھِیْ کَیْفَ لِیْ اَنْ اَعْلَمَ رِضَاءَکَ عَنِّیْ فَقَالَ عَلَامَۃُ ذٰلِکَ اَنْ تَنْظُرَ کَیْفَ رِضَاءُ الْمَسَاکِیْنِ عَنْکَ فَاِنْ ھُمْ رَضُوْا عَنْکَ فَاِنِّیْ عَنْکَ رَاضٍ ۔ اور کہا اے میرے خداوند میں کسطرح معلوم کروں کہ تو میرے پر راضی ہے حکم ہوا کہ تو دیکھ میرے درویش تیرے پر راضی ہیں یا نہیں اگر میرے درویش تیرے پر خوشنود ہیں تو میں بھی تیرے پر خوشنود

ہوں اگر وہ تیرے پر راضی نہیں ہیں تو میں بھی تیرے پر راضی نہیں ہوں۔ سعدیؒ ؎

نخواہی کہ باشی پراگندہ دل	پراگندگان راز خاطر مہل
بہ بخشش کن امروز گنجینہ چیست	کہ فردا کلیدش نہ در دست تست
تو با خود ببر توشۂ خویشتن	کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
بغمخوارگی جز سر انگشت من۔	نخارد کس اندر جہان پشت من

مؤلف۔ اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ فقیروں کو اپنے عیال کے خطاب سے مخاطب کر کے اَلْفُقَرَآءُ عِیَالِیْ اُنکی شان میں کہا اور تونگروں اور دولتمندوں کو اپنے وکلا سے شمار کیا وَالْاَغْنِیَآءُ وُکَلَآئِیْ اور ان وکیلونکو اپنے عیال کے نان ونفقہ کا متعہد بنایا اور اس اہتمام کے صلہ میں اُن کے لئے دارالسلام کے درجات مہیا اور مقرر کئے اور ان کے خزائن اور دفائن کی کنجیاں محبت فقراء کے جیب میں رکھیں مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ مَحَبَّۃُ الْفُقَرَآءِ بلکہ اپنے خاص دوستوں یعنے انبیا کو انہی فقیرونکی خدمتگاری اور خبرگیری کے واسطے دنیا میں بھیجا۔ کَمَا اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالیٰ مُوْسیٰ بْنِ عِمْرَانَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ یَامُوْسیٰ جَالِسِ الْمَسَاکِیْنَ اِنَّ رَحْمَتِیْ لَا تُفَارِقُھُمْ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ یَامُوْسیٰ کُنْ بِشْتَاتٍ لِّفُقَرَآءِ غَالِبًا وَلِحَوَائِجِھِمْ قَاضِیًا حَتّٰی اَکْتُبَ لَکَ رِضَائِیْ وَاَمَانِیْ وَمَغْفِرَتِیْ اس پیغام کے بعد حضرت موسٰے علیہ السلام فقرا اور مساکین کی اتنی رعایت کرتے تھے کہ ہر ایک مہینے میں ایک ہفتہ سب علائق کو قطع کر کے فقیروں کے ارد گرد پھرتے تھے اور ان کے کپڑے دھوتے تھے اور ان کے مایحتاج کی تربیت میں لگے رہتے تھے۔ اور جو چیزیں اُنکی ضروریات کی ہوتی تھیں اُنکی تحصیل میں مصروف رہتے تھے یہانتک کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا یٰمُوْسیٰ اَشْھَدُ عَلیٰ نَفْسِیْ وَاُشْھِدُ عَلٰی نَفْسِیْ مَلَآئِکَتِیْ اِنِّیْ عَنْکَ رَاضٍ وَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ مَا مَضیٰ وَمَا بَقِیَ مِنْ ذُنُوْبٍ بَلْ فَکَذٰلِکَ مَنْ فَعَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا فَعَلْتَ مَعَ الْمَسَاکِیْنِ۔ اے موسٰے تیری خدمتگذاری میری بارگاہ میں قبول ہوئی کہ میں اپنی مقدس ذات اور اپنے ملائکہ کو اس امر کا گواہ کرتا ہوں کہ میں تیرے پر راضی ہوں اور جو کچھ ہفوات و زلات ماضیہ ہیں اُن سب سے درگذر فرمایا۔ جو شخص تیرے پیچھے میرے فقرا و مساکین کیساتھ ایسا برتاؤ اور معاملہ کریگا جو تونے کیا ہے اُس کے ساتھ بھی یہی سلوک مرعی ہوگا جو تیرے ساتھ ہوا + **نظم**

بہ پوشیدنِ سترِ درویش کوش	کہ سترِ خدائت بود پردہ پوش
مگردان غریب از درت بے نصیب	مبادا کہ گردی بدرہا غریب
فروماندگان را درون شاد کن	ز روزے فروماندگی یاد کن
نہ خواہندۂ بردرِ دیگران	بشکرانہ خواہندہ از در مران

حضرت مولنا معنوی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں مثنوی

آمد از حق سوئے موسیٰ این خطیب	کائے طلوع ماہ دیدہ تو زجیب
مشرفت کردم زنُور ایزدی	من حقم رنجور گشتم نامدی
گفت سبحانا تو پاکی از زیان	این چہ رمز است این بکن یارب بیان
باز فرمودش کہ در رنجوریم	چون نہ پرسیدی تو از روئے کرم
گفت یارب نیست نقصانے ترا	عقل گمشد این سخن را برکشا
گفت آرے بندۂ خاص گزین	گشت رنجور او منم نیکو ببین
ہست معذوریش معذوریِ من	ہست رنجوریش رنجوریِ من

اسی مضمون کی ایک حدیث میں نے صحیح مسلم میں دیکھی اُسکا لکھنا اور اُس کے مطلب سے آگاہ کرنا مناسب معلوم ہوا وھو ھذا:-

حدیث عَنْ اَبِی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَارَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَّہٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَہٗ ۔ حضرت ابی ہریرہ رض نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے آدم کے بیٹے میں مریض ہوا تھا تو میری عیادت کے لئے نہ آیا۔ اور میری بیمار پرسی تو نے نہ کی۔ بندہ عرض کریگا اے پروردگار تو جہان کا مالک اور عوارض جسمانی سے پاک ہے فرمان ہوگا۔ آیا تو نہیں جانتا ہے کہ میرا فلان بندہ بیمار ہوگیا تھا۔ تو اُسکی عیادت کیواسطے نہیں گیا تھا۔ آیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اُسکی عیادت کرتا۔ تو بیشک مجکو پالیتا یعنے میری رضا اور میرے ثواب کو اُس کے ذریعہ حاصل کرلیتا۔ یَابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَارَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہٗ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ اَمَا

عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اے آدم کے بیٹے میں نے تیرے سے کھانا مانگا تھا۔ تونے مجکو کھانا نہ دیا۔ بندہ کہیگا۔ اے میرے پروردگار میں تجکو دُوں اور کھلاؤں تو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمائیگا۔ اَے میرے بندے کیا تو نہیں جانتا ہے کہ ایک میرے بندے نے تیرے سے روٹی کا سوال کیا تھا۔ تونے اُسکو کھانا نہ کھلا اگر تو میرے بندے کو کھانا کھلا دیتا تو آج اُسکا بدلہ مجھسے ثواب پالیتا یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ كَیْفَ اَسْقِیْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَیْتَهٗ وَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ ۔ اے آدم کے بیٹے مَینے تیرے سے پانی مانگا تھا تُونے مجکو پانی نہ پلایا۔ بندہ کہیگا اَے میرے پروردگار تو ساری جہان کا مالک اور پرورش کرنیوالا ہے مَیں کسطرح تجکو پانی پلاؤں۔ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ فرمائیگا۔ میرے فلاں بندہ نے تیرے سے پانی پینے کے لئے مانگا تھا۔ تُونے اُسکو پانی نہ دیا۔ اگر تو اُس کو پلا دیتا۔ آج اُسکا ثواب مجھ سے پالیتا +

مؤلف ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دولتمندوں کو خصوصًا لازم ہے کہ حتّی الامکان فقرا اور مساکین کی ہرطرح سے خبرگیری کرتے رہیں اگر اُن کے پاس کوئی حاجتمند اپنی حاجت پیش کرے تو اُسکی حاجت روائی میں دریغ نہ کریں۔ نہیں تو روز قیامت کے معتوب ہونگے + اَے میرے بھائیو تم دیکھو کہ جناب سرورکائنات باوجود اس شان و شوکت کے مسکینوں کیساتھ کس طرح کا سلوک کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:

نقل ایک روز جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مبارک مسجد میں رونق افروز ہوئے صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنی گودڑی پر پیوند لگاتے تھے۔ آپنے فرمایا اَے صہیبؓ مجکو دے کہ میں تمہاری گودڑی پر ٹلیاں لگا دُوں صہیبؓ نے کہا کہ اَے آدمؑ کی ذُرّیت کے تاج میری سو ہزار جان تیرے پر قربان ہووے مَیں آپ کو اپنی گودڑی کے سینے کی تکلیف کیوں دوں۔ مَیں نہیں چاہتا ہوں کہ آپ کو میرے جُبّہ سینے کی تکلیف پہنچے آپنے فرمایا کہ اے صہیبؓ مجکو دے کہ مَیں اسکو ابھی سی کر تیرے حوالے کروں تاکہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ سے نکلے کہ یہ وہ مرد ہے کہ دُنیا میں درویشوں اور مسکینوں کے کپڑے سیتا تھا۔ جناب نے صہیبؓ سے گدڑی لی اور اسکو سینا شروع کیا۔ اسی اثنا میں حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اَے دوجہان کے سردار آپ کے شان کو شایاں

نہ تھا جو کہ آپ نے کیا اسوقت ملا اعلےٰ کے رہنیوالے آپ کے خلق کو دیکھ رہے ہیں اور یہ مقولہ زبان حال سے کہہ رہے ہیں ؎

آب ہمہ نیکوان بجوئے تو بود	زان جان ودلم بجست جوئے تو بود
چندانکہ بآفتاب وسے نگرم	خاطر ببوئے دیدن روئے تو بود

فصل فی فضائل الصدقۃ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ یُبَلِّغُکَ نِصْفَ الطَّرِیْقِ وَالصَّوْمُ یُبَلِّغُکَ بَابَ الْمَلِکِ وَالصَّدَقَۃُ تُدْخِلُکَ عَلَی الْمَلِکِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز تجکو آدھے راستہ میں پہنچادیتی ہے اور روزہ تجکو بادشاہ کی درگاہ میں اور صدقہ تجھکو بادشاہ کے پاس بٹھا دیتا ہے +

اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ وَالْجِہَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ وَالصَّدَقَۃُ شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۔ نماز دین کا ستون ہے۔ اور جہاد عمل کی کوہان ہے۔ اور صدقہ ایک عجیب چیز ہے + ایک مرد نے کہا یارسول اللہ وہ عمل جو میرے نزدیک فاضلتر ہے آپنے وہ بیان نہیں کیا فرمایا وہ کیا عمل ہے کہا روزہ۔ فرمایا ھٰذَا قُرْبَۃٌ وَلَیْسَ ھُنَاکَ روزہ بھی ایک قربت ہے لیکن صدقہ کا مرتبہ اُسکی قربت سے بڑھکر ہے۔ روزہ کجا اور صدقہ کجا۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک !

حضرات علمائے نے خیرات اور صدقہ کی فضیلت اور اُس کے عجیب ہونے میں بہت سے دلائل بیان کئے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ اعمال خیر جو عبودیت کے مرتبہ کی رفعت کا موجب ہیں جیسے نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ کو ربوبیت کے مرتبہ کیساتھ کچھ مناسبت اور لگاؤ نہیں مگر خود صدقہ کہ اسمیں عبودیت سے بدرجات ربوبیت کے ترقی متصور ہے۔ اس لئے کہ اُسکو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عجیب کی صفت سے موصوف فرمایا + اے میرے دوستو اگر تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو تمہارا صدقہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے تصدق سے زیادہ عجب ہے اس لئے کہ اُسکی ذات بابرکات اپنے ذاتی استغنا اور عدم احتیاج سے تصدق کرتی ہے اور تم لوگ باوجود موجودگی فقر اور احتیاج کے اپنے حوائج کو بند کرکے تصدق کرتے ہو +

ازانجملہ تصدق کی فضیلت اور دیگر تمام اعمال پر اسکی ترجیح کے لئے یہ روائت کافی ہے کہ ایک روز جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے مسجد کے دروازہ پر ایک کُتّا کھڑا ہوا دیکھا معلوم کیا کہ یہ شیطان لعین ہے۔ پوچھا کہ اے لعین تو اس جگہ کیوں کھڑا ہے۔ ابلیس نے کہا میں اس جگہ اسواسطے کھڑا ہوں کہ آپ جو کچھ پوچھو گے میں اسکا جواب کما ینبغی دونگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابلیس تو سچ کہ جب میری اُمت نماز باجماعت پڑھنے میں مشغول ہوتی ہے اُن کو دیکھکر تیرا کیا حال ہوتا ہے۔ کہا اسوقت انکو اس شان وشوکت میں دیکھ کر مجکو آتشی تپ چڑھ جاتا ہے۔ اور میں غش کھاجاتا ہوں۔ فرمایا جب میری اُمّت کے لوگ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں تو تجھ پر کونسی حالت طاری ہوتی ہے۔ کہا کہ اُسوقت میں بہرہ گونگا۔ اندھا ہو جاتا ہوں۔ فرمایا جب میری اُمت دُعا کرتی ہے۔ کہا اُس وقت میری گردن پر زنجیر اور میرے پاؤں پر بیڑیاں اور میرے ہاتھوں پر آگ کی ہتھکڑیاں رکھدیتے ہیں۔ فرمایا جب میری اُمّت کے لوگ تصدق اور خیرات کرتے ہیں اُسوقت تیرا حال کیسا ہوتا ہے؟ کہا یارسول اللہ یہ بات مجھ سے مت پُوچھ مجکو اس کا جواب دینا گویا اپنی ہتک بیان کرنی پڑتی ہے۔ فرمایا کیوں کہا اس لئے کہ جب یہ لوگ یعنے تیری اُمت کے سخی سخاوت کا دروازہ کھولتے ہیں اور کرم اور تصدق کا دسترخوان بچھاتے ہیں تو اُن کو حق سُبحانہ وتعالیٰ تین دولتیں عطا فرماتا ہے۔ اوّل یہ کہ میں اسوقت ایسا ہو جاتا ہوں کہ گویا میرے سر پر آرہ چل رہا ہے۔ اور میرے پلید وجود کے دو ٹکڑے کردیتے ہیں۔ ایک ٹکڑا مشرق دُوسرا مغرب میں پھینکدیتے ہیں۔ دوم وُہ صدقہ مصدّق اور دوزخ کی آگ کے درمیان ایک حائل یعنے پردہ ہو جاتا ہے۔ سوم۔ صدقہ کے سبب حق سبحانہ وتعالے کا غضب فرو ہو جاتا ہے۔ جب صدقہ میں یہ مذکورہ باتیں پائی جاتی ہیں تو بایں معنے صدقہ تمام اعمال پر ترجیح رکھتا ہے۔

ازانجملہ تصدق کی فضیلت میں شرف اختصاص کافی ہے کما ورد اَلصَّدَقَةُ تَقَعُ فِی کَفِّ الرَّحْمٰنِ اَوَّلاً ثُمَّ تَقَعُ فِی کَفِّ الْفَقِیْرِ یعنے صدقہ پہلے خدا تعالی کے ہاتھ میں پڑتا ہے اس کے بعد فقیر کے ہاتھ آتا ہے اے میرے بھائیو! یہ خصوصیت صرف صدقہ کو حاصل ہے کہ صدقہ دینے والے کے ہاتھ سے نکلتے ہی اللہ تعالی کے ہاتھ میں جا پڑتا ہے۔ دیگر اعمال صالح اس درجہ کی قبولیت کے شرف سے مشرف نہیں ہوتے ◆

روایت ہے کہ ایک روز جناب مستطاب سالتمآب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دولتخانہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا حضرت بی بی عائشہؓ اُس سائل کے واسطے اچھے کھرے درم چُننے لگیں۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا اِنِّیْ اَدٰی مِنْکَ الْعَجَبُ یَا عَائِشَۃُ عائشہ نے کہا وَفَوْقَ الْعَجَبِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِعْتُ اَنَّ الصَّدَقَۃَ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الْفَقِیْرِ یعنے میں نے آپؐ سے سُنا ہے کہ صدقہ جب تک خدا کے ہاتھ میں نہ پڑے تب تک فقیر کے ہاتھ میں نہیں پڑتا۔ باین خیال میں نے چاہا کہ جب ان درموں سے پہلے صدقہ یدِ قبول میں پڑتا ہے تو میں وہی نکالوں۔ جو سب سے کھرے اور پاکیزہ ہوں۔ فرمایا رَزَقَکِ اللّٰہُ یَا عَائِشَۃُ +

مؤلف۔ نقل ہے کہ سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض رحمہما اللہ دونوں حضرت وہب قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور کہا آپ ہم کو کوئی نصیحت فرماؤ فرمایا تم قرآن کی کسی آئت پر تصدیق اور عمل کر سکتے ہو اور حق سبحانہ وتعالےٰ کو اپنے حکموں میں سچا جان سکتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم خدا کے بھیجی ہوئیں سب آیات کی تصدیق کرتے ہیں فرمایا جو شخص ان آیات کی تصدیق کرے فَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وہ اپنے جُبّہ میں ایک حبّہ بھی باقی نہیں رکھتا ہے +

نقل ایک روز حاتم اصم قدس سرہٗ نے روزہ رکھا جب افطار کا وقت ہوا پُوچھا کہ افطار کیواسطے کوئی چیز ہے۔ روٹی کا ایک ٹکڑا اُن کے پاس لائے ابھی روزہ افطار نہیں کیا تھا کہ ایک سائل نے شَیْئًا لِلّٰہِ کی آواز دی وُہ ٹکڑا اُس کے حوالہ کر کے نماز میں مشغول ہو گئے ابھی دو رکعت نہیں پڑھ چکے تھے کہ ایک شخص گوناگون کھانوں کا ایک خوان آراستہ کر کے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ اسی اثنا میں ایک سائل نے آواز دی وُہ خوانچہ بے کم وکاست اُس کے پاس بھیجدیا۔ اور کہا کہ میرا مالک مجھ سے طرح طرح کے امتحان لیتا ہے۔ اور پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔ ابھی دو رکعت نماز پوری ادا نہ کر چکے تھے کہ ایک شخص نے علی بن عیسےٰ ابو وزیر کیطرف سے ایک بدرہ اشرفیوں کا لا کر شیخ الوقت کے پاس رکھا شیخ علیہ الرحمۃ نے باواز بلند اَلْغَوْثُ مِنَ الْخَلْقِ کہا کہ ان لوگوں نے مجکو بڑا تنگ کر رکھا ہے۔ کہ تھوڑے صدقہ کے بدلے مجکو اسقدر مال سے تکلیف دیتے ہیں اتفاقاً آپکا ایک ہمسایہ خلق نام تھا اُس نے آپ کی آواز سُنکر بہت اندیشہ کیا اور ملول خاطر ہوا آپکی

خدمت میں حاضر ہوکر کہا یا شیخ میرے سے کیا گستاخی سرزد ہوئی کہ آپ میرے سے فریاد کرتے اور اَلْغَوْثُ مِنَ الْخَلْقِ زبان سے فرماتے ہیں اور میرے ہمسایہ بھی اس بات کو سنکر میرے قتل کے درپے ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے بھائی تو خاطر جمع رکھ کہ میں اپنے خالق کی خلق سے فریاد کرتا ہوں کہ اُس نے میرے بارے میں کیسا احسان کیاہے اگر میں ایک سیر بھر صدقہ کروں تو اُس کے عوض میں بحکم وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ مجکو من بھر بھیجدیتا ہے۔ قال الحکماء ما انفق له اکرم باربع کرامات جو شخص اپنے مال کو راہ مولےٰ میں خرچ کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو چار کرامتوں سے مکرم کرتا ہے۔ پہلی یہ کہ اُس کا مال فانی تھا جب اُس نے دیدیا تو وہ مال باقی ہوگیا۔ کما ورد مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ دُوم مال قلیل رکھتا تھا جب اُسنے خدا تعالیٰ کے نام پر صدقہ کیا تو وہ خدا کی بارگاہ میں تربیت پاکر کثیر ہوگیا۔ کما ورد وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ اور روائت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُرْبِيْ صَدَقَاتِكُمْ كَمَا تُرَبُّوْنَ اَسْخَالَكُمْ یعنے حقتعالےٰ اپنے بندوں کے صدقات کو پالتا ہے جیسے تم اپنی بکری کے بچوں کو پالتے ہو اکثر بندوں نے جو اپنا مال راہ مولےٰ میں تصدق کیا ہو۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی برکت سے اُسکو قیامت کے دن اپنی نکوئی کے پلہ میں مثل ایک پہاڑ کے دیکھینگے اس لئے کہ بندہ کا احسان اُسکی عبودیت کے لائق ہے اور حق تعالےٰ کا احسان اُسی ربوبیت کے مطابق ہے۔ سوم تصدق کے فضائل میں سے ہے کہ جب تک مال آدمی کے پاس ہوتا ہے تلف کے خطرہ میں رہتا ہے۔ جب آدمی اُس مال کو تصدق کردیتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا۔ اور آدمی قیامت کے دن اُس مال کو بے کم وکاست بلکہ اُس سے زیادہ پالیگا۔ کما ورد وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ چہارم یہ ہے کہ انسان کا مال اُن کے فوت ہوجانیکے بعد وارثونکا حق ہے اور متوفی اُس سے سوائے کفن کے بے نصیب ہے جب اُس نے اپنی زندگی میں تصدق کیا تو وہ مال خاصۃً اُسی کا ہؤا اور اُس کا نفع اُسی پر منحصر ہؤا۔ کما ورد اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ۔

سعدی علیہ الرحمۃ

زرو نعمت اکنون بدہ کاں تست	کہ بعد از تو بیرون زفرمان تست	
بدنیا توانی کہ عقبےٰ خری	بخر جان من ورنہ حسرت بری	

عبداللہ بن عطیہ رضہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی کی بڑی زراعت تھی اسی ہزار کو فروخت کردی اور اُسکا سارا حاصل درویشوں مسکینوں - فقیروں - یتیموں میں نفقہ کردیا عوام کالانعام نے جاکر اُسکو کہا کہ اگر آپ تھوڑا سا مال اپنے اہل و عیال کیواسطے رکھ لیتے - تو اُن کا بھی گذارہ چلتا رہتا کہا کہ میں نے اپنے مال کو راہ مولےٰ میں خرچ کیا اور اپنے اہل و عیال کے واسطے باقی کچھ نہیں رکھا - **قطعہ**

	منہ مال از بہر اہل و عیال -	کہ بد بہ نگردد بتد بیر تو	
	یقین دان کہ تدبیر رزق ہمہ	چنان کرد ایزد کہ تقدیر تو	

فقیہ ابی اللیث سمرقندی رحہ نے تنبیہ الغافلین میں فرمایا ہے - کہ بزرگان دین نے کہا ہے کہ تصدق یعنے صدقہ کرنے میں دس خصلتیں پسندیدہ ہیں ازانجملہ پانچ تو دُنیا میں اور پانچ عالم عقبےٰ میں وُہ پانچ جو عالم دُنیا کے ساتھ مخصوص ہیں ❖

پہلی خصلت دِل کی تفریح یعنے مساکین اور فقرا کا دل خوش کرنا اور یہ عمل فاضلترین اعمال کا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں - کما ورد جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے جو بہشت میں داخل ہونیکا موجب ہووے - فرمایا اے عائشہ جو کوئی کسی مسلمان کے دلکو راضی اور خوش کرے حق سبحانہ وتعالےٰ اُس کے واسطے کوئی ثواب اور کوئی مغفرت سوائے بہشت کے مقرر اور معین نہ فرمائیگا ❖ اور انس بن مالک رضہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی حاجت برلائے سات ہزار سال کی عبادت پسندیدہ مثل روزہ اور قیام کے اُس کے اعمالنامہ میں ثابت کردیتے ہیں ❖ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے - کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کے دِل کو خوش کرتا ہے - اور وُہ خوشی جو اُس کے دلمیں آتی ہے حق سبحانہ وتعالی اُس شادی سے بارہ فرشتے پیدا کرتا ہے - اور وُہ فرشتے حق سبحانہ وتعالی کی عبادت اور تحمید اور تہلیل اور توحید میں مشغول ہوجاتے ہیں - جب اُس محسن بندہ کو لحد میں رکھتے ہیں تو بارہ فرشتے اچھی صُورتوں میں اُس کے پاس آکر کہتے ہیں کہ اے بندے تو ہمکو پہچانتا ہے - بندہ کہیگا میں آپ لوگوں کو نہیں پہچان سکتا ہوں - خود ہی فرمائیے کہ آپ اس بے نظیر حُسن وجمال اور عظمت وجلال کیساتھ کون لوگ ہیں وُہ فرشتے کہیں گے کہ ہم وُہ خوشی

کا اثر اور سرور ہیں کہ فلانے دن فلانی ساعت فلاں بندے کے دل میں تو نے ہم کو داخل کیا تھا یعنے اُس کے دل کو خوش کیا تھا اور حاجت روائی کی تھی۔ اب ہم کو حق سبحانہ و تعالٰی نے تیرے پاس بھیجدیا ہے تا کہ اس وحشت سرا میں تیرے مونس رہیں اور منکر نکیر کے سوال کے وقت تجھ کو جواب باصواب کی تلقین کریں۔ اور تجھ کو کلمۂ توحید پر ثابت رکھیں اور جب قبر سے تم کو اُٹھائیں گے تو انشاءاللہ عرصات کے جنگل میں ہمراہ ہو کر تیرے حالات کے ممد رہیں گے۔ جب تو حساب کے لئے پیش کیا جائیگا۔ تو ہم تیرے شفیع اور تیری مہمات کو کفالت اور تیرے حسنات کو رجحان کا سبب ہو جائیں گے ؎

خدارا برین بندہ بخشائش است	کہ خلق از وجودش در آسائش است
کسے نیک بیند بہر دو سرائے	کہ نیکی رساند بخلق خدائے

دوسری خصلت۔ متصدق کے مال میں برکت۔ یعنی جو شخص اپنے حلال مال سے صدقہ کرے اور حقوق اللہ کے ادا کرے اُس کے مال میں ہمیشہ برکت رہتی ہے کما قال اللہ تعالٰی وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ۔ یعنے جو کچھ تم راہ مولےٰ میں دو حقتعالٰی اُس کے عوض میں اُس سے بہتر دیتا ہے۔ جیسا حضرت ابو ہریرہ رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مَا نَقَصَتْ صَدَقَۃٌ مَالَ رَجُلٍ۔ یعنے صدقہ کسی کے مال کو کم نہیں کرتا ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب صدقہ کیا جاتا ہے تو البتہ مال میں کسیقدر نقصان پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً سو میں سے پانچ صدقہ کیا۔ باقی پانچ کم سو رہ گیا۔ مَا نَقَصَتْ کے معنے ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص دو سو درم رکھتا ہو۔ اُسمیں سے ایک سو پچانویں اُسکا حق ہے۔ اگر اُسمیں سے پانچدرم کی زیادتی کریگا۔ تو بیشک گنہگار ہوگا۔ بلکہ جو مہم جس کا آسان ہونا دو سو درم سے ہووے وہ ایکسو پچانوے سے بھی آسان ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات تجربہ سے کئی بار معلوم ہو چکی ہے کہ اللہ تعالٰی اُس متصدق کی مہمات کو اپنے فضل و کرم سے آسان کر دیتا ہے ✦

اور بعض مفسرین نے اس حدیث کے معنی اسطرح بیان کئے ہیں۔ جب بندہ کسی چیز کا صدقہ اللہ کی راہ میں کرتا ہے۔ سُنت الٰہی اُسمیں جاری ہے کہ اُس شخص کو باعث صدقہ کرنیکے محتاج نہیں کرتا ہے۔ اگر محتاج بھی ہو جائے تو اُسکی احتیاج کو رفع کر دیتا

ہے ایسی وجہ سے کسی طرح کی تکلیف اس متصدق کو نہیں پہنچتی ہے اور بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ تصدق کی برکت سے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔ جو اُس نے دیا تھا۔ جیسا کہ وارد ہوا وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ كُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفًا وَّلِكُلِّ مُمْسِكٍ تَلَفًا کے اثر سے متصدق ہمیشہ بابرکت ہی رہتا ہے حکایات میں عامر بن قیس رح سے منقول ہے کہ جب عامر گھر سے باہر نکلتے تھے۔ کچھ روپے یا درم وغیرہ جو چیز موجود ہوتی اُسکو اپنی چادر کے پلّہ پر بھیر دیتے تھے اور جو شخص اُن سے کچھ مانگتا تھا اُسی سے اُنکو عطا کر دیتے تھے۔ جب گھر میں آتے تھے جو کچھ اپنے ساتھ لیجاتے تھے باوجود انعام اور عطا دینے کے بے کم و کاست اپنے گھر میں واپس لے آتے تھے کہ وزن اور عدد میں کچھ تفاوت نہیں ہوتا تھا +

مؤلف بیشک صدقہ ایسی چیز ہے کہ متصدق کو کبھی محتاج نہیں ہونے دیتا ہے اور اُس کے مال میں کبھی نقصان عائد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ دن بدن اُس کے مال میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور رسول مقبول کا فرمان بیشک سچّا اور درست ہے جو آپ نے فرمایا مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مَالَ رَجُلٍ +

حکائت اے میرے بھائیو! صدقہ ایسی چیز ہے کہ متصدق کو بہشت میں پہنچا دیتا جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روائت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلسَّخَاوَةُ شَجَرَةٌ مِنْ اَشْجَارِ الْجَنَّةِ اَغْصَانُهَا مُتَدَلِّيَاتٌ فَمَنْ اَخَذَ غُصْنًا مِنْهَا فَيَجُرُّهُ ذٰلِكَ الْغُصْنُ اِلَى الْجَنَّةِ (جامع صغیر للسیوطی من عینہ) سخاوت ایک درخت ہے بہشت کے درختوں سے اور اُسکی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ پس جس نے اُسکی شاخوں میں سے کسی شاخ کو پکڑ لیا وہ شاخ اُسکو کھینچتی ہوئی بہشت میں لیجائیگی جیسا کہ حضرت مولانا معنوی مثنوی شریف میں بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں ؎

لب بہ بند و کف پُر از زر برکشا	بخل تن بگذار پیش آور سخا
ترک شہوتہا و لذتہا سخاست	ہر کہ در شہوت فرو شد بر نخاست
این سخا شاخیست از سرو بہشت	وائے او کز کف چنین شاخے بہشت
مے برد شاخ صفا او خوب کیش	مر ترا بالا کشان تا اصل خویش

صدقہ اور جود انسان کیواسطے ایسی صفت ہے جو ملائکہ باوجود اس عصمت اور رفعت کے

اس خاکی انسان کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی متصدقوں اور منفقوں کو آسودگی میں رکھ اور ممسکوں کو ہمیشہ ذلیل اور خوار رکھ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط کل منفق خلفا اللھم اعط کل ممسک تلفا متفق علیہ بخاری اور مسلم میں بروایت ابوہریرہ رضی کے وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں دن ایسا کہ صبح کریں بندے مگر کہ دو فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں پس ایک ان دونوں میں سے کہتا ہے اے بار خدایا خرچ کرنیوالوں کو عوض دے یعنی بدلہ اور دوسرا کہتا ہے الٰہی ممسکوں کو تلف کردے اور حوادث میں یعنی بلاہیں مبتلا کردے۔ یہیں معنے مولنا روم رح فرماتے ہیں۔ مثنوی

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند	دو فرشتہ خوش منادی میکنند
کاے خدایا منفقان را دہ خلف	کاے خدایا ممسکانرا کن تلف
یا الٰہی منفقان را سیر دار	ہر درم شاں را عوض دہ صد ہزار
کاے خدایا ممسکانرا در جہاں	تو مدہ الا زیاں اندر زیاں
گر نماند از جود در دست تو مال	کے کند فضل الٰہت پائمال
ہر کہ کارد گردد انبارش تہی	لیکش اندر مزرعہ باشد بہی
ہر کہ در انبار ماند و صرفہ کرد	منہ و موش حوادث پاک خورد
غل بخل از دست و گردن دور کن	سخت تو دریاب از چرخ کہن

لیکن عاقل آدمی کو لازم ہے کہ ہر ایک کام میں میانہ روی اختیار کرے۔ مثلاً انفاق اور امساک میں افراط تفریط نہ کرے بلکہ سخاوت اور انفاق میں پہلے اپنے قرابت والوں کی بشرطیکہ وہ فقیر ہوں خبر گیری کرے اور اس کے بعد دیگر مستحقوں کی امداد میں دریغ نکرے کما ورد قال اللہ تعالیٰ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ اور دے قرابت والوں کو جو ان کا حق ہے۔ خرچ اور اچھی طرح نباہ کرنا ان کے ساتھ۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قرابت والوں کا حق یہ ہے اگر وہ فقیر محتاج ہوں تو انکو خرچ دو۔ اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ذوی القربےٰ سے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار مراد ہیں اور ان کا حق خمس عطا کرنا ہے انہیں اس چیز میں سے جو حقتعالیٰ نے ان کیواسطے مقرر فرمائی ہے۔ امام

ثعلبی رحمہ اللہ کی تفسیر میں ہے کہ امام حسین بن علی علیہما السلام نے شام کے لوگوں میں سے ایک مرد سے یہ بات کہی کہ تو قرآن پڑھتا ہے وہ بولا کہ ہاں امام نے کہا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں کیا تو نے یہ آیت پڑھی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ اُس مرد نے جواب دیا کہ ہاں پڑھی تو ہے کیا آپ وہ قرابت والے ہیں جنکا حق دینے کا خدا نے حکم دیا ہے امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہ قرابت والے ہم ہی ہیں وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اور دے تو فقیر کو اور راہ چلتے کو حق اُنکا زکوٰۃ میں سے اور فضولخرچی نہ کر یعنے جن مقاموں پر مال نہ خرچ کرنا چاہیئے وہاں اپنا مال بے فائدہ پراگندہ کرنا ۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کارِ خیر میں اگر اُحد کے پہاڑ کے برابر خرچ کرے تو ہرگز اسراف نہیں اگر جو برابر باطل اور خلاف شرع کریں تو وہ اسراف ہے ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ بیشک اسراف کرنیوالے ہیں بھائی شیطانوں کے یعنی شرارت اور مال تلف کرنے میں شیطانوں کی مثل ہیں ۔ عرب کی عادت ہے جب کسی قوم کی عادت پر کسی اور شخص کو پلتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ شخص اُس قوم کا بھائی ہے ۔ لکھا ہے کہ مکّہ معظمہ کے کفار لوگوں کو دکھلانے سُنانے کیواسطے اپنے مال خرچ کیا کرتے تھے اور ایک مہمان کے واسطے کئی اُونٹ ذبح کرڈالتے تھے ۔ حق تعالیٰ اُن کی مذمت کرتا ہے ۔ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۔ اور شیطان اپنے رب کیواسطے منکر ہے اور اُسکی نعمت کی ناشکری کرنیوالا ۔ اے میرے بھائیو! ہر ایک آدمی کو چاہیئے کہ اس بات میں شیطان کی متابعت نہ کرے ۔

حدیث شریف میں ہے کہ بلال اور صہیب اور جباب اور فقیر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے ایک وقت حضرت سید المرسلین رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہٖ اجمعین سے کوئی چیز مانگی کہ موجود نہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم کے مارے اُن صحابہ کیطرف سے مُنہ مبارک پھیرلیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا اے محمدؐ اگر تو مُنہ پھیرے محتاج صحابہ سے واسطے انتظار روزی کے اپنے رب کے پاس سے اُمید رکھتا ہے تو اُس کے فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا تو کہہ اُنسے نرم اور اچھی بات یا دعا کرو اُن کیواسطے کہ فقر و فاقہ کا بوجھ اُنپر آسان ہوجائے یا وعدہ کرلو اُن سے بھلائی کرنیکا اور یہ آیت نازل ہونے کے بعد جب وہ محتاج صحابہؓ آپ سے

کچھ مانگتے اور حاضر ہوتے تو آپ فرماتے کہ اللہ ہمیں تمہیں دے ٭
لکھا ہے کہ ایک مسلمان عورت نے ایک یہودی عورت سے یہ دعوے کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ موسے کلیم اللہ سے زیادہ سخی ہیں اور حضرت موسےؑ کی سخاوت یہ تھی کہ جو چیز اُن کے پاس حاصل ہوتی اور کوئی سوال کرتا تو وُہ چیز اُسے دیدیتے سوال رد نہ کرتے یا نرم اور شیریں جواب دیکر سائل کو راضی کر دیتے۔ غرضیکہ یہ بات آزمانے کیواسطے اُس نے اپنی لڑکی کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں بھیجا وُہ لڑکی آئی اور یہ بات زبان پر لائی یارسول اللہ میری ماں آپ سے پیراہن مانگتی ہے۔ جو آپ کے جسم مبارک پر ہے۔ حضرت علیہ السلام حجرہ شریف میں تشریف لیگئے اور جسم مبارک سے پیراہن اُتار دیا اور خود ذات مبارک برہنہ بیٹھ رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی صحابہ نماز کے لئے جمع ہوئے اور آپ کا انتظار کرنے لگے اور حال یہ تھا کہ بے پیراہن آپ نماز کو باہر نہ آسکتے تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ اے محمد نہ کرلے اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن میں جبتک تو کشادہ رکھنے پر قادر ہو۔ ہاتھ گردن میں باندھ لینا کنایہ ہے بخل اور امساک سے وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ اور نہ کشادہ کر دے اپنا ہاتھ بالکل کشادہ کر دینا ہاتھ کشادہ کرنا عبارت ہے بخشش سے اور بالکل کشادہ کر دینا اشارہ ہے اسراف کی طرف یعنی اسراف نہ کر فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا کہ بیٹھے تو ملامت کیا ہوا اور ماندہ اور محتاج حقتعالی سخاوت کی صفت میں ورمال کا حکم فرماتا ہے۔ اُسکی دونوں طرفوں سے کہ ایک خست دوسری فضولخرچی ہے منع فرماتا ہے مجمع البحرین میں ابو موسیٰ کا قطعہ اِس آیت کے معنی میں لکھا ہے۔ وہو ہذا ؎

مبند از سر امساک دست در گردن	کہ خصلتیست نکوہیدہ پیش اہل نہا
مکن بجانب اسراف تو چنداں میل	کہ ہرچہ ہست بیکدم کنی ز دست رہا
چو درمیانہ این ہر دو راہ چندانی	تفاوت است کہ ز آفتاب تا بہا
پس احتیاط توسط ہست در جمیع امور	بداں دلیل کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا

خاصیت تیسری۔ صدقہ متصدق کی عمر میں برکت پیدا کرتا ہے۔ کما ورد حدیث جیسا کہ حدیث میں وارد ہو۔ لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ یعنے قضائے الٰہی کو کوئی چیز نہیں دفع کرسکتی ہے مگر دُعا اور انسان کی عمر میں

کسی چیز سے کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی ہے مگر نکوئی یعنے تصدق۔ علماء نے اس حدیث کی تحقیق میں بہت دقیقے بیان کئے ہیں اور کہا ہے کہ جب قرآن مجید میں تنصیص کی گئی ہے کہ عمر بحکم اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کے کم زیادہ نہیں ہوتی پھر بر یعنے تصدق کسطرح عمر میں زیادتی کر سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث کے معنے اسطرح کئے جائیں تو آیت مذکورہ اور حدیث میں مطابقت ہو جاتی ہے کہ بیشک عمر معینہ میں کسیطرح کی کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔ لیکن صدقہ سے برکت بڑھ جاتی ہے جیسے مثلاً کوئی شخص فوت ہو گیا اور اسکی خیرات مبرات اُس سے وجود میں آتا رہتا ہے۔ جیسے صدقات جاریہ کہ مرنے سے بھی اُسکا ثواب فوت نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کا فرزند صالح رہ جائے اُسکے باپ کی روح کی راحت کا سبب ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایکروز جناب رسالتمآب ؐ کی مجلس مبارک میں عمر کے بڑھنے گھٹنے کی بابت ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کی عمر کو دعا زیادہ کر دیتی ہے اور بعض نے اس حدیث کی تاویل جنمیں عمر کی زیادتی سمجھی جاتی ہے اسطرح کی ہے کہ قضاء الٰہی دو قسم ہے ایک معلق دوسری مبرم حدیث مذکورہ قضاء معلق کیطرف اشارہ ہے۔ اور آیت کے معنوں کو قضائے مبرم پر حمل کیا ہے اس صورت پر آیت اور حدیث میں تلفیق اور تطبیق کی ہے۔ خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جو قضائے مبرم ہے وہ کبھی دعاؤں سے نہیں ٹلتی ہے اور جو قضا معلق ہے وہ دعا کرنے سے ٹلجاتی ہے اور بزرگوں نے اس قضا کو جسکی قائم مقام قضیہ شرطیہ کے مقرر کیا ہے۔ مثلاً لوح محفوظ میں ایسا لکھا گیا ہے کہ اگر فلاں آدمی یہ تصدق کریگا تو ہم اُسکی عمر سو سال تک پہونچا دینگے۔ اگر وہ آدمی تصدق نہ کریگا تو ہم اُسکو نوے برس میں ہی دنیا سے اُٹھا لینگے۔ ازین قبیل واقعات بہت سے اہل سیر کی کتابوں میں دیکھے ہیں چنانچہ فقیہ ابی اللیث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ:-

حکایت۔ حضرت عیسے علیہ السلام ایک قریہ میں گئے اور اُس گاؤں میں ایک قصار یعنے دھوبی جو صفات ذمیمہ سے موصوف تھا رہتا تھا۔ اور اسکی بد اخلاقی سے لوگ بڑے تنگ رہتے تھے۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر حضرت عیسے علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس قصار کی شکایت کی۔ اسی اثناء میں وہ دھوبی کپڑوں کا ایک پشتوارہ

اُٹھائے ہُوئے جو دھونے کے لئے گھاٹ پر جاتا تھا۔ آن پہنچا۔ گاؤں والوں نے کہا یا
رُوحُ اللہ وُہ قصار یہی شخص ہے کہ آدمیوں کے کپڑے پھاڑ لاتا ہے اور وعدہ کا خلاف
کرتا ہے اور اکثر آدمیوں کے کپڑے ضائع کردیتا ہے۔ یا رُوحُ اللہ اگر آپ کی توجہ سے
یہ بلا ہمارے سر سے ٹلجا دے اور آپ کی دُعا سے خداتعالیٰ اُس ناپاک کو ہلاک کردے
تو ہم آپ کی طفیل اُسکی شرارت سے بچ جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی
التماس اور شکایت کو باجابت مقرون کرکے اُس کے حق میں لعنت کی اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ
لَا تَرُدَّہٗ بَعْدَ مَآءٍ اور اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے اُنکو بشارت دی اور کہا کہ اس قصار
قصار کی عمر میں سے صرف آج کا ہی دن باقی تھا وہ کبھی زندہ گاؤں میں نہیں داخل ہوگا
حاضرین کو حضرت عیسیٰؑ کی دُعا سے اطمینان کُلّی ہُوا۔ اور اُس کے ہلاک ہونے پر مستیقن
ہوگئے۔ وُہ گاذر اپنی عادت پر جنگل میں چلا گیا اور اپنے چاشت کے لئے تین روٹیاں
اپنے ساتھ لے گیا۔ جس چشمہ پر وہ کپڑے دھوتا تھا۔ اور ایک کنارہ پر ایک پہاڑ تھا۔ اور
اُس پہاڑ پر ایک عبادتخانہ اور اس عبادت خانہ میں ایک مرد عابد خداتعالیٰ کی عبادت
میں مشغول رہتا تھا۔ اتفاقاً چند روز اُس عابد کو طعام نہ پہونچا۔ اور کسی نے اُسکی خبرگیری
نہ کی بھوک کے غلبہ سے بمقتضائے بشریّت تاب نہ لاکر پہاڑ سے اُتر آیا۔ اور اُس دھوبی
کے پاس آکر کہا اے مرد خدا اگر تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو مجکو دے کہ اسوقت مجکو
بھوک نے بہت لاچار کر رکھا ہے۔ اگر تو طعام نہ دیسکے بارے مجکو دکھا ہی دے کہ شاید
دیکھنے ہی سے مجکو آرام اور میرے نفس کو تسلّی حاصل ہو جائے۔ قصار نے اُن تین روٹیوں
میں سے جو اُس کے پاس موجود تھیں ایک روٹی اُٹھا دی عابد نے نہایت خوشوقت ہو کر اُس
قصار کے حق میں دُعا دیکر کہا۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَطَھَّرَ قَلْبَکَ اُس
گاذر کو عابد کی دُعا پسند آئی۔ خوش ہوکر دُوسری روٹی بھی عابد کو دی عابد نے کہا غَفَرَ
اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ قصار نے تیسری قُرص بھی اُس کے حوالہ کردی۔
عابد نے کہا بَنَی اللّٰہُ لَکَ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ یہ کہکر اپنے صومعہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور
قصار اپنے کپڑے دھونے میں مصروف ہوا عصر کی نماز تک اپنے کام سے فراغت پاکر اور
دُھلے ہُوئے کپڑے باندھکر اور اپنی پُشت پر اُٹھا کر سلامت باکرامت اپنے گھر کی طرف روانہ
ہُوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے یاروں اور حواریوں کے راستے میں بیٹھے ہُوئے تھے

کہ قصار سلامت کپڑے اٹھائے اُن کے پاس سے گذرا سب لوگ اس کو دیکھکر متعجب ہوئے اور کہا یا نبی اللہ دیکھئے وہ قصار فجار صحیح سالم چلا آتا ہے۔ آپ کے وعدہ کی تصدیق نہوئی حضرت عیسےٰ روح اللہ نے فرمایا اُس کو بلالو۔ تو اُس کے حال کی پڑتال کروں الغرض قصار حضرت عیسےٰؑ کے دربار میں حاضر ہوا عیسےٰ علیہ السلام نے پوچھا اے قصار میں تجھ سے یہ پوچھتا ہوں کہ آج تو نے کیا کام کیا اور تیرے اعمال خیر سے کیا ظہور میں آیا۔ عرض کی یا نبی اللہ جب میں پہاڑ کے نیچے چشمہ کے کنارے پہنچا ابھی اپنے کام میں مصروف نہیں ہوا تھا کہ ایک بھوکا درویش میرے پاس آپہونچا۔ اور میرے سے اُس نے طعام مانگا مجکو اُسکا حال زار دیکھ کر رحم آگیا۔ میں نے دو تین روٹیاں جو میرے پاس تھیں اُس کو دیدیں اور اُس درویش نے ہر ایک روٹی کے بدلے دُعا دی حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا اے قصار تم ذرا اپنا پشتارہ کھولو۔ جب پشتارہ کھولا گیا۔ اچانک اُس میں سے ایک کالا سانپ نکل آیا اور اُس کے مُنہ میں لوہے کی ایک لگام دی ہوئی تھی۔ اور اس کا دہن لجام سے جکڑا ہوا تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے سانپ کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے اسود سانپ نے کہا لبیک یا روح اللہ فرمایا کیا تجکو اس گاذر فاجر کے ہلاک کرنیکے لئے خدا نے بھیجا ہے۔ کہا ہاں فرمان باری میرے نام جاری ہوا کہ فلاں گاذر کو جو فلاں چشمہ پر کپڑے دھوتا ہے جا کر ایسا ڈنگ لگا کہ دم بھر میں اُسکا دم نکلجائے۔ میں نے بھی اس ارادہ پر کمر باندھی اور اُس کے رخت میں جا گھسا اور وقت کا منتظر رہا۔ اسی اثنا میں وہ درویش خدا پرست جو اُس پہاڑ میں اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اُس نے پہاڑ سے اُتر کر طعام کی درخواست کی۔ اِس گاذر کے پاس تین روٹیاں موجود تھیں تینوں روٹیاں نوبت بنوبت اُس درویش کو دیدیں۔ درویش نے ایک ایک روٹی کے عوض اس گاذر کے حق میں دعا دی۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ایک فرشتہ معہ لجام آہنی کے میری طرف بھیجدیا اُسنے آکر بلا تامل میرے مُنہ کو آہنی لجام سے ایسا جکڑا کہ میں اپنے کام سے ناکام ہوگیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا یا قصار اُستانف العمل اے گاذر تو اپنا کام از سر نو شروع کر کہ حقتعالیٰ نے تیرے گذشتہ گناہوں کو اس صدقہ کی برکت سے بخشدیا ہے۔ اور تیری عمر میں بھی برکت دی دوسری روایت میں ہے کہ اُس گاذر کی تیس سال عمر تین روٹیوں کے بدلے بڑھ گئی ۔

خاصیتؔ چوتھی۔ صدقہ کی یہ ہے کہ تصدق بلاؤں اور مرضوں کو دفع کر دیتا ہے۔ کما ورد اَلصَّدَقَۃُ تَرُدُّ البَلَآءَ وَتَزِیدُ فِی العُمُرِ یعنے صدقہ بلاؤں کو دور کر دیتا ہے اور عمر کو زیادہ کر دیتا ہے ۔ مولفؔ اے میرے بھائیو اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو یہ ہے کہ صدقہ انسان کے سر سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ متصدق کی عمر میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اسکی تفصیل اور تاویل ہمنے تیسری خاصیتؔ میں معہ تمثیل بیان کر دی ہے۔ اب ہم حدیث کے پہلے جملے کے ثبوت کے لئے ایک عجیب نقل سامعین کی خدمت میں پیش کر کے دعائے خیر کی درخواست کرتے ہیں:-

نقلؔ عجیب۔ حضرت وہب منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حدّا یعنے موش گیر نے حضرت سلیمان کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ ایک مرد کے گھر میں ایک درخت ہے۔ اور میں نے اُسپر اپنا آشیانہ بنایا ہوا ہے اور جب کبھی میں بچّے نکالتا ہوں وہ صاحب خانہ قضائے سہو کیطرح میرے بچوں کو گھونسلے سے نکالکر لیجاتا ہے کئی سال سے یہ وبال مجھ عاجز کے شامل حال ہے اب تک میری نسل سے ایک جانور بھی روئے زمین پر نظر نہیں آتا ہے۔ اگر اسیطرح میرے سر پر ظلم کے اولے پڑتے رہے تو میری نسل منقطع ہو جائیگی۔ یا نبی اللہ میری فریاد رسی کر کے میرا انصاف فرمائیے۔ سلیمان علیہ السلام نے صاحب خانہ کو بلا کر کیفیت پوچھی اور کہا کہ یہ مرغ کیا کہتا ہے کیا تونے اس مرغ کے بچّوں کو آشیانہ سے نکالا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک طبیب آدمی ہوں از روئے تجربہ طبّی کے موشگیر کے چوزے بعض علتوں میں مفید ہیں بیشک میں اس کے چوزوں کو نکالکر اپنی ادویات کی حبوب یا معاجین میں صرف کرتا ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا خیر جو کچھ گذرا سو گذرا خبردار آئندہ اس کے بچوں کیطرف نگاہ بھی نہ کرنا اسواسطے کہ اس صورت میں ان کی نسل منقطع ہو جاتی ہے۔ اُس سادہ لوح مرد نے کہا اگر اس مرغ کو اپنے بچوں کی حفاظت منظور ہے تو میرے گھر کے درخت سے اپنا آشیانہ اٹھالیجائے۔ اور میرے درخت پر کبھی گھونسلا نہ بنائے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اُس مرد کی گستاخانہ بات پسند نہ آئی۔ شاہانہ حکم سے دو نفر دیوؤں کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں اس بیوقوف مرد کے گھر میں جو درخت ہے اُسپر اپنا بسیرا کرو جب یہ مرغ چوزے نکالے اور یہ آدمی اُن چوزوں پر دست اندازی کرے تو اسکو پہلے منع کرو اور ایسی ناشائستہ حرکت سے جو ہمارے حکم کے برخلاف ہے روکو

اگر تمہارے روکنے سے نہ رُکے تو تمہارا ایک اُسکا ایک پاؤں اور دُوسرا دُوسرا پاؤں پکڑ کر ایسا زور سے کھینچے کہ اُس کے وجود کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ اُس کا ایک ٹکڑا مشرق اور دُوسرا مغرب کیطرف پھینکدو۔ الغرض اُن دیووں نے اپنے بادشاہ کے حکم سے اُس درخت پر اقامت کی ایک سال کے بعد اُس مُرغ نے بچے نکالے جب وُہ چوزے اپنے کمال کو پہونچے اور اُن کے اُٹھانے کا موقع قریب ہُوا اُس طبیب آدمی نے اپنی قدیمہ عادت کی بموجب ان چوزوں کے اُٹھالانے کی نیت سے درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا اُسی اثنا میں ایک سائل دروازے پر آپہونچا اور اپنی حاجت کے بموجب اُس طبیب نے گھر میں سے روٹی کا ٹکڑا جو اُس وقت موجود تھا اُٹھا کر اُس سائل کو دیا۔ سائل نے کہا جزاک اللہ وحفظک اللہ عن شر النوائب ازاں بعد اُس مرد نے درخت پر چڑھکر اُس مُرغ کے چوزے پکڑ لئے اور حسب دستور اپنا رونا حضرت سلیمان کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کی یا نبی اللہ اب بھی وہ جلاد ظالم میرے بچوں کو نکال لے گیا اور آپ کے مقرر کردہ دو دیو اس کے میری کچھ امداد نہ کی سلیمان علیہ السلام نے غضب میں آکر ان دیووں کو بلایا کہ ان کو سزا دیجئے جب وہ دیو حاضر ہوئے حضرت سلیمان نے کہا تم نے باوجود تاکید کے ہمارے حکم کی تعمیل میں تقصیر کی انہوں نے کہا یا نبی اللہ جب اس مرد نے چوزوں کے نکالنے کا ارادہ کیا تو امتثال امر کی خاطر ہم نے بھی اس کے ہلاک کرنے کے سامان تیار کئے اسی اثنا میں ایک سائل اس کے دروازے پر آپہونچا۔ اس طبیب مرد نے روٹی کا ٹکڑا اُسکو دیا اور وُہ سائل اُسکو دعا دیکر چلا گیا۔ اُسکے چلے جانے اور دو فرشتوں کا آسمان سے اُترنا اُنہوں نے آکر ہم پکڑے ایک کو پکڑ کر مشرق کیطرف اور دُوسرے نے دُوسرے کو مغرب کیطرف پھینک ڈالا اور ہمارے شر کو صدقہ کی برکت سے اُس سے ہٹا دیا۔

نقل عجیب صدقہ کے فضائل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں ایک مرد تھا ناپسندیدہ صفات سے موصوف اور بخل اور امساک میں معروف لیکن دُنیا کے مال سے مالامال تھا اور کبھی کسی کو کوئی چیز نہیں دیتا تھا۔ یہانتک کہ کھانے پینے میں بخل کرتا تھا نہایت بخیلی سے ملعون کے لقب سے ملقب ہوا خاص و عام ملعون کے نام سے اُسکو بلاتے تھے اُس بخیل کے زمانہ میں کافروں کی ایک جماعت نے اہل اسلام پر چڑھائی کی اور مسلمان بھی اُن کے مقابلہ کے لئے مامور ہوئے اور اپنی استعداد کے بموجب ہر ایک تیاری کر رہا تھا اور جہاد کے اسباب کی تربیت اور حرب کے آلات کا اہتمام کر رہا تھا۔ ازانجملہ ایک

فقیر مسلمان اُس لڑائی میں بنظر ثواب شامل ہونا چاہتا تھا مگر اپنی بے سامانی سے اندیشناک تھا لیکن وُہ درویش ملعون کی ہمسائیگی میں رہتا تھا۔ دلمیں سوچا اگر میں اپنے ہمسائے کے پاس جاکر استمداد کروں شاید منظور کرے۔ خواستہ نخواستہ اُس کے پاس چلا گیا۔ اور کہا اے ملعون میں خوب جانتا ہوں کہ تو اگرچہ اہل اسلام ہے مگر اس جہاد میں کبھی شامل نہیں ہوگا اگر تو مجکو کسی قسم کی مدد دیوے تو میں اس جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہو کر ثواب حاصل کروں شاید خدا تعالیٰ قیامت کے دن میری دستگیری کرے۔ ملعون نے درویش کی التجا سے اعراض کیا اور اُس کی بات کیطرف التفات نہ کی۔ درویش ناامید ہو کر واپس چلا گیا جب درویش چند قدم گیا تو ملعون نے اپنے دلمیں سوچا کہ یہ فقیر مرد کافروں کیساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور میں اپنے وجود میں اسقدر طاقت اور مردانگی نہیں رکھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر اس ثواب کو حاصل کروں۔ اور وہ مرد فقیر اور تو غنی ہے۔ اور باوجودیکہ تو اُسکی مدد کر سکتا تھا۔ اُس کو اپنے سے نومید کر کے تو نے لوٹا دیا۔ یہ امر بہتر نہ تھا۔ اُس درویش کے پیچھے جاکر اُسکو اپنے گھر میں لے آیا۔ اور ایک تلوار جو اپنے گھر میں رکھتا تھا اندر سے نکالکر اُس درویش کو دی اُس فقیر مرد نے نہائت راضی اور خوشدل ہو کر اپنے کام کی راہ لی۔ راستہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اُسوقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی رفاقت میں بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد (جسنے ستّر سال اپنے پروردگار ذوالجلال کی عبادت میں صرف کئے) ہمراہ تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اُس فقیر سے سوال کیا کہ اے درویش یہ تلوار کہاں سے لایا ہو اُس نے عرض کی یا نبی اللہ آج میں اُس دولتمند کے پاس گیا تھا جو ملعون کے لقب سے مشہور ہے میں نے اُس سے استمداد کی پہلے تو اُس نے انکار کیا ازاں بعد معلوم نہیں کہ اُس کے دلمیں کیا بات آئی پھر مجکو بلا کر یہ تلوار بطور انعام کے دی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس کلام کے سُنتے ہی معہ اُس عابد کے نہائت بشاشت اور خوشی کیساتھ ملعون کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ ملعون نے جو اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور وُہ عابد جو زہد اور اصلاح میں مشہور ہے۔ دونوں حضرت ایک تو خدا کا نبی اور دُوسرا خدا کا ولی ہے اُن کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے دل میں کہا کہ میں ان خدا کے دوستوں کا مُنہ دیکھ لوں اور اُن کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔ آگے

بڑھلا اُن کے نزدیک جا کھڑا ہوا۔ جب اُس زاہد نے ملعون کو دیکھا۔ کہ یہ مردود ہمارا تقرب چاہتا ہے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کی صحبت سے مجکو بچنا چاہئے ایسا نہو کہ اُس کے گناہوں کی شامت کی آگ میں میں بھی جل جاؤں اس لئے اپنے تئیں اُس سے ہٹا لیا۔ ملعون نے اپنے دلمیں سوچا کہ یہ دو بزرگوار میری قسمت سے میرے غریب خانہ کے قریب تشریف لائے ہیں۔ چند قدم اُن کی صحبت میں مشرف ہو کر اُن کے پاک کلام سے فائدہ حاصل کروں۔ اُن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ اور یہ دونوں حضرت دین کے باب میں باتیں کر رہے تھے۔ اُس کے دلمیں آیا کہ میں بھی ان کے نزدیک جا کر اس کلام پاک سے استفادہ کروں۔ مگر کیا کیا جاسے کہ وہ شخص تو عیسےٰ خدا کا بھیجا ہوا جلیل القدر پیغمبر ہے۔ اُس کے نزدیک جانا ادب سے بعید ہے۔ بارے اُس عابد کیخدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور اپنی قبولیت کے لئے اُسکو اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔ الغرض وہ گنہگار آدمی عابد کے قریب پہونچا۔ عابد نے ملعون کے پاؤں کی آہٹ سُنکر پیچھے دیکھا کہ ملعون میرا ساتھ تقرب کرنا چاہتا ہے۔ زاہد اُسکی صورت دیکھ کر بھاگ گیا اور پھر وہ نا اُمید ہو کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا۔ اُنہوں نے اُسکی طرف کچھ التفات نہ فرمائی۔ وہ شخص گنہگار خجل اور شرمسار ہو کر دُور جا کھڑا ہوا۔ **نظم**

گنہگار برگشتہ اختر ز دُور ۔ چو پروانہ حیران در آن بحر نور
خجل زیر لب عذر خواہان بسوز ۔ ز شبہا کہ در غفلت آورد روز
سرشک غم از دیدہ باران چو میغ ۔ کہ عُمرم بغفلت گذشت اے دریغ
برانداختم نقد عمر عزیز ۔ بدست از نکوئی نیاوردہ چیز
چو من زندہ ہرگز مبادا کسے ۔ کہ مرگم بہ از زندگانی بسے
گناہم ببخش اے جہان آفرین ۔ کہ گر با من افتد بئس القرین
وزین نیمہ عابد سر پُر غرور ۔ تُرش کردہ بر فاسق ابرو ز دُور
کہ این مُدبر اندر پئے ما چراست ۔ نگون بخت جاہل چہ درخورد ماست
چہ خیر آمد از نفس تر دامنش ۔ کہ صُحبت بود با مسیح و منش
چہ بودے کہ رحمت برے زو بپیش ۔ بدوزخ برفتی پس کار خویش
ہمے رنجم از طلعت ناخوشش ۔ مبادا کہ در من فتد آتشش
بمحشر کہ حاضر شود انجمن ۔ خدایا تو با او مکن حشر من

درین بود وحی از جلیل الصفات
کہ گر عالمست آن دگر وے جہول
تبہ کردہ ایّام برگشتہ روز
بہ بیچارگی ہر کہ آمد برم
عفو کردم از وے عملہائے زشت
اگر عار دارد عبادت پرست
بگو ننگ زو در قیامت مدار
کہ آن را جگرخون شد از سوز و درد
ندانستہ در بارگاہِ غنی

درآمد بعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
مراد عوتِ ہر دو آمد قبول
بنالید بر من بزاری و سوز
نیندازمش ز آستانِ کرم
بانعام خویش آرمش در بہشت
کہ در خلد با وے بہم برنشست
کہ این را بجنّت برم آن بنار
کہ این تکیہ بر طاعتِ خویش کرد
کہ بیچارگی بہ زکبر و منی

اُسیوقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو فرمایا کہ اے عیسیٰ اس میرے گنہگار بندے کو لیعنے ملعون کو کہدے کہ جسقدر گناہ تو نے اپنی عمر بھر میں کئے ہیں میں نے اُس تلوار کی برکت سے جو تو نے اُس فقیر کو بطور صدقہ کے دی ہے معاف کئے اور اُن سے درگذر کیا۔ اور اُس محبّت کی برکت سے جو تو نے میرے دوستوں کیساتھ کی ہے اور چند قدم اُن کی متابعت میں چلا ہے۔ میں نے تجکو اپنا محبّ بنالیا ہے۔ بلکہ اپنی محبّت کے لئے چُن لیا ہے۔ اور اے عیسیٰ اس عابد بندے کو میرا پیغام پہونچاوے۔ کہ اے عابد تو اپنی عبادت کے گھمنڈ اور بھروسے پر نازاں ہو کر اس بیچارے بندے سے تو نے کنارہ کشی کی اور اسکو بنظر حقارت دیکھا وہ قیامت کے دن بہشت میں تیرا رفیق ہوگا۔ عابد نے جب یہ بات سُنی سُنتے ہی آگ بگولا ہوگیا۔ اور کہا مجکو خدا کی قسم ہے میں کبھی بہشت میں اُسکی رفاقت کو پسند نہ کرونگا۔ اور اُس کیساتھ ہو کر بہشت میں نہ جاؤنگا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا۔ اے عیسیٰ اس عابد کو کہدے کہ اے متکبّر عابد تو میری قضا پر راضی نہیں اور میرے گنہگار بندے کو بنظر حقارت دیکھتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنے جلال اور غیرت کی سیاست سے اور اپنے قرب کی بساط سے باہر نکالکر تجکو ملعون ابدی بنا دیا ہے اور اس گنہگار کو اپنی جناب کا مقرّب بنالیا ہے۔ اور تیرے بہشت کی جگہ اسکو دیدی ہے اور اُسکی دوزخ کی جگہ پر تجکو بٹھایا گیا ہے۔ اے میرے بھائیو یہاں دم مارنیکی جگہ نہیں یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید

از صومعہ براند و گوید کہ یار نیست		وز بتکدہ بخواند و گوید کہ آشناست	۵۰
بطاعت گیر پیرانِ ریا کار		گناہ آمرز رندانِ قدح خوار	

صدقہ کی پانچ خاصیتیں جو آخرت سے متعلق ہیں

پہلی خاصیت یہ ہے کہ قیامت کے دن کی حرارت میں وہ صدقہ متصدق کے سر پر سایہ کریگا۔ اور اُس کو آفتاب کی حرارت سے بچائیگا + **دوسری** حساب کیوقت آسانی اور خفت کیساتھ اُسکا حساب ہو جائیگا۔ **تیسری** اُس کے حسنات کا پلہ بھاری ہوگا + **چوتھی** پلصراط پر اپنے متصدق کو ایک نور کرامت فرمائیگا کہ اُس نور کی برکت سے وہ آدمی آسانی سے پار ہو جائیگا + **پانچویں** یہ کہ صدقہ کی برکت سے بہشت میں اُس کے درجات زیادہ ہو جائیں گے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو رفعت درجات عطا فرمائیگا

مؤلف اے میرے دینی بھائیو وہ آدمی بڑا خوشحال اور بڑا خوش نصیب ہے، جو دُنیا کی عاجل زندگی میں اپنی آخرت کے درجات حاصل کرے اور اپنی تھوڑی عُمر دنیوی میں اُخروی فضائل کا اکتساب کرے اور یہ بات ہر ایک خاص وعام کے نزدیک مسلّم ہے اور کوئی بشر جس کو خدا نے عقل سے کچھ حصّہ بخشا ہے سا انکاری نہیں کہ اخلاق پسندیدہ اور صفات مرضیہ میں سے جو عنداللہ وعندالناس محمود اور محبوب ہے وہ سخاوت اور جُود ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی عبادت اور ریاضت نہیں یہ نقصانوں کے دُور کرنیوالی اور عیبونکے چھپانیوالی ہے۔ جو شخص سخاوت اور بخشش کے حلیہ سے متحلّی ہووے اور بذل وکرم کی چادر میں ستر دی ہووے کسی عیب جو کے تعرض کا ہاتھ اُس کے سماعت کے دامن میں نہیں پہنچتا ہے۔ اور حوادث کی بے آبی کا پانی اُس کے نامی نام کو زمانہ کے دفتر سے محو نہیں کرسکتا ہے + ادلّہ واضح میں سے ایک دلیل جو میری تقریر کی مؤکد اور مؤید ہے یہ ہے کہ انسان کے لئے کوئی عیب کفر سے بڑھکر نہیں۔ باوجود اس کے ہزارہا سال گذر چکے ہیں اب تک حاتم کا نام تمام رُوئے زمین پر چلا جاتا ہے اور جہاں سخاوت کا ذکر ہوتا ہے۔ پہلے ہی حاتم کی تعریف شروع ہو جاتی ہے۔ حاتم اگرچہ کسی ملک کا حاکم اور بادشاہ نہ تھا صرف ایک درویش آدمی تھا۔ مگر چونکہ سخاوت بے ریا اور کرم کے دروازے کے کُنجی اُس کے ہاتھ میں تھی اُسکی سخاوت کی برکت سے اُسکا نام عالم کے دفتر سے محو نہ ہوگا + **سعدی۔ نظم**

بایثار مردان سبق بردہ اند	خورانندہ بسیار کم خوردہ اند
کرامت جوانمردی نان دہیست	مقالات بیہودہ طبل تہی ست
قیامت کسے بیند اندر بہشت	کہ معنے طلب کرد و دعوی بہشت
بمعنے توان کرد دعوے درست	دم بیقدم تکیہ گاہ است سست

اے میرے عزیزو بہ نظر غور دیکھو اور ہوش کے کانوں سے سُنو کہ روپیہ یا پیسہ روٹی یا کوئی ٹکڑا جب تک تمہارے کیسہ یا دستر خوان میں ہے۔ چنداں قدر و قیمت نہیں رکھتا ہے لیکن جسوقت وُہ روپیہ یا پیسہ۔ روٹی یا ٹکڑا اپنی منزل سے نقل کر کے کسی مستحق فقیر کے وسیلہ سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی قبولیّت کے خزانہ میں موصول اور مقبول ہو جاتا ہے تو اُسکی قدر قیمت بڑھ جاتی ہے کما ورد جیساکہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب صدقہ اپنے صاحب کے ہاتھ سے باہر آتا ہے سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے پانچ کلمات سے متکلم ہوتا ہے۔ اوّل کُنْتُ قَلِیلاً فَکَثَّرْتَنِیْ میں تھوڑا تھا تونے مجکو زیادہ کیا۔ کُنْتُ صَغِیْرًا فَکَبَّرْتَنِیْ میں چھوٹا تھا تونے مجکو بڑا کر دیا کُنْتُ عَدُوًّا فَاَحْبَبْتَنِیْ مَیں تو دشمن تھا تونے مجکو دوست بنا دیا۔ کُنْتُ فَانِیًا فَاَبْقَیْتَنِیْ میں فانی تھا تونے مجکو باقی بنا دیا۔ کُنْتُ حَارِسِیْ اَلْاٰنَ صِرْتُ حَارِسَکَ تو میرا رکھا تھا۔ اب میں تیرا نگہبان ہوگیا ✦

مؤلف۔ اے میرے دوستو! صدقہ دنیا میں بھی آدمی کا نگہبان ہے۔ اور عاقبت میں نیز اس کا مددگار رہے۔ عالم دُنیا میں اسکو بلاؤں سے بچاتا ہے اور عالم عقبےٰ میں اُسکو عذاب الٰہی سے سالم رکھتا ہے ان دو امروں کی تحقیق میں یہ راقم آثم واسطے اطمینان حضرات سامعین کے دو روائتیں پیش کرتا ہے وُہ جو میں نے کہا کہ دُنیا میں بلاؤں سے بچاتا ہے یعنے متصدق ورد و بلا سے بچتا ہے۔ کما ورد روائت کے رُو سے جیسے کہ سعید بن مسعود کندی رضی حضرت رسالت علیہ السلام سے روائت کرتا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی مرد نہیں کہ صدقہ کرے رات کے وقت یا دن میں مگر یہ ہے کہ حقتعالیٰ اُسکو تین طرح کی مَوت سے بچا لیتا ہے۔ مَوت لادغہ۔ یعنے موذی جانوروں میں کوئی اُسکو نہیں کاٹتا ہے اور مَوت ہادمہ سے یعنی وُہ شخص کسی دیوار کے نیچے دبکر نہیں مریگا۔ اور مَوت بغتیۃً سے یعنی وُہ شخص مرگ مفاجات سے سالم رہیگا

روائت ثانیہ۔ نقل ہے کہ سالم بن ابی جعد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک ضعیفہ کا نہائت محبوب اور مرغوب بیٹا تھا بتقریب تفریح اور سیر کے اُس فرزند دلبند کو جنگل میں لے گئی۔ اچانک بھیڑیا اُس کے فرزند کو اُٹھا لیگیا اور وُہ ضعیفہ روتی پیٹتی اُس کے پیچھے دوڑی۔ اسی اثناء میں ایک سائل نے اُس کے آگے سوال پیش کیا اُس نے ایک روٹی جو اُس کے پاس تھی سائل کو دیدی۔ فی الفور بھیڑیے نے آکر اُسکا فرزند اُس ضعیفہ کے آگے لا رکھا ضعیفہ حیران ہو گئی۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے ضعیفہ تو نے اپنا لقمہ اپنے سے ہٹا کر ایک درویش کو دیا اُس کے عوض میں ہم نے یہ لقمہ بھیڑیے کے دہان سے نکالکر اُسی کے ہاتھ تیرے پاس بھیجدیا۔ اور وُہ جو ہم نے کہا تھا کہ صدقہ عذاب الٰہی سے بچاتا ہے اُسکی دلیل وُہ روائت کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روائت کرتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت جس کا ایک ہاتھ سُوکھا ہوا تھا خدمت میں جناب سرور کائنات علیہ السلام کی آئی اور یہ درخواست کی یارسول اللہؐ آپ میرے لئے دُعا فرمائیے کہ حضرت جلال احدیت میرے ہاتھ کو جیسے پہلے تھا سالم اور تندرست کر دیوے۔ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا اے ضعیفہ اس تیرے ہاتھ کو کیا صدمہ پہنچا تھا عورت نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے خواب میں قیامت کو قائم ہوئی دیکھا اور بہشت اور دوزخ اپنی اپنی جگہ میں دیکھے اچانک میرا گذر دوزخ کیطرف ہوا کیا دیکھتی ہوں کہ دوزخ بھڑک رہا ہے اور اُسمیں بڑی بڑی فراخ جنگل آگ سے بھرے ہوئے جوش مار رہے ہیں اور ہزارہا مخلوق اُس آگ میں جل رہی ہے۔ ناگاہ میں کیا دیکھتی ہوں کہ میری والدہ سر پیر سے ننگی سخت عذاب میں مبتلا ہو رہی ہے اور دوزخ کی آگ چارونطرف سے اُسکو لپیٹ رہی ہے۔ اور اُس نے ایک ہاتھ میں ایک پُرانے کپڑے کی ٹلّی پکڑی ہوئی ہے۔ اور دُوسرے ہاتھ میں قدرے پنبہ ہے۔ تنبیہ الغافلین کی روائت سے ثابت ہے کہ وُہ عورت اُس پنبے کو چُوستی تھی اور پیاس اور جلن سے چلاتی تھی اور پُرانے کپڑے کی ٹلّی سے اپنی شرمگاہ چھپاتی تھی اور روضۃ العلماء کی روائت میں ہے کہ جب دوزخ کی آگ کا زبانہ اُسپر حملہ کرتا تھا۔ وُہ ٹلّی اور پنبہ آگے کر دیتی تھی اور دوزخ کی آگ پیچھے ہٹ جاتی تھی۔ اُس عورت نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے اپنی ماں سے پُوچھا اے میری ماں یہ کیا حالت ہے کہ تیری پیش آئی اور کونسا عمل تیرے سے سرزد ہوا جسکی شامت سے تو اس بلا میں مبتلا ہوئی اور تو

عالم زندگی میں بڑی دیندار، نیکوکار اور پرہیزگار عورت تھی کہ خدا کی عبادت اور طاعت
اور اپنے شوہر کی رضا اور فرمانبرداری اور اپنے اقارب اور اباعد خویشوں کی نگہداری میں
ہمیشہ کوشش کرتی رہتی تھی۔ ماں نے کہا اے میری خیر خواہ بیٹی میں عالم دنیا میں یہ
سب کچھ کیا کرتی تھی۔ مگر میں فی ذاتہا بڑی بخیلہ عورت تھی میں اپنے بخل کی شامت سے
اس درجہ کو پہونچی اس لئے کہ دوزخ بخیلوں کی جگہ ہے اور پھر میں نے کہا اے ماں! پرانی
تلی اور روئی کیسی ہے کہ تو اسکو ہاتھ میں رکھتی ہے۔ کہا اے بیٹی میں نے اپنی تمام عمر میں
اسیقدر خیرات اور صدقہ دیا ہے۔ اب دوزخ کی آگ اسی تلی اور روئی سے ہٹاتی ہوں۔
اور میں اپنی عمر گذشتہ پر افسوس کرتی ہوں۔ اگر میں اپنے مال سے کچھہ خیرات کرتی تو آج
دوزخ کی آگ کے صدمے نہ اٹھاتی۔ پھر میں نے کہا اے ماں میرا باپ کہاں ہے کہا بیٹی!
تیرا باپ سخی مرد تھا اور سخیوں کی جگہ بہشت ہے وہ بیشک بہشت میں ہوگا۔ میں بہشت کی
طرف دوڑی یا رسول اللہ جب میں حوض کوثر کے کنارے پر پہنچی۔ دیکھتی ہوں کہ میرا باپ
حوض کوثر کے کنارے پر کھڑا ہوا ہے اور لبالب پیالے حوض کوثر کے پانی کے بھرے ہوئے
شاہ مردان علی کرم اللہ وجہ کے ہاتھ سے لیتا ہے اور وہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اور وہ
حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے اور وہ حضرت ابابکر صدیقؓ کے ہاتھ سے لیتا ہے میں نے کہا
اے باپ میری ماں دنیا میں تیری رفیق رہی اور ہمیشہ تیری مطیع اور فرمانبردار رہی۔
اب وہ دوزخ کی فلاں وادی میں قید ہے اور تجکو خدا تعالیٰ نے یہ دولت کرامت فرمائی ہے
اور نہائت تشنگی سے اس بیچاری کی زبان منہ سے باہر نکل رہی ہے اگر از راہ شفقت اس
پاک شراب سے ایک پیالہ مجکو عنائت ہووے تو میں اس پیاسی ترستی کو پلا آؤں۔ باپ نے
کہا اے بیٹی تیری ماں بخیل تھی اور اسکی بخیلوں میں جگہ ملی اور حوض کا پانی ممسک بخیلوں پر
حرام ہے۔ پھر میں نے کہا اے باپ ایک پیالہ پانی کا مجکو میرے پینے کیواسطے دے۔
باپ نے ایک قدح شراباً طہورا کا میرے حوالے کیا۔ میں نے باپ کی نظر سے چھپا کر وہ
پیالہ پانی کا اپنی ماں کو پلا دیا۔ اچانک میرے کان میں آواز آئی کہ غیبی گوئندہ نے کہا
اَيْبَسَ اللّٰهُ يَدَكِ حَيْثُ سَقَيْتِ الْبَخِيلَةَ مِنْ حَوْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
یا رسول اللہ جب یہ خوفناک آواز میرے کان میں پڑی تو میں خواب سے جاگی اور اپنے ہاتھ کو
سوکھا ہوا پایا۔ آپنے فرمایا کہ اے ضعیفہ تیری ماں کے بخل نے تجکو دنیا ہی میں یہ ضرر پہنچانا

تھا۔ اسی پر قیاس کر کہ عالم عقبےٰ میں اُسکو کسقدر ضرر پہنچائیگا۔ ازاں بعد حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت علیہ السلام نے اُس ضعیفہ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ کر فرمایا الٰھی بِحَقِّ الرُّؤْیَا الَّتِیْ حَکَمْتَ اَنْ تُصْلِحَ یَدَ ھٰذَا اے میرے اللہ اس خواب کی حرمت سے جو اس ضعیفہ نے بیان کی ہے اس عاجزہ کے ہاتھ کو اچھا کردے۔ فی الحال اُس کا ہاتھ اچھا ہوگیا۔ اور پہلی حالت پر آگیا۔ اس مسئلہ کو صاحب روضۃ العلما اور صاحب تنبیہ الغافلین اور صاحب اربعین نے بیان کیا۔ انتہیٰ ❊

روایت۔ زہرۃ الریاض میں مکحول شامی سے مروی ہے کہ جب مومن بندہ صدقہ دیتا ہے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اُس شخص پر بڑا راضی اور خوشنود ہوتا ہے اُسوقت دوزخ بارگاہ ایزدی میں مناجات کرتا ہے کہ الٰہی مجھے اجازت فرما کہ میں تجھے اس امر کی شکرگذاری کیوجہ سے سجدہ کروں کہ تو نے آج ایک شخص کو حضرت سید الانبیاء کی امت سے میرے عذاب سے آزاد کیا۔ اس لئے کہ مجکو آنحضرت کی نسبت ایسی محبت اور ارادت ہے کہ مجکو اُسکی اُمت مرحومہ کے کسی آدمی کو جلاتے ہوئے شرم آتی ہے مگر کیا کروں کہ تیرے فرمان کی اطاعت سے چارہ نہیں۔ اعاذنا اللہ بفضلہ من عذابہ والیم عقابہ ❊

حکایت۔ لکھا ہے کہ بقراط حکیم سے لوگوں نے سوال کیا کہ انسانیت کیا چیز ہے فرمایا التواضع فی الدولۃ والعفو عند القدرۃ والسخاء مع القلۃ بغیر المنۃ ❊

مولف۔ اے میرے بھائیو دین کے بزرگوں نے کہا ہے انسانیت کی ہمت سر پر سخاوت اور جود سے شریف تر کوئی تاج نہیں بشریت کی قدرت کے قدم پر کرم اور لطف سے کوئی قبا لطیف تر نہیں اور فوائد کے اقسام سے جو آدمی ان کو حاصل کرسکتا ہے فتوت اور مروت کے سوا کوئی زیادہ فائدہ بخش قسم نہیں اس لئے کہ یہ فائدہ لازم و متعدی دونو قسموں کو شامل ہے وکذالک کوئی صنف اصناف رذائل سے کہ جاہل آدمی اسمیں مبتلا ہو جائے۔ بخل اور کنجوسی سے بڑھکر نہیں کہ اس کا ضرر لازم بھی ہے اور متعدی بھی ہے۔ کما ورد جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْبَخِیْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ وَ السَّخِیُّ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اور سمجھنا چاہئے کہ وجود بیجود عدم ہے اور جواد آدمی اگرچہ بظاہر فانی ہوجاتا ہے مگر اُسکا نام قیامت تک باقی رہتا ہے۔ تم دیکھتے سنتے ہوگے کہ حاتم نے دنیا میں چند روز بکر سخاوت اختیار کی اب ایکہزار پانسو سال کے قریب مدت گذر گئی۔ اب تک

ہر روز اُس کے ذکر کی بہار آراستہ اور اُسکا نیک نام ہر ایک محفل میں مذکور ہوتا ہے **نظم**

اگر نام نیکو بباید بدہر	زگنج جوانمردی بردار بہر
نہ بینی کہ حاتم کہ بیگانہ ایست	زجودش بہر محفل افسانہ ایست
ترا چون کرم باشد آئین کار	کرم بینی آخر ہم از کردگار
تو با تنگدستی کرم مے کنی	مکافات او چشم دار از غنی
یقین دان کہ ارباب احسان و جود	ز دریائے جودش نمی ہم نبود
بجود ار چہ ہم خلق حاتم بود	شاباش چو دریا و شبنم بود

مؤلف۔ دلیلِ استقرائی سے معلوم ہوا ہے کہ تمام فضائل کے اصناف جن سے آدمی کی تعریف کی جاتی ہے وہ بارہ چیزیں ہیں۔ حیا۔ مروّت۔ صدق۔ تواضع رحمت۔ جود۔ عفت۔ امانت۔ وفا۔ عدل۔ علم اور شجاعت اور صفات رذیلہ جن سے آدمی کی مذمّت کیجاتی ہے اور اُس کو ندامت حاصل ہوتی ہے۔ وُہ بھی بارہ چیزیں ہیں۔ بخل۔ کبر کذب۔ حقد۔ حسد۔ ریا۔ رعونت۔ نمیمہ۔ غدر۔ ظلم۔ جہل۔ نفاق۔ فضائل کے بارہ اوصاف کے مقابل میں بارہ اصناف رذائل کے عالم دُنیا میں موجود ہیں۔ جیسے دن کی بارہ ساعتوں کے مقابل میں رات کی بارہ ساعتیں ہیں۔ سعادتمند بندہ وہی ہے جو بارہ مہینے اپنی سعادت کے حاصل کرنیکے لئے بارہ حرفوں کے کلمہ شہادت کو ادا کر کے اپنے اخلاق کے تبدیل کیواسطے بارہ خصائل مرضیّہ کیساتھ اتصال کا خواہاں رہا ہے اور صفات ردیہ سے انفصال اور اجتناب کرتا ہے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو آدمی کے فضائل کا سر دفتر جود اور کرم ہے اور رذائل کا سرگروہ بخل اور کنجوسی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ کمال قدرت الٰہی نے جس شخص کو عدم سے موجود کیا ہے سو واسطے اظہار وجود کے پیدا کیا ہے کما ورد خلقتکم لتربحوا علیّ لا لاربح علیکم تاکہ سب لوگ واجب الوجود کے جود کے معترف اور اقراری ہو جائیں اور سُنت الٰہی کے مقتدی بنجائیں۔ حضرت مولٰنا معنوی قدس سرہٗ نے اسی بات کیطرف اشارہ کر کے فرمایا۔ **مثنوی**

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	قصد من از خلق احسان بودہ است
من نکردم امر تا سودے کنم	بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
من نکردم پاک از تسبیح شان	پاک ہم ایشان شوند و در فشان

آفریدم تا زمن سودے کنند	تا زشہدم دست آلودے کنند

اگر آفریدگار عالم کو جود اور سخاوت کا ظاہر کرنا مقصود اور منظور نہ ہوتا تو تمام خلائق کو غنی پیدا کرتا۔ لیکن چونکہ حکمت ازلی کو جود کا اظہار منظور تھا اس لئے بعض کو فقر وفاقہ کی محنت میں اسیر کردیا اور بعض کو اسباب غنا سے مستغنی فرمایا تاکہ یہ غنی لوگ سنت الٰہی کی پیروی کرکے فقیروں کیساتھ سلوک کرکے کمال کے درجے کو پہنچ جاویں۔ اور محتاج۔ مساکین اہل سخاوت کے جود کے انوار سے مال و منال سے انتساب کریں۔

اے میرے بھائیو! آفریدگار عالم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جمال ظاہری اور علوم باطنی سے آراستہ کرکے پیدا کیا۔ اور اُس نے چاہا کہ کمال خلق سے معروف ہوجائے کنعان کے ملک میں قحط ڈالدیا تاکہ کرم یوسفی آشکارا ہوجائے۔ اور اُس کی جوانمردی خاص وعام کو معلوم ہوجائے۔ کما قلت شعر

از برائے دفع قحط و احتیاج	حسن یوسف را مزید اندر رواج	گر نہ قحط نان بکنعان آمدے
کے بسوئے مصر مہمان آمدے	قحط و نادانی دلیل آمد ولیک	تا رسد اخوان یوسف زین سبیل
عاقلان را زخم بیماری و درد	رو بدرگاہ خدا آورد فرد	کافران در بحر از تاراج موج
حق تعالیٰ را بخواند فوج فوج	آن گدا از فقر و از افلاس خویش	پیش شہ دست طلب آرد پیش
آن گنہگار از خجالت نزد رب	اشک میریزد ز دیدہ روز و شب	گر نبودے آن گناہ و ذلتش
از کجا بودے نیاز و خجلتش	اوّل اندر جرم ذلت افگند	آخر اندر شرم و خجلت افگند
بس گناہ مفتاح بار خجلت است	از خجالت فتح باب رحمت است	اوّل اندر طفل گریہ مے نہد
چون بگریہ بعد ازان شیرش دہد	کار مسکینان گدائی کردن است	کار سلطانان گدا پروردن است
بین کہ در بار است خوان انداختہ	مفلسی باید ز جان پرداختہ	تا گدایانہ بدان خوان رو نہند
ننگ و نام و عقل و دین یکسو نہد	تو نبودی کو ترا میخواستہ	بہر او بزم وصال آراستہ
گر ترا صبرست زان حسن و جمال	او بجست و جوئے میگوید تعال	تو برفتن صد بہانہ مے کنی
در گدائی میگریزی از غنی	تو کہ از سرپنجہ شیران عشق	جان فدائی بردہ از میدان عشق
آن کمند عشق کن فتراک اوست	میکشد یکسر ترا تا پیش دوست	او کمند افگندہ و ما را مے کشد
از رہ بطلان سوئے راہ کشد	آن کمندت چیست درد و ابتلا	قحط و بیماری و اندوہ و بلا
جذب حق ہست آن نہ اندوہ و غم است	آن جراحت نیست غیر مرہم است	این کشاکش از برائی جذب ہست

تا قبای عشق آید بر تو چست	این محبت با تو میدانی کہ چیست	آنکہ آئینہ خدائے بندگیست
جود واحسان را گدا آئینہ است	مظہر جودش گدائی کردن است	تو ہمہ جرم وخطاء واحتیاج
او ہمہ جود وسخا و ابتہاج	از تو آید جرم وعصیان وزخورت	وز خدا احسان وجود ومغفرت

حکایت - بعض کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز معن بن زائدہ کہ عرب کے بادشاہوں میں سے تھا اپنے باغ میں انبساط اور عیش کی بساط بچھا کر بیٹھا ہوا تھا اور زمانہ ناہنجار کے حوادث اور جہان نابکار کے غموں سے دل کو خالی کیا ہوا تھا - اتفاقاً ایک اعرابی اسکی زیارت کے لئے آیا تاکہ زمانہ کی ضرب وطعن سے بباعث ملاقات معن کے خلاصی پائے جب دور دراز مسافت کو قطع کر کے معن کی بارگاہ میں پہونچا اور اپنی ناقہ کو کہیں باندھ کر باغ کے دروازے پر آکر چاہا کہ دستک کرے اور قلابہ امید کا کھڑکائے - حجابوں کی ایک جماعت نے جو دروازہ نشین تھے اعرابی کو کہا کہ آج آپ تشریف لیجائیے اس لئے کہ امیر صاحب خلوت میں ہیں اور زائرین کی زیارت کا وقت نہیں - اعرابی جو ایک دور دراز سفر سے آیا ہوا تھا - حاجبوں کی بے مہری اور بے التفاتی سے رنجیدہ ہو کر اپنے دل میں کہا کہ میں کس امید پر اپنے عیال واطفال کو انتظاری میں چھوڑ کر آیا - اور ان دربانوں کی شرارت اور بے ایمانی سے امیر کیساتھ شاید ہی ملاقات ہووے بہتر یہ ہے کہ میں اپنا قصہ قلمبند کر کے معن کیطرف بھیجدوں اگر مقصود حاصل اور افلاس بھی زائل ہو گیا تو اس احسان کی تعریف سے رطب اللسان ہو کر وطن کو لوٹ جاؤنگا - اگر غرض حاصل نہوئی تو بموجب اس حدیث کے اَلْیَاسُ اِحْدَی الرَّاحَتَیْنِ اور کَلِمَةُ الْحَرِیْصِ مَحْرُوْمٌ پڑھتا ہوا چلا جاؤنگا - اور اپنا پرغصہ قصہ لکھا - اور حاجبوں کو کہا کہ اس میری عرضی کو بادشاہ تک پہونچا دو - دربانوں نے بقول سعدی ؎

سگ ودربان چو یافتند غریب	این گریبان گرفت وآن دامن

اس بیچارے اعرابی کا دامن کھینچکر پیچھے ہٹا دیا - اور کہا امیر اسوقت خلوت میں ہے - یہ وقت ملاقات کا نہیں - اعرابی نے دلتنگ ہو کر نہایت دلشکنی سے بمقتضائے اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ ایک بیت کاغذ پر لکھا اور وہ بیت یہ ہے ؎

ایا جود معن ناج معنا بحاجتی	فما لی الی معن سواک شفیع

اور ایک بوتل میں ڈالکر اس کے سر کو موم سے بند کر کے اس نہر میں جو بادشاہ کے حوض

میں پڑی تھی ڈالدیا۔ اتفاقاً معن باغ میں اپنے دوستوں کیساتھ حوض کے کنارے پر بیٹھا ہؤا تھا۔ اور پانی کی آمد کا سیر کر رہا تھا۔ اچانک پانی کے صدمہ سے وہ بوتل حوض میں جا پڑی اور معن نے اُسکو دیکھکر پکڑ لیا اور کھولا اور کاغذ کو نکال کر پڑھا پڑھتے ہی معن نے ایسا رونا شروع کیا کہ اُس کے منہ سے صاف بات نہیں نکلتی تھی۔ آخر طبیعت کو ضبط کر کے فرمایا کہ اس کاغذ کے لکھنے والے نے میری سخاوت اور جُود کو اپنا شفیع پیش کیا اور یہ ایسا شفیع ہے کہ اسکی تردید کسی حجت سے نہیں ہو سکتی ہے اُس شخص کو میرے پاس لاؤ چوبداروں نے اعرابی کو بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا۔ معن نے اُس کو سب اراکین مجلس سے بالادست بیٹھنے کے لئے جگہ دی اور سونے کا طبق موتیوں سے بھرا ہؤا اعرابی کے حوالہ کر دیا۔ باردیگر معن نے اُس بیت کو پڑھا اور کہا اس اعرابی نے میرے جُود کو اپنا شفیع بنا کر میرے پیش کیا ہے میری جوانمردی سے بعید ہے کہ صرف زر ہی پر اکتفا کیا جائے فرمایا جتنے گھوڑے میرے طویلہ میں اور جتنے مویشی جنگل میں تھے سب اُس کے حوالے کر دو ۔ اور اس کو اپنے دربار سے انعام دیکر رخصت کیا ۔

اے میرے بھائیو! تم سُنتے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تمکو ایک عجیب بشارت سُنا رہا ہوں۔ جو شخص کریم مجازی کے جود اور سخاوت کو اپنا شفیع بنا کر اُس مجازی کریم کے پیش کرتا ہے وہ کریم مجازی جو کچھ سرمایہ رکھتا ہے سب کا سب اُس کے حوالے کر دیتا ہے۔ بندہ مومن اگر اپنے واجب الوجود کو جسکا نام اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے اپنے گناہوں کا شفیع اور اپنی ہدایت کا ہادی بنا لیوے۔ اگر اکرم الاکرمین کا کرم اور ارحم الراحمین کی رحمت اُس کے گناہوں کو معاف کر کے اُسکو بیچ مکان فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُقْتَدِرٍ کے بٹھا دیوے تو کچھ بعید نہیں۔

نظم

اے کوئے تو ام مقصد و اے روئے تو مقصود	وے آتش عشق تو دلم سوختہ چوں عود ۔
چہ باک اگر عقل و دل و دین نبایدہ ۔	کو ہیچ نماز آنکہ توئی زین ہمہ مقصود
گر آدمی ما کہ کف خاکِ سیاہ است	بیواسطہ دادی تو وجودے زسرِ جود
گر زندہ قبائیست کہ آن خاص ایاز است	در کسوتِ او جلوہ کنند خلعتِ محمود
در عشق تو جانم کہ وجود و عدمش نیست	دانی تو کہ چونست نہ معدوم نہ موجود
مردانہ دریں راہ درآئی دلِ غافل	کز عشق نہ مقبول بود مرد نہ مردود

چون خضر برون آئی ازین سترِ شہادت	تا باز کشائند ترا این رہِ مسدود
ہر چیز کہ اندر دو جہان بستہ آئی	آلستت ترا در دو جہان مونس و معبود
عطار اگر سایہ صفت کم شود از خود	خورشیدِ بقا تابدش از روزن مقصود

مؤلف۔ اے میرے بھائیو اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جود اور سخاوت حقیقی نے مجازی وجود کے آئینہ میں اپنے جمال کا جلوہ دکھایا ہے ورنہ اس مٹی کے پتلے کا کیا امکان ہے جو اُس صفت اعلےٰ کیساتھ موصوف ہو جائے اس لئے کہ حقیقت میں سخی اللہ ہی کی ذات مقدس ہے اور جو لوگ سخاوت کرتے ہیں وہ حقیقۃً اُسی ذات کی صفات کا مظہر ہیں اس تقریر پر میں ایک حکائت بیان کرتا ہوں:۔

حکائت۔ لکھا ہے کہ ایک بڑھیا اُونٹ کی مہار اپنی گردن پر ڈالے ہوئے جنگل میں جاتی تھی۔ اصمعی کہتا ہے کہ میں نے اُس بڑھیا سے کہا کہ اے مادر! یہ اُونٹ مجکو بقیمت دے اور جس قدر قیمت میرے پاس موجود ہے لے اور باقی کے لئے چند روز میرے پر احسان کر انشاء اللہ وہ بھی ادا کردونگا۔ بڑھیا نے میری بات سنتے ہی اُونٹ کی باگ میرے ہاتھ میں دیدی اور جو نقدی میں نے نقدی دی تھی مجکو واپس کردی اور چلی گئی اور چلتے وقت یہ کلمات تقیات کئے کہ احسان عندنا ذلک الکل احسان یہ نہیں ہے کہ بعض قیمت کا لیا جاوے اور بعض چھوڑا جاوے جب تو نے میرے احسان کی درخواست کی تو میرے نزدیک احسان یہ ہے کہ اُونٹ تجکو بلا قیمت دیدوں۔ پس اونٹ اُس کے حوالے کرکے وہ مردانہ عورت چلی گئی*

اشارت۔ جب ایک بڑھیا کے مجازی احسان کا حال بدیں منوال ہے تو غور کرنے کی جگہ ہے کہ احسان حقیقی حضرت ذوالجلال جل وعلا کا اپنے بندوں مفلسوں کے ساتھ کس درجہ کا ہوگا اُس کے احسان کی کوئی حد نہیں۔ انسان کی کیا قدرت ہے کہ اُسکی احسان شماری کرسکے۔ لکھا ہے:۔

نقل ہے کہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ کے عہد میں ایک جوان تھا کہ اُس کی اطاعت کا کھلیان جلا ہوا تھا۔ اور اُس نے معصیت کا علم کھڑا کیا ہوا تھا اور بدکرداری کی آگ جلائی ہوئی تھی اچانک کسی بیماری سے بیمار ہوگیا۔ اضطراری کیحالت میں توبہ کا ارادہ اُس کے باطن میں پیدا ہوا اور کہا الٰہی اقلنی عثرتی واقبلنی من مرضی فانی

لا اعود اے میرے اللہ جو کچھ ناپسندیدگی میرے سے سرزد ہوتی رہی ہے وُہ تو اپنے کرم و فضل سے مجکو بخشدے اور اس بیماری سے مجکو خلاصی دے۔ آئندہ میں کبھی تیری نافرمانی نہ کرونگا۔ اور گناہ کے گرد نہ پھرونگا۔ حقتعالیٰ نے اُس کو شفا بخشی اور جب اسکی جان میں جان آگئی اور اُس کے بدن میں طاقت اور توانائی آئی تو اپنی معہودہ عادت کی بموجب معصیت اور گنہگاری شروع کردی چند روز کے بعد پھر بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ اور اُس حالتمیں پھر تائب ہوا صحت پاکر وہی قدیمی عادت کے کام شروع کردیئے تیسری بار بیماری نے ایسا پکڑا کہ تھوڑے ہی دنوں میں مرنے کے قریب ہوگیا۔ اُس کا بھائی امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے امام المسلمین وہ جوان جس کو آپنے کئی بار نصیحت فرمائی مگر اُس نے آپ کا کہنا قبول نہ کیا وُہ جان بلب ہو رہا ہے۔ اگر ممکن ہووے تو آپ اُس کے پاس تشریف ارزانی فرماویں شاید آپ کی طفیل اُسپر سعادت کے آثار نمودار ہوجائیں۔ امام حسن بصری رح نے اسبات کو تسلیم کرلیا اور اُسکی عرض کو بدرجہ اجابت مقرون فرمایا۔ جب اُس جوان کے گھر کے دروازے پر پہونچے اُس جوان کی ماں نے آپ کو دیکھکر گریہ زاری کرکے کہا سبحان اللہ ایسے برگزیدہ ایسے گنہگار ناپسندیدہ تباہ کار کی عیادت کے لئے کیونکر آیا۔ اور ایسے پاک کو ایسے بیباک سے کیا سروکار۔ مخلصوں کو مفلسوں سے اور نیکو کاروں کو بدکاروں سے کیا مطلب ؎

سودائے تو گر رخت نہد در سر ما	مہر تو بلند و پست و بالا در ما
مادر خورند تو ایم و تو در خور ما	تاب و تنگ اسپ ندارد خر ما

حسن بصری رح نے کہا اے بوڑھی عورت تو خاطر جمع رکھ کہ حق سُبحانہ و تعالےٰ کی رحمت بیشمار ہے مَیں امید کرتا ہوں کہ وُہ اپنے فضل و کرم سے تیرے فرزند کے گناہوں کو معاف کردیگا۔ جب اُس کے بالین پر بیٹھے بیمار نے آنکھیں کھولیں اور امام ہمام کو اپنے بالین پر دیکھا اور حسرت کا پانی آنکھوں کے چشموں سے جاری کیا امام نے فرمایا اے جوان تو اپنے گناہوں سے توبہ کر جوان نے کہا یا حضرت خدا کی درگاہ میں میرا کچھہ اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ میں نے کئی بار توبہ کے عہد کو توڑ ڈالا ہے۔ اب میں توبہ کے لائق نہیں رہا آپ ہی میری توبہ کے لئے جناب الٰہی میں دُعا فرمائیے حسن بصری رح نے آسمان کیطرف متوجہ ہوکر اُس گنہگار کے حق میں دعا کی ہاتف غیبی نے آواز دیا کہ جَرَّبْنٰہُ مِرَارًا فَوَجَدْنٰہُ کَذَّابًا کہ ہم نے اُسکو

کرار اُمرار اُ آزمالیا ہے یہ آدمی اپنے وعدہ کا جھوٹا ہے۔ جب امام ہمام نے یہ کلام سُنا اُسکے بالین سے اُٹھکر باہر چلے گئے بیچارہ جوان اسبات سے حیران رہگیا اور از رُوئے حیرت اور حسرت کے اپنی ماں کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے میری ماں اگرچہ مَیں بظاہر گنا ہوں کی نجاست سے آلودہ ہوں مگر میرا باطن شرک کے چرک اور کفر کے خبث سے بیزار ہے اور میں اللہ اور اُسکے رسُول کے ایمان میں سچا ہوں جب میرا قالب سے رُوح نکل جائے میرا مُنہ خاک پر رکھدینا اور تو اپنا سر ننگا کرکے حق سبحانہ و تعالےٰ کی بارگاہ میں میری بخشش کیلئے دُعا کر۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ تیری دُعا میرے حق میں اکسیر ہو جائیگی اور میری تقصیر معاف ہو جائیگی جب وہ جوان فوت ہوگیا تو اُسکی ماں وصیّت بجالائی ابھی دعا ہی میں مصروف تھی کہ ہاتف غیبی نے آواز دی ایتہا المرءۃ ان اللہ رحم ولدك ووھب لك من ذنبہ اے بڑھیا میں نے تیرے فرزند کے گناہ معاف کئے اور اُس کو اپنی جناب میں قبول کرلیا ع

عفوت لعشق بازی روزے ہزار بار

مؤلف اے میرے بھائیو! راقم آثم فقیر محمد فخر الدین گجراتی سب احباب کیخدمت میں التماس کرتا ہے کہ اس ہیچدان ناتوان نے اس مجلس چہارم میں مہما امکن اپنی لیاقت اور وُسعت کے مطابق مسائل زکوٰۃ کو کُتب معتبرہ سے استنباط کرکے زبان سلیس ہندی میں بطور وعظ و تذکیر کے بیان کئے ہیں اگر کسی مسئلہ یا عبارت میں سہو ہوگیا ہو تو اُسکو بہ نظر اصلاح اصلاح کردیں مگر میں اپنے زمانہ کے بھائیوں سے خصوصًا حضرات علماء سے جو برائے نام علماء ہیں امید کرتا ہوں بلکہ اس امر کو یقینی جانتا ہوں جب وہ میری اس کتاب کو دیکھینگے یا کسی سے سنیں گے تو سوائے عیب جینی اور حرف گیری کے کوئی کلمہ خیر زبان سے نہ نکالیں گے ہاں جو لوگ علوم ظاہری اور باطنی کے خوب عالم ہیں اور اپنی باطن کی صفائی کے موجب انصاف پسند اور سخن رس اور اشارات و کنایات کے رموز سے آگاہ ہیں اور درمیان عنبر اور روث کے فرق کرسکتے ہیں البتہ میری تقریر کو دلپذیر تصوّر کریں گے۔ اب اس مجلس کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات پیش کرکے ختم کرتا ہوں:۔ **مناجات**

خداوندا امید رحمت تست	مُرادِ من لقائے حضرت تست	مرانے زہد و نے علم و طاعت
تہیدستی و فقر و بے بضاعت	کریمی او کریمان راست احسان	مرا نومید زین در دا لگردان
خداوند درِ احسان کشادے	زلطف و مرحمت خانہا نہادے	گدایان تو شاقند بر در

باحسانت گدا یہ از توانگر
مطیعانرا چو طاعت شد حمائت
امید من ہمہ دیدارش آمد
بلطف خود مرا از خاک بردار
یکے انگار مارا زان گدایان
باہل بیت واصحاب کبارش
زقید دوزخم آزاد گردان
مرا بردر گہت چون آبرو نیست
بدرگاہت امید آوردہ ام من
چہ شد یارب کزین درگاہ عالی
برین جان فگار من بہ بخشا
مرا باین ہمہ بے مائیگیہا
کہ بر رویم نیاری ہیچ ذلت
زلطفت گفتہ ام بابندگانت
کہ خاطر زین جہت دارم پریشان
زقالب چون برون آید روانم
بیاگاہان زخواب مستی من

بدرگاہ تو ہر کس روئے آورد
بعین زد دست در ذیل عنائت
خداوندا تو مے دانی کہ ہیچم
چنین افتادہ ام در راہ مگذار
باب روئے آن نور دو دیدہ
بدان لشکر کشان جان نثارش
من انکہ میشوم د لخوش خدایا
زبانم را مجال گفتگو نیست
مکن نومید از رحمت خدایا
ہمہ دست پر و من دست خالی
چہ باشد گر زکمال مہربانی
بچندین جرم وناشائستگیہا
خدایا در محاریب ومنابر
بجود وفضل میدارم نشانت
مرا با ہر کہ باشد آشنائی
بہ بخشا بر من وبر دوستانم
مرا از غیر خود بیزار گردان

نصیبت جو دز خازنہا بخود برد
امید ہر کسے کردارش آمد
چہ ہیچم من سخن دیگر چہ ہیچم
چو کردی لطفہا بابے نوایان
محمد پیشوائے برگزیدہ
کہ روز آخرم در شاد گردان
کہ از آدم کنی در آتش خدایا
بلطف اعتماد آوردہ ام من
مرا نومید زین درگاہ گدا را
بروز روزگار من بہ بخشاء
مرا زین ورطہ سالم بگذرانی
چنان امید میدارم زفضلت
بنظم ونثر در چندین دفاتر
مگردان شرمسارم پیش ایشان
زتاریکی ببر تا روشنائی
برون آور مرا از ہستی من
بجنت در خور دیدار گردان

	برحمت بر من وگفتار من بین	دو عالم را اجابت باد آمین	

ثم المجلس الرابع من الاركان الخمسة
في بيان مسائل الزكوٰة وفضائل الصدقات
وبذل فيه جهدا كثيرا وسعيا بليغا

اللهم اغفر لكاتبه ولمن سعى فيه

حصہ چہارم

رکن پنجم در باب حج

المجلس الخامس

فی بیان الحج وھو الرکن الخامس من ارکان الاسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زادا وراحلۃ یبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا وذلک لان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

بازم از عالم تحقیق خبرے آید — جز بہ از آن خیر بشرے آید
میرسد مژدہ از آن یوسف گم گشتہ — چشم یعقوب مرا نور بصرے آید
این خبر غنچہ صفت میشگفاند دل جان — چون نسیمی کہ بہنگام سحرے آید
نفحۂ عطر بہشت است یقین میدانم — نسیمی کہ از آن روضہ بدرے آید
تا شبے روز کنم بر سر آن روضہ چو شمع — سر دم از سوز دلم دود برے آید
دارد از شوق طواف حرم کعبہ بدن — بپرد کہ خبر از چہ ممرے آید

نعت خواجہ علیہ السلام کھیعص ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا مواہب الٰہی جو حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولۃ سمنانی قدس سرہٗ پر اُترے اسمیں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کی تین صورتیں ہیں ایک صورت بشری جیساکہ حقتعالیٰ نے فرمایا قل انما بشر مثلکم یوحیٰ الیّ دوسری صورت ملکی جیساکہ خود حضرت نے فرمایا انی لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی

تیسری صورت حقی جیسا کہ خود آپ نے فرمایا لِی مَعَ اللہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ اور اس سے بھی کھلی کھلی حدیث ہے مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ✦

اے میرے بھائیو! جمال کمال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ذوالجلال جل و علا نے لباس بشریت اور عبادت آدمیت میں یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ چھپا رکھا ہے اور بموجب غیرت کے کہ کوئی اغیار ہیں سے میرے نازنین دلدار کو نہ دیکھ جائے بموجب لَا یَعْرِفُ غَیْرِی اُنکی آنکھوں سے بچا رکھا ہے۔ یہانتک لکھا ہے کہ ایک درویش سالک تھا۔ اس قدر اپنے مالک کی یادگاری میں مشغول تھا کہ ہمیشہ مراقبہ میں ہو کر اُس کے ذکر میں محو رہتا تھا۔ اور اُسکی محبت میں رو رو کر اُسکی ظاہری آنکھیں جاتی رہی تھیں اور وقت ادائے نماز کے رکوع اور سجود میں ایسا محو ہو جاتا تھا۔ کہ اُسکو اپنے وجود کی خبر نہیں رہتی تھی۔ وہ سالک کہتا ہے کہ ایک رات میں اپنے سوز محبت کے براق پر سوار ہو کر عالم علوی پر جا پہونچا اور فرش سے مصعد عرش پر ترقی کر کے عالم ارواح تک پہنچکر بارگاہ الٰہی میں مناجات کی اے میرے اللہ مجکو روح پر فتوح حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمانہیں تو مجکو فرقت محمدی کی آگ جلا دیگی اور میرا وجود اُس کے عشق کے نائرہ سے یکبارگی خاکستر ہو جائیگا۔ حضرت رب الارباب کی جناب سے خطاب مستطاب ہوا اے عاشق جمال محمدی علیہ السلام کا عیسےٰ علیہ السلام کے وجود پر جو مبشر نبوت محمدی تھا۔ عالم دنیا میں جلوہ دیا۔ اور اُس نور کی طفیل اُس کے ہاتھ سے اندھے۔ اپاہج ابروص۔ مجذوم۔ مردے زندہ ہوتے رہے اور ایک جہان نے اُسکی روحانیت کو دیکھکر اُسکو ہماری طرف منسوب کر دیا۔ کما قالت النصارے اَلْمَسِیْحُ ابْنُ اللہِ اے عاشق محمدی اگر جمال رسالت اور کمال جلالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم دنیا میں ظاہر کر دیں۔ تو جملہ اموات قبروں ہی میں زندہ ہو کر اپنے گھروں میں آجاویں۔ اور آسمان بھی زمین پر گر پڑے اور عالم علوی کے رہنیوالے ملائک جو اپنے کام میں ہشیار ہیں دیوانہ ہو جائیں اور ہمارے چھپے ہوئے بھید سب کے سب کھلجائیں اور تمام روحیں اپنے اپنے بدن کے خرقہ پہن لیویں۔ ملکوت کی عروس فلک کے نقاب سے باہر نکلجائے۔ آسمان زمین کے قدم چومنے لگ جائے اور زمین افلاک کے دائرہ سے باہر نکلجائے اور عرش فرش کے ساتھ برابر ہو جائے اور تمام عالم اور زمرہ بنی آدم کا یکبارگی محمد پرست ہی بنجائیں اور جن و

انس عشق محمدی کے جام سے سرمست ہو جاتے ہیں۔ اے میرے محبوب محمد کے عاشق یہی منشا ہے کہ عالم دنیا میں جمال با کمال محمد کو جو جمال ذو الجلال کا عین ہے لباس بشریت میں چھپا رکھیں وَمَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ قُلْ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تاکہ انتظام ملک کا قائم رہے۔ جب قیامت کے دن صبح دمیگی اور آفتاب نیر اعظم جلالت اور رسالت محمدی صلعم کا قبولیت کے آسمان پر طلوع کریگا اسوقت ہم عاشقان محمدی علیہ السلام کو وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ کی حقیقت سے مطلع کرینگے اور اسکے اصلی حسن وجمال کی کیفیت دکھائیں گے۔ اور کہدینگے کہ یہ محمد وہی محمد ہے جو تم نے آب و خاک کے پردہ میں دیکھا تھا دیکھو میری کاملہ قدرت نے اس جمال با کمال اور جان پاک کو کسطرح بشریت کے لباس میں تمکو دکھایا ہے یہ وہی میرا محبوب ہے جس کی شان میں اسکا کمترین خادم آثم فقیر مسکین فخرالدین بزبان قال مجلس محمدی میں بیٹھ کر یہ مقال کہہ رہا ہے

آن سیدے کہ عالم و آدم برائے اوست	ملک و بہشت وجنت و اعلیٰ سرائے اوست
آن مہترے کہ درشب اسریٰ بعبدہٖ	برتر زبام ہفت فلک متکائے اوست
شمع جہان نما کہ خورشید خاوری است	آئینہ زیر تو نور و صفائے اوست
کرسی و عرش و سدرہ و لوح و قلم بگو	کین جملہ خاکروب در حجرہ ہائے اوست
صدق و صفائی و عدل و حیا چہار یار	نان ریزہ زسفرہ جود و سخائے اوست
مارا امید عفو بچندین گناہ و جرم	از دولت شفاعت و یمن دعائے اوست
در گفتن درود چہ تقصیر مے کنی	در حق آن رسول کہ جانہا فدائے اوست

خبرے در فضیلت صلوٰت حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو فرمایا اَتُرِیْدُ اَنْ اَکُوْنَ اَقْرَبَ اِلَیْکَ مِنْ کَلَامِکَ اِلٰی لِسَانِکَ وَمِنْ وَسْوَسَۃِ قَلْبِکَ اِلٰی قَلْبِکَ وَمِنْ رُوْحِکَ اِلٰی بَدَنِکَ وَمِنْ نُوْرِ بَصَرِکَ اِلٰی عَیْنَیْکَ وَمِنْ سَمْعِکَ اِلٰی اُذُنِکَ وَمِنْ نَفْسِکَ اِلٰی فَمِکَ وَمِنْ سَوَادِ عَیْنِکَ اِلٰی بَیَاضِھَا۔ اے موسےٰ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے کلام سے جو تیری زبان سے نزدیک ہے زیادہ تر نزدیک ہو جاؤں حضرت موسےٰ نے کہا ھٰذَا الَّذِیْ اَتَمَنّٰی مِنْکَ الٰہی میری دلی مراد یہی ہے کہ میں تیری بارگاہ عالی کا مقرب ہو جاؤں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا یٰمُوْسٰی فَاَکْثِرِ الصَّلٰوۃَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اے موسےٰ تو میرے حبیب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہت بہت

درود اور سلام بھیجا کر اور اپنی قوم بنی اسرائیل کے خاص و عام کو میرا پیغام پہنچا دے کہ اے قوم بنی اسرائیل جو شخص تم میں سے میری بارگاہ میں آوے اور میرے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر ہووے میں اُسپر دوزخ کے دور بانیہ مسلط کر دونگا اور اپنے اُس کے درمیان ایک حجاب پیدا کر دونگا کہ وُہ میرا دیدار نہ دیکھیگا اور میرے مشاہدہ سے محجوب رہیگا۔ نہ تو کوئی فرشتہ اُسپر رحم کریگا اور نہ کوئی پیغمبر اُسکی سفارش کا دم بھریگا تَصْحَبُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی حَرِّ جَہَنَّمَ فرشتے اُسکو مُنہ کے بل گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں لے جائینگے اور اُسکو دوزخ میں دائم الحبس کر دیں گے۔ حضرت مُوسےٰ نے کہا یارب من محمد حتی لا تقرب الیک بالصلوٰۃ علیہ خداوندا محمدؐ کون ہے کہ تیری بارگاہ کا قرب بغیر توسل درود اُس کے کے میسّر نہیں ہوتا ہے۔ مجکو اُسکی شان اور حال سے مطلع فرمایا جاوے۔ خطاب ہوُا۔ یٰمُوسےٰ لَوْلَا مُحَمَّدٌ وَّ اُمَّتُہٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَلَا الَّیْلَ وَلَا النَّہَارَ وَلَا مَلَکًا مُّقَرَّبًا وَّلَا نَبِیًّا مُّرْسَلًا وَّلَا اِیَّاکَ اے اگر محمدؐ اور اُسکی اُمت نہوتے تو موجودات سے کوئی چیز موجود نہ ہوتی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ اور سُورج اور چاند اور آسمان اور زمین اور دن اور رات پیدا نہ ہوتے اور نہ کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی نبی مُرسل اور نہ تو اے مُوسےٰ پیدا ہوتا یہ سب کارخانہ اُسی کی خاطر بنایا گیا ہے۔ لَوْ لَمْ تُقِرَّ بِنُبُوَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تُصَلِّ عَلَیْہِ لَاَحْرَقْتُکَ بِالنَّارِ وَلَوْ کُنْتَ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلًا ہ اے مُوسےٰؑ اگر تو میرے حبیب محمد علیہ السلام کی نبوت کا اقرار نہ کریگا اور اُسپر درود نہ بھیجیگا تو البتہ میں تجھکو میں تجکو جہنم کی آگ میں جلا دُونگا۔ اگرچہ تو ابراہیمؑ میرا خلیل ہووے۔ ثم قال موسیٰ الٰھی اقررت بنبوۃ محمد وفضلہ واکثر الصلوٰۃ علےٰ محمد صلعم فقال مُوسیٰ الٰھی انا احب الیک ام محمد ؐ پھر حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی میں تجکو پیارا ہوں یا محمدؐ۔ فرمایا اے مُوسےٰ تو میرا کلیم ہے اور محمدؐ میرا حبیب ہے۔ اور حبیب کلیم کی نسبت زیادہ تر پیارا ہوتا ہے۔ حضرت مُوسےٰ نے کہا الٰہی کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے۔ حقتعالےٰ نے فرمایا۔ اے مُوسےٰؑ کلیم وُہ ہے کہ جو کچھہ کرتا ہے اپنے حق تعالےٰ کی رضا سے کرتا ہے۔ اور حبیب وہ ہوتا ہے کہ جو کچھہ خداتعالےٰ کرتا ہے اپنے حبیب کی رضامندی کے مطابق کرتا ہے اور اے مُوسےٰؑ کلیم وُہ شخص ہے کہ خداتعالےٰ کو دوست رکھتا ہے اور حبیب وُہ ہے کہ حق تع

اُسکو دعبیت رکھے اور لے مُوسےٰ کلیم وُہ ہے کہ چالیس دنرات صیام اور قیام میں بسر کرے اور پھر طُور سینا پر جاکر میرے ساتھ ہمکلام ہووے۔ اور حبیب کی شان یہ ہے کہ رات کو اپنے بستر پر سویا ہتوا ہو اور میں ایک اپنا برگزیدہ فرشتہ اُسکی طرف بھیجکر اُسکو نیند سے جگاؤں اور اسکو ایک طرفۃ العین میں اُس مقام میں پہنچاؤں کہ کوئی مخلوق وہاں نہ پہونچا ہو۔

شب معراج عروج تو گذشت از افلاک بمقامے کہ رسیدی نرسید ہیچ نبی

یاموسیٰ ناجیتك وانت علی طور سینا واناجی محمداً وهو اقرب من فوق العرش من قاب قوسین او ادنیٰ ما علی السماء المنتهیٰ تکلم ربه وجبریل نائی والحبیب مقرب بحرمتہ سیدنا علی کلامه وملتنا فیها النبیوت ترغب بنور رسول الله اشرقت الدنیا ففی نوره کل الجیع ویذهب براه جلالا الحق للخلق رحمة وکل الوریٰ فی برة منقلب +

توضیح حدیث۔ مؤلف۔ اے میرے بھائیو یہ سیّد برگزیدہ اور یہ قرۃ العین ہر دو دیدہ جسکی تعریف تم سُن چکے ہو ارشاد فرماتے ہیں مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً يُبَلِّغُهٗ اِلٰی بَيْتِ اللّٰهِ الخ اس حدیث شریف کے معنی یہ ہیں جو بندہ مومن اسقدر مال کا مالک ہوجاوے کہ وہ مال اسکو کعبہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیوے اور وُہ شخص باوجود موجودگی سامان کے حج مناسک ادا نہ کرے اور بیت اللہ کی زیارت بجا نہ لاوے فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا پس اس شخص کو کوئی مشکل نہیں اس امر میں کہ وُہ جہودی یا نصرانی ہوکر مرے یعنے اُس شخص کے جہودی اور نصرانی ہوکر مرنے میں کچھ شک نہیں۔ اس لئے کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو دو ہی چیزوں نے یہودی اور نصرانی بنایا ہے کہ ان دو چیزوں کے سبب مبغوض اور مطرود ہوگئے ہیں ایک تو نعمت خداوندی کا کفران اور دوم امورات شرعیہ کا ترک پس جو شخص باوجود موجودگی زاد اور راحلہ کے بیت اللہ کی زیارت سے جو مامور ہے۔ مبادرت نہ کرے گویا اُس نے نعمت خداداد کا کفران کیا اور ماموریہ انکار بھی کیا اور بایں معنے یہود اور نصاریٰ کیساتھ مشارکت اور مشابہت کی اور بموجب اِس حدیث کے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وُہ بیشک یہودیوں اور نصرانیوں کے زمرہ میں گِنا گیا اور بعض علماء نے اِس حدیث کی تعبیر اسطرح کی ہے کہ اس امر شریف کا تارک یہود و نصاریٰ کیساتھ اسواسطے مشارکت اور مشابہت رکھتا ہے کہ جب بندہ مومن

کسی امر کا امور شرعیہ میں مخاطب ہوتا ہے اور وُہ مامور بہ کے بجا لانیکا اہتمام نہ کرے اور اُسکی ترک کا کچھ خوف نہ رکھے ۔ گویا اُس نے اپنے تئیں اُس گروہ سے شمار کیا جو اس امر کے مخاطب نہیں ہیں جیسے یہود اور نصارے اور دیگر مشرکین جو امورات شرعیہ محمدیہ علیہ السلام کیساتھ مامور نہیں ہیں وُہ شخص بھی بباعث عدم ایمان مامور بہ کے ان جیسا ہوگیا اسیواسطے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث کے بعد یہ ارشاد فرمایا الاان اللہ تعالیٰ یقول وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا اس حدیث شریف میں اہل عرب کی اصطلاح کے بموجب دو اور مسئلوں کا عوام کو سمجھانا ضروری ہے ۔ اوّل یہ کہ حدیث شریف میں زاد و راحلہ دو چیزوں کا ذکر ہوا اور اُس کے بعد فعل مفرد مذکور اور ظاہر یہ تھا کہ تثنیہ لایا جاتا ۔ مثلاً فرمایا جاتا یُبَلِّغَانِہٖ اس لئے بحکم حدیث مبلغ دو چیزوں سے عبارت ہے ایک زاد دوم راحلہ لیکن اس جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معنوں کیطرف نظر فرماکر فعل کو مفرد بیان فرمایا اور لفظ کی طرف خیال نہیں کیا اس لئے کہ زاد و راحلہ سے مراد استطاعت ہے اور ایسے مقاموں میں فعل کا بلفظ واحد لانا باین تاویل جائز ہے ۔ دوم مسئلہ یہ ہے کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ الخ اس عبارت میں حذف اور اضمار ہے تقدیر کا کلام یہ ہے فَلَا تَکُنْ عَلَیْہِ حَسْرَۃٌ اَنْ یَّمُوْتَ کَذَا جیسا کہ کہا جاتا ہے فَلَا یَصْعُبَنَّ عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ مَوْتًا مُشَابِھًا یَمُوْتُ اَحَدٌ مِّنَ الْفِئَتَیْنِ ۔ واللہ اعلم بحالہ ۔

الحدیث الثانی فی ہذا المعنے ۔ عبدالرحمٰن سائط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص باوجود عدم مانع کے حج اسلام بجا نہ لائے اور وُہ مرجائے یعنے اُس کو موافقت ضروریہ سے کوئی امر مانع نہ ہووے ۔ مثلاً افلاس یا کوئی بیماری یا ظالم سلطان کے خوف کی اضطراری ایسے موانعات سے کوئی مانع نہیں ۔ پھر وُہ بغیر ادائے حج کے مرجائے ۔ تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلْیَمُتْ عَلٰی اَیِّ حَالٍ شَاءَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا اَوْ مَجُوْسِیًّا ۔ پس اے میرے بھائیو حج کرنا یعنے بیت اللہ شریف کی زیارت ارکان مسلمانی کا ایک رُکن ہے اور ہر ایک اُسکا مناسک اور مراسم کئی طرح کے حقائق اور معانی کو شامل ہے اور ہم اس مجلس میں حج کے اشارات بدیعہ اور بشارات منیعہ کو بخوبی بیان کریں گے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ

مگر سب سے پہلے اس عمل شریف کے فضائل اور مناقب میں چند حدیثیں جنکی صحت میں کسی کو کلام نہیں بیان کرتے ہیں و باللہ التوفیق ھو نعم المولی و نعم الرفیق +

حدیث اوّل۔ فقیہ ابی اللیث کی تنبیہ الغافلین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا ہم سب صحابہ منا بین ساتھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے کہ یمن کیطرف سے ایک طائفہ آیا اور حضرت رسالتپناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حج کے مناقب اور خصائل کی بابت سوال کیا آپ نے فرمایا جو شخص بہ نیت حج یا عمرہ اپنے گھر سے باہر آتا ہے بدلے ہر ہر قدم کے اُٹھانے رکھنے کے گناہ اُس کے بدن سے ایسے گرجاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتّے گرتے ہیں۔ اور جب وُہ مدینہ شریف میں پہنچکر میرے روضے کے پاس آکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہتا ہے تو ملائکہ اُس کے سلام کا جواب دیکر اُس کیساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ اور جب ذوالحلیفہ میں پہنچکر غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ اور جب احرام کے نئے کپڑے پہنتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے حسنات کو تازہ کردیتا ہے۔ اور جب تلبیہ کے وقت کہتا ہے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اَجَابَہُ الرَّبُّ بِلَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ اَسْمَعُ کَلَامَکَ وَاَنْظُرُ اِلَیْکَ۔ اور جب مکہ شریف میں داخل ہوتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ میں سعی کرتا ہے حق تعالیٰ اُسکی خیرات کو قبول کرتا ہے۔ اور جب حاجی عرفات پر کھڑے ہوکر جناب الٰہی میں عرض مناجات بلند آواز سے پکار پکار کرتے ہیں تو حق سبحانہ و تعالےٰ اُن کے سبب سے ملائکہ کے درمیان بطور مناجات کے فرماتا ہے یَا مَلٰٓئِکَتِیْ وَسُکَّانَ سَمٰوٰتِیْ اَمَا تَرَوْنَ اِلٰی عِبَادِیْ اَتَوْنِیْ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ شُعْثًا غُبْرًا اے میرے فرشتو اور میرے آسمان کے رہنیوالو تم میرے بندوں کیطرف دیکھو کہ میرے دیدار کے شوق سے اپنے گھر بار اور عیال و اطفال کو چھوڑ چھاڑ کر اور بیابانوں اور پہاڑوں کو طے کر کے اور اپنے مالوں کو میری رضامندی میں خرچ کیا ہے اور اپنے ابدان کو رنج اور تکالیف میں ڈالکر ساتھ دل پُردرد اور رخسار گرد آلود کے میرے آستان فیض نشان پر دل و جان سے حاضر ہوئے ہیں:-

فَوَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ لَاُبَدِّلَنَّ مُسِیْئَھُمْ لِمُحْسِنِھِمْ وَلَاُخْرِجَنَّھُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ کَیَوْمٍ وَلَدَتْھُمْ اُمَّھَاتُھُمْ مجکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں اُن کے بدکرداروں کو اُن کے نیکوکاروں کے ساتھ بخشدونگا۔ اور اُن کو گناہوں سے ایسا پاک کردونگا گویا کہ یہ آج

ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوئے ہیں اور جب رمی جمار اور باقی مناسک پورے بجالاتے ہیں تو عرش مجید سے یہ ندا آتی ہے ارجعوا مغفوراً لکم واستانفوا العمل اے میرے بندو تم پاک اور صاف ہو کر اپنے وطنوں کیطرف لوٹ جاؤ اور اعمال کو از سرِ نو شروع کر دو یعنے تمہارے سب گناہ میں نے بخشدئے اور تمہارے سب اعمال میں نے پسند کر لئے

حدیث دوم - حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن بندہ بہ نیت حج اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے - جیسا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا - اور بدلے ہر ہر قدم کے جو اس راہ میں اُٹھاتا ہے ستّر سال کی عبادت اُس کے حق میں کرامت فرماتے ہیں - جب حاجی حج سے لوٹ کر اپنی منزل میں آتا ہے تو اُسکی دُعا کو غنیمت جانتے ہیں اس لئے کہ اُس کی دُعا مستجاب ہے ✣

حدیث سوم - حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُس کے سر پر عصابہ زرد باندھا ہوا - اور اُس کے مبارک مُنہ پر گرد پڑی ہوئی تھی - حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مبارک آستین سے حضرت جبرائیل امین کے پیشانی پر کس سبب سے پہنچ گیا عرض کیا یا رسول اللہ آج ملائکہ کروبیوں نے واسطے زیارت بیت الحرام کے حضرت خداوندی جل وعلا سے استیذان کی اجازت پانے کے بعد بیت اللہ کی زیارت کیواسطے دوڑے یہ غبار اُن کے اژدحام کا ہے پھر حضرت جبرائیل نے فرمایا یا رسول اللہ آپ حق سُبحانہ وتعالے سے درخواست فرمائیے تاکہ آپ کی امت کو ملائکہ کی دعاؤں کیساتھ مشارکت کرامت فرما دے حضرت رسالتمآب صلعم نے دُعا فرمائی حضرت جبرائیل حق سبحانہ وتعالے کی بارگاہ سے پیغام لایا کہما وَرَدَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ اُمَّتِكَ فَلَهٗ ثَوَابُ مَلٰٓئِكَةِ السَّمٰوٰتِ وَلَا رْضِيْنَ السَّبْعِ وَلَا يَرْجِعُ اِلَّا مَغْفُوْرًا یعنے جو کوئی تیری اُمت کا آدمی اس گھر کا حج بجالاوے اُس کو ساتوں آسمان اور زمینوں کے فرشتوں کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے - اور وطن کو قریب پہونچنے سے پہلے ہی مغفور ہو جاتا ہے ✣

حدیث چہارم - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ اَنَّ دَجْلًا نَامَ

جبینِ مبین سے گرد جھاڑنے اور صاف فرمانے لگے کہ اے جبرائیل یہ غبار کیسا ہے مبارک

عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَجَاءَ اِنْسَانٌ فَقَالَ قُمْ وَطُفْ فَقَالَ مَالِيْ وَالطَّوَافَ فَاَخَذَهُ بِرِجْلِهٖ وَجَرَّهٗ مُسْتَلْقِيًا حَتّٰى اَطَافَهٗ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَسَدَ هُمَا عَلَى النَّارِ یعنے اگر ایک مرد خانہ کعبہ کے پاس سویا ہوا ہو۔ دُوسرا اُس کو آکر کہے بھائی اُٹھ ہوش میں آ۔ اور بیت اللہ کا طواف کر وہ جواب میں کہے۔ مجکو بیت اللہ اور طواف سے کیا سروکار وُہ مرد اُس خفتہ مرد کا پاؤں پکڑکے اسکو پشت کے بل کعبہ کے ارد گرد گھسیٹے اور اسطرح مجبوراً طواف کرائے حقتعالے اُن دونوں کو بخشدیتا ہے اور دونوں کے بدنوں کو آتش دوزخ سے بچالیتا ہے +

مؤلف - اے میرے بھائیو جب بندہ کو بحالت اضطراری خانہ کعبہ کا طواف حاصل ہووے تو وہ بھی رحمت الٰہی سے مستفید ہو جاتا ہے اور اُسکا جبری طواف رائگان نہیں جاتا ہے اور جو بندہ کہ اپنے خانمان اور اہل وعیال سے دِل اُٹھاکر اپنے تئیں محنت اور کلفت کی ٹھاٹھوں میں ڈالے اور سر سے قدم اور خون جگر سے غذا کرکے جنگلوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کو طے کرکے ازروئے ذوق کے لَبَّیْکَ شوق سے پڑھتا ہوا خانہ کعبہ کی خاک کو بوسہ جادیوے۔ اور کمال ارادت سے اُس کے طواف کے آداب بجالاوے۔ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کمال کرم سے اُس کے نا ملائم جرائم کو معاف کردے اور دردمندی اور مستمندی پر رحم فرمائے تو کچھ عجب نہیں +

حکائت محتوی بر لطیفہ - نقل ہے کہ ایک بزرگ نے کعبہ معظمہ میں پہنچکر نیاز کا ہاتھ کعبہ شریف کے حلقہ پر رکھکر بارگاہ الٰہی میں التجا کی اور کہا ملکا بادشاہا اِس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج کے دو حرف ہیں۔ ح اور ج الٰہی ح سے حلم تیرا اور ج سے جرم میرا معاف فرمائیے یعنی اپنے حلم سے میرے جُرم کو معاف کر ہاتف غیبی نے آواز دیا۔ اے میرے عاصی بندے تونے کیسی عمدہ مناجات کی مکرّر کہو وہ درویش زیرک آدمی اہل علم تھا۔ اس عبارت کو دُوسرے پیرایہ میں بیان کیا اور کہا اے میرے غفار تیری مغفرت کا دریا گنہگاروں کے غفران کیواسطے ہے اور تیری رحمت کا خزانہ سائلوں ہی کے لئے ہے۔ اور اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج کے دوہی حرف ہیں ح۔ ج ح سے میری حاجت اور ج سے تیرا جود تو اپنے جُود سے مجھ مسکین کی حاجت برلا ہاتف نے نے آواز دی کہ اے جوانمرد تو نے خوب کہا پھر کہہ۔ درویش نے کہا اے ہادی تیری وُہ پاکذات ہے جس نے عافیت کا ستر مسلمانوں کو عنائت کیا اس گھر کی زیارت کو حج کہتے

ہیں اور حج کے دو حرف ہیں ح اور ج۔ ح سے میرے ایمان کی حلاوت اور ج سے تیری جہانداری کی جلالت تو اپنی جہانداری کی جلالت کی برکت سے مجھ ضعیف گنہگار کے ایمان کی حلاوت کو نگہ رکھ۔ ہاتف غیبی نے کہا اے ہمارے مخلص اور عاشق صادق بندے میرے علم اور میرے جُود اور میری جہانداری کی جلالت سے جو کچھ تو نے مانگا ہے وُہ میں نے تجکو عطا کیا + لمولفہ۔ اشعار

خدایا تو شاہی و ما بندہ ایم
که از بندگی نیز شرمندہ ایم

چو بندہ نیارد حق بندگی
چہ باز آرد آن غیر شرمندگی

بدی باید ار چند در خور داوست
بدید گر نکوئی تمامی نکوست

قبولت فرستد رواج ہمہ
بدرگاہ تست احتیاج ہمہ

اگر قہرت از در براند مرا
خدائے دگر گو کہ خواند مرا

حضرت مصلح الدین شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بوستان سے یہ حکایت اس مقام کے بہت مناسب ہے۔ کیا خوب فرماتے ہیں۔ حکائت

شنیدم کہ پیرے شبے زندہ داشت
سحر دست حاجت بحق بر فراشت

یکے ہاتف انداخت در گوش پیر
کہ بیجا صلی رو سر خویش گیر

بدین در دعائے تو مقبول نیست
بخواری بر و یا بزاری بایست

شنیدم کہ از ذکر و طاعت نخفت
مریدے ز حالش خبر داشت گفت

چو دیدی کزان روئے بربست در
بہ بیجا صلی سعی چندین مبر

برخسار بر اشک یاقوت فام
بحسرت ببارید و گفت اے غلام

بنومیدی آنگاہ بگر دیدمے
ازین در کہ راہ دگر دیدمے

مپندار گر وے عنان بر شکست
کہ من باز دارم ز فتراک دست

چو خواہندہ محروم گشت از درے
چہ غم گر شناسد در دیگرے

شنیدم کہ راہ درین کوی نیست
ولے ہیچ راہے درین روئے نیست

درین بود سر بر زمین فدائے
کہ داوند در گوش جانش ندائے

قبولست گرچہ ہنر نیستش
کہ جز ما پناہے دگر نیستش

حکایت ۔ لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے ایک حاجی کو ایک جنگل میں دیکھا ۔ پوچھا کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں اعرابی نے کہا دور دراز سفر کے اختیار کرنے اور وطن مالوفہ کے افتراق کا سبب کیا ہے حاجی نے کہا میں بڑا گنہگار آدمی ہوں اپنے گناہوں کی آمرزش کیلئے میں نے اس سفر دور دراز کی تکلیف کو اپنے اُوپر گوارا کیا ہے ۔ اعرابی نے کہا تو کہاں سے آتا ہے ۔ حاجی نے کہا میں نے راہ دُور اور منزلگاہ بعید سے حرم شریف کا احرام باندھا ہے ۔ اور اپنے مالک کی بخشش کے مائدہ کی امید رکھی ہے ۔ اعرابی نے کہا ۔ انصرف یا مجنون فقد غفر لک اللہ اے دیوانے آدمی لوٹ جا خدا تعالےٰ نے تیری گناہوں کو بخشدیا ہے حاجی نے کہا یہ بات تمکو کسطرح معلوم ہوئی ۔ اعرابی نے قسم کھا کر کہا اے حاجی دیکھ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سوائے اس اُونٹنی کے کسی چیز کا مالک مجکو نہیں کیا صرف یہی اونٹنی میرا راحلہ ہے اور یہی میرا مرکب ہے ۔ اور یہی میرا مجلب ہے اور یہی میرا مکسب ہے ۔ اگر تو میرے پاس ٹھیرے اور اس ناقہ کی مجھ سے درخواست کرے ۔ مجکو اپنے خداوند کی قسم ہے میں تجکو یہ اونٹنی عطا کردوں اور کوئی عذر درمیان نہ لاؤنگا ۔ یا حاجؔ فکیف رب الکریم حیث جئت من مکان بعید لیغفرلک اللہ وھو علیہ اھون ؂

بزرگان دین نے کہا ہے کہ طاعات اور عبادات ہر ایک کے لئے ایک صورت ہے اور ایک معنیٰ ہے ۔ چنانچہ اس صورت کو قالب کیطرح تصوّر کرنا چاہئے اور معنوں کو اس قالب کا رُوح سمجھنا چاہئے اور جو شخص اس عبادت یا طاعت کی صُورت پر قناعت اور اکتفا کرتا ہے وُہ شخص اُس کے معنوں سے محروم رہجاتا ہے گویا اُس شخص نے قالب بیجان پر قناعت کی اے میرے بھائیو ! بیت اللہ کی زیارت یہ بھی ایک بڑی عبادت ہے اور حج کے مناسک میں بیشمار اسرار حضرات علمائے نے بیان فرمائے ہیں اور خلاصہ اُن کے کلام کا یہ ہے کہ مناسک حج کا اعتبار اُس کے اسرار کے اعتبارات پر رکھا ہے ۔ اب یہ راقم آثم حضرات سامعین کی خدمت میں ایک نقل جس کے ضمن میں حج کے اسرار بیان کئے جاوینگے پیش کرتا ہے ؂

نقل ہے کہ حضرت شیخ شبلی قدس سرّہٗ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا تھا ۔ جب حج کر کے واپس آیا اپنے شیخ کیخدمت میں حاضر ہوا ۔ شیخ نے پوچھا کہ عزیزا تو حج کر آیا ہے ۔ درویش نے کہا ہاں صاحب میں حج کر آیا ہوں ۔ شیخ نے فرمایا جسوقت

تونے حج کے مناسک ادا کئے تھے اُسوقت حج کی نیت دل میں کی تھی کہا ہاں صاحب میں نے
حج کی نیت کی تھی کہا اُسوقت کہ تونے حج کی نیت دل میں کی تھی اور اس کے عقد کا استحکام
خوب طرح سے کیا تھا۔ جو عقد محبت کا مخلوق الٰہی کیساتھ منعقد تھا اُسکو تونے فسخ کیا ہے
یا نہیں کہا نہیں فرمایا تونے عقد نیت حج کا باندھا ہی نہیں شیخ نے ازاں بعد فرمایا دستور
شرعیہ ہے کہ احرام کے وقت کپڑے تن سے اُتار ڈالتے ہیں اور سنت نبوی کے مطابق
احرام کا غسل کرتے ہیں جسوقت کہ تونے اپنے تن سے کپڑے اُتارے تھے اُسوقت تو ماسوی اللہ
سے مجرد ہو گیا تھا یا نہیں درویش نے کہا نہیں فرمایا تونے احرام کا غسل ہی نہیں کیا اور
نہ احرام باندھا پھر فرمایا تونے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہا تھا یا نہیں کہا ہاں کہا تھا فرمایا تونے
تلبیہ کا جواب جناب اقدس عزاسمہ کی بارگاہ سے سُنا تھا یا نہیں کہا نہیں۔ فرمایا پس تونے
تلبیہ بھی نہیں کیا پھر فرمایا تو حرم شریف میں بھی داخل ہوا تھا کہا ہاں فرمایا حرم شریف
میں داخل ہونے کے وقت تونے جمیع محرموں سے ترک اختیار کی تھی کہا نہیں فرمایا پس
گویا تو حرم میں بھی داخل نہیں ہوا۔ پھر پُوچھا کہ تو مکہ مبارکہ میں بھی مشرف ہوا تھا یا نہیں
کہا ہاں کہا مکہ شریف میں مشرف ہونیکے وقت کوئی سرّ اسرار الٰہیہ میں سے یا کوئی حال غیبی
حالوں سے تیرے پر منکشف ہوا تھا۔ کہا نہیں فرمایا گویا تو مکہ میں بھی داخل نہیں ہوا ازاں بعد
فرمایا کیا تو مسجد حرام میں داخل ہوا تھا۔ کہا بھی فرمایا تو تو قرب الٰہی میں پہونچ گیا تھا کچھ
قرب کے آثار تجھپر نمودار ہوئے تھے یا نہیں کہا نہیں فرمایا تو مسجد حرام میں داخل نہیں ہوا پھر
فرمایا اے درویش تونے کعبہ شریف کو دیکھا تھا یا نہیں۔ کہا ہاں فرمایا اُسوقت تونے
کیا قصد کیا تھا۔ کہا میں نے کعبہ کی زیارت کے وقت کوئی ارادہ یا قصد نہیں کیا۔ فرمایا
پس تونے کعبہ کو بھی نہیں دیکھا پھر فرمایا تونے میلین اخضرین کے درمیان سعی کی ہے
یا نہیں۔ کہا ہاں۔ فرمایا اُسوقت تو اپنی خودی سے بھاگ کر وجود حقیقی کو جاملا تھا یا نہیں
کہا نہیں فرمایا تونے واجبات حج کے جو صفا اور مروہ کے درمیان اپنی خودی سے بھاگ
جانا ہے ادا نہیں کئے۔ پس فرمایا تونے حجر اسود کا استیلام اور تقبیل کیا ہے۔ کہا ہاں۔
فرمایا احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جو شخص حجر اسود کا مصافحہ کرتا ہے وہ بیشک خدا تعالیٰ
کیساتھ مصافحہ کرتا ہے اور جو شخص حق سبحانہ و تعالیٰ کیساتھ مصافحہ کرتا ہے وہ محل امن
میں رہتا ہے۔ پس اے درویش کچھ آثار امن کے بھی تیرے وجود پر نمودار ہوئے ہونگے

کہا ہرگز نہیں فرمایا تو حجر اسود کے مصافحہ سے بھی محروم نہ رہا۔ فرمایا اے درویش تو نے مقام ابراہیم پر جو فی الحقیقت بین یدی اللہ ہے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ادا کی ہے کہا ہاں جی فرمایا اُسوقت تمکو اپنی منزلت اور مکان سے جو خدا تعالے کی بارگاہ سے تمکو عطا ہوتا ہے۔ آگاہی کماہی حاصل ہوئی کہا نہیں فرمایا۔ گویا تو نے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر نماز ادا ہی نہیں کی پھر فرمایا تو نے زمزم کا پانی پیا ہے کہا ہاں فرمایا تو نے اپنے دل سے شیطانی وسوسے نکالدئے ہیں کہا نہیں کی پھر فرمایا تو نے زمزم کا پانی بھی نہیں پیا۔ پھر فرمایا صفا پر صعود کر کے بقدر ایک ساعت تو وہاں ٹھیر اتھا۔ کہا ہاں فرمایا تو نے وہاں کیا کیا عمل کئے کہا میں نے وہاں سات تکبیریں کہیں اور خدا تعالیٰ سے اپنے حج کے قبول ہونیکے لئے درخواست کی فرمایا تو نے تکبیر کیساتھ ملائکہ کی بھی مقارن پائی کہا نہیں پس فرمایا۔ تو نے تکبیر بھی نہ کہی پھر فرمایا تو صفا سے نیچے اُترا تھا کہا ہاں فرمایا تو وہاں اُتر کر سب علتوں سے پاک اور صاف ہو گیا تھا کہا نہیں۔ فرمایا تو صفا پر جا نیسے صاف ہو کر نہیں اُترا پھر فرمایا تو نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی کہا ہاں فرمایا تو اُسوقت اپنی خودی اور خود بینی سے بیزار ہو کر اپنے وجود حقیقی کو پہنچ گیا تھا۔ کہا نہیں فرمایا گویا تو نے سعی بھی نہیں کی۔ پس فرمایا تو جبل العرفات پر پہنچا تھا۔ کہا آرے فرمایا جس چیز کے لئے تو پیدا کیا گیا ہے اُسکو تو نے پہچان لیا ہے اور جو تیرا مرجع ہے اُسکو تو نے جان لیا ہے اور جس سے تجکو شناسا کیا ہے اُسکو تو نے پہچان لیا ہے کہا نہیں فرمایا۔ پس وقوف عرفات کا کماینبغی تجکو حاصل نہوا گویا تو عرفات پر پہونچا ہی نہیں پس فرمایا۔ تو مزدلفہ میں گیا تھا کہا ہاں فرمایا تو نے مزدلفہ میں جاکر خدا کو ایسا یاد کیا تھا کہ غیر کا خیال تیرے دل سے بھول گیا ہو کہا نہیں فرمایا تو مزدلفہ میں بھی نہیں گیا پھر فرمایا تو نے منا میں جاکر کسی جانور کو قربان کیا تھا کہا ہاں فرمایا تو نے اپنے نفس کو راہ مولے میں ذبح کیا تھا کہا نہیں فرمایا تو نے رمی جمار بھی کیا تھا کہا ہاں فرمایا اُسوقت تو نے اپنے جہل کو اپنے وجود سے دُور کر کے ایسی عبادت کی تھی۔ کہ اس سے پہلے کبھی تو نے ایسی عبادت نہیں کی ہو گی کہا نہیں فرمایا تو نے گویا رمی جمار بھی نہیں کیا۔ پھر فرمایا تو نے حلق کیا تھا یعنے اپنے سر کے بالوں کو مونڈایا تھا کہا ہاں۔ فرمایا سر منڈانے کے وقت تو نے اپنی نفسانی آرزو اور خواہشوں کو کم کیا تھا کہا نہیں۔ فرمایا گویا تو حلق کی سُنت کو بجا نہ لایا پھر فرمایا تو نے

طواف وداع بھی کیا تھا کہا ہاں فرمایا کوئی حال یا حالت زیارت وداعی کے وقت تونے مشاہدہ کی تھی یا کوئی حقیقت حقائق غیبی تیرے پر منکشف ہوئی تھی جیسا کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا اَلْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ زُوَّارُ اللّٰہِ وَحَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ اَنْ یُّکْرِمَ زُوَّارَہٗ درویش نے کہا نہیں شیخ نے فرمایا۔ اے درویش دوسری بار بیت اللہ کی زیارت کے لئے جا۔ اور جسطرح میں نے تمکو اشارۃً سمجھایا ہے۔ حج کے مناسک بجالا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر تو میری نصیحت کے مطابق حج بجالائیگا۔ تو اُس کے رُوح کی حقیقت تیرے پر کھلجائیگی ۰

اشارت۔ مؤلف۔ اے میرے بھائیو! حضرت عزت جل جلالہ نے ظاہر میں کعبہ بنا کیا ہوا ہے۔ چنانچہ انسانوں کے دل اُن کے سینوں میں کعبہ کی مانند ہیں ظاہری کعبہ کی بنا اینٹوں اور احجار سے ہے اور باطنی کعبہ کی بنیاد حقائق اور اسرار ہے۔ ظاہری کعبہ اصناف خلائق کا مطاف ہے اور باطنی کعبہ خالق کے الطاف کا مطاف ہے اور وُہ کعبہ خلقت کا قبلہ ہے اور یہ کعبہ فراست کا قبلہ ہے۔ وہ کعبہ حضرت براہیم کا بنا کیا ہوا ہے اور یہ کعبہ لُطف کریم کا بنایا ہوا ہے۔ اُس کعبہ کے مضافات میں عرفات ہے اور اس کعبہ کے مضافات میں عرفان خالق کائنات ہے اُس کعبہ کے نزدیک مروہ اور صفا ہے۔ اور اس کعبہ میں مروّت اور وفا ہے۔ اُس کعبہ میں مقام خلیل ہے اور اس کعبہ میں لُطف جلیل ہے اُس کعبہ میں زمزم کا چشمہ ہے اور اس کعبہ میں الطاف کے دریا لبالب ہیں۔ اُس کعبہ میں رُکن یمانی ہے اُس کعبہ میں کنوز معانی ہے اُس کعبہ میں حجر اسود ہے اور اس کعبہ میں اسرار مؤید ہیں۔ ایسا کعبہ مقدسہ جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دوستوں کے سینے میں رکھا ہے اگر جنت الماوےٰ اور فردوس اعلیٰ میں ڈھونڈے تو نہیں ملسکتا ہے۔ اس تقریر کے ثبوت میں ایک حکائت پیش کرتا ہوں ۰

حکائت۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے خانہ کعبہ کی زیارت کا ارادہ اپنے دلمیں مصمّم کیا چاہتے تھے۔ کہ اپنی آنکھوں کو بیت اللہ شریف کے مشاہدہ سے منوّر کریں۔ جب اپنے شہر سے قدم باہر رکھا تو اپنے دل میں یہی ارادہ رکھتے تھے کہ حضرت رسالت کا حکم ہے کہ جب کوئی شخص دُور و دراز سفر کا ارادہ کرے تو پہلے کسی نیکوکار آدمی سے ملاقات کرکے اور اُس سے دُعا کی استدعا کرکے سفر کوجاوے ۵

گفت پیغمبر سفر ہر جا روی	باید اوّل طالب مردے شوی	

اتفاقاً راستہ کے اثنا میں اُنکا گذر ایک گاؤں میں ہؤا کہ اُس گاؤں میں ایک پیر مرد ولی اللہ خدا پرست جسکا دل وجان محبت الٰہی میں مشغول تھا رہتا تھا۔ اور اُس کے باطن کی آنکھیں نور معرفت سے روشن تھیں مگر اُسکی ظاہر بین آنکھیں بند تھیں اور اُسکو شیخ عبداللہ ضریر کہتے تھے۔ حضرت بایزید علیہ الرحمۃ اُسکی بزرگی کا آوازہ سنکر اُنکی ملاقات کے لئے گئے۔ چنانچہ مولنٰا معنوی قدس سرہ نے فرمایا ؎

دید پیرے با قدِ ہمچون نہال	بود در روئے خوش گفتا حال
دیدہ نابیناؤ دل چوں آفتاب	ہمچو پیلے دیدہ ہندستان بخواب

جب اُس شیخ نے بایزید کو دیکھا تو کہا اَے بایزید تیرا کس طرف جانیکا ارادہ ہے۔ فرمایا یا شیخ میرا ارادہ بیت اللہ کی زیارت کا ہے۔ مُدت مدید سے میں ارادہ رکھتا تھا کہ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مستفید ہو جاؤں۔ شیخ ضریر نے فرمایا اے بایزید اس سفر دور دراز کیلئے زادراہ بھی پاس رکھتا ہے یا نہیں۔ فرمایا ہاں چند درم حلال کی کمائی کے میں نے جمع کئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے اس بے پایاں بیابان کو قطع کر کے منزل مقصود پر پہنچوں شیخ ضریر نے فرمایا اَے بایزید! اگر اس دور دراز سفر سے تمہارا ارادہ قربت الٰہی اور احراز فضیلت کا ہے تو یہ درہیں میرے آگے رکھدے۔ چنانچہ مولنٰا معنوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ **مثنوی**

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار	وین نکوتر از طواف حج شمار
وآن درمہا پیش من نہ اَے جواد	دان کہ حج کردی وحاصل شُد مراد
کعبہ ہرچندیکہ خانہ برّ اوست	خلقتِ من نیز خانہ سرّ اوست
تا بکرد آن خانہ کس در وے نرفت	وندرین خانہ بجز آن حے نرفت
عُمر کردی عمر باقی یافتی۔	صاف گشتی بر صفا بشتافتی
گردِ کعبہ صدق بر گر دیدۂ۔	چون مرا دیدی خدا را دیدۂ۔
خدمت من طاعت وحمد خداست	تا نہ پنداری کہ حق از من جُداست
چشم نیکو باز کُن در من نگر	تا بہ بینی نور حق اندر بشر
بایزید اکعبہ را دریافتی۔	صد بہا وعز وصد فر یافتی
آمد از وے بایزید اندر مزید	منتہی در منتہٰی آخر رسید

حکایت - معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت مالک دینار قدس اللہ سرہٗ حج کو جاتے تھے - اثناء راہ میں ایک گاؤں میں پہونچے - دیکھا کہ ایک ضعیفہ مردار کا گوشت اٹھائے اپنے گھر کیطرف لئے جاتی ہے - مالک رحؒ نے اُس سے پُوچھا کہ اے ضعیفہ یہ کیا ہے - کہا اے خدا کے بندے میرے ہاں دو چار لڑکے بالے چند روز سے فاقہ کش ہیں اور میرے پاس دُنیا سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ میں خرچ کر کے اس فاقہ کا علاج کرسکوں اور مخبر صادق کا قول ہے کہ اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ مالک رحؒ زاد راہ حج کے لئے اپنے پاس رکھتے تھے اُس بُڑھیا کے حوالے کر کے اپنے مکان سکونت کیطرف لوٹ گئے - جب حج کا موسم گذر گیا اور حاجی لوگ اپنے اپنے وطنوں کیطرف واپس ہُوئے مالک رحؒ اُن کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے - جب حاجیوں کی نظر مالک رحؒ پر پڑی سب کے سب اُن پر آگرے اور باواز بلند کہا اے مالک تو ہمارے ساتھ مکہ مدینہ میں گیا اور عرفات میں بھی ہم نے تمکو دیکھا تو ہم سے جدا ہو کر کس راستہ سے ہمارے پہلے ہی گھر میں پہنچگیا - حضرت مالک رحؒ اُنکی باتیں سُنکر متعجب ہُوئے - جب رات کو سوئے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مالک دینار کو بشارت دے رہے تھے کہ اے مالک تو خوش رہ اور حاجیوں کی باتوں سے متعجب نہ ہو کہ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ تیری صُورت کر کے اس قافلہ کیساتھ شامل کیا اور اسکو حکم فرمایا کہ ہر سال موسم حج میں آکر بیت اللہ کی زیارت بجالاوے اور اُسکا ثواب اعمالنامہ میں ثبت ہوتا رہے - قیامت تک وُہ فرشتہ تیری صورت میں ہو کر مناسک حج بجالاتا رہیگا - پھر جناب رسالتمآب علیہ السّلام نے فرمایا اے مالک یہ دولت اور سعادت تجکو اُس صدقہ کی برکت سے حاصل ہوئی کہ تو نے اُس ضعیفہ کو دیا تھا اور اُس کو مُردار کھانے سے بچایا تھا +

مؤلف اے میرے بھائیو! بیشک حق سبحانہ وتعالےٰ کی سخاوت اور کرم کے خزانے ہمیشہ معمور اور بھرے رہتے ہیں اور اُس کے الطاف اور نعمتوں کے دریا جوش زن رہتے ہیں اُسکی ذات مقدس ہمارے اعمال کی محتاج نہیں - اور نہ اُسکو ہماری پروا ہے لیکن جس جگہ کوئی دل شکستہ یا جگر خستہ ہے اُسکی رحمت کی نظر اُس کے احوال کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور ایسے شخصوں کیساتھ احسان کرنا اور اُن کی تکالیف کو رفع کرنا اور اُن کے مجروح دلکو خوش کرنا بہ نسبت حج کرنیکے زیادہ تر فائدہ بخش ہے - **مثنوی**

دِل بدست آور کہ حج اکبر ست	کز ہزاران کعبہ یکدل بہتر ست
کعبہ بنیادِ خلیل آذر ست	دِل گذرگاہِ جلیلِ اکبر ست

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اِس باب میں خوب بیان فرمایا ہے ؎

مشو تا توانی ز رحمت بری	کہ رحمت برندت چو رحمت بری
چو بینی دُعا گوئے دولت ہزار	خداوند را شکرِ نعمت گذار
کہ چشم از تو دارند مردم بسے	نہ تو چشم داری بدستِ کسے
ندو نعمت اکنوں بدہ کان تست	کہ بعد از تو بیرون ز فرمان تست
بدنیا توانی کہ عقبےٰ خری	بخر جان من ورنہ حسرت بری

نقل ہے کہ حضرت شیخ سہل عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں مکہ شریف کے راستہ میں ایک بیابان میں جاتا تھا۔ میں نے ایک پیر مرد کو جس کے سر پر عصا یہ بندھا ہوا اور ہاتھ میں عصا پکڑے جاتا تھا دیکھا۔ میں نے اپنے دلمیں کہا۔ شاید یہ بوڑھا قافلہ سے پیچھے رہ گیا ہے اسکا پہونچنا سوائے سواری کے محال ہے میں نے اپنے جیب میں ہاتھ ڈالکر چند روپے نکالکر اُس کو دئے اور کہا اے بوڑھے تو اپنی سواری کا بندوبست کرلے۔ تاکہ تو منزل مقصود کو پہونچ جائے۔ اُس بوڑھے نے متعجب ہوکر حسرت کی اُنگلیاں تحسّر کے دانتوں میں پکڑکر اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کیا اور مُٹھی بھر اشرفیاں میرے آگے رکھکر کہا اے سہل تو روپیہ اشرفی جیب سے نکالتا ہے اور مَیں غیب سے لیتا ہوں۔ یہ بات کہتے ہی میری نظر سے غائب ہوگیا۔ اور مَیں اُسکی حسرت میں راستہ طے کرتا ہوا عرفات تک پہونچا۔ جب میں طواف کے لئے طواف گاہ میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ ایک شخص کے اِرد گرد طواف کرتا ہے۔ آگے بڑھکر میں نے دیکھا تو وہی بوڑھا بیٹھا ہے اور کعبہ اُس کے اِرد گرد پھرتا ہے۔ جب اُس بوڑھے نے مجکو دیکھا تو کہا اے سہل جو شخص قدموں کے بل چلکر کعبہ میں پہونچے اُسکو کعبہ کا طواف کرنا ضروری ہے۔ لیکن جو شخص اپنی خودی کو اُٹھا کر کعبے کا جمال دیکھے کعبہ کو اُس کے اِرد گرد طواف کرنا چاہئے۔ کسی شخص نے بہمیں معنے کہا ہے۔ **بیت**

تا یکے نقطہ صفت دائرہ سے پا ئم	تو چو مرکز بنشین گرد تو پُر کار منم

مؤلف اے میرے بھائیو! حج کرنے کیلئے استطاعت چاہئے۔ عوام کی استطاعت

مال ہے اور خواص کی استطاعت حال ہے۔ عوام کا حج نفس سے ہوتا ہے اور خواص کا حج سِرّ سے ہوا کرتا ہے۔ جو کوئی اپنے تن سے حج کرتا ہے وہ میل میل منزل منزل قطع کرتا ہے۔ اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے وہ کون و مکان ایک ہی دم میں طے کر جاتا ہے اور جو شخص ساتھ نفس کے حج کرتا ہے وہ وطن سے جُدا ہوجاتا ہے اور وُہ جو سِرّ سے حج کرتا ہے اُس اُسکا وطن خدا ہوتا ہے۔ جو شخص نفس کے ساتھ حج کرتا ہے وہ لَبَّیْکَ زبان سے ادا کرتا ہے اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے اُس کے وجود کے ایک ایک ذرّہ سے لَبَّیْکَ نکلتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کیساتھ حج کرتا ہے۔ جب کعبہ میں پہنچتا ہے تو اُسکو بالکل اطمینان ہوجاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اب میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں۔ اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے جب تک وُہ اپنے خدا کو نہ پالیوے۔ تب تک اُسکو آرام اور چین نہیں آتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کیساتھ حج کرتا ہے۔ جب وُہ جبل العرفات پر پہنچتا ہے تو وہاں سے لوٹ آتا ہے اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے اگر ساری عمر میں لوٹنے کا خیال اُسکے دِلمیں گذر جائے تو مرتد اور بیدین ہوجاتا ہے جو شخص نفس سے حج کرتا ہے اُسکی نیت میں یہ ہوتا ہے۔ کہ میں اُس گھر تک پہنچ جاؤں اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے اُسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ میں اُس گھر کے مالک کو پالوں ؎

عاشق بطواف کوئے جاناں گردد		حاجی شب و روز در بیابان گردد	
تا گِرد رُخ او بمیرد و قربان گردد		مشتاق جمال دوست جان بر کفدست	

الحکایۃ العجیبۃ فی اثبات ہذا التقریر۔ شیخ ابوالقاسم حکیم قدس سرہٗ نے کہا میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ اُس کے چہرے کا رنگ سُرخ اور اسکی گردن موٹی اور بڑا بہادر چالاک سوٹا ہاتھ میں پکڑا ہوا۔ اور بڑی تیزی اور چالاکی سے جاتا تھا میں نے اُسے کہا کہ آپ کہاں جائیے گا کہا الیٰ بیت اللہ ایک سال کے بعد پھر میں نے اُسکو دیکھا کہ اُسکا رنگ زرد اور ضعف کے آثار اُس کے چہرہ پر نمودار تھے میں نے پوچھا آپ کا ارادہ کہاں کا ہے کہا منْ بیت اللہ تیسرے سال پھر میں نے اُسکو دیکھا کہ اُسکا سارا بدن ضعیف اور نحیف اور دُبلا پتلا اسقدر ہو رہا تھا کہ بغیر اعانت دُوسرے کے حرکت بھی نہیں کرسکتا ہے میں نے کہا کہ آپکا ارادہ کہاں جانیکا ہے فرمایا منہ الیہ میں نے اپنے دلمیں سوچا اگر یہ آدمی سچ کہتا ہے تو ہنس پڑیگا اس لئے کہ جو شخص مشاہدہ کے درجہ کو پہنچا ہوا ہوتا ہے اُسکی علامت چہرہ کی

بشاشت اور دل کی کشادگی ہؤا کرتی ہے۔ شیخ ابو القاسم نے کہا جب یہ خیال میرے دل میں
گذرا اسی وقت ہنسنا شروع کیا اور ایک نعرہ مار کر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ میں نے اپنی چادر
اُسپر ڈالدی اور میں اسکی تجہیز اور تکفین کی ترتیب کیواسطے کہیں گیا۔ جب اُسکا کفن لیکر
واپس آیا میری چادر پڑی تھی اور درویش رُوپوش ہو گیا۔ میں نے ایک ساعت عالمِ
حیرانی میں ہوکر دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا۔ اچانک میں نے آواز سُنی۔ کہ اے
ابو القاسم تو اُسکو ڈھونڈتا ہے۔ جسکو مالک نے دوزخ میں تلاش کیا نہ پایا۔ رضوان نے
بہشت میں اُسکو ڈھونڈا اُس کو نہ ملا۔ فرشتوں نے آسمانوں میں ڈھونڈا نہ پایا حاملان
عرش نے عرش کے نیچے تلاش کیا اُن کو بھی نہ ملا۔ اے ابو القاسم تو جانتا ہے کہ وُہ کہاں ہے
وُہ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ یا ابا القاسم الوداع لك والفقر لنا +

حکائت۔ شیخ شقیق بلخی قدس اللہ روحہ نے حج کا ارادہ کیا اُس کے جوار میں ایک
یہودی تھا۔ حضرت شقیق رح کیساتھ چل پڑا۔ شقیق رح نے پوچھا اے یہود تو کہاں جاتا ہے
کہا میں نیشاپور میں ایک ضروری کام کیواسطے جاتا ہوں جب وُہ دونوں نیشاپور میں
پہونچے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے بغداد کا ارادہ کیا یہودی نے اس سفر میں بھی شیخ کی موافقت
کی شیخ نے فرمایا اے بھائی تو لوٹ جا۔ یہودی نے کہا یا شیخ آپ کی صحبت اور رفاقت بس
غنیمت ہے۔ جب بغداد میں پہونچے تو قافلہ والوں نے بیابان میں قدم رکھا شیخ نے اُس
یہودی کو کہا کہ بھائی اب ہم مکہ کو جاتے ہیں اور تو اپنے وطن کیطرف چلا جا۔ یہود نے کہا میرا
دل تمہارے سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا ہے۔ جب وُہ ایک بیابان میں جہاں دس بیس
دس تک آبادی نہ تھی پہنچے۔ اُن کا زادراہ ختم ہو گیا۔ سہ روز متواتر کھانا نصیب نہ ہؤا چوتھے
روز حضرت شقیق بلخی رح نے ایک گوشہ میں جاکر دوگانہ ادا کر کے جناب باری میں التجا کی بحرمت
محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے مجکو اس بیگانہ کے رُوبرو شرمندہ مت کر اور ہمارے لئے
کھانا بھیج جب شقیق رح نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔ تو ایک آراستہ وپیراستہ خوان جسمیں طرح طرح کے
کھانے رکھے ہوئے تھے۔ موجود پایا فوراً اُٹھا کر اس یہود کے پاس لاکر تناول کیا۔ دوسرے دن
یہود کی نوبت آئی۔ یہود بھی ایک گوشہ میں گیا۔ اور زمین پر اپنا مُنہ رکھا اور کہا الٰہی بحرمت اُس
نام کے جو کل شقیق دُعا کے وقت زبان پر لایا تھا۔ مجکو بھی اُس کے رُوبرو شرمسار نہ کیجیو۔ جب سجدہ
سے سر اُٹھایا تو ایک خوانچہ کھانوں سے آراستہ موجود پایا۔ اُٹھا کر شقیق رح کے پاس لیگیا۔ شیخ رح

نے فرمایا اے بھائی یہود تجھے معلوم ہے کہ میں نے دُعا کے وقت کیا کہا تھا - کہا نہیں - فرمایا
میں نے حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واسطے شفاعت کے پیش کیا تھا - یہودی نے
کہا اے میرے رفیق شقیق محمد کا یہ رتبہ ہے شقیق رح نے کہا ہاں بلکہ اُس سے لاکھ گنا
بڑھکر اُسکا منصب ہے یہودی نے شہادت کی اُنگلی اُٹھا کر کلمہ شہادت کا صدق دل
سے ادا کیا اور دین محمدی میں داخل ہو گیا الحمد للہ علی ذالک +

شقیق کہتا ہے - جب میں نے عرفات سے مراجعت کی اچانک میری نظر اُس پر
جا پڑی - میں نے دیکھا کہ ایک گوشہ میں بیٹھکر اپنے رب کے ساتھ باتیں کر رہا تھا - میں آگے
بڑھا تو وہ یہ کہہ رہا تھا - کہ الٰہی ! تیرے بندے زر اور مال رکھتے ہیں اور حسب المقدور قربانیا
کرتے ہیں - میں بیچارہ غریب غریب الوطن مفلس کچھ بھی نہیں رکھتا ہوں - میں اپنے وجود کو
جو دُنیا کی سب چیزوں سے مجکو پیارا ہے تیرے واسطے قربان کرتا ہوں - پس اُنگلی سے اپنے
حلق کیطرف اشارہ کیا اور سر کے بل زمین پر گر گیا - میں جھٹ پٹ اُس کے بالین پر گیا میرے
پہونچنے سے پہلے جان بحق تسلیم ہو چکا تھا - اُس کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر میں نے لکھا ہوا
دیکھا - ھٰذا قتیل اللہ وحبیب اللہ ٥

بدست دوست درین دہر کہ قربان شد	کیش زندہ دلان پائے تا بسر جان شد
چو عید بہ ازین عاشق بلاکش را	کہ پیش خنجر بران عشق بریان شد
زبہر کشتن خود دست و پا زدم بسیار	ولی بکوشش خود سر خروئے نتوان شد
ثواب حج ہمہ عمر ہا کسے دریافت	کہ صبح و شام بگلگشت کوئے جانان شد

لطیفہ در فضائل کعبہ و شفاعت او در روز قیامت

حضرت وہب بن منبہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے توریت کے ورقوں میں دیکھا ہے
کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور خلائق کے طرائق عرصات کے موقف میں حاضر کریں گے
حضرت جلال احدیت عز اسمہ سات لاکھ فرشتوں مقربین کو بیت الحرام کیطرف بھیجیگا - اور
ہر ایک کے ہاتھ میں سونیکی سُرخ زنجیر دیگا تا کہ کعبہ معظمہ کو سات لاکھ طلائی زنجیر سے مجلّی کرکے
محشر کے میدان میں لیجائیں - مقربین ملائک کعبہ کی عروس کو سات لاکھ طلائی زنجیر کے زیور
سے آراستہ پیراستہ کرکے عرصات کے میدان میں لے آویں گے اور ملائکہ کی فوجیں طرقوا
طرقوا کہتی ہوئی آگے آگے دوڑینگی اور کہینگی سیری کعبۃ اللہ الی المحشر - معتبر کتابوں

ہیں لکھا ہے کہ اُسروز کعبہ کی دو آنکھیں بینا اور زبان گویا ہوگی۔ جناب الٰہی میں مناجات کریگا
اور کہیگا ان لی الی اللہ شفاعتہ یعنے مجکو حضرت خداوندی سے امید عطائے شفاعت کی ہے
مجکو اپنے خداوند کی قسم ہے کہ جب تک وُہ میری مُراد پُوری نہ کریگا۔ تب تک مَیں اس جگہ سے
قدم نہ اُٹھاؤنگا۔ آسمان کی جو سے ایک فرشتہ آواز دیگا۔ کہ اے کعبہ مانگ جو مانگتا ہے عرض
کریگا کہ الٰہی میں چاہتا ہوں کہ میری شفاعت میرے ہمسایوں کے حق میں یعنے جو لوگ
ایماندار میرے مرغزار میں مدفون ہیں قبول فرمائی جاوے۔ حق سُبحانہ وتعالےٰ شفاعت
اُسکی قبول فرمالیں گے اور جتنے مقبور اہل ایمان جو کعبہ کے حوالی میں ہونگے۔ سفید رُو
سفید ریش کعبہ شریف کے اردگرد جمع ہوجائیں گے اور لبیک لبیک کی آوازسے قیامت
کے میدان میں شور مچ جائیگا۔ فرشتے کعبہ کو خطاب کریں گے سرّ ی کعبتہ اللہ کعبہ کہیگا
میری ایک اَور حاجت ہے ذرا ٹھیرو۔ منادی غیب ندا کریگا اے کعبے جو مانگتا ہو مانگ
التماس کریگا الٰہی تیرے بندے جو نزدیک و دور سے ٹولوں کے ٹولے گروہوں کے
گروہ ازروئے تحقیق کے من کل فج عمیق سے گرد آلود غم فرسود اُلجھے ہُوئے بال خراب
حال سوکھا ہُوا منہ لبیک کہتے اور جنگل بیابان پہاڑ دریا۔ سمندر طے کرتے ہوئے
میرے طواف کے لئے آئے تھے میں چاہتا ہوں تو اپنے فضل وکرم سے اُن کو فزع
اکبر کے خوف سے بیخوف کردیوے اور میرے اِردگرد میں مجتمع ہونیکا حکم صادر کردیوے
اُسوقت منادی ندا کریگا الا من زار الکعبتہ فلیعزل بین الناس یعنے سُنو کو جس نے
خانہ کعبہ کی زیارت کی ہے خلائق کے درمیان سے الگ ہوجائے اُسوقت حاجی امن
وامان سے مقرون ہوکر بڑی خوشی اور فرحت کیساتھ کعبہ کی اطراف میں جمع ہوجائینگے
اور طواف اور لبیک میں اشتغال کریں گے۔ پھر فرشتے خطاب کریں گے یا کعبتہ اللہ
سرّ ی کعبہ شریف کہیگا میں کسطرح چلوں۔ میری حاجت ابھی باقی ہے۔ جب تک میری
حاجت برنہ آویگی تب تک میں اسجگہ سے قدم نہ اُٹھاؤنگا۔ میری عرض کی غرض یہ ہے
کہ فقیروں کی ایک جماعت جو عدم استطاعت کے سبب سے اسر طاعت کے ایتان سے
محروم رہے ہیں اور میرے وصال کی آرزو میں اُنھوں نے اپنی عمر کو بسر کیا ہے۔ اور
میرے وصال کے شرف سے مشرف نہیں ہُوئے۔ اپنی کم استعدادی سے میرے تک
نہیں پہونچے مگر اُن کے دل میرے دیدار کے لئے تڑپتے رہے ہیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ

کہ میری شفاعت اس طائفہ کے حق میں قبول فرمائی جاوے اور اُن آرزومندوں اور مشتاقوں اور فراق کے محبوسوں کو ساتھ نشان معافی کے مغفور اور مشکور کیا جاوے حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا اے کعبہ تیری شفاعت اس فرقہ کے حق میں مَیں نے قبول فرمائی اور تیرے سب ہواخواہوں کو مغفرت کی دولت اور مکرمت کی سعادت سے مخصوص کیا لئے میرے کعبہ بیت الحرام تو نوعروسوں نازنینوں کی طرح دار السلام کے تماشا گاہ میں چل کعبہ معظمہ مع اپنے فرقہ مکرمہ کے لبیک کہتا ہوا جناب قدس میں روانہ ہو پڑیگا اور یہ اشعار زبان حال سے پڑھیگا۔ اشعار

صبح خیزان بین بصد کعبہ مہمان آمدہ	جان عالم دیدہ و در عالم جان آمدہ
آستان خاص سلطان السلاطین آمدہ	پس بہار عام پیش بخت سلطان آمدہ
کعبہ استقبال شان فرمودہ ہم در بادیہ	پس ہمہ را باہمہ لبیک گویان آمدہ
کعبہ برخانے نشاندہ نے نوایان رازراز	گوئیا زانجا سلیمانؑ مور آن خان آمدہ
برسر آن خان عزت نسر طائر چو مگس	بلکہ جبرائیلؑ آنجا چون مگس ران آمدہ
از برائے خان کعبہ ماہ در ماہے دوبار	گاہ سیمین نان وگہ زرین نمکدان آمدہ
مصطفٰے اُستاد خان سالار رضوان طشت دار	بر سر این خان کہ خاص وعام یکسان آمدہ
فاقہ پروردان پاکان وبخواری روزہ دار	کعبہ ہمچو خان عیسٰے عبدالشان آمدہ

روایت۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جناب قدس عزّ ہمہ سے ایک سو بیس نظریں رحمت کی خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوتی ہیں انمیں سے ساٹھ طائفوں کے حوالہ ہوتی ہیں اور چالیس خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیست صرف کعبہ کی زیارت کرنیوالوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اہل اشارت نے کہا ہے کہ کعبہ شریف اور اُن کے طائفوں اور زائروں کو جو شرف حاصل ہوا وُہ محض ایکسو بیس نظرات کی رحمت سے ہے۔ جب یہ پانی مٹی کا گھر ان ایکسو بیس نظروں کی طفیل شرف پاتا ہے اگر انسان کے دل وجان کا کعبہ تین سو ساٹھ نظرات جلال وجمال کی برکت سے فضل وکمال کا خلعت پالیوے تو کیا عجب ہے *

اشارت۔ اے میرے بھائیو! ایک سو بیس دن کے چار مہینے ہوتے ہیں۔ ایک سو بیس نظرات رحمت الٰہی کی برکت سے چار مہینوں نے احترام کا خلعت پایا کہ

ورق اربعۃ منہا حرم جب یہ ایکسو بیس روزان چار مہینوں کے ایک سو بیس نظرات لطف الٰہی کی برکت سے متبرک ہوئے اسیواسطے ان مہینوں میں قتل اور اہل حرم کو ایذا اور تکلیف دینی حرام ہوگئی پس بموجب حدیث نبوی علیہ السلام کے کہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلٰی قَلْبِ کُلِّ مُؤْمِنٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَّ سِتِّیْنَ نَظَرَاتٍ اور بارہ مہینوں کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔ کما ورد اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اِثْنَا عَشَرَ شَھْرًا اگر بندہ مومن کے تمام وقتوں کو محترم کردے۔ کیا عجب ہے +

مسئلہ۔ سمجھنا چاہئے کہ حج کے رُکن دو ہی چیزیں ہیں۔ عرفات پر کھڑا ہونا۔ اور طواف زیارت۔ لیکن احرام شرط ہے رُکن نہیں۔ اس لئے کہ احرام کی تقدیم حج کے مہینے پر جائز ہے جیسے وضو کی تقدیم نماز کے وقت پر جائز ہے۔ لیکن وقوف عرفات بموجب فرمان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا یُکَفِّرُھَا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَۃٍ۔ یعنے بڑے بڑے گناہ ہیں کہ اُن کا کفارہ سوائے وقوف عرفات کے دُوسری چیز نہیں +

اشارت اے میرے عزیزو! غور کرنے کی جگہ ہے کہ وقوف عرفہ اگرچہ ایکساتھ ہوئے کفر ذنوب ہے اور جو کوئی پچاس۔ ساٹھ۔ ستر سال کی مدت تک معرفت الٰہی کے پہاڑ پر کھڑا ہے کیا اُس کے گناہوں کا مکفر نہوگا کما ورد قال علیہ السلام اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَّنْ وَّقَفَ بِعَرَفَۃٍ وَّظَنَّ اَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَغْفِرْ لَہٗ یعنے سب گناہوں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص عرفات میں کھڑا ہووے اور پھر اپنی مغفرت میں شاکی رہے فکیف من استقام علی دین الاسلام +

اِحرام۔ اے میرے بھائیو! احرام لباس بدنی سے عاری اور مجرد ہونا۔ اور صرف آزار پر قناعت کرنا اور سر پیر سے برہنہ ہوکر لبیک کہتے ہوئے حریم حرم کو کہتے ہیں حضرت جل وعلا کے دربار میں حاضر ہونا مجازی بادشاہوں کی کچہری میں جانے کے برخلاف ہے۔ عالم دُنیا میں جو شخص دربار میں حاضر ہونیکا ارادہ کرتا ہے اپنے بدن کو خوب صاف کرکے کپڑے نفیس پہنتا ہے اور اپنے مُنہ اور بالوں کو آراستہ کرلیتا ہے اور حتی المقدور اپنے کپڑوں کو خوشبو سے مطیّب کرتا ہے غرض اپنے بدن کو جو بظاہر بادشاہ کی نظر کا محل ہے۔ مزیّن کرلیتا ہے۔ اور جب حاجی واسطے طواف کعبہ شریف اور

اور زیارت کے جاتا ہے اُسکو بادشاہ حقیقی سے فرمان پہنچتا ہے کہ تم گرد آلود اُلجھے ہوئے بال سر پیر سے برہنہ اور کفن میں ملفف ہوکر میرے دربار عالی میں حاضر ہو تاکہ عوام کالانعام کو معلوم ہو جائے کہ خلائق کا معاملہ ظاہر پرستی پر ہے اور ہماری نظر حقائق اور باطن پر ہے۔ ہم کو اُس کے ظاہر سے کچھ سروکار نہیں کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ یعنے خدا تعالیٰ جل شانہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کیطرف نہیں دیکھتا ہے۔ لیکن تمہارے دِلوں اور نیتّوں کیطرف نظر فرماتا ہے۔ الغرض اجابت اور قبولیت کا مدار دِل کی صفائی اور نیک نیتی پر ہے۔ تمہاری خوبصورتی اور ثروت کی زیادتی خدا کو ہرگز منظور نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات مقدس اس عارضی حُسن اور دولت سے مستغنی ہے۔ کما ورد اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اس مدعا پر گواہ ہے۔ چنانچہ مولنا معنوی قدس سرہٗ نے اس حدیث کے معانی میں ارشاد فرمایا ہے ؎

وانکہ ان گفتہ خدا کہ ننگرم	من بظاہر من بباطن بنگرم
منظر حق دِل بود در دوسرا	کہ نظر در شاہ باشد شاہ را
نے نظرگاہ شعاع آہن است	پس نظرگاہ خدا دل نے تن است
حق مے گوید نظر ما بر دل است	نیست بر صورت کہ آن آب و گل است
ننگرم در تو در آن دِل بنگرم	تحفہ آور آور اے جان بر درم

حکایت تمثیلیہ

دید موسےٰ ایک شبانے را براہ	کو ہمے گفت اے خدا و اے الٰہ

مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک ابالی کو جنگل میں دیکھا کہ وہ ایک گوشہ میں بیٹھکر کہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اور میرے الٰہ! میرا گھربار اور میرا مال واموال اور میری بکریئیں اور میری جان ناتوان تیرے پر قربان ہوویں۔ اگر مَیں تیرا دولت خانہ جہاں تیرا مسکن ہے جانتا تو صبح اور شام تازہ دُودھ اور تازہ روغن تیرے گھر میں بلاناغہ پہنچا آتا۔ اور عمدہ پنیر اور روغنی روٹیاں اور تازہ میٹھے جغرات کے دیگچے تیار کر کے تیرے کھانیکے واسطے صبح وشام حاضر کر دیتا۔ اے میرے اللہ تو کہاں رہتا ہے اگر میں تجکو پاؤں تو تیری چاکری اور خدمتگاری کا بیڑا سر پر اٹھالوں۔ تیرے لئے

چارق بناؤں اور تیرے سر کو دودھ سے دھو کر شانہ کروں اگر تیرا جوتا ٹوٹ جائے۔ تو میں اسکو پیوند لگا کر درست کردوں۔ اور تیرے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو اس کو بڑی آسانی سے نکالڈالوں اور تیری بیماری کی غمخواری کروں یعنے عیالی جب کمال عرفان کیساتھ دست وگریبان تھا اور محبّت الٰہی کے دریا میں اور مودّت جناب ایزدی کی آگ میں ڈوبا اور جلا ہوا تھا کہ سوائے معبود ہر جا موجود کے دوسری کسی چیز کا نام ونشان اس کے دل اور جان سے نہیں گذرتا تھا اسیواسطے جو کچھ اس کے پاس موجود تھا بلا تکلّف پیشکش کرتا تھا۔ چنانچہ مولانا نے فرمایا۔ **مثنوی**

اے فدائے تو ہمہ بزہائے من	اے بیادت ہے ہے وہے ہائے من
زین نمط بیہودہ میگفت آن شبان	گفت موسےٰ با کہ استت اے فلان

یعنے موسےٰ علیہ السلام نے ایالی کو فرمایا کہ اے شبان نادان ایسے ایسے کلمات کسکو کہتا ہے اور اپنے کلام کا کسکو مخاطب کرتا ہے۔ یعنی مخاطب تیرا کون ہے۔ جو ایسی بے تکلفانہ باتیں کرتا ہے۔ ایالی نے کہا جیسا کہ مولنٰ روم نے فرمایا ہ

گفت با آنکس کہ مارا آفرید	این زمان وچرخ زاں آمد پدید

جب حضرت موسےٰ ع نے اس ایالی کی گفتا ناگفتنی سنی ازروئے شان ہدائت کے جو منصب نبوت سے وابستہ ہے اسکو ہدائت کرنی شروع کی اور اس از خود گذشتہ بخدا پیوستہ کو اس کلام سے کہا ینبغی منع کیا اور اس واصل بجاناں کو ہجر کی آگ میں جلایا اسوقت حضرت موسےٰ اصل حقیقت سے واقف نہ تھے۔ اس لئے کہ غیب دانی اور راز نہانی ربانی علم کا خاصہ ہے۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ

گفت موسےٰ ہائے خیرہ سر شدی	خود مسلمان ناشدہ کافر شدی
گفت موسےٰ ع ہے مکن تو این سخن	زین ہمہ باشد منزہ ذوالمنن
این چہ ژاژ ست وچہ کفرست وفشار	پنبہ اندر دہان خود فشار
گندہ کفر تو جہان را گندہ کرد	کفر تو دیبائے دین را ژندہ کرد
گر نہ بندی زین سخن تو حلق را	آتشے آید بسوزد خلق را

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا اے نادان شبان یہ چارق اور پاتابہ تجکو اور تیرے جیسے کو مناسب ہے۔ آفتاب کو ایسی ادنےٰ چیزوں کی کیا پرواہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ کی

ذات بابرکات تیری ایسی خدمتوں سے مستغنی ہے دودھ وہ پیا کرتا ہے جسمیں نشوونما کی صفت پائی جائے۔ چارق وہ پہنتا ہے جو پاؤں کی حاجت رکھے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ اُسکی پاک ذات کو لائق اور والد مولود کا وہ ہے خالق اُسکی ذات کیطرف ایسی صفات کو منسوب کرنا عین حمقی بلکہ کفر ہے تو ایسے ہفوات سے اپنی زبان کو بند کر۔ ایالی نے حضرت موسےؑ کے کلام سنکر کہا ؎

گفت اے موسےٰ دہانم دوختی	وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد و تفت	سر نہاد اندر بیابان و برفت

جب ایالی نے سمجھا کہ میں راہ سے گمراہ ہوا نہائت تاسف سے روتا پیٹتا حیران و سرگردان جنگل میں پھرنے لگا۔ جناب الٰہی میں غیرت گذری اور حضرت جبرائیل کو حکم ہوا کہ تو موسےٰ علیہ السلام کو یہ خطاب باعتاب سُنادے کہ اے موسےٰؑ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجکو اسواسطے نبی کر بھیجا ہے کہ تو گمراہوں کو راہ راست پر لادے اسواسطے تمکو نہیں بھیجا کہ جو لوگ میری بارگاہ میں واصل ہیں اُنکو میرے سے جدا کردے ؎

حق تعالےٰ کرد با موسےٰ خطاب	بندۂ مارا چرا کردی عتاب
وحی آمد سوئے موسےٰ از خدا	بندۂ مارا زما کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی	یا برائے فصل کردن آمدی
تا توانی پا منہ اندر فراق	ابغض الاشیاء عندی الطلاق

اے موسےٰؑ میں نے ہر ایک شخص کے وجود میں ایک خصلت رکھی ہے اور ہر ایک فرقہ کو ایک خاص اصطلاح عطا فرمائی ہے چنانچہ ہند کے رہنیوالے اپنی اصطلاح میں مجکو پکارتے ہیں اور سندھ کے باشندے سندھی بول چال میں میریطرف رجوع لاتے ہیں اگرچہ اُن کے الفاظ تیرے نزدیک مدح کے برخلاف ہیں اور ہماری ذات مقدس صفت کی پاکی اور ناپاکی سے بری ہے اُن کے ملائم ناملائم لفظوں سے ہماری ذات میں کسیطرح کا نقصان عائد نہیں ہوتا ہے ہماری قدرت کا مقتضا یہ ہے کہ ہم انسان کی زبان اور قال کیطرف خیال نہیں کرتے۔ ہماری نظر اُن کے دل اور حال کیطرف متوجہ ہے اگر انکا دل ہمارا فرمانبردار ہے تو اُن کے ناموزون الفاظ کا ہم کچھہ اعتبار نہیں کرتے۔ اُن کے موزون الفاظ اور اضمار اور مجاز کی ہمکو کچھہ پرواہ نہیں ہم تو سوز اور درد اور محبت اور اشتیاق کے مشتاق ہیں مگر ؎

موسیا آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان وروانان دیگر اند
گر زبانت کج بود معنیست راست	آن کجی لفظ مقبول خداست

اے بھائیو دیکھو سنو کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک حبشی آدمی تھے۔ مگر جب صورت روحی صاف اور مصفا رکھتے یعنے بجائے اَشْهَدُ کے اَسْهَدُ بولتے تھے۔ معہذا انکی خوش آوازی اور خوش الحانی کا آوازہ بموجب اُن کی پاک طینتی اور کامل الایمانی کے جواُن کے شامل حال تھی اسدرجہ تک پہنچگیا تھا کہ عالم بالا کے ملائک اُسکی آذان سننے کا انتظار کرتے تھے۔ چنانچہ انکی تعریف میں کہا گیا ہے ع براشهد تو خندہ زند اسهدِ بلال اس لئے کہ مدار مقبولیت اور محبوبیت کا باطن صفائی اور حسن معنوی پر ہے اسیواسطے مولنا معنوی رحہ نے فرمایا۔ **مثنوی**

گر زبانت کج بود معنیست راست	ہان کجی لفظ مقبول خداست
تو زمستان قلاروزی مجو	جامہ پاکان راچہ فرمائی رفو
چونکہ موسےٰ این خطاب از حق شنید	در بیابان ازپئے چوپان دوید

جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے یہ خطاب باعتاب حق سبحانہ وتعالیٰ کا سُنا بے سروپا ہوکر بیابان میں دوڑنے لگے اور بڑی تلاش کے بعد اُس چوپان کو پایا اور اُسکو قبولیت کا مژدہ سُنایا اور فرمایا **بیت**

اے معاف یفعل اللہ مایشاء	بے محابا رو زبان را برگشاء

مسئلہ۔ حاجی کو لازم ہے کہ احرام کیحالت میں سیا ہُوا کپڑا نہ پہنے اور دستار سر پر نہ رکھے اور پاؤں میں موزہ نہ پہنے۔ سِلا ہُوا کپڑا اس لئے ممنوع ہے کہ اُس قسم کا کپڑا عادتی تصنّعات کے جملہ سے ہے اور حاجی محرم کعبہ کی قربت میں ہے اور قربت ترک عادت ہے۔ کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ لِقَطْعِ الرُّسُوْمِ وَالْعَادَاتِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادت میں ترک عادات کی فرمائی ہے اور عادت میں ترک عبادت کی ہے ۵

دلیل دیگر یاہم اسطرح کہتے ہیں کہ سِلا ہُوا کپڑا رشتہ اور سوزن کے ذریعہ سے سِلا ہوتا ہے اور یہ سِلائی عارضی ہے پس وُہ کپڑا وصلی ہے اصلی نہیں پیوند ایسا چاہئے کہ اصلی ہو وصلی نہووے۔ گویا محرم کہتا ہے میں اس دربار میں اپنے اصل سے حاضر ہوا ہوں نہ وصل کے طور پر اس لئے کہ وصل میں فراق بھی ہوتا ہے اور اصل میں اجتماع۔ یاہم یوں کہتے

ہیں کہ سلا ہوا کپڑا اصلی نہیں اس لئے کہ آدمی جب رحم کے مشیمہ سے عالم کے میدان میں ظہور پاتا ہے اُس کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا اور وہ کسی ٹلّی میں لپیٹا جاتا ہے۔ گویا بندہ مومن احرام کے وقت کہتا ہے الٰہی مَیں تن برہنہ ہوکر تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تو اپنے فضل سے مجکو چھپالے۔ الٰہی میں بندہ گنہگار لباس اتقا اور پرہیزگاری سے عاری اور برہنہ ہوکر تیرے گھر میں آیا ہوں تو اپنے کرم کے ستر میں مجکو چھپالے اور مجکو گناہوں کی آلودگی سے ایسا پاک اور صاف کردے کہ گویا میں آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں +

مؤلف - اے میرے بھائیو خانہ کعبہ کے طواف میں حضرات علمائے بہت حکمتیں بیان کی ہیں اور مطابق مقام کے اشارات ارقام فرمائی ہیں۔ بعض علمائے کہا ہے کہ کعبہ کے طواف سے یہ اشارت ہے۔ مثلاً کسی شخص کا محبوب ہو اور عاشق کو اُسکی ملاقات مطلوب ہووے۔ جب عاشق اُسکے دیدار کی بار نہیں پاتا ہے تو اُس کے در و دیوار کے اِرد گرد طواف کرتا ہے اور اُس کے دار کے در و دیوار سے جھانکتا ہے ٥

یارائے آن چو نیست کہ در یار بنگرم رفتم بسے بکعبہ ندیدم نشان او	بارے روم در آن در و دیوار بنگرم یکرہ روم بخانہ خمتار بنگرم

تقریب قال علیہ السلام اَلْھِرَّۃُ سَبُعٌ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلّی درندوں میں سے ہے اور صاحب شریعت درندوں کے دہان کو نجس کا حکم فرماتا ہے مگر بلّی کے دہان کو بحکم سُؤرُ الْھِرَّۃِ طَاھِرٌ لِکَوْنِھَا طَوَّافَۃٌ عَلَی الْعِبَادِ اس حکم سے مستثنےٰ کرلیا ہے۔ اے میرے بھائیو ذرا غور سے سُنو صاحب شریعت ایک درندہ کو بباعث طواف کرنے تمہارے گھروں میں نجاست سے پاک کردیتا ہے۔ اگر تمہارے گناہوں کی نجاستیں پروردگار جل وعلا کے بلند گھر کے طواف کرنے سے دُور ہو جائیں تو کیا عجب ہے +

احرام - جب مومن بندہ احرام باندھتا ہے جو چیز اُس سے ڈرتی ہے وُہ امن میں ہو جاتی ہے پس بندہ مومن جس چیز سے ڈرتا ہے بطریق اولےٰ ایمن اور بیخوف ہوجاتا ہے کَاَنَّہٗ تعالےٰ یَقُوْلُ عَبْدِیْ اَلصَّیْدُ یَخَافُ مِنْ وِصَالِکَ وَاَنْتَ تَخَافُ مِنْ فِرَاقِیْ فَقَالَ اَلْاِحْرَامُ اَمِنَ الصَّیْدُ مِنْ وِصَالِکَ فَاَوْلٰی اَنْ تَامَنَ مِنْ فِرَاقِیْ +

مسئلہ اگر کوئی محرم حرم شریف میں شکار کرے اُسپر جزا یعنے بدلہ لازم ہے۔ یعنی شکار کی قیمت تصدق کرے۔ اگر ایک محرم دوسرے محرم کو کہے کہ جا اُس دوسرے محرم کو کہہ کہ فلاں

جگہ میں شکار ہے تیسرا محرم دوسرے محرم کے کہنے سے جاکر شکار کو پکڑے تینوں محرموں پر جزا واجب ہے اس لئے کہ شکار حرم شریف کے امان میں ہے اگرچہ اُسکی مزاحمت کے تعرض میں بہت وسائط ہوں سب کو صاحب شریعت تاوان سے پکڑ کر اُسکی جزا کی سزا واجب کر دیتا ہے۔ تاکہ تعدی اور تعرض کا ہاتھ ہمارے پناہ دادوں کے دامن سے ہٹا رکھیں ۰

نکتہ اے میرے بھائیو! جو چارپایہ کہ حرم کعبہ کی پناہ میں جو بنا کیا ہوا حضرت ابراہیم اور اسمٰعیلؑ کا ہے آجاوے اُسکو امن وامان کی صفت ایسی لاحق ہو جاتی ہے کہ صاحب شریعت اُس کے معترضوں کو غرامت اور جزا سے سزایاب کر دیتا ہے۔ علیٰ ہذا سب مومن جنہوں نے خدا کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کی دل وجان سے تصدیق اور زبان سے اقرار لیا ہوا ہے حرم کعبہ معرفت کے پناہندے ہیں اگر آخری دم میں شیطان لعین کے مکر سے ہمکو بچالیوے اور اس مردود کے تعرض کے ہاتھ کو ہٹا دیوے تو اُس کے کرم اور فضل سے عجب نہیں +

مسئلہ جسطرح حرم شریف کے حیوان کو تعرض کرنا حرام ہے یعنی حریم حرم کعبہ کے حیوانات کا شکار کرنا بباعث حرم شریف کے جواُن کو حرمت حاصل ہے حرام ہے تم اُسطرف خیال نہ کرو کہ وہ حقیر اشیا خس وخاشاک ہے بلکہ تم اسطرف دیکھو کہ ان چیزوں نے باوجودیکہ حقیر ہیں۔ احترام کا ہاتھ حرم بیت الحرام کے دامن میں لٹکایا ہوا ہے +

اشارت۔ اے میرے عزیزو دُنیا کا مال اور سامان ایک خار وخس کی مانند ہے جو ہرکس وناکس کو دامنگیر ہے لیکن یہی مال جسکی مذمت قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے۔ جب کسی اہل ایمان کیساتھ اختصاص پاتا ہے یعنی اُس کے ملک میں آجاتا ہے پھر اُسکی طرف تعرض کرنا یعنے اُسکو چرالیجانا بلا اجازت مالک کے اسمیں تصرف کرنا حرام ہو جاتا ہے اُسکی ذاتی حقارت کیطرف مت دیکھو بلکہ اسطرف دیکھنا چاہئے کہ کس کے ملک میں ہے اگرچہ یہ مال دنیا ایسا بیقدر ہے کہ خدا ورسول کے نزدیک ساری دُنیا کی محبت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں مگر دیکھو کہ دس درم نے کسقدر قیمت پائی کہ آدمی مسلمان کا ہاتھ گویا اُس کا آدھا وجود ہے۔ ان دس درموں کے بدلے تن سے جدا کر دیتے ہیں اسواسطے کہ اس مال نے ایک مسلمان کی حرز میں اضافت پائی ہے اگر کوئی شخص ہزار درم بیحرز یعنے غیر محرز اُٹھا کر لیجائے تو شریعت اُسکے لئے قطع واجب نہیں کرتی +

نکتہ جب صاحب شریعت اس امر کو جائز نہیں رکھتا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان

کا مال اُسکی حرز اور حفاظت سے باہر لیجائے۔ اے میرے بھائیو! تم کیا گمان کرتے ہو ایمان اور توحید کے گراں بہا موتی کے باب میں جو مومن کے دل کے صندوق میں مخزون اور محرز کیا گیا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کب پسند کرتا ہے کہ شیطان لعین اُس دُر ثمین کو اس حرزِ متین سے باہر نکالکر لیجائے بلکہ بمجرد اس کے ارادہ ہی کر نیکے اُسکو بحکم وَعَلَيْكَ لَعْنَتِي اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ مردود خلائق کر دیا +

ہمنے کہا ہے کہ محرم موزہ نہ پہنے۔ اس لئے کہ موزہ سفر کا سامان ہے جب کوئی آدمی کسی سفر دور دراز یا نزدیک کا قصد کرتا ہے تو واسطے حفاظت اپنے پاؤں کے موزہ یا جوتا پہن لیتا ہے اور جب مسافر منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اُسکو موزہ کی حاجت نہیں رہتی جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر پہونچے خطاب مستطاب فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ کا وارد ہوا۔ تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جوتیاں اپنے پاؤں سے اُتار ڈالیں۔ کذلک جب حاجی اپنے سفر کو طے کر چکے اور احرام باندھکر حرم کعبہ کے قریب ہو جائے تو اُسکو چاہئے کہ اپنے پاؤں کو بھی ننگا کرے اور موزہ نہ پہنے تاکہ اُسکا پاؤں اُس کے سر کے موافق ہو جائے یا سر اور پاؤں کے ننگا رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ زمین کی برکتیں اُس کے پاؤں کی حرکات سے باہر نکلتی ہیں اور آسمان سے فیض اور رحمت اُس کے سر پر وارد ہوتا ہے۔ اسی لئے حاجیوں کو حکم ہوا کہ اے حاجیو تم پاؤں کو زمین پر باں طور رکھو کہ تمہارے پاؤں اور زمین میں کسیطرح کا واسطہ نہووے تو اُسکی برکات تمہارے متصل ہو جائیں اور محرم کو کہدو کہ تو اپنے سر کو ننگا رکھ تاکہ تمہارے سر اور رحمت آسمانی میں فاصلہ نہ ہو جائے۔ **نظم**

کسے کو برہنہ ست امروز در راہ	درو ے تابد آن خورشید درگاہ	مشو اے عاصی بیچارہ نومید
کہ چون پیدا شود اشراق خورشید	اگر افتد بقصر بادشاہی	ہم افتد نیز در کنج گدائی۔

نقل ہے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کسی فرشتہ کو آسمان سے زمین پر نہیں بھیجتا مگر پہلے بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے مامور ہوتا ہے عرش سے کعبہ تک لبیک لبیک کہتے ہوئے اُترتا ہے اور دو رکعت نماز خانہ کعبہ کے اندر ادا کرتا ہے اور پھر آسمان کیطرف صعود کرتا ہے دیگر آسمانوں کے ملائک اس مبارک گھر کی زیارت کیلئے مبادا ڈھونڈھتے ہیں مگر انکی درخواست باجابت مقرون نہیں ہوتی ظاہراً یہ امر اس امر پر مبنی ہے کہ جب کوئی بادشاہ اپنے حرم محترم کے ملازموں کی طرف نگاہ کرتا ہے جس شخص کو

اپنے آستان کے مطیعوں اور معتکفوں سے پسند کرتا ہے اُسکو اپنی عنائت کی نظر سے مخصوص
کرتا ہے جیسا کہ حضرت سلطان العارفین ابراہیم ادہم قدس سرہٗ نے اپنے رفیقوں کی ایک
جماعت کیساتھ کعبہ عظمٰی کی زیارت کے ارادہ پر بیابان میں قدم رکھا اور صادق توکل پر موافق
یاروں کیساتھ جنگل بیابان طے کرتے جاتے تھے۔ اثنا راہ میں ایک جوان متوکل صُورت ہمارے
قافلہ کیساتھ شامل ہو کر بیابان کو قطع کرتا تھا حضرت ابراہیم ادہم رح فرماتے ہیں کہ جب ہم کہیں اترتے
تھے وُہ شخص بھی اُتر پڑتا تھا اور جب ہم چل پڑتے تھے وُہ بھی روانہ ہو پڑتا تھا۔ اور رنج و راحت میں
ہمارا شریک تھا مگر صلوٰۃ۔ صیام۔ قیام اور دیگر عبادات میں ہمارے موافق نہ تھا میں نے اُس
جوان سے پُوچھا کہ اے جوان تیرا نام کیا ہے کہا میرا نام عبد المسیح ہے میں نے کہا کیا تو نصارٰے
کی قوم سے ہے کہا ہاں میں نے کہا تیرا کہاں کا ارادہ ہے کہا خانہ کعبہ کا میں نے کہا تو عیسائی ہے
اور خانہ کعبہ کو تسلیم بھی کرتا ہے تو پھر باوجود انکار کے اس دور دراز سفر کی مشقت اُٹھانیسے
تیرا مطلب کیا ہے کہا میں نے سُنا ہے کہ آدمی اس مقام میں مجانین کے افعال کا اقدام کرتے ہیں
اور جو کام مقتضائے عقل کے برخلاف ہو اُسکو ابرام کرتے ہیں میں نے صرف اُن کے دیکھنے کو بوجہ
استہزا کے مباورت کی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں یہ بات سُنکر بحکم اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ ط
اُس سے نہائت متنفر ہوا۔ اور اسکی عداوت اور بغض ہمارے دل میں متمکن ہوئی۔ ازآں بعد
ہم کسی وجہ سے اُس کے حال کیطرف متوجہ ہوئے ایک روز ہم سب یار خانہ کعبہ کے طواف میں مصروف
تھے۔ اچانک ایک آواز دردناک ضعیف و حزین میرے کان میں پہنچی۔ میں نے دیکھا وہی جوان
ترسائی کہ کعبہ کے غلاف میں چنگل مارا ہوا نہائت عجز و نیاز اور ابتہال سے بحضرت ذوالجلال
جل و علا التماس کر رہا ہے۔ میں نے کہا اے جوان تو عبد المسیح ہے کہا نہیں میں پہلے عبد المسیح
تھا اب عبد رب المسیح ہو گیا ہوں پھر میں نے تجاہل عارفانہ کے طور پر پُوچھا اے جوان کیا تو وُہ
نہیں ہے کہ نادانستہ ایسی باتیں کہہ رہا تھا کہا ہاں لیکن جب میری نظر اس گھر پر پڑی مجھ کو ایسا
معلوم ہوا کہ میرے سینہ کو پھاڑتے ہیں اور غل و غش اور کدورت اسمیں سے نکالتے ہیں اور
مجکو ایمان کے حلیہ اور عرفان کے زیور سے آراستہ کیا اور مومنوں کی سلک اور عارفوں کے
زمرہ میں منخرط کیا حضرت ابراہیم ادہم رح نے جب یہ بات اُس درویش سے سُنی آسمان کیطرف ہاتھ
اُٹھا کر کہا یا ربّ ان ھذا زار بیتک مستھزءًا فوجد القبول منک اے میرے اللہ یہ آدمی تیرے
گھر میں بطور استہزا کے آیا ہے اور تیرے فضل سے قبولیت کا خلعت پاتا ہے وہ شخص جو نیاز اور خلوص

اور اعزاز کیوجہ سے تیری بارگاہ عالی میں اپنی دلی ارادت سے اقدام کرے اگر تیرے منظوران نظر کی سلک میں منتظم ہو جائے تو کیا عجب ہے ؎

تا چند سرادقِ جلالت بینم	لب تشنہ سوئے آب ضلالت بینم
بردار حجاب کون گر دیدہ جان	در ہر چہ نظر کنم جمالت بینم

اے میرے بھائیو کعبہ مبارک ایسا متبرک مکان ہے جسکی نظر اُس کے جمال باکمال پر پڑی رجا کی نرگس اور امید لقا کے پھول سعادت کے باغ سے اپنی ارادت کے مطابق چُنے ؛

حکائت - ابراہیم دمشقی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مَیں جبل العرفات میں کھڑا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ سب آدمی جناب الٰہی میں دُعا کر رہے ہیں اور اپنی اپنی حاجتیں پیش کر رہے ہیں مَیں نے ایک جوان کو دیکھا کہ ایک پتھر کی آڑ میں بیٹھا ہوا اور ساعت فساعت سر نکال کر کہتا تھا اور ہنستا تھا اور پھر سر نیچے لیجاتا تھا - میں نے اُس کے نزدیک جا کر کان لگائے تو وُہ کہہ رہا تھا ؎

الیک قصدی یا سؤلی ویا املی	فلا اطوف ببیت الطین والحجر
للناس کلھم حجٌ ومعتمرٌ	وانت یا سیدی حجی ومعتمر

جب میں اُس کے نزدیک گیا تو ایک جوان ضعیف البنیان دیکھا میں نے کہا من این انت فقال لاتحل بینی وبین حبیبی یا ابراھیم اے جوان تو کہاں سے ہے کہا اے ابراہیم یہ بہتر ہے کہ تو میرے اور میرے دوست کے درمیان دخل نہ دیوے ابراہیم کہتے ہیں کہ مَیں اُس کے پاس سے چلا آیا مگر میرے دلمیں ایسا گمان پیدا ہوا کہ شاید ضعف کے غلبہ سے اسکا قالب رُوح سے خالی ہو جائے - جب میں اپنے شغل سے فارغ ہوا اور مکہ میں واپس آیا تمام رات میں نے حرم میں گذاری اچانک ایک کالی گھٹا چڑھ آئی اور جہان میں اندھیرا پھیل گیا۔ اور آندھی نے چراغ اور مشعلوں کو بجھا دیا - اس تاریکی میں بیت الحرام کے ایک دروازے سے نور کی لاٹ نمودار ہوئی - میں نے کہا شاید کوئی دولتمند کعبہ کیطرف طواف کے لئے آتا ہے جب میں نے بنظر غور دیکھا - اُسی جوان کو دیکھا کہ کعبہ شریف میں آیا اور کعبہ کا دروازہ بند تھا - جب وُہ جوان کعبہ کے دروازے کے پاس پہونچا تو خود بخود دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا ایک ساعت کے بعد باہر نکل آیا اور طواف الوداع شروع کیا - جب رُکن پر وہ پہنچا تھا دو ہاتھ اُس سے نکلتے تھے - اور اُس کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے - جب طواف سے فارغ ہوا تو اُس نے کہا ادعك وداع من لا یعود الیك یہ کہکر حرم شریف سے دوڑ کر باہر نکل گیا۔

میں نے اُسکو ضعیف نحیف پتلا دُبلا دیکھا ہوا تھا میں اسکے پیچھے پیچھے دوڑ پڑا وہ تو قدم بقدم جاتا تھا اور میں سرپٹ دوڑتا تھا تو بھی اُسکو نہ پہنچ سکا اور چلا جاتا تھا اور یہ بیت پڑھتا تھا

عاجز شوقی الی لقا حبیبی	عجبت اسری الی الحبیب سریعا

جب یہ بات میں نے سُنی تو اُس کے پکڑنیکے لئے دوڑا ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم دمشقی مت دوڑ کہ تو اُسکو نہیں پکڑ سکیگا اِس لئے کہ یہ دِل کے قدموں سے دوڑتا ہے اور تو آب و گِل کے قدمونسے چلتا ہے اگر ملا اعلےٰ کے مقرب اپنے طاؤسی پروں سے اُڑیں اور اس جوان کو پکڑنا چاہیں تو ہرگز اُس کو نہیں پائیں گے۔ **اشعار**

بزور عشق چو پا حدوث پے کردم	بیک قدم کہ زدم ہر دو کون طے کردم
ازین سرائچہ فانی قدم زدم بیرون	چو قصد بارگہ کبریائے وے کردم
بسوخت از نفسم پردہائے ہفت فلک	ہنوز سوز نہان آشکار کے کردم
روم بسیکدہ ورو بخاک دیر نہم	کنون کہ غسل طریقت بآب مے کردم
دمید روح قدس در معین مسیح صفت	ببین کہ مُردہ دلانرا چگونہ حے کردم

اے میرے بھائیو حرم ذات اور حطیم صفات کے طواف اسکی مناجات کے عرفات میں صفا اور مروہ تک پہنچ گئے ہیں اور اُسکی قربت کے خلوتخانہ کے مقرب ہمیشہ اپنی جان کی زبان سے خطاب لبیک اللھم لبیک کا کہہ رہے ہیں اور اپنی ہوش کے کان سے لبیک عبدی کا جواب سُن رہے ہیں **رباعی**

تا از خم معرفت شرابم دادی	صد جوش و خروش و اضطرابم دادی
برباز گذر براز جنابم دادی	یکبار بخواندۂ صد جوابم دادی

حکایت - حضرت مالک بن دینار قدس سرہٗ نے کہا چودہ سال بلا انفصال میں خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے جاتا رہا ہر ایک نوبت میں مَیں نے ایک درویش کو دیکھا کہ کعبہ کے دروازے کے حلقہ کو ہاتھ مارا ہوا اور لبیک کہتا تھا اور عالم الغیب کیطرف سے آواز لا لبیک کا سُنتا تھا چودھویں سال میں مینے اُس کے پاس جاکر کہا اے درویش تو بہرہ ہے یا شنوا ہے کہا میں سب کچھ سُنتا جانتا ہوں مینے کہا تیرے لبیک کے جواب میں جو خطاب آتا ہے تو سُنتا ہے کہا میں بیشک سُنتا ہوں میں نے کہا پھر یہ تکلیف اور رنج کس لئے اُٹھاتا ہے۔ کہا اے شیخ میں قسمیہ کہتا ہوں اگر بجائے چودہ سال کے چودہ ہزار سال میری عمر ہو جائے اور بجائے ہر سال کے ایکبار کے ہر روز

ہزار بار یہ جواب لَا لَبَّیْکَ کا سنوں تو بھی اُسکے دروازے سے سر نہ اُٹھاؤنگا یہ دونوں اسی بات میں مصروف تھے کہ ایک کاغذ آسمان سے اُتر کر اُس کے سینہ پر آپڑا اور وہ درویش لکھ پڑھ نہیں جانتا تھا خط مالک دینار کے حوالہ کیا جب مالک نے دیکھا اُسمیں لکھا ہوا تھا اے مالک تو میری بندہ کو مجھ سے کیوں جُدا کرتا ہے تونے گمان کیا ہوگا کہ میں نے اس کے چودہ سال کے حجوں کو قبول نہیں کیا ایسا نہیں بلکہ اب کے سال تمام حاجیوں کے حج اُسکی نیاز کی برکت سے میں نے قبول فرمائے۔ اس لئے کہ کوئی شخص میری درگاہ سے نومید ہو کر واپس نہ جائے جیسا کہ حضرت شیخ رومی نے فرمایا ہے

ہلہ نومید باشی کہ ترا یار براند	گرت امروز براند فردات بخواند	در اگر توبہ ببندد مرد صبر کن آنجا
انپئے صبر ترا دلبر صدر نشاند	وگر او بر تو بہ بندد ہم رہگذر ہا	رہ دیگر بگشاید کہ کس آنراہ نداند

حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو جو شخص ازروئے نیاز کے ہماری بے نیاز درگاہ میں آتا ہے اُسکو محرومی سے کیا کام اور جس نے فقر کا خلعت اور مسکنت کی پوشاک ہمارے کرم کے توشہ خانہ سے پہن لیا اُس کو مفلسی اور برہنگی سے کیا عار ہے جب ہمارے کرم اور جود کا سلطان اپنے لطف و کرم کے خزانہ کا دروازہ کھولتا ہے تو جس جگہ کوئی گدڑی پوش برہنہ دوش ہوتا ہے ہمارے کرم کے آثار اور ہمارے الطاف اور نعم کے جواہر زواہر اُسکے وقت ہمیقت کے حوالہ ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی تاجدار با مقدار ہوتا ہے ہمارے قہر کی تُند ہوا دولت اور کامرانی کا تاج اُس کے نامبارک تارک سے اُڑا لیجاتی ہے اس لئے کہ کسی کا تفاخر اور تکاثر ہماری بارگاہ میں کچھ اثر نہیں رکھتا ہے ہاں جو شخص ہمارے بندوں میں سے باوجود استعداد خداداد کے فقیر بنکر اپنا عجز پیش کرے اور اپنی لیاقت استطاعت اور عبادت پر نازاں نہو کر تہیدست بنکر ہماری بارگاہ میں حاضر ہووے تو وہ شخص بے شک ہماری درگاہ سے خلعت اجابت کا حاصل کر سکتا ہے۔ اس تقریر کے ثبوت میں راقم آثم ایک نقل پیش کرتا ہے:-

حکایت - شیخ ابو القاسم نصیر آبادی قدس روحہ نے ساٹھ حج کئے تھے آخری حج میں جب جبل العرفات پر وقوف فرمایا۔ تو ان کے دلمیں یہ خیال آیا کہ میرے جیسا کون ہے کہ میں ساٹھ حج کی عبادت کا سرمایہ رکھتا ہوں۔ ساٹھ سال سے میں اس بے پایان بیابان کو صدق اور ایقان کے زاد و راحلہ سے طے کرتا رہا ہوں بمجرد اس خیال کے ہاتف غیبی نے پکار کر کہا

اے ابوالقاسم تو ہماری درگاہ میں اپنے حجوں کا ناز دکھاتا ہے۔ تو یہ نہیں جانتا ہے کہ ہمکو کسی مخلوق کی عبادت کی کچھ حاجت نہیں اِنَّ اللہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ جب یہ آواز غیب سے اُس کے کان میں پڑی۔ عرفات کی پہاڑی پر کھڑا ہو کر باآواز بلند منادی کی۔ اے عرفات کے لوگو سنو اور میری طرف متوجہ ہو۔ میں ابوالقاسم نصیرآبادی ہوں۔ میں نے اپنی عمر گذشتہ میں ساٹھ حج کئے ہیں اور اب میں سب حجوں کو دو روٹیوں کے بدلے بیچتا ہوں۔ کوئی شخص تمہارے سے اگر خریدنا چاہے تو خرید لیوے ایک مرد نے پیش ہو کر کہا آپ راست کہتے ہو تو میں اُن کا خریدار ہوں۔ ابوالقاسم نے اہل عرفات کے روبرو دو روٹیاں لیکر اُس درویش کے حوالہ کر دیا اور سب حجوں کی قیمت یعنی دو روٹیاں ایک کتے کے آگے رکھدیں اور آپ ایکطرف نکل گئے جب رات ہوئی اپنی پیشانی خاک پر رکھی اور کہا الٰہی اب تک مجکو اپنے حجوں پر بھروسا تھا اب میں نے اپنے حجوں کو دو روٹیوں کے عوض بیچ ڈالا اور اسکی قیمت سے کتے کا کھانا بنایا۔ اب میں مفلس تہیدست ہو کر تیری درگاہ میں آیا ہوں کوئی ایسی صورت ہووے کہ میں مفلس بھی تیری درگاہ میں قبول ہو جاؤں۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے ابوالقاسم تیرے دعوے کے سبب جو تجکو اپنی عبادت پر اعتماد تھا۔ تمہارا ان ساٹھوں حجوں سے ایک حج بھی میری بارگاہ میں قبول نہ تھا۔ اب جو تو نے اخلاص کی رقم اپنے پر ثابت کی اور تہیدست ہو کر ہمارے حضور میں حاضر ہوا اگر مفلسوں کی خریداری ہم نہ کریں تو اٹھارہ ہزار عالم میں کون ان بیچاروں کی خریداری کریگا اب میں نے تیرے سب حجوں کو قبول کیا اور ثواب تیرے ساٹھ حجوں کا اُس درویش کے اعمالنامہ میں لکھدیا ہے جس نے تیرے حج خریدے تھے اس لئے کہ اُسکا گمان ہماری طرف خطا نہ ہو جاوے اور تجکو بھی اپنے فضل و کرم سے بخشدیا۔ اور اب کے سال سب حاجیوں کے حج تیری طفیل سے ہم نے قبول کئے۔ تاکہ عالم کے لوگ جان لیں کہ ہماری ذات مقدس کو کسی کی خدمت اور عبادت کی احتیاج نہیں اور ہمارے روز بازار میں سوائے شکستگی اور اُفتادگی کے کسی چیز کا رواج نہیں ہے

تا نظر خویش کم از کم نشوی	اندر حرم وصال محرم نشوی
تا پاک و مجرد نشوی عیسے وار	با روح قدس رفیق و ہمدم نشوی

تمثیل درباب تواضع و تکبر۔ اے میرے بھائیو تم نہیں دیکھتے ہو جب دانہ خاک کے نیچے پامال ہوا آفتاب کی تاب اُسپر چھوڑ دیتے ہیں اور بارش کے پانی سے اُسکو تربیت کرتے ہیں تاکہ جمادات کے مقام سے نباتات کے مرتبہ تک ترقی کر جاوے پھر جب وہ دانہ خوشہ

پیدا کرتا ہے اور اس کے وجود کا صدف گندم کے دُردانہ کا محل ہوا تو اُس دانہ میں عجب اور سرکشی پیدا ہو جاتی ہے - لاجرم دہقان آدمی اُس کے سر کو افلاس کی داس یعنے دانتی سے کاٹ کر عام وخاص کے پاؤں میں پھینک دیتا ہے - اے میرے عزیزو اگر تم بھی دانہ کیطرح اپنے تئیں تواضع کی زمین میں بندگی اور سرافگندگی سے پائمال کر ڈالو گے تو نظر عنایت ایزدی کا آفتاب بحکم مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فَقَدْ رَفَعَهُ اللّٰهُ تمہارے سینوں کو ایمان اور عرفان اور تقوے اور ایقان کی سرسبزی بخشدیگا - اور اگر تم بھی خوشہ کی مانند تکبّر اور تجبّر کے گریبان سے سر نکالو گے لابد تمہارے سروں کو اجل کی دانتی سے کاٹ کر بحکم مَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ خاک میں ملا دینگے ٭

چو دانہ گر بیفتی در سرائے	چو خوشہ سرکش گر پا درائے	مدارا کن کہ خوشے چرخ تند ست
بہمت رو کہ پائے عمر گند است	ہوا مسموم شد با بر دے ساز	دوا معدوم شد پا در دہ بساز
چو طفل انگشت خود میمک درین مہد	زخون خویش کن ہم شیر وہم شہد	بگیر آئین خورسندی زانجیر
کہ ہم طفل است ہم پستان وہم شیر	اگر عیش است صد تیمار با دست	وگر برگ گلی صد خار با دست

رجعنا الی مباحث الحج وفضائلہ عن انس بن مالک رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ مُقْبِلًا اَوْ مُدْبِرًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّۃَ وَیَشْفَعُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّۃِ جو کوئی مکہ کے راہ میں خواہ جاتے یا آتے برضاء الہی فوت ہو جائے - حق سبحانہ وتعالے اُسکو بخشدیتا ہے اور وہ شخص قیامت کے دن اپنے اہلبیت کے ستّر آدمیوں کی شفاعت کریگا ٭

حدیث - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو کوئی حج کے راستے میں جانے کے وقت فوت ہو جائے قیامت تک ہر سال دو حج کا ثواب اُس کے اعمالنامہ میں لکھدیتے ہیں - علماء نے ان دونوں شخصوں کی تفاوت میں یہ وجہ لکھی ہے کہ حج کو جانیوالا دل وجان اہل وعیال اور اولاد وقبیلہ اور احباب ووطن اور تمام مالوفات اپنے سے معرض ہے اور حضرت خداوندی جل وعلا اور زیارت حبیب مجتبٰی صلعم کی طرف من کل الوجوہ متوجہ ہے اور حج سے واپس آنیوالا معرض ہے - اُس چیز سے کہ جانیکے وقت اُسکی طرف مقبل تھا اور مقبل ہے طرف اُس چیز کی کہ اُس سے معرض تھا اور بے شبہ معرض از خلق اور متوجہ بحق کا فضل معرض از حق اور متوجہ بخلق سے بڑھکر ہے ٭

وجہ دوم - یہ ہے کہ حج کو جانیوالا چونکہ منزل مقصود میں پہنچنے سے پہلے اُس کی

اجل منقضی ہو جاتی ہے اور نایافت مطلوب کی حسرت تمام میں اپنی ناتوان جان قضا کے موکل کو تسلیم کرتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ اُس کے حال زار پر رحم فرماکر ہر سال دو حج کا ثواب اُسکو کرامت کرتا ہے۔ اور وہ شخص جو منزل مقصود پر پہنچکر اپنی آنکھوں کو کعبہ کے دیدار سے مشرف کرکے بوقت مراجعت کے جان بحق تسلیم کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال اور منزل واموال سے ملحق نہیں ہوتا ہے ہر سال میں ایک حج کا ثواب اُس کے اعمالنامہ میں ثبت کردیتے ہیں اس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بارگاہ الٰہی میں نامرادی اور حسرت اور دردنایافت اور محنت کی بڑی قدر و منزلت ہے جیسا کہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ:۔

حضرت رابعہ عدویہ قدس سرہا نے بیت اللہ شریف کی زیارت کا ارادہ کیا تھا اور سات بیابان میں اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھا تھا۔ جب عرفات پر پہنچیں تو جناب الٰہی میں طلب مزید درجات کے لئے عرض حاجات پیش کئے۔ استار غیب سے خطاب ہوا کہ اے مدعیہ یہ کیا طلب ہے کہ تیری ہمت کے دامن نے اختیار کی ہے تونے سمجھ رکھا ہوگا کہ میں نے سات برس اپنے وجود کو شاقہ ریاضتوں سے راہ خدا میں مضمحل کردیا ہے اگر تو چاہے میں ایک تجلّی ایسی تیرے پر وارد کروں کہ فوراً تیرا سارا وجود گل جائے عرض کیا یارب العزّت رابعہ عاجزہ میں اسقدر سرمایہ اٹھانیکی طاقت نہیں لیکن میں صرف تیرے سے فقر کی درخواست کرتی ہوں خطاب ہوا اے رابعہ فقر ہمارے قہر کا ایک خشک سال ہے کہ مردان راہ کے راستہ میں رکھا ہوا ہے جب طلب کے سالک کعبہ مقصود کے نزدیک پہنچتے ہیں تو وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں اچانک اُن کا کام بصورت دیگر پلٹ جاتا ہے اور وصال فراق سے تبدیل ہو جاتا ہے اے رابعہ ابھی تیرے سلوک کے راستہ میں ستر حجاب باقی ہیں جب تک تو اپنے ستر حجاب سے بالکلیہ باہر نہ ہو جائیگی اور ان ستر مقاموں سے نہ گذر جائیگی فقر کا نام زبان پر لانا تمکو مناسب نہیں جب رابعہ نے یہ کلام بارگاہ ملک العلام سے سُنا اُسکا تعجب حد سے بڑھ گیا۔ ہاتف غیبی نے کہا اے رابعہ ذرا اوپر کی جانب کو دیکھ جب نظر اُٹھا کر اُوپر کو دیکھا تو خون کا ایک دریا معلّق ہوا جوش مار رہا ہے پوچھا الٰہی یہ کیا چیز ہے حکم ہوا کہ اے رابعہ یہ میرے عاشقوں کے دل کا خون ہے کہ ہمارے وصال کی طلب میں آنکھوں کی چشموں سے ٹپکایا ہے اور ہماری طلب کی پہلی منزل میں ایسے ڈوب گئے ہیں کہ دوجہان میں اُنکا نام و نشان کا بھی کچھ اثر باقی نہیں رہا ہے رابعہ نے کہا الٰہی میں ان بزرگوں کی دولت سے ایک صفت مجھ عاجزہ کو عطا فرما اُسی وقت

حضرت رابعہ کو باوجود کبر سن اور یاس کے عورتوں کا عذر جاری ہو گیا اور تمام بدن خون سے آلودہ ہؤا ہاتف نے آواز دیکر کہا کہ میرے عاشقوں کا پہلا مقام یہ ہے کہ سات سال پلکوں کے بل چلتے ہیں جب وہ ایک کلوخ جو ہماری رکھی ہوئی ہے اُسکے نزدیک پہنچتے ہیں تو انکا فعل ہی اُن کے راہ کو بند کردیتا ہے رابعہ جب اس کنایہ پر مطلع ہوئی تو نہایت قلق اور اضطراب سے گرم ہو کر کہا الٰہی بڑا افسوس ہے کہ تو نے مجکو اپنے گھر میں بیٹھنے نہ دیا اور اشتیاق کا قاصد میرے بلانے کے لئے تو نے بھیجدیا اور مجکو اپنے مکان سے تو نے باہر نکالدیا اور سات سال مجکو خونخوار بیابانوں میں قرعہ کیطرح لڑھکایا۔ جب میں تیرے گھر میں پہنچی تو نے مجکو اس جگہ میں بیٹھنے کے قابل بھی نہ چھوڑا۔ **غزل**

شکایت است مرا با تو عرضہ خواہم داشت	بشرط آنکہ ازین بندہ عفو فرمائی
رابود کہ برانی مراد با دگران	بہ بزم عیش نشینی و بادہ پیمائی
تو جور مے کن و من میکشم ولے چہ کنم	تو خود بگو کہ تا کے بود شکیبائی
چہ قطرہا کہ فشاندم زگریہ بر رخ خویش	کہ تا مگر بشکر خندہ لعل بکشائی
معین چو لالہ زعشق تو داغہا بر دل	نہادہ روئے بصحرا غریب سودائی

علماء نے کہا ہے کہ حضرت رابعہ کو جناب الٰہی سے خطاب ہؤا کہ اے پیرزال تیرے دردمندانہ نالہ سے جو تو نے ہمارے کبریا آستانہ میں معروض کیا ہے ہم نے تجکو کئی حجوں کا ثواب کرامت فرمایا۔ اور تیرے حجاب کی حسرت کی برکت سے اب کے سال تمام حاجیوں کے حج قبول کئے ؎

ہر کہ خواہد کشائشے در جود	بر درش حلقۂ نیاز زنند
مدبران را چہ باز مے خوانند	مقبلان را چگونہ باز زنند

حدیث دیگر در مسائل حج و حاجیان۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَاجُّ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِہٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ بندہ مومن جب بہ نیت حج اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے اُسیوقت اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے گویا اپنی ماں کے پیٹ سے تولد ہؤا وَلَہٗ بِکُلِّ خَطْوَۃٍ عِبَادَۃُ سَبْعِیْنَ سَنَۃً حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ اور آنے جانے تک بدلے ہر ایک قدم کے ستّر سال کی عبادت اُس کے اعمالنامہ میں لکھی جاتی ہے۔ فَاِذَا رَجَعَ فَاغْتَنِمُوْا اَیْدُ عَائِہٖ فَاِنَّ

دُعائے مُستجاب ہے۔ پس جب حاجی سفر حج سے واپس وطن میں آوے تو اُسکی دعا کو غنیمت سمجھو یعنی اُسکی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے دُعا کرو تا کہ وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کرے اس لئے کہ اسکی دعا مستجاب ہے ریاض المذکرین میں لکھا ہے کہ جب حضرت جلال احدیت جل وعلا نے آدم صفی اللہ کو خانہ کعبہ کے بنانے کے لئے ارشاد فرمایا اور آدم علیہ السلام نے امر الٰہی پر قیام کیا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی یارب ان لکل عامل اجرا فما اجر عملی خداوندا جو کوئی عمل کرتا ہے اُس کے عوض میں ثواب پاتا ہے اے میرے اللہ اس میرے عمل کا کیا ثواب ہوگا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم جب تیرے معرض فرزند اس گھر کا طواف کریں گے میں اپنے کرم سے اُنکو ساتھ مغفرت اور رحمت کے مخصوص کرونگا حضرت آدم نے کہا اس سے زیادہ کر فرمایا اے آدم جو شخص تیری اولاد سے اس گھر کے دیکھنے کی محبت رکھے اور کسی مانع کے سبب اسکو زیارت میسر نہووے میں حاجیوں کی دُعا اور سفارش کی برکت سے رحمت کرونگا اور ان کے گناہوں کو معاف کر دونگا۔ آدم علیہ السلام نے کہا یارب حسبی۔ الٰہی اتنا ہی مجھے کافی ہے۔

نقل ہے کہ شیخ یحییٰ قدس سرہ جب اپنے حج سے فارغ ہوئے خانہ کعبہ کے دروازہ پر آکر مناجات کی الٰہی جو خادم اپنے بادشاہ کی خدمت میں آتا ہے اور خدمتگاری کا طریق مرعی رکھتا ہے جب اپنے گھر کی طرف مراجعت کرتا ہے اوسکے دوست اور یار اوسکے تحائف اور ہدایا کی توقع رکھتے ہیں اے خداوندا میں بھی تیرا بندہ ہوں اور چند روز تیرے آستانہ کی خدمت میں مشرف ہوا ہوں اب میری رجعت کا وقت قریب ہے تحایف جو ہدیہ کے طور پر اپنے اہل بیت اور احباب اور اقارب اور اباعد کے لئے اس تیرے آستان فیض نشان سے لیجاتے کا ارادہ ہے وہ یہ ہے کہ جب میں صحیح وسالم اپنے وطن میں پہنچوں تو اپنے سب اقارب کو کہوں کہ اے میرے دوستو یاروں میں جو دربار الٰہی میں گیا جناب حضرت عزت وجل وعلا سے تمہارے لئے مغفرت اور رحمت لایا ہوں اے میرے اللہ اس وقت ان کے روبرو مجھکو شرمندہ نہ کریو ہاتف غیبی نے آواز دیا کہ اے یحییٰ جو وعدہ کہ تو اپنے دوستوں کیواسطے چاہتا ہے بلاریب اون کو اون کے وفا کی خوشخبری دے بیشک میں تیری اہلبیت اور تمام مومنوں کو بخشدیا تاکہ میرے بندے اس امر کا یقین لاویں کہ میری ذات مقدس کریم ہے جب گداگر اور دینوا اکریم کے گھر میں آتے ہیں تو جب تک ان کی مرادیں حاصل نہ ہولیں تب تک اون کو نہیں لوٹاتا ہے اور اونکی سب حاجتیں برلاتا ہے اور محتاجوں کے حق میں اونکی شفاعت ضائع

نہیں کرتاہے اللھم ارزقنا مؤلف اے میرے بھائیو ارباب اشارت نے حج کے اسرار میں لطائف اور اشارات بکثرت تحریر فرمائے ہیں اس مختصر میں چند لطیفے اور اشارتیں واسطے تفریح سامعین کے لکھی گئیں۔

اشارت اولیٰ قال اللہ تبارک وتعالیٰ لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس صاحب اشارات کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ جو اوس سے خواص اور عوام ممنوع نہیں ہیں اوسمیں پہنچنا بدوں مشقت اور تکلیف کے میسر نہیں ہوتا ہی جنت کا خانہ جو ارباب اختصاص سے خاص کیا گیاہے اس گھر میں بغیر رنج خدمت اور اطاعت کی مشقت اور عبادت میں ریاضت اور مجاہدے کے داخل ہونا کس طرح میسر ہوسکے۔

اشارت ثانیہ قاعدہ مقررہ اور ضابطہ مقدرہ ہے کہ راہ کے چلنے والوں اور بیت اللہ کی زیارت کرنیوالوں کو اکثر تکالیف مثلاً قلت بضاعت اور کثرت عطش اور مجاعت ملحق ہوتی رہتی ہیں جب اونکے دیدے رمد کشیدہ کعبہ کے پرانوار دیدار سے مشرف ہوجاتے ہیں سب تکلیفیں اور محنتیں جو جانے کے وقت اونکو لاحق ہوتی ہیں بھولجاتی ہیں اور بجائے ہر ایک مشقت کے ایک مسرت اونکے عائد حال ہوجاتی ہے ہاں اے میری بھائیو میں تمکو ایک واقعی امر سے آگاہ کردیتا ہوں جس طرح حاجیوں کی تکالیف بمجرد زیارت بیت اللہ کے رفع ہوجاتی ہیں کذالک دنیا کی مختلفہ تکلیفیں جو تم کو لاحق ہورہی ہیں عنقریب ہی تمہارے سے رفع ہوجائینگی اور عالم عاقبت کی دولتیں تمہاری طرف اقبال کرینگی۔ اور موت کی موجوں کا تلاطم اور رفوت کی لوٹیوں کا تراکم منقضی ہوجائیگا۔ اور زاویہ لحد کا اختباس اور رابعہ گور کا انکماس نعیم مقیم سرمدی سے متبدل ہوجائیگا اور قبور سے جانب قصور اور خاک وحشت سے بہشت عنبر سرشت کیطرف منتقل ہوجائیگا اور افلاس کے پلاس سے انبساط اور استیناس کی بساط پر انشاء اللہ بیٹھوگے اور فراق کی حضیض سے وصال کی اوج پر ترقی کروگے اوس وقت تم کو سب تکلیفیں اور محنتیں جو تم نے راستہ میں اٹھائی تھیں بھول جائینگی اور سب طرح کی نعمتیں تم کو حاصل ہوجائینگی اور تم کو لازم ہے کہ طلب مولا کے بیابان کو ارادت کے قدموں سے طے کرکے بموجب وصل الحبیب لے الحبیب عاشقوں کی طرح اپنے معشوق اور طالبوں کی مانند اپنے مطلوب کو پہنچ جاؤ جیساکہ مولنا معنوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہے

بہر جائے کہ باشی مے طلب خشکی لب ہست پیغامی ز آب این طلب ہا ہمچوں خروسے در صباح	آب میجو دائما اے خشک لب کہ بمات آرد یقین این اضطراب میزند نعرہ کہ مے آمد صباح

آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آبت از بالا و پست
گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے	عاقبت زاں در بروں آید سرے
چوں نشینی بر سر کوئے کسے	عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
سایۂ حق بر سر بندہ بود	عاقبت جوئندہ یابندہ بود

اشارت ثالثہ۔ اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف وغیرہ عواطف میں مسافر اور مقیم اور غریب اور بلدی کو برابر رکھتا ہے کما ورد سَوَآءً الۡعَاکِفُ وَالۡبَادِ مکہ کے رہنے والوں کا اختیار نہیں کہ کسی غریب الوطن کو خانہ کعبہ کی زیارت سے ہٹادیں یا اونکو روک دیں۔ اسلئے کہ اصلی مقصود اظہار کرم وجود ہے گویا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو میرے دو ہی گھر ہیں۔ ایک تو زمین کما ورد اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الَّذِیۡ بِبَکَّۃَ اور دوسرا آسمان سدرۃ المنتہی کے پاس کما ورد عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَھٰی عِنۡدَھَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی آج دنیا میں اس گھر کی زیارت میں ہم نے آشنا اور بیگانہ میں فرق نہیں رکھا ہے۔ اگر قیامت کے دن وس دائمی گھر میں داخل ہونیکے وقت مطیع اور عاصی اور نیکوکار اور بدکار کو جدا اور علیحدہ نہ کریں اور سب کو قیامت کے روز بازار میں اپنے دیدار کے مشاہدہ سے مشرف کردیں تو ہمارے کرم سے بعید نہیں۔

اشارت رابعہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے کعبہ شریف کو چاندی سونے اور جواہر زواہر سے مرتب نہیں کیا بلکہ پتھروں اور مٹی سے آراستہ کیا۔ اس کا موجب یہ ہے کہ عالم دنیا کے رہنے والے اس امر کو معلوم کرلیویں اور اپنے عقل سے سمجھ جائیں کہ عزت اور احتشام اور چیز ہے اور اعزاز واکرام اور چیز ہے زر اور نقرہ خلائق کو عزیز ہے اور ان کے نزدیک پتھر اور مٹی خوار اور ذلیل لاشیا ہے لیکن ہمارے کرم اور جود کے خزانہ میں وہی چیز عزیز ہے جسکو ہم معزز اور عزیز کریں اور ذلیل اور خوار وہی چیز ہے جسکو ہم ذلیل اور خوار کریں۔ سو منازل محل زرنگار اور بستان رفیع الشان جو ہمارے دنیادار بندوں نے روئے زمین پر بنائے اور اونکی اونچائی کیوان تک پہنچائی لیکن جب وہ ہمارے اعزاز کی طرز سے نامطرز اور ہمارے اعتزاز کے حلیہ سے نامعزز تھے اسی واسطے ہم نے انکو جَعَلۡنَا عَالِیَھَا سَافِلَھَا کے صاعقہ خاک کے ساتھ یکساں کردیا اور یہ دو چار پتھروں کا گھر جو اس مقبل عارف صاحبدل بندہ یعنی ابراہیم خلیل علیہ الصلوۃ والسلام جو بحکم ملک جلیل جل ذکرہٗ کے ہاتھ کا بنایا ہوا اور اس کی بنیاد رکھی ہوئی ہے چونکہ اس معظم گھر نے تخصیص کا خلعت اِنۡ طَھِّرَا بَیۡتِیَ کی اضافت سے اپنے وجود پر پہنا ہوا ہے یعنی ہماری ذات مقدس نے اس گھر کو لباس

اِنَّ طَھِّرَا بَیْتِیَ کا پہنا ہوا ہے اور فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کا جام اُسکو پلایا ہوا ہے
اسی واسطے اُس کے شان کی رفعت اور اُس کے بُرہان کی بسطت روز بروز ترقی او رنزد اللہ اور
انتما میں ہے لیعلم الخلائق انی انا المعز والمذل **اشعار**

چو مارا بدنیا تو کردی عزیز	بعقبٰے ہمین چشم داریم نیز
عزیزی وخواری تو بخشی وبس	عزیزے خواری نہ بیند زکس

ابرہ ملعون میرے عزیز کو خوار کرنا چاہتا تھا۔ چار ہزار ہاتھی کو برگستوان پہنا کر اور کئی ہزار آدمیوں کی فوجیں اور کئی ہزار اونٹ خانہ کعبہ کے خراب وویران کرنے کے ہمراہ لایا جب وہ وادی المجاز میں جو مکہ سے دو فرسنگ ہے آ اترا۔ دوسرے روز تمام لشکر میں منادی کرائی کہ مکہ کی غارت اور کعبہ کی تخریب میں بالکل کوشش کرنی چاہئے کہ اُسکی اینٹیں اور پتھر ایکدوسرے سے جدا ہوجائیں اور اُسکی خاک حبشہ تک پہونچائیں۔ دوسرے روز ہاتھیوں کو آراستہ کرکے خانہ کعبہ کیطرف ہانکنا شروع کیا۔ ہاتھیوں نے اپنے خرطوم کو زمین پر ٹکایا اور اُس مقام سے ایک قدم بھی تجاوز نہ کیا۔ کافروں نے ہرچند اُن کو مارا پیٹا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اسی اثنا میں دریا کی طرف سے بیشمار لشکر حضرت پروردگار کے لشکروں میں سے جنکے پر سیاہ اور منقار زرد اور گردن سبز اور دراز پنجے ٹڈی سے بڑے اور خطاف سی یعنے اٹیرن سے چھوٹے ہر ایک نے تین تین پتھر ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں لئے ہوئے جدہ کیطرف سے مکہ کیجانب کو ڈلوں کے ڈل نمودار ہوئے اور خانہ کعبہ کے اردگرد میں طواف کرنے لگے طواف سے فارغ ہوکر حبشہ کے لشکر کیطرف جاتے تھے اور اُن کے سروں پر پر در پر صف باندھتے تھے۔ جب خورشید کی سپاہ کے طلیعہ نے زبرجدی پردہ کے اُفق سے جمال دکھایا حضرت خداوندی جل وعلاء کا فرمان پہنچا کہ اے میرے بہادر پرندو سب سے پہلے تم سنگدل ابرہ کو سنگ بارانی کرو ازاں بعد اُس کے لشکر کی خبر لو۔ لکھا ہے کہ جب کوئی اُس فجار کی لشکر کے سوار کو پتھر مارتا تھا تو اُس کے سر کو توڑ کر اُسکی دُبر سے نکلجاتا تھا اور جس کے پہلو میں وہ پتھر کا ریزہ لگتا تھا۔ اُس کے دوسرے پہلو سے پار ہوجاتا تھا۔ اُس کافر فاجر کا سارا لشکر ایسا ابتر ہوکر ہلاک ہوا کہ ان میں سے ایک تن زندہ نہ نکلا ایک روایت میں دیکھا گیا ہے کہ ابرہ نے ان سب میں سے تنہا سخت ہزیمت کھاکر مارے خوف کے بھاگ کر اپنے دارالسلطنت کی راہ لی جب حبشہ میں پہونچا اور گذشتہ حال کی حقیقت نجاشی کو سنائی۔ ایک مرغ جو اُس کی

تقدیر کا تھا اُس مجلس میں نمودار ہؤا۔ ابرہ نے نجاشی کو کہا اسیطرح کے جانوروں نے ہمارے لشکر کو کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ کردیا ہے۔ یہ بات کہتا ہی تھا کہ اُس مرغ نے اُس کے سر پر ایک سنگ مارا کہ اُس کے بدن کو چیرتا ہؤا اُسکی مقعد سے باہر نکلگیا اور وُہ کافر نجاشی کے روبرو فی النار ہوگیا اے میرے بندو وہ گھر جسکو ہم نے معزز اور عزیز بنایا ہؤا ہے جب اُس کافر نے اُسکی خواری اور اہانت کا قصد کیا ہمنے اُس کے سارے لشکر کو کیسی خواری اور نگونساری سے ہلاک کیا کما ورد اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ۔ کذالک حضرت آدم صفی اللہ ہمارا عزیز اور مکرم ہے کما ورد وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ اور شیطان لعین جو اُسکی اہانت کے درپے ہؤا ہم نے اُس مردود کو بحکم وَاِنَّ عَلَیۡکَ لَعۡنَتِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ لعنت ابدی کا سنگسار کیا۔ اسیطرح ہمارے مومن بندے بھی ہمارے عزیز ہیں اور اُن کی عزت بحکم وَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ شیطان لعین کو ہم کب اُسکے نزدیک آنے دیتے ہیں کہ آخر دم میں اُسکی عزت میں رخنہ ڈالے کما ورد اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ

لطیفہ عجیبہ - ابرہ کافر ہمارے معزز اور عزیز خانہ کعبہ کے گرانے اور خوار کرنے کے قصد پر چار ہزار فیل ہمراہ لیکر آیا تھا ہم نے اپنے غیبی لشکر کو بھیجا اور اُسکو ذلیل کرکے ہلاک کردیا وَاَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ۔ اے میرے بھائیو ان معنوں کی تحقیق میں میرے عجیب نکتہ کو سُنو۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے۔ تو کعبہ ہگی وتمامی دو ہی ہیں ایک کعبہ ظاہری جو مکہ میں ہے اور دُوسرا کعبہ باطنی یعنے حضرت دل جو مومن بندہ کے سینے میں ہے۔ اُس ظاہری کعبہ کی خرابی وبربادی کے لئے ابرہ کافر نے چار ہزار ہاتھی مقرر کئے۔ کہ اس کعبہ کو ویران کردیوے۔ ہم نے اُس کے مکائد اور مکروں کو اپنے مرغ ضعیف کے ہاتھ سے نیست ونابود کردیا کما ورد اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ وَّاَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ۔ وہ کعبہ ظاہر تھا اور وُہ دشمن بھی ظاہر اور وہ مرغ بھی ظاہر۔ اور اس جگہ کعبہ بھی باطنی اور اُسکا دشمن بھی باطنی اگر خدا تم کو عقل دے تو جب یہ دشمن باطنی تیرے باطنی کعبہ کی ویرانی کا قصد کرے تو فی الحال اپنی زبان پر کلمہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا لا۔ اس لئے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب بندہ کلمہ طیبہ زبان پر لاتا ہے تو ایک مُرغ سبز رنگ بندہ کے دہان سے

پرواز کرتا ہے چنانچہ اس مسئلہ کی تحقیق پہلی مجلس میں گذر چکی ہے - جسطرح اُن غیبی مرغوں نے چار ہزار ہاتھی کو جو ابرہہ خانہ کعبہ کی خرابی کیواسطے لایا تھا نیست و نابود کر دیا تھا - کذالک یہ مرغ جو کلمہ طیّبہ سے پیدا ہوتا ہے بندہ کے چار ہزار گناہ کبیرہ کو نیست و نابود کر دیتا ہے -
کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَدَّ ھَا ھَدَمَتْ لَہٗ اَرْبَعَۃَ اٰلَافِ ذَنْبٍ مِّنَ الْکَبَائِرِ +
اشارت خامسہ - خانہ کعبہ کی بنا کیواسطے اچھے اچھے مکانات اور بلاد و امصار جنمیں عمدہ عمدہ ریاض اور حیاض اور انہار ہیں جو اُنکے فرحت افزا میدان دیکھنے سے طبیعت میں فرحت آجائے چھوڑ کر ایک بے آب بے درخت بے ذراعت تنگ عیش با مجالت وادی کو اختیار کیا اور تشریف کے خلعت سے مزیّن اور مشرّف کیا تاکہ جو شخص اطراف اور اکناف سے اُس منبع الطاف اور مرجع اشراف کی زیارت کا اقبال کرے اُسکی نیّت کا صدق اور خلوص کی نیّت تمام خلائق پر معیّن اور مقرر ہو جائے - اس لئے کہ اگر حرم کا میدان ریاض اور حدائق اور ریاحین اور شقائق اور اشجار مثمرہ اور زراعات وافرہ اور محصولات متکاثرہ سے آراستہ و پیراستہ ہوتا تو لائق تھا کہ اس باکرام مقام کا ارادہ نفس کی رعونت اور طبیعت کے میلان پر محمول ہوتا اور حظوظ نفسانی کو فیوض ربانی کے ساتھ اشتراک ہو جاتا +
حکمت دوم - یا مَیں کہتا ہوں کہ اس وادی کے اختیار کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ مقام شریف حق سبحانہ وتعالٰے کی خدمت کیواسطے مستخلص اور خاص ہو جائے - اگر یہ مکان مبارک اور ملکوں کیطرح سر سبز ہوتا تو لوگ بعضے زراعت اور نہروں کے جاری کرنے اور درختوں کے بونے بوانے میں مشغول اور مصروف ہوتے تو بتامہ طاعت اور عبادت میں مصروف نہ ہو سکتے +
حکمت سوم - یا مَیں کہتا ہوں کہ اس وادی منبع نامرادی کو اس مکان مبارک کے لئے اسواسطے اختیار کیا تاکہ یہ وادی فقر اور ارباب ریاضت و مجاہدت کی منزل اور طاعت اور عبادت کے صومعہ میں بیٹھنے والوں کا معبد ہو جائے اور جبابرہ اور اکاسرہ جو اپنی تمام ہمتوں کو نفس کی مھویات اور مشتہیات میں مصروف رکھتے ہیں - اس جگہ کو غیر آباد دیکھکر تو طن نہ بنا سکیں گے - یا مَیں کہتا ہوں کہ ارباب بصیرت اور عارفان پاک سیرت کے دلپر

یہ بات واضح ولائیح ہو جائے کہ دُنیا اور اُسکی دولتیں اور نعمتیں عنداللہ کچھ قدر نہیں رکھتیں اگر اس ناپائدار دُنیا کے سازوسامان کا اللہ کے نزدیک کچھ قدر ہوتا تو اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہنے کیلئے سب ملکوں سے اعلےٰ اور ادنےٰ ملک اختیار فرماتا ۔

اشارت سادسہ - احرام کے وقت لباس کی تجرید کا امر اور سر کی تحلیق کی نہی اور اُلجھے ہوئے بال رہنا اور اپنے مُنہ پر آسائش اور راحت کا دروازہ نہ کھولنے میں کیا حکمت ہے - بعض علماء کا قول ہے کہ ملازمان درگاہ مخلوق اور زائران بارگاہ حضرت خالق سُبحانہ و تعالےٰ کے درمیان فرق اور امتیاز ہو جائے - اس لئے کہ سلاطین روزگار کی یہ عادت ہے کہ اپنے ملازموں کو ملاقات اور ملازمت کے وقت لباس کی تحسین اور بدن کی تزئین کیواسطے جاری کرتے ہیں یہانتک کہ جب ملازم کا لباس فاخرہ تر ہوتا ہے بادشاہ کی عنایت کی نظرات اُس کے حقمیں زیادہ تر ہوتی ہیں اور بارگاہ ایزدی عزّاسمہ میں اُس کے برخلاف معاملہ ہے کہ وُہ مالک الملک شہنشاہ لایزال اپنے حریم حرم کے زائروں کو لباس فاخرہ سے تجرید کا حکم فرماتا ہے کہ جو کوئی لباس فاخر دنیویہ سے برہنہ تر ہے وُہ میرے جُود اور کرم کے خلعت کے اولیٰ تر ہے - مخلوق اور خلعت کا تفاخر خودی اور خودپرستی کے جوش اور خوش پوشی میں ہے اور حق سبحانہ وتعالےٰ کے نزدیک تفاضل گرسنگی اور تہی دستی میں ہے - چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمہ نے ارشاد فرمایا ہے

چون الف از استقامت شد بہ پیش	اوندارد ہیچ از اوصاف خویش
گشت فرد از کسوت خوہائے خویش	شد برہنہ جان بجان افزائے خویش
شاہش از اوصاف قدسی جامہ کرد	چون برہنہ رفت پیش شاہِ فرد
خلعتے پوشید از اوصاف شاہ -	بر پرید از چاہ بر ایوان شاہ
قرص خورشید است خلوتخانہ اش	کے حجاب آرد شب بیگانہ اش
علت وپرہیز شد بحران نماند	کفر ایمان شد دگر کفران نماند

اس حکمت کے جواب میں میں کہتا ہوں اگر احرام کے وقت لباس سے تجرید کا امر نہ ہوتا تو اغنیا لباس فاخرہ پہنکر حرم کے میدان میں اپنا جلوہ دکھاتے اور طرح طرح کی زینتوں سے اپنے وجود کو آراستہ وپیراستہ کرتے اور بیچارے فقرا اور مساکین انکی طمطراق دیکھکر دل شکستہ اور جگر خستہ حیران رہجاتے حکمت الٰہی نے اس میدان میں اغنیا کو فقراء کیساتھ یکرنگ کردیا اور

تونگروں اور مفلسوں کو برابر کردیا۔

مؤلف - اے میرے بھائیو! قیامت کے دن مخلصوں اور مفلسوں کیساتھ ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے سب مخلص مفلس پرہیزگار بدکار اس کے اقتدار کے قبضہ میں مسخر اور اُسکی قدرت کے پنجہ میں مضطر ہیں جیساکہ شیخ علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے

خدایا بغفلت شکستیم عہد	چہ زور آورد با قضا دست جہد
چرا باید از ضعف حالم گریست	اگر من ضعیفم پناہم قویست
چہ برخیزد از دست تدبیر ما	ہمین نکتہ بس عذر تقصیر ما

تمثیل

سیہ چردہ را کسے زشت خواند	جوابے بگفتش کہ حیران بماند
ز من صورت خویش خود کردہ ام	کہ عیبم شماری کہ بد کردہ ام
ترا با من از زشت روئی چہ کار	نہ آخر منم زشت و زیبا نگار
از آنم کہ بر سر نوشتی ز پیش	نہ کم کردد اے بندہ پرور نہ بیش
تو دانائی آخر کہ قادر نیم	توانائے مطلق توئی من کریم
بہان آفرین گر نہ یاری کند	کجا بندہ پرہیزگاری کند

یا میں کہتا ہوں کہ تجرید میں یہ حکمت تھی کہ راہ توحید کے سالک اس بات کو جان جائیں۔ کہ آب و گل کے خانہ کا تقرب بغیر تجرید کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ فکیف من یرید التقرب الیٰ رب البیت فلا یحتاج ان یتجرد عن جمیع المکونات ہے

گرت قربتے ہست در بارگاہ	بخلعت مشو غافل از بادشاہ
خلاف طریقت بود کا ولیا	تمنا کنند از خدا جز خدا

اشارت سابعہ - صفا اور مروہ میں دوڑنے اور طواف کے وقت سرعت سے چلنے میں حضرات علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ پانچ چیزیں مجانین کے افعال میں سے ہیں برہنہ ہونا اور شور و غل مچانا اور کوچہ و بازار میں دوڑتے پھرنا اور بیہودہ پتھر مارنا اور سر کے بالوں کو منڈانا یہ پانچ فعل دیوانوں کو لازم ہیں اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے حاجیوں کو ان پانچ امروں سے مامور فرمایا۔ گویا اسمیں یہ اشارہ کیا کہ اے میرے گھر کی زیارت کرنیوالو تم آج اپنے تئیں مجانین کیطرح بنالو۔ جسطرح اُن سے تکالیف شرعیہ اُٹھائی ہوئی ہیں اسی طرح تمہارے سے بھی

قلم اُٹھالیں گے اور تمہارے گناہوں کو بخشدیں گے ✦

اشارت ثامنہ ۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط یعنے جو کوئی احرام باندھتا ہے اور حرم شریف کے حبل متین سے تمسک کرتا ہے وہ امن اور امان میں آجاتا ہے یعنے اُسکو کسیطرح کی تکلیف من حیث الدنیا ومن حیث الآخرۃ نہیں پہنچتی کما ورد قال النبی صلے اللہ وسلم اَلْمَكَّةُ حَرَمُ اِبْرَاهِيْمَ وَالْمَدِيْنَةُ حَرَمِيْ مَنْ مَّاتَ فِيْهِمَا لَا يُعْرَضُ وَلَا يُحَاسَبُ یعنی مکہ میرے جدّ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حرم ہے اور مدینہ میرا حرم ہے جو مومن بندہ مکہ یا مدینہ میں فوت ہو جائے وُہ عرض اور قیامت کے حساب سے محفوظ رہیگا۔ **نکتہ** اے میرے بھائیو دو حرم جوان دو پیغمبروں کی طرف مستند ہیں جو مُردہ یا زندہ ان حرمین شریفین میں ہے وہ بیشک عذاب دُنیا اور آخرت سے محفوظ سبحانہ وتعالےٰ کی طرف مسند ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِيْ جو مومن بندہ اس حصن حصین اور عروہ وثقائے متین میں متحصّن ہوا۔ اگر وُہ دنیا کے عذاب اور عقبےٰ کے نکال سے مصئون اور محفوظ ہو جائے تو اُس کے کرم سے بعید نہیں کما ورد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِيْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِيْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِيْ ✦

نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کعبہ شریف میں تشریف لائے اور حضرت امام المسلمین رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔ حضرت امام جعفرؓ نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یا حضرت یہ شخص نعمان بن ثابت ہے فرمایا یا نعمان ما تقول فی قولہٖ تعالیٰ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا صار اٰمنا لا یقام علیہ الحد ولا یقتل حتی یخرج یا حضرت اس آئت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جو شخص حرم شریف میں داخل ہووے اُسپر حدود شرعیہ قایم نہ کئے جاویں اور اس سے قصاص نہ لیا جاوے۔ تاوقتیکہ وُہ حرم شریف سے باہر نہ نکلجائے۔ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اے ابو حنیفہؒ جب یہ امر ہے تو بس عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں کس وجہ سے اور کیوں قتل ہوئے فاین الامن حضرت امام ابو حنیفہ رحؒ چپ ہو گئے۔ اور امام جعفر صادق رضؓ روانہ ہو گئے حضرت امام ہمام اعظم رحؒ نے پُوچھا کہ یہ مرد خدا کون ہے لوگوں نے کہا امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ حضرت امام حنیفہ رحؒ نے نزدیک جا کر عرض کیا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما معنی ھذہ الایۃ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرۃ العین اس آیت کے کیا معنے

ہیں فرمایا اے ابو حنیفہ رح ہمارا علم وراثت اور تمہارا علم روایت کیوجہ سے ہے اور وراثت روایت پر مقدم ہے ہمکو اپنے آباو اجداد کرام سے بطور وراثت کے اسطرح پہونچا ہے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اے مَنْ دَخَلَهُ الْاِيْمَانُ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِ الرَّحْمٰنِ ؕ

اشارت تاسعہ ۔ ایجاب حج اور تجرّد میں حکمت عظمٰے یہ ہے کہ انسان کو اپنی موت اور قیامت اور اپنا انقلاب یاد رہے ۔ کیونکہ ارباب اشارت نے کہا ہے کہ حج کے مناسک اور ارکان مرگ اور قیامت کا نمونہ ہے ۔ چنانچہ اس تحقیق کی تفصیل اسطرح پر ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہو جاوے اُسکو چاہئے کہ وہ اپنے وارثوں کو وصیّت کرے تاکہ اُس کے حقوق لازم وغیرہ اُس کے ذمہ سے ادا ہو جاویں ۔ کذالک مستحب ہے کہ جب کوئی شخص ارادہ حج کا کرے پہلے اپنے لازم وغیر لازم حقوں کو ادا کرے تاکہ وہ دل کی فراغت سے مسافت کو قطع کر سکے ۔

دیگر یہ ہے کہ جب بیمار حالت نزع میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اپنی نظر اقارب اور اباعد اور احباب سے اُٹھا لیتا ہے ۔ اور جہات اور جوانب سے نظر ایک جانب پر لگا رکھتا ہے اسیطرح حاجی بھی وداع کے وقت اپنے عیال و اطفال سے اور مال و منال سب چیزوں سے دل اُٹھا کر جانب قبلہ کو متوجہ ہو جاتا ہے ۔ اور جب جان بدن سے مفارقت کرتی ہے تو اُس میّت پر واجب ہو جاتا ہے ۔ کذالک جب حاجی اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے تو اُس کے نامۂ اعمال کو گناہوں سے دھو ڈالنا کرم الٰہی جل جلالہ پر واجب ہے ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَاجُّ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ؕ

دیگر ۔ جب حاجی اپنے مرکب پر قدم رکھے تو اُسوقت اپنے جنازہ کے اُٹھائے جانے کو یاد دلائے ۔ جب حاجی کے وداع اور رخصت کرنیکے لئے اُس کے احباب اور اقارب باہر آتے ہیں اور اُسکو وداع کر کے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاتے ہیں تو اپنا وہ وقت یاد کرے ۔ کہ میرا جنازہ ابھی قبر سے باہر ہی پڑا ہوگا تو میرے احباب مجکو چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے جاوینگے اور جب حاجی بیابان میں قدم رکھے اور دوستوں اور یاروں سے تنہا رہجائے اور طرح طرح کی مشقتیں اسکو راستہ میں پیش آویں ۔ تو اُسوقت اپنی قبر کے واقعات اور لحد کی مشقات کو یاد کرے ۔ اور جب حاجی کی طبیعت پر قطاع الطریق کا ہول اور رہزنوں کا خوف غلبہ کرے تو اُس وقت منکر اور نکیر کے اہوال سے یاد کرے ۔ جب کوئی عقبہ راستہ کے عقبات سے راہ میں پیش آجائے تو آخرت کے عقبات کو فراموش کرے ۔ اور جب حاجی بیابان میں زاد و راحلہ کا حاصل

کرنا محالات سے سمجھتا ہے تو اسی لئے اپنا زاد و راحلہ اپنے شہر اور ولائت سے بہم پہونچا کر
اپنے ساتھ لیجاتا ہے تو اُسوقت قیامت کی احتیاج اور بیزاری اور درماندگی یاد کرے۔ اور
اپنے دلمیں یقیناً سمجھ لے کہ جو شخص ہلاکت سے چھوٹ کر سعادت کو پہنچنا چاہے اُسکو چاہئے
کہ دنیا ہی سے اپنی قیامت کا توشہ ساتھ لیجائے۔ اگر دنیا کی زندگی کو رائگان و برباد کر دیگا
تو اُس کے بعد اُسکا حاصل کرنا اور حاصل ہونا ممکن نہیں اور جب حاجی میقات پر پہنچے
اور احرام باندھے اُسوقت قبر سے باہر نکلنے کا حال یاد کرے کہ اسیطرح میں حشر کے دن
کفن کی دونوں چادریں پہنے ہوئے اپنی قبر سے اُٹھونگا۔ جب حاجی کی نظر بیت اللہ شریف
پر پڑتی ہے۔ اگرچہ راستہ میں کئی طرح کی ہلالت اور کلالت اُسکو پہونچتی رہی ہو۔ مگر ایک ہی
نظر سے اُسکی تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں۔ علےٰ ہذا القیاس اگرچہ قیامت کا دن ہر چند اُسکی
درازی اور انتظاری اور اُس کے اہوال انسان کے حال کیساتھ شامل رہتے ہیں۔ مگر جب
اُسکی نظر پروردگار کے آثار رحمت پر پڑتی ہے تو دنیا کی محنتیں اور عقبےٰ کی تکلیفیں بالکلیہ
فراموش ہو جاتی ہیں۔ اور جب حاجی اپنے بدن سے لباس اور تن کو برہنہ کرے اور پاؤں سے
جوتا اُتار ڈالے تو اُس وقت کے اوضاع اور اطوار کو یاد کرے۔ کما ورد یُحْشَرُ النَّاسُ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حُفَاۃً عُرَاۃً۔ اور جب عرفات پر وقوف کرے تو وقوف کے وقت میں یوم اللہ
کو یاد کرے کما ورد یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جب عرفات پر اپنے گناہوں سے پشیمان
ہووے تو اُسوقت اپنے دلمیں ایسا قصد کرے کہ آئندہ کبھی میں گناہ کے گرد نہ پھرونگا
اور قیامت کے دن کی پشیمانیوں کو یاد کرے۔ کیونکہ اُس روز گنہگار جب عذاب میں گرفتار
ہونگے تو جناب باری میں التجا کریں گے کہ الٰہی ہمکو اُس عالم سے نکال اور پہلے عالم میں داخل
کرے تو ہم وہاں جا کر عمل نیک کما لاویں۔ کما ورد وَھُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْھَا رَبَّنَا اَخْرِجْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ۔ حاجی کو لازم ہے کہ جب اپنے وطن میں سلامت پہنچ
جائے تو پھر اصلاً گناہوں کیطرف متوجہ نہ ہووے تاکہ لو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ کی
سرزنش سے محفوظ رہے اور جب عرفات سے لوٹ آوے۔ اور امام کو خطبہ میں دست بدعا
دیکھے اور خلائق کا اقتدار مشاہدہ کرے تو اُسوقت اُمت کا اقتدار اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت کا حال یاد کرے اور جب حاجی مزدلفہ میں پہونچے تو اپنا پلصراط پر گذرنا
یاد کرے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت

کے دن ذبح ہونا یاد کرے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو بصورت کبش املح بہشت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دینگے ازاں بعد حاجی جب دیکھے کہ حاجی تین قسموں میں منقسم ہیں بعضے تو راستہ ہی میں ہلاک ہوتے اور بعضے غرقی یا حرقی کے صدمہ سے تباہ ہوئے اور بعض سلامت وطن میں پہنچے اور بعض نے حرم شریف کی مجاورت اختیار کی اُسوقت اہل دوزخ اور اہل بہشت اور اہل اللہ کو یاد کرے اور سمجھے کہ اہل اللہ سب سے فائق ہیں جیسا کہ عارف رومی نے فرمایا ؎

طواف حاجیان دارم بگرد یار میگردم — نہ اخلاق سگان دارم کہ بر مُردار میگردم
جہان مارست زیر او یکے گنج ست پنہانی — سر آن گنج من دارم کہ گرد یار میگردم
مثال باغبان ہستم نہادہ بیل بر گردن — زبہر خوشۂ خرما بگرد خار میگردم
رفیق خضرم و مردم نقاب خضر راجویان — قدم بر جائے سر گردان کہ چون پرگار میگردم
نمیدانی کہ رنجورم کہ جالینوس میجویم — نمے بینی کہ مخمورم کہ بر خمار میگردم
زکعبہ کار نکشاید کہ من دلدار مے جویم — نہ من دینار میخواہم کہ بر دیدار میگردم
نہ من پروانہ آتش کہ بال و پر خود سوزم — منم پروانہ سلطان کہ بر انوار میگردم

کعبہ شریف کی بنا کے بیان میں

روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب ذلّت کے باغ بہشت سے ان سختیوں کے زندان میں بھیجا تو بہشت کی کرامات کے فوت پر بہت تاسّف اور تحسّر انکے شامل حال ہوا۔ اضطراری کیحالت میں جناب باری تعم میں مناجات کی اثنا میں واہب العطیات کی بارگاہ سے اپنے زخمی دل کے لئے مرہم کی درخواست کی حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایک یاقوت جنّت کے یاقوتوں سے جس کا نام بیت المعمور تھا اُسکی تفریح کے لئے بھیجدیا اور ملائکہ نے اُسکو کعبہ کے مکان پر لا رکھا اور آدم کو اُس کے طواف کے لئے حکم ہوا اور اُسکی توبہ اُس کے وسیلہ سے قبول ہوئی اور اُسکو بار دیگر دولت کے تخت پر بٹھایا اور یاقوت ایک قبہ سرخ کی شکل پر تھا اور دو دروازے ایک شرقی دوسرا غربی تھے اور دس ہزار قندیل آفتاب اور ماہ سے روشن تر اس میں لٹکی ہوئی تھی اور اس روز حجر الاسود بہشت کے جواہرات سے ایک سفید یاقوت تھا اور اس قبہ میں ایک کرسی رکھی تھی حضرت آدم علیہ السلام اس پر

بیٹھتے تھے۔ تیسیر میں میں نے دیکھا ہے کہ بیسبب بہ دعا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے آنسو اُسی کیساتھ پونچھے تھے۔ حقتعالیٰ نے کئی ہزار فرشتے اُس قبہّ کی محافظت کے لئے بھیجے ہوئے تھے اور وُہ ملائکہ اُس کے تعہد پر قیام کرتے تھے اور شیاطین اور ابالسہ کو اُس سے دفع کرتے تھے بلکہ سرکش شیاطین کی نظروں سے اسکو چھپائے رکھتے تھے اس لئے کہ یہ قبہ بہشتی تھا۔ اور قاعدہ مثبتہ عنداللہ ایسا واقع تھا کہ جس شخص کی نظر بہشتی چیزوں پر پڑے البتہ وُہ بھی بہشتی ہوجاتا ہے نکتہ اسبات میں یہ ہے کہ مومن بندے کا ایمان اور توحید بارگاہ الٰہی سے آیا ہے کما ورد شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اور مومن بندے کا دل جو یقین کی آنکھوں سے ایمان کے نور اور عرفان کے ظہور کیطرف نظر کرتا ہے اگر اسکی برکت سے اہل بہشت اور صاحب ضیا اور لقا ہوجائے تو کیا عجب ہے۔ القصّہ جب آدم علیہ السلام فوت ہوگئے اُس قبہّ کو آسمان پہ لیگئے۔ ازاں بعد اسکی اولاد نے اُس مقام پر کہ وُہ قبہّ رکھا ہُوا تھا ایک گھر مٹی اور پانی سے تیار کیا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک وہ گھر قائم رہا اور لوگ اُسکا طواف کرتے تھے۔ اس کے بعد وُہ گھر بباعث ظہور طوفان کے بے نشان ہوگیا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا اگرچہ اس امر میں روایات مختلفہ وارد ہُوئی ہیں مگر اُن کی تحقیق میں صاحب تفسیر بحرالدرنے جو تقریر لکھی ہے وہ اس جگہ لکھی جاتی ہے وہو ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس گھر کی عمارت کے لئے مامور ہُوئے اُن کو جناب الٰہی سے ایسی تاکید ہوئی تھی کہ بیت المعمور کے مقدار پر بے کم وکاست خانہ کعبہ بنایا جاوے اور اُس کی جگہ اور مساحت بباعث اندراس آساس کے ابراہیمؑ پر مشتبہ تھی حق تعالیٰ سے واسطے تبیین بنیاد کی کیفیّت سے ارشاد فرمایا۔ اِسبات میں نیز روایات مختلفہ مطالعہ میں آئی ہیں چنانچہ ازانجملہ ایک روائت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا تاکہ وہ بیت المعمور کے مقدار بر زمین پر سایہ ڈالے اور اُس ابر کا سر اور زبان تھی چنانچہ اُس ابر نے کعبہ کے مکان پر اپنا سایہ ڈالکر کہا کہ اے ابراہیمؑ خانہ کعبہ کو میرے اندازے پر بنا کر۔ اور قصص میں لکھا ہے کہ جب ابر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ اور مقدار سے اطلاع دی تو جناب الٰہی سے خطاب مُستطاب وارد ہُوا کہ اے ابر تونے ہمارے خلیل کو کعبہ کے ثبوت کے لئے دلیل ارشاد فرمائی ہم تیرے اسقدر عمل کو ضائع نہیں کرینگے۔ چند روز توگروہ ہوا میں توقف کر۔ جب سید آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونگے اور اپنے سرو آسا قدو آقامت کا سایہ زمین پرڈالیں گے تو چھتر کی مانند اُسکی سائبانی کیخدمت میں مشرف ہوگا جیساکہ آنحضرت کے سر مبارک پر ابر کی سایہ بانی کا حال سیر کی کتابوں میں ثبوت کو

پہونچ گیا ہے اے میرے بھائیو اہل اشارت نے ان معنوں میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ جب ابر نے حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلائی حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی سعی کو ضائع نہیں کرتا ہے اور اُسکو شاہ لعمرک کے سر کا چتر بناتا ہے۔ اگر بندہ موجد کی سعی کو جو رب البیت کا ارشاد کیا گیا ہے ضائع نہ کرے اور اُسکے ایمان کو چتر کی مانند آفتاب قیامت کا سائبان بنا دیوے تو کچھ عجب نہیں

دوسری روائت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عنکبوت کو بھیجا اور اُسنے بیت المعمور کے عرض و طول کے بموجب اپنے لعاب سے ایک شادروان بنایا اور ابراہیمؑ کو سمجھایا پس خطاب ہوا کہ اے عنکبوت جب تو محمدیوں کے قبلہ کی دلیل بنگیا ہم تیری اس تکلیف کو ضائع نہیں کرینگے اور تجکو غار کے دن اسرار سرور انبیاء علیہ وعلیہم السلام کا پردہ دار کردیں گے +

تیسری روائت یہ ہے کہ حقتعالیٰ نے ہوا کو بھیجا اور اُس ہوا نے فراشوں کیطرح بیت المعمور کے مقدار پر زمین کو صاف کیا پس خطاب ہوا کہ اے ہوا تو مکہ کی نواحی میں ٹھہری رہ۔ جب اس مکان کا مالک دنیا کی بساط کو اپنے بانبساط جمال سے آراستہ کریگا اور بموجب بلّغ ما انزل الیک اس صدر کا کام بدر کی لڑائی تک انجام پکڑیگا تو اس جگہ اس شہنشاہ رسالت کی مدد کرکے اُس کے فضل کے خزانہ سے اپنا حصہ حاصل کر اور اُس کے دشمنوں کی آنکھوں میں مٹی ڈالدے کما ورد وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى الحاصل جب خلیل علیہ السلام بنائے کعبہ میں مشغول ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سنگ کشی پر مامور ہوئے اور حضرت اسمٰعیل سنگ تراشی کے کام کو انجام دیتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم چنائی کرتے تھے۔ اور امر رب الجلیل جل جلالہ تھا۔ جب ابراہیم کعبہ شریف کو بنا چکے حکم الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم سات دفعہ اس گھر کا طواف کر جب طواف سے فراغت پاچکے تو حضرت جبرائیلؑ نے آکر فرمایا اے ابراہیم آدمیوں کو حج کے لئے پکار کما ورد وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ابراہیمؑ نے کہا الٰہی میری آواز تمام روئے زمین کی آبادی میں کیونکر پہنچ سکتی ہے۔ حکم ہوا اے ابراہیم تیرا کام بلانا اور ہمارا کام پہنچانا ہے یعنی ہر ایک بنی آدم کو سُنا دینا ہمارا کام ہے جیسے ہم نے تیری آواز اُس روز مرغوں کو جو پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے پہونچا دی تھی۔ ویسے ہی آج تمام عالم کے اجساد جسمانی اور افراد روحانی کے کانوں تک پہنچا دونگا بلکہ تمام ارواح جو آباکے اصلاب کے پہاڑوں اور امہات کے ارحام کے شعابوں میں ہیں اُن کو بھی سُنا دونگا۔ جسطرح چیونٹی کی آواز سلیمان علیہ السلام کے کانوں تک پہونچا دی تھی۔ اسیطرح تیری آواز خلائق اولین وآخرین کو پہنچا دونگا۔ اور جیسے یوسف علیہ السلام کے

پیراہن کی بوبست روز کی مسافت سے یعقوب علیہ السلام کے دماغ میں گذار دی تھی ایسے
تیری آواز تمام مخلوقات موجودہ وغیر موجودہ کے کانوں تک پہونچا سکتا ہوں۔ اس فرمان
کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کوہ ابوقبیس پر چڑھکر باآواز بلند کہا الا ان ربکم
بنی بیتا وامرکم ان یحجوہ فحجوہ حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی آواز کو عالم کے اقطار واکناف میں
منتشر کر دیا۔ چنانچہ جن وانس سے کوئی فرد بشر اور طیور و وحوش اور حجر و شجر سے کوئی چیز
ایسی نہ رہی جس نے یہ آواز نہ سُنی ہو۔ مومن۔ کافر۔ مطیع۔ عاصی اس آواز کے سُننے میں
یکجائی شریک تھے۔ مگر اجابت کی توفیق اُن لوگوں نے پائی جو کعبہ کی زیارت سے مشرف
ہُوئے اور جس نے ایک بار اجابت کی اُس نے ایکبار خانہ کعبہ کی زیارت کی اور جس نے
دو بار اجابت کی اُس نے دو بار زیارت کی وعلیٰ ہذا۔

سوال کیا حکمت تھی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے دعوت کے وقت میں لیعنے خانہ کعبہ کی زیارت
کے لئے ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کما ورد واذن فی الناس بالحج اور دارالسلام کیطرف بلانے
کے وقت بذات مقدس خود متصدی ہوا کما ورد واللّٰہ یدعوا الی دار السلام ؟

جواب بعض علماء نے فرمایا ہے۔ چونکہ کعبہ شریف کے حرم میں پہنچنا بدوں اٹھانے
مشقت سفر کے محال ہے اور جب مسافت بعیدہ کو قطع کرکے وادی غیر زرع میں بندہ
پہنچتا ہے تو وہاں نہ پانی نظر آتا ہے نہ کھیتی تو اسیواسطے اُسکی دعوت حضرت خلیل کو تفویض
ہوئی۔ تم نہیں دیکھتے ہو کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے دوزخ کی دعوت کو دوزخ کیطرف نسبت
کیا کما ورد تدعوا من ادبر وتولیٰ۔ اور جب دارالسلام الطاف اور اکرام اور مواعد رضا
اور لقا ملک العلام سبحانہ وتعالیٰ سے تمام مجسّم ہے اسیواسطے واسطہ کو درمیان سے اُٹھا دیا۔
اور اپنے جُود سے اپنے بندوں کو اُسکی طرف بلایا جیساکہ فرمایا واللّٰہ یدعوا الی دار السلام
اور ویسا ہی جب اپنی رحمت اور مغفرت اور آسائش کیطرف بلاتا ہے تو اُس دعوت کو اپنی
طرف نسبت کرکے فرماتا ہے کہ یدعوکم لیغفر لکم اور جب اپنی رحمت کیطرف دلالت فرماتا ہے
تو اپنی ذات کیطرف اسناد بلفظ معروف کرتا ہے۔ کما ورد کتب ربکم علےٰ نفسہ الرحمۃ

لطیفہ۔ حقتعالیٰ نے کعبہ کی تطہیر کیلئے حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کو ارشاد فرمایا ان طھرا
بیتی للطائفین اس لفظ میں چند اشارتیں مندرج ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ کعبہ کی طہارت عبادت
ہے اسکی زینت سے طواف کرنیوالوں کے لئے اسمیں یہ اشارہ ہے۔ آج دُنیا میں طائفوں اور

زائروں کے واسطے کعبہ کو زینت دیتے ہیں۔ کل کو یعنے قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ بہشت کو اپنے عارفوں کے لئے جو دار النعیم کے مقیم اور متوطن ہونگے کسطرح زینت نہ باندھیگا کما ورد اعددت للعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر۔ دوم دوسری اشارت یہ کہ کعبہ آب وگل کی تطہیر کے لئے وہ دو پیغمبر بزرگوار مامور ہیں کما ورد ان طھّرا بیتی الخ انسان کی جان ودل کی تطہیر کا مباشر حضرت پروردگار جل جلالہ بموجب ویطھّرکم تطھیرًا کے بذات خود ہے اور ان دو نو تطہیروں میں بڑا فرق ہے اسلئے کہ وہ تطہیر خلقت کے واسطے ہے اور یہ تطہیر خدا تعالیٰ کیواسطے ہے جو تطہیر بندوں کے لئے تھی وہ اُنکے حوالہ کیگئی اور جو تطہیر حضرت خداوندی جل جلالہ کے متعلق تھی لاجرم ذات مقدس بذات خود اُسکی طرف متوجہ ہوئی واللہ المستعان

بساط اے میرے بھائیو دعوت تین طرح پر ہوتی ہے۔ ایک دعوت ایمان اور طاعت اور خدمت کی ہے اور یہ دعوت انبیاء کے حوالہ کیگئی کما ورد اُدعُ الیٰ سبیلِ ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ اور دُوسری دعوت توبہ اور مغفرت کیلئے اور یہ دعوت حضرت خداوندی کی طرف مسند ہے کما ورد فاطر السمٰوٰت والارض یدعوا لیغفر لکم تیسری ضیافت بہشت اور رویئت کیواسطے ہے اور یہ بھی حضرت ایزدی کی عنایت کیساتھ متعلق ہے کما ورد واللہ یدعوا الیٰ دار السلام ویھدی من یشاء الیٰ صراطٍ مستقیم یعنے بالرویۃ ارباب اشارت فرماتے ہیں کہ حقتعالیٰ نے جب بندونکو اپنی درگاہ میں بُلایا بندوں نے عذر پیش کرکے کہا کہ اے ہمارے پاک اللہ ہم معیوب ہیں اور تیری ذات بے عیب ہے اور معیوب معیب کی محبت کے کب لائق ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے دعوت کا باعث ظاہر کرکے فرمایا اے میرے بندو تم کو اپنے لئے نہیں بُلاتا ہوں بلکہ تمہارے ہی لئے تمکو بُلاتا ہوں کما ورد یدعوا لیغفر لکم یعنے ہم سب معیوب اور عیبناک آدمیوں کے خواہاں ہیں اس لئے کہ ہم انکو بخشیں اور بے عیب کرکے اپنی رضامندی کے مقام پر بٹھادیں ٭

اشارت - ابلیس پلید مشرق مغرب میں رات دن پھرتا رہتا ہے۔ جس جگہ کسی پاک صُورت پاک سیرت کو پاتا ہے اُسکو گناہ کی نجاست سے آلودہ کردیتا ہے اور جہاں بے عیب کو پاتا ہے اُسکو معیوب بنادیتا ہے اور ہمارا مولیٰ جل وعلا مشرق سے مغرب تک بنظر رحمت دیکھتا رہتا ہے جس جگہ کسی آلودہ کو دیکھتا ہے اُسوقت اُسکو اپنی رحمت سے پاک کردیتا ہے۔ بساط دعوتیں چار ہیں دعوت ظاہر اور دعوت باطن اور دعوت تصریح اور

دعوت کنائتی۔ دعوت ظاہر یہ ہے کہ پیغمبروں کو واسطے ہدائت خلقت کے بھیجا کہ اُن کو خدا تعالیٰ کیطرف بُلاتے رہے۔ اور دعوت باطن یہ ہے کہ انکو معرفت او عقل دیا اور دعوت تصیرحی یہ ہے کہ علما اور نصحا اور مؤدب بھیجدیئے تاکہ انبیاء کی نیابت کی مسند پر بیٹھکر عوام کو علم اخلاقیہ اور اُمورات شرعیہ سے آگاہ کرتے رہیں۔ اور دعوت کنائتی یہ ہے کہ ان چیزوں کے ظہور سے انسان خود سمجھہ جائے اور حرکات ناشائستہ سے باز آجائے جیسے پیری اور بالونکی سفیدی اور بدن کی ضعیفی وغیرہ۔ جب انسان کے حواس میں کسیطرحکا ضعف آجاتا ہے تو اُسکو خودبخود سمجھہ آجاتی ہے اور ازاں بعد حق سُبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو چار مرکب عطا فرمائے تاکہ ان مرکبوں کے وسیلہ سے قبول کے حرم اور وصُول کے خلوتخانہ میں پہنچ سکے اور وُہ مراکب یہ ہیں ایک علم دوم عقل سوم معرفت چہارم توفیق۔ اَے میرے بھائیو۔ اِس تقریر میں ایک نکتہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو جب اپنی طرف بُلایا ہے اور اُن کیلئے مرکب بھیجدیئے اور یہ فقیر اُن مرکبوں پر سوار ہوکر بموجب فرمان کے جناب قدس میں حاضر ہُوئے عقل کب تقاضا کرتی ہے کہ ان بیچاروں کو اپنی بارگاہ میں دخل نہ دیوے اور اپنی درگاہ خداوندی سے لوٹا دیوے +

حدیث۔ عبداللہ بن عمر حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہیں کہ آنحضرت فرمایا جو شخص ضیافت میں بلایا جاوے اور وُہ دعوت کی اجابت سے انکار کرے بیشک وہ شخص خدا اور رسول کا گنہگار ہے اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ تم کو بہشت میں بلاتا ہے۔ کما ورد وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ اور تم اُس کے فرمان میں تعلل کرتے ہو تم کو لازم ہے کہ تم توبہ اور ترک معصیت بحکم سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ کے جلدی کرو اگر کوئی بندہ کسی دوسرے بندہ کو بلادے اور وہ اجابت نہ کرے۔ بیشک وُہ گنہگاروں کے جُملہ میں سے ہوجاتا ہے۔ پس کیا حال ہوگا اُس شخص کا جو حق سُبحانہ وتعالیٰ اُسکو دارالسّلام کیطرف واسطے غفران آثام اور وصُول مرام کے بلاوے اور تم تعلل اور توقف کو درمیان لاؤ تو کس قدر گنہگار مجرم ہوگا پس تمکو چاہئیے کہ داعی حق کی دعوت کو اجابت کرو اور معصیت اور بیفرمانی کو ترک کرو اور اُسکی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہو +

مسئلہ شرعیہ دعاک الی طعام وانت صائم فعلیک الافطار اگر کوئی شخص تیری ضیافت کرے اور تو روزہ دار ہووے۔ پس تجکو لازم ہے کہ تو روزہ کو افطار کردے اس لئے کہ افطار کا

ثواب صوم سے زیادہ ہے کما ورد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَفْطَرَ لِحَقِّ اَخِیْہِ کُمْ اللّٰہُ لَہٗ ثَوَابَ صَوْمِ اَلْفِ یَوْمٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْفِ اَلْفِ یَوْمٍ اے میرے بھائیو جب صاحب شریعت واسطے دعوت خلق کے طاعت کی ترک تیرے پر ایجاب کرتا ہے تو البتہ واسطے دعوت حق سبحانہ وتعالےٰ کے معصیت کو ترک کرنا واجب ہوگا ❊

نقل ہے کہ ایک مرد نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنی زوجہ کو رفاقت کیوجہ سے بلاتا ہے۔ اور زوجہ اُسکی نماز نفل کیحالت میں ہے۔ صاحب شریعت فتوٰے دیتا ہے کہ عورت کو لازم ہے کہ اپنی نماز کو ترک کرکے اپنے خاوند کے حکم کی اجابت کرے۔ جب صاحب شریعت فتوٰے دیتا ہے کہ زوجہ کو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کے لئے نماز نفل کو چھوڑ دے تو اگر مالک حقیقی اپنے بندے کو رحمت کے لئے بُلائے تو بندے کو اُس کے حکم کی اجابت میں کچھ تقصیر نہ کرنی چاہئے

نقل ہے کہ حضرت آدم سے حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام تک کوئی شخص گنہگار پیدا نہوا حضرت مُوسےٰ علیہ السلام کے وقت ایکروز ایک آدمی کو باپ نے بُلایا۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُس شخص کو گنہگار کردیا۔ اُسی روز سے یہ علّت آدمیوں کے درمیان پھیل گئی۔ اے میرے بھائیو جو شخص اپنے باپ کی دعوت کا انکاری ہوکر اجابت نکرے وہ گنہگار ہونیکی علت میں گرفتار ہوجاتا ہے اور جو کوئی حق تعالےٰ کی اجابت نہ کرے۔ اگر بعلّت صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ پھروہ گنہگار اندھا ہوجائے۔ تو کچھ عیب نہیں ❊

رجعنا الی مباحث الحج فی المغرب الحج القصد ومنہ المحجۃ وھی الطریق وقال بعضھم الحج الکثرۃ القصد والتردد وتسمی فارغۃ الطریق محجۃ لکثرۃ التردد فیھما ویسمی قصد البیت حجًّا لکثرۃ تردد الناس الیہ والحج فی الشرع عبارۃ عن قصد مخصوص الی مکان مخصوص۔ وقال فی القوت القلوب الحج فی اللغۃ ھو القصد الی من یعظم فینبغی ان یکون الحاج معظما لمن قصدہ بالحج۔ التحقیق ھذا الاسم۔ اور تعریف میں لکھا ہے کہ شیخ عمر حاجی قدس سرہٗ نے کئی سال مکہ میں اقامت کی اور حرم میں اپنے وضو کو نہ توڑا۔ اور ہر بار قضائے حاجت کے لئے حرم سے باہر جاتے تھے۔ طہارت کرکے مکہ میں داخل ہوتے تھے طبقات میں لکھا ہے کہ شیخ نصارےٰ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ عمرو قدس سرہ ساٹھ حج بجالائے تھے۔ اور چالیس سالوں میں بول اور غائط اس سے وجود میں نہ آیا ۵

اے قوم بحج رفتہ کجائند کجائند		معشوق ہم اینجاست بیائند بیائند	

معشوق تو ہم خانہ و دیوار بدیوار	دربادیہ سرگشتہ شما درچہ ہوائند
دہ بار ازیں خانہ بداں خانہ برفتند	یکبار ازیں خانہ بریں بام برآئند
آنخانہ لطف ست بشانہات تگفتید	از خواجہ آن خانہ نشانے بنمائند
فی الجملہ ہمہ رنج شما گنج شما باد	افسوس کہ بر گنج شما پردہ شمائند
خواہید کہ بنہید رُخ اندر رخ مقصود	زنگار آئینہ بصیقل بزدائند

حکایت۔ نقل ہے کہ ابراہیم خواص قدس روحہ نے فرمایا کہ میں نے ایکروز ارادہ کیا کہ اپنے انتظار کشیدہ آنکھوں وبیضت عیناہ من الحزن کو یوسف کعبہ کے جمال سے مشرف اور مجلی کروں۔ اس نیت سے بیت اللہ کیطرف روانہ ہُوا۔ جب میں ایک جنگل میں پہونچا تو میں نے ایک لڑکا جسکی پیشانی پر ابھی بلاغت کے آثار نمودار نہ تھے۔ دیکھا کہ بغیر زادراہ دشت اور صحرا کو طے کرتا ہُوا چلا جاتا تھا۔ میں نے اس سے پُوچھا کہ اے لڑکے تو کون ہے۔ اور تیرا ارادہ کہاں کا ہے۔ بولا کہ میں بیت اللہ شریف کی زیارت کو جاتا ہوں۔ میں نے کہا اے لڑکے امر اور نہی کی تکلیف اس شخص پر لکھتے ہیں۔ جو بلوغ کی ولائت کے امر کا مکلّف ہو اور آستان سپہر ایوان کعبہ کی ملازمت کے لئے اُس شخص کو بُلاتے ہیں جو اُس کے معاملہ کا کیسہ استطاعت کے نقد سے مملوّ ہو۔ کما ورد وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ لڑکے نے جوابدیا اے ابراہیم عبُودیت امر پر موقوف ہے۔ لیکن حضرت عشق کو امر کی کچھ حاجت نہیں۔ جو چیز بندے تکلیف سے کرتے ہیں اور عاشقوں کو اگر رد بھی کردیں تو خدمت اور اطاعت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ میں نے کہا اے لڑکے میں نے مانا کہ اس سفر کا باعث عشق اور محبّت ہے۔ لیکن اس سفر کا زادو راحلہ کیا ہے۔ کہا اے ابراہیم زاد وراحلہ کی بابت کیا بات کرتے ہو۔ اہل دُنیا سبب کیطرف التفات کرتے ہیں میرا توشہ یقین اور میرا مقصد دوست کا وصال ہے۔ یہ بات اچھی نہیں کہ تو دوست کے گھر مہمانی کیواسطے جائے اور اپنے ساتھ روٹی لیجائے۔ ابراہیم نے کہا میں اُس لڑکے کے حال اور قال سے حیران ہوگیا اور وُہ لڑکا میرے سے آگے بڑھ گیا۔ جب میں کعبہ شریف میں جا پہنچا تو اُس لڑکے کو خانہ کعبہ کے اردگرد طواف کرتے دیکھا۔ جب اُسکی نظر میرے پر پڑی تو کہا اے شیخ آپ کے اس استبعاد اور انکار کا کیا اعتبار ہے۔ جس شخص کو معرفت کامل اور یقین شامل ہوتا ہے وُہ جانتا ہے کہ انسان کی حیات اور ممات حق سبحانہ وتعالیٰ کے اجبار اور امانت سے

متعلق ہے جسکو اُس نے جان دی ہے اُس سے روٹی کا دریغ نہیں رکھیگا۔ **بیت**

غم روزی چہ میخوری شب و روز	کہ سگ و گربہ راہمین کار یست

الحکایت حضرت شقیق بلخی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز مکہ کے راستہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ مسافت کے طے کرنیسے اُس کے پاؤں میں آبلے پڑگئے اور چلنے سے رہ گئے تھے اُٹھتا بیٹھتا جنگل میں جاتا تھا اور کہتا تھا ؎

عشق بر انگیخت مہا از خوابم	اینک بنظارہ رخت مے آیم
بے پائے بہمت بدرت مے آیم	کاندر رہ تو عشق تو آمد یا بم

میں اُس شخص سے آگے چلا گیا۔ جب میں مکہ میں پہنچا۔ ایک رات میں طواف کر رہا تھا اچانک میری نظر اُس جوان پر جا پڑی کہ وہ بڑے طمطراق سے خانہ کعبہ کے اردگرد طواف کر رہا تھا۔ میں نے کہا اے جوان باوجود ضعف بنیت کے خونخوار جنگل کو تو نے کسطرح طے کیا کہا اے شقیق اگر میں ضعیف ہوں تو میرا پہنچانیوالا بڑا قوی زبردست ہے ❖

مؤلف اے میرے بھائیو عشق اور محبت کا مرکب بڑا تیز رفتار ہے۔ کہ کعبۂ مراد کے طالبوں کو داداد کے مقصد اور ارشاد کے حرم میں پہنچا دیتا ہے۔ بیابان تکلیفات عقلیہ کی اکثر ایسے ایسے مسافر بھی ہوا کرتے ہیں جو رات دن جنگل اور دریا اور سمندروں کو قطع اور طے کر کے تمام مشقت کے بعد بیت الحرام کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ آستان عشق اور محبت کے مجاور ایسے بھی ہوا کرتے ہیں کہ ثبات اور استقامت کے پاؤں سے تحقیق اقامت کی طریق کو طے کر کے استغنا کے دامن میں پاؤں دبا کر بیٹھ رہتے ہیں اور محبوب حقیقی از راہ تقاضا کعبہ شریف کو اُنکی زیارت کے لئے بھیجدیتا ہے ؎

تا یکے نکتہ صفت دائرہ می پیمائی	تو چون مرکز بنشین گرد تو پرکار منم

الحکایت اصمعی کہتا ہے کہ کافر بادشاہوں میں سے ایک بڑے بادشاہ کی ایک لڑکی صاحب حسن وجمال تھی اور درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ فہم وادراک اور عصمت اور عفت اور پاکدامنی سے آراستہ وپیراستہ تھی اور بادشاہ کو اُسکی نسبت بڑا اہتمام تھا۔ اتفاقاً اُس لڑکی کو جنون کی بیماری طاری ہوئی لیے اختیاری کے عالم میں اپنے تخت وبخت اور مال ومنال اور جاہ وجلال کو چھوڑ کر پہاڑوں اور بیابانوں کیطرف متوجہ ہوئی۔ بادشاہ نے تمام ملکوں میں اشتہار جاری کردیئے کہ جو شخص میری اس لڑکی مجنونہ کا علاج کرے اور اس مرض سے اُسکو اچھا کرے

مَیں اُس شخص سے دو وعدوں کا اقرار کرتا ہوں ایک یہ کہ دو تہائی اپنے ملک اور بادشاہی کی اور دو تہائی اپنے خزانوں اور دفینوں کی اُسکو دیدونگا۔ دوسرا یہ کہ اُسی لڑکی کا نکاح اُسکے ساتھ کردونگا۔ القصّہ دور دراز ملکوں سے بڑے بڑے حکیم حاذق اُس شہزادی کے علاج کیلئے آئے اور اپنی اپنی حکمت سے اُسکا معالجہ کیا لیکن کسی شخص کی سعی مشکور نہ ہوئی اور وہ بُرج شاہی کا ستارہ بیماری کے محاق سے باہر نہ آیا اور بادشاہ نے یہ حکم بھی دیا ہوا تھا کہ جو شخص اطبّا اور حکما سے اُس قرۃ العین شہنشاہی کا معالجہ کرے اور اس سے اس امر کی اصلاح نہو سکے وُہ مقتولوں کے زمرہ میں منخرط کیا جاویگا۔ اسی لئے اکثر حکیموں کے سر دروازوں پر لٹکا دیئے گئے اور بڑے بڑے عالیشان سپہ سالاروں کے خون خواری کی خاک پر گرائے گئے۔ حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ اشتہار دیکھا تو میرے دماغ میں یہ خیال پیدا ہؤا کہ میں بھی اس معاملہ میں اپنی بخت آزمائی کروں اُس لڑکی کے معالجہ اور اُس کے مرض کی تشخیص کے ارادہ پر کفّار کے بلاد کیطرف روانہ ہؤا۔ روم کے مُلک میں پہنچکر مَیں نے بادشاہ کو اپنے آنے کی اطلاع کردی اور اُس لڑکی کے معالجہ کا آوازہ کوچہ وبازار میں مشہور کردیا۔ بادشاہ نے مجھکو اپنے دربار میں بُلا کر کہا اے غریب الوطن بہتیرے اعلےٰ وادنےٰ نے اس امر خطیر میں دخل دیا آخر اپنا سر کٹا کر ملک عدم کو روانہ ہوئے۔ تو کس واسطے اپنی جان ناتوان پر ظلم کرتا ہے۔ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تو اس خطرناک کام میں دخل نہ دے۔ اور اپنے وطن طرف سلامت چلا جائے۔ میں نے کہا اے شہنشاہ عالیجاہ جو کچھ آپ نے تقریر فرمائی وُہ مَیں نے سُن لی۔ لیکن میں اپنے خداوند کے کرم پر امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ میری سعی کو ضائع نہ کریگا۔ اور میری معالجہ میں برکت کرامت فرمائیگا۔ بادشاہ عالیجاہ نے ایک بدرقہ میرے ہمراہ کیا۔ جب میں اس راہ کی منزل گاہ میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک جنگل برّ کے گوشہ میں وطن بنایا ہؤا اور دُنیا کے تعلق اور تملق سے علیحدہ ہُوئی ہوئی۔ میں نے دُور سے اُسکو دیکھکر معوّذتین اور بسم اللہ اور سُورت فاتحہ پڑھنی شروع کیا۔ اس سے فراغت پاکر سُورۃ بقر کا اشتغال کیا۔ اسیوقت وُہ عورت اپنے بدن کی عورت کو گھاس پلاس سے ڈھانپ کر میرے نزدیک آئی اور قرآن شریف سُننے لگی۔ جب میں نے سُورۂ بقر کو تمام کیا تو ایک منٹ کا مقدار چپ ہوکر بیٹھا رہا۔ اس لڑکی نے کہا اے خدا کے بندے سورۃ آل عمران بھی مجھے سُنا دے۔ میں نے حیران ہوکر اپنے دلمیں کہا عجب ہے کہ اس کفرستان کی زمین میں اس لڑکی کو قرآن شریف کا علم کہاں سے حاصل ہوا

بولی اَیُّهَا الْغَرِیْبُ لَوْ لَمْ اَعْلَمْ قُرْاٰنَ اللّٰهِ كَیْفَ وَجَدْتُ الْقَرَارَ مَعَ اللّٰهِ اے غریب الوطن اگر میں
اسکے کلام کو نہ جانتی تو اُس کے ساتھ کیونکر قرار پکڑتی - اصمعی کہتا ہے کہ میں نے اس لڑکی کے
مرض پہچان لیا اور اس کے مداوا جانکر سورۂ آل عمران کے پڑھنے کا اشتغال کیا - جب میں نے
اس سورہ کو ختم کیا - تو کہا سورہ نسا کو پڑھ - جب میں نے سورۂ نساء کو پورا کیا تو اُس لڑکی باہوش
نے کہا - اے صمعی تونے جو کچھ پڑھا میں نے سُن لیا - اب میں پڑھتی ہوں تم سُنو - صورت
حزین اور دلنواز آواز سے سورۂ انعام شروع کی اور آخر تک پہونچائی - اسکی قرأت سُن کر
میں حیران ہوا - اور کہا اے افسوس ایسا محبوب القلب اس تنہائی کے بیابان اور یکتائی کے
جزیرہ میں تن تنہا ہووے - کہا اے بطال افسوس اور دریغ اسجگہ ہوا کرتا ہے - جہاں دوست
کی موانست حاصل نہووے اور دشمن کی مجالست میں مبتلا ہووے اور حقتعالے کی صحبت سے
جدا ہووے اور خلقت کی صحبت میں پھنسا رہے - مگر تو نہیں جانتا ہے کہ اِنَّ وَحْشَتِیْ
مَعَ اللّٰهِ فِیْ اَیِّ مَكَانٍ كَانَ اَصْمَعِیُّ رح ؎

ہر کہ با دوست ہمنشیں گردد	بمرادت خود قرین گردد
برضائے خدا کسے برسد	کز ہمہ خلق خشمگین گردد

میں نے کہا کہ اے سالکِ راہ خدا تجکو اس طریق میں سوائے کسی رفیق کے سلوک حاصل
نہو گا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ عورتونکا سوائے شوہر کے گذارہ محال ہے کہا ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ شاید تجکو میرے ساتھ کوئی حاجت ہے - میں نے کہا میرا مطلب آرزوئے شہوت کے
نہیں بلکہ آرزوئے موافقت کی ہے تاہم دونو طاعت اور عبادت الٰہی کے امورات میں ایکدوسر
کی ادانت کرکے سلوک کے طریق کو حقیقۃً طے کریں - اور میں حجاز کے سفر میں تیری ہمراہی
کروں - اور تجکو بیت اللہ کی زیارت کرادوں - پوچھا کہ خدا تعالےٰ کا بھی کوئی گھر ہے - میں نے کہا
ہاں اور بیت اللہ شریف کے چند اوصاف میں نے بیان کئے - کہا اسجگہ سے کتنے فاصلہ پر
ہے میں نے کہا ایکسال کے راستہ کی مسافت ہے - میری اس بات کو سُنکر ایک ساعت متامل ہوئی
اور اسجگہ سے اُٹھکر میدان میں بیٹھ گئی میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا کہ کعبہ شریف اس لڑکی کے اردگرد طواف
کررہا ہے میری طرف نظر کرکے کہا یا بطال اما علمت ان من احبۃ حقیقۃ المحب جعل
الکعبۃ حیث ھو - اے غریب الوطن تو نہیں جانتا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ وتعالیٰ کو حقیقۃً
دوست رکھتا ہے حقتعالےٰ کعبہ کو اسکی زیارت کیلئے بھیجدیتا ہے اور یہ آیت پڑھی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا

فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اس کے بعد وہ لڑکی میری نظر سے غائب ہو گئی اور پھر میں کبھی اُس کے دیدار سے مشرف نہ ہوا ٭ **مؤلف** اے میرے بھائیو بعض بندے ایسے ہیں جو کعبہ مقصود کی طلب میں سر سے قدم تک اور خون جگر سے غذا کر کے فراق کے زخم کھا کر اپنے وجود کو نابود کر دیا۔ تب وہ محبوب کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور بعض بندے ایسے بھی ہیں جو اپنے پاؤں دامن میں دبا کر اور قدم کو استغنا کے مقام میں گاڑ کر شب و روز یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں بمقصود کا کعبہ ازروئے تقاضا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کے اس کے ارد گرد میں طواف کرتا ہے۔ قَوْمٌ مَارَاَیْتُھُمْ زَوَاءَ بِکَعْبَتِھِمْ وَالْاٰنَ کَعْبَتَنَا زَوَاءَ اَقْوَامٍ ٭

اثماء الفرادین میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک عابد نے چار سو سال حضرت خداوندی ذوالجلال کی عبادت میں صرف کئے کہ اس مدت میں کسیطرح کا گناہ صغیرہ اور کبیرہ اس سے صادر نہوا۔ ایک روز اپنی مناجات میں کہتا تھا۔ اِلٰھِیْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ وَلَا تُعْجِبْنِیْ بِعَمَلِیْ وَلَا تَجْعَلْ قَلْبِیْ مَیَّالًا اِلٰی ثَنَاءِ الْمَخْلُوْقِیْنَ ٭ الٰہی میرے نفس کو ایک طرفۃ العین تا بی مت چھوڑ کر اور مجکو اپنے عمل پر مغرور مت کر۔ اور میرے دلکو مخلوق کی ثنا اور مدح کیطرف مائل نہ کر۔ حق سبحانہ و تعالے نے اس زمانے کے پیغمبر کیطرف وحی بھیجی کہ اے ہمارے نبی تو اس عابد کو ہماریطرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ اے ہمارے عابد تم تین کام کرو اور اپنے دلکو تفرقہ سے جمع رکھو کُنْ مِنَ الْقِلَّۃِ مُعْطِیًا۔ وَمِنَ النَّاسِ وَحْشِیًّا۔ وَاِلَی اللّٰہِ مُشْتَاقًا۔ یعنے اگرچہ کتنی ہی قلت کی علت میں مبتلا ہو عطا اور سخاوت سے ہاتھ نہ روکو۔ دوئم دُنیا داروں کی صحبت سے وحشیوں کی طرح بھاگ جاؤ۔ سوئم جان و دل سے اپنی حضرت خداوندی سبحانہ و تعالٰی کے مشتاق رہو۔ اگر تم ان تین باتوں کی تعمیل کرتے رہو گے۔ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ کا ماموربن جاؤ گے ٭

اے دل از عشق خدا و در دل و جان راہ دہی	دل بدو بخشی و جان در غم آن شاہ دہی
عاقبت در دل آن شاہ اثر خواہد کرد	گز بہائے کہ بسوز از دل آگاہے

مؤلف۔ اے میرے بھائیو حق سُبحانہ و تعالٰی دنیا دوست کو لقمہ اور خرقہ بحکم مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا دیتا ہے اور عقبٰی دوست کو شراب طہوری اور خوشہ انگوری اور زلف حوری ہاتھ میں دیتا ہے۔ کما ورد مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا ٭ لیکن طالب مولٰی کو نہ یہ اور نہ وہ عالم دُنیا میں برہنہ

اور بہشت میں سرگشتہ نہ تو وہ حور کی صحبت کو پسند کرتا ہے اور نہ شراب طہور کو چاہتا ہے۔ رضوان اُن کی استغنائی اور ان کی بے پرواہی کو دیکھ دیکھکر حیرت کی اُنگلی قدرت کے کانوں میں دبا کر استفسار کریگا کما ورد من انتم ومن این جئتم ماذا تطعمون وماذا تریدون مستانِ خدا رضوان کی التجا کیطرف اصلاً اور مطلقاً متوجہ اور ملتفت نہونگے اور اُن کے سوال کا جواب نہ کہیں گے۔ رضوان بارگاہ ایزد سبحان میں عرض کریگا الٰہی یہ لوگ میریطرف التفات نہیں کرتے ہیں حقتعالٰی سے خطاب پہنچیگا وھو اعلم بحالھم ماذا یریدون عبادی پھر خطاب قدس اُن کیطرف متوجہ ہوگا کہ اے میرے بندو تم کیا چاہتے ہو۔ اس خطاب کے جواب میں وہ عرض کرینگے اے ہمارے اللہ ہم نے تیری پرستش اس غرض کے لئے نہیں کی کہ تو ہمکو مرغ بریان کھلاوے۔ اور بہشت کی حوروں کا جلوہ دکھاوے۔ پھر حق سبحانہ وتعالٰی کا یہ خطاب مستطاب پہونچیگا کہ عبادی شغفتم الی لقائی وانا الیکم اشد شوقا۔ اُسیوقت جمال محبوب حقیقی کے آگے سے جلال کے پردے اُٹھائے جاوینگے اور یہ ندا ہر ایک عاشق صادق کے کان میں پہونچائیں گے عبادی لقیتم معناو لقینا معکم اے میرے بندو جب تم غیر اللہ اور ماسوی اللہ سے مجرد ہو گئے ہو تو اب ہم تم ایک ہو گئے اور ہمارے تمہارے درمیان کسی طرح کا حجاب باقی نہیں رہا ہے

اے عاشقان اے عاشقان امروز مائیم وشما	افتادہ در غرقابۂ تا خود کہ داند آشنا
گر سیل عالم پُر شود ہر موج چون اُشتر شود	مرغان آبی را چہ غم کو گر خورد مرغ ہوا
ما رُخ زشکر افروختہ با موج مہر آموختہ	زیرا نکہ ماہی را بود دریا و طوفان جان فدا
این بادہ اندر ہر سرے سودائے دیگر مے پرد	سودائے آن ساقی مرا باقی ہمہ آن شما

رجعنا الی المباحث الحج قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حج الرجل بمالٍ حرام وولّی یقول اللہ تعالٰی لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک حجک مردود علیک مالُک خبثٌ ونفقتُک حرامٌ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جب مرد حرام مال خرچ کرکے حج بجا لاتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے لبیک اللّٰھم لبیک حق تعالٰی فرماتا ہے لا لبیک ولا سعدیک یعنی سے منع کرتا ہے اور ازاں بعد فرماتا ہے کہ میں نے تجھے کب بُلایا ہے تو مجھکو دیوے تیرا مال پلید تیرا نفقہ حرام اور میں کوئی مال قبول نہیں کرتا ہوں۔ مگر پاک اور طیب یعنی میری ذات پاک ہے اور سوائے پاک مال کے دوسرے مال کی میری بارگاہ میں پذیرائی اور گنجائش اور سمائی نہیں جیسا کہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے:-

نقل حضرت امام زین العابدینؑ کے چہرہ مبارک کا رنگ احرام کے وقت زرد اور دگرگوں ہو جاتا تھا۔ اور اُن کا مزاج مبارک ایسا مضمحل ہو جاتا تھا کہ تلبیہ یعنے لبیک کا لفظ زبان پر نہیں لا سکتے تھے لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور امام حسینؑ رضی اللہ عنہ کے قرۃ العین آپ کس لئے لبیک نہیں کہتے ہو۔ فرمایا میں اپنے خداوند کے باکمال جلال سے ڈرتا ہوں شاید میری لبیک کے جواب میں لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ فرمادیوے۔ یہ بات کہکر ایسے بے اختیار ہوئے کہ اپنے مرکب سے زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے *

نقل احمد بن الجواری رحمۃ اللہ جو ابو سلیمان دارانی رحہ کے مرید تھے فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد ابو سلیمان رحمۃ اللہ نے لبیک کے وقت لبیک نہ کہی اور لوگوں کی لبیک کی آواز سنکر عالم بیہوشی میں ایک میل تک چلے گئے۔ جب قدرے افاقہ ہوا تو پھر واپس آکر فرمایا۔ کہ حق سبحانہ وتعالے نے حضرت داؤد علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی اور فرمایا کہ اے داؤد اپنی اُمت کے ظالموں کو کہدو کہ میرا نام ہرگز اپنی زبان پر نہ لایا کریں۔ اور مجکو یاد نہ کیا کریں اس لئے کہ جو کوئی مجکو یاد کرتا ہے میں بھی بحکم فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ اُسکو یاد کرتا ہوں اور جب کوئی ظالموں کی جماعت سے مجکو یاد کرتا ہے تو میں اُسکو لعنت سے یاد کرتا ہوں اور نیز فرمایا کہ میں نے حضرت اکابر علماؑ سے سُنا ہے کہ جو شخص حج کا نفقہ مال حرام یا مشتبہ سے کرے اور پھر لبیک کہے اُس کے جواب میں لا لبیک ولا سعدیک حتی تردما فی یدیک کہتے ہیں *

مؤلف اے میرے بھائیو اسی لئے اکثر حاجیوں کے حج چونکہ اپنے زاد و راحلہ کی حلیت میں احتیاط نہیں کرتے ہیں شرف قبول کو نہیں پہونچتے ہیں اور رضائے خداوندی جل و علا سے مشرف نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہوا *

الحکایت حضرت شیخ علی بن الموفق رحمۃ اللہ نے جو بزرگان دین اور منزل شناس راہ یقین کے تھے۔ فرمایا کہ ایک سال میں نے حج کیا عرفہ کی رات کو میں نے دو فرشتے سبز پوشاک پہنے ہوئے آسمان سے اُترتے دیکھے۔ جب وہ زمین کے میدان پر پہونچے تو ایک دوسرے کو پوچھنے لگے کہ تجھے معلوم ہے کہ اب کے سال حاجیوں کی تعداد کسقدر تھی۔ دوسرے فرشتہ نے کہا کہ چھ لاکھ سے کم نہ تھے۔ کہا کچھ معلوم ہے کہ اس مقدار کثیر سے کتنے آدمیوں کے حج قبول ہوئے اُس نے کہا کہ مجکو اس امر کی بابت کچھ معلوم نہیں کہا کہ اب کے سال چھ آدمیوں کا حج قبولیت کے درجہ کو پہنچا۔ جب میں نے یہ بات ملائکہ سے سُنی تو میں نیند سے جاگ پڑا اور اسبات

کے ہول سے سخت غمناک ہؤا اور اپنے دلمیں خیال کیا کہ بہرحال میں اُن چھٹوں میں سے نہیں ہونگا۔ اسی غم اور اندیشہ میں مشعر الحرام کے حرم میں جا پہونچا اور وہاں سو گیا وہی دُو فرشتے جن کو میں نے پہلے عالم رویا میں دیکھا تھا خواب میں میری نظر میں آئے کہ وہی گفتگو آپسمیں کر رہے ہیں ایک نے دُوسرے سے کہا تو جانتا ہے کہ حقتعالیٰ نے اپنی خلقت میں کیا حکم کیا ہے کہا مجکو معلوم نہیں کہا وُہ چھ لاکھ حاجی جنمیں سے چھ حاجیوں کا حج قبول ہؤا تھا وہ سب کے سب بخشے گئے۔ اور اپنے کرم اور رحمت کو اُن کے حق میں مصروف رکھا۔ جب یہ بات میرے کان میں پڑی۔ تو مَیں خواب سے جاگ پڑا اور اپنے خداوند سبحانہ وتعالےٰ کا شکر بجالایا ۔

الحکائت۔ اور نیز شیخ علی بن الموفق رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں ایکروز بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب میں حج کے مناسک ادا کر چکا تو میرا خیال اُن لوگوں کی طرف گذرا جو کعبہ کے راستہ میں ہزارہا مشقتیں اٹھا کر بیت اللہ کو پہونچے۔ اور اُس کے مناسک بجملگی ادا کئے اور انکا عمل معرض قبول میں نہ پڑا۔ اور ان کے حج نے مبرور حجوں میں اثبات نہ پایا۔ ان شخصوں کے درد دل نے باطن میں ایسا اثر کیا۔ کہ میں نے بارگاہ ایزدی میں التجا کی۔ الٰہی میں نے اپنا حج مایوس فقیروں کو بخشدیا۔ اور اسکا ثواب اُن کے اعمالنامہ میں درج فرمایا جاوے۔ اسی رات کو میں نے حضرت جلال احدیت کو بے کیف خواب میں دیکھا اور یا علی الموفق الا دانا خلقت السخاوۃ والاسخیاء اے علی الموفق تو ہماری بارگاہ میں اپنی جوانمردی دکھاتا ہے۔ حالانکہ سخاوت اور سخیوں کو میں نے ہی پیدا کیا ہے اور اجود الاجودین اور اکرم الاکرمین میری ہی ذات ہے۔ جُود اور کرم میرا ہی خاصہ ہے۔ اے علی بن الموفق! سمجھ اور سُن کہ آج کے دن جو شخص قبول کی دولت سے مشرف نہیں ہؤا اُسکا حج مبرور نہیں ہؤا مقبول کی برکت سے مَیں نے اُن کو بھی بخشدیا۔ اور ان کے اعمال ناقصہ کو انکا ملون کی طفیل قبول کیا۔ ہکذا قال السعدی رح فی بستانہ ؎

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم	بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

الحکائت۔ کفایۃ المجالس میں لکھا ہے کہ علی بن الموفق نے ایسے حج کئے تھے۔ ایکدن ارادہ کیا کہ اپنی جوانمردی درگاہ خداوندی میں ظاہر کرے۔ عرض کیا خداوندا میں نے اپنی مُدت العمر میں ایسے حج ادا کئے ہیں۔ ازانجملہ ستر حجوں کا ثواب حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا اور باقیماندہ سے چار حج خلفاء راشدین کی نظر کئے اور تین حجوں کا ثواب اپنی ماں کی

رُوح کو بخشا۔ اور باقیماندہ حج کا ثواب عام مومنوں کو بخشا۔ جب علی بن موفق نے اپنا سرمایہ خرچ کردیا تو اُسیوقت کعبہ کے ایک پتھر سے آواز آئی یا علیؓ اَتَدْرِیْ مَنْ اَنَا اَنَا الَّذِیْ خَلَقْتُ السَّخَاوَۃَ۔ یعنے اے علی میں وُہ خداوند ہوں جس نے سخاوت کو پیدا کیا اور اپنے بندوں کے دلمیں رکھا۔ بِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنِّیْ اَعْطَیْتُ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ مِثْلَ مَا وَسِیْتَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّۃٍ مجکو اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ جو کچھ تو نے ہماری درگاہ میں سخاوت کی ہے۔ ستر ہزار گنا میں نے امتِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالی نے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے کعبہ کی زیارت کے لئے چھ لاکھ آدمی حاضر ہوا کرینگے اگر اس تعداد سے کم آئیں گے تو میں اس کمی کو ملائک بھیجکر پُورا کردونگا۔ اور لکھا ہے کہ قیامت کے دن کعبہ شریف کو ایک عروس کیطرح آراستہ کرکے عرصات میں لارکھیں گے۔ جس کسی نے اسکی زیارت علےٰ وجہ لسنون کے کی ہوگی اُس کے گرد میں طواف کریگا اور اس کے پردہ میں لٹکا رہیگا۔ اور جب کعبہ بہشت میں جاویگا اسکے زائرین بھی اُس کیساتھ بہشت میں جائینگے ✣

نقل ہے کہ حضرت کعب الاحبار نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلی نوبت حرم میں تشریف لائے تو اسمیں ایک پتھر جس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں پایا۔ الاوّل:۔ انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدونی والثانی انا اللہ لا الٰہ الا اللہ والرابع الحرٰلے والکعبۃ بیتی امن من عذابی ✣

مقدمہ۔ اے میرے معزز بھائیو حضرات علما قدس اللہ ارواحہم کو حج کے وجوب اور بواقی واجبات پر اسکی مزیت میں بڑا مبالغہ ہے۔ یہانتک کہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ پر حج کو کئی طرح کی فضیلت سے ترجیح دیگئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ حج کو نماز اور روزہ پر تین وجہ سے فضیلت ہے۔ اوّل یہ کہ جب بندہ مثلاً ادائے نماز اور روزہ سے عاجز ہوجائے تو صاحب شریعت آدھی پائی گیہوں سے اُس کے نقصان کا جبر کردیتا ہے اور جب کوئی شخص حج ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو کسی صدقہ سے اُسکے نقصان کا جبر نہیں ہوسکتا ہے اور کسیطرحکا کفارہ اُسکا تدارک نہیں کرتا ہے الّا یہ حکم ہے کہ اُسکی جانب سے حج گذارا جائے۔ جیسا کہ فقیہہ کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے کہ ایک عورت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ پر حج فرض

ہے مگر وہ نہائت ضعیف اور نحیف اور استقدر لاغر ہے کہ مرکب پر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ اگر میں اسکے لئے حج کراؤں آیا اُس کے ذمہ سے ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔ جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا اے عورت اگر کوئی شخص کا قرضہ تیرے باپ کے ذمہ ہووے اور تو اُس قرضہ کے ادا کے درپے ہووے تو صاحب قرض اُس تیرے ادا کو منظور کریگا یا نہ۔ عورت نے کہا۔ نعم یا رسول اللہ پس فرمایا اے عورت حق سبحانہ و تعالیٰ کا فرض ادا کرنا اس سے سزاوار تر ہے البتہ اسکا لطف اس دین کے قبول کرنے میں حق اور اولیٰ اور اہم ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہؤا کہ حج کے شان کی رفعت ایجاب کے باب میں نماز روزہ سے بڑھکر ہے۔

وجہ دوم۔ مثلاً کسی شخص پر نماز اور روزہ فرض ہؤا اور وہ اس گمان سے نماز یا روزہ میں شروع ہؤا۔ ازاں بعد اُسکو یقیناً معلوم ہؤا کہ نماز یا روزہ میرے پر فرض نہیں اُسکو توڑ ڈالا۔ صاحب شریعت اُس نماز یا روزہ کی قضا اُسپر لازم نہیں کرتا ہے بخلاف حج کے اگر کسی شخص نے اس گمان سے کہ میرے پر حج فرض ہے حج کے مناسک کو ادا کرنا شروع کیا پھر معلوم ہوا کہ حج میرے پر فرض نہیں اُسکو قطع کیا۔ صاحب شریعت فرماتا ہے کہ اُس پر قضا واجب ہے ✤

وجہ سوم۔ مثلاً وہ آدمی جسپر حج فرض ہے اُس کے ادا کرنے سے عاجز ہؤا اور دُوسرے آدمی نے اُسکے واسطے حج گذارا۔ ازاں بعد اُسکا عجز زائل ہوا اور حج ادا کرنے پر قادر ہوا۔ تو صاحب شریعت فتوے دیتا ہے فعلیہ حجۃ الاسلام اور اُسپر واجب ہے کہ حج اسلام ادا کرے اور وُہ حج جو اُسکی طرف سے ادا کیا گیا تھا وہ نفل ہو جائیگا۔ اور نماز کے باب میں مثلاً اگر کسی شخص نے عذر کی جہت سے تیمم سے یا بیٹھکر نماز پڑھی بعد فراغت کے وُہ عذر رفع ہو گیا یعنے پانی کے استعمال یا قیام پر قادر ہؤا۔ صاحب شریعت اُس کو اعادہ نماز کی تکلیف نہیں دیتا ہے اور اُسکی نماز کو فرضیت پر حمل کرتا ہے۔ پس ان تین وجہوں سے حج کے ایجاب کی مرتبت نماز اور روزہ پر ثابت ہو گئی۔ اب ہم حج کی افضلیت زکوٰۃ پر بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص پر مال کی زکوٰۃ واجب ہے اور اُس نے اُسکے ادا کرنے میں تعلل کیا۔ یہانتک کہ اُسکا مال تلف ہو گیا۔ صاحب شریعت کہتا ہے کہ مال کی زکوٰۃ اُس کے ذمہ سے ساقط ہو گئی۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اُسکا مال ابواب خیر میں تلف ہؤا تو زکوٰۃ اُس کے ذمہ سے ساقط ہے اور اگر مال وجہ خیر میں صرف نہ ہؤا تو اُسکا مواخذہ باقی رہیگا۔ بخلاف حج کے مثلاً کسی شخص پر

حج فرض ہے اور اُس شخص نے اپنے مال کو ابواب خیر میں صرف کیا اور حج کے مناسک کو ادا نہ کیا صاحب شریعت فتوےٰ دیتا ہے کہ وُہ حج لازم اُس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا ہے اور اُسکے ذمہ میں بمنزلہ دَین کے ہوتا ہے اور اُسکی تقصیر اور عدم ادا میں آثم اور گنہگار ہوتا ہے +

حج کی فضیلت اور اسکی مزیت میں ضحاک مفسر رحہ نے فرمایا ہے یجب الحج علےٰ کل مسلم صحیح وان لم یکن لہ مال یعنے جو شخص تندرست ہے خواہ اُس کے پاس مال ہو یا نہ حج کرنا اُسپر واجب ہے لوگوں نے امام ضحاک سے پوچھا اور کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ فرمایا اگر کسی شخص نے مکے کے رہنیوالے آدمی سے قرضہ لینا ہو بخدا کہ وُہ شخص اپنا قرضہ وصول کرنیکے لئے اگرچہ پیادہ ہو چلا جائیگا۔ جب اس جہان کے فانی منافع کی تحصیل کے لئے اسقدر تکلیف اپنے پر گوارا کریگا۔ تو اس جہان کے باقی فضائل کے حاصل کرنیکے لئے ضرورتاً اس مبارک سفر کو اپنے پر لازم کرنا چاہئے اگرچہ پیادہ پا جانا پڑے بلکہ اس سفر کو پیادہ پا طے کرنیمیں زیادہ ثواب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کا دن جب قریب آیا تو اپنے اہل بیت کو بلایا اور ان کو بیت اللہ کی زیارت کے لئے پیادہ پا جانیکی تاکید فرمائی۔ اور کہا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ مَشٰی فِی طَرِیْقِ الْحَجِّ کَانَ لَہٗ لِکُلِّ خُطْوَۃٍ سَبْعُ مِائَۃِ حَسَنَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ الْوَاحِدُ بِمِائَۃِ اَلْفِ اَلْفٍ یعنے جو شخص پیادہ پا حج کے طریق میں چلے ہر ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حرم کے حسنات سے اُسکو کرم اور عطا کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ حرم کے حسنات کیا درجہ رکھتے ہیں۔ فرمایا حرم کی ایک نکوئی لاکھ نکوئی کے برابر ہے +

نقل حضرت شیخ ابو الفتح موصلی رحہ نے فرمایا۔ کہ میں ایک دن حج کے ارادہ پر گھر سے باہر نکلا۔ بیابان کے درمیان میں نے ایک لڑکا پیادہ پا چلتے دیکھا۔ کہ توکل کا قدم راستہ میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے اُسکو نیک صورت اور سیرت سمجھکر السّلام علیکم کہا۔ اُس نے میرے سلام کے جواب میں کہا وعلیکم السلام۔ میں نے پوچھا کہ اے خورد سال لڑکے تو کہاں سے آتا ہے اور کہاں کو جاتا ہے۔ بولا کہ میں اپنے خداوند کے گھر کی زیارت کے لئے جاتا ہوں۔ میں نے کہا اے دوست مکلف ہونیسے یہ کیسی مشقت تو نے اپنے پر لازم کرلی ہے۔ کہا اے شیخ یہ آپ کا اعتراض مجھپر بیجا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس عارضی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اجل کے نزدیک خورد سال اور سالخوردہ برابر ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس عارضی زندگی میں بیت اللہ شریف کی

زیارت سے مشرف ہو جاؤں ۵

از غم ایام امان کس نیافت		در روش دہر زمان کس نیافت	
شام وسحر ہست رصد دار عمر		زین دو رصد خط امان کس نیافت	

میں نے اس لڑکے کو کہا اے لڑکے بیت اللہ شریف کا رستہ بڑا دور دراز ہے اور تیرے قدم بہت چھوٹے چھوٹے ہیں تو کسطرح اس مسافت کو طے کر سکیگا۔ کہا کہ یا شیخ قدم اُٹھانا میرا کام اور منزل میں پہنچانا میرے خالق کا کام ہے۔ اس لئے کہ فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ میں نے کہا اے میرے پیارے حبیب تیرے پاس نہ زاد ہے نہ راحلہ۔ اس بیابان کو کسطرح طے کریگا کہا میرا زاد یقین ہے جہاں رہونگا میرا رزق مجکو پہنچ جائیگا اور میرا راحلہ میرے قدم ہیں۔ میں نے کہا میرا سوال روٹی اور پانی سے ہے کہ بغیر روٹی اور پانی کے اس بیابان میں کسطرح چل سکیگا۔ اس لڑکے نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا اے شیخ آپ کا نام کیا ہے۔ میں نے فتح موصلی بتایا۔ کہا یا شیخ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ اور اپنے معبود کی قسم دیتا ہوں۔ کہ آپ مجکو اسکا جواب دیجئے۔ میں نے کہا پوچھو جو پوچھتے ہو کہا اے فتح موصلی اگر تیرا کوئی بھائی تمکو مہمانی اور ضیافت کے طور پر بلائے یہ لائق ہے کہ تو کھانا ساتھ لیجائے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا اے ضعیف الیقین میرے سید میرے مولا جل وعلا نے مجکو اپنے گھر میں بلایا اور میرا کھانا دانہ پانی اپنے کرم واجب کیا۔ میں کسطرح روٹی پانی اپنے گھر سے اُٹھاؤں اور عیاذاً باللہ اس کے کرم کو دل سے بھلا دوں شیخ فتح موصلی نے کہا کہ مجکو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں ایسا لڑکا راہ یقین میں ثابت قدم نہیں دیکھا۔ اور بوڑھا زاہد تر اس سے نہیں پایا۔ رباعی

اندر دل ہر قطرہ ترا دریائے ست		در سینہ ہر صدف دُر یکتائے ست	
پیران جہاندیدہ بسے حیرانند		زان سر کہ ترا در دل ہر برنای ست	

رجعنا الی مباحث الحج ومسائلہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحاج اِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِہٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب مومن بندہ زیارت حج کے ارادہ پر اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ✣ ...ی بات ہے

حدیث دیگر۔ حضرت عمر بن شعیب رضہ حضرت رسول اکرم صلعم سے دروازے اُس کے

کرتے ہیں کہ فرمایا جب بندہ بہ قصد زیارت خانہ کعبہ گھر سے باہر آتا ہے۔ گویا وہ رحمت الہی کے بحر میں خوض کرتا ہے اور اُس کے ہر ہر قدم کے بدلے حق سبحانہ وتعالیٰ پانسو نیکی اُس کے اعمالنامہ میں درج کرنیکا حکم دیتا ہے اور پانسو بدی محو کر دیتا ہے اور پانسو درجہ اُس کے لئے بہشت میں بلند کر دیتا ہے۔ اور جب طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز بانیاز مقام ابراہیم علیہ السلام میں گذارتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ دس غلام جو حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہوں آزاد کرنیکا ثواب اُس کے اعمالنامہ میں لکھدیتا ہے اور ایک فرشتہ اُس کے استقبال میں آکر اسکو کہتا ہے کہ اے مرد خدا تیری گذشتہ عمر کے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ تو عمل کو نئے سرے سے شروع کر اور اسکو ستر آدمیوں کی شفاعت کا منصب عطا کرتا ہے ÷

مؤلف - اے میرے بھائیو! اگر تم آخرت کی بہتری چاہتے ہو تو حج کے لئے بیت اللہ شریف کیطرف روانہ ہو جاؤ۔ اور اگر تم حقتعالیٰ کی رضامندی کے خواستگار ہو۔ تو حج کا عزم مصمم کرو کہ اکثر طالبوں نے اپنا مقصود اور مطلوب اس مبارک سفر میں پایا ہے۔ ارباب اشارت نے کہا ہے کہ حقتعالیٰ نے کعبہ شریف کو بے پایان بیابان میں اس لئے رکھا ہے کہ بادشاہ عالیجاہ حرم سرا کا پیشگاہ اور میدان فراخ ہونا ضروری ہے کہ جب ملازم لوگ اس بساط پر خدمت کا قاعدہ بجا لائیں۔ تو خدمت حرم کی صلاحیت اور محترم بارگاہ کی محرمیت کو اچھی وجہ سے بجا لاسکیں۔ انسان جب تک خدمت کی بساط پر بطریق ادب نفس کو مؤدب نہ کرے تب تک قبول کے حرم اور وصول کی حریم میں راہ نہ پائے گا ؎

اینچہ درگاہست پُر انعامہا	اہل حاجت گستریدہ دامہا
دمبدم ہر سُوئے صاحب حاجتے	یافتہ زین در عطا و خلعتے
خاص و عام واز سلیمانؑ تا بمور	زندہ گشتہ چون جہان از نفخ صُور
بانگ می آید کہ اے طالب بیا	جود محتاج گدایان چون گدا
جُود مے جوید گدایان ضعاف	ہمچو خوبان کائینہ جویند صاف
رُوئے خوبان ز آئینہ زیبا شود	رُوئے احسان از گدا پیدا شود

لکھا ہے کہ ایک شخص حرم محترم کے میدان میں کعبہ شریف کا طواف کرتا تھا اور کعبہ خوردسال اور سالوں کو روتا اور کہتا تھا۔ الٰہی ذہبت اللذات وبقیت الباقیات وانت

ارحم الراحمین الٰہی میرے نفس کی لذتیں گئی گذریں اور زرومال باقی رہ چکا۔ اور تو نے ارحم الراحمین کے کرم کی رقم منشور رب العالمین کے طغرا پر کھینچی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تو اپنے کمال کرم سے میرے گناہوں کو معاف کر دیوے۔ اسی مناجات میں تھا کہ اسکو کہا گیا۔ اے میرے بندے! میرے گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اور اسمیں داخل ہونیکے لئے میں نے اذن عام دے رکھا ہے تو اس دولت کے پانیکے لئے مبادرت کر اور میرے دربار میں داخل ہو جا۔ اس شخص نے کہا۔ الٰہی مجکو تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ جب میرے قدم تیری خدمت کی بساط پر طواف کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو تیرے حرم سرا میں کیونکر داخل ہوسکیں جن قدموں نے معاصی اور زلات کے خلوت میں سعی کی ہو۔ دوست کے گھر داخل ہونیکی گستاخی اور جرأت کریں ؎

چنین شدم قدم آلودہ ام بہ ناپاکی	بدین قدم نتوان بر بساط فرش شدن
بہ تخت و بخت و نشاط نشاطکے سپرم	چو پائے روے ملوّث بوبلوث بدن

حضرت شیخ شبلی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ فرمایا حج کے دو حرف ہیں حا اور جیم۔ حاء سے حلم اور جیم سے جرم۔ اسمیں اشارت یہ ہے کہ الٰہی میں اپنے جرم اور جنایت اور جفا کو تیرے حلم اور رحمت اور حیاء کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اگر تو اپنے کمال حلم اور رحمت سے میرے جرم اور ذلت کو معاف نہ فرمائے تو مجکو کون بخشیگا۔ اور اگر تو ہم مفلسوں کو قبول نہ کرے تو ہم کو کون قبول کریگا۔ رباعی

ہرگہ گناہ خویش تعداد کنم	صد آہ زنم ہزار فریاد کنم
خواہم کہ دل غمزدہ را شاد کنم	از رحمت بے نہایتش یاد کنم

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہندوستان یعنی جزیرۂ سراندیپ سے روانہ ہوکر خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ میں آئے تھے۔ چنانچہ لغاتہ المجالس میں آیا ہے کہ حضرت آدم ہزار حج اور تین سو عمرہ بجالائے تھے۔ آخری حج میں حقتعالےٰ کی بارگاہ میں مناجات کی اور اسقدر گریہ وزاری کی کہ ملائکہ اسکو دیکھکر حیران ہوئے اور اُن کے پاس آکر کہا کہ اے آدم تیرے تمام حج مقبول اور مبرور اور تیری سعی مشکور۔ اب جو تمہاری حاجت باقی ہے مانگ کہا الٰہی میری حاجت یہ ہے کہ جو شخص میری اولاد سے تیری وحدانیت اور یگانگی سچی پر گواہی دے تو میری یہی درخواست ہے کہ تو اسکو بخشدیوے۔ اور یہ قاعدے کی بات ہے کہ جب کسی سائل کو اپنی بارگاہ میں بلاتے ہیں تو اپنی بخشش کے خزانے کے دروازے اُس کے

مُنہ پر کھولیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے سائل ہماری جود و کرم کی نعم سے جو کچھ مانگتا ہے مانگ کہ وصال کا آبحیات جام میں موجود ہے - لاید جو کچھ وُہ سائل مانگتا ہے اُسکو پالیتا ہے اور جو مراد کہ ڈھونڈھتا ہے ۶۰ اجابت سے مقرون ہو جاتی ہے +

نقل ہے کہ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ جب دار دُنیا سے رحلت فرماگئے کسی شخص نے اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن کے حال سے پُوچھا فرمایا کہ میں ایک روز موقف حج میں کھڑا ہوا تھا - اور ہر ایک آدمی اپنی اپنی حاجتیں مانگ رہا تھا - اور مَیں محروم دل غمناک دیدہ نمناک حسرت کے دریا میں غوطہ کھاتا ہُوا اس میدان میں کھڑا ہُوا تھا - اور اپنی زبان کو کسی طرح کے سوال سے نہیں کھولتا تھا - اور کوئی حاجت حضرت جلال احدیت کی بارگاہ میں رفع نہ کی - اس لئے کہ میں دُعا کے رد ہونے سے روتا تھا اور غضب الہٰی سے اندیشہ کرتا تھا - جب دار دُنیا سے میں نے کوچ کیا اور مجکو خاک میں گاڑ کر اینٹیں میرے مُنہ پر چُن دیں حقتعالیٰ نے میری طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ اے بایزید تم کو یاد ہوگا کہ تو اُس روز موقف حج میں کہ تمام لوگ اپنی اپنی حاجات میری بارگاہ میں پیش کر رہے تھے اور مرادیں مانگ رہے تھے تو نے مجھ سے کچھ نہ مانگا اور اپنی کوئی مراد نہ پیش کی - اور چپ چاپ اس موقف میں کھڑا رہا - میں نے عرض کی اے میرے خداوند اس روز مجکو اپنے گناہ کی کثرت اور معصیت کی شامت سے ایسا شرم دامنگیر ہوا کہ اپنی حاجت کے پیش کرنے سے شرما گیا - حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا اے بایزید موقف حج کے دن میں نے حاضرین کے احوال کیطرف دیکھا - سب سے تجھکو دلشکستہ اور اندوہناک اور محزون پایا میں نے نظر رحمت سے تیری طرف دیکھا - اور اپنے کمال لطف و کرم سے تیرے اعمال قبیحہ سے درگذر کیا اور تیرے کردہ کو ناکردہ جانا +

نقل اس سے زیادہ امید دلانیوالی سنو - حضرت شیخ سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک جوان تھا اُس نے کوئی گناہ صغیرہ و کبیرہ عمداً نہیں چھوڑا تھا - یہانتک کہ فسق و فجور میں مفسدوں کے درمیان بڑا مشہور تھا میں نے اُسکو دیکھا کہ عرفات میں دُعا کے ہاتھ اُٹھائے ہُوئے حضرت جلال احدیت سے رحمت اور مغفرت مانگ رہا ہے اُس کی تباہ کاری کا خیال میرے دلمیں گذرا اور میں اپنے دلمیں سوچ رہا تھا کہ یہ پریشان ہونگا جوان پروردگار سے مغفرت کی امید رکھتا ہے - میں اسی تعجب میں سوگیا - سروش غیبی نے میرے کان میں کہا یا سفیانُ لاتظن باللہ ظنّ السّوء اے سفیان تو حضرت ارحم الرّاحمین

سے بدگمان مت ہو کہ میں اس سے بدتر کو بھی بخش سکتا ہوں ۵

اے من بتر از ہر کہ بعالم بتر است	وے لطف تو از من بتر آمر زیدن

فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ کی تفسیر ونکی ذیل میں ایک مفسر نے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کی چھت کے اوپر سے پرندے نہیں گذرتے ہیں اور اسکی حرمت اور تعظیم نگاہ رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب کوئی پرندہ حرم شریف کے پرندوں سے بیمار ہو جاتا ہے تو اپنا شکم کعبہ کی دیوار پر ملنے سے فی الحال اُس مرض سے بری ہو جاتا ہے +

نکتہ اے بھائیو اس مسئلہ سے ایک نکتہ میری عقل ناقص میں آیا ہے بیان کرتا ہوں ذرا دل کی توجہ سے سُنو۔ کہ بیمار پرندے صرف کعبہ کی دیوار کیساتھ بدن کو لگانے سے اپنے مرض سے نجات پاتے ہیں۔ اگر بندہ عاصی معرض از معاصی اس مبارک گھر کی زیارت کی برکت سے پاک ہو جائے اور عذاب برزخ دوزخ سے آزاد ہو جائے تو کیا عجب ہے قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ حضرات مفسرین نے بیت اللہ شریف کے بیت العتیق کے نام سے موسوم ہونیکی وجہ میں لکھا ہے۔ لانہ من طاف حولہ صار عتیقًا من النار اور بعض نے یہ کہا ہے لانہ اعتق من ایدی الجبابرۃ جب مکاروں کے مکر اور جباروں کی قید سے مصئون اور محفوظ رہا لاجرم بیت العتیق کے نام سے موسوم ہوا۔ اور جس نے اس مبارک گھر کی تخریب کا قصد کیا اُسنے اپنی خرابی اور بیخکنی میں کوشش کی۔ اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ کا مورد بنا +

لطیفہ۔ اے میرے بھائیو حضرت خداوندی کے دو ہی گھر ہیں۔ ایک ظاہر وہ تو کعبہ ہے اور ایک باطن وُہ مومن کا دل ہے کانہ سبحانہٗ تعالیٰ یقول اے میرے بندے جب میں کعبہ ظاہری کی خرابی جو میری طرف منسوب ہے۔ کما ورد اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ ظاہری دشمنوں کے ہاتھ سے (جیسے اصحاب فیل) نہیں پسند کرتا ہوں۔ کذالک مومن بندے کا دل جو کعبہ باطنی ہے۔ اور قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے دو سو جگہ میں بحکم اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ کے اپنی طرف منسوب اور مضاف کیا ہے کب باطنی دشمن شیطان کے ہاتھ سے خراب اور ویران کرانا پسند کرتا ہے۔ کما ورد اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ۔ ومن فضیلۃ الحج زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال وَجَبَتْ شَفَاعَتِیْ مَرَّتَیْنِ لِثَلَاثَۃِ نَفَرٍ مَّنْ ھَاجَرَ اِلَیَّ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ وَمَنْ کَانَ مَسِیْسًا بِاَھْلِہٖ

اَوْ اَذْ بَعًا عَدَلَ بَيْنَهُنَّ اعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت دو
دو بار تین طائفوں پر واجب ہوئی اول وہ جو میری حیاتی کے دنوں میں میری طرف ہجرت کر آوے
یعنی اپنا مذہب اور اپنا گھر بار اور اپنے عیال و اطفال کو چھوڑ کر میرے دیس کیطرف آجاوے۔
میں اسکی شفاعت دو دفعہ کرونگا۔ دُوم وہ کہ میری وفات کے بعد میرے روضہ کی زیارت کے
لئے آوے۔ سوم وہ شخص کہ دو چار عورتیں رکھتا ہو۔ اُن کے درمیان نان و نفقہ وغیرہ باتوں
میں انصاف کی رعائت کرے۔ حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا جس نے
کعبہ کی زیارت کی اُسنے حقتعالےٰ کی زیارت کی وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ اَنْ يُّكْرِمَ زَائِرَهٗ جب مومن بندہ
ان دو زیارتوں سے مشرف ہوتا ہے تو حضرت رسالت پناہ سے شفاعت اور حقتعالیٰ سے
مغفرت اور رحمت پاتا ہے ؞

نقل ہے۔ کہ یوسف بن حسین جو سلطان العارفین بایزید بسطامی کے مریدوں میں سے
تھا حج کا ارادہ کیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب میں حضرت سلطان العارفین سے وداع اور رخصت
ہونیکے لئے گیا تو میں نے عرض کی یا مرشدنا میں حج کیواسطے جاتا ہوں مجکو نصیحت فرمائیے
فرمایا علیك الصبر۔ وہ کہتا ہے کہ میں صبر کے بھروسہ پر باہر گیا۔ اور ریاضت و مجاہدت پر
اتنا صبر کیا کہ میرا گوشت پوست سب خشک ہوگیا۔ مناسک حج سے فراغت پا کر جب میں حضرت
رسالتماب کی زیارت سے مشرف ہؤا تو میں نے دو رکعت نماز گذاری۔ اور ازاں بعد نہائت عجز
و نیازمندی سے یہ التماس کی کہ یارسول اللہ ضیفك جائع۔ یعنے اے رسول خدا کے تیرا
مہمان بھوکا ہے۔ یہ بات کہکر میں سوگیا۔ عالم خواب میں حضرت رسالتماب کی زیارت سے مشرف
ہؤا کہ آپ نے دو روٹیاں جنپر شہد رکھا ہؤا تھا۔ مجکو عطا فرمائیں۔ اور میں نے ایک روٹی سے
لقمہ توڑ کر مُنہ میں ڈالا۔ اچانک میری آنکھ کھلگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لقمہ میرے مُنہ میں
موجود ہے۔ اور روٹیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ جب رات ہوئی تو اپنے پیرو مرشد سلطان العارفین
کو خواب میں دیکھا کہ میرے پر بڑے غضبناک ہیں۔ اور ایک طمانچہ میرے مُنہ پر مار کر کہا ما اقل
صبرك۔ تو کیسا بے صبر آدمی ہے۔ جب میں حرمین شریفین کی زیارت سے فراغت پا کر بسطام
میں پہونچا اور سلطان العارفین کی قدمبوسی حاصل کی۔ تو آپ نے فرمایا ما اقل صبرك
لو صبرت لاخذت بلا واسطۃ اے یوسف تو کیسا بیصبر آدمی ہے اگر تو بیصبری کے
کنوئیں میں نہ پڑتا تو تجھ کو وھو یطعم ولا یطعم کے خزانہ سے غذا ملجاتی ؞

نقل - ایک مرد نے کسی عالم سے پوچھا کہ اگر آپ مجکو اجازت فرماؤ تو میں بلا زاد و راحلہ کے حج کے بادیہ میں جاؤں - اُس مفتی نے فتوٰے دیا - اگر تیرا یقین صلت بن اشکم کے یقین جیسا ہو تو اس جنگل میں داخل ہو جا و الّا لا - اور صلت کے صبر کا قصّہ ایسا دیکھا ہے کہ صلت توکل علی اللہ کر کے مکہ کے بادیہ میں چل رہا تھا - کچھ دن گذر گئے کہ اُس نے ایک لقمہ طعام کا نہ پایا - بیطاقت ہو کر کہا اِنی جعت فاطعمو نے الحال آسمان کیطرف سے ایک روٹی نازل ہوئی - اور کہا گیا خُذ یا قلیل الصّبر +

نقل - حضرت سلطان ابراہیم ادہم رح سے منقول ہے کہ فرمایا میں حج کے ارادہ پر روانہ ہوا بعد قطع منازل جب مدینہ شریف کے قریب پہونچا تو دُور سے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ مقدسہ میری نظر میں آیا - میں اُسی جگہ سے واپس ہوا - لوگوں نے آپ سے اسکا باعث پوچھا - فرمایا اے میرے بھائیو! جس زمین کے پیٹ میں میرے سید میرے مولا صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک بدن ہووے - میں اُس زمین کی پیٹھ پر کسطرح قدم رکھ سکتا ہوں

روائت - بعض روایات میں وارد ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت ص کے روضہ منورہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی نیازمندی آنحضرت ص کی خدمت میں پہونچائی اور حضرت علیہ السلام کو اپنا شفیع بنا کر کہا الٰھی امرتنا باعتاق العبد علی قبور الاحیاء وانا عبدک وھذا حبیبک فاعتقنی من النار فاغفرلی یعنے اے ہمارے خدا تو نے ہمکو حکم فرمایا ہے کہ تم میرے دوستوں کی قبروں کے سر پر غلاموں کو آزاد کیا کرو - اب میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا خداوند اور یہ قبر تیرے حبیبؐ کی ہے تو اپنے بندہ کو اپنے حبیبؐ کی رُوبرو آزاد کر اور اُس کے گناہوں کو معاف کر - ایک آواز عالم غیب سے اُس کے کان میں پہونچی کہ اے اعرابی میں نے تجکو اپنے حبیب ص کی طفیل بخشدیا مگر تم کو چاہئے تھا کہ تو تمام خلقت کی آمرزش میرے سے چاہتا تو میں سب کو اپنے حبیب کی برکت سے بخشدیتا - مستغفرے کی دلائل النبوّت میں مرقوم ہے - کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اُن کی نبوت پر پہلی دلیل یہ ہے کہ اہل مدینہ کو جب بھوک اور قلت طعام کی تکلیف عارض ہوتی ہے اور اُن کی بھوک کے لئے بقدر کفایت نہیں ملتا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر آتے ہیں اور آنحضرت ص کے روضہ مقدسہ پر شکم رکھتے ہیں اور الجوع الجوع یا ابا القاسم کی پکار کرتے ہیں اُن کی مجاعت کا غلبہ فرو ہو جاتا ہے اور سیر اور خورم ہو کر روضہ مطہرہ سے واپس آجاتے ہیں - دوسری دلیل

آنحضرتؐ کی نبوت کی اثبات کے لئے یہ ہے کہ اس عالی قبہ کے زائروں اور متعالی عتبہ کو طائفوں کی نظر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر پڑتی ہے تو بیخواست آنسوؤں کے قطرے زائروں کے رخسار پر مقطر ہو جاتے ہیں اور عاشقان محمدی روضہ مقدسہ کو دیکھتے ہی روپڑتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

الحکائت۔ ایک یہودی نے اہل اسلام کو کہا کہ مجکو اس بات پر بڑا تعجب معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رسول یعنے محمدؐ کو فوت ہوئے تین سو کئی سال گذر چکے ہیں اور اب تک اُس کے پیرو اُسکی قبر کے سر پر آکر روتے اور واویلا اور فریاد کرتے ہیں اُس مسلمان نے کہا۔ اے یہودی اگر تیری نظر اُس سید البشر کے روضۂ منور اور مشہد معطر پر پڑے تو بیخواست تیری طبیعت میں رقت نہ آوے اور رونا غالب نہ ہو جاوے تو میں تمکو سو مثقال خالص سونا دونگا اگر تو بے اختیار ہوکر روپڑے تو میں تیرے سے کچھ بھی نہ لونگا اُن دونوں نے باہم یہ شرط مقرر کرکے سو مثقال سونا کسی معتبر کے پاس رکھدیا اور وہ دونوں یعنے یہودی اور مسلمان جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر آئے۔ جب یہودی کی نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر مبارک پر پڑی سے فی الحال بے اختیار ہوکر رونے لگا اور ہائے ہائے کرنا شروع کیا۔ چنانچہ اُس کے رونے کی آواز لوگوں نے جو روضہ مبارک سے خارج موجود تھے سُنی اور کہا علمت ان ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقاً اور دل کی تصدیق کیساتھ زبان سے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ کلمۂ شہادت ادا کیا اور اُس مسلمان نے جو دینار شرطیہ بطور امانت رکھے ہوئے تھے ہدیہ کے طور پر اُسی نو مسلم کو دیدیئے اور یہ کرامت زمانہ کے صفحات پر آنحضرتؐ کی خصائص اور فضائل میں سے شمار کیگئی۔ نعت شوقیہ

کے بود یا رب کہ رُو در یثرب و بطحا کنم	گہ بمکہّ منزل و گہ در مدینہ جا کنم
بر کنارِ زمزم از دل بر کشم یک زمزمہ	وز دو چشم خون فشان آن چشمہ را دریا کنم
یا رسول اللہ! بسوئے خود مرا راہے نما	تا ز فرقِ سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم
آرزوئے جنت الماوٰے برون کردم ز سر	جنتم آن بس کہ بر خاکِ درت ماوا کنم
خواہم از سودائے پابوست نہم سر در جہان	یا بپائیت سر نہم یا سر درین سودا کنم

نقل ہے کہ شیخ محمد جلاؒ نے فرمایا کہ مدینہ شریف کے راستہ میں مجکو راستہ بھول گیا۔ اور چھ روز تک بیابان میں سرگردان پھرتا رہا۔ ساتویں دن بڑی فکر و تردد کرکے مدینہ میں

پہنچا اور بھوک اور پیاس نے مجکو مضمحل کیا آنحضرتؐ کے روضہ کی زیارت کے لئے روضہ مبارک میں جاکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ ۔ کہکر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں فقیر ہوگیا ہوں اور مَیں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور آج کی رات تیرا مہمان ہوں۔ جب میں سوگیا تو عالم رویا میں جمال با کمال محمدی کی مجھ کو زیارت ہوئی۔ ایک روٹی مجھ کو عطا فرمائی۔ آدھی روٹی مَیں نے خواب میں کھائی۔ ازاں بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی دیکھتا ہوں کہ آدھی دُوسری میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ الخ مجکو ثابت ہوگئی۔ ازاں بعد میں نے غیب سے یہ آواز سُنی یا عبداللہ لا یزور قبری احد الا غفرلہ ذنوبہ ونال شفاعتی غداً۔ اَے خدا کے بندے جو شخص میری قبر کی زیارت سے مشرف ہوا اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور قیامت کے دن میری شفاعت کی دولت پر فائز ہو جائیگا۔

خلاصۃ الحقائق میں لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ صحابہؓ نے ان کو کہا ھذا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سُنتے ہی بیہوش ہو گئے۔ جب قدرے ہوش آیا تو فرمایا۔ کہ مجکو اس شہر سے باہر لیچلو۔ اس لئے کہ وُہ زمین جسمیں میرا سید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون ہو۔ اُس محل میں میرا رہنا ممکن نہیں یعنے جس مکان میں کہ ذات بابرکات آنحضرتؐ کی آفتاب کی مانند مغرب کے زاویہ میں زیر خاک ہووے مجکو اُس زمین پر قدم رکھنا ادب سے دور معلوم ہوتا ہے۔ بیت

آن زمین کز آسمان برتر زمین یثرب ست	کافتاب جود خورشید کرم رامغرب ست

روایت۔ حضرت انسؓ بن مالک رضہ سے مروی ہے کہ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا مَنْ زَارَنِیْ فِی الْمَدِیْنَۃِ مُحْتَسِبًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَکُنْتُ شَفِیْعًا لَّہٗ۔ جو کوئی میری زیارت مدینہ شریف میں سچّے اعتقاد سے کرے۔ قیامت کے دن میرے جوار میں ہوگا۔ اور میں اُسکا شفیع ہوجاؤنگا۔ اور اسجگہ جوار کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میری پناہ میں رہیگا کہ کسیطرح کی تکلیف کو اُسپر تسلط نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ اُسکی منزل بہشت میں میری ہمسائگی میں مقرر ہوگی۔ لیکن میرے نزدیک پہلے معنی مناسب تر ہیں اور اُسکا قرینہ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا ہے اور اسی حدیث کے تمتہ سے ہے۔ جو شخص ان دو حرموں میں

سے کسی حرم میں مرجائے وہ شخص قیامت کے دن بخیطروں میں سے ہوگا۔ کما قال اللہ تعالٰے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اے میرے بھائیو جو شخص اس امین آباد حرمین شریفین میں اللہ کی فرمانبرداری اور اُس کے رسُول ؐ کی تابعداری کیوجہ سے داخل ہوتا ہے وہ بیشک حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی نظر عنایت اور جوار آنحضرت ؐ سے مخصوص ہو جاتا ہے ۵

یارسُول اللہ! نمیگویم کہ مہمانِ تو ام	یا فقیرے طعمہ خوارِ ریزہ چینِ خوانِ تو ام
برلب افتادہ زبان کز کین سگے ام تشنہ جان	آرزومندے نے از بحرِ احسانِ تو ام
مستغرقت نیم بر سرِ دیوانِ قبول	گرنیاید سنگ زد از دست دربانِ تو ام
دفترے دارم سیاہ از معصیت بیچارہ من	گر شفاعت نامۂ آید ز دیوانِ تو ام

روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کے لئے آوے اور ایک بار میرے پر درود اور سلام پہنچائے مَیں اُس کے جواب میں دس بار سلام اُسپر بھیجتا ہوں۔ اور حقتعالیٰ خاص فرشتوں میں سے دس فرشتے بھیجتا ہے کہ اُسپر سلام پہنچاویں۔ اگر کوئی شخص اپنے شہر اور محلہ میں میرے پر سلام بھیجتا ہے تو حق تعالیٰ میرے رُوح کو میرے بدن میں داخل کردیتا ہے اور میں اُسکے سلام کا جواب کہتا ہوں۔ اے جمالِ محمدی کے عاشقو! اور اے وصالِ احمدی کے طالبو! تم کیوں چپ لگا کر بیٹھے ہو۔ کیوں نہیں اُس جناب مستطاب کے رُوحِ پُرفتوح پر درود اور سلام پہونچاتے ہو ۵

صد سلامت میفرستم اے دُرِ دریائے جُود	در جوابم لب کشا اے غنچہ باغِ وجُود
السّلام اے آنکہ تا از جبہہ آدم نتافت	نورِ پاکت کس نبود از قدسیان اورا سجُود
السّلام اے آنکہ تا ید در ہمہ کون ومکان	تیز بینان را بجز نورِ تو درچشم شہُود
السّلام اے آنکہ ابواب شفاعت در حشر	جز کلید لطف تو بر خلق نتواند کشُود
السّلام اے آنکہ تا بُودم درین محنت سرا	در سرم سودائے او در جان تمنّائے تو بُود

نقل۔ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرّم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت جناب رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین روز بعد ایک اعرابی آنحضرت ؐ کے روضہ مطہرہ پر آیا اور سلام کیا اور اپنے وجُود کو آنحضرت ؐ کی قبر مبارک پر ڈالا اور اُس مشہدِ پاک سے تھوڑی خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور یہ نیاز مندی پیش کی۔ یارسُول اللہ ؐ قرآنی آیات

میں سے جو آپ پر نازل ہوئی ہیں ایک یہ آیت ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے یہ ارشاد فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ ظلم اور جفا کاری کی آلودگی سے ملوث ہو کر تیرے آستانہ پر آویں اور استغفار کریں اور تو بھی اُس کے لئے آمرزش چاہے البتہ پاتے یعنی جانتے خدا کو قبول کرنیوالا گنہگاروں کی توبہ اور مہربان توبہ کرنیوالوں کی بخشش کے سبب سے۔ ازاں بعد اعرابی نے کہا یا رسول اللہ اب وہ ظالم گنہگار نبہ روزگار میں ہوں اور اسواسطے حاضر ہوا ہوں کہ تو میری آمرزش خدا سے چاہے۔ اب تیری درگاہ کے سوا میرا کوئی ملجا نہیں حضرت کی قبر مبارک سے آواز آئی قَدْ غَفَرَ لَكَ اللّٰهُ يَا اَعْرَابِيُّ اے اعرابی میرے حضرت جلال احدیت جل وعلا نے تجکو بخشدیا اور عفو کی قلم سے تیرے دفتر پر بخشش کی رقم لکھدی +

مؤلف۔ اے گنہگاران اُمت محمدی تم اپنے خواجہ علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کا ارادہ کرو اور نیاز کا ہاتھ اُسکی شفاعت کے دامن میں لٹکاؤ۔ اگر ہمارا تمہارا مطلب حاصل ہونا ہے تو اسی گذر سے حاصل ہوگا۔ اور جب تم حضرت کے روضہ مبارک پر جاؤ تو میری طرف سے بھی یہ التجا پیش کرو

نظم

یا شفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ایم / بر درت این بار بر پشت دوتا آوردہ ایم
چشم رحمت بر کشا بر موئے سفیدِ من نگر / گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ایم
عجز و بیخویشی و دلریشی و دردِ این ہمہ / ہر دو را بر دعوئے عشقت گواہ آوردہ ایم
دیو رہزن در کمین نفس و ہوا ہدائے دین / زین ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ایم

کسی بزرگ کا قول ہے کہ بنی نوع انسانی وجود محمدی علیہ السلام کی جو ایک نعمت عظمیٰ ہے قدر نہیں جانتے کہ ان کا وجود باجود عالم حیات میں بحکم حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ اپنی امت کی خیر خواہی میں رہا اور عالم ممات میں بموجب مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ اُن سے مفارقت نہ کی۔ چنانچہ ایک روائت میں آیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح پُرفتوح عالم علّیین میں بلائی گئی۔ اور آپ کے جسد مبارک کے لئے یاقوت جنت کا ایک تابوت آراستہ پیراستہ کرکے آپ کو دکھایا گیا اور کہا گیا کہ آپ کا مدفن مبارک اور مرقد منور یہ ہے۔ مگر یہ بھی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہو تو بہشت کے بستان سرا میں تشریف ارزانی رکھو چاہے فلک الافلاک پر اپنا جلوس فرماؤ۔ یا زمین کی زاویہ میں اپنا خلوت خانہ مقرر کرلو۔ چونکہ ہمارے خواجہ علیہ السلام ہمیشہ اپنی امت کے خیر خواہ رہے

فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ میں اپنی اُمت کی مفارقت نہیں پسند کرتا ہوں۔ ان غمناک مجوروں کی پاسخاطر کے لئے مجکو اس محنت آباد زمین کے گوشہ میں رہنا پسند ہے اس لئے کہ میں اگر عالم برزخ میں بہشت میں یا عرش معلیٰ پر چلا جاؤں تو یہ بیچارے میرے سے بعد اور میرے فراق میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور علاوہ اس کے یہ ہے کہ میں امت کے بغیر بہشت میں جانا پسند نہیں کرتا ہوں۔ اور میں جب تک ان کے درمیان رہونگا یہ لوگ عذاب الٰہی سے بچے رہینگے ۵

اے تن تو پاک تر از رُوح پاک	رُوح تو پروردہ رُوحی فداک
راہ روان سحری را تو ماہ	لشکریان عجمی را تو شاہ
عالم تردامن خشک از تو یافت	ناف زمین نافہ مشک از تو یافت
خاک تو از باد سلیمان بہ است	روضہ چہ گویم کہ از رضوان بہ است
بر سر آن روضہ چون جان پاک	خیزم و چون باد نشینم چو خاک

نقل لطیف وغریب مشتمل بر فضائل امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ وزیارت روضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ زہرۃ الریاض میں لکھا ہے کہ جب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے دار دنیا سے رحلت فرمائی۔ اہل اسلام آنحضرت کے وصال سے حسرت میں ڈوب گئے۔ دس روز کے بعد ایک مرد مسجد نبوی علیہ السلام کے دروازے پر آیا اور اُس نے اپنا مُنہ چھپایا ہوا اور تازیانہ ہاتھ میں لیا ہوا مسجد میں داخل ہو کر کہا کہ السلام علیکم یا اصحاب رسول اللہ ان کان محمد قد مات فان اللہ حیّ لا یموت عظم اللہ اجرکم وغفر ذنبکم ما اعظم مصیبتکم بموت سید کم فصلوٰۃ اللہ علیہ۔ یاروں کے پاس بیٹھکر اور تعزیت کی رسمیں ادا کر کے اس مصیبت ہائلہ کی بابت مشفقانہ پرسش کر کے کہا کہ حضرت رسالت علیہ السلام نے تم میں سے کسکو اپنا وصی اور ولیعہد بنایا۔ حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول مقبول علیہ السلام نے اپنے چچیرے بھائی علی ابن ابیطالب کو اپنا وصی اور ولیعہد بنایا ہے۔ اُس اجنبی مرد نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی طرف توجہ کر کے کہا السلام علیک یا فتیٰ فقال وعلیک السلام یا مضر و یا صاحب البز حضرت ابوبکر معہ دیگر یاروں کے یہ بات سُنکر حیران رہ گئے اُس مرد نے کہا اے جوان تو نے کسطرح معلوم کیا ہے کہ میرا نام مضر ہے اور میں صاحب بز ہوں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا اخبرنی بذالک رسول اللہ علیہ السلام اگر تو چاہے تو میں تیرے احوال اور اوضاع زیادہ بیان کروں اُس مرد نے کہا اے جوان تیرا نام کیا ہے۔ فرمایا میرا نام علی بن عم النبی علیہ السلام

ہے ۔ وہ مرد علی کرم اللہ وجہ کا نام سنکر بہت خوش ہؤا اور کہا الحمدللہ کہ میں نے تجکو پایا ۔ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اے میرے دوستو سنو کہ یہ مرد عرب ہے اور اس کا نام مضر اور اس کے باپ کا نام ارم ہے اور اس شخص کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ تیری عمر سے تین سو ساٹھ برس گذر چکے ہیں جب تیری عمر سو سال کو پہنچی تو تو نے اپنی قوم کو سمجھانا شروع کیا کہ اے میری قوم کے لوگو ! میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تھوڑے عرصہ تک نبی آخرالزمان تہامہ کی زمین میں پیدا ہوگا اور اسکا مبارک چہرہ ماہتاب سے بڑھکر روشن اور مجلّی ہوگا جو شخص اس کے دین کو اختیار کریگا اور اسکی پیروی کو اپنا شعار بناویگا وہ دنیا اور عاقبت میں نجات پائیگا ۔ اور وہ نبی علیہ السلام یتیموں اور مسکینوں پر باپ سے زیادہ شفقت کریگا ۔ اور تواضع اور انکسار کی راہ سے حمار کی سواری اختیار کریگا ۔ اور اپنے ٹوٹے پھوٹے جوتے کو بذات مبارک خود پیوند لگائیگا غرضکہ کسیطرح کی رعونت انسانی اس کے وجود میں نہیں پائی جائیگی ۔ اور خمر اور زنا کو اپنی شریعت سے حرام کردیگا ۔ اور خاتم انبیا اور سید اولیا ہے ۔ اور اسکی امت کے لوگ پنجوقت کی نماز کے لئے مامور ہونگے اور رمضان شریف کے روزوں پر قیام کریں گے اور بیت اللہ شریف کا حج بجالائیں گے ۔ میری قوم کے لوگ اس کے اسلام کو قبول کرینگے اور اسکو سچا نبی جانکر اسکی تصدیق کریں گے امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اے مرد خدا تمکو یاد ہو گا ۔ جب تو نے اپنی قوم کو اس پیغمبر کی رسالت اور اس کے دین کی صداقت بیان کی تو تیری قوم تیری ایذا اور مارنے پر مستعد ہوئی ۔ اور ان بیدینوں نے تیرا سر اور منہ لکڑیوں اور پتھروں سے توڑ ڈالا اور تجکو چاہ عمیق میں پھینکدیا ۔ اور اب تک تو اس تنگ تاریک کنوئیں میں محبوس رہا جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم فانی سے اپنا رخت عالم باقی میں لے گئے ۔ تو تیری قوم کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے بارش کی طغیانی اور سیلاب طوفانی سے ہلاک کر دیا ۔ اور تجھ کو ان کے عذاب سے نجات کرامت فرمائی ۔ جب تو اس کنوئیں سے باہر آیا فرشتہ غیبی نے تجھ کو یہ خبر سنائی کہ اے مضر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم دنیا سے رحلت فرمائی ۔ اور تو ان کے اصحابوں کے زمرہ اور ان کے احباب کے فرقہ سے ہے ۔ مدینہ طیبہ میں جا کر اسکے مبارک روضہ کی زیارت سے مشرف ہو اور تو منہیان غیبی کے فرمان سے مدینہ کیطرف چل پڑا اور پہاڑ اور بیابان طے کر کے اس شریف شہر میں تشریف لایا تاکہ تجکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہووے جب اس مرد نے اپنے واقعات حضرت

سلطان الاولیاء کرم اللہ وجہہ سے سنتے ہی اُسکی آنکھوں سے نہریں جاری ہوگئیں بہاری بادلوں کی طرح اُسکی آنکھوں سے قطرات اشک ٹپکنے لگے۔ پھر سر اٹھا کر کہا اے علی یہ واقعہ آپ نے کہاں سے معلوم کیا فرمایا اے مضر مجکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے واقعات سے خبر دی اور فرمایا کہ اے علی مضر صاحب بر میری وفات کے بعد تیرے پاس آئیگا جب تو اُس کے ساتھ ملاقات کرے تو میرا اسلام اُسکو پہنچانا۔ الحمدللہ کہ اب تو میرے پاس تشریف لایا۔ اور میں نے ہدیہ کا سلام جو میرے پاس بطور امانت رکھا تھا۔ میں نے تیرے تک پہونچا دیا۔ مضر نے جناب حضرت امیرالمومنین کے قریب آن کر اُس کے سر آنکھوں پر بوسہ دیا اور امیر کے سامنے بیٹھا امیر نے فرمایا اے مضر اپنے چہرہ مبارک سے ذرا پردہ اُٹھالو تاکہ سب اصحاب آپ کے دیدار فیض بار سے فیضیاب ہو جائیں۔ مضر نے اپنے رخسار کے آگے سے نقاب اُٹھایا اُسکی نورانی پیشانی سے ایسا نور متصاعد ہوا کہ تمام مسجد نبوی ﷺ اُس کے مُنہ کے نُور سے منور ہوگئی ازاں بعد کہا اے علیؑ میں آپ سے چند سوال کرتا ہوں آپ مجکو اُن کے جوابات سے مطلع فرمائیے۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اے مضر پوچھ جو تمہارا دل چاہے۔ مضر نے کہا:۔

سوال ا۔ وُہ کونسا نر اور مادہ ہے جو بغیر وسیلہ والدین کے موجود ہیں۔ (۲) وُہ کونسا فرزند ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے؟ (۳) وہ کونسا رسول ہے جو جن وانس۔ ملائکہ بہائم۔ سباع میں سے نہیں ہے؟ (۴) وہ کونسی قبر ہے جو اپنے صاحب کو منازل اور مراحل میں لئے پھرتی ہے؟ (۵) وہ کونسا حیوان ہے جو اپنے ہمجنسوں کو ڈراتا تھا اور نہ وہ جن ہے نہ انس نہ ملائک؟ (۶) وہ کونسا ہے جسم ہے کہ کھاتا ہے اور پیتا نہیں؟ (۷) وُہ کونسا مکان ہے کہ ابتدائے پیدائش سے دنیا کے انقراض تک ایکبار سے زیادہ اُسپر سورج نہیں چمکا اور نہ قیامت چمکیگا؟ (۸) وُہ کونسا جماد ہے جس سے زندہ چیز پیدا ہوئی؟ (۹) وُہ کونسی عورت ہے کہ تین ساعت میں حملدار ہوئی اور انہیں میں ولادت کی؟ (۱۰) وہ کونسے دو ساکن ہیں کہ کبھی متحرک نہیں ہوتے؟ (۱۱) وہ کونسے دو متحرک ہیں کہ ہرگز ساکن نہیں ہوتے (۱۲) وہ کونسے دو دوست ہیں کہ ہرگز دشمن نہیں ہوتے؟ (۱۳) وُہ کونسے دو دشمن ہیں کہ کبھی آپسمیں دوست نہیں ہوتے؟ (۱۴) شئے حقیقت میں کون چیز ہے اور لاشئے کیا ہے؟ (۱۵) احسن اشیاء میں سے کیا شئے احسن ہے؟ (۱۶) اقبح چیزوں میں سے کونسی چیز قبیح ہے؟ (۱۷) وُہ کونسا عضو ہے جو پہلے رحم میں پیدا ہوتا ہے؟ (۱۸) وہ کونسا عضو

ہے کہ قبر میں سب اعضاء سے پیچھے بدن سے گرتا ہے۔ جب مضر نے یہ سبب سوالات پیش کئے۔ تو امیر المومنین علی علیہ السلام نے اُس کے ایک سوال کا جواب باصواب دیا اور فرمایا کہ مضر تو نے سوال کیا تھا کہ وہ نر کہ بغیر مادر و پدر کے پیدا ہوا وہ کون تھا۔ جان تو کہ وُہ آدم علیہ السلام تھا۔ اور وہ عورت مائی حوّا تھی۔ (۲) وہ نر کہ بغیر باپ کے وجود میں آیا حضرت عیسٰے علیہ السلام تھے (۳) اور وہ رسول جو جن اور انس اور ملائک سے نہیں وہ کوّا ہے جس نے قابیل کو ہابیل کے دفن کی تعلیم کی کما ورد فبعث اللّٰہ غُرَابًا اور وُہ قبر اپنے صاحب کو لئے پھرتی تھی وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو پیٹ میں رکھکر دریاؤں کا سیر کرایا۔ (۵) اور وہ حیوان جو اپنے دوستوں کو ڈراتا اور خوف دلاتا تھا وہ چیونٹی تھی جو اپنے لشکر کیساتھ رزق کی تلاش کیلئے اُس ستون پر جس کے نیچے حضرت سلیمان علیہ السلام سویا ہوا یا بیٹھا ہوا تھا جاتی تھی اور وہ چیونٹی اپنے تابعدار لشکر کو سمجھاتی تھی۔ کہ تم سب آہستہ آہستہ بڑے آرام سے چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری رفتار سے نبی اللہ کے مبارک سر یا بدن پر غبار پڑ جائے اور ان کی تعظیم میں فرق آجائے (۶) اور وہ جسم جسنے ایک بار کھایا ہے لیکن پیا نہیں اور پھر قیامت تک نہیں کھائیگا وہ حضرت مُوسٰے علیہ السّلام کا عصا تھا جسنے کئی ہزار سانپ فرعونیوں کے کھائے تھے اور وہ زمین جسپر ایکبار آفتاب چمکا تھا وُہ دریائے نیل کے قعر کی زمین ہے کہ حضرت مُوسٰے علیہ السلام کی اُمت یعنی بنی اسرائیلیوں کے گذر نیکے دریائے نیل پھٹ گیا تھا۔ اور چھ لاکھ بنی اسرائیل اُن شگافوں سے پار ہو گئے تھے۔ جب فرعون کا لشکر معہ فرعون کے دریائی راستوں میں داخل ہوا پانی آپسمیں مکین ہو گیا اور فرعونیوں کو بہالے گیا۔ دریائے نیل کی قعر کی زمین پر ایک بار کے سوا سورج کبھی نہیں چمکا تھا اور وُہ جماد جس سے زندہ جسم متولد ہوا تھا وہ پتھر ہے جس سے صالح علیہ السلام کی ناقہ پیدا ہوئی تھی۔ اور وہ دو ساکن کہ کبھی متحرک نہیں ہوتے وہ زمین اور آسمان ہیں۔ اور وہ دو متحرک کہ کبھی ساکن نہیں ہوتے۔ وُہ آفتاب اور مہتاب ہیں۔ اور وہ عورت جو تین ساعتوں میں حاملہ بھی ہوئی اور لڑکا بھی جنی وُہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا تھی جو ایک ساعت میں قدرت الٰہی سے حاملہ ہوئی اور ایک ساعت دردِ زہ میں مبتلا رہی اور تیسری ساعت میں حضرت عیسٰے علیہ السلام متولد ہوئے۔ اور وہ دوست کہ ہرگز آپسمیں دشمن نہیں ہوتے جان اور تن ہے اور وہ دو دشمن جو کبھی آپسمیں اتفاق نہیں کرتے مرگ اور زندگی ہے۔ مومن شئے کا فرلا شئے ہے۔ احسن اشیاء بنی آدم کی صُورتیں۔ اقبح اشیاء بدن بے سر ہے اور وُہ

عضو جو سب سے پہلے رحم میں صُورت باندھتا ہے وُہ انگشت شہادت ہے۔ جس کو سابہ کہتے ہیں قصّہ کوتاہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مضر کے سب سوالوں کے جوابات دیدیئے۔ مضر نے بے توقف اُس شہسوار میدان دانش اور بینش کے مبارک سر پر بوسہ دیا۔ اور بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب جو اُس عالیجناب کی مجلس میں حاضر تھے اُس وارث علوم سید المرسلین ؐ کے شان میں تحسین اور آفرین کے ہدیے پیش کئے۔ اور اُن کے علوم کے وفور اور حلم کے ظہور پر اعتراف کیا ازاں بعد مضر نے کہا کہ اے علی مجھ کو آنحضرت ؐ کے روضہ مطہرہ اور مشہد معطر کی زیارت کرا دو تاکہ میں رسوم زیارت کے قاعدے بجالاؤں۔ اور اُن کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر اپنے دل ناپاک کو طاہر کروں اُسیوقت حضرت علی معہ دیگر اصحاب کے مضر کے ہمراہ اُس بہتر ہا بہتر کے روضہ پر تشریف لائے جب مضر کی نظر حضرت کی قبر منوّر پر پڑی علی الفور بے اختیار ہو کر قبر پر گر پڑا اور اپنا سینہ بے کینہ اُس پاک خاک پر رکھا اور جماعت صحابہ اُسکی یہ حالت دیکھکر باہر جا کھڑے ہوئے ایک ساعت کے بعد داخل روضہ ہو کر دیکھا مُضر نے اپنا سینہ آنحضرت کی مرقد کی پاک خاک پر رکھا ہوا اور اپنی پاک جان جان آفرین کو دی ہوئی ہے۔ یاروں نے اُسکی یہ حالت دیکھکر بہت گریہ وزاری کی اور اسکی تجہیز و تکفین کر کے سید الشہداء حمزہ کی قبر کے پاس دفن کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ؕ

زہرۃ الریاض میں لکھا ہے کہ آسمان زمین پر تفاخر اور تجاسر کرتا تھا۔ اور اپنے شان کی رفعت اور اپنے بنیان کی عظمت کیلئے براہین اور دلائل پیش کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ عرش اور حاملان عرش میرے میدان میں مقام رکھتے ہیں۔ لوح اور قلم میرے مکتب خانہ میں اسرار کے حروف ظاہر کرتے ہیں۔ الحاصل اس قسم کی عبارات اور اشارات جن سے اُسکا رجحان زمین پر ثابت ہوتا تھا۔ زمین کے سامنے پیش کرتا تھا اور زمین مسکین سر جھکا کر غصّہ کھاتی تھی۔ اور حسرت کا کڑوا پانی اُس کے حلق سے گذرتا تھا۔ اسیطرح لاکھوں سال گذر گئے جب صبح محمدی نے طلوع فرمایا۔ اور آنحضرت ؐ کی ولادت کی نوبت پہنچی۔ زمین غمگین نے سر اُٹھایا اور آسمان کے ساتھ مناظرہ اور مقابلہ کی گردن اُٹھائی فقالت قد ولد علیٰ ظہری نبیٌّ مبارک نور العرش من نورہ و نور السمٰوات من نورہ و نور الارض من نورہ و نور الشمس والقمر والنجوم من نورہ و علیٰ ظہری ولادتہ و تربتہ و مبعثہ و دعوتہ علیٰ ظہری و شریعتہ و سوقہ و قبرہ علیٰ ظہری۔ جب زمین نے بسبب ولادت وجود حضرت سید المرسلین کے اطباق

علیین پر مفاخرت کی یہ اُس کا شرف حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوا اور چند خلعتوں سے اُسکو مشرف کیا از انجملہ یہ خطاب مستطاب ہوا یا ارض افتخرت بحبیبی جعلت ترابك وغبرتك طهورالامة محمد صلی الله علیه وسلم وجعلت شرق الارض وغربها مساجد لهم ومصلی حتے عبد ونی علیها ؂

مؤلف - اے میرے بھائیو اس جگہ میرے دل میں ایک نکتہ گذرتا ہے اور وُہ یہ ہے - جب زمین بسبب مفاخرت وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو صبح وشام بنام محمدی افتخار او استبشار رکھتی ہے اگر گناہوں سے مطہر اور حرم سرائے قدس کا محرم مقرر ہو جائے تو کیا عجب ہے - **نعت شریف**

اے داده نور شمع رخت مهر وماه را	نوٹت شکستہ رونق مشک سیاه را
عیسیٰ کہ ہمچو ذرہ زخفاش در مجردی	ہر دم بآستانہ تو آرد پناه را
نورانه از همه دونی تو لامع است	بردار پرده از رُخ ونمااِلٰه را

مؤلف - اے میرے بھائیو تم کچھ جانتے ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا شان ہے - محمد ناز پروردہ محبت الٰہی کا پھول ہے - جو رسالت کے باغ میں رحمت الٰہی کی ہوا سے کھلا ہوا ہے ؂ **نقل** ہے کہ جب حضرت جلال احدیت جل وعلا نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ محبت کا عقد کہ دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی مراد ہے استوار

سلہ چون روائت آیات الٰہی ونوبت در آمدن در شهد قرب بحضور یا خر رسید وازہمه انقطاع پذیرفت وتنها ماند وہیچ ملکے وانسے با وے نماند وبنور حجابہائے نورانی هفتاد حجاب کرد - وہیچ حجاب بحجابے دیگر نمے ماند - و آمده است کہ سطرے ہر حجاب پانصد سالہ راه است در پیش ماند وہمه را بامداد واعانت صمدیت حق جل وعلا قطع کرد - حیرتے ودہشتی وجلال وعزت کبریا پیش آمد منادی بلغت ابابکر صدیق ندا داد کہ قف یا محمد فان ربك یصلی ازین ندا بہ تفکر رفت کہ این آواز ابی بکر از کجا آمد وبلنسے کہ بدان یافت از وحشتی کہ حاصل شده بود بیرون آمد - پس از حضرت ندا آمد ادن یاخیر البریۃ اُدن یا احمد اُدن یا محمد پس نزدیک گردانید مرا بخود پروردگار من وچنان شدم کہ فرمود ثم دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰے پس پرسید از من پروردگار من پس نتوانستم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دوشانہ من بی تکیف وبے تحدید پس یافتم برد آنرا در سینہ خود - پس داد مرا علم اولین وآخرین وتعلیم کرد انواع علوم از انجملہ علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا وعلمی بود کہ عہد گرفت از من در پوشیدن داشتن کہ آیا ہیچکس نمے گویم وہیچکس طاقت

فرمایا اسوقت خطاب مستطاب آیا کہ اے محمدؐ سب لوگ میرے مقدس نام کی قسم کھاتے ہیں اور مَیں بحکم لعمرک تیری عمر کی قسم کھاتا ہوں۔ اگرچہ تیری منزل کے لئے صدر اور تیری منزلت اسی قدر کافی ہے مگر اے محمدؐ تم اپنی کھولو اور اپنے قدموں کے نیچے کیطرف دیکھو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے نیچے نظر کر کے دیکھا تو ایک مٹھی خاک کی مَیں نے دیکھی فرمایا کہ جو کچھ عالم غیبت وشہادت علوی سفلی وجود میں آیا ہے۔ سب تیرے قدموں کی خاک ہے۔ جو دوست اپنے دوست سے بخشانا چاہیے اُس کے دوست کو کچھ ناگوار نہیں گذرتا ہے۔ اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) اٹھاران ہزار عالم تیرے قدموں کی خاک ہے مَیں نے سب کو تیری طفیل بخشدیا۔ **غزل**

عالم نے از رشحۂ بحر کرم اوست	آدم کف خاکی زغبار قدم اوست
عیسے کہ چو خورشید زند خیمہ بر افلاک	در آرزوئے سایۂ عالی علم اوست
ہر بندہ کہ دار وخط آزادی دو زخ	آن بندہ غلام وے وخط رقم اوست
شادی جہان کرو فدائے غم اُمتّ	دانست کہ شادی جہانے بغم اوست

حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رایت ربی فی صورۃ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۹ برداشتن آن ندارد جز من وعلی خوبترین صورت دیگر بود کہ مخیر گردانید در کتمان واظہار علے بود کہ امر کرد مرا تنسیخ آن بخاص وعام از امت من۔ پس گفت آنحضرت اے پروردگار من متوحش شدم از قدم آوردن من با تو ناگاہ ندامی شنیدم بلغتے کہ مشابہ لغت ابی بکر است کہ میگوید قف یا محمدؐ فان ربک یصلی پس تعجب کردم اینکہ ابی بکر از کجا آمد وپروردگار بے نیاز ست از نماز گذاردن برائے دیگر من میگوئم سبحانی سبقت رحمتی علے غضبی بخوان یا محمدؐ این آیت را ہو الذی یصلے علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما" پس صلوٰۃ من محمدؐ رحمت است بر تو وامت تو اما شنوانیدن من ترا آواز ابوبکرؓ کہ یار غار تست برائے آنست کہ انس گری تو دنجال خود بیائی درین مقام پرہیبت با محمدؐ چون خواستیم ماکہ کلام کنیم ما را در تو موسٰے پس گرفت اورا ہیبتے عظیم پس پرسیدم اورا وبا ملک ہبینک یا موسٰے پس حال اورا انس بذکر عصا وبحال خود آمد ہمچنین تو اے محمدؐ خواستیم کہ انس گری باواز یار خود کہ پیدا کردہ شدۂ تو فرمودے ازیک طینت وے انیس تست در دنیا وآخرت پس پیدا کردم فرشتہ را بر صورت ابوبکر کہ ندا کند ترا بلغت وے تا زائل گردد از تو استیحاش ولاحق نشود از ہیبت چیزے کہ باز دارد ترا از فہم آنچہ خواستیم از تو بعد ازان فرمود در باب سوال جبرائیل علیہ السلام چہ جواب مے دہی وحاجت اورا چگونہ برآری فرمودہ نو پوشیدہ نیست اے محمدؐ تو جبرائیل علیہ السلام رابگو کہ حاجت تو بدرگاہ ما باجابت مقرون است

مصنف کتاب ھذا

ای صفتہٖ فقال یا محمد فیم یختصم الملائکۃ الملاء الاعلیٰ میں نے اپنے پروردگار کو بڑی خوبصورتی میں دیکھا یعنے ایک خاص صفت میں - مَیں کہتا ہوں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں آنکھوں سے ذات احدیت کو دیکھا - کہ ہم اُسکی کیفیت بیان کرنیسے عاجز ہیں ؎

دید محمد نہ باچشم دگر | بلکہ بدان چشم کہ دارد بسر

میرے سے پوچھا گیا کہ اے محمدؐ ملائکہ ملاء اعلےٰ اور ساکنان عالم بالا تو نے دیکھا سنا ہے کہ وُہ باہم کس بات پر بحث کر رہے ہیں - مَیں نے کہا الٰہی تیرے علم کے آگے کچھ چھپا ہوا نہیں - تیری ذات عالم السرّ والخفیات ہے فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی پھر حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ہاتھ میرے ہر دو دوش کے درمیان رکھا چنانچہ مَیں نے اسکی راحت اور خوشی اپنے دونوں پستانوں کے درمیان پائی - اور جو کچھ زمین اور آسمان میں مغیبات و دیگر موجودات تھیں وہ میری نظر میں مکشوف ہوئے - ازاں بعد حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ما الکفارات میں نے عرض کیا اسباغ الوضوء فے البردات والمشی بالاقدام الی الجماعات وانتظار الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ الٰہی کفارات تین چیزیں ہیں اوّل موسم سردی میں وضو کا پانی وضو کے محلّوں میں پہنچانا اور شدائد نفس یعنے طہارات کے وقت اعضاء کو کامل طور پر دھونا اور اُن کے اطراف پر پانی پہنچانا گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے - دوم باجماعت نماز پڑھنے کے لئے پیادہ پا مسجد میں جانا - سوئم ہر نماز کے ادا کرنیکے بعد آئندہ نماز کا انتظار کرنا - جو شخص ان تین امروں پر قیام کرے گویا اُس نے اپنی زندگی احسن وجہ پر بسر کی ہوگی - اور اس دُنیا کے عالم سے نیکنامی سے عالم عقبےٰ کو گیا ہوگا - اور وُہ ایسا گناہوں سے پاک ہو جائیگا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہؤا ہے اور ایک روائت میں آیا ہے کہ جب بین الکتفین خواجہ کونین علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات کا حق سبحانہ وتعالیٰ کی کف کفائت سے مشرف ہؤا اور جملہ معینات عالم علوی و سفلی کا حجاب آپ کی نظر سے مرتفع ہؤا - اور اسرار جلی اور خفی پر اطلاع پائی تو حق سُبحانہ وتعالےٰ نے پوچھا یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلیٰ آپ نے فرمایا فی الکفارات والمنجیات والدرجات والمھلکات حضرت حق سُبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا صدقت عبدے ازاں بعد حق سبحانہ وتعالےٰ نے ملائکہ کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے ملائکہ آج میرا حبیب عالم بالا کی سیر کے لئے بلایا گیا ہے - تم میں سے جس شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو اپنی مشکل حل کرنیکی وجہ سے اُس کے آگے پیش ہو جائے ازانجملہ حضرت اسرافیل علیہ السّلام نے حاضر خدمت اقدس ہو کر پوچھا یا محمد - ما الکفارات فرمایا

اسباغ الوضوء فی المبردات ومشی الاقدام فی الجماعات وانتظار الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ ۔
حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ازاں بعد حضرت میکائیل علیہ السلام پیش ہوئے اور استفسار فرمایا کہ ما الدرجات یعنے بندہ کے وہ افعال جنکے سبب سے بندہ درجات عالیہ کو فائز ہوئے کیاہے ۔حضرت نے فرمایا اطعام الطعام واجھار السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے خدمت بابرکت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر التماس کی یا محمد ما المنجیات یعنے یا محمدؐ وہ عمل جو بندے کو عذاب الٰہی سے نجات دلاوے کیا چیز ہے ۔حضرت علیہ السلام نے فرمایا خشیۃ اللہ تعالےٰ فی السر والعلانیۃ والقصد فی الفقر والغناء والعدل فی الغضب والرضاء حق سبحانہ وتعالےٰ سے ظاہراً وباطناً ڈرنا اور درویشی اور تونگری میں میانہ روا اختیار کرنا ۔حالت غضب اور رضا میں راستی اور غضب کو اپنا شعار بنانا ۔حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمد ﷺ (صلی اللہ علیہ وسلم) ازاں بعد حضرت عزرائیل پیش ہوئے اور کہا یا محمدؐ ما المھلکات یارسول اللہ کیا چیز ہے جو بندے کو ہلاک کرنیوالی ہے فرمایا شحٌ مطاعٌ وھوًی متبع واعجاب المرء بنفسہ یعنے بخل جو اطاعت کیا جائے از بخیل اسی پر عمل کرے اور اسکو بخل فرمائے اور ہوائے نفس کی کرنی اور اپنے تئیں بہ نسبت غیر کے نیک اعتقاد کرنا ۔حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ✦

نقل ہے کہ یہی چار مسئلے تھے کہ یہ چار فرشتے چار ہزار سال ان مسئلوں میں بحث کرتے رہے اور ان کے جواب سے لاجواب رہے ۔جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عالم بالا میں بلائے گئے تب ملائکہ کرام علیہم السلام نے شافی جواب پایا اور ان مسئلوں کی حقیقت سے کما ینبغی مطلع ہوئے اور بعض علماء کا قول ہے کہ حضرت رسالت کا فلک الافلاک پر جانیکا یہی سبب تھا کہ ملائکہ مذکور مدت کثیر سے باہم مسائل مذکور میں بحث کرتے تھے اُن کے فیصلہ کے لئے آنحضرتؐ عالم ملکوت میں بلائے گئے ۔کما کتب المعین فی معراج النبوۃ معارج میں لکھاہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ میں نے تیری اُمت کے مال کو بہت بڑھایا ۔تاکہ تیری اُمت کا حساب دراز نہو جائے ۔اور انکی عمر کو بھی چنداں دراز نہیں کیا ۔تاکہ اُن کے دل دُنیا کے رہنے پر محکم نہ ہوجائیں اور ان کو مرگ مفاجات سے ہلاک نہیں کیا تاکہ دُنیا سے بے توبہ رخصت نہ ہوجائیں اور میں نے

تیری اُمت کو دورِ آخر میں پیدا کیا - تاکہ قبر میں دیر ماندگی کی تکلیف نہ اُٹھائیں - پھر فرمایا اے محمدؐ اھل ذکری فی ضیافتی مجکو یاد کرنیوالے میری مہمانی میں ہیں - اور میرا شکر کرنیوالے ہمیشہ نعمت کی زیادتی میں ہیں - اور میری اطاعت کرنیوالے دائما کرامت میں رہتے ہیں اور میں اہل شکر کو اپنی رحمت سے نا اُمید نہ کرونگا - یہ لوگ حقیقت میں بیمار ہیں اور ہم ان کے طبیب ہیں یعنے ہماری رحمت ان کی بیماری کو رفع کرنیوالی ہے - اور ان کے امراض کو شفا بخشنے والی ہے فان تابو فانا اجیبتم اگر تیری اُمت کے لوگ میری طرف رجوع لائیں گے اور میں اُنکا حبیب بنجاؤنگا اگر وُہ توبہ نہ کرینگے فاذا یھم فی المصائب تو میں ان کو بلاؤنگا اور مصیبتوں کا شربت پلاؤنگا یہاں تک کہ اُن کا وجود عوارض عیوب سے پاک ہو جائیگا +

حضرت خاتون جنّت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد محمد رسول اللہ علیہ السلام سے پوچھا یا رسول اللہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے شب معراج کو آپ سے کیا کیا گفتگو کی - قال قال الرب العزۃ جل جلالہ نظرت فی ذنوب امتک فلم اری الوجہ الا العفو - اے محمدؐ میں نے تیری اُمت کیطرف دیکھا اور مجکو سوائے عفو کے کوئی صورت نظر نہ آئی -

سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ معراج کی رات کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے حبیب تو میرے لئے کیا ہدیہ لایا ہے - میں نے عرض کیا کہ الہٰی میں دو قبضے لایا ہوں ایک قبضہ میں تقصیر طاعت اور دُوسرے میں جفا اور معصیت - فرمایا اے محمدؐ تیری اُمت کی تقصیر طاعت کو میں نے اپنی رحمت سے معاف کیا اور ان کے جفا اور معصیت کو تیری شفاعت سے بخشا + حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا - اے محمدؐ آج تو چاہے مجھ سے مانگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے خداوند تو میری مراد اور مقصود کو خوب جانتا ہے - میرے بیان کی حاجت نہیں - حق سبحانہ و تعالےٰ نے فرمایا انت شفیعھم فیما یقصرون فی فرائضی وانا اکون شفیعا لھم فیما یقصرون فی سُنتک - اے محمدؐ میرے فرائض کی تقصیرات میں تو اُن کا شفیع ہو جا - اور تیری سُنتوں کی تقصیرات میں میں اُنکا شفیع بنجاؤنگا - اور انکی تقصیرات جو تیری سُنت میں اُن سے سرزد ہوئی ہیں تیرے سے معاف کراؤنگا - معارج میں لکھا ہے کہ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا کہ شب معراج میں مینے جناب باری عز اسمہ سے درخواست کی کہ الہٰی میری اُمّت کا حساب میرے ہی متعلق کردے - فرمایا کہ اے محمدؐ تیرا اصلی مطلب اس غرض سے کیا ہے

میں نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن میری اُمت کا فضیحہ نہووے۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے محمدؐ میں تیری اُمت کا حساب ایسے طریق پر کرونگا کہ تجکو اُن کے اعمال قبیحہ کی ہرگز اطلاع نہ ہوگی۔ جب میں ان کے گناہوں کو تیرے جیسے شفیق پیغمبر سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں۔ تو یہ دل سے سمجھ رکھ کہ بیگانوں سے بہ طریق اولیٰ چھپا رکھونگا۔ اے محمدؐ اگر تو اُن پر بوجہ رسالت شفقت رکھتا ہے۔ مَیں بھی اُن پر ربوبیّت کی رحمت رکھتا ہوں۔ اگر تو اُن کا پیغمبر رہنما ہے میں بھی اُن کا معبُود اور خداوند ہوں تو آج سے اُن کی طرف دیکھتا ہے اور مَیں نے ازل سے ابد تک اُن کے بارہ میں نظر عنایت رکھی ہے۔ اور رکھوں گا۔

اے بازل بودۂ نابود ما	تو با بد زندۂ فرسُود ما
بے حریم از ہمہ سازندۂ	جز تو نداریم نوازندۂ!
از پئے تست این ہمہ امید وبیم	ہم تو ببخشا وببخش اے کریم
چارۂ ما سازکہ بے یا وریم	گر تو برانی بکہ رُو آوریم
پیش تو گزبے سروپا آمدیم۔	ہم بامید تو خدا آمدیم
قافلہ شد واپسی اما ببین	اے کس ما بے کسی ما ببین
جز تو در قبلہ نخواہیم ساخت	گرننوازی تو کہ خواہد نواخت

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاوحی الی عبدہ ما اوحیٰ کے کلمات ایک کلمہ کی درخواست کی اور کہا یا رسول اللہ ان کلمات سے جو خالق کائنات نے آپ سے شب اسرے میں کئے تھے ایک کلمہ کی حقیقت سے ہم نیازمندوں کو معزز فرمائیے۔ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے میری اُمت کی شکائت کر کے فرمایا کہ اے محمدؐ تیری اُمّت کے لوگ خلوت میں بیٹھکر گناہوں کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور جب مجلسوں میں تقدیراً پھنس جاتے ہیں تو عوام کے طعن سے بچنے کیوجہ سے اطاعت کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن مَیں اُن کے اسرار کیطرف نظر کرکے اُن کے گناہوں سے درگذر کرتا ہوں کہ اُن کی پردہ پوشی کرتا ہوں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج کی باتوں سے ایک بات کا سوال کیا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے مجکو کہا کہ اے محمدؐ پہلی اُمّتیں

جب گناہ کرتی تھیں میں اُن کے سر پر عذاب بھیجدیتا تھا۔ جیسے حضرت نوح اور صالح علیہم السّلام کی قومیں جب وُہ میری بیفرمانی کرتے تھے اُن کے گناہ کی شامت سے میں اُن کو زمین میں غرق کردیتا تھا جب داؤد اور عیسٰے علیہم السلام کی قوم نے بیفرمانی اختیار کی تو میں نے غیرت کی وجہ سے انکی صورتیں بدل کردیں۔ کسی کو بندر کسی کو کُتّے کی صورت سے مسخ کردیا۔ اے محمدؐ جب تیری اُمّت کے لوگ گناہ کرتے ہیں تو میں اُن کے سئیات کو حسنات سے بدل دیتا ہوں۔ اور دوئم یہ ہے کہ اے محمدؐ جب پہلی اُمتیں گناہ کرتی تھیں۔ تو اُن کے سر پر سنگ باری کرتا تھا جیسے حضرت لوط کی قوم اور جب تیری اُمت گناہ کرتی ہے تو میں اُن کے سر پر رحمت کا بادل برساتا ہوں۔

حضرت فاطمہ بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا کہ میں نے اپنے والدماجد سیدالمرسلین حبیب رب العالمین سے سوال کیا وہ باتیں سربمہر جو معراج کی رات کو حق سُبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمائی تھیں وہ کیا ہیں۔ فرمایا قرۃ عینی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کے سرور میں کیا کہوں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں وہ تو میری اُمت کی شکائت تھی۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ میں اپنے بندوں کے ارزاق کا ضامن ہوں اور تیرے امت کے لوگ میری ضمانت پر اعتماد نہیں رکھتے ہیں اور روزی حاصل کرنیکے واسطے طرح طرح کے غم اپنے دلپر لگالیتے ہیں اور نا آمدہ غم کھانا گویا اپنے تئیں دیدہ ودانستہ رنج میں ڈال لینا ہے ہماں بہتر کہ بافردا گذارم کار فردارا ۔ دوم یہ کہ میں نے بہشت کو تیرے اور تیرے دوستوں کے لئے پیدا کیا ہے اور تیرے دوست بہشت کیطرف رغبت نہیں کرتے یعنی اعمال خیر میں تقصیر کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ میں نے دوزخ کو تیرے دشمنوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ تیرے دوست اُس میں داخل ہونیکی سعی کرتے ہیں۔ یعنے تیری اُمّت کے لوگ میری نافرمانی کرنے پر دلیری اور جرأت کرتے ہیں۔ چہارم یہ ہے کہ تیری امت کے بندے میرے ساتھ تو لڑائی کرتے ہیں اور میرے بندوں کیساتھ صلح یعنے خلوت میں گناہ کرتے ہیں مجھ سے شرم نہیں کرتے۔ آدمیوں کے سامنے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور آدمیونکی ملامت اور غرامت سے اندیشہ کرتے ہیں۔ پنجم میں اُنسے کل کا عمل نہیں طلب کرتا ہوں اور یہ حریص میرے سے ہفتہ اور ماہ اور سال کی روزی مانگتے ہیں۔ ششم میں ان کی روزی اُن کے غیر کو نہیں دیتا ہوں اور یہ لوگ میری طاعت غیر کو دیدیتے ہیں۔ یعنے طاعت میں ریاکاری اختیار کرتے ہیں۔ اور میری عبادت میں غیر کو شریک کردیتے ہیں۔ عزت دینے والا اور خوار کرنیوالا حقیقت میں میں ہوں۔ اور یہ لوگ اپنی عزت

کی امید میرے غیر سے رکھتے ہیں اور میرے غیر سے ہی ڈرتے ہیں اور میری ناراضگی کا کچھ خیال نہیں رکھتے * **مؤلف** اے میرے بھائیو مجھ کو ایک **نقل** یاد آئی ہے کہ میرے والد ماجد مرحوم جن دنوں میری عمر دس گیارہ برس کی تھی کہ میں فارسی میں سکندرنامہ اور عربی میں زرادی اور فقہ میں منیۃ المصلی اپنے والد سے پڑھا کرتا تھا۔ مجلس طلبا زمانہ کے لوگوں کا حال دیکھ کر فرمانے لگے اگر یہ عوام کالانعام خدا کے نام کی عزت اپنے سمدھیوں کے حجام کی عزت کے برابر بھی سمجھیں تو اُن کا مرتبہ کہیں سے کہیں تک بڑھ جائے۔ اگر سمدھیوں کا فرستادہ اُنکے گھر آجائے تو ان کی ضیافت میں اسقدر تکلف کیا جاتا ہے جو حد حساب سے باہر ہے۔ اور اگر کوئی درویش مسکین تین دن کا بھوکا اُن کے دروازے پر آنکلے تو اُسکو ایسا ذلیل کرکے نکالدیتے ہیں کہ پھر عمر بھر اُن کی طرف مُنہ نہیں کرتا ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی یہیں معنے ارشاد فرمایا ہے

	گر وزیر از خدا بترسیدے	ہمچنان کز ملک ملک بودے	

ہفتم اے محمد میں انکو نعمتیں دیتا ہوں اور یہ میرے غیر کا شکر کرتے ہیں۔ **ہشتم** میرے ملائک ہردم وہر آن ان کے ناپسندہ افعال میرے پیش کرتے ہیں اور میں نے کبھی اُن کے سامنے شکایت نہیں کی اور احیاناً قدرے مصیبت یا بلا اُنپر بھیجی جاتی ہے تو ہمیشہ میری شکایت خلقت کے سامنے کرتے ہیں اور ناسپاسی اور ناشکری اپنا شعار بناتے ہیں ؎

	نزل بلا عافیتِ انبیا رست	وآنچہ ترا عافیت آرد بلاست	
	زخم بلا مرہم بیدینی است	تلخیٔ مے مایۂ شیرینی است	
	چرخ نہ بندد گرہے بر سرشت	تا نگشاید گرہے دیگرت	
	شاد ندانم کہ درین دیر تنگ	شادی وغم ہر دو ندارد درنگ	
	انجم وافلاک بگشتن دراست	راحت ومحنت بگذشتن ودست	
	ہر کہ محنت بارادت کشد	خاتم کارش بسعادت کشد	
	ہر کہ یقین رابتوکل سرشت	برکرم ان رزق علی اللہ نوشت	
	روزیِ تو باز نگردد زور	کار خدا کن وغم روزی مخور	
	بردر او شو ازینہا بہ اوست	روزی از وجو کہ روزیدہ اوست	
	عمر چو یکروزہ قرارت نداد	روزیٔ دہ سالہ چہ باید نہاد	

آن خوری آنجا کہ ترا دادہ اند	بر درِ او کہ فرستادہ اند
بیشتر از روزیٔ خود کس نخورد	گرچہ درین خلق بسے جہد کرد
روزی و دولت نفزاید ز جہد	جہد بدین کن کہ بدنیست جہد
جہد ز تو باید و توفیق نیز	تا شوی از جملہ عالم عزیز

نہم حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے محمد صلعم میرے اور تیری اُمت کے درمیان سات اور ایک روایت میں آیا ہے نو ایسی شرائط ہیں کہ تیرے دل کی رفاہیت کا باعث ہو سکتی ہیں۔ **اوّل** یہ ہے کہ تیری اُمت کا جو شخص میری طاعت کریگا میں اُسکی طاعت کو دُونہ کرونگا۔ اور اُسکی طاقت کے مطابق اُنسے طاعت طلب کرونگا نہ اپنے شان کے لائق اسلئے کہ کسی بشر کی طاقت نہیں جو میری شان مقدس کے لائق عبادت کر سکے۔ لیکن جب میں اُنکو اُنکی طاعت کا بدلہ اور جزا دینے لگونگا تو اُن کی طاعت کے بموجب نہ دونگا بلکہ اپنے عطا اور کرم کے لائق جزا دُونگا + **دوم** یہ کہ اگر کوئی شخص تیری اُمت کا عمداً یا خطاءً گناہ کریگا۔ اور ازان بعد توبہ کریگا اور دل سے نادم ہوکر جازم ہوگا اور کہیگا کہ الٰہی اسکے بعد میں کبھی گناہ نہ کرونگا۔ تو میں اُسکی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور اس گنہگار کو گناہوں سے ایسا پاک کردیتا ہوں کہ گویا اُس نے ہرگز گناہ نہیں کیا ہے۔ **سوم** میں اُس کے ساتوں اعضاء کیطرف نظر کرتا ہوں اگر اُس کے چھ عضو گناہ میں مصروف ہوں۔ اور اُسکا ایک عضو طاعت میں مشغول ہو اُس کے عاصی اعضاء کو اُس ایک عضو مُطیع کی طفیل بخشدیتا ہوں اور اُس کے ساتوں اعضاء کو دوزخ کے سات درکات سے آزاد کردیتا ہوں۔ اور ہشت بہشت کا مستحق بنا دیتا ہوں + **چہارم** جب میں اپنے علم میں جانتا ہوں کہ میرا بندہ اپنے گناہ کو یاد کرکے غمناک اور اندوہناک ہوتا ہے تو اُسکے ارتکاب سے پشیمان ہے تو میں اُسکے گناہ کو بخشدیتا ہوں۔ **پنجم** جب میرا بندہ گناہ پر مصر ہووے اور اپنی ہٹ سے باز نہ آوے اور ارتکاب معاصی پر پشیمانی نہ کھاوے۔ میں اُسکو کسی درد اور رنج یا مصیبت کی بلا میں مُبتلا کردیتا ہوں تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے + **ششم**۔ ایک سال میں دوبار ہاویہ دوزخ کا دروازہ کھول دیتا ہوں۔ ایک تو گرمیوں میں اور دُوسرا سردیوں میں۔ ہاویہ کی آتش اور زمہریر کی سردی عالم دُنیا میں اُن کے نصیب کردیتا ہوں تاکہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں + **ہفتم**

یہ ہے کہ اے محمدؐ میں تیری اُمت کا حساب اپنے فضل سے کرونگا نہ عدل سے اگر انکی طاعت زیادہ ہوگی تو میں اُنکو دُگنی جزا دونگا۔ اگر اُن کے گناہ زیادہ ہونگے جن لوگوں نے اُنپر ظلم اور جفا کیا ہوگا اُن کے گناہوں کا بوجھ اُنکی گردن پر رکھدونگا ﴿ ہشتم اے محمدؐ تیری اُمت کو ایام متبرکہ جیسے رمضان عید الفطر عشرہ۔ ذی الحجہ۔ عید الضحےٰ۔ شب برات۔ لیلۃ القدر۔ عشرہ محرّم جمعہ اور ماہ برگزیدہ ان کو عطا ہوئے۔ اور ان کے حسنات ان دنوں اور مہینوں میں مضاعف کردئے گئے تاکہ قیامت کے دن اُن کی نیکیاں اُن کی بدیوں پر راجح ہو جائیں۔ نہم اُحاسبھم یوم القیٰمۃ بکرمی واغفرلھم ذنوبھم بفضلی وادخلھم الجنۃ برحمتی لینے قیامت کے دن میں اُنکا حساب اپنے کرم کیساتھ لونگا اور ان کے گناہوں کو اپنے فضل سے بخشدونگا۔ اور اپنی رحمت سے بہشت میں داخل کردونگا ﴿ مناجات

خدایا چونکہ ملدائے سرشتی	وثیقت نامۂ برما نوشتی
بما تو خدمت خود فرض کردی	جزائے آن بجود تو فرض کردی
چو ما بر ضعف خود در بند آنیم	کہ بگذاریم امرت نا توانیم
تو با چندین عنا تنہا کہ داری	ضعیفان را کجا ضائع گذاری
بدین امید ہائے شاخ در شاخ	کرمہائے تو مارا کرد گستاخ
وگرنہ ما کدامیں خاک باشیم	کہ از دیوار نورنگے تراشیم
اگر خواہی بما خط در کشیدن	بفرمانت کہ بارد سر کشیدن
وگر گردی ز مشت خاک خوشنود	ترا نبود زیان مارا بود سُود
در آن ساعت کہ ما مانیم وہوئے	ز بخشائش فرو مگذار مُوئے
بیا مرز از وفائے خویش مارا	کرامت کن لقائے خویش مارا

دہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات کو حق سبحانہ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے تجکو ایسی کرامات سے مکرم فرمایا کہ کوئی پیغمبر ما تقدم اس نعمت عظمےٰ سے مشرف نہیں ہوا۔ ازانجملہ ایک یہ ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ تیری شان میں وارد کیا۔ یہاں تک کہ مشرق سے مغرب تک رات دن پانچ بار مساجد کے میناروں پر تیرے نام کی نوبت بجاتے ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان پر لاتے ہیں اور کلمہ توحید میں بھی تیرا نام مقدس اپنے نام کیساتھ قرین کیا۔ تاکہ جو کوئی میرے ساتھ ایمان لائیگا

تیرے ساتھ بھی ایمان لائیگا۔ اور جو شخص با ایمان میری توحید کا اقرار کرے اور تیری رسالت کا انکار کرے میں اُس کے ایمان کو ہرگز قبول نہ کرونگا۔ اے محمدؐ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دُعا کی میں نے اُسکی دُعا قبول کر کے اُسکی سرکش قوم کو ہلاک کیا۔ کذلک جو دعا کہ آج رات تو نے اپنی امت کے لئے کی ہے اُسکو میں نے باجابت مقرون کیا اور تیری اُمت کو نجات اور رفعت درجات سے مشرف کیا اور بجائے پچاس وقتوں کے نماز کے پانچوقت کی نماز پر اکتفا کیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ + یازدہم حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاب رفع ہونیکے بعد حبیب بلا ارباب کے مشاہدہ کی دولت سے مشرف ہوئے اور انوار حقیقت کا مطالعہ کیا۔ اور نفس اور رُوح سے مجرد ہوئے۔ قوت ایمانی اور عرفانی آپ کے وجود باجود میں باقی رہ گئی۔ خطاب ہوا اے محمدؐ فرقہ مشتبہ میرے لئے صُورت ثابت کرتے ہیں اور یہودی میری جسمیت کے قائل ہیں۔ اے محمدؐ تم میری ذات کو اچھیطرح دیکھ لو تاکہ تمکو ان کے مذاہب کا بطلان متحقق ہو جائے۔ فراہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من غیر ادراك وَلَا احاطۃ وَلَا من شَیْءٍ وَلَا فِی شَیْءٍ وَلَا علی شَیْءٍ + دوازدہم تفاسیر اور اہل تذکیر کی کتابوں میں فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی لکھا ہے اور بعض نے والضحٰی کی تفسیر کے ذیل میں ایراد کیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ علیہ التحیتہ نے حق سُبحانہ وتعالیٰ سے چند چیزوں کا سوال کیا اور اُن کا جواب سُنا۔ حضرت صؐ فرماتے ہیں کہ میں ان چیزوں کے پُوچھنے سے بہت پشیمان ہوا۔ اوّل میں نے کہا کہ الٰہی تو نے حضرت جبرائیلؑ کو چھ لاکھ پر عطا فرمائے اُس کے برابر مجکو کیا عطا ہوا اور کونسی چیز دی گئی؟ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ تیرے مبارک سر میں میں نے چھ لاکھ تار بالوں کے پیدا کئے تیرے بالوں کی ایک تار میرے نزدیک جبرائیلؑ کے چھ لاکھ پر سے بہتر ہے۔ اے محمدؐ قیامت کے دن تیرے ہر ایک بال کی برکت سے چھ چھ لاکھ عاصی کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرونگا۔ اے محمدؐ جب حضرت جبرائیل اپنے پروں کو کھولتا ہے تو مشرق سے مغرب تک ملک کو محیط کر لیتا ہے اور جب تو قیامت کے دن شفاعت کیواسطے اپنی زلف کو کھولیگا مشرق سے مغرب تک تیری اُمت کے جتنے کتنے عاصی ہونگے سب کو احاطہ کر لیگا اور تیرے ایک بال کی طفیل سب کو بخشدونگا + دوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الٰہی تو نے آدمؑ کو مسجود ملائک کیا اُس کے برابر تو نے مجکو کیا دیا؟ فرمایا حکم ہوا۔ اے محمدؐ ملائک کا آدمؑ کو سجدہ کرنا اگر بغور سمجھو تو تیرے ہی لئے تھا اسواسطے کہ تیرا نور اُسکی پیشانی میں تھا۔ پھر عرض کیا۔ الٰہی آدمؑ

کو تو نے بہشت میں داخل کیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہاں لایا تھا پھر باہر نکالا گیا۔ تجکو اور تیری اُمت کو بہشت میں داخل کرونگا اور پھر کبھی باہر نہ نکالوں گا۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوندا تو نے آدمؑ کو قدرت کے ہاتھ سے پیدا کیا اور ملائکہ کو اُن کے سجدے کے لئے امر کیا۔ خطاب آیا۔ اے محمدؐ میں نے آدم کے پیدا کرنے سے پہلے ہی تیرے ساتھ بڑھکر سلوک کیا۔ اوّل یہ کہ تیرے نام کو اپنے نام سے قرین کیا اور عرش عظیم پر ثابت فرمایا۔ آدم کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے ہی ملائکہ کو تیرا شناسا بنا دیا۔ اور ملاء اعلےٰ کے رہنیوالوں سے تم کو نبی کہلایا۔ اور ہنوز آدم کا نام ونشان بھی نہ تھا کہ تیرا نام آسمانوں کے دروازوں پر میں نے لکھدیا۔ اور بہشت اور حور وقصور اور اشجار غرض بہشت کی کوئی چیز نہیں جسپر تیرا نام نہ لکھا ہوا ہوا۔ بلکہ بہشت کی دیواروں اور درخت کے ہر ہر پتے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

سوم پھر میں نے کہا الٰہی تو نے میرے بھائی ادریس علیہ السلام کو مکاناً علیاً پر فائز کیا۔ اس کے برابر میں مجکو کیا دیا۔ خطاب مستطاب ہوا کہ اے محمدؐ میں نے تیرے ساتھ اس سے بڑھکر کرم کیا کہ تجکو عرش معلےٰ کا سیر کرا کے قاب قوسین او ادنےٰ کے مقام تک پہنچایا۔ دوسرے یہ کہ میں نے ادریس کے وجود کو زمین سے اُٹھا کر آسمان میں جا رکھا۔ اور قیامت تک اُسکا تن آسمان کے گوشہ میں پڑا رہیگا اور تجکو وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے ذکر سے مکرم کیا۔ تیسرے یہ کہ ادریس جب تک بحکم کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ مرگ کا مزا نہ چکھیگا۔ تب تک بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اور تو عالم زندگی میں ذائقۃ الموت کے چکھنے سے پہلے بہشت کے مراتب وغیرہ مکانات کا سیر کر آیا ہے۔

چہارم میں نے کہا الٰہی تو نے علیہ السلام کو کشتی ذات الواح ودسر دی۔ مجکو اور میری امت کو اُس کے بالمقابل کیا دیا۔ الہام ہوا کہ اے محمدؐ تجکو ایک براق ایسا دیا کہ ایک رات میں شرق سے غرب اور فرش سے عرش تک اور بہشت اور کرسی اور لوح اور قلم اور بیت المعمور جملہ مکانات عالم علوی کو دیکھ آیا اور تجکو دکھلا لایا۔ اور تیری اُمت کو مسجدیں عطا ہوئیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اخیار اور اشرار کو دوزخ کی آگ پر گذرنیکا فرمان ہوگا۔ اور آگ کا دریا ٹھاٹھیں ماریگا اور تیری اُمت کو مساجد میں داخل کرینگے اور میں مساجد کو کشتیوں کی طرح دوزخ کے دریا کے مُنہ پر اس بلا کے طوفان میں اور ابتلا کے تلاطم امواج میں فرق خاطف کی مانند

پار کردونگا۔ کہ کسیطرح کا آزار یا رنج یا تکلیف تیری اُمّت کو نہ پہونچیگی ۔

پنجم۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الہٰی تو نے حضرت ابراہیمؑ کو نمرود مطرود کی آگ سے بچا رکھا۔ اور بھڑکتی کو آگ کو باغ بنا دیا۔ اور اُسکو تو نے خلیل پڑہا۔ اور اُس کے وجود کو خلت کا خلعت پہنایا۔ اور اپنی محبت کا پیالہ پلایا۔ مجکو اور میری اُمت کو اُس کے برابر کیا کچھ عطا ہوا۔ خطاب ہؤا کہ اے محمدؐ تجکو اور تیری اُمت کو اس سے بہتر کرامت فرمائی ایک یہ کہ دوزخ کی آگ تجھپر اور تیری اُمت پر میں نے حرام کی۔ اور تجکو میں نے اپنا حبیب کہا۔ دوسرا یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب طاعت کی بلندی اور عبادت کی ذروہ پر مستند ہوگیا تھا۔ اور نبوت کے کمالِ مرتبہ کو پہنچ گیا تھا تب خلت کی دولت سے مشرف ہوا۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ وَاِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور تیری اُمت کو باوجود ارتکاب معصیت اور ذلت کے خلت کے مرتبہ تک پہونچا دیا۔ اور ان کو اپنا دوست بنایا۔ کما ورد اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝

من وفاء دوست را در بیوفائی داشتم		با گنہگاران بگوئم تا ببیند از ند دل	

ششم میں نے کہا الہٰی اسماعیل علیہ السلام کو تو نے فدا بھیجا۔ مجکو کیا دیا۔ فرمایا اے محمدؐ کل یعنے قیامت کے دن نصاریٰ اور یہودیوں کو تیری اُمت کا فدا بنا کر دوزخ میں ڈالدونگا کما جاء فی الحدیث اِنَّهٗ یُعْطِیْ اِلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ یَهُوْدِیًّا وَیَهُوْدِیَّةً فَیُقَالُ لَهُ اَلْقِهٖ فِی الْجَحِیْمِ وَخُزْ سَالِمًا اِلَی النَّعِیْمِ ۔

ہفتم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ برادرم موسےٰ علیہ السلام کو تو نے اپنا کلیم پڑھا۔ خطاب ہوا یا محمدؐ کلمت موسیٰ علی الطور وکلمتک علی بساط النور۔ اے محمدؐ میں نے موسےٰ سے کیساتھ کوہ طور پر بات کی اور تجکو اپنے نور کی بساط انبساط پر بٹھا کر اپنے اصلی راز سے اطلاع دی۔ میں نے کہا الہٰی تو نے موسےٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمائی مجکو اس کے برابر کیا چیز عنایت فرمائی۔ حکم ہؤا اے محمدؐ میں نے تجکو آیۃ الکرسی عطا فرمائی پھر میں نے عرض کی کہ الہٰی تو نے میرے بھائی موسےٰ علیہ السلام کو دریائے نیل سے معہ قوم کے ایسا سالم اور پار کر دیا۔ کہ اُن کا قدم بھی تر نہ ہؤا۔ مجکو اُس کے برابر کیا عطا ہؤا۔ خطاب مستطاب ہؤا اے میرے حبیب تجکو اور تیری اُمت کو اس سے بڑھکر کرامت کرامت عطا کرونگا۔ یعنی قیامت کے دن تیری اُمت کو دوزخ پُرہول سے ایسا گذارونگا۔ کہ

کہ انکا تر دامن بھی اسکی تاب سے خشک نہ ہوگا۔ بلکہ اُن کو اتنا بھی معلوم نہ ہوگا کہ یہ دوزخ ہے۔ میں نے کہا الٰہی میرے بھائی موسےٰ علیہ السلام کو تو نے ایک عصا ایک کرامت فرمایا جسنے تمام ساحروں کے سحر کو نیست اور نابود کردیا اور اُس عصا میں ایک ہزار ایک معجزہ تُو نے پیدا کر دیا اُس کے برابر مجھکو کیا چیز عطا ہوئی۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا اَے محمدؐ کل یعنے قیامت کے جب کئی لاکھ آدمی تیری گنہگار امت کے مٹی کے نیچے سے سر نکالیں گے اور اپنے کام کے انجام میں حیران اور پریشان ہونگے میں اُنکی شفاعت کا عصا تیرے ہاتھ میں دونگا کہ وُہ تیرا عصا تیری اُمت کے لاکھوں گناہوں کو نیست اور نابود کر دیگا اور تیری اُمت گناہوں سے پاک صاف ہوکر بہشت میں داخل ہو جائیگی۔ حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا الٰہی میرے بھائی موسےٰ کو تو نے ایک پتھر ایسا دیا تھا جس سے بوقت حاجت بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے۔ اور اسکی قوم کے بارہ گروہ ایک ایک چشمہ پر اپنا تصرف کر کے اپنی کارروائی کر لیتے تھے مجکو اس کے برابر کیا چیز عطا ہُوئی حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَے محمدؐ میں نے تجکو اُس سے بہتر عطا فرمایا۔ کل یعنی قیامت کے دن جب تیری اُمت تشنہ اور گرسنہ اندھیری گور سے خشک لب ہوکر اُٹھیگی میرے ملائک اُنکے لئے زنجبیل اور سلسبیل اور شراب طہور اور ماء معین کے پیالے حوض کوثر سے ایک ایک کے لئے ستّر ستّر پیالے ان کے لئے حاضر کریں گے اور تیری امت کے پیاسے لوگ اُن کو پی کر قیامت کی تشنگی سے نجات پائیں گے اور سیراب ہو جائیں گے یہ عطا مُوسےٰ کے بارہ چشموں کی نسبت ہزار گنا بڑھکر ہے۔

سیزدہم۔ میں نے کہا الٰہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مائدہ پُر فائدہ تو نے کرامت فرمایا مجکو اس کے برابر کیا دیا فرمایا تجکو اُس سے بہتر عطا فرمایا یعنے تیری اُمت کیواسطے کرامت کا مائدہ ذخیرہ کر رکھاہے کہ قیامت کے دن اُن کے کام آئیگا۔ پھر میں نے کہا الٰہی تو نے عیسےٰ علیہ السلام کو انجیل دی ہے۔ اس کے برابر مجکو کیا دیاہے فرمایا کہ تجکو سُورۂ اخلاص دی ہے کہ تمام انجیل سے ازروئے ثواب اور معانی کے فاضلتر ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الٰہی تو نے عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر بُلا لیا اُس کے برابر مجکو کیا چیز عنایت ہوئی فرمایا۔ کہ عیسےٰؑ کو میں نے چوتھے آسمان پر جگہ دی اور تجکو عرش معلّےٰ تک پہنچایا مزید برآں رؤس اشہاد پر مشرف کیا۔ تاکہ ہر روز پانچبار ہر ہر مساجد میں تیرے نام کی شہادت دے سکے

ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی تو نے بنی اسرائیل کو من اور سلوے کی نعمتوں سے ممتاز فرمایا اور اُن کے لئے ابر کا سائبان بنایا اس کے برابر مجکو کیا عنایت ہوا؟ فرمایا کہ اے محمد تیرے اور تیری اُمت کیلئے دُنیا اور آخرت کی نعمتیں مباح کر رکھی ہیں اور تیری امت ظل ممدود سے خاص ہوگی اور بنی اسرائیلیوں میں سے بہتیروں کی صورت کو مسخ کر دیا۔ اور خرس۔ بندر۔ خوک کی صورت بن گئے۔ اور تیری امت کے لوگ اگرچہ کتنے ہی گنہگار ہوں اُنکی صُورت کو ہرگز مسخ نہیں کرونگا۔ اے محمد میں نے تجھ کو ایک ایسی سُورت عطا کی ہے کہ مثل اسکی توریت اور زبور اور انجیل میں نہیں پائی جاتی اور وہ سورۃ فاتحۃ الکتاب ہے۔ جو کوئی اس سورۃ کو خلوص اور حضورِ دل سے پڑھے میں اُسپر دوزخ کی آگ حرام کر دونگا۔ اور اسکے والدین اگرچہ مشرک ہوں اُن کے عذاب میں بھی تخفیف کر دونگا۔ ما خلقتُ خلقا اکرم منک ہ

اے برون از ہر دو عالم چیست خاکِ پائے تو	آسمان یک حلقۂ مسکین از گیسوئے تست

اشارت۔ معراج کی شب باطرب میں جب تخت سید عرب لطحی لقب صلے اللہ علیہ وسلم کا قاب قوسین او ادنےٰ کی مسند پر رکھا گیا اور اُسکی عزت کا شادروان ملک وملکوت کے ایوان پر بلند کیا گیا۔ ارکان مکونات اور اعیان موجودات میں سے حضرت سید المرسلین وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی نظر میں اپنا جلوہ دکھایا اور اپنے تئیں اس مرتبہ میں آراستہ وپیراستہ کیا کہ شاید آنحضرت کی نظر منظور ہو جاویں۔ لیکن آنحضرت نے بسبب استغراق انوار تجلیات ذاتی اور صفاتی کے گوشۂ چشم سے بھی اُن کی طرف التفات نہ فرمایا اسی واسطے قرآن کی زبان سے وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى بیان فرمایا۔ سب سے پہلے زمین نے اپنی تحسین میں زبان کھولی اور اپنی افتخار کے اظہار میں اشارہ کہا کہ اقوات حیوانات کا معدن میں ہوں اور ازہار اور نباتات کا منبع میں ہوں۔ درختوں کے جھولوں میں میوجات کے اطفال کی پرورش کرنیوالا میں ہوں۔ لُطف ربوبیّت کے فراش نے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کا فرش میری بساط پر بچھایا ہوا ہے۔ عنائت الوہیت کے نقاش نے موزون صُورتیں اور بوقلمون نقوش کیطرح میری لوح پر طرح ڈالی ہے +

اسمان نے کہا۔ کواکب ثواقب کے روبرو میرے پر رہتے ہیں عالم کن فیکون کی صوامع کے رہنیوالوں کا مسکن میں ہوں۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ

کی نعمتوں کا مالک ہوں اور چاند کا بادشاہ خورشید کی عروس کیساتھ وجمع الشمس والقمر تخت بخت پر جلوہ کرتے ہیں۔ حکمت الوہیت کے مشاطہ نے وَزَیَّنّٰہَا لِلنّٰاظِرِیْنَ کی زینت کا گلگونہ میرے عرائس اسرار کے رخسار پر زینت باندھتی ہے +

کرسی نے کہا چادر منقوش دست کرسیّہُ السمٰوٰت والارض میرے ہی پر ڈالی گئی۔ بروج یا عروج وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کو میری بے مثال ذات میں تعین کیا گیا ہے +

لوح نے کہا عشق اور محبت کے اسراروں کا میں ہی سینہ ہوں۔ اہل معرفت کی روحوں کا میں ہی سکینہ ہوں۔ علوم غیبی کا مظہر میں ہی ہوں۔ حکم لاریبی کا منبع میں ہوں۔ طوالع انوار قدس کا مطلع میں ہوں +

قلم نے کہا رازدار قدم میں ہوں۔ صاحب اسرار علم بالقلم کا میں ہوں۔ منظور نظرات بے جہت کا میں ہوں +

عرش نے کہا تمجید کا قلادہ میری مجید میں ڈالا گیا ہے۔ اور رحمت رحمانی کا خلعت مجکو ہی پہنایا گیا ہے۔ نیازمندوں کی دعوات کا قبلہ میں ہوں۔ دردمندوں کی مناجات کا محراب میں ہوں۔ طیور اور ارواح کا آشیانہ میں ہوں۔ موحدین کے اسرار کا آستانہ میں ہوں۔ جس چیز نے عالم موجودات میں خلعت وجود کا پہنا ہے اور خدا کی بخشش کا جرعہ پیا ہے بجملگی میرے قدموں پر سر رکھتے ہیں۔ اور نیاز کا ہاتھ میرے جود اور کرم کے مائدہ پر دراز کرتے ہیں +

جب زمین اور آسمان اور کرسی اور لوح اور قلم اور عرش اپنی تعلّی اور بزرگی بیان کر چکے تو خطاب مستطاب حضرت عزت جل وعلا کا پہنچا کہ ہمارا ایک بندہ برگزیدہ اور محبوب پسندیدہ ہے کہ یہ تمام تمہاری عظمت اور احتشام اُسکی عزت اور احترام کے نزدیک ایسی ہے۔ جیسے آفتاب کے پاس ایک ذرہ یا دریا کی نسبت ایک قطرہ ہے۔ سب ارکان نے ممالک وملکوت کے جناب عزت جل شانہ سے التجا کی۔ الٰہی تیرے فضل وکرم سے کیا بعید ہے کہ ہمارے وجود کے علم سر کو اس کے مبارک قدم کو مشرف کردیوے اور ہم بیچاروں کو اس کے دیدار فیض بار سے معظم کردیوے جناب حضرت جل خداوندی ذکرہٗ نے اُن کی درخواست کو منظور فرمایا۔ اور اقبال محمدی علیہ التحیۃ والسلام کا خیمہ بام ہفت اجرام فلکی پر بلند کیا۔ خواجہ علیہ السّلام نے اپنی ہمت کے دامن کو دو جہانوں کے سر سے اُٹھا لیا اور اپنی جوانمردی کی آستین کو کونین کے نقود سے

جھاڑ ڈالا۔ ساکنان عالم بالا نے عرض کی یا محمدؐ آپ کی شان والا سے کیا حکم ہوجاتا ہے۔ اگر آپ اپنی نظر فیض اثر سے ہم کو قبول فرماؤ۔ فرمایا عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم۔ بہشت وغیرہ میری امتوں کی جاگیریں ہیں۔ کما ورد سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ اور چاکروں اور خادموں کی جاگیروں کیطرف دیکھنا ہماری عالی ہمت کا مقتضا نہیں۔ پھر سب نے التماس کیا ذرہ عالم اور ملاء اعلےٰ کے ملکوت کیطرف التفات فرمائیے۔ فرمایا یہ عالم بالا میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تماشا گاہ ہے۔ کما ورد وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور وہ علیلہ جلیلہ جو باپ کی نظر منظور ہووے بیٹے کو الفت کی آنکھ اُس سے بند کرنی مناسب ہے۔ اشعار

با قفس قالب ازین دام گاہ	مرغ دلش رخت بآرام گاہ	مرغ الہیش قفس بر شدہ
قالبش از قلب سکندر شدہ	پائے شد آمد بر انداختہ	جان بتماشا نظر انداختہ
خوردہ شرابے کہ حق آمیختہ	جرعہ از و در دل ما ریختہ	لب شکر خندہ بیاراستہ
امت خود را ز خدا خواستہ	ہمتش از گنج تو نگر شدہ	جملہ مقصود میسر شدہ

اے میرے بھائیو! اب یہ مجلس قریب الاختتام ہے اور ہمارا قدیمی دستور ہے کہ مجلس کا شروع اور خاتمہ اخبار دلاویز۔ رجا یعنے جناب باریتعالیٰ سے مغفرت کی امیدواری پر ہوا کرتا ہے + جب اس صدر بدر رسالت کے معراج کا درمیان آگیا۔ اس لئے چند احادیث معراج معرض عرض میں پیش کرتا ہوں اور اپنی مختصر کتاب میں لکھتا ہوں +

روایت۔ مُلّا معین کی اربعین میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ الحدیث حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرب اور کرامت یعنی معراج کی راتوں کو جب میرا گذر عرش پر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ عرش کے دائیں طرف تین سو بارہ منبر انبیاء مرسلین علیہ السلام کے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بائیں طرف ایک منبر عظیم البنیان جسکے اردگرد میں ہزار برج تک ہزار برس کے راستہ کا تفاوت تھا۔ موتیوں اور گوناگون جواہرات سے مرصع تھا۔ میں نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ میکائیل نے کہا یارسول اللہ یہ تین سو بارہ منبر انبیاء مرسلین علیہم السلام کے ہیں۔ اور یہ تنہا منبر یارسول اللہ تیرا ہے میں نے کہا میرے بھائیوں کے منبر عرش کے دائیں طرف اور میرا منبر بائیں طرف رکھا گیا ہے خطاب ہوا اے محمدؐ جب قیامت کا دن آئیگا تو میں اپنے بندوں کے درمیان سچا حکم کرکے

بہشتیوں کو بہشت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں پہنچا دونگا۔ اور بہشت میں جانیکا راستہ عرش کی دائیں طرف نکالا گیا ہے۔ اور دوزخ میں پہونچنے کا راستہ عرش کی بائیں طرف مقرر کیا گیا ہے۔ میرے فرمانبردار بندوں کو عرش کی دائیں طرف سے لیجائیں گے اور گنہگاروں کو عرش کی بائیں طرف سے دوزخ میں لیجائیں گے اور اسوقت تو اپنے منبر پر بیٹھا ہوا ہوگا جب تو اے محمدؐ اپنی امت کا کوئی گنہگاران مجرموں میں سے دیکھیگا تو اُس کی شفاعت کر کے اُسکو دوزخ سے بچا لیگا۔ اے محمدؐ تمہارا منبر جو عرش کی بائیں طرف رکھا گیا ہے اس میں ہمنے یہی حکمت رکھی ہے آے میرے بھائیو یہ محبّت کہ حضرت رسالت مآب کو اپنی اُمّت سے ہے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو محبت الٰہی سبحانہ و تعالےٰ کی تابش سے ایک تاب ہے اگر حق سبحانہ و تعالےٰ کو حضرتؐ کی اُمت مرحومہ کیساتھ محبّت نہ ہوتی تو ایسا محبوب تمہاری پیغمبری کے لئے نہ بھیجتا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حق سبحانہ و تعالےٰ کو اس اُمت کیساتھ بڑی محبّت ہے۔ نعت

اے گلِ گلزار ہمہ بلبلان
قافلہ سالارِ سُبک محملان
آئینہ وار رُخِ شاہی توئی
مطلعِ انوار الٰہی توئی!
مایۂ ہر مفلسِ مسکین تو بس
مونسِ جانِ منِ غمگین تو بس
دست بفتراکِ تو خواہم زدن
با تو بخلوت گہِ وحدت شدن
دردِ مرا مایۂ درمانِ تو باش
بدرقۂ خدمتِ سلطانِ تو باش
زنگ زمرآتِ دل و جان زدائے
بردل و جان سرِّ حقیقت کشائے
مصقلہ بردار و مرا جلوہ دہ
از دلِ من نورِ خدا جلوہ دہ
برفگن آن پردہ ز رخسارِ دوست
ہان کہ دلم عاشقِ دیدارِ اوست
آنچہ توانی بوصالم بکوش
خلعتِ خاصِ کمعیتے بپوش۔
تاجِ کرامت بسرِ ما بنہ
ہرچہ مُرادِ ست خدایا بدہ

دوسری نقل۔ زہرۃ الریاض میں لکھا ہے کہ جب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو دولت مواصلت کی پائی اور قرب حقیقی سے مشرف ہوئے۔ خطاب مستطاب رب الارباب کا پہنچا یا محمد ما اتیت لی من الھدایۃ اے محمدؐ ہمارے واسطے کیا ہدیہ لایا ہے۔ عرض کیا الٰہی دو قبضہ لایا ہوں ایک قبضہ میں تقصیرات اور دُوسرے قبضہ میں جفا اور معصیت کوئی ہدیہ جو تیرے لئے ترتیب کیا جائے اس سے مناسب تر کوئی ہدیہ

نہیں ہوسکتا ہے۔ خطاب ہوا اے محمدؐ تیری اُمت کی طاعت کو اپنی رحمت سے میں نے معاف کیا اور ان کے جفا اور معصیت کو تیری شفاعت سے بخشا اے محمدؐ جس روز کہ مریم رضؓ متولد ہوئی بیت المقدس کے حاضرین نے اسکی کفالت کے لئے رغبت اور خواہش کی میں نے ان کی تنازع کے رفع کرنیکے لئے فرمان صادر کیا کہ ہر ایک تمہارا اپنی اپنی قلمیں پانی میں ڈالو جسکی قلم ہمارے حکم سے پانی پر تیر پڑیگی وُہی شخص مریم کی پرورش کا کفیل ہوگا۔ سب میں سے حضرت ذکریاء علیہ السلام کا قلم پانی کے مُنہ پر نمودار ہوگیا۔ کما ورد وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ الآیۃ اے محمدؐ اگر تو اس زمانہ موجود ہوتا تو میں تیرے ہی قلم کو پانی کی سطح پر نمودار کردیتا اور تجکو ہی مریم رضؓ کی کفالت کا عہدہ عطا کردیتا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ وقت تو گذر گیا مضی ما مضٰی لیکن جب روز قیامت آئیگا۔ ارکان ممالک میں سے ہر ایک تیری اُمت کے گنہگاروں پر سبقت کرنا چاہیگا۔ اور دوزخ کی آگ اُن کے پکڑنے کے لئے مبادرت کریگی۔ اور جہنم کا داروغہ یعنی مالک دوزخ کے زبانیہ کو اُن بیچاروں کیطرف متوجہ کریگا۔ اور ابلیس مردود اپنی بجت کا دعوے پیش کریگا اور مظلوم شایت کی تلاش کرینگے۔ اور حضرت آدم اور بعد ذیگر انبیاء علیہم السلام برسم ابویت اور نبوت کے شفاعت کا ہاتھ شفقت کی آستین باہر نکالیں گے اور اس اُمت مرحومہ کے باب میں اپنی ابویت کا دعوے پیش کریں گے اے محمدؐ میں اُسوقت یہ ارشاد کرونگا اے میرے خاص بندو تم جو اس امت پر اختصاص کا دعوے کرتے ہو تم اپنے قلم پانی میں پھینکدو جس کا قلم اس پانی پر تیر پڑیگا وُہی اُمت کی شفاعت کا کفیل ہوگا جب سب انبیا علیہم السلام قلم پھینکیں گے تو ہم اے محمدؐ تیرے شفاعت کے قلم کو اختیار کرکے نمودار کردیں گے اور سب نبیوں کو حکم کردیں گے۔ کہ اپنی اپنی گنہگار اُمتیں ہمارے تشفیع کے حوالہ کردو اے محمدؐ تیری شفاعت سے سب کو درکات ممالک سے نکالکر درجات ممالک تک پہنچا دونگا۔ اشعار

وصفِ جمالِ تست برون از حدِ بیان	ذکرِ جمیل تست ازان وردِ قدسیان
پاک است دامنِ تو ازآن ماندہ روز حشر	در دامنِ شفاعتِ تو دست عاصیان
تو آفتابِ عالمِ جانے عجب مدار	بر خاک آستانِ تو رخسارہ خاکیان

نقل دیگر۔ قال اللہ تعالیٰ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اس آیت فیض ہدایت کی تفسیر میں مفسرین کا اتفاق ہے۔ بلکہ محدثین بھی اسبات پر متفق ہیں کہ یہ آیت اور بعد والی آیت مکی ہیں اور شب معراج کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیواسطہ

نازل ہوئیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج میں تین چیزیں عطا فرمائیں۔ پانچوں وقت کی نماز اور سورۃ بقر کے ختم کی آیتیں اور یہ کہ مہلک گناہ اور کبیرہ گناہ آپ کی اُمت میں اس شخص کے بخشدیئے جائیں گے۔ جو خدا کیساتھ شرک نکرے۔ اور ینابیع میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے۔ اور کونین کو قدم ہمت سے طے کر کے مقام قرب میں پہونچے۔ اشعار

سوئے عالمے شد کہ عالم نماند	وز و در میان سایہ ہم نماند		
برون آمد از پردۂ بود خویش	مگر کردہ بے پردہ مقصود خویش		

اور مقام او ادنیٰ میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحیات کے جواب میں اللہ جل شانہ کا سلام اور کلام واقعہ ہُوا۔ تو حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی تعریف فرمائی کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ یعنے ایمان لایا اور معتقد ہوا میرا رسول یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اُس چیز کے جو بھیجی گئی طرف اُسکی اُسکے رب کے پاس ہے۔ کہ وہ قرآن کی آیتیں اور دین کے کام اور شرع کے حقوق ہیں۔ جب حضرت رسالت علیہ السلام نے اپنی تعریف کے کلمات طیبات سُنے تو بارگاہ الٰہی میں ایک مناجات کی جسکا مطلب یہ تھا کہ الٰہی جو تو نے میری بندگی ظاہر فرمائی ہے بغیر مومنان اُمت میری کے مجھے ہرگز گوارا نہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ اور اُسکی اُمت کے ایمان والے بھی اُس بھیجی ہوئی چیز کا ایمان لائے اور معتقد ہُوئے۔ مگر رسول علیہ السلام کا ایمان رسالت کے تحمل اور تبلیغ کے ساتھ تھا اور مسلمانوں کا ایمان اقرار اور تصدیق کیساتھ۔ پھر مسلمانوں کی تعظیم اور تکریم کے واسطے حق سُبحانہ وتعالیٰ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اُنہیں بھی ملا دیا اور ارشاد کیا یعنے سب نبی اور اُن کے متبع خدا کے ساتھ ایمان لائے یعنے اُس کے وجود ازلی و ابدی و اسماء حسنےٰ اور صفات جلال اور مضبوط افعال اور کامل احکام کا ایمان لائے اور اُس کے فرشتوں کیساتھ کہ حضرت کبریا کے مقرب ہیں اور اُسکی بیٹے بیٹیاں نہیں ہیں اور ایمان لائے ساتھ کتابوں کے جو اللہ نے اُتاری ہیں وہ سب برحق ہیں اور اللہ کا کلام ہے۔ مخلوق نہیں اور ایمان لائے ساتھ رسُولوں کے کہ سب پاک اور معصوم اور برگزیدہ ہیں۔ اور وحی پڑھنے والے اور راہ حق کیطرف بلانیوالے ہیں لانُفرّق

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ قف کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمان لوگ کہ ہم فرق نہیں کرتے ایمان میں درمیان کسی کے اُس کے رسولوں سے بلکہ ہم سب پر ایمان لاتے ہیں بخلاف یہود اور نصاریٰ کے کہ حسد کی راہ سے بعض رسولوں کے منکر ہیں۔ پھر حق سبحانہ وتعالےٰ نے استفسار فرمایا کہ اے میرے حبیب تیری اُمت درباب قبول احکام کے کیا کہتی ہے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہا مسلمانوں نے سنا ہم نے خدا کا کلام اور مانا ہم نے حکم اُسکا۔ خطاب آیا اے میرے حبیب میں نے بھی تیری اُمت پر آسانی کردی۔ کما ورد لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا نہیں رنج میں ڈالتا اللہ کسی جی کو یا نہیں حکم فرماتا کسی چیز کا مگر بقدر طاقت اُس کی کے لَہَا مَا کَسَبَتْ واسطے اُس جی کے ہوگا جو کمائے وہ نیکیوں سے وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ اور اُوپر اُس کے ہوگا جو کچھ حاصل کرے بُرائیوں سے۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر الہام الٰہی سے دُعا شروع فرمائی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اے ہمارے اللہ نہ پکڑ ہمیں ساتھ عذاب کے اِنْ نَّسِیْنَا اگر بھول گئے ہم اور کوئی نیک کام ہم سے فوت ہوگیا۔ اَوْ اَخْطَاْنَا یا خطا کی ہم نے اور بیقصد کسی ممنوع کام کے مرتکب ہوگئے رَبَّنَا اے ہمارے رب وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا نہ رکھ ہمارے اوپر بوجھ بھاری کَمَا حَمَلْتَہٗ جیسا کہ رکھا تو نے وہ بھاری بوجھ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا اوپر اُن لوگوں کے جو پہلے ہمارے تھے۔ یعنی یہود و نصاریٰ کہ اُن پر تکالیف شاقہ اور احکام سخت نازل تھے رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا اے رب ہمارے اور نہ اُٹھوا ہم سے مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وہ چیز کہ نہیں طاقت ہمیں ساتھ اُس کے کہ وہ جی کی بات اور اُسکا وسوسہ ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ صراط مستقیم سے قدم کی لغزش ہے۔

روضۃ الواعظین میں آیۃ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب قدس سے حرم سرائے انس یعنے شب معراج میں اپنی پیاری اُمت کے لئے بہت مرادیں مانگیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امیدیں جملگی بر آئیں۔ از انجملہ وہ مرادیں ہیں کہ سورۃ بقر کا خاتمہ انہیں سے پُر ہوا۔ اور وہ صرف چار حاجتیں تھیں۔ ایک عفو۔ دوم رحمت۔ سوم ولایت چہارم نصرت یعنے ذنوب اور آثام کی معافی اور معاصی اور اجرام پر رحمت اور اقلیم اسلام پر ولایت اور اعدائے دین وانام پر نصرت کی ناصر حقیقی سے درخواست کی۔ کما ورد وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

پہلے اپنی امت کے گنہگاروں کے لئے عفو کی درخواست کی فرمایا وَاعْفُ عَنَّا جواب آیا یَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ۔ تیری اُمت کے گناہ بخشے جائیں گے ✤

جناب سرور کائنات ﷺ نے سوال میں گناہوں کی تعیین نہیں فرمائی اِس لئے تاکہ میرا سوال سب گناہوں کو شامل ہووے۔ اور جناب الٰہی سے جواب باصواب ساتھ لفظ جمع سالم کے آیا تاکہ سب معافی کا اقرار ہو جائے پھر فرمایا وَاغْفِرْ لَنَا اے میرے پروردگار جب تو نے میری اُمت کے گناہ معاف کردیئے تو اُن کو چھپا لیجئے اور کسی کے سامنے اُن کے گناہوں کو ظاہر نہ کیجئے تاکہ ان بیچاروں کی پردہ دری نہ ہو جائے اور سوائے تیرے کوئی اُن کا حال نہ جان جائے جواب آیا اے محمد اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا پھر فرمایا وَارْحَمْنَا اے میرے خداوند تو میری اُمت پر رحم کر جواب آیا وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا یعنے اے محمد اگر ہم تیری امت پر تیری درخواست کے بموجب رحم کرتے تو تیری اُمت کا کام کب سے تمام ہو جاتا ہماری ذات مقدس روز ازل سے تیری اُمت پر رحیم رہی تیری دُعا نے ہم کو رحمت پر آمادہ نہیں کیا بلکہ ہماری رحمت نے تجکو دُعا پر آمادہ اور مستعد کیا پھر فرمایا اَنْتَ مَوْلٰنَا اے میرے پروردگار تو ہی میری امت کا مولےٰ اور والی ہے جواب آیا اے محمد ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ پھر فرمایا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ہ جواب آیا اگر تو کہے یا نہ کہے تیرے کہنے کی کچھ حاجت نہیں جو لوگ ہماری توحید کے قابل ہیں اُن کی نصرت ہمارے کرم پر واجب ہے۔ کما ورد وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا باجابت مقرون ہوئی تو حضرت رسالت علیہ السلام نے سر مبارک نیچے کیا گویا سر بمراقبہ ہُوئے۔ خطاب آیا اِرْفَعْ رَأْسَکَ اے محمد اپنا سر مبارک اُٹھا لو اب تیرے سرنگون ہونیکا باعث کیا ہے۔ حضرت ﷺ نے عرض کیا الٰہی میں اِس فکر میں ہُوں کہ میرے سے ایسا کونسا عمل وجود میں آیا جس کے عوض میں نے یہ کرامت کا خلعت پایا یہ احسان جو مجھ پر ہُوئے میرے اعمال کے لائق نہیں۔ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ فعلت ذلک بالفضل لا بالمکافات اے محمد جو کچھ ہم نے تیرے ساتھ معاملہ کیا ہے ہمارے فضل کا مقتضا تھا۔ مکافات کے طریق پر نہ تھا۔ جو معاملہ آج کی رات کو تیرے ساتھ ہُوا ہے ویسا ہی عصات قیامت میں تیری اُمت کیساتھ ہوگا یعنے ہماری عطا اُن کے بارہ میں ہمارے

فضل کے بارہ میں ہوگی اُن کے اعمال ناقصہ کا کچھ خیال نہیں جائیگا۔ مناجات مؤلف

دفا از تو آید کہ از ما جفاست	گدائی ز ما وز تو جود و عطاست
تو بندہ نوازی ترا این سزد	ز ما معصیت وز تو غفران سزد
لئیمیم و از ما لئیمی سزد	ز ذاتِ کریمان کریمی سزد
در آن کا مدم از عدم در وجود	مرا اندران اختیارے نبود
چو آہنگ شہرے عدم میکنم	بہ بے اختیاری قدم مے زنم
کنون ہم گرآید ز من خیر و شر	بتقدیر تست آنچہ نفع و چہ شر
خدایا چو بے اختیار آمدیم	گرفتار صد اضطرار آمدیم
بہ بے اختیاری ما رحم کن	ہمین ست اے دوست ختم سخن

نقل دیگر از لطائف معراجیہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مقام قرب میں پہونچا جناب احدیت جل جلالہ سے خطاب آیا یا محمدؐ سل تعط بطالب اے محمدؐ مانگ جو مانگتا ہے تو اپنی مراد کو پائیگا۔ خواجہ علیہ السلام نے فرمایا اے میرے خداوند تو میرے مطلوب کو خوب جانتا ہے میرے بیان کی حاجت نہیں حق سُبحانہ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا لعلک تحیرتک فی طاعتنا اے محمدؐ شاید تجکو قصور طاعت تیری اُمت نے حیران کر رکھا ہے خطاب آیا اے محمدؐ تیری اُمت نے جو تقصیر تیری سُنتوں کے ادا کرنے میں کی ہے میری شفاعت سے انکو معاف کرا اور اپنے ساتھ انکو بہشت میں لیجا۔ اور ایک روائت میں اسطرح آیا ہے کہ اے محمدؐ میں تیرے سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اگر کوئی شخص اپنے گھوڑے پر اُسکی طاقت کے بموجب بوجھ لادرہا ہے اور کسی دُوسرے شخص نے آکر بلا مرضی مالک کے اُس گھوڑے پر اپنا بوجھ ڈالدیا۔ اُس بوجھ کی زیادتی سے گھوڑا مرگیا۔ اسبات میں تیری شریعت کا کیا حکم ہے ؟ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا۔ ہماری شریعت میں وہ شخص بوجھ کے بڑھانے والا گھوڑے کی قیمت کا ضامن ہے۔ پس خطاب ہوا اے محمدؐ میں نے تیری اُمت پر اُن کی طاقت اور فراغت کا لحاظ کرکے شرایع کا ایجاب کیا تھا۔ تو نے اُن پر سُنتوں کا بوجھ زیادہ کردیا چنانچہ میں نے صبح کی نماز دو رکعت سے زیادہ نہ کی تھی۔ تو نے اُنپر دو رکعت سُنتیں زیادہ کردیں۔ میں نے ظہر کے چار فرض اُن پر فرض کئے تھے تو نے چھ رکعت سُنتیں اُنپر بڑھادیں

علیٰ ہذا القیاس تمام نمازوں میں سنتیں اور نوافل اسیقدر ایزاد کیئے گئے کہ ہماری نماز تمہاری نماز کی جزو ہو گئی اور وہ بیچارے اُس کے ادا کرنے سے قصوروار ٹھیر گئے۔ پس بہ موجب حکم شریعت کے آپ ہی کو اس عہدہ سے باہر آنا ضروری ہوا۔ فرمایا الٰہی میں کسطرح اس عُہدے سے باہر آسکتا ہوں اور اس الزام میں سے کسطرح بری ہو سکتا ہوں خطاب آیا اے محمدؐ اس عہدہ سے باہر آنیکی ایک تدبیر ہے۔ عرض کیا الٰہی وُہ کونسی تدبیر ہے؟ خطاب ہوا اے محمدؐ تو انکی شفاعت سے ملول نہ ہووے اور میں اُن کی مغفرت سے ملول نہیں ہونگا۔ تیرے سے درخواست کرنی اور میرے سے بخشدینا یعنے اُن کی معافی کیلئے درخواست کرنی تیرا کام ہے اور اُن کے گناہوں سے درگذرنا میرا کام ہے۔ اشعار

خدایا چہ گویم چہا کردہ ام — کہ من ہرچہ کردم خطا کردہ ام
اگر ہست جرمم برون از شمار — چہ غم چون ترا دارم آمرزگار
اگرچند بسیار بد کردہ ام — ولے ہرچہ کردم بخود کردہ ام
ز آلائش عاصیانت چہ باک — کہ دریا نشد تیرہ از مشتِ خاک
مپرس آنچہ کردم خوش و ناصواب — کہ درخورد پرسش ندارم جواب
بہ بخشاو ازبرہمہ عاصیان — خداوندیت را ندارد زیان
گرفت ازچہ جرمم سیاہ و سفید — بعفوِ توام پیش زانست امید
چہ باشد یکے ذرۂ بے شمار — کہ روزِ شمار آید اندر شمار
مرا چشم تنگ ہوس شاخ شاخ — عطائے ترا برگ نعمت فراخ
زبانِ من ار مُوئے گردد بکام — نگوید ز شکرِ تو مُوئے تمام

زیادِ خودم دیدہ پُر نور کن
فراموشیِ خود زِ من دور کن

قال مؤلف ہذا التالیف المنیف المسمی بفخر الواعظین اعنی فخر الدین المسکین بصرہ اللہ بنور الیقین وحشرہ فی زمرۃ المتابعین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم الدفتر الاول من کتاب فخر الواعظین وسیاق الدفتر الثانی یشتمل علی بیان احوال القیمۃ انشاء اللہ تعالیٰ باعانتہ وتوفیقہ وھو خیر موفق ومعین وبہ استعین اللھم اجعل سعیی مشکورًا وذنبی مغفورًا وعملی مبرورًا وتجارتی لن تبور بفضلک وکرمک یا عزیز یا غفور وصلی اللہ علی محمد والہ وسلم

مخزن الواعظین

خزینۃ الواعظین

جلد دہم کا چوتھا حصہ

975

دفتر دوم

بسم الله الرحمن الرحيم

حمدت الله حمداً لا فناء له
وحمد الحمد لا بدء له سواه

له الأسماء صفات قد تعالت
وحكمته والخلق والطلب رضاه

حكيم واله مختار فضل
قدير نعمته عام عطاه

وستار وغفار ... به
... بارئ ... إله

... وقهار علي
قوي واحد فاخشوا بلاه

ومن لمنا بلا كفو وزوج
وليس له انتهاء ولا ابتداه

فصل محمداً عبداً رسولا
وعند الله في ... الجزاء

وسلم دائماً أبداً نقيبا
رسول الله شفعة الوفاء

وقال الله قد أرسلت عبداً
يقول الحق ليس له الخفاء

ومن يصدق رسول الله منهم
فنرسله إلى دار العطاء

وكنتم خير أمة للنبي
لكم شرف وفضل والثناء

وثلثي في الأمم يوم القيامة
تكونوا في الجنان والعطاء

ومن يعرض عن الحق المبين
تشرب الحميم والسوء الجزاء

يكونوا مؤمنا من حب أحمد
فمن نفسي وولدي والآباء

فإن أبي ووالدتي وعرضي
لعرض محمد فدى وفاء

اعلموا أيها المؤمنون أن قال الله تبارك وتعالى تبارك الذي بيده الملك وهو على كل شيء قدير الذي خلق الموت والحيوة ليبلوكم أيكم أحسن عملا ۔ بزرگ اور برتر اور ہمیشہ کے لئے ثابت وہ خدا ہے جس کے ہاتھ میں یعنی جس کے دست تصرف میں بادشاہی ہے اور ملک کے امور میں تصرف کرتا ہے یعنی جو کچھ

چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور وہ سب چیزوں پر قادر ہے۔ وہ خدا جس نے پیدا کی موت اور زندگی۔ مراد ہے دُنیا میں آدمیوں کی موت اور آخرت ان کی زندگی مراد ہے۔ اور بعضے مفسروں نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے موت کو ایک کبری مینڈھے کی صورت پر پیدا کیا ہے جو کہ جس چیز پر گذر ہوتا ہے یا جسکو اسکی بو پہنچتی ہے وہ مرجاتا ہے۔ اور زندگی کو ایک گھوڑی کی شکل پر پیدا کیا ہے۔ اور جس پر گذرتی ہے یا جس کے دماغ میں اس کی بو پہونچتی ہے وہ زندہ ہوجاتا ہے۔ اور ایک کے قول کے موافق موت اور زندگی سے دنیا آخرت مراد ہے۔ یعنی دُنیا اور آخرت کو پیدا کیا۔ اس لئے کہ آزمائے تمکو یعنے تمہارے ساتھ آزمانے والوں کا معاملہ کرے تاکہ معلوم ہوجائے کہ تکلیف کا گھر جو دنیا ہے بیچ اس کے تم میں سے بہت نیک ہے عمل کی جہت سے یعنے کس کا اخلاص بہت بڑھا ہوا ہے
تفسیر حسینی وتفسیر مدارک۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا مفسرین نے تبارک کے لفظ سے بہت معنے اور مراد لئے ہیں ازانجملہ صاحب کشاف نے تین معنے اختیار کئے ہیں۔ ایک یہ کہ برکت اُس سے اور یہ حق تعالیٰ کی کارسازی اور بندہ نوازی کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگ اور برتر ہے اور یہ صفت سرمدی کا بیان ہے۔ اور عزت ازلی وابدی کا نشان ہے۔ تیسرے یہ کہ دائم اور ثابت ہے اور یہ اسکی دوام ذات سے عبارت ہے کہ نہ زائل تھا اور نہ زائل ہوگا۔ یعنے بزرگ برتر اور عزت اور دائم ثابت رہنیوالا وہ خدا تعالیٰ ہے جس نے اُتارا قرآن جو حق اور باطل اور حرام اور حلال میں فرق کردینیوالا ہے۔ اپنے بندہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ تاکہ ہو وہ بندہ آدمیوں اور جنوں کو ڈرانے والا عذاب اور عتاب الٰہی سے۔ یا قرآن ہر زمانے میں ہر قرن والے کو ڈرانیوالا ہے۔ جو خدا کی ناراضی اور غصہ کے سبب ہیں +

مؤلف ۔ اے پیارے بھائی ہر ایک مسلمان کو مرد ہو یا عورت چاہیے کہ اللہ اور رسُول پر ایمان لاکر یہ ڈھونڈے کہ مجکو اس دین میں کون کونسا کام کرنا چاہئے جس سے اللہ اور رسُول کی رضامندی حاصل ہو۔ یہ سب باتیں قرآن شریف سے اور حضرت رسالت کی صحیح حدیثوں سے بخوبی معلوم ہوتی ہیں۔ خود اُن دونوں کو کسی کامل اُستاد سے پڑھے سمجھے اگر قرآن اور حدیث کے پڑھنے کی لیاقت نہ رکھے۔ تو کوئی معتبر کتاب فقہ کی جیسے کنز۔ مختصر

ہدایہ ۔ درمختار کسی نیکوکار فقیہ سے پڑھ کر عبادات اور معاملات کے مسائل ضروریہ حاصل کرکے ان کا عامل ہو جائے ۔ اگر یہ بھی اُس سے نہ ہو سکے تو کسی عالم بے ریا سے احکام سے پُوچھے اور یاد رکھے اور اُن پر اعتقاد لاوے اور عمل کرے اور ہر ایک کام اور معاملہ میں دینی ہو یا دنیوی اپنے نبی کی پیروی مقدم رکھے ۔ اور بد باتوں سے اور بُری رسموں سے جو پیچھے لوگوں نے اپنے نفس کی خواہشوں اور شیطان کے ورغلانے سے نکالی ہیں اُن سے دُور رہے ۔ اور بھاگ جائے کیونکہ قیامت کے دن رسول ؐ ہی کی پیروی کی پرسش ہوگی ۔ اور رسول ؐ کی گواہی اُس کے حق میں اُس کے ایماندار ہونیکی بابت لیجائیگی ۔ اس دن نہ ذات کام آویگی اور نہ خاندانی کچھ فائدہ بخشے گی ۔ یہ سب نام و نشان دُنیا کے ہیں ۔ اہل اسلام کے لئے اچھا طریق جس سے اُسکی دین و دنیا میں نجات متصور ہے وہ طریق اللہ جل شانہ اور رسول ع ۔ برہانہ کی اطاعت ہے یعنے اللہ تم کی کتاب قرآن شریف کے احکام اور اُس کے رسول ؐ کی حدیث صحیح پر عمل کرنا ہے اور بدعات کو عین گمراہی اور ضلالت ہے اُن کی ترک کرنا ہے ۔ جیسا کہ حضرت جابر رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا ۔ کما ورد اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم حمد اور صلوٰۃ کے بعد سب باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن شریف اور سب طریقوں سے بہتر طریق محمدؐ کا ہے ۔ اور سب کاموں سے بُرا کام نئی بات دین میں نکالنا اور سب نئی بات گمراہی ہے ۔ ف جاننا چاہیئے کہ جو چیز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی ہے وہ بدعت ہے ۔ اسمیں جو کچھ اُن کی سُنتوں کے قاعدوں کے موافق ہے اور کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کیساتھ قیاس کے رُو سے ملتی ہے اُسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں ۔ اور جو ان دو صورتوں سے باہر ہے بدعت سیئہ ہے اُسی کو ضلالت کہتے ہیں ۔ اِسمیں خلفائے راشدین یعنے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے وقت میں جو کام مروج ہوا اگرچہ وُہ کام پیغمبر خدا ؐ کے وقت میں نہ تھا ۔ لیکن حضرت رسالت کے فرمانے سے وُہ بدعت حسنہ نہیں بلکہ وُہ سُنت میں داخل ہے کما ورد علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین المھدیین اے لوگو میری سُنت اور میرے خلفاء کی سُنت کو اپنے پر لازم پکڑو انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ ومتبغ فِی الْاِسْلَامِ سنۃ الجاھلیۃ و

مطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیریق دمہ (رواہ البخاری) مسلمانوں کے گروہ سے تین شخص بدترین آدمیوں میں سے ہیں۔ اللہ کے نزدیک ایک وُہ جس نے حق سے منہ پھیرا باطل کی طرف یعنے گناہ کے کام کئے حرم کی زمین میں۔ جیسا قتل کرنا اور لڑائی کرنی اور شکار کرنا وغیرہ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جسطرح عبادت کے کام کا ثواب حرم کی زمین میں دُگنا ہوتا ہے۔ اسیطرح گناہ کے کاموں کا عذاب دُگنا ہوگا۔ کیونکہ ادب اور تعظیم کے مقام میں بے ادبی کرنی بہت بُری ہوتی ہے۔ دوسرا وُہ جس نے اسلام میں باوجود مسلمان ہونیکے کفر کی رسمونکو جاری رکھا۔ جیسا مُردے پر بین کرکے رونا۔ مُنہ پیٹنا۔ گریبان پھاڑنا۔ اور شادیوں میں کفّار کی رسوم کو برتنا۔ جیسا لڑکی لڑکے کو تیل چڑھانا۔ اور اُس کے ہاتھ میں کنگنا باندھنا اور سرکنڈوں کے ٹوکرے پر بٹھا کر نہلانا۔ اور پیتل کا سہرا باندھنا اور رنگین پوشاک کا پہنانا۔ اور فال بد جانوروں سے لینا اور بہت باتیں اس قسم کی جو پیغمبر خدا اور اُن کے اصحاب کے وقت میں نہیں ہوئیں۔ ان کو رواج دینا سراسر بدعت اور ضلالت ہے۔ جو شخص اپنے معاملات اور دنیوی مقدمات میں ایسی بدعات کو ترویج دیتا ہے گویا وہ اپنے نبی برحق کا انکار کرتا ہے اور جو شخص حضرت کی سُنت کا انکاری ہے وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کما ورد عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امتی ید خلون الجنۃ الا من ابی قیل من ابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی (رواہ البخاری) ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت کے سب لوگ جنت میں داخل ہونگے مگر جس نے میرے حکم سے سرکشی کی اور میری سنت کے برخلاف عمل درآمد کرتا رہا۔ وُہ ہرگز بہشت میں داخل نہوگا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے التماس عرض کیا یا رسول اللہ ؐ وُہ کون ہے جس نے سرکشی کی۔ فرمایا جس نے میری اور کتاب اللہ کی فرمانبرداری کی اور میری سنت کی پیروی کی وہ تو جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اور میری سُنت کے برخلاف بدعتوں کو اختیار کیا۔ اور ہوائے نفس کا تابع ہوُا اور جورو لڑکوں آشناؤں اور دوستوں کی خاطر میری سنت کو چھوڑا اور بدعت کے راستہ پر چلا۔ پس بیشک وُہی سرکش ہوُا۔ ہرگز وُہ جنت میں داخل نہیں ہوگا +

مؤلف۔ جن لوگوں کے ازلی بخت یاور ہیں اُن لوگوں نے سچّے دل سے اپنے رسول ؐ کے قول کی تصدیق کرکے کفر و شرک اور بدعت کو چھوڑ کر کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ

کے مطابق نیک عمل کرنے شروع کئے۔ جب وہ دار دُنیا سے انتقال کریں گے۔ پہلے ہی قدم جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اُن کی قبریں ریاض جنّت کا ایک روضہ بنجائینگی اور وہ ہمیشہ کے لئے جنت میں بڑی خوشی کے ساتھ رہیں گے۔ کما ورد وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ (ترجمہ) خوشخبری دے دائے رسُول ؐ) اُن لوگوں کو جو خدا کی توفیق سے ایمان لائے (اللہ اور رسُول ؐ اور قرآن پر) اور بجالائے نیک کام۔ (فرائض اور سُنتیں ادا کرنے سے اور مضمون بشارت یہ ہے کہ) بیشک اُن کیواسطے ہیں (آخرت میں) باغ (کہ انمیں ہر قسم کے میوے ہونگے) بہتی ہیں اُن کے (درختوں کے) نیچے سے (یا انکی کھڑکیوں اور جھروکوں کے نیچے سے) نہریں (پانی اور دُودھ اور شراب طہور اور شہد کی)۔ اور جن لوگوں کے دلو نپر ازلی قہرالٰہی کی مُہریں لگی ہوئی ہیں وُہ اپنی ساری عمر گمراہی اور بناہی میں گذارتے ہیں اور قرآن اور حدیث میں اپنی نفسانی خواہش کے بموجب افراط اور تفریط کر لیتے ہیں۔ اور محض اپنی دنیاوی عزت کے بڑھانے اور اپنے نفس کو خوش کرنے کیوجہ سے ملعون بنجاتے ہیں۔ کما ورد۔ حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- سِتَّۃٌ لعنتهم ولعنهم الله وکلّ نبی یجاب۔ الزائد فی کتاب الله والمکذّب بقدر الله والمتسلّط بالجبروت لیعز من اذله الله ویذل من اعزه الله والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتی ما حرم الله (رواہ البیہقی) چھ شخص ہیں جنپر میں اور میرا خدا اور سارے نبی علیہم السلام جنکی دعا قبول ہے لعنت کرتے ہیں۔ پہلا اُنکا وہ ہے جس نے کتاب اللہ میں اپنے نفس کی خواہش سے کچھ بڑھا دیا۔ یا لفظوں کے معنے اَور ہی کچھ جسمیں حق ناحق ہو جائے جیسا کہ اگلے زمانہ میں یہود اور نصارے نے کیا۔ اور اس اُمت میں لالچی جھوٹے دنیا دار عالموں نے قرآن شریف کے لفظوں کے معنوں میں ایسا تصرف کیا کہ حق کو ناحق کر دکھلایا اسی سبب سے تمام امت میں فساد برپا ہو رہا ہے۔ دُوسرا جھٹلانیوالا تقدیر کا کہ اُس کو نہیں مانتا۔ اور اپنے کاموں کی ترقی و تنزل اپنی تدبیر پر ہی منحصر رکھتا ہے جیسے قدریہ تیسرا وہ جسنے اپنی بزرگی اور تعظیم چاہی لوگوں پر اپنی حکومت کے زور اور دولت کے شور سے اسطرح کہ جس چیز کو اللہ تعالٰی نے ناچیز اور حقیر کیا ہے اُسکو اپنے زور اور دولت سے بڑائی دیتا ہے اور جسکو اللہ تعالٰی نے عزت اور بزرگی عطا کی ہے اُسکو بیعزت اور ذلیل کرتا ہے جیسے آج کل کے دولتمند اکثر فساق اور کفار اور جہلا سے صحبت رکھتے ہیں اور انکی تعظیم اور تکریم حد

سے بڑھ کر بجالاتے ہیں اور اُن کی عزت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتے۔ اور عالموں اور ناصحوں اور صالحوں سے دُور بھاگتے ہیں اور اُن کی طرف بنظر حقارت دیکھتے ہیں حقیقت میں ایسے لوگ اللہ اور رسول سے مخالفت رکھتے ہیں ✦ چوتھا وہ جو حلال جانتا ہے اُن چیزوں کو جنہیں اللہ نے زمین حرم میں حرام کیا ہے۔ جیسے زمین حرم میں شکار کھیلنا۔ درخت کاٹنا وغیرہ ✦ پانچواں وہ شخص جس نے حلال کیا میری اولاد اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں کے حق میں اُس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے جیسے ایذا دینی اور ان کی تعظیم نہ کرنی اور ان کے حق سے اُن کو باز رکھنا۔ اگرچہ کسی مومن کے حق میں یہ باتیں مناسب نہیں۔ مگر اُن لوگوں کے حق میں جائز رکھنا بسبب قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زیادہ بُرا ہے۔ اور بعض محدثین نے اس حدیث کے معنے یُوں لکھے ہیں کہ جو کوئی میری اولاد سے ہو اور میرا قرابت دار کہلائے اور بُرے کام کرے عوام کی نسبت اُسکی دوچند سزا ہوگی جسطرح قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ازواج مطہرہ کے حق میں تنبیہاً فرمایا ہے۔ چھٹا وُہ جس نے میری چال چھوڑی اور بُری چال اختیار کی ✦

فائدہ۔ اے میرے بھائیو! جو شخص رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت کو سُبک اور ہلکا جانکر ترک کریگا کافر ہوگا۔ اور جو کوئی سہواً یا سُستی کیوجہ سے حضرت کی سُنت پر عمل نہ کریگا وہ گنہگار ہوگا۔ مثلاً اس زمانے میں ڈاڑھی منڈانا اور پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اور بیوہ عورت کا نکاح نکر دینا یا اس کام پر متوجہ نہ ہونا اور بخوبی سعی نکرنی۔ بلکہ جو کوئی کرے یا کردے اُسکو بُرا جاننا اور اسپر ہنسنا۔ اسیطرح جو کوئی بدعت کو اچھا سمجھے اگر وہ اسطرح پر اچھا سمجھتا ہے اور کرنے پر ہٹ رکھتا ہے کہ بغیر اس کے جس شرعی نیک کام میں وُہ ہے اس کام کو عمل میں نہیں لاتا۔ اور درست نہیں جانتا۔ مثلاً ناچ کروانا یا سہرا باندھنا اور مرد کو شادی نکاح وغیرہ میں مہندی لگانا۔ یا مُردوں کو ثواب پہنچانے میں جبتک ہندوؤں کیطرح نئے باسنوں میں نہ پکائے یا پھول۔ پان اور پانی کھانے کے ساتھ نہ رکھے تب تک اپنے اعتقاد میں جانے کہ اُس کھانیکا ثواب مُردوں کو نہیں پہونچتا ہے۔ یا نکاح وغیرہ دُرست نہیں ہوتا ہے البتہ ایسے شخص پر اندیشہ کفر کا ہے اگر اعتقاد میں ایسا نہیں سمجھتا ہے مگر برادری کی رسم کی وجہ سے ایسے بدعات کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو بھی بے شبہ

گنہگار رہو گا۔ اے میرے بھائیو! جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت چھوڑنے سے یہ حال ہوتا ہے تو جو شخص مسلمان کہلا کر نماز اور روزے اور حج اور زکوٰۃ کو جو عین فرض ہے۔ دیدہ و دانستہ سوائے عذر شرعی کے چھوڑ دیوے اُسکا کیا حال ہوگا۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ جو کوئی غفلت اور سُستی کا بہانہ ٹھیرا کر اللہ اور رسول کے حکموں کی تعمیل نہیں کرتا۔ اور دنیا کے کاموں میں اور نفس کی خواہشوں میں رات دن دوڑ دُھوپ کرتا ہے اور اس عمر عزیز کے بے بہا گوہر کو گنواتا ہے۔ قبر کے گڑھے میں اور حشر کے میدان میں نہایت ہی بدحال ہوگا۔ اور بہت ہی سختیاں اُٹھائیگا۔

عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال خطّ لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطاً ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطاً عن یمینہ وشمالہ وقال ھٰذہٖ سبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ وقرأ ھٰذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم (رواہ احمد والنسائی والدارمی) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے کہا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک سیدھی لکیر ہمارے لئے کھینچی پھر کئی لکیریں اسکے دائیں بائیں نکال کر فرمایا یہ راہیں ہیں۔ کہ ہر راہ پر اُسکی شیطان بیٹھا ہؤا ہے۔ تم کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضرت رسالت نے یہ آیت پڑھی وہذا صراطی مستقیماً یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ میری سیدھی راہ ہے اس مضبوط رستے پر چلو۔ اور دُوسری راہوں پر نہ چلو کہ منزل مقصود سے دُور پڑجاؤ گے۔

تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام نے پہلے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور پھر اِدھر اُدھر اس کے چھ چھ لکیریں کھینچیں۔ پھر فرمایا وہی سیدھی راہ حق سُبحانہ وتعالیٰ کی راہ ہے۔ اور یہ شیطان کے شعبے ہیں ان شیطانی راہوں سے بچتے رہو۔ صاحب مدارک نے کہا کہ ان بارہ راہوں کی ہر ایک راہ پر چھ راہیں نکلیں یہ سب بہتّر ہوئیں۔ اور شرح مواقف میں لکھا ہے کہ بڑے گروہ اسلام کے آٹھ ہیں۔ معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ بخاریہ۔ جبریہ۔ مشبہ۔ ناجیہ۔ پھر معتزلہ کے بائیس فرقے ہوئے۔ اور شیعہ کے بائیس اور خوارج کے بیس اور مرجیہ کے پانچ اور بخاریہ میں اور جبریہ اور مُشبّہ میں تفرقی نہیں۔ اس صورت میں بہتّر ہوئے۔ اور ایک فرقہ ناجیہ وہ فرقہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور یہی فرقہ ناجیہ حق پر ہے۔ کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستفرق اُمتی بسبعین وثلٰثۃ فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جلدی ہی میری

اُمت تہتّر فرقوں میں متفرق ہو جائیگی۔ بہتّر دوزخ میں گریں گے اور ایک جنّت میں گریگا اب ہر فرقے کے لوگوں کو دعوے ہے کہ وہ فرقہ جنتی ہم ہیں اور ہمارا مذہب حق ہے۔ لیکن یہ دعوے بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا ہے دلیل چاہئے۔ ہم اہل سُنت وجماعت کے ناجی ہونے اور اس مذہب کے حق ہونے پر یہ دلیلیں ہیں:-

پہلی دلیل متواتر خبروں اور رسول اکرم صلّے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اگلے نیک لوگ اصحاب رسول اللہ کے ہیں اور بعد اُن کے جو اچھّے ہُوئے اسی اعتقاد پر تھے۔ پھر جو اختلاف دین میں پیدا ہوا سو اُن پہلوں کے پیچھے ہوا کہ لوگوں نے اپنی خواہشیں اُسمیں ملالیں اور دُنیا کے طمع سے ایکدوسرے کا مخالف بن گیا جسکے سبب سے آپس میں محبّت کم ہوئی۔ دُشمنی بڑھی پچھلے اگلوں کے مخالف ہوئے۔ اُن کو بُرا کہنے لگے۔ محدثین جنہوں نے بڑی بڑی محنتوں سے رسُول اکرم صلّے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو تحقیق کرکے جمع کیا جیسے صحاح ستہّ مشہور ہے اور اسلام کے حکموں کی جڑ وہی ہے اور چاروں مذہب کے امام جن کا طریق تمام ملکوں میں روم وشام بلخ وبخارا۔ ہند سندھ۔ عرب مصر وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے اسی طریق پر تھے۔ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ جو ائمہ اصول ہیں اُنھوں نے بھی اگلے بزرگوں کے طریق کو ثابت رکھا۔ بلکہ عقلی دلائل سے رسول اللہؐ اور اُن کے اصحابوں کی سُنتوں پر ٹھیک ٹھیک چلتے ہیں اور بعد اُن کے جو امام پیشوا ہوئے سب کو اچھا جانتے ہیں اور ان کو مانتے ہیں۔ اُن کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ کہ جتنے اولیاء اللہ صاحب شریعت اور طریقت گذرے ہیں جسمیں نفسانیت نہ تھی۔ ہمیشہ اپنے خاوند کی تابعداری میں رہتے۔ کسی سے کچھ کام نہ رکھتے لاکھوں ہزارعوں آدمی اُن سے فیضیاب ہُوئے۔ اللہ کے سیدھے راستہ کو پہونچے۔ مقرب درگاہ الٰہی ہوئے ان سب کا یہی طریق اور مذہب تھا۔ چنانچہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے

تیسری دلیل۔ مکہ اور مدینہ جو اللہ اور رسول کا گھر کہلاتا ہے اور اہل بیت نبوی اور اصحاب مصطفویؐ وہیں رہے اُن کا مذہب اُسوقت سے آج تک جو جو وہاں رہتے آتے ہیں وے سب یہی مذہب رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مذہب کا نگہبان اور مددگار ہے کہ بگڑنے نہیں دیتا +

چوتھی دلیل۔ جتنے حافظ کلام اللہ کے کہ وہ نُور ازلی اللہ تعالیٰ کا ہے اسی سچّے

مذہب میں ہوتے ہیں کیونکہ یہ چیز پاک اور مقدس ہے وُہ ناپاک عداوت اور بغض بھرے دِل میں کیونکر سما سکتی ہے خصوصًا جن کا دل رسُول کے اصحاب باوقار اور یار وفادار اور ازواج مطہرات اور بنات مقدسات اور ذرّیات مبارکات کے بغض سے بھرا ہُوا ہو۔ پس اگر کوئی تعصّب کو چھوڑ کر قرآن شریف اور پیغمبر خدا کی حدیثوں اور پیشواؤں کی کتابوں کو جو تمام جہان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ جمع کرکے دیکھے اور اللہ اور رسُول کے گھر کے طریق کو خیال کرے اور انصاف کرے تو خوب کھلجاوے کہ سوائے اِس مذہب حقہ کے جتنے مذہب ہیں وُہ اللہ اور رسُول کے برخلاف ہیں +

مؤلف - اے میرے بھائیو اگر تم اللہ تعالیٰ اور رسُول مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سُرخرو اور مسلمان ہونیکا فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو۔ تو اپنے اعتقاد کو اہل سنت وجماعت کے طریق کے موافق درست کرو اور جن جن باتوں کا ہمنے پہلے ذکر کیا ہے اُن باتوں پر ایمان لاؤ۔ اور بُری چالوں اور بدخصلتوں کو چھوڑو۔ اور بدعتوں سے دُور بھاگو۔ حسد وبغض سے بچو کیونکہ جب تک اعتقاد ٹھیک نہ ہوگا کوئی اور عبادت کے کام تمہارے ہرگز مقبول نہیں ہونگے کما ورد عن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی یؤمن باربع ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ بعثنی بالحق ویؤمن بالموت والبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر (رواہ ابن ماجۃ ورواہ الترمذی) حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نہیں ہوتا ہے کوئی بندہ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لاوے۔ اوّل یہ کہ اللہ کی وحدانیت پر اسطرح کہ کسی کو اُسکا شریک نہ جانے اور میری رسالت پر یقین کرے کہ میں بھیجا گیا ہوں تمام خلقت کی طرف راستی سے۔ دوسرا یہ کہ ایمان لاوے کہ موت حق ہے یعنے سب چیز کیا چھوٹی کیا بڑی سب فناہ ہوگی یا یہ معنے کہ اعتقاد کرے کہ موت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے نہ طبیعت کے بگڑنے سے اور اسمیں فساد پڑجانے سے۔ تیسرا یہ کہ مرنیکے بعد جینا حق ہے۔ چوتھا یہ کہ تقدیر اللہ تم کی حق ہے۔ یعنی ابتداء اور انتہا تک ہر قسم کا جو جو کام ہونیوالا ہے تمام موجودات میں اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے +

ف اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ صرف اللہ پر ایمان لانے سے کوئی مومن مسلمان نہیں ہوتا۔ جب تک رسُول پر ایمان نہ لاوے۔ اور یہ بھی سمجھا گیا کہ یہ کہنا نادان لوگوں کا

کہ آدمی مثل درخت اور گھاس کے پیدا ہو کر مٹ جاتا ہے۔ محض غلط ہے۔ بدوں مرضی خاوند کے کوئی چیز نیست ونابود نہیں ہوتی۔ کیونکہ سب اس کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں پھر اُسی کے حکم سے بگڑینگے ✦

اے میرے بھائیو! تم اپنے اللہ کی پاک ذات پر دل وجان سے ایمان لاکر اُس کی رسول کی اطاعت اور اسکی سنتوں کی متابعت کو اپنے پر لازم سمجھو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے وجود مبارک کو تمہارے لئے ایک رحمت اور ہدایت کے لئے بھیجا ہے کما ورد عن ابی امامۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی رحمۃ للعلمین وھدی للعلمین وامرنی ربی بمحو المعازف والمزامیر والاوثان والصلب (رواہ احمد) مشکوٰۃ کے باب الخمر میں حضرت ابی امامہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق حق سُبحانہ وتعالےٰ نے مجکو باعث رحمت واسطے تمام جہان کے اور سبب رہنمائی تمام عالم کے مبعوث فرمایا یعنے میری پیروی کے سبب سے اوّل اور آخر کی بھلائی اور اُس جہان کی نیکی ہر کسی کو حاصل ہوگی۔ گویا وجود شریف حضرت علیہ السلام کا رحمت ہے سب کیواسطے یہاں تک کہ کافر اور منکر بھی ان کی طفیل سے خسف اور مسخ اور غرق کی بلا سے جیسا کہ اگلی امتوں کو ہوتا تھا محفوظ ہیں۔ اور اور پروردگار میرے نے واسطے دور اور دفع کرنے باجوں کے حکم کیا جیسے ڈھولک اور طبلہ اور بانسری اور سرنا اور باجا انگریزی جو آج کل مروّج ہو رہا ہے۔ اور مجکو میرے اللہ نے بتوں کے توڑنے کے لئے بھیجا ہے۔ خواہ وہ بُت صُورت والے ہوں جیسے پتھر۔ لکڑی۔ کاغذ وغیرہ کی تصویریں۔ خواہ بیصُورت جیسے مہادیو کا لنگ وغیرہ جسکی پُوجا کرتے ہیں۔ اور واسطے دفع کرنے صلب یعنے چلیپا کے جسے نصارےٰ حضرت عیسےٰؑ کی دار کی صورت ٹھہرا کر اُس مصیبت کے یاد کرنے کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور واسطے دُور کرنے باطل رُسومات اور عادات جاہلیت کے یعنے کفاروں نے جو رسمیں شرع کے خلاف نکالی ہیں اور انکو شادی اور غمی میں عمل میں لاتے ہیں۔ یا وے عادات جن کو اپنے مطالب اور خواہش نفسانی کے حاصل کرنیکو جاری رکھتے ہیں۔ اور جھوٹے مسلمان بھی اُن کافروں کی اور اگلے جاہلوں کی دلیل پکڑ کر اپنے نفس کی لذت یا جورُو۔ لڑکوں اور دوست آشناؤں کی خاطر یا کسی بات کی طمع کر کے وے آپ ان کو عمل میں لاتے ہیں اور دوسروں کو بدراہ کر کے گنہگار بناتے ہیں اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور دنیا میں عذاب الٰہی میں جیسے وبا اور قحط اور دین

کی ذلّت میں گرفتار ہوتے ہیں *

مؤلف اے میرے بھائیو اگر تم مسلمان محمدی ہو اور اس امت میں داخل ہو کر گناہوں سے نجات اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دولت حاصل کیا چاہتے ہو۔ تو اپنا طریق محمدی کر لو اور جہالت کی رسموں کو چھوڑ دو۔ بلکہ جو کوئی کیسا ہی لائق اور فائق ہو اور سُنت نبی علیہ السلام کا پیرو نہ ہو۔ تو اُسکو شیطان سے بدتر جانو۔ اگر تم طریق محمدی سے ناواقف ہو تو کسی عالم متقی پرہیزگار سے اس سیدھی راہ کے مراتب پُوچھ لو۔ کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے عالموں کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے اور اسی وجہ سے کہ وے عوام کو ہدایت کرتے ہیں اُن کا درجہ بلند کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس عالی فرقہ کو بہ نسبت دیگر لوگوں کے ممتاز فرمایا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ کہہ دے اے محمد لوگوں سے کیا عالم یعنے جاننے والے اور جاہل یعنے نہ جاننے والے برابر ہیں؟ یعنے جو لوگ اللہ کی ذات اور صفات کے علم اور اس کے احکام سے واقف ہیں وے اور جو ان باتوں سے آگاہ نہیں برابر ہیں؟ یعنے برابر نہیں۔ عالم کا درجہ جاہل کے درجے سے بہت بڑا ہے اسکی مثال اندھے اور دیکھنے والے کی ہے کما ورد وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں یعنے جس کو سوجھ ہے وُہ تمام حکموں پر اللہ کے چلتا ہے اور اسکی رضامندی ہمیشہ ڈھونڈھتا ہے اور جاہل نادان سُوجھ نہیں رکھتا ہے وُہ دین کی باتوں سے اندھا ہے۔ اور دُنیا کے کاموں میں خوب چوکس رہتا ہے۔ جس میں عیش آرام حاصل ہو وہی کرتا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ نہیں ڈرتے ہیں اللہ سے اُس کے بندوں میں سے مگر جو عالم ہیں یعنی حقیقت میں عالم ہیں وہی اللہ تعالےٰ کی حکمت اور عظمت کے شان اور اُسکی رضامندی کے احکام اور فرمان سے ڈرتے ہیں اور نفس اور شیطان کی پیروی سے اپنے تئیں الگ رکھتے ہیں۔ دُنیا کی دوستی اور اُسکی ناپائدار خوبیوں پر نہیں بھولتے۔ اور اللہ کے دشمنوں کی تابعداری اور خوشامد میں نہیں لگے رہتے۔ ان کی رضامندی اور محبّت کا دم نہیں بھرتے اُن کے بھلے سے اپنا بھلا اور اُن کے بُرے سے اپنا بُرا نہیں سمجھتے۔ ایسے عالموں کے باب میں حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ یعنے عالم ربّانی کا سونا بھی عبادت ہے اور اُسکی خواب بیداری سمجھی جاتی ہے یعنی بیدار دل

کا سونا جاہل غافل کی بیداری سے ہزار گنا بہتر ہے اس لئے کہ اہل دانش کا سونا دانش سے خالی نہیں۔ پس اسکا سونا عین بیداری ہے جیسے جاہل کی بیداری عین خواب اور سونا ہے۔ جیسا کہ مولینا قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ؎

خواب بیداریست چون با دانش ست	وائے بیداری کہ با نادان نشست
خاتم ملک سلیمان ست علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم
آدم خاکی ز حق آموخت علم	تا بہفتم آسمان افروخت علم
طالع عیسےٰ ست علم و معرفت	طالع خر نیست اے تو خر صفت
علم چون آموخت سگ رست از ضلال	میکند در بیشہا صید حلال
سگ چو عالم گشت شد چالاک زہف	سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف

برخلاف اُن علماء کے جو اپنا شیوہ ہدائت چھوڑ کر شیطان کے خلیفے بنتے ہیں بلکہ دیندار مسلمانوں کی جس میں حقارت ہو اُسکی پیروی میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے ہی عالموں کے حق میں حق سبحانہ و تعالےٰ نے قرآن شریف میں خبر دی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ہ مثل اُن لوگوں کی جو تحمل کئے گئے توریت کا یعنے جن کو حکم ہوا کہ احکام کا بار تکلیف اُٹھائیں۔ پھر نہ اُٹھایا اُنہوں نے وہ بار اور فقط زبانی توریت پڑھنے پڑھانے پر قناعت کی جو احکام اُسمیں تھے اسپر عمل نہ کیا۔ انکی مثال گدھے کی سی ہے کہ اُٹھاتا ہے۔ کتابیں علم کی یعنے ان کے اُٹھانے سے رنج اٹھاتا ہے اور اس سے کچھ فائدہ نہیں پاتا۔ یہی حال یہود کا ہے کہ توریت پڑھتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں حاصل کرتے علےٰ ہذا القیاس اس امت کے عالم قرآن اور تفسیر اور علم حدیث اور فقہ اصول پڑھکر عمل نہیں کرتے ہیں۔ وہ بھی اس آیت کا مورد ہیں۔ گدھے کی طرح سوائے بوجھ اُٹھانے کے اُن سے کچھ کام نہیں ہوتا۔ بجز فساد اور گمراہی کے اور اچھوں کے بدراہ کرنے کے سوا کوئی شیوہ نہیں سُوجھتا۔ اور کتابوں کے پڑھنے سے کچھ فائدہ انہیں نہیں پہنچتا ہے لیکن وہ اپنے فن میں بڑے پکّے ہیں۔ دین کی دولت عظمےٰ دُنیا کمینی کی زینت حاصل کرنے میں کھوتے ہیں +

اے میرے بھائیو! علم ایسی چیز ہے کہ اگر تھوڑا بھی اُس کے ذریعہ سے دین ملجائے تو ہزاروں طرح کے فائدے اپنی ذات کے لئے جمع کر سکتا ہے۔ اور دُوسرے بھائیوں کو جہالت

گڑھے سے نکال سکتا ہے۔ بلکہ علم باعمل کے ذریعہ سے صفات ملکیہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسیواسطے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک مسلمان پر علم کا سیکھنا واجب کیا ہے۔ کما ورد ح طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ مگر حضرات علمانے اس حدیث کے مضمون میں اختلاف کیا ہے۔ کہ وُہ علم جسکی ہر ایک انسان کو ضرورت ہے کونسا علم ہے؟ متکلمین نے کہا ہے کہ وہ علم کلام ہے کہ اللہ تعالے کی معرفت اسی علم سے حاصل ہوتی ہے ٭ اور فقہائے نے کہا ہے کہ وُہ علم فقہ ہے کہ اشیاء کی اباحت اور حرمت اس علم سے پہچانی جاتی ہے ٭ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ وہ علم کتاب اور سُنت ہے کہ شریعت کا اصل یہی علم ہے ٭ اور صوفی کہتے ہیں کہ علم سے مراد دل کے احوال کا علم ہے کہ بندے کی راہ حق سُبحانہ و تعالے کی طرف دل سے ہے۔ بہرحال جو شخص مسلمان ہوُا یا لڑکا بالغ ہوُا۔ یہ سب علم اُسپر نہیں ہوتے۔ لیکن اُسوقت واجب ہوتے ہیں کہ جب کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے معنے سمجھے۔ اور اہل سُنت وجماعت کے اعتقاد کی باتیں جو ایمان کے باب میں مذکور ہو چکی ہیں اور حق سُبحانہ و تعالے اور پیغمبر کی صفتوں اور آخرت کی حالات پر ایمان لاوے۔ اور جانے کہ حق سُبحانہ و تعالے کے کچھ مطالب ہیں۔ کہ رسُول علیہ السّلام کی معرفت لوگوں کو پہنچتے ہیں۔ جب کسی اہل اسلام کو اسقدر سمجھ ہو جائے۔ تو دو طرح کا علم اُس پر واجب ہوُا۔ ایک وہ جو دل سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور ایک وُہ جو اعضاء سے پھر ایک کرنیکا اور ایک نہ کرنیکا۔ سو کرنیکا علم ایسا ہے۔ مثلاً دن چڑھے مسلمان ہوُا اور ظہر کی نماز ادا کرنے اسپر واجب ہوئی تو اسکو طہارت اور نماز کے فرض واجب سنت مستحب حلال حرام مکروہ کا علم سیکھنا واجب ہوُا۔ پھر جب ماہ رمضان آگے آیا روزیکے مسائل کا علم اسپر واجب ہوا۔ اور جب بیس دینار سونا یا دو سُو درم چاندی برس بھر اُس کے پاس رہا تو اُس غنی آدمی کو زکوٰۃ کا علم واجب ہوُا۔ اور جب ادائے حج کے شرائط موجود ہوئے تو حج کے مسائل کا سیکھنا واجب ہوا۔ علے ہذا القیاس جو جو کام شرعی پیش آویں۔ اُس کا علم اُسپر واجب ہوُا۔ اور نہ کرنیکا علم ہر کسی کے احوال کے موافق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ وہ ریشمی کپڑے پہنتا ہے۔ یا شراب پینے والوں سے صحبت رکھتا ہے۔ کسب حرام سے مال جمع کرتا ہے تو عالموں پر واجب ہے کہ اس کو ان باتونکا علم سکھاویں۔ اور ان چیزوں کے حرام ہونیکے دلائل قرآن اور حدیث اور فقہ کی کتابوں سے بتلاویں۔ تاکہ وُہ

حرام چیزوں کے برتنے سے باز رہے وہ علم جو دل سے علاقہ رکھتا ہے وہ یہی دو قسم پہ ہے ایک تو اس کے حالات ظاہریہ سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور دوسرا اعتقاد باطن سے۔ جو حالات سے علاقہ رکھتا ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ مسلمان آدمی اپنے دلمیں جانتے کہ کبر اور حسد اور غضب اور جو جو اخلاق رذیلہ ہیں یہ سب حرام ہیں۔ اسکا علم واجب ہے اور جو امور اعتقاد سے علاقہ رکھتا ہے ایسا ہے کہ جب اسکو کسی بات میں شک واقعہ ہو تو اُسپر واجب ہے کہ اسکی حقیقت علماء سے دریافت کرکے اس شک کو دل سے نکالے۔ پس جب معلوم ہوا کہ ہر کسی کو اُس بات کا علم ہے جو اُس کے سامنے آوے واجب ہے تو عوام کو ہمیشہ اس سے خطرہ ہے۔ کیونکہ مثلاً ایک کام اُن کے آگے آیا اور وے نہیں جانتے کہ اسمیں شرعی حکمت اور حُکم کیا ہے جو کچھ اُس کے نفس نے چاہا اسیطرح اُس کام کو کر گذرا۔ اور دُنیا کا وقت گذار لیا مگر قیامت کے دن اس نہ جاننے سے وے معاف نہیں رہینگے۔ اور اُنکا ایسا بے جا عذر پیش نہ جائیگا۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ آدمی کے حق میں کوئی چیز علم سے بہتر نہیں مگر جو لوگ اس نیت سے علم حاصل کیا کرتے ہیں کہ دُنیا کے کاموں کو رونق دیں اور اس سے جاہ و دولت پیدا کریں ان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ اس نیت سے علم نہ سیکھیں بلکہ کسی کسب پر دل لگا دیں۔ کیونکہ جو لوگ ایسی نیت سے علم سیکھتے ہیں وُہی شیاطین الانس ہوتے ہیں۔ ہزاروں اُن کی شاگردی کرکے جہنم کے لائق بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے عالموں سے سب لوگوں کو محفوظ رکھے۔ ایسے ہی عالموں کی نسبت حضرت مولنا۔ قدس اللہ سرہٗ نے مثنوی میں ارشاد فرمایا۔ **مثنوی**

علم گر بر دل زنی یارے بود	علم چون بر تن زنی مارے بود
گفت ایزد یحمل اسفارہٗ	بار باشد علم کان نبود زہو
اے بسا عالم ز دانش بے نصیب	حافظ علم ست آنکس نے حبیب
صد ہزاران فضل دارد از علوم	جان خود را مے نداند این ظلوم
تو ہمیدانی یجوز و لا یجوز۔	خود ندانی تو کہ حوری یا عجوز
این روا آن نا روا دانی ولیک	تو روا یا ناروائے بین تو نیک
چون مبارک نیست بر تو این علوم	خویشتن کو لی کن و بگذر ز شوم
فہم نہ کردی بحکمت اے رہے	زانچہ حق گفتت گلوا من رزقہ

حکمت دُنیا فزاید ظن و شک	حکمت دینی برد فوق فلک
دل ز دانشها بشستند این فوق	زانکه این دانش نداند این طرق
چون تجلّی کرد اوصاف قدیم	پس بسوز و وصف حادث از کلیم
ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب	علمهائے نادرہ یابی زجیب
جان جملہ علمہا این ست این	کہ بدانی من کیم در یوم دین

اے میرے بھائیو! ایسے خود غرض مطلب جو عالموں کی مجکو ایک حکایت یاد آئی ہے -

ذرا میری طرف توجہ مبذول فرما کر سُنو:-

نقل تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے کہ کسی بزرگ نے شیطان کو خواب میں دیکھا۔ کہ بیکار غافل ساہل ہو کر بیٹھا ہے۔ اُس بزرگ نے پوچھا کہ تم گمراہی کے دھندے میں لگے رہتے ہو۔ تمہاری بیکاری کا کیا سبب ہے۔ آپ کے مزاج خبیث خیریت ہے؟ جواب دیا کہ جب سے اس آخری زمانہ کے علمار اور فقرا پیدا ہوئے۔ ہر ایک میرے رشید شاگردوں سے بدچالی اور گمراہی کے فن میں پکے ہو گئے جو مجھے کرنا تھا یہ سعادت مند فرزند شب و روز اسکی تدبیرات میں لگے رہتے ہیں۔ میری خواہش کے کام بخوبی ادا کرتے ہیں کسی گروہ کو تو مجتہدین کرام کی تقلید سے روکتے ہیں۔ اور کسی گروہ کو صُوفیہ عظام کی خدمت سے منع کرتے ہیں۔ اور کسی کو ملائکہ اور جنوں کے وجود سے منکر کراتے ہیں۔ اب میں خوشیاں کرتا ہوں۔ بیفکر ہو کر اُن کی خیریت مناتا ہوں۔ پھر اُس بزرگ نے پُوچھا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ان میں سے نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ مونچھیں مُنڈاتے ہیں۔ ڈاڑھی بڑھاتے ہیں۔ عصا ہاتھ میں لیکر چلتے ہیں۔ یہ تو صُورت اہل شرع کی ہے کیونکر اُن سے ایسے کام ہوتے ہیں جن سے تیری رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ بھی میری عین شاگردی اور پیروی ہے کہ ظاہر میں حاجی اور مُلّا۔ عالم اور مشائخ کی صُورت بنائے رہنا اور باطن میں پرلے درجہ کے حسد اور بغض اور کینہ اور مکر و فریب اور بدخواہی اور طمع اور بدمعاملگی کے زنگ سے دل کو سیاہ رکھنا کہ سچّے مسلمان جو دُنیا کے کاموں میں بڑے بیوقوف ہوتے ہیں اُن کو اپنے جال میں جھٹ پھنسا لیویں۔ اور اُن کے جان و مال کو ایکدم میں تاراج کریں۔ کسی کا مال و جان لیں اور کسی کا جوہر ایمان لیں۔ خدا تعالےٰ ایسے عالموں سے بچائے!!

حضرت سُفیان سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت کعبؓ سے سوال کیا۔

من ارباب العلم - قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطمع (رواہ الدارمی) یعنے مولوی اور عالم کس کو کہنا چاہئے۔ کعب نے کہا یا امیر المومنین عالم وہ ہیں جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں ۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کون چیز ہے کہ نکالتی ہے عالموں کے دل سے علم کی برکت اور نور کو۔ کہا کعبؓ نے کہ لالچ اور طمع یعنے جس عالم نے دُنیا کی دولت اور آرام اور حشمت پر نگاہ کی اور اُسکی تلاش میں لگا اُس نے اپنا بھرم کھویا اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور خوار ہوا ۔

اے میرے بھائیو! علم کی حقیقت اور خوبی اور بڑائی سے تم خوب واقف ہوئے اب تمکو چاہئے کہ وُہی علم سیکھو اور سکھاؤ اور اسی نیت سے پڑھو اور پڑھاؤ کہ ہدایت کا منصب ہاتھ آوے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم کی رضامندی کا درجہ ملے ۔ خیر خلائق بنجاؤ۔ لوگوں میں سردار کہلاؤ۔ اور ایسے نہ بنو کہ شیطان اور کفار یہود و نصاریٰ تم کو دیکھکر ہنسیں اور فرشتے لعنت کا طوق تمہارے گلوں میں پہناویں۔ اللہ و رسول کے سامنے شرمندگی اُٹھاؤ۔ دوزخیوں کے سردار بنجاؤ۔ غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ۔ سیکڑوں کی جان و ایمان کو برباد کرو۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شعلہ بھڑک پڑے اچھے بُرے کو نہ چھوڑے

چنانچہ معتبر کتابوں کی روایت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون کے پاس وحی بھیجی کہ اے یوشعؑ میں تیری قوم سے سو ہزار آدمی کو ہلاک کرنا چاہتا ہوں از انجملہ چالیس ہزار نیکوکار اور ساٹھ ہزار بدکار۔ یوشعؑ نے عرض کیا یا خداوندا! بدکاروں کو یہ سزا ہوتی لیکن نیکوکاروں کا کیا قصور ہے۔ فرمایا۔ ہماری نافرمانی پر وے ان سے ناخوش نہ ہوئے۔ اور ان بدکاروں کیساتھ کھاتے پیتے رہے ۔

ناپائدار دنیا کی دوستی کا بیان

قال اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعبٌ و لھوٌ و زینۃٌ و تفاخرٌ بینکم و تکاثرٌ فی الاموال و الاولاد کمثل غیثٍ اعجب الکفار نباتہٗ ثم یھیج فتریٰہ مصفرًا ثم یکون حطامًا ۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ جان لو تم اے دُنیا کے طلب کرنیوالو اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اسبات کو کہ زندگی دنیا کی لَعِبٌ کھیل ہے۔ وَ لَھْوٌ اور بیہودہ ہے۔ اور رنج اور تکلیف اُٹھانا ہے متاع دُنیا کی طلب میں اور لڑکوں کے کھیل کے مثل بے اصل چیز ہے

بازیچہ ایست طفل فریب این متاع دہر	بے عقل مردمان کہ بدو مبتلا شدند

وَزِیْنَۃٌ اور آرائش ہے خوش مزہ کھانوں اور عمدہ کپڑوں اور پاکیزہ مکانوں اور رہوار سواریوں میں۔ وَتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ اور فخر کرتا ہے باہم جاہ ونسبت میں وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اور اترانا ہے کثرت اموال اور کثرت اولاد میں۔ اور جان لو کہ تھوڑے ہی زمانہ میں یہ کھیل برطرف ہو جائیگی۔ اور اسکی دل لگی اور خوشی رنج وغم سے بدلجائیگی۔ اور آرائشیں جاتی رہیں گی۔ اور فخر کرنا اور زیادتی چاہنا آگ کی چنگاری کیطرح نیست و نابود ہو جائیگا۔ تو اسکی مثل جلد زائل اور منتقل ہو جانے میں کَمَثَلِ غَیْثٍ مینہ کی مثل ہے جو پیاسی زمین پر برستا ہے اور جو بیج زمین میں پڑے ہیں اُس کے سبب جلد اُگ آتے ہیں اور درخت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر خوبی اور خوشنمائی کیوجہ سے اَعْجَبَ الْکُفَّارَ تعجب اور خوشی میں لاتا ہے کسان کو وُہ جو اُگا ہے اُسپر مینہ برسنے سے۔ ثُمَّ یَھِیْجُ پھر خشک ہو جاتا ہے سماوی یا ارضی آفت کے سبب سے۔ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا پھر دیکھتا ہے تو اسکو یعنے اُس نباتات کو زرد ہونیکے بعد ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا پھر زرد ہونیکے بعد ہو جاتی ہے روندی اور ملی ہوئی ریزہ ریزہ۔ وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ اور آخرت میں عذاب ہے سخت خدا کے دُشمنوں کو کہ تمام عمر دُنیا طلبی میں بسر کرکے حق کو بھولے رہے۔ وَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ اور بخشش ہے خدا کیطرف سے اور خوشی خدا کے دوستوں کو جنھوں نے طلب مولےٰ میں دُنیا اور عقبےٰ دونوں کو ترک کیا وللہ در من قال:۔

اے طالب دُنیا تو بسے مغروری	وے مائل عقبےٰ تو بکے مزدوری
وے آنکہ ز ہیل ہر دو عالم دُوری	تو طالب نور بلکہ عین النوری

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ اور نہیں ہے زندگی دُنیا کی مگر متاع جو فریب دے اور باقی نہ رہے اور متاع اس شخص کی نسبت ہے جو دُنیا کو اُخروی نعمتیں حاصل کرنیکا ذریعہ نکرے اور نفس اور خواہش کے مزوں میں پھنسکر آخرت کے کام میں مشغول نہو تو اس شخص کی نسبت دنیا متاع غرور ہے۔ لیکن اگر کسی صاحب دولت کو مدد توفیق رفیق ہوئی اور وہ اسباب دنیا کے سبب سے مقاصد عقبیٰ حاصل کرتے میں کوشش کرتا ہے اور خدا کو راضی کرکے بہرہ مند ہوتا ہے۔ اسکی نسبت دنیا متاع سرور ہے۔ متاع غرور نہیں کما ورد نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ مولنا قدس سرہٗ اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں

مال راکو بہر حق باشد حمول	نعم مال الصالحین گفتہ رسول ص

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روز قیامت کا ہوگا اس زمین کو نیست و نابود کر دیں گے۔ دوسری زمین سونے تانبے کی بنا دیں گے۔ نیکی بدی تولنے کے لئے عرش کے نیچے کھڑا کریں گے۔ پندرہ ہزار برس کی مسافت کا پُل دوزخ کے اوپر رکھا جائیگا۔ پُل صراط بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اماوس کی اندھیری سے زیادہ تاریکی ہوگی۔ دوزخ اُسدم بجلی کیطرح کڑکے گی اس کے شور اور آواز سے کلیجے پھٹ جائیں گے۔ اگلے پچھلے اکٹھے ہونگے۔ اور مارے ڈر کے بیحواس ہو کر سر آنکھیں نیچے کر کے کھڑے رہیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے۔ بارگاہ حضرت جلالت میں منت و زاری سے عرض گذاریں گے اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو ہی ہمارا مالک اور صاحب ہے۔ ہم پر رحم کی نظر کر۔ ایسے سخت عذاب کی جگہ سے جلد ہمکو نجات دے کہ ہم مرے جاتے ہیں۔ اور اس دُکھ سے گلے جاتے ہیں۔ اس سخت جگہ سے کسی امن کی جگہ میں لیجا۔ میرے لڑکے بالوں وغیرہ اقارب کے حق میں جو چاہے سو کر۔ پر مجھپر مہربانی فرما!

مؤلف ۔ اے میرے بھائیو! تم اپنے اپنے دلوں میں غور کرو۔ خوب سوچو۔ کہ اسدن اللہ تعالے بذات مقدس خود عدالت کریگا۔ عرش کے تخت پر اپنی تجلے فرماویگا۔ خوشامد رشوت۔ نذرانہ کسی سے نہ لیگا۔ سعی سفارش کسی کی نہ مانیگا۔ لوگوں کی عاجزی پر خیال نہ رکھیگا۔ نہ وہاں کہیں چھپنے کی جگہ۔ نہ بھاگ جانے کی قدرت کہ اپنی جان بچاوے اور اس عذاب سے چھٹی پاوے۔ اُس دن اعمالنامے جو دنیا میں کام کئے ہیں۔ کھایا۔ پیا دیا۔ لیا ہے۔ سب کچھ اسمیں درج ہوگا۔ ہر ایک کے ہاتھ میں دئے جاویں گے کسی کے کسی کو دائیں ہاتھ کسی کو بائیں ہاتھ میں۔ کسی کو پیٹھ کیطرف سے۔ پیغمبروں اور نیک لوگونکا نامہ دائیں ہاتھ میں اور گنہگاروں اور منکروں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ہزار افسوس اُسدن کی خجالت اور رسوائی پر۔ ہزار حسرت اُسدن کی ذلت اور پشیمانی پر۔ اے مسلمان بھائیو! اپنی اس زندگی کو غنیمت سمجھو اور اس دم کی فرصت کو بڑی نعمت تصور کرو۔ ابھی تمہاری روح موت کی چنگل میں پھنسائی نہیں گئی۔ باتوں کے کرنے سے زبان تمہاری بند نہیں ہوئی۔ ہوش سنبھالو۔ دل لگاؤ۔ اللہ تعالے کی محبت میں چالاک ہو جاؤ

جو کرنا ہے سو کرلو۔ جو کمانا ہے کمالو۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اسکی رحمت اور مغفرت کا دریا جوش کھا رہا ہے۔ خدا کے آگے سر جھکاؤ اُس کے رسولؐ کے تابعدار بنجاؤ۔ اور اُس شفیع برحق کی راہ اختیار کرو۔ منافقوں۔ دشمنوں کی بدراہی اور شیطان کی گمراہی سے بچو۔ کما ورد یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ۝ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ اے ایمان والو! داخل ہوجاؤ فرمانبرداری میں اور پیروی نہ کرو شیطان کے قدموں کی بے شبہ وُہ تمہارا دشمن ہے ظاہر وہ ہر طرح سے تمکو راہِ راست سے بہکاتا ہے۔ انتہیٰ ۱۲

رجعنا الی الحدیث۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پھر اس کے بعد ہر ایک کو دربار میں حاضر ہونیکا حکم ہوگا۔ پروردگار کے سامنے لاکر کھڑا کردیں گے۔ جس نے مال حلال جمع کرکے یا وراثت کے رُو سے پاکر یا اپنے دست رنج یا تجارت سے کما کے حرام کام میں خرچ کیا۔ حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں لیجاؤ ✦ پھر دُوسرے کو لاویں گے جسنے مال حرام جمع کرکے خیرات اور صدقات میں خرچ کیا۔ اور اپنی گذران میں بھی اُسکو لگایا حکم ہوگا کہ اس کو بھی جہنم میں داخل کرو ✦ پھر ایک اَور کو حکم ہوگا جسنے اپنے مال کو اچھی جگہ سمجھ کر خرچ کیا خیال نہ رکھا۔ کہ کسکا کسقدر حق ہے اور اسکو کتنا ضروری تھا۔ حکم الٰہی ہوگا کہ اس آدمی کو دوزخ میں نہ ڈالو۔ مگر اُس کو گرمی میں کھڑا کرو۔ اور حساب لو۔ کتنا مال کہانسے لایا تھا اور کتنا کتنا مستحقوں کو دیا تھا۔ سب کی حقیقت پوچھی جائے گی کہ میرے حبیبؐ کی شریعت کے بموجب زکوٰۃ دیا تھا یا نہیں۔ جو کوئی اس حساب سے پاک نکلا اسکو مخلصی ہوئی عذاب سے چھوٹا۔ نہیں تو میرے بھائیو بڑی سختی ہوگی۔ سیکڑوں طرحکا عذاب معاذ اللہ منہ اُٹھانا پڑے گا ✦

قرآن شریف اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اسی مال کو گرم کرکے اس کے بدن پر داغ دیں گے۔ اژدہا بناکر گلے میں لٹکا دیں گے۔ کہ وُہ اسے ڈسا کریگا۔ اور اپنا زہر چکھایا کریگا اور جن عورتوں نے مناسب مقدور اور دستور کے سوا زیور بنا بناکے اپنی بڑائی دکھانیکو ڈھیر کیا ہے اور پاس رکھ چھوڑا ہے ان زیوروں کا سانپ بنے گا پھر ان کے گلے میں دیا جاویگا۔ اسوقت اللہ تعالےٰ مردوں اور عورتوں کو یاد دلائیگا اور فرمائیگا۔ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝ یہ وہی سونا روپا اور زیور ہے جس کو دیکھکر پھولا کرتے تھے

غرور اور تکبّر کرکے سیٹھ کہلاتے تھے۔ غریبوں مسکینوں پر ہنستے تھے۔ اور دولت کی طمع کرکے میری حکم کے موجب خرچ نہ کرتے تھے۔ بہت محبت اور پیار سے بچائے رکھتے تھے اب اس بیفرمانی کا مزا چکھو اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوتو۔ سبحان اللہ آدمی اپنے خالق معبود کو بھولکر دُنیا کی محبّت میں کیسے پھنس گئے کہ اس ناچیز زندگی کو حیات ابدی سمجھ کر وہانکی سختی اور عذاب دل سے بھلا کر غافل ہو گئے۔ افسوس ہزار افسوس! ایسی سمجھ پر کہ تھوڑے دن کی خوبی پر ہمیشگی کی خوبی اور دولت اور نعمت کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے مالک کا کہنا نہ مانا پھر وہاں ذلت اور خجالت اُٹھائی۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے دُوری حاصل کی۔

رسُول اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں دُنیا کے مکر اور فریب سے اللہ کے نزدیک پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالےٰ مجکو اس کے فریب سے بچا رکھے۔ اَے میرے دوستو غور کی جگہ ہے جس دنیا سے تمہارے پیغمبر نے پناہ مانگی پھر تم کس امید پر ایسی چیز کی آرزو میں اور اس کے حاصل کرنے میں خدا اور رسُول کو بھول جاتے ہو۔ اور اپنے تئیں خرابی اور بڑائی کے گڑھے میں ڈالتے ہو یہ بات تمہاری عقلمندی سے بہت دُور ہے۔ کب تک اس دُنیا کی محبّت میں پھنسے رہو گے اور خدا کی طرف سے غفلت اختیار کرو گے۔ یہ جگہ آرام اور خوشی کی نہیں کچھہ محنت اور رنج اور دُکھ اُٹھاکے خدا کی رضامندی حاصل کرو۔ پھر ابدالآباد جنت میں آرام سے رہو۔ خوشیاں مناؤ جس دُنیا کی کھوج میں تم لگے رہتے ہو۔ رات دن اسکی فکر اور تلاش میں سرگردان خاک چھانتے پڑے پھرتے ہو۔ پہلے تو وہ خاطر خواہ حاصل نہیں ہوتی اور عمر تمہاری مفت برباد جاتی ہے۔ اگر بالفرض پریشانی اور محنت اور بیعزتی سے وہ ہاتھ میں آوے تو وہ پھر لب گور تک اور انسان کے لئے دنیا میں تین چیزیں ہمراہ رہتی ہیں۔ ایک تو اقارب اور احباب۔ دُوسرے رخت اور مال و اسباب اور نیک اعمال اور حسن افعال کما ورد عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع المیت ثلثۃ فیرجع اثنان و یبقی معہ واحد فیتبعہ اھلہ و مالہ و عملہ فیرجع اھلہ و مالہ و یبقی عملہ یعنے تین چیزیں انسان کو مرنیکے بعد پیچھے رہ جاتے ہیں۔ دو چیزیں تو لب گور تک اس کے ساتھ جاتی ہیں اور اس کو دفن کرکے واپس چلی آتی ہیں۔ یعنے اُس کا مال و عیال واپس چلے آتے ہیں اور ایک چیز ہمیشہ اس کے ہمدم اور ہمقدم رہتی ہے یعنے اعمال پس حضرت انسان کی کج فہمی پر بڑا افسوس ہے کہ پس ماندنی اشیا کی پاسخاطر

پیش آمدنی کو خوار اور ذلیل رکھتا ہے اور غیروں کی عزت کے لئے عزیزوں کی ذلت کو گوارا کرتے ہیں اور بصیرت کی آنکھ اغیار کی رعایت کے لئے گرد آلود کرکے روز جزا کے ہزار طرح کی سزا کے مستحق بنتے ہیں۔ باوجودیکہ حسن اعمال اور نیک کرداری کی وفاداری کے باب میں حضرات علماء سے آیات اور احادیث سنتے ہیں چنانچہ مولٰنا قدس سرہٗ نے اسی حدیث کی تفسیر میں بطور تذکیر مثنوی شریف میں تحریر فرمایا ہے

ہین وہین اے راہ رو بیگاہ شد	آفتاب عمر سوئے چاہ شد
این دوروزک را کہ زورت ہست زود	پرفشانی کن از راہ جود
اینقدر تخمی کہ ماندستت بباز	تا بروید زین دودم عمر دراز
تا نمرداست این چراغ باگہر	ہین فتیلش ساز و روغن زودتر
ہین مگو فردا کہ فرداہا گذشت	تا بکلی نگذرد ایام کشت
در زمانہ مرترا سہ ہمرہند	آن یکے وافی وآن دو غدرمند
آن یکے یاران و دیگر رخت مال	وان سوم وافی ست آن حسن الفعال
مال ناید باتو بیرون از قصور	یار آید لیک آید تا بگور
فعل تو وافیست زو کن ملتحد	کہ درآید باتو در قعر لحد
پس پیغمبر گفت بہر این طریق	باوفاتر از عمل نبود رفیق
گر بود نیکو ابد یارت شود	ور بود بد در لحد مارت بود

اے میرے بھائیو اپنی زندگی اور صحت میں اگر تم اچھے کام بموجب فرمانے رسول علیہ السلام کے عمل میں لاؤ گے تو وُہی کام تمہارے حق میں فائدہ مند ہونگے۔ یہاں کے دوست اور اقارب اور بھائی براور کوئی وہاں کچھ کام نہ آویں گے۔ اے میرے عزیزو اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ سے شرماؤ۔ گور نزدیک حساب کتاب قریب جیسا کروگے ویسا پاؤگے۔ تمہارے اعمال کی پڑتال ہوگی۔ تم کو سمع اور بصر اور دل کی بابت پوچھا جاویگا۔ کما ورد اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ مَسْئُوْلًا بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک انمیں سے پوچھا جائیگا۔ یعنے حق سبحانہ وتعالیٰ کان آنکھ دل سے پوچھیگا کہ تم جس کے کان آنکھ دل ہو اُسنے کیا کیا عمل کئے۔ یا اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ کان سے سوال ہوگا کہ تونے کیا سُنا اور کیوں سُنا۔ اور آنکھ سے پوچھا جاویگا

کہ تو نے کیا جانا اور کیئوں جانا۔ اسی آیت کی تفسیر میں جناب مولنا فرماتے ہیں **مثنوی**

چون قیامت پیش حق صفہا زدہ	در حساب و در مناجات آمدہ
ایستادہ پیش یزدان اشک ریز	بر مثال راست خیز و رست خیز
حق ہمیگوید چہ آوردی مرا	اندرین مہلت کہ من دادم ترا
عُمر خود را در چہ پایان بُردۂ	قُوت و قوّت در چہ فانی کردۂ
گوہر دیدہ کجا فرسُودۂ	پنج حس را درکجا پالودۂ
چشم و گوش و ہوش گوہر ہائے عرش	خرچ کردی چہ خریدی تو زفرش
دست و پا دادیم چون بیل و کلند	من بہ بخشیدم زخود آن کے شدند
آن بکن کہ ہست مختار نبے	وان مکن کہ کرمجنون وصبی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دُنیا کو ایک بڑھیا کی طرح کالا مُنہ بلّی کی صُورت بڑے بڑے دانت نکلے ہُوئے۔ ہونٹ نیچے چھاتی تک لٹکے ہُوئے نہایت بدصُورت بنا کر نکالیں گے۔ جو کوئی اُسے دیکھیگا۔ ڈر کے مارے کانپ جائیگا۔ اسوقت حق تعالےٰ فرمائیگا۔ اے قیامت کے میدان کے لوگو تم اسکو پہچانتے ہو یا نہیں؟ جواب دیں گے اے پروردگار ہم پناہ چاہتے ہیں تیری۔ اس صُورت کو ہم نہیں پہچانتے۔ حکم ہوگا خوب غور کرو۔ دیکھو یہ وہی دنیا ہے جس کو تم سمیٹتے بٹورتے پھرتے تھے اور اس کے محبت میں مجکو اور قیامت کو بھول گئے تھے۔ اور اس کو پا کر تکبر اور فخر اور بُرائی کیا کرتے تھے۔ مسکینوں اور غریبوں کو ستاتے تھے۔ وہی دُنیا تمہاری محبُوب ہے۔ اب پیار کرو۔ گلے لگاؤ۔ وے لوگ جواب دینگے خداوندا ہم بڑی غفلت میں پڑے تھے۔ جو تیرے حکم سے وہاں باہر ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمادیگا کہ اس دُنیا کو لیجا کر دوزخ میں بھردو۔ دُنیا بولیگی خداوندا تو مجکو اب دوزخ میں بھیجتا ہے تو میرے چاہنے والے دوست سب کہاں ہیں انکو بھی میرے ساتھ کر کہ دونوں جگہ میں وے میرے پاس رہیں۔ حکم ہوگا کہ جن لوگوں نے دنیا کو بہت چاہا تھا اور نہایت مانا تھا انہیں دنیا کے ساتھ کرو اور دوزخ میں ڈالدو۔

مؤلف اے میرے بھائیو اس دُنیا کو اسواسطے بنایا اور تمکو بھیجا کہ انسان ہونے کا کمال حاصل کریں جس سے اُس پاک پروردگار کی رضامندی کے گھر میں رہنے کے لائق

نہیں۔ یہاں کا کھانا پینا۔ پہننا اسقدر چاہئے کہ جس میں زندگی رہے۔ ستر پوشی ہووے۔ باقی جو کام بڑائی اور بزرگی کے جیسے اچھا گھر۔ اچھا لباس۔ اچھا کھانا جاہ وحشم یہ سب کچھ کام نہیں آویں گے۔ بلکہ ان کے حاصل کچھ نہیں سوائے عمر عزیز کی بربادی اور آخرت کی پشیمانی کے کچھ حاصل نہیں۔ دیکھو اسی دولت اور حکمرانی نے فرعون اور شداد کو غضب الٰہی میں گرفتار کیا۔ اور اسی مال کی فراوانی نے قارون کو زمین کا پیوند بنایا۔ بلکہ ہزاروں اسطرح غائب ہوئے کہ اُن کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ اُنکا کرّ و فر ایک آن میں خاک میں ملگیا۔ اب بھی جو ایسے اعمال کریگا۔ دنیا کے جمع کرنے اور اُس کے مزوں میں پڑیگا اور اپنے مالک سے غافل رہیگا۔ بیشک اُسکا یہی حال ہوگا۔ اس لئے کہ اس جہان کے نام ونشان اور دولت کے سامان کا کچھ اعتبار نہیں شاید اس دُنیا میں تمہاری زندگی کے پہلے مٹ جاتا ہے۔ عقلمندی اور دور اندیشی کا یہ مُقتضا ہے کہ انسان پہلے اپنی آخرت کے امور میں سوچ کرے۔ اور مرنیسے پیشتر تدارک مافات اور دفع آفات کا کرے۔ تاکہ اخیر وقت میں نجات کی صُورت دیکھے چاہئے۔ کما قال السّعدی

خیرے کن اے فلان غنیمت شمار عمر		زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند	

اسیواسطے جہلا جو عقل سے بے بہرہ ہیں اپنے آخر کار سے بیکار رہتے ہیں اور مرنیکے وقت حسرت کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ اور افسوس کا ہاتھ سر پر رکھتے ہیں۔ کما قال المولوی معنوی رح فی المثنوی قدس سرہ العزیز

مثنوی

عاقلان خود نوحہ ہا پیشین کنند		جاہلان آخر بسر بر میزنند	
ز ابتدائے کار آخر را ببین		تا نباشی تو پشیمان یوم دین	
ہرچہ اندوے شادگردی در جہاں		از فراق آن میندیش آن زمان	
زانچہ گشتی شاد بس کس شاد شد		آخر از وے جست ہمچون باد شد	
از تو ہم جہد تو دل بروے منہ		پیش کو جہد تو خود از وے بجہ	
گفت دنیا لعب و لہوست و شما		کودکید و راست فرمایدخدا	
خلق اطفالند جز مست خدا		نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا	
از لعب بیرون نرفتی کودکی		بے زکات رُوح کے باشی زکی	
چشم کودک ہمچو خر در آخرست		چشم عاقل در حساب آخرست	
ہرکہ آخر بین تر و مسعود تر		ہرکہ آخر بین تر و بہبود تر	

دیکھو ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دونوں جہان کے سردار اور بارگاہ ایزدی جل جلالہ کے مقرب ہیں باوجود اس کے اپنے فقروفاقہ کو اپنا فخر سمجھا۔ دُنیا کی آرائش و پیرائش کو فضول جانا چنانچہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جناب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا اور کبھی خالی چٹائی کا ہوا کرتا تھا۔ اور ساری عمر نرم بستر پر نہ لیٹے تھے۔ شاید غفلت میرے پر غالب نہو جائے۔ کما ورد عن عبداللہ بن مسعود رض قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام علی حصیر فقام فقد اثر فی جسدہ فقال ابن مسعود یا رسول اللہ لو امرتنا نبسط لک ونعمل فقال مالی والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ایکروز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سرکنڈوں کے بورئے پر سو گئے تھے۔ جب جناب سرور کائنات بیدار ہوئے تو بورئے کی تیلیوں کے نشان آپ کے بدن مبارک پر نمودار تھے۔ حضرت ابن مسعود جو آپ کا ارادتمند خدمتگار تھا عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ارشاد فرماویں تو میں آپ کے لئے ایک نرم بچھونا تیار کروں۔ حضرت رسالت نے فرمایا اے ابن مسعود رض میرا اور دُنیا کا یہ حال ہے یعنے میں دنیا میں اسطرح رہتا ہوں جیسے کوئی راہگذر و سوار کسی درخت کے سایہ میں استراحت کیلئے آرام کرے اور پھر چلدے۔

مؤلف اے میرے بھائیو ہمارے حضرت رسالت صلعم نے اس حدیث میں دُنیا کی زینت اور آرائش سے اپنی بے تعلقی ظاہر فرمائی اور دنیا کے اسباب اور سامانوں کو متاع قلیل اور اپنی مبارک نظر میں حقیر سمجھتے رہے اور عالم عقبےٰ کی آراستگی کے سازوسامان مہیا کرتے رہے اور اپنی اُمت کو اسی بات کیطرف توجہ دلاتے رہے کما ورد قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا۔ اے محمد اپنی امت کو کہدے کہ دنیا کی بہرہ مندی تھوڑی ہے اور عالم آخرت اُس شخص کے لئے بہتر ہے جو اتقا اور پرہیزگاری اور اللہ کے حکموں کی فرمانبرداری اور میرے حبیب محمد رسول اللہ کی تابعداری کرے اور کسی پر ایک رشتہ کے مقدار ظلم نہیں ہوگا

فقیہہ ابی اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بستان میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رض نے فرمایا کہ امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دُنیا کی خواہش نہیں کی اور نہ دنیا نے اُنکی خواہش کی مگر حضرت عمر نے دُنیا کی خواہش نہیں کی پر دُنیا نے اُن کی خواہش کی۔ لیکن عثمان رض انہوں نے دُنیا سے کچھ لیا اور دُنیا نے اُن سے کچھ لیا۔ لیکن ہم تو سرتاپا دُنیا میں پڑے ہوئے ہیں نہیں جانتے کہ ہمارا انجام کیا ہو + زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم چند

آدمی حضرت ابوبکر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پانی مانگا۔ خادموں نے شہد کا شربت تیار کر کے پیش کیا۔ جب اُسکو مُنہ کے قریب لیگئے تو بے اختیار رو پڑے ہمارے دلوں میں بھی رقت آئی ہم تو تھوڑی کے بعد چُپ ہو گئے مگر ابوبکر ڈھاڑیں مار کر روتے رہے۔ سب لوگوں نے پوچھا اے خلیفہ رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے فرمایا کہ ایک دن میں حضرت رسالت کیخدمت میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنی طرف سے ہٹاتے ہیں اور ظاہر میں وہاں کوئی شے نظر نہیں آتی ہے۔ مَیں نے عرض کیا یا رسُول اللہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے ہٹاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں کوئی چیز نہیں آپؐ نے فرمایا کہ اس ناکاری دُنیا کی تصویر میرے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کہا دُور ہو وہ دُور ہو گئی۔ پھر اُس نے کہا اگر آپ میرے پنجے سے نکلجائیں گے تو جو لوگ آپ کے پیچھے ہونگے وُہ میرے پنجے سے کیونکر نکلیں گے۔ سو مَیں ڈرا کہ کہیں دُنیا مجھے نہ آدبائے۔ حضرت ابوبکرؓ جب حضرت ابوبکر رضؓ نے یہ بات کہی تو پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھدیا اور نہ پیا۔ فقیہہ علیہ الرحمۃ نے کہا اگر کسی شخص کو کوئی چیز دُنیا کی حلال ملجائے تو اُس کے لینے میں گُناہ نہیں مگر نہ لینا پھر بھی اچھا ہے اس لئے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا حلالہا حِسابٌ وحرامُہا عذابٌ۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا جس کسی کو دُنیا میں سے کچھ حصہ پہنچا تو آخرت میں اتنے ہی حصّے کا نقصان ہؤا اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو ہاں اگر کسی کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے بے تردّد اور بیفکر دولت ظاہری بخشے اور وُہ اُسکو اُسکی رضامندی کے کاموں میں خرچ کرے۔ مسجد بنائے۔ کنوئیں لگائے فقرا اور مساکین اور یتامےٰ کی پرورش کرے۔ اور اُس دولت کو بُرے مصرف سے بچائے تو البتہ یہ بھی اُسکی نجات کا باعث ہوتا ہے۔ مگر ایسے لوگ اب بہُت کم ہیں خصوصاً اِس زمانے میں کہ اب صُحبت بگڑگئی بے ایمانوں کی کثرت ہوگئی۔ شرع کا ڈر اور لحاظ جاتا رہا حاکم کا خطرہ اُٹھ گیا۔ فسق وفجور علانیہ ہونے لگے۔ حلال حرام کا فراق مٹ گیا۔ لوگ اپنے اختیار کے ہو گئے۔ جو چاہا کرنے لگے سو ایسی دُنیا کی کمائی کا حال جس سے خدا بھُول جائے اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے کما ورد وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ۔ جو کوئی چاہتا ہے دُنیا کی کمائی ہم اُسکو پہنچاتے ہیں اور نہیں ہے اُسکو آخرت میں کچھ حصّہ۔ یعنے جو شخص دنیا کے حاصل کرنے میں بڑی محنت

اور شفقت کرتا ہے جسقدر اُس کے نصیب میں لکھا ہے پاتا ہے۔ لیکن وہاں خالی ہاتھ جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنی عاقبت کی خیر چاہتا ہے اور مالک کی رضامندی کے کام میں مشغول رہتا ہے آخرت میں بڑی دولت کا مالک ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی جتنا اُسکی قسمت میں ہے پاتا ہے فرق یہی ہوا کہ وُہ مردود ٹھیرا اور یہ مقبول۔ اِس مضمون پر راقم مسکین کو ایک نقل یاد آئی۔

نقل ہے کہ احمد درویش کا بیٹا مسلم ایک دن ہارون رشید بادشاہ کی ملازمت کو گیا۔ وہاں دیکھا کہ بادشاہ نے محل مکانات اچھے سُتھرے بڑے بڑے لعل و یاقوت اور ہر طرح کے جواہر لگا کر بنائے ہیں۔ یہ دیکھکر فرمایا کہ اے بادشاہ تو نے دُنیا کے رہنے کے مکان خوب اور بلند اور کشادہ صاف سُتھرے جواہر نگار بنائے ہیں۔ مرنیکے بعد اگر تیری گور بھی ایسی کشادہ اور دلکشا ہوئی تو کیا خوب ہو۔ ہارون رشید یہ سنکر ہیبت زدہ ہوا اور روکر اس سے یوں کہا کہ اے مُسلم تو مجکو نصیحت ایسی کر کہ جس سے میری عاقبت بخیر ہو اور اُس جہان میں کام آوے۔ مُسلم نے کہا اے بادشاہ اگر تو ایسے میدان میں ہووے کہ وہاں پانی میسّر نہ ہووے اور پیاس کے مارے تیرا حال تباہ ہووے اُسوقت کوئی شخص ایک پیالہ پانی لے کر تیرے پاس بیچنے کو لاوے۔ تو تو کس قیمت کو لیوے۔ بادشاہ نے کہا کہ اپنی دولت سے آدھی دیکر مول لوں۔ اور اپنی جان بچاؤں پھر اُس درویش زادہ نے کہا کہ پانی پینے کے بعد اگر تیرا پیشاب بند ہو جائے اور جان کندنی کی نوبت پہونچے۔ تو اُس بیماری سے بچنے کا علاج کتنی قیمت پر لیوے۔ بولا کہ آدھی دولت اور مال دیکر لوں اور صحت حاصل کروں۔ تب مسلم نے کہا اے بادشاہ لعنت پڑے اس دنیا پر جو ایک پیالے پانی اور پیشاب بند ہونے کی دوا کے بدلے تمام بادشاہت اور مال ملک جاتا رہے۔ اب تجھے لازم ہے کہ وہ کام جس سے ہمیشگی کی بیزوال بادشاہت حاصل ہووے۔ بادشاہ یہ بات سُن کر بہت متفکر اور شرمندہ ہو کر بولا۔ میں نے اب جانا کہ دنیا محض بے قدر ہے اور بہت ناچیز۔ آج سے میں نے اسکو چھوڑا اور اسکی محبّت دل سے اُٹھا دی۔ اور اپنے مالک کی عبادت اور یاد میں مشغول ہوا۔ پھر جب تک جیتا رہا اسی عہد پر قایم رہا۔

نقل ۲۔ ایک دن حضرت عیسےٰ علیہ السّلام تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لئے جاتے تھے راہ میں دیکھا کہ دو اینٹیں سونے کی پڑی ہیں۔ حضرت عیسےٰ نے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے تم جانتے ہو۔ انہوں نے کہا اینٹیں ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا۔

یارو! یہی دُنیا ہے اس کے گرد نجائیو۔ یہ بڑی مکار ہے اپنے چاہنیوالوں کو فریب میں ڈالکر ہلاک کرتی ہے۔ یوں نصیحت کرکے آگے بڑھ گئے ساتھیوں نے حضرت کی آنکھ بچا کر اینٹیں اُٹھالیں۔ آگے ایک گاؤں کے نزدیک جا کر رکھدیں۔ بھوکے تھے آپس میں سے ایک کو کچھ نقد دیکر سودا لانیکے واسطے بھیجا۔ یُوں سوچنے لگے کہ آؤ تو ہم دونوں حصّہ کرکے ان اینٹوں کو بانٹ لیں تیسرا جب آوے کچھ قضیّہ مچا کر اُسکو مار ڈالیں۔ پھر ہم دونوں بے کھٹکے ہوکر خوب خوشی کریں۔ چین اُڑاویں۔ ادھر وہ آدمی جو بازار گیا تھا۔ اُس نے اپنے دلمیں اور ہی منصوبہ گانٹھا کہ کھانے کی چیز میں زہر ملا کر ان دونوں کو کھلایا جاوے۔ جب وُہ دونوں مرجاویں تو دونوں اینٹوں کا مالک آپ ہی بنوں۔ یہ ارادہ ٹھیک کرکے کسی چیز میں زہر ملا کر اپنے ساتھ لے آیا۔ یہاں وَے دونوں منصوبہ جوڑ کر بیٹھے تھے اسکے آتے ہی کچھ باتیں بگاڑ کی کرکے جھگڑا مچا کر اسکو مار ڈالا پھر خاطر جمع ہوکر وُہ چیز یا کھانا زہر ملا آپ کھا گئے وُہ دونوں لالچی اسطرح مر گئے۔ سونے کا فرکی اینٹیں جہاں کی تھیں۔ وہیں پڑی رہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پھر پلٹ کر تشریف لائے دیکھا کہ تینوں بیوقوف مرے پڑے ہیں۔ اینٹیں اپنے ٹھکانے پر دھری ہیں۔ متاسّف ہوکر فرمانے لگے کہ سچ ہے۔ دُنیا ایسی چیز ہے کہ اپنے یاروں چاہنے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی ہے۔ اس کے طالب کو یہاں خرابی اور ہلاکی ہے۔ اور وہاں عاقبت میں فضیحتی اور رسوائی ہے۔ مگر ہم لوگوں کی کج فہمی اور کجروی دن بدن بڑھتی جاتی ہے ✣

روایت ہے۔ کہ ایک دن حضرت رسالت صلّے اللہ علیہ وسلّم نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت بعد حمد و ثنا کے فرمایا کہ اے مومنو! ایماندارو دِل لگا کر سُنو میری نصیحت پر کان دھرو۔ تمہاری بھلائی اور خیر خواہی کی راہ سے یہ باتیں کہتا ہوں اور اللہ کے طریق کی راہ کا میں تمکو نشان بتاتا ہوں۔ کہ ہر ایک مومن کو دو فکر لازم ہیں ایک تو یہ کہ جسقدر عمر گذر چکی ہے اگر اسمیں کچھ نیک کام نہیں کئے۔ بُرے کام کرتا رہا تو اُس کی سزا کے ڈر سے راتدن ڈرتا رہے اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں استغفار کرتا رہے۔ پھر جتنی عُمر باقی ہے اُسکو ضائع نہ کرے۔ اچھے عملوں کی سعی میں ہمیشہ لگا رہے۔ دُوسرا یہ ہے کہ آخرت کے سفر کا توشہ جسمیں ہاتھ آوے وُہ کرے اور خدا کے حکموں سے ہرگز مُنہ نہ پھیرے۔ شاید وہ غفور رحیم مہربانی فرماوے۔ پچھلے سب گناہ معاف کرے آگے کو اچھی راہ بتاوے۔ بُری راہ سے بچاوے۔ اے یارو یہی دُنیا کمانیکی

جگہ ہے اسکو اپنی کھیتی سمجھو۔ جب تک ہو سکے یہاں کچھ جو تو بو و جس کا اچھا پھل کاٹو۔ جو بوئے گا وہی کاٹیگا۔ جو نہ بووے گا وہ بہت روئے گا۔ ایسی فرصت پھر نہ پاؤ گے۔ جو کرنا ہے سو کر لو۔ نہیں تو پچتاؤ گے۔ قیامت کا میدان ایسا ہے کہ کوئی کسی کو نہ پوچھے گا۔ بھائی بند اور دوست آشنا۔ جو رو لڑکے کچھ کام نہ آویں گے۔ جو نیک عمل ساتھ لیجاؤ گے وہی تمہاری سختی کے وقت کام آویں گے۔ تمکو عذاب سے چھڑاویں گے۔ دنیا کا عیش و ارام خاطر میں نہ لاؤ۔ ایسے دھوکے کی ٹٹی پر نہ بھولو۔ وہاں کی ہمیشگی کی راحت کو ہاتھ سے نہ دو۔ اپنے سچے دوست یعنی اللہ اور رسولؐ کو رنجیدہ نہ کرو۔ دل سے نہ بھلاؤ کہ نفس اور شیطان کو جو تمہارے ذاتی دشمن ہیں اپنے پر قوی کر کے خوش نہ کرو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے محبوب کو ناخوش کرنا اور ایسے دشمن کو خوش رکھنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ یہ بڑی ناشکری ہے۔ کہ کھاہے اور کا اور گاہے اور کا۔ اگر تم دل سے اللہ کی محبّت رکھو گے اور اس کے حکموں پر چلوگے اسمیں کہیں سہواً کوئی قصور ہو گیا اور زندگی میں معاف کروانے کی نوبت نہ پہنچی تو امید ہے کہ تمہاری نیک نیتی کے سبب سے اللہ کا کرم تمکو بچائیگا۔ اور رسول اللہؐ کی شفاعت تمہارے کام آویگی۔ غرض تمکو لازم ہے کہ ہر دم اپنے پروردگار کی یاد میں رہا کرو اور کبھی اسکو کسی کام میں نہ بھولا کرو۔ بندگی اور بندہ ہونیکی شرط یہی ہے۔ کما ورد۔ جیسا کہ حضرت کعب الاحبارؓ سے منقول ہے فرمایا کہ میں نے تورئت اور زبور میں دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا ہی اے فرزند آدم تم مجکو بھول جاتے ہو۔ میں تم کو نہیں بھولتا۔ ہر روز ستر دفعہ اپنی طرف بلاتا ہوں۔ اور تم اپنی موت بھولجاتے ہو۔ باوجودیکہ وہ تمہاری گردن پر سوار ہے۔ اے فرزند آدمؑ قیامت کے دن تولنے کے وقت نیکی تھوڑی نظر آویگی اور بدی بہت۔ اے فرزند آدمؑ اچھے عملوں پر ہمیشہ سعی کیا کرو۔ اور اس دولت کو بڑھاتے رہو۔ اور برے عملوں سے دور دور بھاگو اگرچہ تھوڑا ہو۔ اے فرزند آدمؑ آخرت کی راہ ڈھونڈو اسکی تلاش میں رہو کہ وہی پائدار ہے اور باقی۔ دنیا کو چھوڑ دو۔ بھول جاؤ کہ یہ محض ناچیز ہے اور فانی۔ اے فرزند آدم مرنا برحق ہے۔ اس راہ میں سب کو چار ناچار آنا ہو گا۔ اور یہ شربت ناگوار ہر ایک کو پینا ہو گا۔ اے فرزند آدم امید تمہاری بہت بڑی اور تمہاری عمر نہایت چھوٹی۔ آج تو باتیں خوب بنا بنا کر کتے ہو۔ دل خوش کرتے ہو۔ نہیں جانتے کہ کل کیا ہو گا۔ زبان چلے گی یا نہیں۔ بات کرنی پاؤ گے یا نہیں پھر ایسی بے بنیاد زندگانی

پر کیوں مغرور ہوتے ہو اور نفس اور خواہشوں کی پیروی میں لگ رہے ہو۔ یہ نہ جانو کہ یہاں جسطرح جو چاہا کیا کسی نے نہ پوچھا وہاں تو جو جو کا حساب ہو گا۔ گواہی شاہدی سے تمہارا گناہ تم پر ثابت کیا جاویگا۔ انکار کی جگہ نہ رہیگی۔ تھوڑی بہت چھپی چھپائی سب بات کھلجائے گی۔ سب سے بڑے گواہ ہر وقت پاس رہنے والے اور سب کاموں سے خبر رکھنیوالے کراماً کاتبین دو فرشتے تمہارے کندھوں پر ہر دم موجود جو جو تم کرتے ہو سب لکھتے جاتے ہیں کما ورد اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۔ کیا خیال رکھتے ہیں وے کہ ہم نہیں جانتے اُنکا بھید اور مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے ہیں ان کے پاس لکھتے ۔ مزید بر آن تمہارے ہاتھ پاؤں وغیرہ خود تمہارے اعمال قبیحہ کی شہادت دینگے اور تم پر جرم ثابت کر دینگے ۔ کما ورد اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔ آج ہم مُہر کر دیں گے اُن کے مُونہوں پر جبکہ انکار کرتے ہیں کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے رسولوں کی تکذیب نہیں کی اور شیطانی کام ہم نے نہیں کئے۔ اور باتیں کرینگے ہم سے اُن کے ہاتھ اور گواہی دینگے ان کے پاؤں اُس چیز کی جو کچھ دُنیا میں کمائی کرتے تھے۔

حضرت مولنا روم قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں اسی مضمون کیطرف اشارہ فرمایا

روز محشر ہر نہان پیدا شود	ہم ز خود ہر مجرمی رسوا شود
دست و پا بدہد گواہی با بیان	بر فساد او بہ پیش مستعان
پای گوید من شدستم تا منے	فرج گوید من بکردستم زنے
چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام	گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام
گر ہمیخواہی سلامت از ضرر	چشم ز اول بند و آخر را نگر

اے میرے بھائیو! اب خبردار ہو جاؤ اپنے اعضاء کو گناہوں سے بچاؤ۔ ہوشیاری سے چلو۔ ایسا نہو کہ موت آجاوے اور پچتانا پڑے پھر کچھ بن نہ آوے۔ رونا پیٹنا فائدہ نہ کرے۔ خوب غور کرو کہ یہ دُنیا جانیوالی نیست و نابود ہونیوالی ہے۔ یہیں کی دولت یہیں چھوٹیگی۔ اگر تمہارے قبضے میں تمام دُنیا آجاوے اور اُسکی حکمرانی تمہارے ہاتھ لگے لیکن جب وُہ موت کے وقت کچھ کام کی نہ ہو۔ اور اس دم کی تکلیف سے نہ بچاوے تو بھی افسوس آویگا کہ اگر میں ایکدم سے زیادہ دُنیا میں نہ رہتا تو کیا خوب ہوتا کہ ایسے دُکھ درد میں نہ پڑتا۔ جان کندنی کی حالت

میں پریشانی نہ اُٹھاتا *
حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے آسمان سے تین آوازیں آتی ہیں۔ اے فرزند آدم تو نے دُنیا کو چھوڑا یا دُنیا نے تجکو چھوڑا۔ دُنیا کو تو نے راضی رکھا یا دُنیا نے تجکو راضی رکھا۔ تو نے دنیا کو سمیٹا یا دُنیا نے تجھ کو سمیٹا * اور جب اُسکو غسل دلاتے ہیں تین آوازیں آتی ہیں۔ اب کہاں گئی وُہ قوت تیری۔ اور کس نے تجکو بے زور کیا۔ اور کہاں گئیں وے باتیں تیری اور کس نے تجکو گونگا بنایا۔ اور کہاں گئے وے ساتھی تیرے اور کس نے تجکو تنہا کیا * جب کفن پہناتے ہیں تو یہ آواز آتی ہے۔ اے فرزند آدم اگر تو نے نیک کام کئے ہیں تو یہ غسل کرنا اور کپڑا پہننا تیرا فائدہ کرے گا اللہ تعالےٰ خوش ہوگا اور جو گنہگار ہوا ہے تو یہ ستھرائی تیرے کچھ کام نہ آویگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوگی۔ اے بندے تو خوش ہو اگر تجھپر بہشت کے دروازے کھلجاویں۔ اور افسوس و غم کھا اگر دوزخ کے دروازے کھلجاویں * اور جب جنازہ اُٹھاتے ہیں آسمان پر سے یہ آواز آتی ہے اے فرزند آدم اب تو آیا ایسی منزل میں کہ پھر یہانسے نہ جاویگا اور پہونچا ایسے مقام میں کہ دُنیا کے مزے یہاں کچھ نہ پائیگا * پھر جب قبر کے پاس لاتے ہیں یہ آواز آتی ہے۔ اے فرزند آدم کہاں گئے وُہ دوست آشنا جو تیرے ساتھ دوستی کا دم بھرتے تھے۔ کدھر گئے وے پیارے عزیز کہ ایک دم آپسمیں جدا نہوتے تھے اب وُہی دوست عزیز تجھے جنگل میں پھینکنے کو آئے۔ زمین میں گاڑنے پر مستعد ہیں۔ بعض اپنی بے آرامی اور لاچاری کو یاد کرکے روتے ہیں۔ بعض ظاہر میں مُنہ بناتے ہیں دل میں خوش ہوتے ہیں۔ غرض ہر ایک اپنی اپنی فکر اور بندوبست میں لگ رہا ہے۔ تجھپر کیا گذریگی اور کیسا معاملہ پڑیگا اسکا کسی کو خیال نہیں * اے فرزند آدم اسوقت جو تیری کمائی ہے وُہی آگے آویگی۔ دُنیا میں حلال وحرام کا لحاظ نہ کرکے جنکو پرورش کرتا رہا اُن کی محبّت تجھے دُکھ سے نہ بچائیگی * پھر جب گور کے اندر اُتارتے ہیں یہ آواز آتی ہے اس اندھیرے مکان کیواسطے کیا روشنی لایا۔ اس تنہائی کے گڑھے میں کسکو ساتھ بلایا * جب مٹّی دیتے ہیں گور سے آواز آتی ہے۔ زندگی میں تو میری پیٹھ پر خوشیاں کرتا تھا۔ اب کیوں غمزدہ پڑا ہے۔ اب بڑائی اور بزرگی کی باتیں کیوں نہیں بولتا * جب گاڑ کر لوگ چلے جاتے ہیں یہ آواز آتی ہے اے میرے بندے اب مونس وغمخوار یار وفادار کوئی نہیں تو اکیلا ہوگیا اب میرا فضل وکرم ہی تیری مدد کرے تو چھٹکارا ہو *

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! جب ایسے کٹھن وقت میں سوائے پروردگار کے تمہارا کوئی یار مددگار نہیں اور سوائے عمل کے کوئی پوچھنے ہارا نہیں پھر کس لئے دُنیا میں ایسی خرابیوں میں پڑتے ہو۔ جو نہیں کرنا وُہ کرتے ہو۔ ضرورت کی چیزیں بہت تھوڑی ہیں۔ اندک محنت سے موجود ہوسکتی ہیں۔ تمکو لازم ہے کہ جسقدر چیز بہت ضروری ہو اُس کے حاصل کرنے میں سعی کرکے بالکل اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ وہاں کے گھر کو سنوارو کیونکہ اللہ تعالےٰ تمکو بہت دوست رکھتا ہے کیا کیا نعمتیں اور آرام کے مکان اُسنے تمہاری خاطر مقرر کر رکھے ہیں جیسے باپ بیٹے کیواسطے ہردم آرام چاہتا ہے اسیطرح وُہ ہردم تمہاری بھلائی پر متوجہ رہتا ہے۔ دعائے سریانی میں فرمایا ہے

اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِیْہِ		وَمِنْ اَبَوَیْہِ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ	

یعنے اے میرے بندے میں اپنے بندے کا اُس کے ماں باپ بھائی بندسے بھی زیادہ دوست ہوں۔ سو تو مجھے ڈھونڈے گا تو پالیگا ؞

تفسیر وسیط میں محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے کہ لیلۃ العقبہ میں چھتر آدمی اہل مدینہ میں سے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرتے تھے۔ عبداللہ رواحہ نے کہا۔ یا رسول اللہ وہ شرط کرلیجئے جو خدا اور رسول کیواسطے آپ چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کیواسطے یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اسکی عبادت کرو اور اُسکا کوئی شریک نہ ٹھیراؤ۔ اور اپنے واسطے یہ شرط کرتا ہوں کہ اُن چیزوں سے میری حفاظت کرو جن سے اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اُن لوگوں نے عرض کی کہ ہم اگر اس امر پر ثابت اور قائم رہیں تو ہمارا انجام کیا ہوگا۔ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ تمہارا آخر بہشت ہے۔ انصار بولے کہ یہ خرید و فروخت نہائت فائدے والی ہے ہم نے اس بیع میں فائدہ پایا اور ہرگز نقصان نہ اُٹھاوینگے تو حق تعالےٰ اس بیع و شرا سے خبر دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط بیشک اللہ تعالیٰ نے مول لے لیں اُنکی جانیں کہ وُہ راہ خدا میں جہاد صغرے یا کبرے کریں اور اُن کے مال جو راہ خدا میں خرچ کریں۔ ساتھ اسکے کہ اُن کے واسطے جنت ہے۔ یہ تمثیل ہے مومنوں کو ثواب میں بہشت دینے اور اُن کے جان اور مال کے قبول کرلینے کی۔ درحقیقت مول لینا نہیں ہے اسواسطے کہ بیع اور شرا اس جگہ واقع ہوتی ہے۔ جہاں ملک مختلف ہو یعنے چیز ایک کی ملک اور قیمت دُوسرے کی ملک ہو۔ اور ہر چیز کی ہستی حق تعالےٰ ہی کی ملک میں ہے۔ بندہ اور اس کا مال مولے ہی کا ہے تو گویا یہ رغبت دلانا ہے جان و مال

کے صرف کرنے پر راہ خدا میں یعنے حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اے بندے تیرا کام جان و مال میری راہ میں خرچ کرنا ہے اور میرا کام اُسکے صلہ میں جنت بطور انعام دینا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ تیری جان شر اور شرور سے بھری ہوئی ہے اور تیرا مال سراسر طغیان وغرور اور فانی ہے یہ دونا قص اور معیوب چیزیں اگر میری راہ میں فدا کریگا تو مجھ سے بہشت جو مرغوب اور باقی ہے اس کے عوض میں پالیگا۔ کما ورد:۔

سنگ بیند از و گہر مے ستان	خاک زمین بیدہ و زر مے ستان
در عوض فانی خوار وحقیر	نعمتِ پاکیزہ باقی بگیر

تفسیر کشاف اور عین المعانی وغیرہ میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی ؐ کے دروازہ پر سے جاتا تھا۔ اور حضرت رسالت یہی آیت پڑھتے تھے کلام الہی کے انوار کی چمک نے اس اعرابی کے باطن کو فیوض ملکوتی کے اشراقات کا عکس قبول کرنیوالا بنادیا۔ اُس نے پوچھا یہ کسکا کلام ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اُس نے پوچھا کہ یہ خرید وفروخت کب سے ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ روز میثاق میں جب تمام ذریات کو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا حکم سُنایا تھا۔ اعرابی بولا کہ واللہ کیا خوب بیع ہے کہ اسمیں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ نقصان نہیں اللہ نے جب ہمارے نفس معیوب اور مال فانی مول لئے۔ اور اُن کے بدلے بہشت دیتا ہے تو ہم ہرگز ایسی بکری نہیں چھوڑتے ہیں۔ بلکہ اپنی جان اور اپنے مال راہِ خدا میں بیچتے ہیں ؏

آن بیع را کہ روزِ ازل با تو کردہ ایم	اصلا درین حدیث اقالت نمے رود

ایک عزیز نے کہا ہے کہ جو شخص لونڈی غلام کا عیب جان بوجھکر اُسے مول لیتا ہے تو پھر اُسے پھیر نہیں سکتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ہمیں مول لیا اور وہ ہمارے عیب جانتا تھا امید یہی ہے کہ وُہ سچا خریدار ہمیں اپنی درگاہ سے نہ پھیریگا ؎

امید کہ از فضلت مردود نگردم من	چون شد ہمہ عیبے لطفِ تو خریدارم

اور نفحات الانس میں ابو ذر روحانی سے منقول ہے۔ رباعی

تو بعلم ازل مرا دیدی۔	دیدی آنگہ بعیب بخریدی
تو بعلم آن و من بعیب ہمان	رد مکن آنچہ خود پسندیدی

اور مولانا روم قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں یوں فرمان بیان فرمایا۔ مثنوی

مشتری ماست اللہ اشترے	از غم ہر مشتری بین بر ترا

مشتری جو کہ جویانِ تو اوست — عالمِ آغاز و پایانِ تو اوست
زین دُکان زشت کیشان بر ترا — تا دُکانِ فضل کا للہ اشترا ے
کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید — از خلاقت آن کریم آن را خرید
ہیچ قلبے پیشِ او مردود نیست — زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — قصد من از خلق احسان بودہ است
من نکردم امر تا سودے کنم — بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
من نکردم پاک از تسبیح شان — پاک ہم ایشان شوند و دُر فشان
آفریدم تا ز من سودے کنند — تا ز شہدم دست آلودے کنند

خاتمۃ الوعظ الاول فی بیان التوبۃ وسائر ما یتعلق بہا

اہل حق کی رائے روشن پر روشن ہو کہ جسطرح اور بیماریوں کا علاج مقرر ہے۔ علےٰ ہذا گناہ کی بیماری کا علاج توبہ ہے۔ جسطرح بدن بیماریوں کے عارض ہونے سے ناقص اور لاغر ہوتا ہے اسیطرح ایمان بھی گناہوں کی بیماری سے ضعیف اور لاغر اور ناقص ہوتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ جب یہ بیماری لگ جائے اور اسکی وجہ سے کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ سرزد ہو جائے۔ فی الفور اس بیماری کو توبہ کی مفرح سے دُور کردے۔ کما ورد یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ توبہ کرو اللہ کیطرف تَوْبَۃً نَّصُوْحًا توبہ خالص یعنے توبہ کرو اور پھر گناہ کے پاس نہ جاؤ + معاذ بن جبل نے فرمایا ہے کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ توبہ کرکے گناہ کیطرف نہ پھرے جیسے دودھ چھاتی کیطرف نہیں پھرتا + حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبہ نصوح کے دو رکن ہیں۔ ایک تو گذرے ہوئے گناہو پر ندامت دوسری عزیمت آئندہ گناہ پر کرنے پر جیساکہ مولنا معنوی نے اس باب میں ارشاد فرمایا ہے۔

توبہ چون باشد پشیمان آمدن — بر درِ حق نو مسلمان آمدن
خدمتے از سر گرفتن با نیاز — با حقیقت روئے کردن از مجاز

اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ ۔ یعنے توبہ کا قبول کرنا اللہ پر ہے۔ ان لوگوں کے واسطے جو کرتے ہیں بُرے کام نادانی سے پھر فوراً تائب ہوکر اس گناہ سے ترک کرتے ہیں دیر نہیں کرتے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنے وعدے

کے موافق مسلمانوں کے بُرے کام سے جو نادانی کیوجہ سے کرتے ہیں اور پھر تائب ہو کر معافی چاہتے ہیں قبل موت کے تو حق تعالیٰ انکو معاف کردیتا ہے۔ اور ان کے گناہوں سے درگذر تا ہے پس ہر ایک مومن کو چاہئے کہ ہر دم کو دمِ اخیر سمجھ کر جلدی یہ کام کرے ہرگز دیر نہ لگائے اور غافل نہ رہے۔ اور جو سچا مسلمان ہے۔ وُہ بُرا کام نادانی سے ہی کرتا ہے یعنی نفس اور شیطان کے وسواس سے نہ شک اور انکار اور عداوت سے جیسا منافق اور کفار کرتے ہیں۔ تو حضرت جلال احدیت جل جلالہ بھی اُس کے بُرے عمل کو جب وُہ دل سے رُجوع لاتا ہے نادم ہوتا ہے اگر ہزاروں طرح کی اُس نے بُرائی کی ہو فوراً معاف فرماتا ہے۔ کیونکہ اس دربار میں اخلاص سے گڑگڑانا اور اپنے بُرے کاموں پر افسوس کھانا اور ان کاموں سے باز آنا خاوند کے ڈر سے ہمارے خاوند کو پسند ہے۔ اور شارع علیہ السلام نے ہر گناہ سے پاک ہونیکے واسطے علیحدہ علیحدہ علاج مقرر کیا ہے۔ مثلاً اگر کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اُسکو چاہئے کہ کفارہ قسم کا موافق حکم شارع کے بجالاوے۔ اگر اُس کے بدلے کوئی ہزار رکعت نماز پڑھے یا مسجد بناوے یا مسجد بناوے قسم کا کفارہ ادا نہو گا۔ اور گناہ صغیرہ کا ہمیشہ کرنا بھی دلکو سیاہ کردیتا ہے اس لئے کہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوتا ہے سو کوئی نور ایمان رکھتا ہے وُہ خوب جان رکھے کہ جو گناہ کرنے یا دیکھنے یا سُننے یا خیال کرنیکا اس سے صادر ہوتا ہے اسمیں اسکا ایمانی مرتبہ ناقص ہو جاتا ہے اور اللہ کے دُشمن سے اور اُس کے بُرے مکان سے نزدیکی کا سبب ٹھیر جاتا ہے۔ دُشمن اُس کا شیطان اور بُرا مکان اُسکا دوزخ ہے اور اُس کے دوست اور اُس کی رضامندی کے مکان سے دُوری کا واسطہ ہو جاتا ہے۔ دوست اُس کا پیغمبر علیہ السلام اور رضامندی کا مکان بہشت + اور سمجھنا چاہئے کہ توبہ کہتے ہیں اُسکو کہ باز آوے آیندہ کے گناہوں سے اور اس سے چھوٹنے کی تدبیر کرے۔ اور گذرے گناہوں پر پشیمانی کھینچے۔ اور علامت اُسکی ہمیشہ غم اور اندوہ میں کاٹنا اور اپنے احوال پر گریہ وزاری کرتے رہنا۔ اے میرے بھائیو اگر تمہارا لڑکا بیمار ہو اور کافر طبیب تم سے کہے کہ یہ بیماری سخت ہے ہلاک ہونیکا اندیشہ ہے تو کسقدر تمہاری جان میں بیقراری فکر لاحق ہوگا کہ تم کو کھانا سونا حرام ہو جائیگا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ اپنا نفس زیادہ عزیز ہے فرزند سے اور اللہ اور رسول زیادہ سچے ہیں کافر طبیب سے اور عاقبت کی خرابی کا ڈر فرزند کی مَوت سے زیادہ ہے اور اللہ کا غضب نافرمانی کے سبب زیادہ ہے مَوت کے ڈر سے بیماری کے

کے باعث جو شخص ان باتوں کا لحاظ نہ کرے اور گناہوں سے باز نہ آوے تو یقین جانو کہ اُس کے ایمان نے گناہ کی بیماری سے نجات نہیں پائی۔ جتنی گناہوں کی آگ بھڑکیگی اُتنا ہی اثر اُس کے ایمان کے جلانے میں زیادہ ہوگا۔

پھر واضح ہو کہ گناہ دو قسم کے ہؤا کرتے ہیں۔ ایک حقتعالیٰ کا جیسے نماز نہ پڑھنی۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنی وہ معاف ہوتا اُس طریق سے جو اُوپر بیان کیا گیا۔ اور دوسرا حق العباد جیسا کسی کا مال چوری سے لینا یا غصب یعنے زبردستی بغیر حق کے لینا یا کسی پر ظلم کرنا۔ دُکھ دینا قتل کرنا۔ وغیرہ ان گناہوں سے بدوں ادا کئے اس مال کے یا بدلہ دئے یا بغیر راضی کئے مدعی کے مخلصی نہیں۔ امام غزالی رحمہ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ توبہ کرنیوالے کو آٹھ کام کرنے چاہئیں۔ چار کام تو دل سے علاقہ رکھتے ہیں۔ (۱) توبہ کرنا دل کی مضبوطی سے (۲) آئندہ کو ہرگز اُس کام کا قصد نہ کرنا (۳) اُسکی بازپرس سے ڈرتے رہنا۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی جناب سے عفو کی اُمید رکھنا۔ چار کام جسم سے علاقہ رکھتے ہیں (۱) وضو کرکے دو رکعت نماز دل سے متوجہ ہو کر ادا کرنی (۲) پھر ستر مرتبہ استغفار پڑھنی (۳) پھر سو بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھنا (۴) اپنے مقدور کے موافق کچھ صدقہ دینا اور ایک روزہ رکھنا۔ غور کرنیکی جگہ ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود معصوم ہونیکے ہر روز ستر بار استغفار پڑھتے تھے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر روز سو بار استغفار کرتے تھے۔ کما ورد یا ایھا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ (رواہ مسلم) اے آدمیو توبہ کرو۔ رجوع لاؤ اللہ کیطرف تحقیق میں توبہ کرتا ہوں اللہ کیطرف ہر روز سو بار۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت کا توبہ کرنا اُمت کے غم و اندوہ سے تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے اول اور آخر کے حال سے خبردار تھے۔ اُن کے حق میں استغفار اور آمرزش گناہوں کی چاہتے تھے۔ اور بعض نے اس حدیث کی تاویل اسطرح کی ہے۔ کہ حضرت کا اپنی کی صلاحیت میں مشغول ہونا اور اُن کی بہتری کے کاروبار میں مصروف رہنا جیسے وعظ اور نصیحت اور تعلیم احکام شرع اور اپنے کھانے پینے اور اپنے متعلقوں کیساتھ مصروف رہنے اور اعدائے دین سے مقابلہ اور مناظرہ اور مقاتلہ کے بندوبست کرنے میں جسقدر اوقات جناب کے صرف ہوتے تھے تو ان کاموں کو اس عالیمقام اعلےٰ سے جو اللہ تعالےٰ کیساتھ تفرد ہوتا تھا اور قلب آپکا ماسوے اللہ سے خالی ہو جاتا تھا۔ گناہ سمجھکر استغفار فرماتے تھے اگرچہ وے کام فرمان ہی کے تھے مگر وہ جمعیت

اور حضور جو اعظم عبادت ہے اسمیں کہاں۔ اور حضرات صوفیہ کرام کہتے ہیں کہ یہ صورت ترقی انوار کی ہے کہ آپ کے قلب میں ہر ساعت اس نور کی ترقی ہوتی تھی اور مرتبہ قرب کا بڑھتا جاتا تھا تو پچھلی مرتبہ پر اسے حجاب سمجھکر استغفار فرمایا کرتے تھے۔ اور اگلے مرتبہ پر شکر بجالاتے تھے اسیطرح درجے بڑھتے جاتے تھے۔

مؤلف۔ اس حدیث میں رسول مقبول صلعم نے اپنی اُمت کو توبہ ترغیب دلائی عبرت کا مقام ہے جب نبی علیہ السلام باوجود اس شان و شوکت کے معصوم ہوکر ہر روز سو بار توبہ کرتے تھے۔ پس وہ شخص جسکا اعمال نامہ پے درپے گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے کیونکر رات دن توبہ نہ کرتا رہے۔ اس تقریر سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی۔ کہ جو شخص معاصی پر جما ہوا ہے وہ ایمان کامل نہیں رکھتا ہے۔ بلکہ ایمان کے باب میں ناقص ہوتا ہے اس لئے کہ گناہونکی ترک بدوں صبر کے خیال میں نہیں آتی۔ اور صبر بدوں خوف کے میسر نہیں ہوتا۔ اور خوف پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک گناہونکا بڑا ہی ضرر یقین نکرے اور گناہوں کے ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کے نہیں ہوتا۔ پس جو شخص گناہوں سے باز نہ آوے اور گناہوں میں رات دن جما رہے تو گویا اُس شخص نے خدا اور رسول کی تصدیق نہیں کی۔ ایسے شخص پر مرتے دم بڑا ہی خوف ہے اور یہ وقت اسپر سخت دشوار ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ اسکی موت اسی پیچ پر ایمان کو ڈگا دیوے۔ اور اسکا انجام بدخاتمہ پر ہووے۔ اور ہمیشہ کے واسطے جہنم میں پڑا رہے۔ اعاذنا اللہ۔ اے میرے بھائیو! تم ہمیشہ اللہ اور رسول کی اطاعت میں رہکر ہوائے نفسانی اور وسوسہ شیطانی کو اپنے دلمیں راستہ نہ دیا کرو کیونکہ یہ نفس تو بنی آدم کا دشمن ہے۔ تمکو راہ راست سے جھٹلاتا ہے تاکہ وہ اپنے ساتھ دوزخ

عن ابن عباس رض ان رسول اللہ صلعم ذکر باب التوبۃ فقال عمر رض یا رسول اللہ ما باب التوبۃ فقال النبی صلعم باب التوبۃ خلف المغرب لہ مصرعان من ذہب مکللان بالدر والیاقوت ما بین المصراع الی المصراع الاخر میسرۃ اربعین عاما للراکب المسرع وذالک الباب مفتوح منذ یوم خلق اللہ ثم خلقا الی صبیحۃ لیلۃ طلوع الشمس من مغربھا واذا تاب لعبد من عباد اللہ توبۃ نصوحًا الا دخلت تلک التوبۃ فی ذلک الباب

توبہ کن مردانہ سر آور براہ!

کہ فمن یعمل بمثقال پرہ
توبہ را از جانب مشرق درے
باز باشد آن درار دئے متاب۔
آن ہمہ گہ باز باشد گہ فراز

در فسونِ نفس کم شو غرۂ
تا قیامت باز باشد بر دنے
ہست جنت را ز رحمت ہشت در
وان در توبہ نباشد جز کہ باز

کا فتاب حق نپوشد ذرۂ
تا ز مغرب بر زند سر آفتاب
یک در توبہ ست زان ہشت ای پسر
ہین غنیمت دان کہ در باز ست زود

میں کھینچ لیجائے۔ اب ہر مومن پر واجب ہے کہ نفس شیطان کا دل سے خیال دُور کرے اور اُسکو اپنا دشمن سمجھے۔ کما ورد اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا یعنے تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اُسکو دشمن سمجھو ؂

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحہ نے فرمایا کہ بنی آدم کے چار دشمن ہیں اور انمیں سے ہر ایک کیساتھ لڑنا واجب ہے۔ ایک تو دُنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اِس دغاباز کے دھوکے میں نہ آوے۔ اور اِس چار روزہ زندگی پر مغرور نہ ہوجائے کما ورد قال اللہ تعالےٰ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا یعنے حق سُبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا تم کو نہ بہکا وے دُنیا کا جینا ؂ دُوسرا دُشمن تیرا شیطان جنی ہے سو اس سے خدا کی پناہ مانگتا رہ اور ہمیشہ اعوذ اور لاحول کا وِرد رکھا کرو کہ اعُوذ پڑھنے سے شیطان الجن انسان سے بھاگ جاتا ہے تیسرا دشمن تیرا شیطان الانس وُہ شیطان جو بصُورت انسان ہے۔ سو اس شیطان الانس سے بہ نسبت شیطان الجن کے بچنا زیادہ دشوار ہے۔ اس لئے کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سے ہوتا ہے اور ان سے شیطان تو تیرا رفیق بدہوتا ہے اسکا اغوا ظاہر کھلم کھلا آمنے سامنے ہوتا ہے۔ ہر دم وُہ مردود یہی تلاش رکھتا ہے کہ کسیطرح تجکو تیری وضع سے ڈکادے۔ کما ورد ؂

رخت آنجا کش بکوری حسُود بر دو یا استاد استغفار را	وزبیدلہ آموز کادم در گنا ربّنا انا ظلمنا گفت وبس	خوش فرود آمد بسُوئے مایگا چونکہ جاندران بدید پیش ولیں	چون بدید آن عالم اسرار را عن عبد اللہ بن عمر رضہ

قال ادم علیہ السلام یارب انک سلطت ابلیس علی ولا استطیع ان امتنع منہ الا بک قال اللہ تم یا ادم لا یولد لک ولدا الا وکلت علیہ من یحفظ من مکر ابلیس علیہ اللعنۃ ومن قرناء السوء قال یارب زدنی قال الحسنات عشرۃ وازید والسیئۃ واحدۃ وامحوھا قال یارب زدنی التوبۃ مقبولۃ مادام الروح فی الجسد قال یارب قال یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وحشی مکہ کے رہنیوالے جس نے حضرت امیر حمزہ رض کو شہید کیا تھا۔ اُسنے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ یارسُول اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں کفر سے تائب ہوکر اسلام میں داخل ہوجاؤں مگر مجکو اس آیت فیض ہدایت نے والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذالک یلق اثاما اس دولت سے محروم کررکھا ہے اس لئے کہ میرے سے یہ تینوں کام سرزد ہوگئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہے یا نہیں۔ جب آنحضرت نے وحشی کا خط پڑھا تو اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے آئے الا من تاب وعمل صالحا فاولٰئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات۔ حضرت رسالت علیہ السلام نے اس آیت کے مضمون سے وحشی کو اطلاع دیدی۔ وحشی نے اس فرمان کے مضمون سے خبر پاکر آنحضرت کی خدمت میں مکرر عرض کر بھیجی کہ یارسول اللہ اس آیت میں بھی عمل صالح کی شرط ہے اور ساری عمر میں کوئی عمل میرے سے صادر نہیں ہؤا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو لکھا کر وحشی کیطرف روانہ کیا۔ جب وحشی نے اس آیت کے مضمون کو سمجھا تو آنحضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ یارسول اللہ اس آیت میں بھی من یشاء کی شرط ہے۔ نہیں معلوم کہ میں من یشاء کے زمرہ

من المتقد مین انك تستعیذ بالله من الشیطان الرجیم فینصرف واما شیطان الانس فلا یبرح حتی یوقعك فی المعصیۃ جب تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ لیتا ہے تو وہ ٹلجاتا ہے۔ لیکن شیطان بصورت انسان وہ کمبخت معصیت میں ڈالے بغیر نہیں ٹلتا ہے اسیواسطے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی یعنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری اُمت کے ایماندار وسوائے مومن کے کسی کے پاس مت بیٹھو اور تمہارا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی نہ کھانے پائے ✣

مؤلف اس حدیث میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدکارونکی ہمنشینی اور ملنے جلنے سے اسواسطے ڈرایا ہے کہ ہمنشینی اور میل ملاپ میں الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ضرور ہے کہ موافق ارشاد نبی علیہ السلام کے کہ آدمی دوست کے دین پر اُٹھیگا جب یہ امر ثابت ہے تو ہر ایک آدمی کو غور کرنا لازم ہے کہ کیسے دوست سے دوستی کرتا ہے حالانکہ حق سبحانہ وتعالیٰ دنیاوی دوستوں کی بابت فرما چکا ہو کما ورد الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین جتنے دوست ہیں اُسدن دشمن ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ خدا سے ڈرنیوالے پرہیزگار اُسدن اپنے دوستونکی خیرخواہی کرکے ان کی شفاعت کرینگے اور اُن کو عذاب الہیٰ سے چھڑائیں گے بلکہ اپنے ساتھ بہشت میں لیجائیں گے۔ اور جن لوگوں نے عالم دنیا میں بدکرداروں سے باعث اُن کی دولتمندی یا حکومت کے لحاظ سے اُن کیساتھ محبت کا رابطہ پیدا کیا اور ان کی راہ درسم پر چلتے رہے۔ بیشک وہ قیامت کے دن جب عذاب میں گرفتار ہونگے تو یہ کہیں گے کما ورد یاویلتی

بقیہ صفحہ میں داخل ہونگا یا نہیں اور وہ حاکم حقیقی مجکو بخشیگا یا نہیں۔ جب آنحضرت صلعم نے وحشی کے عذرات سُنے اور ہنوز اُس کے جواب میں متامل تھے کہ اچانک حضرت روح الامین یہ آیت لے آئے۔ قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت وحشی کے پاس بھیجدی۔ وحشی مارے خوشی سے چھلانگیں مارتا ہوا مدینہ شریف میں آکر مشرف باسلام ہو گیا اور حضرت کے صحابہ میں داخل ہو گیا ✣

سمجھنا چاہئے کہ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ دُنیا جس کی مذمت خدا اور رسول کر رہے ہیں وہ مال اور ملک۔ جاہ اور منصب ہے بلکہ یہ چیزیں دنیا کا اسباب اور سامان ہیں دُنیا وہ چیز ہے جو تجکو یاد الہیٰ سے ہٹا دیوے۔ لیعنی آدمی کو آدمیت سے نکال کر حیوان مطلق شہوت پرست بنا دیوے۔ مثلاً جب کسی شخص کو خدا تعالیٰ مال و دولت سے مالا مال کر دیتا ہے تو تمام ملائکے کے رہنے والے بنظر غور اسکی طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھئے یہ حضرت انسان اس دولت خداداد کیساتھ کیا کیا کام کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے کسی کو تلوار پہنا دی اُس تلوار سے جہاد بھی ہو سکتا ہے اور ناحق خون کرنا ممکن ہے جس سعادتمند نے اس دُنیا کے اسبابوں کو نیک کاموں میں صرف کیا تو یہ جب مال اسکا نعم المال اور صالح ہو جائیگا

لیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلاً لیت بینی و بینک بعد المشرقین یعنے اے خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی مینے فلانے کی دوستی کسی طرح میرے تیرے درمیان فرق ہوتا مشرق مغرب کا تو میں تیری صورت نہ دیکھتا اور تیرے ساتھ میل ملاقات نہ کرتا۔ تیری صحبت نے مجکو اس درجہ تک پہونچایا۔ اے میرے بھائیو انسان کا دوست اور یار وہی ہے کہ آخرت کی بھلائی میں سعی کرے۔ اگرچہ اسمیں دُنیا کا ضرر ہوجائے۔ اور دشمن وُہ ہے جو آخرت کو خراب کرے اگرچہ اسمیں دنیا کا فائدہ ہو اس میرے بیان کے مطابق ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ دوستی ایسے شخص سے کرے جس کے دین اور امانت پر اعتماد ہو اور اسکی صلاحیت اور تقوے معلوم ہو اس لئے کہ آدمی قیامت کے دن بموجب ارشاد حضرت سید الکائنات علیہ التحیات والصلوٰت المرء مع من احب اپنے محبوب کیساتھ ہوویگا اگر اسکا محبوب اہل دیانت او متقی اور پرہیزگار اور اللہ اور رسول کا فرمان بردار ہوگا تو وہ عاشق بھی اُسیکے ساتھ روز قیامت کے اُٹھایا جاویگا۔ اور اگر اسکا رفیق دُنیا دار فاسق فجار مخالف کردگار او منکر رسالت حضرت سید ابرار ہوگا تو وُہ بھی انہی کے زمرہ میں سے محشور ہوگا۔ مگر بعض ہمارے بھائی اس امر عظیم کے مدعی ہیں اور برملا کہدیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اللہ اور رسُول کے فرمانبردار ہیں اللہ کی توحید کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اُس کے رسُول کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ جب ہم اللہ اور رسُول کی محبّت رکھتے ہیں تو ہم بھی اس حدیث نبویؐ کے مصداق ٹھیرے۔ بھائیو اگر تم بنظر غور دیکھو تو یہ تمہارا صرف دعوے ہی دعوے ہے۔ جب تک تم اللہ اور رسول کے حکموں کی تعمیل نہ کروگے تب تک تمہاری محبت سچّی نہیں مانی جائیگی۔ کما ورد عن الحسن البصری لا یغرنکم ظاہر قولہ علیہ السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا الابرار الا باعمالکم فان الیہود والنصاری یحبون انبیاءھم ولا یکونون معہم یوم القیٰمۃ انتہیٰ امام حسن بصریؒ نے فرمایا اے لوگو اس حدیث کے ظاہر معنوں پر نہ بھولنا کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ بیشک تم بدوں اعمال کے ابرار کیساتھ نہیں ملسکتے ہو اور قیامت کے دن اُن کے گروہ کیساتھ نہیں

بقیہ حاشیہ اور قیامت کے دن اُسکا مددگار رہیگا اور جس بدبخت نے اس مال کو بُرے کاموں میں خرچ کیا مثلاً شراب خواری اور زناکاری وغیرہ تو یہ مال قیامت کے دن اُس دولتمند کے لئے سلاسل اور اغلال آتشی بنکر اس کے گلے میں پڑجائیگا۔ غرض یہ ہے کہ دُنیا وُہ چیز ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی یاد سے دُور پھینکدے جیسے کہ حضرت مولانا نے فرمایا

چیست دنیا از خدا غافل شدن آب در کشتی ہلاک کشتی است	نی قماش و نقرہ و فرزند و زن آب اندر زیر کشتی پشتی است مال تخم است بہر شورہ منہ	مال را کز بہر دین باشی حمول چونکہ مال و ملک را از دل براند را در دست ہر منہ	نعم مال صالح خواندش رسول زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند

اٹھائے جا سکتے ہو اس لئے کہ قوم یہود و نصارے خذلہم اللہ تعالیٰ اپنے ابنیا کو محبوب رکھتے ہیں بلکہ فرط محبّت سے انکو خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں روز قیامت کے ہرگز ہرگز اُن کیساتھ نہونگے حضرت امام حسن بصری رح کے قول سے اشارتًا یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محض زبانی محبت بدوں موافقت اعمال کے مفید نہیں یعنے جب تک محب اپنے محبوب کے اعمال کی موافقت نہ کریگا تب تک اُس کے دعوے کی تصدیق نہوگی اسیواسطے حضرات انبیا اور اولیار اور صلحار کی تعظیم اور محبت جب ہوتی ہے کہ ان کے حکموں کی اطاعت کرے۔ محب پر لازم ہے کہ اُن کے اعمال صالحہ اور درستی اخلاق وغیرہ کی اقتدا کرے اور ان کا ساطریق اختیار کرے اس لئے کہ جو شخص انکی اطاعت اور پیروی کریگا اور ان کے حکموں کی تعمیل اپنے لازم سمجھیگا اور انہیں جیسے اپنے اخلاق پیدا کرلیگا اور اپنے معاملات دینی اور دُنیاوی میں اپنے رسُول کی شریعت کو سب قوانین پر مقدم سمجھکر فیصلہ کریگا تو اُس کے اسلام کی تصدیق اور انکی ثواب کی زیادتی کا باعث ہوجاویگا۔ کما ورد قال علیہ السلام من دعیٰ الی ھدًے کان لہٗ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئًا فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی کو ہدایت کرے تو اس کو برابر ہدائت یاب ہونیوالوں کے ثواب ہوگا۔ اور اُس کے ثواب سے کچھ کم نہوگا اور جس نے اپنے اللہ اور نبی اور ولی وغیرہ کی اطاعت نہ کی اور نہ پیروی کی بلکہ عمل میں اُنکے مخالف رہا اور ان کے ہاتھ پاؤں چُومتا۔ اور جوتیاں سیدھی کرتا رہا اور تملق اور خوشامد سے پیش ہوتا رہا۔ اور دیکھکر تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا رہا۔ بھائیو! یہ ساری باتیں تعظیم اور محبّت میں داخل نہیں بلکہ اس کمبخت نے اپنے ساتھ ان کو بھی ثواب سے محروم رکھا۔ پھر اس میں کیا محبت و تعظیم ہوئی۔ اعاذنا اللہ من ہذہ المحبۃ الکاذبۃ + اے میرے بھائیو جو شخص ہردم اور ہر آن میں عبادت اور حق پرستی کے راستہ پر قدم رکھتا ہے اور اپنے اللہ اور رسُول کے حکموں کی تعمیل میں اپنے اوقات کو صرف کرتا ہے اور ایکدم انکی اطاعت سے آرام نہیں پاتا ہے یہ امر اُسکے شوق قلبی اور سچے اعتقاد پر قوی دلیل ہو سکتا ہے اور اہل حق اُس شخص کے حق میں یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ آدمی سچّا ایماندار ہے کہ طغیان عصیان سے بھاگ کر اپنے رب الودود کی عبادت میں سرگردان لگا رہتا ہے۔ اور ما خلقت الجنّ والانس الا لیعبدون کا مورد یہی شخص ہے کہ مثلًا نماز اور نماز کے احکام کا بجالانا اور جہاد اور جہاد کے لوازم کا عمل میں لانا اور حج اور حج کے مناسک کا ادا کرنا اسلام اور ایمان کے قبول کرنے پر دلیل قاطع اور برہان

طع ہے اس لئے کہ دین اور دینیات کا مدار نیک افعال اور حسن اعمال پر موقوف ہے کما ورد
ن کان یرجو القاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا یعنے جو شخص
نے رب کو ملنا چاہے اُسکو چاہئے کہ وُہ نیک عمل کیا کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو
ریک نہ بناوے۔ اور اعمال صالحہ اعتقاد کی فرع ہے جبتک درستی اعتقاد کی صُورت پذیر
میں ہوتی تب تک صدور اعمال حسنہ کا ہرگز متوقع نہیں۔ اس لئے کہ فرع کا وجود بدوں
مل کے موجود نہیں ہوسکتا ہے یعنی جو شخص اپنا عقیدہ درست رکھتا ہے اور دل وجان کو
سلام کو قبول کرتا ہے وُہی شخص اللہ اور رسُول کے احکام بجالاتا ہے۔ اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قالوا
ےکے دعوے کو سچّا کر دکھاتا ہے۔ کما قال مولنا فے المثنوی الشریف:۔

مادرین دہلیز قاضیٔ قضا	بہر دعوے اَلَستیم و بلےٰ
کہ بلےٰ گفتیم آن راز امتحان	قول و فعل ما شہود ستؔ وعیان
این نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ	ہم گواہی دادن است از اعتقاد
این زکوٰۃ مال و ترک این حسد	ہم گواہی دادنست از سرّ خود
فعل و قول اظہار سرّ است و ضمیر	ہر دو پیدا مے کنند سرّ ستیر
بمصلّے مسجد آمد ہم گواہ	کہ ہے آمدمن از دُور راہ
این گواہی چیست اظہار نہان	خواہ قول وخواہ فعل و غیر آن
فعل و قول آمد گواہان ضمیر	زین دو بر باطن تو استدلال گیر

چوتھا دشمن تیرا نفس ہے۔ یہ سب دُشمنوں سے بدتر ہے۔ خدا کے راہ سے تمکو بہکاتا رہتا ہے
کما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ علیہ السلام قال اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک۔
حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ
سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں میں ہے اور بیشک حق سبحانہ وتعالےٰ
خبر دیتا ہے کہ تیرا نفس تجکو خود بخود بُرائی کی بات بتا دیتا ہے اور بُرائی کے سامان تجکو سکھا دیتا
ہے اور وُہ تیرا حاکم اور تو اُسکا محکوم اور وہ تیرا آمر اور تو اُسکا مامور ہو جاتا ہے۔ کما ورد
ان النفس لامارۃ بالسوء اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک نفس بُرائی سکھاتا ہے بڑائی کا سکھانا اور
گناہوں میں مُبتلا کرنا اُسکا طریق اور عادت ہے۔ ہمیشہ انسان کو بُرائیوں کیطرف رغبت
دیتا رہتا ہے اس لئے کہ اصل میں بے راہ اور جاہل پیدا ہوا ہے اور اس کا علم اور عدل عارضی

ہوتا ہے اگر اسپر اللہ کی رحمت اور اس کا فضل وارد نہووے تو یہ نفس جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہ جائے اور شیاطین کی جماعت میں بھرتی ہو جائے۔ اور ہمیشہ اُسکا یہ کام ہے کہ اپنے فرمانبرداروں کو گناہوں کیطرف کھینچتا رہتا ہے۔ اور رحمان کی مخالفت پر لگائے رکھتا ہے۔ کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کے میدان میں چلتا ہے اور بیچارہ انسان جہاں تک ممکن اسکو روک کر مواخذہ قیامت کے خوف سے منع کرتا ہے اگر انسان اسکی باگ ڈھیلی چھوڑ دے تو آدمی بھی فساد اور گناہ میں اسکا شریک ہے۔ اے میرے بھائیو ہر ایک انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ اس سرکش بچھیرے کی باگ کو اپنے قابو میں رکھے اور اس کے امر کے خلاف کو اپنا بچاؤ سمجھے اگر اُسکا فرمان بردار ہو جائیگا تو اپنے تئیں واصل جہنم یقین کرے۔ کما قال المولوی رح

نفس مے خواہد ترا ویران کند	خلق را گمراہ و سرگردان کند
مشورت با نفس خود گر مے کنی	ہر چہ گوید کُن خلاف آن کُنی
گر نماز و روزہ مے فرمایدت	نفس مکّار ست و مکرے زایدت
نفس را تسبیح و مُصحف در یمین	خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحف و سالوس او باور مکن	خویش با او ہمسر و ہم سر مکن
دشمن راہ خدا را خوار دار	دزد را منبر منہ بر دار وار
در خبر بشنو تو این پند نکو	بین جنبیکم لکم اعدا عدو
زین سبب میگویمے اے بندہ فقیر	سلسلہ از گردن سگ بر مگیر
گر معلم گشت این سگ ہم سگ ست	باش ذلّت نفسہ گوید رگ ست
جملہ قرآن شرح خبث نفسہا ست	بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست

الٰہی تو مجکو اور میرے سب مسلمان بھائیوں کو راہ راست پر چلا اور نیکی کے کاموں کی راہ دکھا۔ اور نفس کی بُرائی اور شیطان کی گمراہی سے بچا۔ دُنیا کی محبّت ہمارے دل سے دُور کردے اپنی اور اپنے محبوب کی محبت سے ہمارے دلوں کو معمور کردے امین بحرمۃ النبی الکریم وآلہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین۰

الموعظة الاولیٰ فی العقبات التی تتعلق بالانسان عند موته

المسئلہ الاولےٰ فی ذکر الموت۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکرھا

ذم اللذات الموت رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو تم موت کو جو لذتوں کے مٹانیوالی اور عیش اور ارام کو خراب کرنے اور توڑنیوالی ہے بہت یاد کیا کرو۔ اور اسکا خیال دل سے نہ بھلایا کرو٭

مؤلف اے میرے بھائیو! جس شخص کے بچھڑنے کا وقت موت ہو۔ اور بستر خاک اُسکی خوابگاہ ہو اور کیڑے اُس کے اُنیس ہوں اور منکر و نکیر اُس کے جلیس۔ گور اُس کا مقام اور زمین کا شکم اُس کا جائے آرام۔ قیامت اُس کے وعدہ کی جگہ۔ بہشت یا دوزخ اس کے اُترنے کی جگہ تو اسکو شایان ہے کہ بجز موت کے کسی امر میں فکر نہ کرے اور نہ کسی اور چیز کا ذکر کرے۔ اور نہ اور کسی چیز کے لئے سامان بہم پہونچائے۔ اہتمام ہو تو اسی کا اور انتظار ہو تو اُسی کا۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اکثروا ذکر ہاذم اللذات۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک کسی چیز کا ذکر دل پہ بار بار نہو تب تک اسکی تیاری نہیں ہو سکتی۔ اور بار بار ذکر جب ہوتا ہے جب یاد دلانے والی چیزیں سُنتا ہے۔ اور جن چیزوں سے اسپر آگاہی پیدا ہو اُن کو دھیان میں رکھتا ہے۔ اس لئے ہم نبوّت کا حال اور اُس کے آگے اور پیچھے کی باتیں اور آخرت اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کے حالات کہ ہر ایک بندے کو انکا بار بار ذکر کرنا ضروری ہے پانچ مواعظ میں بیان کرتے ہیں٭

اے میرے بھائیو! جو شخص دنیا کے کاروبار میں رات دن ڈوبا رہتا ہے اور اُس کے دھندوں میں سرگردان لگا رہتا ہے اُسکو اپنی موت کا خیال بالکلیہ دل سے جاتا رہتا ہے۔ اسیواسطے اسکو یاد نہیں کرتا۔ اگر کوئی دوسرا اُسکو یاد دلاوے اور کہے کہ بھائی آخر مرنا ہے تو اس کے قول کو بُرا جانتا ہے اور اُس کا ذکر سُننے سے نفرت کرتا ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی۔ کما ورد قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یقینی وہ موت کہ تم بھاگتے ہو اُس سے اور اُسکی تمنا نہیں کرتے اور اُس کے وقوع سے کراہت رکھتے ہو۔ پس تحقیق وہ پہونچنے والی ہے۔ یعنے ضرور تمکو آپکڑیگی۔ اور یقینی تم اُسکا مزہ چکھو گے پھر پھیرے جاؤ گے ظاہر اور پوشیدہ جاننے والی کیطرف پھر آگاہ کریگا تمکو ساتھ اس کے کہ تھے تم عمل کرتے اور ان کاموں کی مناسب جزا پاؤ گے۔ دلیل استقرائی سے ثابت ہے کہ عالم دُنیا میں تین ہی طرح کے آدمی ہیں۔ یا ڈوبا ہوا۔ یا مبتدی توبہ کرنیوالا

یا عارف منتہی۔ اول قسم کا آدمی موت کو یاد نہیں کرتا اگر کرتا ہے تو اپنی دُنیا پر افسوس کے مارے یاد کرتا ہے بلکہ اس کے برائی کرنے لگتا ہے۔ ایسے شخص کو اس طرح موت کی یاد خدا تعالیٰ سے زیادہ دور کر دیتی ہے۔ اور مبتدی تائب موت کو اس لئے زیادہ یاد کرتا ہے کہ اُس کے دِل میں سے خوف اُٹھے اور توبہ کی منزل کو انجام تک پورا کر دے۔ اور بعض اوقات میں جو اسکو بُرا جانتا ہے تو اس نظر سے کہ کہیں پہلے توبہ کے کامل ہونے اور توشے کی دُرستی کے موت نہ آجائے۔ اس شخص کا موت کو بُرا جاننا حکمت سے خالی نہیں اور اس حدیث کے مضمون میں داخل نہیں کما ورد من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ اس لئے کہ یہ شخص موت کو اور خدا تعالےٰ سے ملنے کو بُرا نہیں جانتا۔ بلکہ اپنے قصور اور تقصیر کے باعث اسبات سے ڈرتا ہے کہ خدا تم کی ملاقات کہیں جاتی نہ رہے اُسکا حال اس عاشق کیطرح ہے کہ اپنے معشوق کی ملاقات میں اسوجہ سے دیر کرے کہ اس عرصہ میں معشوق کی موافق تیاری کرنیں لگا ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ ہمیشہ موت کے سامان میں لگا رہے۔ اور تیسرا شخص عارف وُہ ہمیشہ موت کو یاد کیا کرتا ہے اس لئے کہ موت پر وعدہ ملاقات حبیب ہے اور عاشق اپنے معشوق کے وعدۂ وصال کو کبھی نہیں بھولتا۔ ایسا شخص اکثر موت کی جلدی کیا کرتا ہے۔ اور اُس کے آنیسے خوشحال ہوتا ہے تاکہ گناہگاروں کے مقام سے رہا ہو کر رب العالمین کے پڑوس میں جا پڑے اس دار ناپائدار سے رحلت کر جانا اُسکو ناگوار نہیں گذرتا ہے۔ جیسے مولانا رح فرماتے ہیں

تلخ نبود پیش ایشان مرگِ تن	چون روند از چاہ و زندان در چمن
تلخ کے باشد کسے را کش برند	از میان زہر ماران سُوئے قند
رُوح سلطانی ز زندانی بجست	جامہ چہ دریم و چہ خایم دست
رفت آن طاؤس عرشی سُوی عرش	چُون رسید از ہاتفانش بوئے عرش
سُوئے شادروانِ دولت تاختند	کُندہ و زنجیر را انداختند
انبیا را تنگ آمد این جہان	چون شہان رفتند اندر لامکان
آن توئی کہ بے بدن داری بدن	پس بترس از جسم و جان بیرون شدن
گر نخواہد بے بدن جان تو زیست	فے السماء رزقکم روزی کیست
گر نخواہد زیست جان بے این بدن	پس فلک ایوان کہ خواہد شدن
بہر روزی مرگ این دم مردہ باش	تاشوی با عشق سرمد خواجہ تاش

اے میرے دینی بھائیو! عالم کے سارے علمار اور حکمار کے نزدیک یہ امر روشن ہے کہ آدمیوں کی زندگی کا لباس مستعار اور ان کی عمر کی بنیاد ناپائدار ہے۔ کما قال المولوی قدس سرہٗ ؎

گنج امان نیست درین خاکدان	مغز وفا نیست درین استخوان
وانچہ درین مائدہ ضرگہی ست	کاسہ آلودہ و دست تہی ست
ہرکہ از خورد وہانش بدوخت	وانکہ از وگفت زبانش بسوخت

اس جہان ناپائدار کی گلزار کیساتھ خار۔ اور اسکی شراب کے پیچھے خمار۔ اور اسکا گنج سراسر رنج۔ اور اسکی مسرت کیساتھ مضرت اور اس کے نوش کے پیچھے نیش۔ غرض اس چمن کے ہر ہر پھول کیساتھ ہزار ہزار خار لگے ہوئے ہیں ؎

جہان راہر گلے بر نوک خارست	خزانی از پئے ہر نو بہارست
وصال غنچہ بے خار جفا نیست	چراغ لالہ بے باد فنا نیست
جہان گر گنج دارد مار با اوست	اگر ضرما نماید خار پا اوست
گر از وے لطف جوئی قہر یابی	وگر تریاق خواہی زہر یابی۔
زسر وے درچمن بنیم نہ شمشاد	کہ او از ارّۂ دہر ست آزاد

کوئی سیدھے قد والا سرو اس دنیا کے چمن میں ایسا پیدا نہیں ہوا۔ جس کو موت کے ارّہ نے خاک ہلاک پر نہ ڈالا ہو۔ پس اے غافلو جاگو اور ہوش میں آؤ کہ موت ہر دم تمہاری گھات میں لگ رہی ہے۔ او غفلت میں رات کو دن کرنیوالو اپنے کانوں کو کھولکر میری بات کو سنو۔ کہ تمہاری حاضری حضرت رب العالمین کی بارگاہ میں ہونیوالی ہے تمکو بخوبی معلوم ہے کہ کوئی خاقان اور امیر۔ سلطان اور وزیر۔ منشی اور دبیر۔ غنی اور فقیر۔ جوان اور پیر۔ عالم جاہل۔ ناقص کامل۔ موحد۔ ملحد اس بلا کے قبضے اور پنجہ سے خلاصی پائیں گے اور لطف یہ ہے۔ کہ زیر زمین ہو کر سب کے سب برابر ہو جائیں گے ؎

دربارگاہ حشر چہ سلطان چہ بینوا	بر آستان مرگ چہ دربان چہ بادشاہ

اگر اس جہان میں کسی کو ابدی زندگی میسر ہوتی۔ تو یہ بے بہا اور قیمتی خلعت زندگی کا حضرات انبیاء کے قامت باستقامت پر راست آتا۔ اور اگر اجل کسی کو مہلت دیتی تو جناب حضرت سید الانبیاء جنکی خاطر ارض وسمار پیدا ہوا ہے اُن کے نام نامی پر یہ منشور لکھا جاتا۔ جل وعلا نے اس اُمت عالیہ کی تسلی اور پاسخاطر کی جہت سے حضرت رسالتماب علیہ السلام کی زندگی کے صحیفہ

پر رقم اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کی لکھدی۔ اور آپ کے اطمینان کے لئے خطاب مستطاب وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْد یعنے اے میرے حبیب ہم نے کسی بشر کے لئے دُنیا میں ہمیشہ رہنے کیواسطے حکم نہیں دیا اور جملہ انبیا اور ازکیا اور اولیا اور اصفیا وغیرہ جو تیرے پہلے تھے سب نے موت کا شربت پی لیا۔ اور جانگداز آواز قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ کا اُن کو سُنا دیا اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْن اے میرے حبیب کیا اگر تو دنیا سے چلا جائے تو یہ اور لوگ باقی رہیں گے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ بحکم كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط سب کے سب اپنی اپنی باری دنیا سے چل جائیں گے ؎

گیرد قرار در رحم خاک عاقبت	بر نطفہ کہ آمدہ از صلب آدم است
کاخ فلک پرست ز ذکر گذشتگان	لیکن کسیکہ گوش کند این صنم کم است
ولو انکان انسان یدوم بقاؤہ	لما مات خیر المرسلین محمدؐ

عَنْ عبد اللہ بن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبی فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وکان بن عمر یقول اذا اصبحت فلا تنتظر المساء وخذ من صحتک لمرضک ومن حیاتک لموتک (رواہ البخاری) عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دونو بازوؤں کو پکڑ کر فرمایا کہ اے ابن عمر تو دُنیا میں مسافر کیطرح بود و باش رکھا کر یا اپنے تئیں ایک رہگذر و مسافر کی طرح سمجھ اور آپ کو اہل قبور کے رہنیوالوں سے شمار کر اور حضرت ابن عمر ہمیشہ یہی فرماتے اور تاکید کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اے بھائیو جب تمہارے پر صبح طلوع کرے اور تم صبح کو پالو تو رات کی انتظاری نہ کیا کرو۔ اور جسقدر کام تمہارے متعلق ہیں ان کاموں کو اس موجودہ وقت میں ادا کر لیا کرو۔ اور جب تم رات کو پالو تو صبح کی انتظاری نہ کیا کرو۔ اور جتنے احکام الٰہی فرض واجب۔ سنت مستحب جنکا ادا کرنا تمہارے پر لازم ہے ان سے فارغ ہو جایا کرو۔ اس لئے کہ نہیں معلوم تم صبح کو جیتے اٹھو گے یا نہیں۔ اور صحت کیحالت میں اپنے لئے توشہ جمع کر لو شاید کسی وقت بیماری طاری ہو جائے تو اُسوقت تم لاچار ہو جاؤ گے اور ادائے حقوق سے رہ جاؤ گے۔ اور اپنی زندگی کیحالت میں اپنی موت کی آسانی کیواسطے سامان جمع کر رکھو اور نیک اعمال کرنیکو غنیمت سمجھو اور ایسی نعمت جو خدا تعالےٰ نے تمکو عنایت کی ہے اُسکو رائگان ہاتھ سے نہ دو۔ اور اپنی قبر کا توشہ اپنی ہی کمائی سے ساتھ لیچلو۔ پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئیگا۔ ع "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔ اور دُنیا کے

مصائب سے تنگ آکر اپنے مرنیکے لئے دعا ہرگز نہ مانگا کرو۔ **کما ورد** لا یتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعله ان یزداد خیرا و اما مسیئا فلعله ان یستعتب (رواہ البخاری) **ابو ہریرہ** سے مروی ہے کہ فرمایا **رسول اکرم** صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ کوئی تمہارے میں سے اپنی موت کے لئے تمنا نہ کیا کرے اگر وہ شخص نیکوکار ہے تو اُسکی نیکیاں بڑھتی جائیگی اور اگر وہ گنہگار ہے تو شاید وہ اللہ کے راضی رکھنے کیواسطے تائب ہو جائے۔ اے میرے بھائیو اس سخت گھاٹی کے سوا انسان کے گذرنے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔ حضرات انبیاء اور دنیا کے بادشاہ وگدا اس گھاٹ سے گذر کر اپنے ہونے کے ابدی ملک میں چلے۔ اگر انسان لاکھ بلکہ کروڑہا ملکوں کا حاکم ہووے۔ جب اس گھاٹ پر پہنچا ہے تو اُسکا زور پیش نہیں جاتا ہے۔ بلکہ وہ عاجز اور غریب ہو کر اُس گھاٹ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے خادم نوکر چاکر اپنے بیگانے اُسکا یہ حال دیکھکر تمام حیرانی میں رہ جاتے ہیں کسی کو اُسکی مدد کرنیکا امکان نہیں۔ تم نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا حال اکثر کتابوں میں دیکھا ہوگا اور انکی سلطنت کی شان و شوکت اور انکی مشرق اور مغرب تک بادشاہی کا بیان سنا ہوگا۔ وہ بھی باوجود اس سلطنت اور حکومت کے اس موت کے پنجے سے نہ چھوٹے جتنی خلقت پیدا ہوئی اور ہوگی اس موت کے گھاٹ سے گذری اور گذریگی۔ رباعی

جہان جام و فلک ساقی اجل مے	خلائق بادہ نوش مجلس وے
خلاصی نیست اصلا ہیچکس را	ازین جام و ازین ساقی ازین مے

دوسری فصل سکرات موت میں۔ اے میرے بھائیو سکرات موت کی شدت کا بیان تحریر و تقریر سے باہر ہے بلکہ جسقدر قرآن اور حدیث سے ظاہر ہے اس سے بھی بیشتر ہے باہر ہے کہ اس بارے میں گوناگون روایتوں اور لطیفوں حکایتوں سے حدیث کی کتابیں مشحون و مملو ہیں اور سوائے ارشاد قرآن اور حدیث اسکی کماحقہٗ حقیقت دریافت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ سکرات متعلق بالموت ہے اور بعد موت کے حیات نہیں جو بیان واقعی معلوم ہو۔ ہاں علامات اور آثار کسی قدر دریافت کر سکتے ہیں۔ اور وہ علامات آفات سماوی اور مصائب دنیاوی جیسے کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹے جاویں یا آنکھ۔ ناک میں گرم سیخ زور سے چھونک دیجاوے۔ یا تلوار نیزہ بدن مارنے سے جسقدر قلب کو قلق اور اضطراب ہوتا ہے اُسکی نسبت ہزار چند موت کی شدت زیادہ ہونیکو عقل تجویز کرسکتی ہے۔ کیونکہ جب بعض بدن کے صدمہ سے قلب کو اتنا قلق اور اضطراب ہووے تو خروج تمام بدن

اور قلب سے نوچ کھسوٹ کر نکالتے میں کسقدر صدمہ اور قلق متحقق ہے - یہ امر عیاں ہے -

ندیدۂ کہ چہ سختی رسد بجان کسے	کہ از دہانش بدر سکنند دندانے	
قیاس کن کہ چہ حالت بود در آن ساعت	کہ از وجود عزیزش بدر رود جانے	

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا والذی نفسی بیدہ لالف ضربۃ بالسیف اھون علی من موت علی فراش (اخرجہ ابو الدنیا کذا فی شرح الصدور) اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لمعالجۃ ملک الموت اشد من الف ضربۃ بالسیف + ہر آئنہ معالجہ ملک الموت کا تلوار کی ضرب سے ہزار بار شدید تر ہے" (اخرجہ الخطیب فی التاریخ) سیکڑوں ہزاروں روائتیں اس مضمون کی موجود ہیں - سوائے اس کے حضرت موسے علیہ السلام سے پوچھا گیا - کہ آپ نے موت کو کیسا پایا - کہا مثل سیخ کباب کے جسمیں بہت سے کانٹے ہوں اور جو میری ہر ہر رگ و ریشہ میں گھسنے کے بعد زور سے میری پیٹ کے اندر کھینچی جاوے - پھر کہا گیا کہ یہ آسان ہے تم پر + روایت کیا اسکو ابوالشیخ نے کتاب العظمہ میں + اور ایک روائت میں ہے عن ابی ملیکۃ ان موسیٰ عم لما صار روحہ الی اللہ قال ربہ یا موسیٰ کیف وجدت الموت قال وجدت نفسی کالعصفور حین یقلی علی المقلیٰ لا یموت یستریح ولا ینجو فیطیر - کہ حقتعالے نے حضرت موسے علیہ السلام سے پوچھا کہ اے موسے تو نے موت کو کیسا پایا - موسے علیہ السلام نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو مثل اس زندہ چڑیا جو بریان کیجاتی ہے - نہیں مرتی جو اس عذاب سے چھوٹ جائے - نہ نجات پاتی ہے جو اُڑ جائے - اور بعض آدمی جو حالت نزع میں اُٹھتے اور بیٹھتے ہیں وہ سکرات الموت کی تلخی سے نہائت بیقرار ہوکر اُس مکان سے فرار ہونا چاہتے ہیں - مگر چونکہ بیماری کے طاری ہونے سے اُنکے بدنی قواریں ضعف ہوتا ہے بھاگ نہیں سکتے - مزید برآن یہ بھی ہے اس اجل رسیدہ کو فرشتے چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں - مجبور ہو جاتے ہیں اگر یہ موانعات اسکو مانع نہ ہوویں تو وہ جنگلوں کیطرف بھاگ جاتے - کما ورد عن انس عن النبی علیہ السلام ان الملائکۃ تکنف العبد وبحتظہ ولو ذلک لکان یعدو فی الصحاری والبراری من شدۃ سکرات الموت (کذا فی شرح الصدور) اتنی طول طویل باتوں سے کیا مطلب جب ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سکرات سے نجات نہ پائی - پھر دوسروں کی نجات کی کیا بات ہے - کما ورد عن عائشۃ قالت لا اغبط احدا یھون الموت بعد الذی رأیت

من شدّۃ موت رسول اللہ صلی علیہ وسلم (اخرجہ الترمذی) حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں تخفیف موت کے مادے میں کسی پر غبطہ نہیں کرتی ہوں بعد اس کے کہ میں نے شدت موت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ٭

سوال اگر کوئی کہے کہ بروائت لقمان الحنفی وغیرہ الان ھون الیہ علیک بسکرات الموت تخفیف وارفق سکرات کی بھی ثابت ہے حتیٰ کہ بہتوں کی موت بلکہ کافروں کی موت بھی تخفیف کیساتھ دیکھی ہے۔ اسکا کیا جواب ہے؟۔

جواب۔ میں کہتا ہوں۔ اولاً تخفیف سے سلب کلیت تو لازم نہیں بلکہ وہ تحقیق و ثبوت پر دال ہے۔ ثانیاً ہاں لیکن سبب اسکا یہ ہے کہ میت یا تو بہشتی ہے یا دوزخی۔ اگر بہشتی ہے اور کوئی گناہ اسپر باقی رہگیا ہے تو خداوند تعالے اُس کے بدلے میں سکرات کی شدت زیادہ کرتا ہے۔ تاکہ وہ مثل مادرزاد کے بے لوث معصیت جنت میں جاوے۔ اور اگر دوزخی ہے اور کوئی نیکی دُنیاوی باقی رہگئی ہے تو خداوند تعالے اُس کے عوض میں سکرات کی تخفیف کرتا ہے تاکہ کوئی مانع و مزاحم جہنم کی نہونے پاوے۔ کما ورد عن زید ابن اسلم قال اذا بقی علی المومن من ذنوبہ شئی لم یبلغہ بعلمہ شدد علیہ الموت لیبلغ بسکرات الموت وشدائدہ درجتہ من الجنۃ وان الکافر اذا کان قد عمل معروفا فی الدنیا ھون اللہ علیہ الموت لیستکمل ثواب معروفہ فی الدنیا ثم یصیر الی النار (اخرجہ ابن ابی الدنیا)

تیسری فصل۔ ملک الموت کے حال اور اُس کے اعوان کے بیان میں

اہل حق کی رائے روشن پر واضح ہو کہ ملک الموت حضرت عزرائیل کا نام ہے اور وہ ایک فرشتہ ہے۔ اسکو ارواح کے قبض کرنیواسطے اللہ تعالیٰ نے موکل کیا ہے کما ورد قولہ تعالے قُلۡ يَتَوَفّٰىكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ۔ کہدے اے محمد اپنی امت کے لوگوں کو قبض کریگا تمہاری جانوں کو فرشتہ موت کا جو مقرر کیا گیا ہے ساتھ تمہارے ٭

روائت ہے۔ جب خالق کائنات نے موت کو پیدا کیا تو عالم ملا اعلےٰ کے رہنیوالے ملائک اُسکی آواز سنتے تھے اور اس کے مکان اور مورد سے ہرگز آگاہ نہ تھے اور ملائکہ کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ یہ حضرت کس کیخاطر پیدا کی گئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ کو پیدا کیا پس ملک الموت کو اسپر مسلط کیا۔ پھر ملائکہ نے عرض کی کہ اے ہمارے خالق ہمکو موت کا حال بتادے کہ موت کیا چیز ہے۔ اور اُسکا وجود ہمکو دکھا دے۔ پس اللہ تعالیٰ

سنے ملائکہ کی عرض قبول کری اور موت کے چہرے سے نقاب حجاب کا اُٹھا دیا۔ اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ تم موت کیطرف دیکھو۔ پس سب ملائک اس کے دیکھنے کیخاطر کھڑے ہو گئے۔ پھر موت کو فرمان الٰہی ہوا کہ اے موت اپنے سارے پروں اور آنکھوں کو کھولکر ملائکہ کے رُوبرُو پرواز کر۔ پس جب ملائکہ کی نظر ملک الموت پر پڑی۔ تو پہلی ہی نظر سے غش کھا کر گئے۔ اور دو ہزار برس عالم غشی میں بیہوش پڑے رہے۔ جب ان کو ہوش آیا تو سب نے عرض کیا۔ ربنا خلقت اعظم من هذا خلقا قال الله تعالیٰ انا خلقته وانا اعظم منه وذائقه منه کل خلق

نکتہ عزیزو غور کرنیکی جگہ ہے کہ ملائکہ با وجود اس عصمت اور پاکدامنی کے جنکا پیشہ عبادت اور جنکا کھانا پینا ریاضت جنکا سونا اطاعت ہے اس ہیبت صورت ملکوت موت کی تاب نہ لا سکے۔ پھر یہ انسان ضعیف البنیان جو رات دن اپنی نفسانی خواہشوں میں مصروف اور اپنے حوائج کے ادا کرنے میں مستغرق رہتا ہے۔ کسطرح اس حضرت کی تاب نہ لا سکے گا فضل الٰہی کے سوا اس مشکل گھاٹی سے گذرنا محال ہے۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اسپر تسلط کرنیکا ارشاد فرمایا۔ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی بای قوۃ اخذہ۔ میں کس قوت سے اسپر تسلط کروں مجکو اس کے قابو کرنیکی طاقت نہیں۔ اللہ قوی عزیز نے حضرت عزرائیل کو ایسی طاقت اور قدرت عطا فرمائی کہ موت کو اپنے پنجہ میں قابو کر لیا پھر موت نے عرض کیا کہ الٰہی مجکو تھوڑے وقت کے لئے اجازت عطا ہو جائے۔ تو میں آسمان اور زمین کے میدانوں میں منادی کروں۔ اللہ جل جلالہ نے اُسکو منادی کرنے کی اجازت عطا کر دی۔ پس اُسنے باآواز بلند آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو سنا دیا کہ اے غفلت میں دن کو رات اور رات کو دن کرنیوالو۔ میں وہ ہوں جو پیاری محبوبوں کو اُن کے عاشقوں سے جدا کر دیتی ہوں۔ میں وُہ ہوں جو خاوند اور بی بی میں جدائی ابدی ڈال دیتی ہوں۔ میں وُہ ہوں جو ماؤں اور بیٹیوں میں تفرقہ ڈال دیتی ہوں اور میں وُہ ہوں جو باپ اور بیٹوں میں فصل کر دیتی ہوں۔ اور بھائی سے بھائی الگ کر دیتی ہوں۔ اور میں وُہ ہوں جو بڑے بڑے زبردست بادشاہونکو بادشاہی کے تخت سے اُتار خاک میں ملا دیتی ہوں۔ اور میں وُہ ہوں جس نے بڑی بڑی حویلیاں اور بڑے بڑے محل ویران کر دیئے ہیں اور اگرچہ تم بڑے بڑے مضبوط بُرجوں میں بھی ہو گے۔ تو میرے صدمہ سے نہ بچو گے۔ تم خواب غفلت سے جاگو اور میرے ساتھ ملاقات کرنیکا سامان تیار

کرلو کہ سوائے طاقت اعمال حسنہ کے میرے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہے تم اپنی وجود کو اخلاق حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ کرکے میرے سامنے آؤ۔ اور میری سکرات سے امان پاؤ۔ اور ایمان سلامت لیکر اس مشکل گھاٹی سے پار ہو جاؤ ✦

روائت ہے کہ ملکوت الموت بشکلہائے گوناگون وصورتہائے بوقلمون متشکل ومتصور ہوکر روح کے قبض کرنیکے لئے آتے ہیں خصوصاً مومنوں کی روح کے قبض کو حسین۔ اور کافروں کی روح کے قبض کو بشکل قبیح ہولناک بنکر آتے ہیں۔ کما ورد عن کعب ان ابراھیم عم رای فی بیتہ رجلا فقال من انت قال انا ملک الموت قال ابراھیم ان کنت صادقا فارنی منک ایۃ اعرف انک ملک الموت قال لہ ملک الموت اعرض بوجھک فاعرض ثم نظر فاراہ الصورۃ التی یقبض بھا المؤمنین قال فرای من النور البھاء شیئا لا یعلمہ الا اللہ ثم قال اعرض بوجھک فاعرض ثم نظر فاراہ فی الصورۃ التی یقبض بھا روح الکفار والفجار فرعب ابراھیم عم رعبا حتی ارعدت فرائصہ والتصق بطنہ بالارض وکادت نفسہ تخرج (ترجمہ) حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السّلام نے دیکھا ایک آدمی کو اپنے گھر میں۔ پس کہا تو کون ہے؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ کہا ابراہیمؑ نے اگر تم سچے ہو تو مجھکو کوئی علامت دکھاؤ۔ جسمیں میں جانوں کہ تم ملک الموت ہو کہا اُن کو ملک الموت نے متوجہ ہو میری طرف۔ پس متوجہ ہوا پھر دیکھا تب ان صورت سے جو مومنوں کی روح قبض کرتا ہے پس دیکھا نور چمکنے والا ایسے آن شان سے جسکو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ پھر کہا ملک الموت نے اے ابراہیمؑ میری طرف متوجہ ہو۔ پس ابراہیمؑ متوجہ ہوا۔ تب دکھائی اُن کو وہ صورت جو کفار اور فجار کی روح قبض کرتا ہے تب ابراہیمؑ یہانتک ڈر گئے کہ انکی رگیں کانپ گئیں اور پیٹ انکا زمین پر لٹک گیا۔ اور قریب تھا کہ سانس نکلجاوے۔ (کذا فی شرح الصدور)

روائت ہے کہ جب حضرت ملک الموت کسی آدمی اجل رسیدہ پر نازل ہوتے ہیں تو اس شخص کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے آدمی کا نفس اسکو کہتا ہے تو کون ہے اور تیرا کیا ارادہ ہے پس ملک الموت اسکو کہتا ہے میں وہ شخص ہوں کہ تم کو دنیا سے نکال دونگا اور تیری اولاد کو یتیم اور تیری عورت کو رانڈ کر دونگا۔ تیرا مال ان لوگوں میں جو تو اپنی زندگی میں انکو نہیں چاہتا اور وہ تیری صورت سے بیزار رہتے تھے تقسیم کردونگا۔ اور تو نے دنیا کے لالچ میں پھنسکر کوئی بھلائی اور نکوئی مالی۔ بدنی ایسی نہیں کی۔ جو آخرت میں تمہارے کام آئے

آج مَیں تیرے لینے کیواسطے آیا ہوں کہ تیرا مالک تیرا خالق تجکو بُلاتا ہے۔ جب آدمی ملک الموت سے یہ بات سُنتا ہے تو ایک کروٹ سے دُوسری کروٹ بدل لیتا ہے اور اپنا مُنہ دیوار کیطرف کرلیتا ہے۔ تو وہاں بھی موت کی صورت کھڑی ہوتی ہے۔ پھر آدمی اُسکو دیکھکر دُوسری طرف مُنہ کرلیتا ہے۔ پھر موت وہاں بھی موجود ہوجاتی ہے پھر ملک الموت اُس آدمی کو کہتا ہے کیا تم نے مجکو نہیں پہچانا۔ مَیں نے تو تیرے رُوبرُو تیرے والدین کی جان قبض کی تھی۔ اور تو دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ اور تو اُن کو میرے ہاتھ سے نہ بچاسکا۔ اور آج میں تیری اولاد کے سامنے ہی تیری جان کو لیجاؤنگا اور تیری کا تمہیں اس حالت میں دیکھنا تمکو کچھ فائدہ نہیں دیگا۔ اور میں وہ ہوں جو قرون ماضیہ کے سلاطین جو تیرے سے بڑھکر قوت اور استطاعت رکھتے تھے۔ ان کو نیست ونابود کردیا۔ پھر ملک الموت اس اجل رسیدہ سے پوچھتا ہے۔ اے دُنیا سے مسافر ہونیوالے تو نے دُنیا کو کیا دیکھا کہیگا۔ رَاَیۡتُهَا مَكَّارَةً غَدَّارَةً پھر اللہ تعالیٰ دنیا کو ایک عجوزہ کی صُورت پر پیدا کردیگا۔ اور وُہ صُورت اس آدمی کے پاس آکر کہیگی۔ اے بے حیا کچھ تو شرم کر کیا تو نے مجکو معطی حقیقی سے نہیں طلب کیا تھا۔ اور میرے واسطے دربدر شہر بشہر جھک نہیں مارتا پھرتا تھا۔ یا میں نے تمکو بُلایا تھا۔ میں نے تو کبھی تیری تلاش نہیں کی۔ نہ تیر لیے اپنے آنے کی درخواست کری۔ جب میں نے تمکو اپنا سچا عاشق پایا اور سمجھا کہ یہ میرا طالب میری محبت میں اسقدر والہ ہورہا ہے کہ حلال سے حرام نہیں جُدا کرتا ہے۔ پھر میں نے یہ بھی خیال کرلیا تھا کہ یہ میرا طالب کبھی دُنیا میں میرے سے جدا نہیں ہونیکا پھر میں نے تمکو اپنا خلیفہ بنالیا۔ جب تو مجکو بلاتا تھا جھٹ پٹ میں تیرے گھر میں حاضر ہوجاتی تھی۔ پس میں اب تم سے جدا ہوتی ہوں۔ اور تیرے عملوں سے بھی بیزاری ظاہر کرتی ہوں اب مجکو تیرے ساتھ کسی طرح کا سروکار باقی نہ رہا۔ پھر وُہ صُورت اُسکی نظر سے غائب ہوجائیگی۔ اور وُہ آدمی اپنا مال غیروں کے ہاتھ میں دیکھکر نہائت قلق میں پڑیگا۔ پس وہ مال اُس کے سامنے ہوکر کہیگا۔ اے عاصی تو نے حق ناحق یکساں جانکر مجکو حاصل کیا اور حق مساکین اور فقرا کا ہرگز میرے وجود سے ادا نہیں کیا اب دیکھ کہ میں تیرے ہاتھ سے نکلکر تیرے غیروں کے ہاتھ میں جاتا ہوں۔ مگر بڑا افسوس ہے کہ تو نے مجکو اپنی زندگی میں ایسا ذلیل اور خوار کیا ہے جنکے بیان سے زبان قاصر ہے۔ کبھی تو اپنی اولاد کی شادیوں میں مجکو کنجروں کے حوالہ کیا۔ اور کبھی شیطانی دعوتوں میں صرف کیا اور کبھی آتشبازوں

کے حوالہ کرکے اپنے دین کے کھلواڑہ کیطرح مجکو بھی آگ میں جلوا دیا۔ اور خدا کے حقوق جو
تمہارے پر صدقات زکوٰۃ لازم ہے۔ سب کے دینے میں تو ایسا چکراتا تھا۔ کہ ایک خرمہرہ دینا
بھی تمہاری نظر میں دشوار معلوم ہوتا تھا۔ کاش اگر تو مجکو راہ مولیٰ میں صرف کرتا اور میرے
رہنے کی جگہ خزانہ الٰہی بناتا تو میں تیرے حق میں دعائیں کرکے تیری معافی کی سفارش کرتا
اب تم نے مجکو دیدہ ودانستہ شیطان کی راہوں میں خرچ کرکے نہایت ذلیل اور خوار کیا۔
اب میں تمہارے حق میں یہی چاہتا ہوں جیسا تم نے مجکو ذلیل کیا ہے خدا تمکو بھی ذلیل
کرے۔ پھر وہ بندہ اپنے سرمایہ عمری اور مالی کے رائگان جانے پر نہایت متاسف ہو کر
کہیگا۔ یارب ارجعنی لعلی اعمل عملاً صالحاً فیما ترکت فیقول اللہ اذا جاء اجلھم لا
یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون ولن یؤخر اللہ نفساً اذا جاء اجلھا۔

روایت ہے کہ ساری دُنیا ملک الموت کی نظر میں ایک طشت کی مثل ہے۔ اُسپر
نظر کرتے رہتے ہیں جس کسی کو چاہتے ہیں حسب آجال نامہ قبض کرتے ہیں کیونکہ آجال نامہ
اُن کے سامنے موجود ہے اگرچہ مشرق مغرب میں لاکھوں کروڑوں لوگ انواع واقسام کی بیماریو
اور آفتوں اور جنگوں وغیر ذلک سے ایک آن میں کیوں نہ مریں کیونکہ خداتعالیٰ نے کل
ارواح کو انکی اُنگلیوں کے درمیان مسخر کردیا ہے۔ **کما ورد** عن مجاھد قال جعلت
الارض لملک الموت مثل الطشت یتناول من حیث شاء وجعل لہ اعوانہ یتوفون الانفس
ثم یقبضھا اخرجہ احمد وابونعیم وابوالشیخ۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں
لکھا ہے کہ کتاب السلوے میں مقاتل بن سلیمان سے مروی ہے کہ حضرت ملک الموت ساتویں
آسمان پر وقیل چوتھے آسمان پر ایک تخت نورانی پر جسکا ستر ہزار قائمہ اور چار پر ہیں بیٹھے ہوئے
ہیں اور ان کا سارا بدن آنکھوں اور زبانوں سے مملو ہے تمام حیوانات ارضی اور سماوی آدمی
طیور وسباع ایک ایک مقابلے میں ان کے وجود میں آنکھ اور ہاتھ اور مُنہ موجود ہے پس اس
ذریعہ سے زندوں کی جانیں قبض کرلیتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے۔ کما قال النبی
علیہ السلام ان لملک الموت ستۃ اوجہٍ وجہ بین یدیہ ووجہ بین یدی ظھرہ ووجہ عن
یمینہ ووجہ عن یسارہ ووجہ علی راسہ ووجہ تحت قدمیہ قیل یارسول اللہ لم تلک
الوجوہ قال علیہ السلام اما الوجہ الذی علے یسارہ فیقبض ارواح اھل المغرب واما الوجہ الذی
وراء ظھرہ فیقبض ارواح الکفرۃ واھل النار واما الوجہ الذی بین یدیہ فیقبض ارواح المومنین

والمؤمنات من امتی واما الوجہ الذی علی راسہ فیقبض ارواح الجن والشیاطین وقال ۴ بتلک الیہ وجہ وینظر بما بوجہ الذی یحاذیہ وکذالک یقبض ارواح المخلوقین فی کل مکان فاذا ماتت نفس احد فی اللہ نیا ذھبت عیناہ من جلدہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت ملک الموت کے چار منہ ہیں ایک آگے دوسرا سر پر تیسرا الپشت پر چوتھا قدموں کے نیچے۔ انبیاء اور ملائکہ کے ارواح اس منہ سے جو اس کے سر پر ہے قبض کرتے ہیں۔ اور مومنوں کی روحیں آگے کے منہ سے اور وہ منہ جو پشت کیطرف ہے اس سے کافروں کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ اور جن اور شیطانوں کی روحیں قدموں کے نیچے والے منہ سے قبض کرتے ہیں۔ اور ان کا ایک قدم جہنم کے پل پر اور دوسرا بہشت کے تخت پر رکھا ہوا ہے ×

روایت ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام بنفس نفیس خود واسطے قبض روح سوائے حضرات انبیا علیہم السلام کے کسی پر نازل نہیں ہوتے۔ اور ان کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اعوان اور مددگار مقرر کئے ہوئے ہیں چنانچہ بہائم وطیور کی روحیں قبض کرنے پر وہ مامور ہیں

روایت ہے۔ جب ساری مخلوقات حیوانات فنا ہو جائینگی تو حضرت ملک الموت کے جسم مبارک سے سب آنکھیں معدوم ہو جائینگی۔ اور آٹھ چیزیں باقی رہ جائینگی کما ورد قال علیہ السلام یعنی اسرافیل ومیکائیل وجبرائیل وعزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہے ۱۲ واما معرفت انتہاء الآجال۔ روایت ہے کہ جب کسی آدمی وغیرہ جاندار کی موت یا بیماری کا نسخہ حضرت ملک الموت کے پاس بھیجا جاتا ہے تو حضرت ملک الموت بارگاہ ایزدی جل علا میں عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میرے مالک اللہ میں اس بندے کی روح کس وقت اور کس ہیئت اور کس حالت میں قبض کروں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے ملک الموت اس امر کا علم سوائے میری ذات پاک کے دوسرے کا حق نہیں مگر ہم تمکو اس امر کی بابت علامت ارشاد کردیتے ہیں۔ تم ان علامتوں سے سمجھ جائیے گا۔ چنانچہ کسی میرے بندے کی اجل کا وقت قریب آجاتا ہے تو وہ فرشتہ جو اس کے انفاس کا موکل ہے تمہاری خدمت میں آکر تمکو اس کے انفاس تمام اور ختم ہونیکی بابت کہدیگا۔ کہ فلاں بن فلاں کے انفاس آج ختم ہو چکے ہیں۔ اور وہ فرشتہ جو اس کے رزق کا موکل ہے وہ بھی اس شخص کے رزق اور اعمال کے اختتام کا پیغام پہونچا دیگا۔ اور اگر وہ شخص جملہ اشقیا سے ہے تو وہ صحیفہ اسامیوں جو تمہارے پاس ہے۔ اس کے نام پر ایک خط سیاہ کھینچا جاویگا۔ اگر وہ آدمی منجملہ سعداء ہے۔ تو

اُن کے نام پر خط بیضا لکھا جائیگا۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ ایک پتا درخت کا جسپر اسکا نام لکھا ہوا ہے تمہارے روبرو آگریگا۔ پس اُسوقت اُس شخص کا روح قبض کرلینا چاہیئے کما ورد دوی عن کعب الاحبار رض ان اللہ تعالیٰ خلق شجرۃ تحت العرش علیہا اوراق بعدد کل الخلائق فاذا قضی اجل العبد وبقی لہ من عمرہ اربعون یوما اسقطت ورقتہ فیقع علی حجر عزرائیل فیطلع بذلک فام بقبض روح صاحبہا وبعد ذلک یعلن میتا فی السماء وھو حی علی وجہ الارض اربعین یوما۔

روائت ہے کہ ایک فرشتہ ایک مکتوب خدا تعالےٰ کیطرف سے حضرت ملک الموت کے پاس لے آتا ہے اور اس خط میں اُس کے روح کے قبض کا مکان اور سبب سب کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ حضرت ملک الموت اُس حکمنامہ کے بموجب اپنی کارروائی کرلیتے ہیں۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے اپنی بستان میں یہ نکل کھلایا ہے کہ دو طرح کے قطرے عرش کے نیچے سے ایک سبز اور دُوسرا سفید اُس صحیفہ پر جو ملک الموت کے آگے رکھا رہتا ہے جسکی اجل قریب ہوتی ہے اُس کے نام پر آگرتے ہیں جسکے نام پر سفید قطرہ گرتا ہے تو حضرت ملک الموت علیہ السلام سمجھ جاتے ہیں کہ یہ آدمی نیکو کار ہے اُس کیساتھ نیکو کاروں کیطرح پیش ہوجاتے ہیں اور جس کے نام پر سبز قطرہ گرتا ہے تو سمجھتے ہیں کہ یہ آدمی بدبخت اور بدنصیب اور گنہگار ہے اُس کیساتھ اُس کے اعمال کے مطابق معاملہ کرتے ہیں۔

اما معرفۃ الموضع التی یموت فیہ **روائت** ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ جسکا نام ملک الارحام ہے پیدا کیا ہوا ہے۔ جب کسی مولود کا نطفہ رحم میں داخل ہوتا ہے تو وہ فرشتہ اُس زمین کی مٹی کہ جہاں اُس نے وفات پانی ہے۔ اُس نطفہ میں ملا دیتا ہے پھر وہ مولود زندگی کیحالت میں جہاں چاہے پھرا کرے جہاں اُسکا دنیا سے رخصت اور انتقال کا وقت قریب آجاتا ہے تو خواستہ ناخواستہ جہاں اُسنے دفن ہونا ہوتا ہے جا پہونچتا ہے۔ کما ورد قل لَوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ۔ تفسیروں میں اس آیت کے ذیل میں ایک حکایت ہے۔ لکھا ہے کہ ایکروز حضرت ملک الموت علیہ السلام حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے دربار میں آنکلے اور مجلس میں بیٹھ گئے۔ اور اتفاقاً ایک آدمی مطلوب اجل اُس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے بڑی تیز نظر سے اس جوان کیطرف دیکھا چنانچہ اُس کے رعب سے وہ جوان کانپنے لگا جب حضرت ملک الموت مجلس سے تشریف لے گئے۔ تب اُس جوان نے حضرت سلیمان کیخدمت میں عرض کیا یا نبی اللہ

میرا ارادہ چین کے ملک میں جانیکا ہے آپ ہوا کو حکم دیجے کہ مجکو اٹھا کر وہاں پہونچادے۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو ارشاد فرمایا اُسیوقت ہوا نے اُس شخص کو اٹھا کر چین کے شہروں میں پہنچا دیا۔ ایک لحہ کے بعد حضرت ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس تشریف لائے تو حضرت سلیمانؑ نے حضرت ملک الموت سے اُس جوان کیطرف تیز نظری کا باعث پوچھا۔ پس حضرت ملک الموت نے عرض کیا یا نبی اللہ مجکو جناب باری سے حکم ہوا تھا کہ فلانے شخص کی جان آج ہی چین کے ملک میں قبض کرکے میری بارگاہ میں پہنچاوے۔ پس میں نے اُسکو تیری کچہری میں بیٹھا ہوا پایا تھا۔ پس میں حیران ہوں کہ وہ جوان کہاں گیا۔ سلیمانؑ نے ملک الموت کو اس جوان کے سوال کی خبر سُنائی اور ہوا کا اُس آدمی کو اٹھا لیجانا اور اسکو چین کے ملک میں پہونچادینے کا حال من وعن بیان کیا۔ حضرت ملک الموت نے فرمایا۔ یا نبی اللہ میں ابھی چین کے مُلک میں اُسکی جان قبض کرکے آیا ہوں اور ایک **حدیث** میں آیا ہے کہ حضرت ملک الموت کے پاس بہت سے اعوان واسطے قبض ارواح انس وجان کے کھڑے رہتے ہیں۔ کما ورد **روایت** ہے کہ رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص اکثر اوقات یہ دُعا پڑھا کرتا تھا۔ اللھم اغفرلی ولملک الشمس اُس فرشتہ کو دینے محافظ آفتاب کو اُس شخص کی محبت دلمیں غالب ہوگئی اُس فرشتہ نے اُسکے ملاقات اور زیارت کے لئے بارگاہ ایزدی سے اجازت چاہی حسب الاجازت وہ فرشتہ اُسپر نازل ہوا اور کہا کہ اے بنی آدم میں تمہارا مرہون احسان ہوں۔ کہ تو نے میرے لئے خدا سے مغفرت چاہی ہے۔ اسمیں تیرا اصلی مطلب کیا ہے جو تمہاری حاجت اصلی ہے۔ تو میرے آگے بیان کر اُس شخص نے کہا کہ مجکو ایک حاجت دامنگیر ہے اُمید کہ آپ کے ذریعہ سے میری مشکل حل ہوجائے گی۔ آپ مجکو اُٹھا کر اپنے مکان پر لیجلیں اور حضرت ملک الموت سے دریافت کر دیجئے کہ وہ حضرت مجکو میری اجل کی خبر دیدیں۔ کہ میں کب تک دُنیا میں زندہ رہونگا۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ملک الشمس اُس آدمی کو زمین سے اُٹھا کر اپنے مکان پر لیگیا اور اُس کو آفتاب کے قریب بٹھا کر حضرت ملک الموت کی خدمت میں جا پہنچا۔ اور اس سائل کا حال بیان کیا کہ ایک بنی آدم نے میرے حق میں یہ دُعا کی تھی اللھم اغفرلی ولملک الشمس۔ اور میں اُسکی خاطر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجکو اس امر کی بابت خبر دیں کہ وہ کب تک دنیا میں زندہ رہیگا۔ تاکہ وہ اپنی تیاری کرے حضرت

ملک الموت نے اپنی کتاب میں دیکھکر کہا کہ اے ملک الشمس میرے اُس دوست کی بڑی شان ہے
وُہ جب تک آفتاب کے نزدیک تیرا ہمنشین نہ ہوئیگا۔ تب تک اس کی جان قبض نہیں کیجاوےگی
ملک الشمس نے کہا وہ تو اس وقت آفتاب کے قریب بیٹھا ہوا ہے۔ پس حضرت ملک الموت
نے کہا افسوس! میرے رسُولوں اور مددگاروں نے اُسکی جان قبض کرلی ہے۔ اور وہ پیش و
پس نہیں ہونے دیتے +

واما انتہاء اجال البہائم۔ فوائد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اجال البہائم کلہا فے
ذکر اللہ تعالیٰ فاذا ترکوا ذکر اللہ تعالیٰ قبض اللہ تعالیٰ ارواحہم ولیس لملک الموت من ذالک شیٔ
وقد قیل ان اللہ تعالیٰ ھو قابض الارواح وانما اضیف ذالک الی ملک الموت کما اضیف القتل
الی القاتل والموت الی الامراض وعلی ھذا یدل قولہ تم یتوفے الانفس حین موتہا الآیۃ +

فی ذکر جواب الروح معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جسوقت حضرت ملک الموت کسی بندہ
کی رُوح نکالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بندہ اپنی رُوح دینے سے انکار کرتا ہے۔ کما ورد حدیث
شریف میں آیا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حضرت ملک الموت
علیہ السلام رُوح کے قبض کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اُسوقت رُوح کہتی ہے کہ جب تک حُکم
الٰہی میرے نام صادر نہووے میں تمہارے کہنے کی فرمانبرداری نہیں کرونگی۔ اور میں اپنا
مکان نہ چھوڑونگی۔ پس حضرت ملک الموت فرماویں گے کہ میں بموجب فرمان الٰہی کے تمہاری
رُوح قبض کرنیکو تمہارے پاس آیا ہوں۔ پھر رُوح کہیگی کہ میرے خالق نے مجکو اپنی قدرت
کاملہ سے پیدا کیا اور اس قالب میں میرے رہنے کی جگہ مقرر کی اور آپ تو اُسوقت میرے
ساتھ نہیں تھے۔ بھلا میں سوائے حکم اپنے مالک کے کسطرح اپنے مکان کو بیچراغ کرکے
تمہارے ساتھ چلوں۔ ملک الموت علیہ السلام بندے کا یہ مقول سُنکر بارگاہ ایزدی میں
چلا جاتے ہیں۔ پس حق سبحانہ وتعالےٰ ملک الموت کو ارشاد کرتے ہیں۔ کہ اے ملک الموت میرے
بندے کی رُوح قبض کرلایا ہے۔ ملک الموت عرض کرتے ہیں نہیں۔ اور اُس بندے کا
عذر بیان کردیتے ہیں۔ پھر پروردگار عالم فرماتا ہے۔ صدق روح عبدی یاملک الموت،
اے ملک الموت تو ایک سیب جسپر میرا نام لکھا ہوا ہے توڑکر لیجا اور میرے بندے کو دکھادے
حضرت ملک الموت بموجب حکم الٰہی کے بہشت میں جاکر ایک سیب جسپر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لکھا ہوا ہوتا ہے اپنے ساتھ لیکر پھر اُس بندے کے پاس جاتے ہیں اور وُہ سیب اُس کو دکھاتے

جب رُوح اُس سیب کو دیکھتی ہے اور اس بہشتی میوہ کی بیوہ اُس کے دماغ میں پہنچتی ہے تو پھر اُسکو قفس بدنی میں رہنا نہائت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ تو اُسوقت بڑی خوشی اور فرحت کیساتھ وُہ شہباز قفس قالب سے عالم بالا کو پرواز کر جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب +

چوتھی فصل انسان کے اعضاء کا ملک الموت کیساتھ جواب کرنے کے بیان میں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالےٰ کسی بندہ کی رُوح قبض کرنیکا ارادہ کرتا ہے تو وکیل ربانی یعنے حضرت ملک الموت اُس کے مُنہ کے سامنے اُسکی جان قبض کرنیکے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس ذکر الٰہی اس آدمی کے مُنہ سے نکلکر ملک الموت کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے اَے وکیل ربانی اور اَے رسول صمدانی آپ کوئی اور راستہ تلاش کیجئے اس لئے کہ یہ مُنہ میرے آنے جانیکی راہ ہے۔ مَیں کبھی رُوح کو اس راستہ سے نکالنے کی اجازت نہ دونگا۔ حضرت ملک الموت بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں یارب ان عبدک یقول کیت وکیت یعنے اے میرے پروردگار تیرا بندہ جان دینے سے عذرات پیش کرتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَے ملک الموت میرے بندے کے مُنہ سے مُنہ موڑکر اسکی جان نکالنے کے لئے کوئی دُوسری راہ نکال لو۔ پھر ملک الموت بندے کے ہاتھوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پس اُس بندے کا ہاتھ ملک الموت کو کہتا ہے کہ میرے سے راہ خدا میں صدقات اور خیرات کثیرہ صادر ہوتے رہتے ہیں اور مَیں نے یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور میں نے علم فقہ اور حدیث وتفسیر کی بہت کتابیں لکھیں۔ اور میں نے کفّار اور فجار منافقوں کی گردنوں پر تلواریں ماریں۔ اور میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا۔ اور مظلوموں اور عاجزوں کو ظالموں اور غالبوں کے پنجہ سے چھڑایا اور اکثر حضرات علماء اور فضلاء کیساتھ مصافحہ کرتا رہا۔ پھر ملک الموت ہاتھ کیطرف سے رجوع قطع کرکے بندے کے پاؤں کیطرف ہاتھ پھیلا دینگے۔ بندے کے پاؤں یہ حجّت پیش کریں گے۔ یا ملک الرحمان یہ شخص ہمارے ذریعہ سے پنجگانہ نماز باجماعت اور ادائے نماز جمعہ کیلئے مساجد میں حاضر ہوتا رہا۔ اور مریضوں کی عیادت اور علماء کی مجالس میں واسطے سُننے وعظ اور نصائح کے حاضر ہوتا رہا + پھر ملک الموت بندے کے کانوں کیطرف آتے ہیں۔ بندے کے کان اُسکو یہ جواب سُناتے ہیں کہ اے ملک الموت آپ کا ہماری طرف ہرگز گذر ممکن نہیں۔ اسواسطے کہ ہم تو شب وروز قرآن مجید اور ذکر سُنتے رہے۔ آپ کوئی دُوسری

سبیل ڈھونڈھیئے۔ پھر ملک الموت اُس بندے کی آنکھوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بندے کی آنکھیں یہ عذرات پیش کرتی ہیں کہ ہم تو خدا تعالےٰ کی صناعات اور اُسکی مصحف کے حروف اور علماء اور صلحا کی زیارات سے مشرف ہوتے رہے پھلا ہم کیونکر آپ کو اپنی طرف دخل دینے کو جائز رکھتے ہیں۔ آپ کوئی اور سبیل نکالئے۔ پھر حضرت ملک الموت بندے کے معقول عذروں سے لاچار ہوکر بارگاہ ایزدی میں التماس کرینگے کہ الٰہی غلبت نی اعضاء العبد۔ یالحجۃ کیف اقبض روحہ پھر اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائیگا۔ اکتب اسمی علی کفک میرا نام مبارک اپنے کف دست پر لکھ اور میرے بندے مومن عاشق صادق کی رُوح کو دکھادے۔ جب میرا مقدس نام میرے مومن بندے کی رُوح جو میرے رُوح کے پرتو ہے دیکھی گئی۔ تو پروانہ کیطرح اپنے قالب کا خیال محو ونسی کرکے جھٹ پٹ میرے اسم کو دیکھتے ہی باہر آپڑیگی۔ حضرت ملک الموت بہ تعلیم حضرت ملک العلام جل جلالہ اسم مقدس حضرت باری عز اسمہ کا اپنی ہتھیلی پر لکھکر بندے کے سامنے کردینگے۔ بندے کی رُوح جب اپنے محل اصلی کو مشاہدہ کرے گی تو فوراً نقلی محل کو چھوڑ کر عالم بالا کو پرواز کر جائیگی بھائیو! غور کرنے کی جگہ ہے جس شخص نے اسم اللہ کا اپنا مونس بنایا ہے اور ہمیشہ اُسکی یاد میں شاد رہتا ہے۔ اور دُنیا کے مصائب کا صدمہ اپنے وجود پر سہتا ہے تو نزع کا وقت اُس پر آسانی سے گذر جائیگا۔ تو ہم اس اسم کی برکت سے امید کرتے ہیں کہ قبر کے عذاب اور قیامت کے ہول سے نجات پا جائیں گے۔ پس تم کو بھی چاہیے کہ اپنے رحیم اور غفور کے پیارے نام کو اپنے سینوں کی تختی پر ثابت کرو۔ اور رات دن اُس کے ذکر میں مصروف رہو تاکہ حق سبحانہ وتعالےٰ تمہارے دلوں پر لکھوا دے اُولٰئِکَ کَتَبَ عَلٰی قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ نقش ایمان کا لکھدے۔ اور عذاب اور اہوال قیامت سے تمکو نجات بخشے آمین

پانچویں فصل نزع کے وقت سب اعضاء کے آپسمیں وداع ہونیکے بیان میں

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب انسان پر نزع کی حالت طاری ہوتی ہے تو اُسکے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور مُرغ نیم بسمل کیطرح پھڑکنے لگتا ہے۔ اور ایک کروٹ سے دُوسری کروٹ بدلتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آکر اور اُس بندے کی سخت حالت دیکھکر حضرت ملک الموت کو پکارتا ہے کہ اے میرے وکیل اس میرے بندے کو قدرے آرام لینے دو۔ ملک الموت اُس بندے کو لمحہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے جب اس کی جان

سینہ تک پہنچتی ہے تو پھر اسکو اضطراب لاحق ہوجاتا ہے پھر ارحم الرّاحمین کو اُس بندے کے حال پُرملال رحم آجاتا ہے ملک الموت کو اسکے چھوڑ دینے کا حکم ہوجاتا ہے۔ الغرض جب بندے کی جان حلقوم تک پہونچتی ہے تو حق سُبحانہ وتعالےٰ ملک کو ارشاد کرتے ہیں کہ اس میری بندے کو تھوڑی مُدت کیلئے چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے رفقار لازمہ اپنے اعضاء سے اور اعضاء ایک دُوسرے سے وداع ہولیں۔ اُس بندے کی آنکھیں کہینگی۔ السلام علیك الیٰ یوم القیمۃ اسطرح ناک ناک اور ہاتھ ہاتھ سے اور پاؤں پاؤں سے اور رُوح نفس سے وداع اور رخصت ہوجاتے ہیں۔ خداتعالےٰ ہمارے تمہارے پر رحم کرے کہ اسوقت ایمان کا دل اور زبان سے اور دل کا خدا کی معرفت کے وداع سے بچاوے۔ بعض لوگ نزع کیحالت میں اپنا ایمان بھی ضائع کرجاتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب اُسکا بیان آویگا۔ جب امانت الٰہی رخصت ہوجائیگی تو آدمی کے ہاتھ پاؤں بلاحرکت رہجاتے ہیں اور نہ ان کو ہاتھ اُٹھانے نہ پاؤں ہلانیکی طاقت رہتی ہے اور اُسکی آنکھیں بے نُور ہوجاتی ہیں۔ کانوں میں شنوائی نہیں رہتی اور اُسکا نازنین بدن بلا رُوح پڑا رہیگا۔ بھائیو! جسکی زبان بلا ایمان اور قلب بلا عرفان رہ جائے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اُس شخص کا حال لحد میں کیا ہوگا جو اندھیری کوٹھڑی میں تن تنہا جا پڑیگا۔ وہاں نہ ماں نہ بھائی نہ خدمتگار نہ باپ نہ کوئی اصحاب نہ اولاد نہ احفاد نہ فرش نہ بچھونا ہوگا۔ وہاں سوائے اعمال حسنہ اور فضل الٰہی کے کوئی مونس نہ کوئی غمخوار ہوگا جن لوگوں نے دُنیائے دُون کو دُون سمجھا ہے اور ہمیشہ اپنی پیاری عمر کو جناب باری کی فرمانبرداری اور اپنے رسُول کی تابعداری میں گذاری۔ وہی لوگ قبر میں داخل ہوتے ہی بہشت میں داخل ہوجائینگے۔ اور جن لوگوں نے اپنی عمر کو سرمایہ کو گنہگاری اور ہواجس نفسانی کی پیروی میں ضائع کیا وہ قبر میں گرتے ہی دوزخ کے گڑھے میں جاپڑینگے۔ کما ورد القبر اما روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من النیران۔ واللہ اعلم بحالہ!

چھٹی فصل شیطان کا عندالنزع دھوکا دینے اور متنفر بندے کا ایمان چھیننے کے بیان میں

قال اللہ تبارك وتعالیٰ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو شیطان کی شرارت اور وساوس سے بچنے کیواسطے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندو شیطان لعین تمہارا جانی دشمن ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تمکو جہنمی بناوے تم بھی اُسکو اپنا دشمن سمجھو اور البتہ یہ لعین اپنے

گروہ کو دوزخی بنانا چاہتا ہے۔ نعوذ باللہ ÷ اے میرے عزیز بھائیو! یہ مردود شیطان بنی آدم کا سخت دشمن ہے انسان کے پیدا ہونیکے وقت سے اُس کے مرنے تک اُسکے ایمان کے سلب کرنیکے لئے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اس نے ہمارے باپ آدم کو وسوسہ میں ڈالکر بہشت سے نکلوایا اسی ملعون نے اُس کے پیارے بیٹے قابیل کو قتل کرایا۔ اور عابدوں اور زاہدوں کو دھوکے میں ڈالکر واصل بجہنم کیا حتّٰے کہ آدمی کے مرنے تک اُسکا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے ÷ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب انسان حالت نزع میں ہوتا ہے تو اُسوقت تشنگی اسپر اسقدر غالب ہوتی ہے کہ زمین کے سب دریاؤں کا پانی پی لیوے تب بھی اُسکی پیاس نہیں رفع ہوتی۔ اگرچہ اس کے قریبی اُسوقت اُس کے مُنہ میں پانی کے قطرے ڈالتے ہیں مگر اُسکی پیاس کی آگ نہیں بجھتی اسحالت میں شیطان مردود موقعہ تاڑ کر ایک پیالہ پانی کا ہاتھ میں لئے ہُوئے اس اجل گرفتہ کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی سر کی طرف کبھی پاؤں کیجانب آکر اُسکو للچاتا پانی کا پیالہ دکھاتا ہے۔ وہ بیچارہ اس تروتازے پیالے کو دیکھ کر اُس مردود کو کہتا ہے کہ او بھائی مجکو پانی پلادے۔ ابلیس علیہ اللعنۃ اُسکو کہتا ہے کہ یہ ٹھنڈا پانی مفت نہیں ملسکتا ہے۔ وُہ بیچارہ کہتا ہے کہ اسوقت اسکی قیمت میرے ہاتھ میں نہیں پھر شیطان لعین اُسکو کہتا ہے اگر تیرے پاس نقد قیمت موجود نہیں تو تم اتنی بات منہ سے کہدو کہ مَیں خدا سے بیزار ہوں اور اُسکے سب رسُول جھوٹے ہیں۔ اگر یہ کلمہ زبان سے نہیں نکال سکتا ہے تو مجکو ایک سجدہ کردے پھر تجھے یہ سرد پانی کا پیالہ پلادونگا۔ اگر اُسکا ایمان پختہ ہوتا ہے تو اس نازک حالت میں خدا تعالیٰ کی امداد سے اُس شریر کی شرارت سے اپنے ایمان کو بچالیتا ہے۔ اور اس مردود کی گردن پر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کی تلوار رکھدیتا ہے اور کہدیتا ہے دُور ہوجا میرے سامنے سے اے مردود میں تو اللہ کی قضا پر راضی ہوں۔ اگر اس سے بھی زیادہ سختی میں مجکو رکھے۔ اسکی تکلیف میری نظر میں عین راحت ہے۔ اسکی زحمت میرے لئے خاص رحمت ہے۔ غرض وہ بندہ اس بدحالی میں اپنے ایمان پر ثابت رہتا ہے۔ کما ورد یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ÷ یعنے ثابت رکھتا ہے خدا تعالیٰ مومنوں کو قول درست پر یعنے مومنوں کے ایمان کو ثابت رکھتا ہے۔ یا یہ کہ مومنوں کو ایمان پر رکھتا ہے دُنیا میں یعنے جب تک دنیا میں زندہ رہتے ہیں تو اپنے ایمان پر ثابت رہتے ہیں اور مرنیکی حالت میں بھی اپنے ایمان پر قائم رہتے

ہیں ۔ بیماری اور بیقراری کے استیلا اور شیطان کے اغوا سے ہرگز اپنے استقلال سے تجاوز نہیں کرتے ہیں اور گمراہ کرتا ہے خدا تعالیٰ ظالموں کو یعنی کافروں کو کہ وہ دولت ایمان سے محروم جاتے ہیں اور مرنیکے وقت دولت ایمانی شیطان کے حوالے کر جاتے ہیں اور اللہ جو چاہتا ہے سو ہی کرتا ہے ۔ پھر شیطان لعین دوسری صورت بدلکر خیر خواہوں کی شکل بنا کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خدا نے تجھکو تمام کنبہ سے پکڑ کر تن تنہا اکیلا اس باغ دنیا سے نکالا ہے ایسا ظلم جو تیرے ساتھ ہوا کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آیا ۔ تیری پیاری عورت اور بیٹیاں بیٹے چیختے روتے پیٹتے رہ گئے وہ بیچارے بغیر تمہارے کیونکر گذارہ کریں گے ۔ خدا نے جو تیرے ساتھ برائی کی ہے ایسی بدی کسی نے کسی کیساتھ نہیں کی ۔ جو بندہ مومن نیک اندیش جو اپنے ایمان کا پکا ہوتا ہے اُس مردود کو دندان شکن جواب دیکر ساکت کر دیتا ہے ۔ یعنی کہتا ہے کہ میرا خالق میرا مالک حق سبحانہ وتعالے بڑا عادل رحیم کریم ہے کبھی کسی مخلوق کیساتھ تعدی اور ظلم کا معاملہ نہیں کیا ۔ وہ مالک اور میں مملوک ہوں ۔ وہ اپنے ملک میں جیسا تصرف کرے اُسکو اختیار ہے ۔ واللہ یفعل ما یشاء اُسکا اقتدار ہے ۔ کسی مخلوق کا کیا امکان ہے جو اُسکے حکم سے تجاوز کرے ✤ پھر وہ مردود لعین اس بات کو سُنکر مخذول ہو کر اس بندے کے والدین اور اُستادوں کی صورت بنکر سامنے کھڑا ہو جاتا ہے ۔ اور کہتا ہے اس عالم دنیا میں جو عالم اور فاضل واعظ کہتا ہیں کہ وہ لوگ عوام کو خوف دلاتے ہیں اور عذاب السکرات اور عذاب القبر سے ڈراتے ہیں اور دوزخ اور بہشت کی تعریفیں سُناتے ہیں ہمنے تو مرکر کچھ بھی نہیں دیکھا ہے یہ ساری مُلاؤں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں ۔ اگر مومن راسخ الاعتقاد ہوتا ہے تو فوراً کہتا ہے کہ او مردود دور ہو میرے نزدیک سے دور ہو جا ۔ تو میرے اللہ اور رسول کے عالموں کو جھٹلاتا ہے اور میرے اللہ کو ظالم بناتا ہے ۔ خدا کی پھٹکار کا غبار تیرے سر پر پڑے جو کچھ میرے مالک کی مرضی ہے میں دل وجان سے اُسپر راضی ہوں ۔ پھر وہ بندہ اپنے اللہ کی بارگاہ میں مناجات کریگا ۔ عطار رحمۃ اللہ علیہ ۔

بادشاہا جرم ما را درگذار	ما گنہگاریم تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم	جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم
بے گناہ نگذشت برما ساعتے	با حضور دل نہ کردم طاعتے
مغفرت دارم اُمید از لطف تو	زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا

بحر الطاف تو بے پایان بود	نا امید از رحمت شیطان بود
نفس و شیطان زد کریما راہ من	رحمت باشد شفاعت خواہ من
چشم دارم کز گناہ پاکم کنی	پیش زآن کاندر لحد خاکم کنی
اندرین دم کز بدن جانم بری	از جہان با نور ایمانم بری

مؤلف - اے میرے بھائیو! انسان ضعیف البنیان کیواسطے ایمان کا سلامت لیجانا اس گھاٹی سے بہت مشکل ہے - اسی گھاٹی سے سلامت گذر جانے کے لئے حضرات اولیاء اور صلحاء نے اپنے پر کیسی کیسی تکالیف اُٹھائی ہیں کہ دُنیاء دنی کے ناپائدار اسبابوں سے دست بردار ہوکر اور بقدر مایحتاج کے کفایت کرکے دن کی روزہ داری اور رات کی شب بیداری اور اپنے گناہوں کی آلودگی دُور کرنیکے لئے شب و روز کی گریہ زاری کو اختیار کیا ہے - معہذا جس شخص پر خدا تعالیٰ کی ازلی رحمت ہوتی ہے وُہی اس مشکل گھاٹی سے اپنا گوہر ایمان ساتھ لیجاتا ہے - مگر جو کچھ قسام ازلی نے ہر ایک انسان کی قسمت میں نیکی یا بدی روز ازل سے لکھدی وُہی ظہور میں آئے گی اور اسی پر اُسکا خاتمہ ہوگا - کما ورد الحدیث عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق والمصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذالک ثم یکون مضغۃ ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی وسعید ثم ینفخ فیہ الروح فوالذی لا الٰہ غیرہ ان احدکم یعمل عمل اھل الجنۃ حتی مایکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل النار فید خلھا - وان احدکم یعمل عمل اھل الجنۃ فید خلھا (متفق علیہ) مشکوٰۃ شریف - حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور وُہ ہمارا رسُول سچا اور سچا پیدا کیا گیا ہے یعنی اُسکی سچائی جبلّی ہے عارضی نہیں کہ تمہارے وجودوں کی بنیاد تمہاری ماؤں کے پیٹ میں رکھی جاتی ہے - چنانچہ چالیس روز تک منی کا نطفہ بدستور رحم میں پڑا رہتا ہے ازاں بعد اسی مدت تک خون ہوجاتا ہے پھر مضغہ بنجاتا ہے یعنے گوشت کا ٹکڑا - پھر حق سبحانہ وتعالےٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں وُہ فرشتہ چار کلمے اُسکے وجود میں لکھدیتا ہے اُسکا رزق اور اجل اور اُسکا شقی یا سعید ہونا یعنے نیک بخت ہے - پس میں قسم کھاتا ہوں اُس ذات کی جو سوا اُسکی ذات مقدس کے کوئی معبود نہیں کہ کوئی تم میں سے اہل جنت کے کام کرتے رہتے یہانتک کہ

اُس کے اور بہشت میں ایک گز کا فاصلہ رہ جائے پھر اسکی ازلی سرنوشت پیش آجاتی ہے اور وہ یکایک دوزخیوں کے اعمال شروع کردیتا ہے اور انجام اُسکا بُرا ہوجاتا ہے۔ ویسا ہی تمہارے میں کوئی شخص ساری عمر بُرے اعمال کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اُس میں اور دوزخ میں صرف ایک گز کا فرق رہجائے تو اُسکا ازلی لکھا ہوا پیش آجاتا ہے تو پھر وہ شخص بہشتیوں کے اعمال شروع کردیتا ہے اور آخر کار اُسکا انجام بخوبی ہوجاتا ہے۔ کما ورد انما الاعمال بالخواتیم +

نظامی رحمہ

بہ بدبختی و نیک بختی قلم		بگردید ما ہمچنان در شکم	

امام غزالی سے مروی ہے کہ شیطان حالت نزع میں آدمی کے دائیں طرف آبیٹھتا ہے اور وہ بیچارہ نزع کی بیقراری میں پڑا ہوا ہوتا ہے پس اسکو کہتا ہے اگر تو اس سختی سے چھوٹنا چاہتا ہے تو اس دین کو چھوڑ دے۔ اور یہ بھی کہدے کہ خدا دو ہیں۔ ابھی جھٹ پٹ تو اس عذاب سے خلاصی پا جائیگا +

مؤلف۔ بھائیو جب انسان کے لئے ایسے ایسے خطرے جو ماسبق مذکور ہو چکے ہیں درپیش ہیں تو انسان کو لازم بلکہ الزم ہے کہ جناب باری میں عاجزی اور گریہ زاری سے اپنی مخلصی کیواسطے دُعا کرتا رہے اور اپنی قبر کی روشنی اور فراخی کیخاطر کچھ حصہ رات کا جاگتا رہے اور اپنی پنجگانہ نمازوں کو نہائت خشوع اور خضوع اور حضور دل کیساتھ ادا کرتا رہے شاید عذاب الہی سے خلاصی پائے۔ اَللّٰھُمَّ خَلِّصْنَا مِنَ الْعَذَابِ وَالْعِتَابِ +

روائت ہے کہ حضرت امام المسلمین مقتدائے جملہ مجتہدین امامنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ یا امام المسلمین وہ کونسا گناہ ہے جس سے ایمان سلب ہوجاتا ہے۔ فرمایا کہ ایمان کی نعمت کا شکر نہ کرنا اور اپنے خاتمہ کا خوف دل سے دُور کردینا اور خدا تعالی کے بندوں پر ظلم کرنا۔ پھر حضرت امام الائمہ نے تاکیداً یہ ارشاد فرمایا۔ جس شخص کے وجود میں یہ تینوں خصلتیں پائی جاویں۔ مَیں گمان کرتا ہوں کہ وہ شخص کافر ہوکر دُنیا سے نکلیگا۔ مگر جس کو سعادت ازلی بچائے +

مؤلف ایمان جو اللہ تعالی نے اپنی نعمتوں سے ایک نعمت کاملہ انسان کو عطا فرمائی ہے اگر انسان غور کی نظر سے دیکھیگا تو گویا حق سُبحانہ وتعالی نے اُسکو دار القرار کا جو اسکی رضامندی کا مقام ہے ایک بادشاہ بنا دیا ہے۔ آدمی اس نعمت عظمے کا شکریہ اگر

لاکھ برس تک کرتا رہے توبھی اس شکر کے عہدہ سے باہر نہیں آسکتا ہے اور دُنیا میں اس نعمت عالیہ کے چھیننے والے بقول شخصے ؏ نیک گوہر را ہزاران دشمن ست ✤ ہزاروں حاسد اس کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ ازانجملہ شیطان ہوائی جو بنی آدم کا دشمن جانی ہے اور اُسکا ایک نائب یعنی نفس جو انسان کے ہمرکاب ہی رہتا ہے۔ یہ نائب اور منیب دونوں شب وروز اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسیطرح بنی آدم کی دولت ایمانی اس سے جاتی رہے۔ مگر جن کو توفیق ایزدی یاور ہے وہ کبھی اس مردود کے دھوکے میں نہیں آتا۔ کما حکی؛-

حکائیت۔ امام غزالی رحمۃ اللہ نے یہ عجیبہ حکایت اپنی تصانیف میں درج کی ہے۔ لکھا ہے کہ ابازکریا ایک شخص بڑا عابد زاہد خدا پرست تھا۔ اُس نے اپنی ساری عمر خدا تعالےٰ کی یادگاری اور اپنے رسُول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری میں گذاری۔ اتفاقاً اس کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ اسی اثناء میں اُن کا ایک رفیق صدیق عین حالت سکرات الموت میں اُن کے پاس آن پہونچا حسب الارشاد وحسب الاقتیاد نبوی علیہ السلام کے لقنوا موتیکم کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمدٌ رسول اللّٰہ کی اُسکو تلقین کی۔ مگر اس زاہد نے اسکی تلقین سے اعراض کیا۔ علےٰ ہذا القیاس اُس وارد نے کراراً مراراً کلمہ شریف کی تلقین کی۔ پھر زاہد اس کی تلقین سے اعراض کرتا رہا۔ جب تیسری نوبت پہنچی تو اس زاہد کے دوست کے دل میں ایک قسم کا خوف اسکی نسبت پیدا ہوگیا۔ شاید میرے دوست کا انجام اچھا نہوا جب ایک ساعت کا عرصہ گذرا تو زکریا زاہد کو قدرے آرام کی صُورت نظر آئی۔ تب اپنی روشن آنکھیں کھولکر کہا۔ اے میرے دوست عالم بیہوشی میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے مجھ سے کچھ پوچھا ہے۔ یا کہا ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں ہمنے تین بار کلمہ شہادت پیش کیا۔ دو بار تو آپ اعراض اور رُوگردانی کرتے رہے۔ اور تیسری نوبت میں آپ لااقول کا لفظ زبان شیرین پر لائے پھر ہم تمہارے جانب سے مایوس ہوکر چُپ ہوگئے۔ زکریا زاہد نے کہا جب میرے پر حالت سکرات الموت کی طاری ہُوئی تو میری عین بیقراری اور اضطراری میں ابلیس پُرتلبیس ایک قدح پانی کا ہاتھ میں لیکر میری دائیں طرف آکھڑا ہوا۔ اور مجکو وُہ خوشنما پیالہ دکھاکر کہنے لگا۔ اے زاہد کیا اسوقت آپ کو پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ مردود علیہ اللعنۃ نے یہ کلمہ ثقیل پیش کرکے کہا قُل عیسےٰ ابن اللہ۔ میں نے اس مردود کیطرف سے مُنہ پھیر لیا۔ پھر وُہ دشمن بنی آدم میرے پاؤں کیطرف آکر کھڑا ہوا اور اسی کلمہ کا تکرار کیا۔ جب تیسری

نوبت ہوئی تو مجکو کہا قل لا الہ الا اللہ میں جھڑک کر کہا انی لا اقول یا رجیم پھر اُس مجہول مخذول نے میری طرف سے مایوس ہوکر پیالے کو زمین پر مارا اور آپ بھاگ گیا۔ خذلہ اللہ تعالےٰ فی الدارین۔ اور میں نے لا اقول کا لفظ اُس مردود کی تردید کے لئے کہا۔ پھر اُس زاہد بیر پاٹنے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا۔ اور اپنی پاک رُوح جو امانت الٰہی تھی بیکم وکاست اُن کے فرستادہ کے حوالہ کی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؛

مؤلف ۔ اے میرے مکرم و معظم بھائیو۔ آج یعنے زندگی کیحالت میں حق سبحانہ وتعالیٰ جو تمکو نعمت صحت اور فراغت کی جو عطا کی ہوئی ہے اُسکو غنیمت سمجھو۔ اور جہانتک ممکن ہے اسکی قدردانی کرو۔ اور اس سرمایہ کو غفلت اور نادانی اور متابعت نفسانی اور وساوس خطرات شیطانی میں ضائع نہ کرو۔ جو لوگ اس دولت عظمیٰ کو رائگان ہاتھ سے دیدیتے ہیں وُہ لوگ بستر مرض الموت پر پڑ جاتے ہیں تو اسوقت اس دولت کی قدر کو پہچان کر افسوس کے ہاتھ ملنے لگتے ہیں۔ اور اس دولت سے بڑا خسارہ اٹھاتے ہیں۔ کما ورد **قال** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ۔ ھذالحدیث من صحاح للمصابیح رواہ ابن عباس۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نعمتیں ہیں کہ انمیں اکثر لوگ خسارہ ہی اٹھاتے ہیں۔ تندرستی اور فراغت۔ یہ حدیث مصابیح کی حدیثوں میں سے ہے اور اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روائت کیا ؛ اس حدیث شریف کے یہ معنی ہیں کہ انسان کے لئے تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں۔ لیکن دنیا کے رہنیوالے اکثر لوگ ان کی قدر نہیں جانتے ہیں۔ جب تک تندرست اور فارغ رہتے ہیں یعنے جب تک اُن کو کسی طرح کی بیماری کا صدمہ نہیں پہنچتا ہے تب تک ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ہیں۔ اور رات دن کو غفلت میں یا اپنے دُنیاوی دھندوں میں گذارتے ہیں۔ اور وہ غفلت کے نشہ سے ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ نہ وُہ اعمال صالحہ کرتے ہیں اور نہ اپنی موت کے دن کا سامان بناتے ہیں اور یہ بدیہی امر ہے کہ انسان تندرستی کیحالت میں اپنے بدن اور مال دونوں سے خیرات حاصل کرسکتا ہے اور جب کوئی بیماری اسکے بدن پر طاری ہوجاتی ہے تو اس حالت میں بدن تو عبادت بدنی کے ادا کرنے سے بباعث ضُعف کے تھک رہتا ہے اور ہاتھ تہائی مال کے زیادہ تصرف سے کوتاہ ہوجاتا ہے۔ اب نہ بدنکو طاعت الٰہی پر قدرت ہوتی ہے اور نہ ہاتھ کو مال پر قابو۔ سوائے

تہائی حصہ کے باقی رہتا ہے۔ کما ورد فی باب الوصیۃ۔ پس میرے دینی بھائیو تمکو لائق ہے کہ اب اپنی صحت کو قیمتی جانکر بدن اور اپنے کمائے ہوئے مال سے خیرات حاصل کرلو۔ وعلیٰ ہذا عالم فراغت میں طاعت پر بے روک ٹوک قدرت ہوتی ہے۔ پھر اگر آدمی فراغت کے بعد کسی دھندے میں لگ گیا۔ تو اُسوقت موانع پیدا ہوجائیں گے۔ پھر طاعت کا اختیار کہاں رہتا ہے۔ اس لئے کہ انسان کبھی بھلا چنگا ہوتا ہے۔ لیکن فارغ نہیں ہوتا بلکہ کمائی کے کاروبار میں لگا ہوتا ہے۔ اور بعض وقت تونگر اور مالدار اور غنی ہوتا ہے مگر تندرست نہیں ہوتا۔ کسی بیماری کی بلا میں مبتلا ہوتا ہے۔ پس جب اُسکو صحت اور فراغت دونو حاصل ہوں تو بھی سُستی اور غفلت کے مارے طاعت الٰہی نہ کرے تو سمجھو کہ وہ انسان ٹوٹے اور خسارے میں ہے۔ ہذا مالدیٰ من معنے الحدیث۔ **تفصیل** اس اجمال کی یہ کہ بھائیو دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور دُنیا میں ایسی تجارت ہوتی ہے جسکا فائدہ عالم آخرت میں ملتا ہے۔ فمن استعمل فراغہ وصحتہ فی طاعۃ اللہ فھو المضبوط پس جسنے اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالےٰ کی عبادت میں صرف کیا تو سمجھو کہ وہ آدمی بڑے ضبط والا اور عقل کل کا مالک اور اپنے سرمایہ سے نفع اُٹھانیوالا اور دُنیا اور آخرت میں اپنے مالک کی حُسن خدمات سے سرخروئی حاصل کرنیوالا ہے۔ اور جس نادان نے ایسی نعمت خداداد کو اللہ تعالےٰ اور رسُول کی بیفرمانی اور معصیت اور ہوائی نفسانی میں کھویا وہ بیشک ٹوٹے اور خسارے والا ہے۔ اس لئے کہ فراغت کے بعد کاربار لگجاتے ہیں اور کئی طرح کے حوائج انسان کو لاحق ہوجاتے ہیں۔ اور تندرستی کے بعد بیماری بھی لگی ہوئی ہے اور جو شخص حالت صحت میں ہمراہ نفس امارہ کے کہ جو ہمیشہ آرام طلب ہے بی مہار پھرتا رہا اور خدا تعالےٰ کی حدود کی محافظت اور نگہبانی اور اُسکی طاعات اور امورات پر مداومت نہ کی پس وہ شخص بڑا خسارہ اُٹھائیگا۔ پس میری عزیزو تمکو لائق ہے کہ فراغت اور صحت کو غنیمت سمجھ کر صالح اعمال میں خوب سعی کرتے رہو اور ہر ایک معاملہ دینی اور دنیاوی میں اپنے رسُول اپنے رسُول برحق کی سُنت سُنیہ پر چلتے رہو۔ اور اپنی پیاری عمر کو جس کا ایک منٹ دُر بے بہا ہے بیہودہ کاموں میں برباد نکرو۔ کیونکہ عمر میں سے ہر ہر دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہوتا ہے۔ اسی کے وسیلہ سے سعادت ابدی میسر ہوتی ہے اور اُسکی ذریعہ سے انسان ہمیشہ کی بدبختی سے بچ سکتا ہے۔ پس اس جوہر سے کونسا جوہر بہتر ہوگا پھر اگر انسان نے ایسے بے بہا گوہر کو غفلت میں کھودیا تو اس نادان نے بڑا خسارہ اٹھایا۔

خدانخواستہ اگر اُسکو یعنے عمر کو گناہگاری بدکرداری میں لگایا تو بیشک وہ نادان علی الظاہر مارا گیا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الحماقۃ ٭

بھائیو! آدمی کی زندگی نیک اعمال کرنے کے لئے ایک فراخ میدان ہے جو اللہ تعالےٰ سے نزدیک اور قیامت کے دن ثواب جزیل واجب کردیتی ہے۔ پس انسان جو سعادت اس زندگی میں حاصل کرلیگا اس سرمایہ سے اتنا ہی اُسکا حصہ ہوگا۔ کما ورد قال اللہ تعالےٰ وان لیس للانسان الا ماسعیٰ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اُس نے کمایا پس جو دم زندگی کا عمل صالح سے خالی گذرتا ہے۔ روز قیامت کے اُسپر افسوس اور ندامت ہوگی کما ورد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ساعۃ یاتی علی العبد لا یذکر اللہ تعالیٰ فیہا الا کانت علیہ حسرۃ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہے کہ اسمیں اللہ کی یاد نہیں کرتا وہ ہی اُسپر حسرت ہوگی وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامتہ یا رسول اللہ قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان مسیئا ندم ان یکون نزع حضرت ابوہریرہ سے روائت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی مرتا ہے سو نادم ہوویگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی فرمایا اگر وہ نیکوکار ہے تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نہ کیا۔ اور اگر بدکار ہے تو یہ ندامت ہوگی کاشکے مَیں اُس بدفعلی سے باز آتا۔ پس اے عاقلو اپنی عمر غفلت میں مت کھوؤ۔ اور اپنی آخرت کے سامان حاصل کرنیمیں کوشش کرتے رہو۔ اُس دن سے پہلے کہ ایسا دن آجاوے کہ اُس روز کچھ حاصل نہ کرسکو۔ اور اب تو جلد اُسدن کو دیکھ لیگا۔ اور اپنی گذری ہوئی عمر پہ جو رب کی عبادت سے خالی گئی ہے ندامت اُٹھاویگا۔ اور تجھکو اُسوقت کا پچتانا کچھ فائدہ نہیں بخشیگا ہ

دریغا چنان رُوح پرور زمان	که بگذشت برما چو برق یمان		
زسودای آن پوشم واین خورم	نپرداختم تا غم دین خورم		
دریغا که مشغول باطل شدیم	زحق دُور ماندیم وغافل شدیم		

جو آدمی اپنے دُنیاوی دھندوں میں مصروف ہوکر خدا کی یاد کو وقت فراغت پر ملتوی رکھکر یہ بات کہے کہ جب اپنے کاموں سے فرصت ہوگی تو خدا کی عبادت بھی کرلونگا۔ سو یہ بات اُس شخص کی حماقت پر دلالت کرتی ہے دو وجہ سے ایک تو اُسکا ناپائدار دُنیا کو پسند کرنا آخرت

ہر اور یہ امر عقلاء کی شان سے بعید ہے۔ دُوسری وجہ عمل کو فراغت کیوقت تک مہلت میں رکھنا۔ کیونکہ بعض وقت فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت سے پہلے اُچک لیجاتی ہے۔ یا دُنیا کے کام بڑھ جاتے ہیں کیونکہ دُنیا کے کاروبار آپس میں ملے جُلے مسلسل ہوا کرتے ہیں۔ پھر یہ شخص بلا زاد خالی ہاتھ معاد کے لئے بے توشہ رہ جاتا ہے۔ پس ہر ایک آدمی کو واجب ہے کہ اعمال صالحہ میں موت سے پہلے اور فوت سے آگے جلدی کرے۔ **کما ورد** وَسَارِعُوٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دوڑو بخشش پر اپنے رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاؤ آسمانوں اور زمینوں جتنا ہے۔ تیار ہوئی ہے پرہیزگاروں کے واسطے ۔

مؤلف بھائیو بے شک جس شخص کا دُنیا کے دھندوں میں رات دن دل اُلجھا رہتا ہے اور دُنیا میں سے قدر کفایت سے زیادہ کھانا پینا لباس وغیرہ حاصل کر چکتا ہے۔ تو یہ دُنیا اُس کے حق میں مضر ہوتی ہے ہاں اگر اُس کو طاعت الٰہی کے بجالانے میں صرف کرے (جیسے زکوٰۃ و حج و صدقات و دیگر خیرات مبرات جیسے تعمیر مساجد اور چاہات) تو اس صورت میں بیشک مضر نہیں اس لئے کہ جو چیز آدمی کو محبوب اور پیاری ہوتی ہے اور اُسپر کامیاب ہی ہو جاتا ہے تو بالضرور اس سے جُدا ہو ویگا۔ اگر اُسکی محبت سوائے محبت اللہ کے اور وجہ سے تھی تو اُسکا فوت ہونا بھی اس کے لئے عذاب ہو ویگا۔ اس لئے کہ اُس چیز کی مفارقت میں اُتنا ہی الم اُسکو ہوتا ہے جتنا اُسکو اُس چیز کیساتھ لگاؤ ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہے تو ادھر اُدھر کے دھندوں سے فارغ دل ہوتا ہے اور کسی طرح کے وساوس اور خطرات واہیہ اسکے دلمیں شہوت اور لالچ کی دس شاخیں ایسے پیدا ہو جاتی ہیں کہ ہر شہوت میں سَو سَو دینار کی حاجت ہووے۔ پس جسقدر اس کے ہاتھ آیا تھا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ نو سو کی اَور حاجت ہوتی ہے۔ اور اُس کی تلاش میں راتدن لگا رہتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ جب یہ سو اُس کے پاس موجود نہ تھا۔ تو وہ مستغنی رہتا تھا۔ اب چودہ سو کا مالک ہوا تو گمان کرتا ہے کہ میں غنی ہو گیا اور یہ نہیں سمجھتا کہ میں تو نو سو اور محتاج ہو گیا اور مجکو کئی طرح کے فکر دامنگیر ہو گئے اور یہ دُنیا داروں کی عادت مستمرہ ہے کہ جب انکو استطاعت مالی پر قبضہ ہو جاتا ہے تو پہلے خوبصورت عورتیں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں اور ان کے دلوں کے بہلانے کے لئے اچھے اچھے مکانات خریدتے ہیں اور ہر ایک کے لئے لوازم جو اُس کے

مناسب اور لائق ہوشیار چاہتے ہیں۔ سو بھائیو ایسے لوگ اگر غور کرکے دیکھا جائے۔ ایسے گڑھے میں گرتے ہیں۔ جسکا انجام دوزخ کا گھراؤ ہے۔ سو اُسکی کوئی انتہا نہیں۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ **حکایت** ایک بادشاہ عالیجاہ کے پاس فیروزے کا پیالہ آیا اور اُسمیں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اور اس قسم کا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ بادشاہ اِس پیالہ کے دیکھنے سے ازحد خوش ہوا۔ اور اُسکو بہت پسند فرمایا۔ اتفاقاً اُس بادشاہ کے پاس ایک حکیم عالم دانا فہیم بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا اے حکیم صاحب فرمائیے کہ یہ پیالہ کیسا ہے۔ اور مجھکو اسکا اپنے پاس رکھنا مناسب ہے یا نہیں حکیم نے عرض کیا مجکو تو یہ کاسہ مرصع تیرے حق میں ایک طرح کی مصیبت اور موجب فقر معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے حکیم کی بات سنکر کہا کیونکر میرے لئے مصیبت ہے حالانکہ میرا دل اس کے دیکھنے سے خوش ہوجاتا ہے۔ حکیم نے عرض کیا اس لئے کہ انسان کی ملک جو دنیا میں ہوتی ہے ہمیشہ اُسکے پاس نہیں رہتی بالفرض اگر یہ پیالہ کسیطرح جاتا رہا یا گر کر ٹوٹ گیا۔ تو آپکے دل کا کاسہ ساتھ ہی ٹوٹ جائیگا۔ اور آپ کو ایسے دوسرے کی حاجت دامنگیر ہوجائیگی۔ اگر ایسا دُوسرا نہیں ملیگا تو جناب پر ایسی مصیبت طاری ہوگی جسکا علاج مشکل اور امر محال ہوجائیگا۔ **بیت**

غم چنیں رگ جان راخراشد	کہ گاہے باشد وگاہے نہ باشد

ایک دن اتفاقاً وہ جام فیروزی کو شکست پہنچ کر کسی خدمتگار کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ اور بادشاہ کو اُس کے ٹوٹنے سے بڑا ہی رنج لاحق ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتے تھے۔ کاش یہ پیالہ میرے پاس نہ آتا اور ایسا سخت رنج میری جان کو لاحق نہوتا۔ انتہی۔ اسیطرح جو لوگ دُنیائے دُون سے علاقہ رکھتے ہیں اور اسکی حرص میں دن رات جلا کرتے ہیں اور اس کے حاصل کرنمیں سخت محنتیں اٹھاتے ہیں جب وہ دنیا اُن سے جاتی رہتی ہے تو اُسکی جدائی کی حسرت میں جلا کرتے ہیں اسی لئے بعض حضرات سلف نے فرمایا مَنْ اَحَبَّ الدُّنیا فلیوطن نفسہٗ علی التحمّلِ المصائب فان محبتھا لا تنفک عن ثلث مصائب ھم لازم وتعب دائم وحسرۃ لا تنقضی۔ یعنے جسنے دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کے لئے تیار رکھے۔ کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر وقت کا فکر۔ اور تعب دائمی اور حسرت بے انتہا۔ **مؤلف** اگر دنیا کے دوست کو حال کا عذاب سوائے عذاب آئندہ کے کچھ نہوتا تو یہ بھی مصیبت کافی تھی۔ پھر کیا حال ہوگا جب اُسمیں اور اس کے تمام محبوبات اور لذات میں

موت حائل ہو جاویگی۔ اور جن چیزوں سے لذت اُٹھاتا تھا۔ اور وہ لذتیں اُس کہ زاد اُخروی کی سعی سے روک رکھتی تھیں۔ اسیقدر بلکہ اُس سے بڑھ کر عذاب دیکھیگا۔ فرض کرو کہ اگر کسی شخص کے ہزار محبوب ہوویں تو مرتے وقت اُسپر ایک دم میں ہزاروں مصیبتیں پڑ جاوینگی۔ اور اُن کی مفارقت کا اُس کے دلپر بھاری صدمہ پہونچیگا اور ایک لحظہ بھر میں سب سے جدا ہو جائیگا اور موت کے بعد حسرت و ندامت میں پڑا رہیگا اور یہ تو وہ الم ہے جو مرتے ہی پیش آویگا۔ علاوہ اس سے (جو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا عذاب ان لوگوں کے لئے جو دنیا کی زندگی اور دُنیا کے مالوں کو دوست رکھتے ہیں اور دُنیا کے اسبابوں کی آب و تاب پر فریفتہ ہوکر اپنے مولےٰ کی عبادت سے غافل رہتے ہیں) تیار کر رکھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص سوائے اللہ کے کسی شے کو محبوب رکھتا ہے اور اُسکی محبت اللہ کے واسطے نہ ہو اور نہ اس لئے کہ وُہ طاعت الٰہی پر امداد کرتی ہو تو بیشک اُس شے کی محبت سے ضرر حاصل ہوتا ہے۔ یہ تو وہ عذاب ہے تو مرتے ہی دوزخ کے پہلے دُنیا کا دوست بھگتے گا۔ اس لئے کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہے۔ بلکہ موت دُنیا کی مفارقت اور اللہ کے سامنے ہونے سے مُراد ہے۔ اور بعض جُہلا کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد آدمی کے ساتھ مرتے دم دو ہی چیزیں رہتے ہیں۔ علم۔ اور عمل اور یہی آدمی کو نجات دیتے ہیں اور حق سُبحانہ و تعالےٰ کے دیدار کی لذت تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور یہ وُہی سعادت ہے کہ مرنے کے بعد جلدی حاصل ہوتی ہے اور اُسکی قبر ایک چمن بہشت کا بنجاتی ہے۔ یہاں تک کہ دیدار الٰہی کا وقت جنت میں آجاتا ہے۔ اور علم سے مراد علم معرفت الٰہی کا اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں اور رسُولوں کا ہے اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات آدمی مومن کو انکا سیکھنا واجب ہے۔ کہ بدوں ان کے خدا شناسی کا راستہ مفقود ہے اور مراد عمل سے عبادت ہے جو خالصۃً للہ اور کتاب اللہ اور سنت رسُول اللہ کے موافق ہو۔ جو عمل کہ کتاب اللہ اور سنت رسُول اللہ کے موافق نہو وہ قابل قبول نہیں

ساتویں فصل وقت وداع روح کے بدنسے آسمان کا ندا کرنا

وفی الخبر اذا فارق الروح من البدن نودی من السماء بثلث صیحات یا ابن ادم اتُرکت الدنیا ام الدنیا ترکتک اجمعت الدنیا ام الدنیا جمعتک اقتلت الدنیا

سب جھگڑوں سے پاک ہو جاتا ہے یہ بالکل انکا خیال غلط ہے اور آدمی

ام الدنیا فتلتلک - حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب رُوح انسان کے بدن سے مفارقت کرنا چاہتی ہے تو آسمان سے تین سخت آوازیں آتی ہیں - اے بنی آدم کیا تو نے اپنی ارادت سے دنیا کو اپنے سے جدا کیا ہے یا کہ دُنیا نے تم کو چھوڑ دیا ہے - اے بنی آدم کیا تو نے ہی دُنیا کو جمع کیا ہے یا کہ دنیا نے تم کو جمع کیا ہے - اے بنی آدم تو نے دُنیا کو قتل کیا ہے یا کہ دُنیا نے تم کو قتل کر کے خاک میں ملایا ہے + اور جب میّت کو واسطے غسل کے تختے پر رکھا جاتا ہے تو آسمان سے تین آوازیں آتی ہیں - اے بنی آدم تیرے مضبوط اور توانا بدنکی طاقتیں کہاں گئیں اور بڑے چالاک ہرن کیطرح چھلانگیں مارنا اور تیرا کُودنا کہاں گیا - کس چیز نے تم کو ایسا ضعیف اور ناتوان کر رکھا ہے - کہ تیرے رُستمی بازوں میں بالکل حرکت نہیں رہی - اور اے بنی آدم تیری فصیح زبان اور تیرا ملیح بیان اور تیرا رنگین کلام کہاں گیا - جسکی ہیبت نے تم کو ساکت کر دیا ہے - اے بنی آدم تیری قوت سامعہ کو کون اُڑا کر لے گیا کہ تیرے کانوں میں طاقت شنوائی ہرگز پائی نہیں جاتی - اے بنی آدم تیرے پیارے دوست جنکے ساتھ جلسوں میں بیٹھکر باتیں بناتا تھا - اور باغوں اور بازاروں میں بگڑ اکڑ اکر بڑے فخر کیساتھ چلتا اور ان کی ملاقات کے بغیر ایک دم بھی تمہیں مشکل گذرتا تھا - وُہ تمہارے رفیق شفیق تمکو چھوڑ کر کہاں چلے گئے - اور تم کو کس چیز نے وحشی اور وحشت زدہ بنا دیا ہے + اور جب میّت کو کفن پہنایا جاتا ہے تو اُس وقت آسمان کیطرف سے تین ندائیں آتی ہیں - اے بنی آدم اگر تیرے پر تیرا خالق تیرا الملک تیرا اللہ راضی ہو تو تجکو ہزار ہزار مبارک ہے اور تو دائمی خوشی کا مالک ہے - اگر عیاذاً باللہ تیرا اللہ تجھپر ساخط ہے تو تو بیشک ہالک ہے تیرا ٹھکانا سوائے دوزخ کے نہیں - اے بنی آدم اگر تیرا مقر دار الجنان ہے تو تو بڑے نصیبے والا ہے - اور اگر تیرے رہنے کی جگہ دوزخ نیران ہے تو تو سمجھ لے کہ تیری ننھی جان پر کتنی طرح کے عذاب کے ورود کا امکان ہے - اے بنی آدم اب تو بغیر زاد راحلہ کے خالی ہاتھ ایک دور دراز سفر کی طرف مسافر ہونیوالا ہے - اور تو اپنے رنگین محلوں اور ہوادار بالاخانوں سے نکلنے والا ہے تیرا ان محلّوں میں آنا ایک امر محال ہے اور ایک اندھیری تنگ و تاریک کوٹھڑی ہے سوائے ہول اور پریشانی کے کوئی مونس نہیں ہوگا تیرا بسیرا ہے اور جب میّت کے جنازہ کو اٹھا لیتے ہیں تو آسمان سے تین آوازیں اور آتی ہیں - اے بنی آدم اگر تیرے اعمال صالحہ ہیں تو تیرا جانا بہت مبارک ہے اور اگر تیرے اعمال بُرے ہیں تو خدا حافظ

تیرا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اور اے بنی آدم اگر تو نے اپنے گناہوں کی کدورت کو توبہ اور استغفا کے پانی سے صاف کر کے اور اپنے مالک حقیقی کو راضی کر کے دُنیا سے دار عقبےٰ کو چلا ہے تو تیرے لئے دائمی عیش کا مکان تیار ہے۔ اگر تو دُنیا سے فاسق کا فاسق اور خدا کا غضب اپنے ساتھ لے چلا ہے تو تیرے لئے دائمی ماتم اور غم پر غم ہے۔ اور جب میّت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اُس وقت بھی آسمان سے تین ندائیں نازل ہوتی ہیں۔ اے بنی آدم بموجب اس کلام الٰہی کے مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَہٗ جتنے اعمال تو نے دُنیا میں کئے کمائے ہیں اسکا نتیجہ تمکو اسی ساعت میں معلوم ہو جاویگا۔ اگر تیرے اعمال من حیث العبادۃ اور من حیث العادت اچھے اور نیک ہونگے۔ انہی کے موافق بارگاہ ایزدی سے عزت اور منصب پائیگا۔ اور اگر تیرے اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ ہونگے تو اُسکا بُرا نتیجہ پاکر پچھتائیگا۔ اُسوقت کا پچھتانا تیرے کام نہ آئیگا۔ جب میّت کو گور کے کنارے پر لیجائینگے تو عالم بالا کی طرف سے تین ندائیں آئینگی۔ کہ اے بنی آدم تو زمین کی پشت پر اور اُس کے پُرفضا میدانوں میں اور بارونق بازاروں میں بڑے ناز و نیاز سے چلتا پھرتا تھا۔ اور بڑی فصاحت و بلاغت سے بولتا چالتا تھا۔ جب تو زمین کے بطن میں جا پڑیگا تو بالکل چپ چاپ ہو جائیگا۔ اے بنی آدم تو زمین کی پشت پر اپنے پیارے دوستوں کے ساتھ ہنستا کھیلتا پھرتا تھا۔ اور جب تیرا وجود زمین کے پیٹ میں جائیگا تو وہاں جاکر خدانخواستہ باشد روویگا۔ اور تو زمین پر اپنے اموال اور اہل عیال اور اولاد کو دیکھکر نہایت خوشی سے پھُول جاتا تھا۔ یہانتک کہ مارے خوشی کے کپڑوں میں نہیں سماتا تھا۔ جب تو زمین کے پردے میں متواری ہو جائیگا تو نہائت غمگین اور حزین رہیگا + جب سب اپنے بیگانے میّت کو دفن کر کے اس جنگل دنگل میں اکیلا چھوڑکر اور اُسکی طرف سے مُنہ موڑکر اپنے گھروں کی راہ لیں گے تو اُسوقت ارحم الراحمین کی رحمت کا دریا اُس بندے کے زار نزار حال دیکھکر جوش میں آجاتا ہے اور اپنے بندے کی غمخواری اور دلدہی کے واسطے حق سبحانہ وتعالےٰ فرماتا ہے۔ کما ورد یقول اللہ تعالےٰ یا عبدی بقیت فریدا و وحید و ترکوك فی ظلمۃ القبر وقد عصیتنی لاجلھم وانا ارحمك علیك الیوم رحمۃ تتعجب منہ الخلایق کلھا وانا اشفق علیك من الوالدۃ بولدھا۔ اے میرے بندے اب تو اس اندھیری کوٹھڑی میں تن تنہا جسمیں نہ کوئی غمخوار نہ مونس غمگسار ہے۔ تیرے پیارے متعلقین جنکی خاطر کیواسطے تو

میری بیفرمانی کرتا رہا۔ اور انکی دُنیاوی عزت کے لحاظ سے میری حدود سے دیدہ و دانستہ تجاوز کرتا رہا۔ تجھکو اندھیرے گڑھے میں اکیلا پھینک کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اے میرے بندے اب میری ذات مقدس لایزال کے سوا کوئی تیرا ملجا و ماوا نہیں دیکھ آج میری رحمت تیرے ساتھ ایسا معاملہ کریگی اور میں تجھکو اس برزخ میں ایسا شاد کام کرونگا کہ میری ساری مخلوق تجھکو دیکھکر متعجب ہو جائیگی اور جسطرح والدہ اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے اُس سے سو حصہ بڑھ کر میں تیرے پر شفقت فرماؤنگا تو ہر طرح سے اپنے دل میں تسلی اور اطمینان رکھ اور تجھکو ایسا آرام دکھاؤنگا کہ دنیا کی آرائش و آرام تیرے دل سے محو و منسی ہو جائیں گے۔ احیاء العلوم۔ **مناجات بدرگاہ واہب العطیات:۔**

خداوندگارا نظر کن بجود	کہ جرم آمد از بندگان در وجود
گناہ آید از بندۂ خاکسار	بامید عفو خداوندگار
کریما برزق تو پروردہ ایم	بانعام و لطف تو خو کردہ ایم
چو مارا بدنیا تو کردی عزیز	بعقبے ہمین چشم داریم نیز
عزیزی و خواری تو بخشی و بس	عزیز تو خواری بہ بیند ز کس
خدایا بعزت کہ خوارم مکن	بذل گناہ شرمسارم مکن
خدایا بذات خداوندیت	باوصاف بیمثل و مانندیت
بہ لبیک حجاج بیت الحرام	بمدفون یثرب علیہ السلام
کہ مارا در آن ورطۂ یک نفس	زنگ و رنگفتن بہ فریاد رس

الفصل الثامن فی بیان ندا الارض و القبر للانسان کل یوم بعشر کلمات

اے میرے بھائیو! تم کیوں خواب غفلت میں سو رہے ہو۔ اور تمہارے عقل و ہوش کے کان کسواسطے بہرے ہو رہے ہیں باوجودیکہ خود یہ زمین جسپر تمہاری بود و باش ہے باآواز بلند پکار پکار کر تمکو جگا رہی ہے اور تمہاری عاقبت اور انجام کا حال تمکو سنا رہی ہے۔ کما ورد **قال** انس ابن مالک رضی اللہ عنہ ان الارض تنادی کل یوم بعشر کلمات الخ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمین ہر روز باآواز بلند اپنے باشندگان کے جگانے کے لئے دس کلمات عبرت انگیز سناتی ہے ✦

مؤلف ۔ مگر چونکہ حضرت انسان کے دل کے کان غشاوت تعلقات جسمانی سے بہرے ہو رہے ہیں اور اُن کے ظاہری حواس پر ہوا جس نفسانی کی آندھی چل رہی ہے اسواسطے اُسکو زمین کی آواز سُنائی نہیں دیتی ۔ مگر خاصان خدا یعنے حضرات انبیا اور اُن کی اُمّت کے اولیاء اور صلحا جو تعلقات ظاہریہ سے کچھ سروکار نہیں رکھتے ۔ اور ہمیشہ اپنے حواس ظاہری باطنی کو دُنیا کے لالچوں اور حرصوں سے صاف اور مُصفی رکھتے ہیں وہ لوگ اس نعمت عظمٰے سے حظ اُٹھاتے ہیں ۔ عوام کالانعام کو اس دولت سے کچھ حصہ نہیں چنانچہ زمین ہر روز کہتی ہے ۔ اَے بنی آدم عالم حیات میں تو میری پشت پر بڑی خوشی اور امنگ سے دوڑتا پھرتا ہے اور آخر تیرے رہنے کی جگہ میرا بطن ہے اور سب نعمتیں تم کو عطا ہوتی ہیں ۔ آخر میرے بطن میں آکر بڑے بڑے عذاب اور سخت سخت تکلیفیں تمکو اُٹھانی پڑینگی اور اب تو میرے پر ہنستا کھیلتا ہے ۔ میرے بطن میں پہونچکر تمکو سوا رونے اور آنسو بہلنے کے کچھ یاد نہیں رہیگا ۔ اَب تو میرے پشت پر مال حرام اور حلال اور مشتبہ جو کچھ تیرے آگے آجائے سب کچھ کھا پی لیتا ہے اور مال حرام کے کھانے سے اپنے بدن میں پھیلتا جاتا ہے اور جائز ناجائز کا کبھی خیال دلمیں نہیں لاتا ہے ۔ جب تو میرے قابو میں آئیگا تو تیرے فربہ جسم کا لحم شحم بالکلیہ یعنے ہمگی وتمامی گل گُل جائیگا ۔ اور تیرا گوشت پوست کیڑے چیونٹیاں کھا جائینگی ۔ اور تو میری ظہر پر بڑے تجبر اور تکبر کیساتھ اکڑا امکڑا کر چلتا ہے ۔ اور کسی بشر کو اپنا ہمسر نہیں سمجھتا ہے ۔ جب میرے بطن کا کیڑا بنجائیگا تو تیری ایسی مٹی خراب ہوگی اور تو اسقدر ذلیل ہوگا کہ تیری ہیئت سے ہیبت آنے لگے گی + اور تو آج میرے سینے پر بڑے ناز و انداز سے مارے خوشی کے کودتا پھاندتا پھرتا ہے اور میرے شکم میں آکر بدرجہ غائت غمناک ہو جائیگا ۔ اور آج تُو رُوئے زمین پر آفتاب کی روشنی اور ماہتاب کی چاندنی میں آمدرفت رکھتا ہے اور کل میرے بطن کی اندھیری کوٹھڑی میں گوشہ نشین ہو جائیگا ۔ اور اے بنی آدم میری پشت پر احباب کی ایک جماعت کا سردار بنکر چلتا ہے اور بغیر ہمرکاب نقیبوں کے زمین پر قدم نہیں ٹکاتا ہے ۔ بلکہ اکیلا چلنے کو عار تصور کرتا ہے ۔ کل کو میرے بطن کی اندھیری میں تجھ کو تن تنہا گذارہ کرنا پڑیگا ۔ اور اُس وحشتناک مکان کو دیکھ دیکھ کر ڈریگا +

اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ انسان غافل کی قبر ایک دن میں تین بار اپنے

مالک کو پکار کر سمجھاتی ہے کہ اے لا اُبالی مزاج میں ایک وحشت خانہ ہوں۔ اور میں ایک ظلمت کدہ ہوں اور میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔ جب تو میری طرف آنیکا ارادہ کرے تو اپنی روشنی کا سامان اور اپنی تنہائی کا رفیق دل نشان اور اپنی بچاؤ کا اطمینان اپنے ساتھ لانا۔ اور بعض روایات میں اسطرح دیکھا گیا ہے کہ آدمی کی قبر کا مکان ہر روز پانچ مرتبہ اپنے مالک کو پکارتی ہے کہ اے بنی آدم میں اس لق و دق جنگل میں اکیلا گڑھا ہوں۔ پس تو اپنا مونس (قرآن شریف کی تلاوت اور اسکی حکموں کی تعمیل کی مداومت) جو تیری تنہائی کی وحشت کو رفع کرنیوالا ہے ہمراہ لائیو۔ اور میں ایک اندھیری کوٹھڑی ہوں۔ تو مجکو صلوٰۃ اللیل یعنے نماز تہجد وغیرہ نوافل کی روشنی سے مجلی اور منور کر لیو۔ اور میں مٹی کا گھر ہوں تو اسمیں اعمال صالحہ کا فرش بچھائیو۔ اور میں سانپوں اور بچھوؤں کا گھر ہوں تو صدقات اور خیرات مبرات کا تریاق اپنے ساتھ لائیو۔ اور ہمیشہ نہائت گریہ وزاری کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے منتر کا وظیفہ اپنا ورد بنائیو۔ اور میں منکر اور نکیر کے سوالوں کا مکان ہوں پس تو جب تک روئے زمین پر لباس زندگی میں ہے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر صدق دل سے کرتے رہیو کہ یہی کلمہ تیری نجات کا وسیلہ ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے گروہ موحدین عذاب دوزخ سے مخلصی پا کر بہشت اعلےٰ میں پہنچ جائینگے اور وہاں پہنچکر اپنے مولےٰ کا دیدار بھی پائیں گے۔ کما ورد حضرت ابوہریرہ رضؓ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روائت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جلال احدیت جل جلالہ ہر صبح اور شام کو اپنے ید قدرت سے بہشت کے دروازوں کو کھولتے ہیں اور اپنے کرم اور احسان اور نعماء کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ منادے کے نام یہ حکم صادر ہوتا ہے کہ تم عرش معلےٰ کے نیچے جاکر باواز بلند پکارو کہ اے عنبر سرشت بہشت اور اے بہشت کے مقیم نعیم تم یہ بتاؤ کہ تم کس کی آن اور ملک میں ہو اور اس بہشت میں کس کے لئے رکھے گئے ہو۔ اور ہمارے بندگان سے کس فرقہ کے مشتاق ہو۔ بہشت اور نعماء بہشت التماساً وجواباً عرض کریں گے کہ الٰھی نحن لاھل لا الہ الا اللہ و نشتاق لاھل لا الہ الا اللہ ولا نطلب الا اھل لا الہ الا اللہ ولا یدخل النبا الا اھل لا الہ الا اللہ و انا حرام وکل مافی علےٰ من لو یقل لا الہ الا اللہ۔ پھر جناب الٰہی سے حکم ہوگا کہ اے منادی دوزخ کی وادی میں جاکر اسی طرحسے پکار کر جب دوزخ منادی کی ندا سُنیگا تو اُس کے جواب میں عرض

کریگا۔ الٰہی لا یدخلنی الا من انکر لا الٰہ الا اللّٰہ ولا اطلب الا من کذب بلا الٰہ الا اللّٰہ وانا حرام علی من قال لا الٰہ الا اللّٰہ ولست انتقم الا ممن جحد لا الٰہ الا اللّٰہ ولا ینطفی غیظی الا ممن انکر لا الٰہ الا اللّٰہ ولا یخلد فی الا من لم یقل لا الٰہ الا اللّٰہ پھر خطاب مستطاب رب الارباب جل جلالہ کا پہنچیگا۔ انا لاھل لا الٰہ الا اللّٰہ وانا ناصر من قال لا الٰہ الا اللّٰہ والجنۃ لمن قال لا الٰہ الا اللّٰہ وانا غضبان علی من لم یقل لا الٰہ الا اللّٰہ وما خلقت الرحمۃ الا لاھل لا الٰہ الا اللّٰہ فلا لحظ اقول لا الٰہ الا اللّٰہ الا بما یوافق لا الٰہ الا اللّٰہ۔ انتہی روضۃ الواعظین نظم

اے خوش آن تن کہ بار داوند شش
اے خوش آن دل کہ یافت در بجرشش
اے خوش آن جان کہ در کنار گرفت
قوتے خواہ تا کہ بکشاید۔
ہان دہان تا ز دست دل ندہی۔
برساند بمرکز اصلت
زود برکشش تو از غلافِ دلت
غلوتِ خویشش را ز دست مدہ
اے خدایا ز ما تو باز مگیر

بر درِ لا الٰہ الا اللّٰہ
گہر لا الٰہ الا اللّٰہ
دلبر لا الٰہ الا اللّٰہ
کشورِ لا الٰہ الا اللّٰہ
سپر لا الٰہ الا اللّٰہ
شہپر لا الٰہ الا اللّٰہ
خنجر لا الٰہ الا اللّٰہ
در بر لا الٰہ الا اللّٰہ
نظر لا الٰہ الا اللّٰہ

عن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من احد یشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللّٰہ علی النار۔

مؤلف کہتا ہے کہ ظاہر معنے اس حدیث کے یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص اللّٰہ کی وحدانیت کے لئے یہ کلمہ شہادت کا پڑھتا ہے۔ وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ اگرچہ اوامر الٰہی کو بجا نہ لاوے اور اللّٰہ کی مناہی سے باز نہ رہے۔ اور حقیقت میں یہ نہیں کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو شخص اللّٰہ کی وحدانیت اور رسول صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر گواہی دیتا ہے اور اپنی شہادت کے راستہ پر چلا جاتا ہے۔ اور اوامر الٰہیہ پر عمل اور منہیات سے اجتناب کرتا ہے۔ اسکو اللّٰہ تعالیٰ آگ پر حرام کردیگا۔ اور ان معنوں کا اشارہ ہے۔ اس حدیث میں اس لفظ سے کہ سچے دل سے کیونکہ گواہی جب سچے دل سے اور ارادے سے ہوتی ہے تو آدمی اپنے مولیٰ کی رضامندی تلاش کرلیتا ہے۔ اور اس کے حکم کو بجا لاتا ہے۔ اور اسکے منہیات

سے باز رہتا ہے اور جس شخص نے اُس کے حکم پر عمل نہ کیا اور اُس کے منہیات کے ارتکاب سے نہ رُکا تو اُسکی وُہ گواہی صرف زبانی ہے دِل اور اعتقاد سے ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ زبان دل کی ترجمان ہے یعنی دِل کا اظہار کرنیوالا ہے۔ اور ہاتھ پاؤں اعضا وغیرہ گواہ ہیں۔ انسان کے زبانی دعوے پر۔ پس جو شخص اپنی زبان سے ایمان کا دعوےٰ کرے اور وُہ اپنے ارکان ایمان کے مطابق برتے یعنی اپنے اعضا کے حرکات و سکنات کو عبادت الٰہی میں صرف کرے تو وہ شخص بے شک اپنے دعوے میں سچّا ہے اور وُہ پُورا پُورا ایماندار ہے۔ اور اُسکا دعوےٰ ثابت ہے اور جس شخص نے اپنے بدن کے ارکان ایمان کے مطابق استعمال نہ کئے۔ تو وُہ اپنے ایمان میں سچّا نہیں اور نہ اُسکا دعوےٰ ثابت ہے۔ اور اس تقریر سے معلوم ہُوا کہ جو لوگ زبان سے کہا کرتے ہیں بعض وقت وُہ بات دِل اور اعتقاد سے نہیں ہوتی اگرچہ واقعہ میں سچی ہو۔ جیسے منافقوں نے جناب رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا نشھد انک لرسول اللہ یعنے اے محمدؐ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تم اللہ کے رسُول ہو۔ تو یہ اُن کا قول واقعی سچّا ہے۔ اِس دلیل سے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ یعنے اللہ جانتا ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسُول ہے۔ لیکن چونکہ وُہ منافق اپنے دِل اور اعتقاد سے نہیں کہتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو جُھٹلا دیا۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق بے شک جھوٹے ہیں اور اس کا سبب یہ ہو کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لُغت کے یقینی خبر کو کہتے ہیں۔ اسی لئے گواہوں میں یہ شرط ہے کہ گواہی تب دیا کریں جب وُہ شے اُن کے عندیہ میں یقینی ثابت ہے۔ کما ورد حدیث قال النبی علیہ السلام اذا علمت مثل الشمس فاشھد الحدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تجکو آفتاب کی مانند ظاہر معلوم ہو تو گواہی دے پس جو شخص ایسے مقدمہ کی جو اُس کے نزدیک یقیناً ثابت نہیں ہے گواہی دے تو وُہ گواہی جھوٹ ہوگی اگرچہ واقعہ میں سچّی ہو۔ اسی لئے حدیث مرقومۃ الصدر میں یہ اعتبار کیا ہے وہ خبر سچی اپنے مرکز اور منبع سے پیدا ہوئی ہو کہ وُہ دل ہے تاکہ اُسکا اثر اعضا میں آوے پس ہماری اِس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو شخص کلمہ شہادت کا پڑھتا ہے۔ تو وُہ گویا دعوےٰ کرتا ہے کہ مجکو اس کلمے کے معنے یقیناً معلوم ہیں اور میں ایماندار ہوں۔ پھر پھر دیکھا جاوے اگر اسکو کلمے کے معنے معلوم نہوں اور اُسکا عملدرآمد اُس کے مفہوم کے

مخالف ہو تو وہ شخص دعوے میں سچا نہیں اور نہ اُسکا دعویٰ ثابت ہے پھر وہ شخص مومن کیونکر ہوگا اس لئے کہ صرف زبانی کلمہ پڑھنے سے بدوں معلوم کرنے معنوں کے اور سوائے شہادت ارکان یعنے تعمیل اوامر اور اجتناب مناہی کے حقیقت ایمان کی حاصل نہیں ہوتی۔

الفصل التاسع فی ذکر نداء الروح وما یتعلق بہ

کما ورد عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کنت قاعدۃ مربعۃ فی البیت فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیّ فاردت ان اقوم لما کانت لی عادۃ عند دخولہ علیہ السلام فقال اجلسی یا ام المومنین فقعدت فوضع راسہ فی حجری فنام مستلقیا علی قفاہ فجعلت اطلب شیبۃ فی لحیتہ فرأیت فیہا تسعۃ عشر شعرۃ بیضاء فتفکرت فی نفسی فقلت ایہ یخرج من الدنیا فیبقی الامۃ بلانبی۔ فبکیت حتی سال دمعی علی خدی فقطرت منہ ووقعت علی وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانتبہ من نومہ۔ روایت حضرت بی بی عائشہ رضہ سے مروی ہے کہا کہ ایک دن میں اپنے گھر میں چوکڑی مارکر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پس میں اپنی عادت کے بموجب تعظیماً کھڑی ہوگئی سید الانبیاء نے فرمایا۔ اے ام المومنین اپنے مقام پر بیٹھ جاؤ۔ پس میں بیٹھ گئی پھر آفتاب رسالت میری بغل میں سر رکھکر چت لیٹ گئے اور سوئے دلش بیدار وچشمش درشکر خواب۔ اور میں حضرت کی ریش مبارک کو دیکھنے لگی۔ اچانک میری نظر میں سترہ سفید بال ختم المرسلین کی مبارک ڈاڑھی میں نظر آئے۔ پس مجکو ایک قسم کی فکر لاحق ہوگئی۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ بمضمون ع موئے سفید آئت نومیدی ست۔ شاید حضرت جلدی ہی دار دنیا سے رخصت ہوجائیں گے۔ اور اسکی نازنین امت بغیر ہادی نبی کے اکیلی پیچھے رہ جائے گی۔ اور جب آسمان رسالت کا آفتاب چھپ جائیگا تو زمین کے میدانوں میں اندھیرا چھا جائیگا۔ ایسے خیالوں سے میری طبیعت میں رقت آگئی۔ بے اختیار میری آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے۔ اور چند قطرے میرے رخساروں سے ٹپک کر اس میرے بخت بیدار کے مبارک چہرے پر جا پڑے۔ میرے گرم آنسوؤں کی گرمی سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب استراحت سے جاگ پڑے اور مجکو روتی دیکھکر فرمانے لگے مالذی یبکیک یا ام المومنین۔ ای مومنوں

کی ماں تمکو کس چیز نے رُلایا۔ پس میں نے سارا ماجرا سُنایا۔ پھر حضرت نے یہ ارشاد فرمایا
یا ام المومنین کیا تجھے معلوم ہے کہ میّت پر کونسا وقت اشدّ اور سخت نازل ہوتا ہے۔ میں نے
عرض کیا یارسول اللہ آپ ہی اعلم ہیں۔ فرمایا ہاں لیکن کچھ تو تم بھی کہو۔ میں نے التماس
کی یا نبی اللہ اے حال اشدّ علے المیّت فرمایا۔ میّت پر زیادہ سخت حال کوئی نہیں وارد
ہوتا ہے۔ جب اسکی متعلقین اُسکو اٹھا کر گھر سے باہر لیجاتے ہیں۔ اور اُسکی اولاد زن و فرزند
بہن بھائی روتے پیٹتے پیچھے پیچھے دَوڑے چلے آتے ہیں اور یا والدہ یا اماہ پکار پکار کر
چیخیں مارتے ہیں۔ اور اس کے یتیم لڑکے لڑکیاں بلبلاتے رہ جاتے ہیں۔ اے ام المومنین
یہ حالت میّت پر چنداں سخت نہیں پھر حضرتؐ نے مجھ سے پُوچھا سوا اس کے اور کونسا
وقت میّت پر سخت ہے۔ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ جب میّت کو لحد میں رکھا جاتا ہے
اور اسکا دہانا کچّی اینٹوں سے بند کیا جاتا ہے اور پھر اُسکی قبر کے گڑھے کو مٹّی سے بھر دیا
جاتا ہے اور اس کے اقارب اور اباعد اور اپنے بیگانے اور اُس کے پیارے دوست
یگانہ اُسکو اللہ کی سپرد کر کے اپنے گھروں کیطرف لوٹ جاتے ہیں۔ یہ وقت میّت پر نہایت
سخت ہے۔ حضرت نے فرمایا یا ام المومنین یہ حالت بھی میّت پر چنداں مُشکل نہیں۔ اگر کچھ
تم کو اور معلوم ہے تو بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ و رسُولہ اعلم فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اعلی یا عایشۃ ان اشد الحال علے المیت حین یدخل الغسال دارہ لیغسلہ
فیخرج الثیاب عن بدنہ ویخرج خاتم الشاب عن اصابعہ وینزع قمیص العروس من
بدنہ ویدفع عمامۃ المشایخ والفقیہ والفقہاء والقضاۃ من راسہ فینادی روحہ
بین یدے نفسہ بصوت حزین یسمعہ کل الخلائق الا الثقلین۔ پھر فرمایا رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ میّت پر سخت حالت اُسوقت ہوتی ہے جب غسّال یعنے
مُلّاں مُردہ شو اُس کے نہلانے کے لئے اُس کے دروازے میں داخل ہوتا ہے اور اُسکے
بدن سے قیمتی کپڑے اور اُسکی نازک انگلی سے مرصع انگوٹھی اور اُس کے گلے سے عروسی
قمیص اور اُس کے سر سے قضاۃ اور فقہا کا عمامہ اتارنے لگتا ہے۔ تو اسحالت میں
میّت کی رُوح اپنے نفس کے سامنے نرم آواز سے جسکو سوائے جنّ اور آدمیوں کے
ساری مخلوق سُن لیتی ہے مُردہ شو کو کہتی ہے۔ اے غسّال میں اس حال پُر ملال میں
تجکو اللہ ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں کہ میرا سارا بدن سکرات الموت کے صدمہ سے مجروح

گویا مرغ نیم بسمل کیطرح مذبوح ہو رہا ہے اور میں نے ابھی حضرت ملک الموت کے سخت پنجے سے نجات پاکر قدرے آرام و استراحت پائی ہے۔ میرے اس زخمی بدن سے بڑی نرمی اور سہولت کیساتھ کپڑے اُتاریو ۵

این تنم مجروح شد از صدمۂ سکراتِ موت ابن تنم را نیست تابے تاب مسح عیسوی

اور جب پانی واسطے دُور کرنے الواث جسمانی کے اس میت پر ڈالا جاتا ہے تو اسی طرح بیچاری رُوح چیخ مار کر کہتی ہے۔ اے غسّال خدا کیواسطے میرے جسم پر گرم یا زیادہ سرد پانی نہ ڈالیو بلکہ اوسط درجہ کے پانی سے میرا بدن صاف کریو۔ کیونکہ میرا نازک بدن بباعث نزع رُوح کے جل بل چکا ہے اور اس اجل کے جلے کو جلتے اُبلتے پانی سے مت جلائیو۔ پھر غسّال جب اُسکو غسل دیتا ہے تو رُوح عجز و نیاز سے اُسکو قسم دیکر کہتی ہے یا غسّال میرے زخمی بدن کو زور سے دبا دبا کر ہاتھ نہ لگانا کہ میرا جسم بباعث خروج روح کے مجروح ہو رہا ہے۔ جب اُس میّت کو غسل دے کر کفن کے چادروں پر لٹاتے ہیں اور اُس کے قدموں کی طرف سے چادروں کے سروں کو مضبوط باندھتے ہیں۔ تو پھر رُوح پکار کر کہتی ہے۔ اے بیباک غسّال اور اے بے ترس مُردہ شو! میرے سر کے بند کو کُھلا چھوڑیو تاکہ میں اپنے عیال و اطفال اور اولاد و احفاد اور اقارب و اباعد کا آخری مُنہ دیکھ لوں اس لئے کہ یہ میری آخری ملاقات ہے۔ میں آج اپنے ان پیارے عزیزوں اور اپنے لخت جگروں سے جُدا ہو کر بڑے دُور دراز سفر کو جاتا ہوں پھر میری اور اُن کی ملاقات اگر نصیب ہے تو قیامت کو ہی ہو گی۔ پھر جب میّت کو اُٹھا کر اس دُنیاوی عدم بقای محل رنگین سے جنگل کیطرف لیجانے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ نو سفر پھر اُٹھانیوالوں کو قسم دیکر پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے میرے اُٹھانیوالو جلدی نکرو ذرا ٹھیرو میں اپنے عالیشان مکان اور اپنے عیال اور اموال سے جنکو میں نے شاقہ محنت اور کمال مشقت سے حاصل کیا تھا۔ اور وہ میرے گھر کی روشنائی جس سے میں ایک دم کی جُدائی نہیں چاہتا تھا وداع اور رخصت ہو لوں اور پھر چیخ مار کر پکاریگا اور کہیگا۔ کہ اے بیگانو بیگانو! اور اے میرے پس ماندو! میں اپنی کمائی کا مال کثیر چھوڑ چلا ہوں اور میری جوان رانڈ مع بال بچوں صغیر و کبیر کے میرے پیچھے رہ گئی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ تم اُن بیچاروں کو تکلیف نہ دینا اور کسیطرح کا رنج اور اذیّت اُن کو نہ پہونچانا اور اُن کی یتیمی اور بیکسی پر

رحم کھانا ؎

الا تا نگرید کہ عرش عظیم	بلرزد ہمے چون بگرید یتیم

پس میں آج اپنے رنگین محل سے نکالا جاتا ہوں اور پھر اُن کی طرف میرے آنے کی راہ ابدا مسدود ہے اب میرا حافظ میرا معبود ہے ۔ جب پھر اس کے جنازہ کے اُٹھانیکا ارادہ کرتے ہیں تو پھر باواز حزین مسکین بنکر پکار کرتا ہے اَے میرے خیر خواہ بھائیو اور اے میرے نیک ہمسائیو! تھوڑی دیر توقف کرو کہ میں اپنی بی بی اور اولاد کی آواز سُن لوں۔ اس لئے کہ مَیں تو آج دُنیا سے نکالا جاتا ہوں اور اپنے کُنبے سے روز قیامت تک جُدا ہوتا ہوں + جب میّت کو اُٹھاکر تین قدم چلتے ہیں تو وہ حاضرین جماعت کو ایسے آواز سے پُکارتا ہے کہ سوائے ثقلین کے ساری دُنیا کی خلقت اُس کے آواز کو سُن پاتے ہیں چنانچہ وہ مسافر راہ عدم کہتا ہے کہ اے میرے پیارے دوستو اور بھائیو اور اے میرے عزیز فرزندو۔ اس دُنیا کی ہوس میں میری طرح مغرور نہ ہونا اور اسکے دھوکے کے دام میں نہ پھنسنا۔ اور میری طرح اس مکّارہ غدّارہ کی کھیلوں میں نہ لگجانا اور میری نازک حالت کو دیکھکر عبرت حاصل کرو اور میں نے جو دُنیا کا مال کما کر جمع کیا تھا۔ وہ سب کا سب میرے وارث لیجائیں گے۔ اور میرے گناہوں کے بوجھ میں سے ایک ذرّہ کے برابر بھی اپنے پر نہ لیں گے۔ مَیں تو بارگاہ ایزدی میں اس مال کے حساب میں مُبتلا ہوجاؤنگا۔ اور معلوم نہیں تمہارے بدلے کیا کیا مصیبتیں اُٹھاؤں گا۔ اِس مکّارہ دنیا نے مجکو تمہاری پیاری پیاری صُورتیں دِکھاکر تمہاری محبّت کے جال میں ایسا پھنسایا کہ مَیں نے اللہ اور رسُول کے کاموں کو دِل سے بھلایا۔ افسوس ہائے افسوس! جب میرے شہباز روح نے قفس قالب سے پرواز کیا تو خواب غفلت سے میری آنکھ کھلی اَے میرے عزیزو! ؎

روزگارم بشد بناداني	من نکردم شما حذر بکنید

تم اس دُنیا سے بچیو اور اس کے دھوکے میں نہ آئیو اور ہر دم اپنے مولیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے رسول کی تابعداری میں سرگرم رہیو ایسا نہو کہ تم بھی میری طرح پھنس جاؤ تم تو میرے مال سے مالا مال ہوکر مجکو دِل سے ایسا بھلاؤ گے کہ میرا نام تک لینے سے تم کو عار آئیگی اور اب سوائے پروردگار کے میرا کوئی مددگار نہیں ہے + اور جب میّت کو قبر کی اندھیری

کوٹھڑی میں بند کر کے بعض لوگ اپنے گھروں کیطرف لوٹتے ہیں اور اسکو جنگل میں چھوڑتے ہیں تو اُسوقت میّت پر انکی مفارقت سے ایسی سخت حالت طاری اور عارض ہوتی ہے کہ بے اختیار قسمیں کھا کھا کر پکار کرتا ہے کہ اے میرے بھائیو! میں تو اس حالت میں مُردہ بے حس و حرکت زمین کے گڑھے میں پڑا ہوں اور حسرت کی آنکھوں سے تم کو دیکھتا ہوں تم تھوڑی دیر کے لئے اور میرے سامنے کھڑے رہو۔ میں تمہاری صورتیں دیکھ لوں۔ میں تو تم کو محتاجی کی حالت میں ہر دم دیکھتا رہونگا مگر تم کو میری یاد دل سے بالکل بھولجائے گی اور نہ میری دوستی یاد آئیگی + اور اے میرے پیارے دوستو تمہاری دل میری محبت سے زہر یہ کیطرح کیوں سرد ہوگئے ہیں۔ اور پھر اپنے وارثوں کیطرف خطاب کرکے کہتا ہے اے میرے مال کے وارثو! میں نے دنیا میں بہت سا مال کما کر جمع کیا تھا۔ مکانات چنوائے۔ باغات لگوائے اور عالیشان عمارات بنوائیں مگر میری ہی کم عقلی سے میرے کام نہ آئے سب کچھ تمہارے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ خدا کیواسطے ایک روٹی کا ٹکڑا میرے نام کا صدقہ کیا کرنا خدا تعالیٰ سے اسکا بدلہ نیک پاؤگے۔ کہ میں اس دور دراز سفر میں تہیدست آیا ہوں اور سنو جب زندہ ہوں اور میں نے تم کو قرآن شریف کی تعلیم دلوائی اور علم ادب اور فقہ اور حدیث سکھلائے۔ پس تم مجھکو دُعائے خیر سے فراموش نہ کریو۔ اور میرے نام کا صدقہ وغیرہ کرکے اُسکا ثواب مجھ کو پہونچاتے رہیو۔ اور اس صدقہ کا اثر میرے تک پہونچتا رہے گا ؛؛

مؤلف ۔ اہل خبرت پر روشن ہے کہ اہل سنت کے نزدیک زندوں کی دُعا کا ثواب اور ان کی عبادات بدنیہ مالیہ کا ثواب بشرط تملیک مُردوںکو پہونچ جاتا ہے ۔ اور اس قسم کی اکثر روایات حدیث و فقہ کی کتابوں میں وارد ہیں۔ کما حُکی عن ابی قلابۃ وہو ماروی عنہ

حکایت ۔ امام غزالی رح نے دقائق الاحیا میں لکھا ہے کہ امام ابی قلابہ جو ایک نامی گرامی محدث امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہے بیان کرتا ہے کہ میں نے عالم رویا میں ایک مقابر یعنے گورستان دیکھا۔ اور اُسکی قبروں کے دہانے کھلے ہوئے اور ان کے باشندے مُردے اپنی اپنی قبروں سے نکلکر قبروں کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک کے آگے ایک ایک طبق نورانی رکھا ہوا ہے۔ از آنجملہ ایک شخص حیران پریشان خالی از مایۂ نان اپنے مکان پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ ابو قلابہ رح نے اُس تہی آدمی سے پوچھا کہ کیا باعث ہے کہ تمہارا

آگا طبق سے خالی ہے اُس شخص نے کہا کہ میرے ہمسائے بھائیوں کی اولاد و احفاد اور احباب شفیق اور حق شناس اور رحم دل اور محبّت آساس ہیں ہر روز صدقات اور خیرات مبرّات اور ادعیات کے ہدیے بیکم و کاست انکی طرف سے اُنکو پہونچتے رہتے ہیں۔ خالق انس و جان اُن ہدیوں کے ثواب کے نورانی رقاب ملائکہ کے ذریعہ سے اُن کے آگے رکھوا دیتا ہے اور میرا ایک بیٹا بدکار ناخلف ناحق شناس ہے اُس کم بخت نے کبھی میرے حق میں دُعائے خیر نہیں کی اور نہ میرے نام کا کا ہے صدقہ دیا ہے اسواسطے میں محروم اور اپنے جوار ابرار کے سامنے خجل اور شرمسار بیٹھا رہتا ہوں۔ حضرت ابی قلابہ نے اُس متوفی سے اُس کے خلف ناخلف کا نام و مقام پُوچھ لیا۔ جب حضرت ابی قلابہ اپنی نیند سے بیدار ہُوئے تو اُس شخص کے بیٹے کو بُلا کر فہمائش کی اور بہُت سمجھایا۔ ابوقلابہ کے پند و نصائح سے وہ لڑکا اپنی حرکات ناشائستہ سے باز آیا اور اُن کے ہاتھ پر توبہ کی۔ ابوقلابہ رح جو زملنے کے ولی تھے اُن کی ادنےٰ توجّہ سے اُس سنگدل گمراہ کے دلمیں رِقت آئی اور پختہ عہد کیا کہ اس کے بعد مَیں کبھی گناہ کے گرد نہ پھرونگا۔ اور اپنے مولے کی بیفرمانی کے راستے پر نہ چلُونگا اور جب تک جیتا رہونگا اپنے باپ کے حق میں دُعا خیر اور صدقہ کرتا رہونگا۔ پس وہ شخص خدا کی یاد میں مشغول ہوا۔ اور ہر روز اپنے باپ کی مغفرت کے لئے دُعائیں مانگتا اور اُس کے نام کا صدقہ دیتا رہتا تھا اس عادت پر کچھ مدت گذری۔ ایک دن ابوقلابہ نے عالم خواب میں وُہی مقبرہ اور وہی ملجرا دیکھا اور اُس شخص محروم کے سامنے ایک طبق نورانی جس کی آب و تاب سے آفتاب بھی مات ہوتا تھا رکھا ہوا دیکھا۔ اُس شخص نے ابوقلابہ کو دیکھ کر کہا اَے مردِ خدا جزاك الله فی الدارین خیرا تیری سعی سے میں نے نیران کے عذاب اور حیران کی شرمندگی اور عتاب سے نجات پائی۔ انتہےٰ ✤

امام بخاری رح نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار رض سے روائت کی کہ مالک بن دینار کہتا ہے کہ میں جمعرات کو مقبرہ میں گیا تھا۔ اچانک ایک نُور چمکتا ہوا دیکھ کر میں نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مقبرہ کی مغفرت کی۔ ناگاہ دُور سے سُنا کہ ہاتف آواز دیکر کہتا ہے کہ اے مالک بن دینار یہ ہدیئے اُن مومنوں کے ہیں جو اپنے مُردہ بھائیوں کیواسطے بھیجتے ہیں۔ مَیں نے کہا قسم ہے تجکو اُس ذات مقدس کی جس نے تجکو نطق دیا۔ مجھے اسبات سے خبر دے کہ وہ کیا ہے تب اُس نے کہا کہ ایک مومن اس رات

اچھیطرح وضو کرکے دو رکعت نماز جسکی پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے قل ہو اللہ احد پڑھ کر اُس کا ثواب اہالی مقبرہ کو ہبہ کیا اور اُسکی یہ روشنی اور خوشی اور کشادگی وغیر ذلک ہیں۔ مالک نے کہا میں تب سے ہر جمعہ کو یہ دو رکعت نماز پڑھا کرتا حتےٰ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے مالک دینار خدا تعالیٰ نے بشمار اس نور ہدیہ کے جو تو نے میری اُمت کیطرف بھیجا ہے تیری مغفرت کی اور تیرے لئے وُہی ثواب دیا۔ انتہٰے

سوائے اس کے عموماً زندوں کی دُعا لطور ہدیہ ریشمی رومال سے ڈھکی ہوئی مُردوں کے پاس آتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہدیہ فلاں بن فلاں نے تیرے لئے بھیجا ہے۔ کما ورد عن بشار بن غالب قال رأیتُ رابعۃ فی النوم وکنتُ نشر الدعاء لھا فقالت لی یا بشار ھدایاك تاتینا علی الطباق مخمرۃً بمنادیل الحریر قلتُ وکیف ذلك قالت ھکذا دعاء المؤمنین الاخیار اذا دعوا للموتی فاستجیب لھم وجعل ذلك الدعاء علی طباق النور ثم اُخمر بمنادیل الحریر ثم اتی الذی دعا من الموتی فقیل ھذہ ھدیۃ فلان الیك اخرجہ ابن ابی الدنیا

روایت۔ بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ شریفہ فوت ہوگئی اور اتفاقاً حضرت سعد کہیں گئے ہوئے تھے۔ جب سفر سے واپس آئے۔ تو ماں کے مرنے کی خبر پاکر جناب ستطاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے پیچھے میری ماں مرگئی اور میں غیر حاضر تھا۔ کیا اگر میں اُنکی طرف سے صدقہ کروں کچھ نفع اُن کو پہونچیگا۔ فرمایا ہاں تب سعدؓ نے کہا کہ میں گواہ کرتا ہوں آپ کو اسبات پر کہ میرا باغ میری ماں کیطرف صدقہ ہے۔ اخرجہ البخاری۔

اور عمر ابن جریر سے مروی ہے کہ اُسنے کہا۔ جب کوئی شخص اپنے مُردہ بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے تب ایک فرشتہ اسکو اُسکی قبر میں لیجاکر کہتا ہے کہ اے صاحب قبر یہ ہدیہ تمپر تمہارے بھائی مہربان کا ہے۔ کذا فی شرح الصدور ؎

اور قرآن سے بھی مُردوں کو نفع پہونچنا ثابت ہے اور اس مسئلہ پر علماء کا اجماع ہوچکا ہے۔ کما ورد عن السفیان قال کان یقال الاموات احوج الی الدعاء من الاحیاء الی الطعام والشراب وقد نقل غیر واحد الاجماع علی ان الدعاء ینفع للمیت ودلیلہ من القرآن قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

الذین سبقونا بالایمان اخرجہ ابن ابی الدنیا (ترجمہ) حضرت سفیان رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مُردے دُعا کے طرف زیادہ محتاج ہیں، زندے کے کھانے پینے کیطرف کے اجناس سے۔ اِس روائت کو بہت لوگوں نے نقل کیا اور اسپر علمار کا اجماع ہے کہ دُعا میّت کو نفع دیتی ہے اور اُسکی دلیل آئت والذین جاؤا من بعدہم الخ ہے۔ یعنے وُہ لوگ جو بعد اُن کے آئے ہیں کہتے ہیں۔ اے پروردگار ہمارے معاف کر ہمارے لئے اور ہمارے اُن بھائیوں کے لئے جو ایمان کیساتھ ہم سے سبقت کر گئے ❊

عن سلمۃ ابن عبید قال قال حماد المکی خرجت لیلۃ الی مقابر مکۃ فوضعت راسی علی قبر فنمت فرایت اھل المقابر حلقۃ فقلت قد قامت القیامۃ قالوا لا ولکن رجل من اخواننا قرا قل ھو اللہ احد وجعل ثوابھا لنا فنحن نقتسمہ منذ سنۃ (ترجمہ) سلمۃ بن عبید نے کہا کہ حماد مکّی نے کہا کہ مَیں ایک رات کو مکّے کے مقابر میں جاکر ایک قبر پر سر رکھا سو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اہل قبور حلقہ حلقہ ہوگئے مَیں نے کہا کیا قیامت قائم ہوئی وہ کہتے ہیں نہیں لیکن ہمارے بھائیوں میں سے ایک آدمی نے سُورۂ اخلاص پڑھکر اس کا ثواب ہم لوگوں کو پہونچایا۔ ہم لوگ ایک برس تک اسکو تقسیم کر لیتے ہیں۔ اخرجہ القاضی ابوبکر بن عبد الباقی الانصاری فی کتاب مشیخہ ❊

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقراء سورۃ یٰس خفف اللہ عنھم وکان لہ بعدد من فیھا حسنات ❊ ترجمہ حضرت انس سے روائت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مقبرہ میں جاکر سُورۂ یٰس پڑھے اللہ تعالیٰ مُردوں سے عذاب کی تخفیف کرتا ہے اور اس پڑھنیوالے کے لئے بمقدار مُردے کے نیکیاں ہوتی ہیں۔ کذا فی شرح الصدور ❊

عن علی مرفوعا من مر علی المقابر وقرا قل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات کذا فی شرح صدور ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روائت ہے فرمایا کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی گورستان سے گذرے اور سُورۂ اخلاص اا مرتبہ پڑھکر اُس کا ثواب موتے کے رُوحوں کو بخشے مُردوں کے مقدار اُسکو بھی ثواب ملتا ہے ❊

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مات الانسان انقطع

عمله الا من ثلث صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله اخرجه البخاری و مسلم

ترجمہ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تب اُسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل اُس کے علی الدوام جاری رہتے ہیں ایک تو صدقہ جاریہ جیسے پل اور سرائے اور مسجد اور چاہ یا کوئی کتاب دین کے علم میں تصنیف کرگیا ہو۔ اور لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں۔ دوم علم جس سے عوام کو فائدہ پہونچے۔ سوم ولد صالح کہ اپنے والدین کے لئے دُعا کرتا رہے۔

مؤلف جس شخص کے پیچھے اِن تینوں عملوں میں سے ایک عمل بھی رہ جائے تو وُہ گویا مرا ہی نہیں ہے۔ بیت

پُل و مسجد و چاہ و مہمان سرائے	نمرد آنکہ ماند پس از وے بجائے

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یتبع الرجل یوم القیامة من الحسنات امثال الجبال فیقول انی لی هذا فیقال باستغفار ولدك

اخرجه البیهقی ترجمہ بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں آدمی کو نیکیاں مثل پہاڑوں کی اتباع کرتی ہیں پس کہیگا یہ کہاں سے ہیں کہا جائیگا کہ تمہارے استغفار سے۔

عن انس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من اهل بیت یموت منهم میت فیتصدقون عنه بعد موته الا هداه جبرائیل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق هذه هدیة اهداها الیك اهلك فاقبلها فیدخل علیه فیفرح بها ویحزن جیرانه الذی لا یهدی الیهم شئی اخرجه الطبرانی فی الاوسط

ترجمہ طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت رسول اکرم صلعم سے جو کوئی اپنے مُردے کے لئے صدقہ کرتا ہے اُسکو حضرت جبرائیل علیہ السلام نور کے طبق میں رکھکر اس کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہوکر فرماتے ہیں۔ کہ اے صاحب قبر عمیق یہ ہدیہ تمہارے اہل نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ پس وُہ مُردے اس ہدیے کے پہونچنے سے خوش ہو جاتا ہے اور اُس کے ہمسائے جن کو اُن کے گھر بار والوں کی طرف سے ہدیہ دعائیہ یا صدقیہ نہیں پہونچتا ہے اُسکو دیکھکر غمگین ہو جاتے ہیں۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا تصدق احد کم بصدقة

تطوعا فیجعلہا عن ابویہ فیکون لھما اجرا ولا ینقص من اجرہ شیئا اخرجہ الطبرانی ترجمہ
طبرانی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جب تم میں سے کوئی صدقہ نافلہ کرتا ہے اور اسکو ماں باپ کے لئے گردانتا ہے یعنی
اُسکا ثواب ماں باپ کے رُوح کو پہونچاتا ہے تو اُن دونوں کو بلا نقصان کے ثواب
ملتا ہے۔ یعنی ہر ایک کو پُورا پُورا ثواب ملتا ہے ÷

مؤلف۔ اس قسم کی احادیث محدثین کی کتابوں میں بہت ہیں جس کو اس
مسئلے میں شک ہو وُہ جلال الدین سیوطی اور طبرانی اور صحاح ستّہ میں دیکھ لے۔
اب میں وہ مسائل لکھتا ہوں جو فی زماننا ہمارے اہل اسلام بھائی وقت پہنچنے مصائب
کے حدود شریعت حقّہ سے تجاوز کرکے بدعات کے مرتکب ہو جاتے ہیں ÷

الفصل العاشر فی ذکر ورود المصائب والصّبر علے المصیبۃ وما یتعلق بہا

اے شربتِ دردِ تو دوائے دلِ ما	آشوبِ بلائے تو عطائے دلِ ما
از نامۂ حمدِ تو شفائے دلِ ما	وازنامِ حبیب تو صفائے دلِ ما

حضرت صبورِ بے ملال اور شکورِ بے زوال عمّت عطیاتہ وظاہت بلیاتہ نے اپنی کتاب کریم
اور کلام لازم التکریم میں اپنے میدان محبت کے بلا رسیدوں اور معرکہ مشقت کے
محنت کشیدوں کو ساتھ اِس دلنواز خطاب کے معزز اور سرفراز فرمایا لنبلونّکم
یعنے البتہ ہم تمکو آزماتے ہیں۔ اگرچہ تمہارا کوئی حال ہم سے چھپا ہُوا نہیں ہم تمہارا
امتحان لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس ابتلا میں مبتلا ہو کر تمہارے اعتقاد کی زر
امتحان کی کسوٹی پر کیسا رنگ دکھاتی ہے تاکہ ہماری سب مخلوق کو معلوم ہو جائے
کہ کس کس شخص کے اخلاص کا نقد ابتلا کی آگ سے بے غش اور پاک اور کھرا نکلتا ہے

فرد۔ خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان	تا سیہ رُوئے شود ہر کہ درو غش باشد

آزمائش الٰہی جو جو کلام الٰہی میں درج ہے اُس کے بہت اقسام ہیں از انجملہ ایک
خوف ہے چنانچہ اس کلام میں ولنبلونّکم بشیءٍ من الخوف درج ہے اور خوف
سے یا خوف الٰہی مُراد ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا کے عذاب اور عتاب سے ڈرتا رہے۔ یا خوف

سے دشمنوں کا خوف مراد ہے۔ کہ بعض آدمیوں کو اپنے دشمنوں کی شرارت کا خلجان دلمیں لگا رہتا ہے۔ وَالْجُوعِ دوسرا قسم ابتلاء کا گرسنگی ہے۔ گرسنگی سے مراد یا روزہ ہے کہ روزہ بھی ایک گرسنگی کا نام ہے۔ یا اس جوع سے قحط اور تنگی معاش کی مراد ہے۔ اور تیسرا قسم ابتلاء کا وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ہے یعنے حوادث کے تاخت و تاراج سے مالوں کا لٹ جانا۔ یا بباعث ادائے زکوٰۃ و دیگر صدقات مال میں نقصان ہو جانا مراد ہے ❊ اور نفسوں کا نقصان بیماری اور ضعف اور عجز یا محتاجی اور بینوائی مراد ہے کہ اکثر آدمی ان بلاؤں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور ثمرات کا نقصان یعنے آفات ارضی یا سماوی سے میوجات کا تلف ہو جانا مراد ہے۔ یا ثمرات کے تلف سے مراد فرزندوں اور اولاد کہ دل کے باغ کا میوہ ہے کا تلف ہو جانا۔ معاذ اللہ منہا غرضکہ کئی طرح کی بلیات سے انسان کا امتحان لیا جاتا ہے اگر انسان اسحالت میں اپنے اعتقاد میں بگاڑ ے اور اسکی توحید میں فرق نہ ڈالے اور اپنے اللہ کی قضا پر راضی رہے۔ تو تو اللہ تعالےٰ اس کو اپنی رضامندی کی بشارت دیتا ہے کما ورد وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ اے محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) تو میرے صبر کرنیوالے بندوں کو جو میری بھیجی ہوئی بلیات میں صبر اور شکیبائی کے طریق پر چلتے ہیں اور جزع اور فزع اور شکایت کی رسموں کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں ؎

جام محنت خورند و دم نزنند	جز براہ وفا قدم نزنند
خوش بسوزند در بلا چوں عود	کہ از ایشاں بروں نیاید دود

میری رضامندی کی بشارت اور خوش خبری دے کہ تمہارا خداوند تم پر نہایت راضی اور خوش ہے۔ الَّذِينَ اور یہ صابر جو اس بشارت الہیٰ کا استحقاق رکھتے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جب بمشیّت الہیٰ سے إِذَا أَصَابَتْهُم جب ان کو مصیبت اور کوئی آفت یا کوئی اذیت تکلیف یا کوئی ذلت پہونچتی ہے تو اسوقت از روئے اخلاص بطریق اختصاص قَالُوا کہتے ہیں کہ إِنَّا لِلَّهِ ہم خدا کی ملک میں ہیں اور اسکی بندگی کے کمند میں مقید ہیں۔ پس جو کچھ ہمارے مالک کیطرف سے ہم کو پہونچے سوائے تسلیم اور رضا کے کیا چارہ ہے اسواسطے کہ وَإِنَّا إِلَيْهِ ہم سب بوجہ مجازات و مکافات کے اسکی طرف رَاجِعُونَ جانیوالے ہیں یعنے ہم سب کو اسی شہنشاہ عالیجاہ کی بارگاہ عالی میں جانا ہوگا اور اپنے اعمال کے

بموجب جزا اور سزا کا پانا ہوگا اگر ہم اُس کے حکموں پر راضی اور خوش رہیں گے تو انشاءاللہ مستحق ثواب کے موید کے ہوجاویں گے اور اگر اسکے حکم سے سرکشی اور بیفرمانی کریں گے تو عذاب مخلد کی آگ میں جلیں گے انسان کو چاہئے کہ ؎

سر قبول بباید نہاد و گردن طوع	کہ ہرچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است

برادران من یہ آیت وافی ہدایت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ بلا اور مصیبت واسطے دریافت نقد اہل عالم کے ایک کسوٹی اور واسطے تجربہ احوال بنی آدم کے ایک معیار ہے۔ جو شخص محبت الٰہی کا دعوے کرتا ہے اُس کے حال کے نقد کو بلا کے بوتے میں ڈالکر رنج و عنا کی بھٹی جس میں امتحان اور بلا اور ابتلا کی آگ سُلگتی ہے پھینکدیتے ہیں۔ اگر نفسانی حرصوں کے کھٹائی اور طبعی لالچوں کی گندلائی سے پاک اور صاف ہوتا ہے تو آزمایش کے وقت خالص باہر نکل آتا ہے اور عنایات الٰہی کا ضراب اس کے چہرہ کو بداشت کے دارالضرب میں لیجاکر قبولیت کے سکّہ سے مزیّن کردیتا ہے اگر اسکے نقد کی زر کسی طرحکی کدورت یا کھوٹائی سے معیوب اور مغشوش ہوتی ہے تو اُسکو جدائی اور فراق کے نیران میں جلاکر مطرود اور مردود ابد کردیتے ہیں۔ کما ورد البلاء للولاء کاللھب الذھب

مولانا معنوی علیہ الرحمۃ اس کلام کا ترجمہ مثنوی شریف میں یوں فرمایا ہے ؎

دوستی چون زر بلا چون آتش است	زر خالص در دل آتش خوش است

ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ اذا احب قوماً ابتلاھم یعنے جب حق سبحانہ وتعالےٰ کسی قوم کو دوست رکھتا ہے تو ایک لشکر بلا اور اندوہ کا اُس پر مسلط کردیتا ہے۔ جس قدر محب کی محبت بڑھتی جاتی ہے اُسیقدر شفقت اور بلیّت اسکے لئے بڑھتی جاتی ہے ؎

ہرکرا ذوق محبت بیشتر	سینہ اش از زخم محنت ریشتر

سید کائنات علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ایّ الناس اشدّ بلاءً یعنے یارسول اللہ آدمیوں سے کونسے لوگ زیادہ بلازدہ ہیں۔ یعنے کن لوگوں پر سخت تر اور دلسوز تر بلائیں واقعہ ہوتی ہیں۔ حضرت سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الانبیاء یعنے پیغمبر جو حرم رسالت اور حریم جلالت کے محرم ہیں اُنکی بلا سب لوگوں کی بلا سے برتر ہے اور جو تکالیف اور مصائب ان کو لاحق ہوتی ہیں سب محنتوں سے اعلے تر۔ ثم الامثل

پھر جو لوگ انکی پیروی اور محبت میں مستغرق ہوتے ہیں انپر بھی سخت سخت حادثے واقعہ ہوتے ہیں فالامثل پھر وہ لوگ جوان کے اخلاق سے متخلق اور مشابہ ہوتے ہیں ان کی بلا بھی اشد اور اصعب ہوتی ہے ؎

ہرکہ دریں بزم مقرب تر است	جام بلا بیشترش مے دہند
وآنکہ دلبر نظر خاص یافت	داغ عنا بر جگرش مے نہند

اے عزیزان من غور کی جگہ ہے جسقدر ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باوجودیکہ سب انبیاء سے برگزیدہ تھے مصیبتیں اور تکلیفیں واقعہ ہوتی رہیں کسی پیغمبر پر واقع نہیں ہوئیں کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اوذی نبی مثل ما اوذیت یعنے جسقدر تکلیفیں اپنی امت کے ناحق شناسوں سے میں نے اٹھائی ہیں کسی پیغمبر نے نہیں اٹھائیں مدلیہ جو شخص بحالت ورود مصائب کے اپنے اعتقاد پر ثابت قدم رہتا ہے وہ بیشک ثواب کا مستحق ہے اور جو شخص اپنے حوصلہ کو ہار کر بےصبری کے نیچا یہ ہو کر جزع و فزع اور شکایت کلمات کفریہ زبان پر لاتا ہے وہ بیشک جہنم کا مستحق ہے کما ورد (یعنی) النبی ... المصیبۃ فخرق ثوبا وضرب صدرا فکانما اخذ رمحا یرید ان یقاتل ربہ عزوجل روایت ہے جس شخص کو کسی طرح کی مصیبت لاحق ہووے پس وہ بےصبر ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سینہ کوبی کرے گویا کہ اُس شخص نے نیزہ اُٹھایا اور اپنے خداوند حقیقی کے ساتھ لڑائی کرنے کو تیار ہوا ؂

وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن سود بابا عند المصیبۃ او بیتا او خرق ثوبا او خرب دکانا او کسر شجرۃ او انتف شعرۃ وخدش خدا او لطم خدا بنی لہ لکل شعرۃ وورق شجرۃ فی النار دکانما اشرک مالیہ واہرق دم سبعین نبیا ولا یقبل اللہ تعالی صرفا ولا عدلا ما دام ذالک السواد علی بابہ وضیق اللہ علیہ قبرہ وشدد علیہ حسابہ ولعنہ کل ملک بین السماء والارض الخ روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر کے دروازے کو وقت نزول مصیبت کے کالا کرے یا اپنے گھربار اور دوکان کو اُجاڑ دیوے یا مارے غم کے اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے درختوں کو کاٹے یا اپنے بالوں کو گھسوٹے یا اپنے مُنہ پر طمانچے مارے بدلے ہر ہر بال کے اُس کے لئے دوزخ میں ایک ایک درخت آگ کا پیدا کیا جائیگا

گویا کہ خدا کیساتھ شرک کیا اور ستر نبیوں کا خون گرایا خدا تعالیٰ اُسکی کوئی عبادت اور سخاوت قبول نہیں کریگا۔ جب تک اُس کے دروازے پر علامت ماتم کی قائم ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ دنیا میں اُسکا رزق تنگ کردیتا ہے اور اُسکی قبر بھی تنگ ہو جائے گی اور روز قیامت کو اُسپر حساب سخت ہوگا اور آسمان اور زمین کے فرشتے اُسکو لعنت کرتے ہیں اور حشر کے دن قبر سے ننگا اُٹھیگا + اور حدیث میں بھی اسطرح وارد ہے۔ جو شخص نزول مصیبت میں اپنے کپڑے پھاڑے اللہ تعالیٰ اُس کے دین کے لباس کو پھاڑ دیتا ہے اگر وہ اپنے مُنہ پر طمانچے مارے تو خدا تعالیٰ اُسکی طرف دیکھتا اور رحمت سے نظر کرنا اپنی ذات مقدس پر حرام کر دیتا ہے +

اور حدیث شریف میں وارد ہُوا ہے۔ جب کوئی بنی آدم اپنی اجل کے سبب فوت ہو جاتا ہے اور اپنے بیگانے اقارب ابا عداس کے گھر میں آکر اُسکو اس حالت میں دیکھکر روتے اور چلّاتے ہیں پس حضرت ملک الموت مع رُوح اُس کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا ہے اے صاحبو! کیوں روتے ہو۔ قسم خدا کی مَیں نے کچھ ظلم نہیں کیا۔ اور نہ اُسکی اجل کے پہلے اُس کے رُوح کو قبض کیا۔ اسمیں میرا کچھ گناہ اور قصور نہیں۔ مجھ کو اللہ کی ذات کی قسم ہے کہ بلا حکم حاکم اعلےٰ کے ایک مچھر کی رُوح قبض کرنیکی مُجکو قدرت نہیں۔ میری کیا مجال کہ اس اشرف المخلوقات کی جان بغیر حکم اور اذن خالق الانس والجان کے قبض کرتا یہ تو حکم خُدا ہے اگر تم مشیّت الٰہی پر راضی ہو تو اجر پاؤ گے ورنہ عذاب خُدا میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ کما ورد عن الحارث بن الخراج عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ونظر الی ملک الموت والی راس رجل من الانصار فقال ما ملک الموت ارفق بصاحبی فانہ مومن فقال ملک الموت طب نفسًا وقرعینًا و وَاعلم انی بکل مومن رفیق واعلم یا محمد انی لا قبض الروح بنی ادم فاذا ضرح صارخ من اھلہ قمت فی الدار ومعی روحہ فقلت یا ھذا الصارخ والبہ ما ظلمنا ولا اسبقنا اجلہ ولا استعجلہ قدرہ وما لنا فی قبضہ ذنب فان رضو بما صنع اللہ توجروا وان تسخطوا تاثموا۔ واللہ لو اردت ان اقبض روح بعوضۃ ما قدرت علی ذالک حتّٰی یکون اللہ تعالیٰ ھو یاذن بقبضھا اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم وابن مندۃ اِس حدیث کا ترجمہ ملخصًا حدیث سے پہلے مذکور ہو چکا۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ نے اِس

حدیث کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ملک الموت رونے چیخنے والوں کو کہتے ہیں۔ اگر تم اس میّت کے واسطے روتے ہو تو یہ بیچارہ مقہور اور معذور ہے۔ اور اگر تمہارا رونا اسو اسطے ہے کہ خدا نے کیسا قہر اور جبر اس بیچارے پر کیا تو تم کافر اور خدا کے منکر ہو۔ کہ اُس کے حکم پر راضی نہ ہوئے میں ذات مقدس حق سبحانہ وتعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہارے بیجانے کے لئے بار بار آؤنگا۔ یہانتک کہ تم میں سے ایک کو باقی نہیں چھوڑوں گا۔ انتہٰی ٭

فقیہہ ابے اللیث سمرقندی رحمہ نے بُستان میں لکھا ہے کہ النوح حرامٌ کہ مُردہ پر بَین کرنے حرام ہیں۔ ولا باس بالبکاء علے المیت اور میت پر آنسو بہانیکا کچھ مضایقہ نہیں۔ لیکن صبر کرنا اور اپنی طبیعت کو ٹھیرائے رکھنا افضل ہے۔ کما ورد قولہ تعالےٰ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ صبر کرنیوالوں کو ہی ملتا ہے پورا اجر اور بیحساب ثواب اور نوحہ کرنیوالوں کو خدا کی لعنت اور نوحہ سُننے والوں کو بھی ملائکہ اور تمام آدمیوں کی پھٹکار پڑتی ہے کما ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال النایحۃ ومن حولھا من المستمعین فعلیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین اس حدیث کا ترجمہ حدیث کے لفظوں سے پہلے مذکور ہُوا ٭

روایت ہے۔ جب حسینؓ بن حسن رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا اُن کی بی بی فاطمہؓ صاحبزادی حضرت حسینؓ کی ان کی قبر پہ ایک برس تک بیٹھتی رہیں۔ جب دُوسرا برس شروع ہُوا اور لوگوں نے خیمہ اُکھاڑا تو ایک جانب سے آواز سُنی اے فاطمہؓ کیا تمنے گم کیا تھا پایا۔ پھر خیمہ کی دُوسری طرف سے یہی آواز سُنی۔ بیوی صاحبہ آخر ناامید ہو کر اپنے گھر کو چلے گئے۔ اور وہاں کوئی آواز دینے والا نظر نہ آیا ٭

روایت ہے۔ جب حضرت رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لخت جگر ابراہیم فوت ہُوا۔ تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کی یاختم المرسلین آپ نے ہم کو رونے سے فرمایا تھا اور یہ کیا حال ہے کہ آپ روتے ہیں فرمایا میں نے رونے سے تو منع نہیں کیا۔ میں نے دُو نکمے آوازوں سے منع کیا تھا۔ ایک تو نوحہ کی آواز اور دُوسری گانے کی آواز سے منع کیا ہے اس لئے کہ یہ کھیل کود اور مزامیر شیطانی سے ہے اور منع کیا ہے بَین نے مُنہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے سے

اور شیطان کیطرح روں روں کرنے سے۔ اور چپکے چپکے رونا تو رحمت ہے اور اللہ تعالےٰ رحما کے دلوں میں رحمت ڈالتا ہے۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری اُمت کے لوگو دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھیں روتی ہیں اور تم اُس آواز کو مُنہ سے نہ نکالا کرو جو تمہارے رب کو غصہ دلا دے ❊

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہا کہ حضرت ابا حفص عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو میت کے پاس روتے دیکھا اور اسکو اس بات سے منع کیا اور روکا۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو فرمایا کہ اے عمر اُسکو کچھ نہ کہو کہ آنکھیں رونیوالی ہیں اور نفس رنج اور مصیبت زدہ ہے۔ اور زمانہ تھے رنجوں سے بھرا ہوا ہے

روایت۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب حضرت اقدس جنگ احد سے لوٹتے ہوئے بنی عبد الاشہل پر گذرے اور وہ سب لوگ اپنے مقتولوں پر رو رہے تھے۔ حضرت سید الاصفیاء نے فرمایا ہر مقتول ہے کوئی نہ کوئی اُن پر رو رہا ہے مگر میرے بزرگوار چچا حمزہ کا کوئی رونیوالا نہیں۔ جب اُن رونیوالیوں نے حضرت کی اس بات کو سنا تو اسی وقت اپنے گھروں سے نکل کر آپ کے دروازے پر آئیں اور حضرت حمزہ شہید پر رونے لگیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے اندر روتے تھے یہانتک کہ آپ کے رونے کی آواز باہر کے لوگوں کو سُنی جاتی تھی۔ اور آپ کے سانس رُک رُک جاتے تھے۔ ھذا کلہ من کتاب بستان الفقیہ ❊

ہذہ المسئلۃ فی ذکر الصبر علی المصیبۃ وما یتعلق بہا

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اول ما کتب القلم فی اللوح المحفوظ بامر اللہ تعالیٰ انی انا اللہ لا الہ انا محمد رسولی وعبدی وخیرتی من خلقی من استسلم بقضائی وصبر علیٰ بلائی وشکر علیٰ نعمائی فاکتبہ صدیقا وابعثہ بین الصدیقین ومن لم یستسلم علیٰ قضائی ولم یصبر علیٰ بلائی ولم یشکر علیٰ نعمائی فلیخرج من تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی ❊ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلے وہ چیز لوح محفوظ پر قلم نے لکھی ہے وہ یہ ہے یعنے میں اللہ خالق اور مالک سب چیز کا ہوں اور میری ذات مقدس کے سوا کوئی معبود بالحق نہیں اور محمد میرا رسول اور میرا محبوب برگزیدہ تمام مخلوق سے ہے۔

جس شخص نے میری قضا کو تسلیم کر لیا اور میری بھیجی ہوئی بلاؤں پر صبر کیا اور میری دی ہوئی نعمتوں کا شکر بجا لایا میں اُسکو صدیقوں کے زمرے میں لکھونگا اور روز قیامت میں صدیقوں کے گروہ میں اٹھاؤنگا۔ اور جس شخص نے میری قضا سے انکار کیا اور میری بھیجی ہوئی بلا سے مُنہ چڑھایا اور میری نعمتوں کا کفر کیا۔ پس اُسکو لازم ہے کہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے اور میری ذات با برکات کے سوا دوسرا رب اپنا ڈھونڈے

فقیہ ابی اللیث نے فرمایا حالت درد و بلیات میں صبر کرنا اور وقت وقوع مصائب کے خدا تعالٰی کے ذکر میں مشغول ہونا یہ دونوں امر خدا تعالٰی کی رضامندی اور خوشنودی کو واسطے آدمی کے واجب کر دیتے ہیں۔ اسلئے کہ جب انسان بیقراری اور اضطراری کی حالت میں خدا تعالٰی کی یادگاری میں مصروف ہوتا ہے اور اس کے قضا کو دل وجان سے مان لیتا ہے اور شیطان کے وساوس کو بالکلیہ دل سے نکال دیتا ہے تو حق سبحانہ وتعالٰی کی رحمت کا دریا جوش میں آکر اس مضطر متفکر کو آلواث مصائب سے پاک وصاف کر کے بارگاہ ایزدی کا مقرب بنا دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا صبر تین قسم پر ہے ایک طاعت الٰہی پر صبر کرنا یعنی تکالیف عبادت کو اپنے پر گوارا سمجھ کر اسکو نہایت خشوع کیساتھ ادا کرنا۔ دوسری معصیت پر صبر کرنا اگرچہ معصیت کے ارتکاب سے اسکو ظاہر نفسانی فائدہ ہو اُس سے اجتناب کرنا۔ تیسری ورود مصائب کے وقت جزع فزع کو اپنے نزدیک نہ آنے دینا۔ جو شخص طاعت الٰہی پر صبر کرے اللہ تعالٰی روز قیامت کے اُسکو تین سو درجہ جو فیمابین اُن کے آسمان وزمین کا فرق اور فاصلہ اور تفاوت ہوگی عنایت فرمائے گا اور جو معصیت سے صبر کرتا ہے اللہ تعالٰی اُسکو چھ سو درجہ بہ تفصیل مذکور عطا فرمائیگا اور جو آدمی مصیبت پر صبر کرتا ہے حق سبحانہ وتعالٰی اُس کو چھ سو درجہ جسمیں عرش اور فرش کی تفاوت ہوگی عطا فرمائیگا۔ ہذا ما حقیقت۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مؤلف اے میرے عزیز و صبر لغت میں بمعنے حبس اور منع کرنے اور باز رکھنے نفس کے ہے ایک چیز سے۔ اور زبان فارسی میں اُسکو شکیبائی کہتے ہیں اور شرع میں داعیہ حق کو باعث نفس پر وقت معارضہ کے غالب کرنا ہے۔ اور شیخ نجم الدین رح نے فرمایا کہ صبر باہر آنا حظوظ نفس سے ہے۔ ساتھ مجاہدہ کے اور ثابت رہنا اوپر باز رکھنے

نفس کے محبوبات اُس کے سے ٭

حضرت شہاب الدین سہروردی نے عوارف میں فرمایا۔ کہ صبر فرض ہے اور نفل فرض جیسے صبر کرنا ادائے فرائض پر اور ترک محرمات پر۔ اور جملہ صبر نفل سے صبر کرنا ہے فقر اور تنگدستی پر اور شدائد مصائب پر اور وقت صدور صدمہ پہلے کے اپنے نفس کو ضبط کرنا ہے۔ اور مصیبتوں کو چھپانا اور شکایت کا ترک کرنا اور اقسام صبر کے بکثرت ہیں۔ اور اکثر لوگ تمام اقسام صبر پر ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔ انتہیٰ ٭

بھائیو! انسان کو چاہیئے کہ حتی الممکن صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑے تاکہ ایمان سلامت رہے۔ اور عبادت میں مشغول ہو سکے اسلئے کہ حالت جزع و فزع اور تأسف میں عبادت میسر نہیں ہو سکتی اور دُنیا اور آخرت کی خیریت بھی ساتھ صبر کرنیکے وعدہ کی گئی ہے۔ از انجملہ ایک تو فتحیاب ہونا دُشمنوں پر ہے۔ کما ورد قولہ تعالیٰ فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ پس صبر کر تحقیق انجام بخیر ہے متقیوں کے لئے۔ اور دُوسری مُراد کو پہونچنا ہے صبر کے سبب سے کما ورد وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا ۙ اور تیسری مقدم ہونا اور امام ہونا ہے۔ کما ورد وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۔ یعنے کیا ہمنے ان کو امام کہ راہ بتاتے ہیں ساتھ امر ہمارے کے جب کہ انہوں نے صبر کیا ٭ اور چوتھی تعریف کرنا حق کا ہے۔ کما ورد اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ یعنے تحقیق ہم نے پایا اُسکو صبر کرنیوالا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنیوالا ہے ٭ اور پانچویں خیریت بشارت ہے کما ورد وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الخ یعنے خوشخبری دے صبر کرنیوالوں کو ٭ اور چھٹی محبت خدا تعالیٰ کی ہے صبر کرنیوالوں کیساتھ کما ورد اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ یعنے تحقیق اللہ صابروں کو دوست رکھتا ہے ٭ اور ساتویں درجات بلند کا پانا ہے کما ورد اُولٰٓىِٕكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا یعنے یہ لوگ جزا دئے جائیں گے بالاخانے بسبب صبر کرنیکے ٭ اور آٹھویں بزرگی اور سلام ہے اللہ تعالیٰ کیطرف سے کما ورد سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ سلام ہو جیو تمہارے پر بسبب صبر کرنے تمہارے کے۔ اور نانویں پانا ثواب بے نہایت کا ہے۔ کما ورد اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ سوائے اس کے نہیں کہ پورا پورا دیجائیگے صابر ثواب بحساب ٭

یعنی پوری ہوئی بات تیرے رب کی اچھی بنی اسرائیل پر بسبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا ۱۲

بعض علماء کا قول ہے کہ صبر تین قسم پر ہے۔ ایک تو صبر عوام کا ہے اور وہ روکنا نفس کا ہے ناگوار چیزوں پر۔ اور صبر خواص کا یہ ہے کہ تلخی اور سختی کو پی جاوے اور ماتھے پر بل نہ ڈالے۔ اور صبر اخص الخواص کا یہ ہے کہ بسبب بلا کے لذت پاوے اور اسی سبب سے وُہ شکر اور نہایت رضا بالقضاء کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے اسیواسطے مخبر صادق نے فرمایا کہ عبادت کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔ اگر نہو سکے تو صبر کر اُس چیز پر کہ مکروہ جانتا ہے اُسکو خیر کثیر ہے۔ کما ورد عسیٰ اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ❊

مؤلف اُے میرے عزیز بھائیو! اس بزرگ خصلت کے بہم پہونچانے میں کوشش کیا کرو اور اسکے حاصل کرنیکو اہم مہمات اور غنیمت سمجھو۔ اور وقت ورود مصائب کے جزع اور فزع کو جو حقیقت میں اپنے عجز کا ظاہر کرنا ہے اپنے نزدیک نہ آنے دو۔ کہ یہہ کام نامردوں کا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اگر کوئی بادشاہی سپاہی دُشمن کے مقابلے کے میدان میں دُم دبا کر بھاگ جاوے تو بادشاہ حاکم کے نزدیک وُہ بزدل نامرد شمار کیا جاتا ہے۔ اور بادشاہ سے کبھی ترقی نہیں پاتا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس اگر تم خدا کے ابتلاء میں مبتلا ہو کر اپنی بے استقلالی ظاہر کروگے۔ اور جزع فزع کے دامن کو پکڑو گے تو جو کچھ مقدر ازلی نے تمہاری تقدیر میں لکھا ہے کبھی متغیر اور کم و بیش اور مقدم اور موخر نہیں ہوگا۔

خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد		وگر ناخدا جامہ برتن درد	

صبر کا ثواب بھی مفت تمہارے ہاتھ سے چلا جائیگا۔ تم اپنے نفسوں کو استقامت طاعت پر روکا کرو۔ اور گناہوں سے اپنے امکان کے بموجب بچا کرو۔ دُنیا کے فضول خرچوں کو اپنے نزدیک نہ آنے دیا کرو۔ اور شدائد اور مصائب دینی دنیوی کیحالت میں صبر کا لباس پہن لیا کرو۔ جو شخص یہ سب امور بجا لاوے۔ بیشک وُہ عبادت الٰہی میں مستقیم ہوگا۔ اور گناہوں کے صدمے سے امن میں رہیگا۔ اور دُنیا کی بلاؤں سے اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا پاویگا۔ اور بہت سے ثواب کا مستحق بلکہ وارث ہوگا۔ اور جو کوئی حالت مصائب میں جزع کرے سب نعمتوں سے محروم رہیگا۔ اور اطمینان خاطر سے عبادت نہیں کر سکے گا۔ اگر کچھ کرے تو بھی بسبب نہ صبر کرنیکے گناہوں سے حبط ہوگا۔ بحر العلوم۔

جو لوگ حالت ورود مصائب میں اللہ پر توکل کر کے اپنی بے صبری کو ظاہر نہیں کرتے ہیں اور کمر ہمت کی باندھکر نہایت استقلال سے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور

اپنی مصیبت کا حال کسی سے نہیں کہتے ہیں۔ جو کچھ حاکم حقیقی کیطرف سے اُن پر وارد ہوتا ہے صبر و شکر کرکے اپنے پر سہتے ہیں۔ حق سبحانہ و تعالے نے اُن کے لئے بہشت میں بڑے بڑے مراتب مہیا کر رکھے ہیں۔ کما ورد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل من امتی سبعون الفا بغیر حساب۔ ھم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربھم یتوکلون متفق علیہ روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل ہونگے بہشت میں میری اُمت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے وہ وُہ لوگ ہیں کہ نہ طلب منتر کی کرتے ہیں اور نہ شگون لیتے ہیں۔ اور اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں یعنے تمام اُن چیزوں کو ترک کرتے ہیں +

مؤلف ستر ہزار بغیر ملاحظہ اُن کے تابعینوں کے۔ پس نہیں منافی ہے یہ حدیث اُس حدیث کے جسمیں وارد ہے کہ ہر ایک کیساتھ انہیں سے ستر ستر ہزار ہونگے۔ اور نہ طلب منتر کرتے ہیں یعنے مطلق یا بغیر کلمات قرآنیہ اور اسمار الٰہیہ کے۔ اور نہ شگون بد لیتے ہیں یعنے حیوانات کے اُڑ جانے سے یا آواز کے سُننے سے۔ مثلاً چھینک کی آواز۔ یا بلّی کا سامنے سے آنا جانا وغیرہ بلکہ وہ مردان خدا کہتے ہیں۔ کما ورد اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الٰہ غیرک اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب الا انت یعنے اے ہمارے اللہ نہیں ضرر مگر ضرر تیرا اور نہیں خیر مگر خیر تیری اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے یا اللہ نہیں لاتا نیکیوں کو مگر تو اور نہیں لیجاتا بُرائیوں کو مگر تو +

صاحب نہایہ نے کہا کہ یہ صفت حضرات اولیائے کرام کاملین کی ہے کہ جو اعراض کرتے ہیں اسباب دُنیا سے اور اُس کے متعلقات سے اور نہیں التفات کرتے طرف کسی چیز کی متعلقات دنیا سے اور یہ درجہ خواص کا ہے۔ کہ اُن کے غیر اُن کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے تم نے شاید سُنا ہوگا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال راہ خدا میں تصدق کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنپر انکار نہ کیا اسلئے کہ جناب سرور کائنات کو اُن کے یقین اور صبر کا حال معلوم تھا۔ اور جبکہ لایا آپ کے پاس ایک شخص مانند بیضہ کبوتر کی سونا اور کہا کہ یا رسول اللہ اس کے سوا میں کچھ ملک نہیں رکھتا ہوں۔ پس حضرت نے اُسکو مارا اور غصہ کیا۔ اس لئے کہ آنحضرت اُس کے حال سے بخوبی واقف تھے کہ اس سے صبر اور قناعت نہ ہوسکے گی۔ بخلاف حضرت ابوبکر صدیق کے کہ ان کو صابر

وقائع جانتے تھے۔ پس ان دونو روایتوں سے ثابت ہوگیا کہ عام لوگوں کو حالت وُرود حوادث میں رخصت ہے کہ وہ اپنی بلا کے روکنے کے لئے کوئی حیلہ یا دوا اور علاج کرلیا کریں بشرطیکہ شریعت کے برخلاف نہ ہووے جیسے حدیث صدر میں درج ہے۔ انتہی ۱۲

الفصل الحادی عشر فی ذکر خروج الروح من بدن الانسان

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے مالک کے ارادہ سے نزع کیحالت میں پڑتا ہے اور اُسوقت اُسکی ناطقہ زبان تکلم سے بند ہو جاتی ہے۔ تو چند ملائک اُسکے سر پر آن موجود ہوتے ہیں۔ پس ان میں سے ایک فرشتہ اُس کے سامنے ہوکر کہتا ہے السلام علیک یاعبداللہ میں تیرے رزقوں کا موکل ہوں آج میں نے تمام رُوئے زمین پر مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تیرے رزق کی تلاش اور تیرے نصیبے کی جستجو کی مگر میں نے ایک لقمہ تک بھی تیرے رزق سے نہیں پایا۔ اسی خبر دینے کی خاطر میں تیرے پاس آیا ÷ جب یہ فرشتہ اپنا پیغام پہونچا چکتا ہے۔ تو ایک دُوسرا فرشتہ حاضر ہوکر السلام علیک یاعبداللہ کہتا ہے کہ اے بندے میں تیرے ٹھنڈے پانی کا موکل ہوں۔ آج تمام روئے زمین کے کنوئیں اور سارے پہاڑوں کے چشمے اور دریا اور تالاب اور نہریں دیکھ چکا ہوں تیری قسمت کا ایک گھونٹ پانی نہیں رہا۔ اسی غم کا مارا تیرے پاس آیا ہوں ÷ پھر تیسرا فرشتہ آکر کہتا ہے السلام علیک یاعبداللہ میں تیرے انفاس کا محافظ ہوں۔ اور آج میں نے شرق تا غرب پھر کر دیکھا۔ تیرے انفاس کر ایک دم بھی باقی نہ پایا۔ جتنا کتنا سرمایہ عمری تھا وہ سب کا سب صرف ہوگیا۔ آپ سے رخصت ہونیکو آیا ہوں ÷ پھر چوتھا فرشتہ حاضر ہوکر عرض کرتا ہے السلام علیک یاعبداللہ میں تیرے قدموں کا موکل ہوں۔ آج میں نے مشرق مغرب کی زمین کا سیر کیا۔ تیرے نصیبے کا کوئی ٹکڑا زمین کا میری نظر میں ایسا نہ آیا کہ تیرا قدم اُسپر ٹکے۔ تونے جتنے قدم زمین پر دینے تھے وہ سب پُورے ہو چکے۔ اب آرام کا وقت آن پہونچا ÷ پھر پانچواں فرشتہ اُس کے پاس حاضر ہوکر کہتا ہے السلام علیک یاعبداللہ میں تیرے آجال اور اعمار کا نگہبان ہوں۔ آج میں نے دُنیا کے سارے عالم میں تلاش کی۔ تیری عارضی ناپائدار زندگی کے سرمایہ سے ایک ساعت بھی باقی نہ پائی۔ تیرا نازنین شہباز

جو مدتوں سے تیرے قالب کے قفس میں قیدی تھا اور جس کے نور سے تیرا سارا وجود مجلی اور منور تھا۔ آج وہ حضرت پرواز کرنا چاہتا ہے اور اپنے اصلی آشیانہ میں لوٹنا چاہتا ہے۔ اسی اثنا میں حضرات کرام الکاتبین جو انسان کی نیکی بدی لکھنے پر مامور ہیں۔ عالم اجسام میں حاضر ہو کر کہتے ہیں السلام علیک یا عبد اللہ ہم تیرے حسنات اور سیئات کے موکل اور دبیر ہیں اور تیرے نیک و بد اعمال اور افعال کے محرر ہیں۔ آج تیری نیکیوں اور بدیوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور تیرے اعمال اور افعال کی مسل مکمل ہوگئی۔ اب تیرے اعمال کی مثل احکم الحاکمین جل جلالہ کی بارگاہ میں پیش ہوتی ہے اگرچہ ہم کو اس مسل مرتبہ کا تم کو دکھانا ضروری امر نہ تھا مگر چونکہ تو ہمارا پرانا دوست ہے اور مدت مدید ہمارا تمہارا اتفاق رہا۔ ہم بوجہ اطلاع دینے اور یہ تیرے اعمال کی مثل دکھانیکو تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ پس کرام الکاتبین ایک کالے رنگ کا صحیفہ نکالکر اس آدمی کے آگے رکھتے ہیں اور بڑے ادب کیسا تھ اسے کہتے ہیں اے بنی آدم اس مثل کو حرف بحرف ابتدا سے انتہا تک دیکھ پڑھ لو۔ اور اپنے اعمال و افعال کا ملاحظہ کر لو۔ وہ اجل رسیدہ کرام الکاتبین کی یہ بات سنکر پانی پانی ہو جاتا ہے اور مارے خوف کے اس سیاہ دفتر کے پڑھنے سے اعراض کر کے دائیں بائیں ادھر ادھر دیکھنے لگجاتا ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے تھرتھراتا ہے یہاں تک کہ اسکی آنکھیں جھپکنے سے رہ جاتی ہیں اور اس کے ہوش و حواس اڑ جاتے ہیں۔ پس کرام الکاتبین اسکو تھام تھوم کر بچھونے پر لٹا کر اسکی نظر سے غائب ہو جاتے ہیں ٭ اے میرے عزیزو چونکہ اس جگہ حضرت کرام الکاتبین کا ذکر تبعاً آچکا ہے اس لئے ان کا ذکر کرنا ضروری ہوا۔ وما انا اقول وباللہ التوفیق ٭

ہٰذہ الجملۃ المعترضۃ فی ذکر کرام الکاتبین

روایت ہے کہ ہر ایک انسان کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے دو دو فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جو کرام الکاتبین کے نام سے کتابوں میں مرقوم و مشہور ہیں۔ ایک تو آدمی کے حسنات لکھنے کا محرر ہے اور وہ انسان کی داہنی طرف رہتا ہے۔ دوسرا اس کے سیئات لکھنے پر مقرر ہے اور وہ اس کے بائیں طرف رہتا ہے۔ اور یہ سیئات کے لکھنے کا محرر انسان کی کوئی بدی سوائے شہادت اور اجازت اپنے صاحب کی نہیں لکھ سکتا ہے ٭

جب انسان بیٹھتا ہے تو ایک اس کے دائیں طرف اور دُوسرا بائیں طرف بیٹھ جاتے ہیں اور جب حضرت انسان کسی کام کے واسطے کھڑا ہوتا ہے تو یہ بھی اُس کے دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جب آدمی چلتا پھرتا ہے تو یہ دونوں خادموں کیطرح ایک آگے اور دُوسرا پیچھے اُس کے ہمراہ چلتے پھرتے ہیں۔ اور جب حضرت انسان بستر خواب پر سوتا ہے تو ایک اُس کے سر کیطرف اور دُوسرا پاؤں کی طرف اُسکی پاسبانی کے واسطے ساری رات کھڑے رہتے ہیں +

اور بعض روایات میں دیکھا گیا ہے کہ کرام الکاتبین پانچ فرشتے ہیں دو رات کے لئے اور دو دن کے کام بھگتانے کیواسطے۔ اور پانچواں فرشتہ ہر دم اُن کے ہمدم رہتا ہے اور اس حضرت سے کسی وقت مفارقت نہیں کرتا ہے کما ورد۔ قولہ تعالےٰ:- لہ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ الآیہ مفسّرین معقبات سے وُہ فرشتے مراد رکھتے ہیں جو آدمی کی حفاظت میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔ اور اُسکو جن اور انس اور شیاطین کی شرارت سے بچاتے ہیں۔ اور بعض علمائنے کہا ہے کہ کرام الکاتبین دو فرشتہ ہیں جو انسان کے دونوں بازؤں کے درمیان ان کے رہنے کی جگہ ہے اور ان کی زبانیں اُن کے قلم اور انکے حلق اُن کی دواتیں۔ اور ان کے دہان کی ریق یعنے تھوک اُن کی سیاہی اور اُن کے دل اُنکا کاغذ اور صحیفہ ہیں اور وُہ دونوں فرشتے آدمی کے اعمال روز قیامت تک لکھتے رہتے ہیں۔ **روی عن** النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان صاحب الیمین امیر علے صاحب الشمال فاذا عمل سیئۃ واراد صاحبہ ان یکتبہا قال لہ صاحب الیمین امسک فیمسک سبع ساعات فان استغفر لم یکتبہا وان لم یستغفر اللہ کتب سیئۃ واحدۃ الخ۔ ترجمہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ کرام الکاتبین جو آدمی کے دائیں کیطرف حسنات لکھنے والا رہتا ہے۔ وُہ بائیں طرف کی فرشتہ کا آمر ہے بدُون حکم آمر کے وُہ مامُور کوئی بات آدمی کی نہیں لکھ سکتا ہے۔ جب انسان سے کوئی گناہ عمداً یا خطاءً سرزد ہوتا ہے تو وُہ فرشتہ بدیوں کے لکھنے والا اُس گناہ کے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکا امیر اُس کو روک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ قدرے ٹھیرے رہو۔ پس وُہ فرشتہ سات گھڑی تک اُس کا انتظار کرتا ہے اگر وہ آدمی اپنے سے تائب ہو جاتا ہے تو اصلاً اُسکا گناہ صحیفہ میں درج

نہیں ہوتا۔ اگر عیاذاً باللہ اسکو اپنے گناہ سے تائب ہونا بھول گیا تو پھر وہ فرشتہ ایک بدی اُس کے صحیفہ میں درج کرلیتا ہے۔ پھر جب بندہ کی رُوح قبض کیجاتی ہے اور اُسکو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو کرام الکاتبین اُس بندے سے جُدا ہوکر بارگاہ ایزدی میں استجازۃً التماس کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار تونے اس بندے کے اعمال لکھنے کے عہدہ پر ہمکو مقرر کیا تھا۔ جب تک یہ بندہ زندہ رہا تو ہم اُس کے اعمال بکم وکاست لکھتے رہے۔ اب اس بندے کی زندگی ختم ہوچکی اور ہمارا کام بھی اُسکے ساتھ ہی ختم ہوگیا۔ اگر ہم بندوں کو اجازت ہووے تو ہم ملاء اعلےٰ کو چلے آویں۔ اور وہاں اپنے ہمجنسوں میں شامل ہوکر تیری عبادت اور تیری تقدیس میں مشغول ہوکر اپنے لئے سعادت دارین حاصل کریں حق سبحانہ وتعالےٰ اُن کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے بندے کے کرام کاتبینو اور خادمو! میرا آسمان ملائکہ کرام سے بھرا ہوا ہے اور وہ رات دن میرے تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہیں۔ ہمکو تمہارے بُلانے کی کچھ حاجت نہیں پھر وُہ فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہمکو زمین پر رہنے کی اجازت عطا فرمائی جاوے تو ہم اپنا گذارہ زمین پر کرکے تیری اطاعت میں مصروف ہوویں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے کے خدمتگارو۔ میری زمین میری مخلوقات سے بھری ہوئی ہے مجکو تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ اگر تم کو زمین پر رہنا پسند ہے تو جاؤ اور اُس میرے بندے کی قبر پر جس کے تم محافظ اور کرام الکاتبین تھے جا بیٹھو۔ اور جب تک میں اُس بندیکو قبر سے نہ اُٹھاؤں تم میرے نام کی تسبیح اور تہلیل پڑھکر اُس کے اعمالنامہ میں درج کرتے رہو۔ قال اللہ تعالےٰ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان حفظہ ملائکہ کا نام کراماً کاتبین اس جہت سے رکھا گیا ہے۔ کہ یہ فرشتے بندے کے اعمال لکھ کر آسمان کی طرف صعود کرکے بارگاہ ایزدی میں پیش کرتے ہیں اور اسپر اپنی شہادت بھی لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تیرے فلانے بندے نے فلاں فلاں نیک کام کیا ہے۔ اور جب کسی بدکار میرے جیسے گناہ گار کا اعمالنامہ لکھکر آسمان کیطرف صعود کرتے ہیں تو بڑے غمناک اور پریشان ہوکر کھڑے رہجاتے ہیں۔ پس حق سبحانہ وتعالےٰ اُن ملائکہ کو ارشاد کرتا ہے کہ اے ملائکہ جو میرے بندے نے کمایا ہے وُہ میرے سامنے پیش کرو۔ پس کراماً کاتبین مارے شرم

کے ساکت رہجاتے ہیں اور کچھ جواب نہیں دیسکتے ہیں علےٰ ہذا القیاس یہی ارشاد ہوتا رہتا ہے۔
جب تیسری نوبت پہنچتی ہے تو ملائکہ حفظہ عرض کرتے ہیں الٰھی انت اعلم وانت ستار امورت عبادك ان یسلتوا عیوبھم فانھو یقرءون کلامک کتابك ویمدحونك پھر ملائکہ کراماً کاتبین کہتے ہیں ہم بھی اپنے مخدوم کے عیبوں کو ظاہر نہیں کرسکتے اور تیری مقدس ذات عالم الغیب والشھادۃ کی صفت سے موصوف ہے ہمارے بیان کی حاجت نہیں۔ بہمیں معنے انکا نام کراماً کاتبین رکھا گیا ہے ❖

رجعنا الےٰ اصل المطلب۔ جب حضرت کراماً کاتبین اُس محتضر کی نظر سے غائب ہوجاتے ہیں تو حضرت ملک الموت علیہ السلام بحکم ملک العلام چند ملائک رحمت اور عذاب کے ساتھ لیکر کالبرق الخاطف اُس اجل رسیدہ کے سر پر آوارد ہوتے ہیں۔ اور آتے ہی انمیں سے بعض فرشتے بفحوائے وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا اور بعضے بحکم وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا اُسکی رُوح کو بدن سے نکالتے ہیں۔ جب رُوح آدمی کی حلق تک پہونچتی ہے تو حضرت ملک الموت فوراً رُوح کو پکڑ لیتے ہیں۔ اگر آدمی مومن خدا پرست اور اپنے رسول کا تابعدار ہوتا ہے تب ملائکہ نورانی چہرہ رحمت کے جنت کی خوشبوئیں اور بہشتی کفن لئے ہوئے آسمان سے اترکر مدّ نظر کے فاصلے پر بیٹھ کر محتضر کی قبض روح کی انتظاری کرتے رہتے ہیں۔ جب ملک الموت آکر اُس کے سرہانے پر بیٹھکر بڑی شفقت و رحمت اور عزت و حرمت اور ادب کیساتھ کہتے ہیں۔ کما ورد فی الحدیث فیقولون الملائکۃ ایتھا النفس الطیبۃ اخرجی راضیۃ مرضیۃ عنك الی روح اللہ وریحان ورب غیر غضبان فتخرج کاطیب ریح وفی روایۃ تسیل کما تسیل القطرۃ من السقاء ترجمہ اَے پاک جان اس حال میں کہ تو راضی ہے اللہ سے اور اللہ رضی ہے تجھ سے اپنے بدن سے نکل طرف رحمت خدا کی اور رزق خوب کی اور طرف پروردگار کی کہ غضبناک نہیں۔ پس رُوح آدمی کے بدن سے اسطرح نکلجاتی ہے جیسے خوشبو کستوری سے نکلتی ہے ❖

اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ رُوح مثل پانی کے جو دہانہ مشک سے نکلتا ہے اُس آدمی کے بدن سے نکلجاتی ہے اور اُسکو کسی طرحکا عذاب نہیں ہوتا۔ اور ملک الموت علیہ السلام اُسکو لیکر ملائکہ مذکورین کے حوالے کردیتے ہیں اور ملائکہ اُسکو بہشتی کفن میں مکفن کرکے بڑے تعظیم و تکریم سے ہاتھوں ہاتھ آسمان کیطرف لیجاتے ہیں جب وہ آسمان

کے دروازوں کے نزدیک پہونچتے ہیں تو ملاء اعلیٰ کے رہنیوالے آپسمیں کہتے ہیں کہ کیا خوب ہے یہ خوشبو جو زمین کیطرف سے آتی ہے اور ایکدوسرے کو خوش ہو ہو کر پوچھتے ہیں کہ یہ پاک روح کس شخص کی ہے۔ حاملان روح اُن کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ روح فلاں بن فلاں کی ہے۔ یہانتک کہ آسمان کا دروازہ کھلجاتا ہے وہاں فرشتے مرحبًا یا نفس الطیبۃ کہکر اُسکا استقبال کرتے ہیں۔ جب رفتہ رفتہ ساتویں آسمان تک یا علیین پر۔ یا جنت میں یا جنت کے دروازے پر یا عرش کے نیچے علیٰ قدر مراتبہ پہنچتے ہیں۔ تب اللہ تعالےٰ جلشانہ کارگذاران ملاء اعلیٰ کو یہ ارشاد کرتا ہے۔ کما ورد اکتبوا کتاب عبدی فی علیین واعیدوہ الی الارض فانی منہا خلقتھم وفیہا اعیدھم ومنہا اخرجہم تارۃ اُخرےٰ کہ اے میرے کارکنو! لکھو یعنے ثابت رکھو میرے بندے کی اعمالنامہ کو علیین میں اور پھر پہنچاؤ اُسکو طرف زمین کے یعنی اُسجگہ لیجاؤ جہاں اُسکا نازنین بدن پڑا ہے تاکہ خوب طرح اپنے بدن کیساتھ متعلق اور جواب سوال کے لئے مستعد ہو جاوے۔ اس لئے کہ اُنکو مَیں نے زمین ہی سے پیدا کیا۔ یعنے آدم کے بدنوں کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اُسمیں پھر بھیجتا ہوں اُن کو یعنے بدنوں اور ارواحوں دونوں کو پھر زمین کے حوالے کرتا ہوں اور اسی زمین سے اُن کو بارِ دیگر نکالونگا ٭

روایت صحیحہ میں وارد ہے۔ جب کسی مومن کی رُوح کے لئے مقام اعلیٰ مقرر ہو جاتا ہے تو پھر ملائکہ اُسکو ارواح مومنوں کیطرف جہاں وہ رہتے ہیں لاتے ہیں پس وہ رُوحیں اس رُوح کے دیکھنے سے بہت خوش ہوتی ہیں جیسے کوئی شخص دور دراز سفر سے واپس آوے۔ اور اُس کے گھر کے لوگ اُس کے آنے اور دیکھنے سے نہایت خوش ہوتے ہیں۔ اسیطرح سے اُس مومن کی رُوح آنے سے اور رُوحیں خوش ہوتی ہیں۔ پھر مومنوں کی رُوحیں اُس نووارد روح سے پوچھتی ہیں کہ اے ہمارے پیارے بھائی فلانے فلانے کا کیا حال ہے۔ یعنے نام لیکر پوچھتے ہیں کہ فلانے نے ایک باغ لگایا تھا اور فلانے نے ایک عالیشان مکان تعمیر کرایا تھا۔ اور فلانے نے اپنے بیٹے کی شادی میں بہت سا مال راہ شیطان میں لٹایا تھا۔ اور اپنی برادری اور دوسرے دُنیاداروں میں بڑا نام پایا تھا۔ اور دُنیا میں بہت سا سامان اپنے واسطے حلال اور حرام جمع کر رکھا تھا۔ اُس کا کیا حال ہے کہ ہم اُنکو چھوڑ کر اس عالم میں چلے آئے ٭ پھر بعض رُوحیں ایکدوسرے کو

کہتی ہیں۔ بھائیو اس غریب الوطن نو وارد کو چھوڑ دو اور تکلیف نہ دو۔ اس لئے کہ یہ ابھی اپنے عیال اور اطفال اور یار و اغیار اپنے بیگانہ اور اپنے املاک اور گھر بار سے جدا ہو کر آتا ہے۔ اور اُن کی مفارقت کا داغ اُسکے دلمیں تازہ ہے۔ جب یہ راحت پائیگی تب پوچھنا۔ جب روح قدرے راحت پاتی ہے تو نہایت بشاشت سے اُنکے جواب میں کہتی ہے۔ اَے میرے قدیم بھائیو جس شخص کی بابت تم مجھ سے پوچھتے ہو کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا۔ اُسکا حال تمکو بہی اچھا معلوم ہے۔ پس کہتی ہیں وُہ مُوحین کما ورد فیقول قد مات اما اتاکم فیقولون قد ذھب بہ الی اُمّہ الھاویۃ کہ تحقیق لیگئے اُسکو طرف ماں اُسکی کی کہ آگ دوزخ کی ہے ۞

مؤلّف۔ اے میرے دینی بھائیو! تم کو بخوبی معلوم ہے کہ خالق کائنات نے بفحوائے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ تمکو اپنی عبادت بلکہ معرفت کے لئے پیدا کیا اور اس دارِ دُنیا میں جسکی تعریف میں الدُّنیا مزرعۃ الاخرۃ وارد ہے سب سامان اور اسباب عبادت اور معرفت الٰہی کے تم کو عطا کئے۔ پہلے تم کو عقل کے نُور سے منوّر کیا اور پھر حواس ظاہریہ اور باطنیہ کے زیور سے تم کو آراستہ کیا۔ اور تمہاری ہدایت کیلئے ایک نبی کیا نبی جو سب نبیوں کا سردار ہے اور بارگاہ ایزدی کا کل مختار ہے دُنیا میں بھیجا۔ اور اس جناب مستطاب کے ذریعہ سے ایک کتاب جو سب آسمانی کتابوں کی ناسخ ہے محض تمہاری ہی اخلاق کی درستی کے لئے نازل فرمائی۔ اور یہ بھی تم اس کتاب سے دیکھتے سُنتے ہو کہ زمین اور آسمان کے رہنیوالی چھوٹی بڑی چیزیں آسمان زمین اور آفتاب ماہتاب ستارے پہاڑ شجر حجر چارپائے سب کے سب رات دن خدا کی یاد اور ذکر اور سجدے میں ہیں۔ کما ورد قولہ تعالےٰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ ۔

بذکرش ہر چہ بینی در خروش ست	ولے داند درین معنے کہ گوش ست
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوان ست	کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبان ست
کوہ و دریا و درختاں ہمہ در تسبیح اند	نہ ہمہ مستمعان فہم کنند این اسرار

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم اور ہمارے اعضا خدا کے ذکر اور عبادت میں مشغول نہ رہیں تو ہم سے بدترین خائن اور غابن کون ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو اسی خیانت کیوجہ کہ خداوند پاک نے اپنے پاک کلام میں بہ نسبت اس زادۂ خاک ناپاک کثیر من الناس اور نسبت

باقی خلائق ارض و افلاک عمومیت صاف و بیباک فرمایا۔ واہ رے ہماری شامت واہ رے ہماری ندامت۔ کیوں نہ ہو ہمکو یہ شامت کیوں نہ ہو ہمکو یہ ندامت کہ ہم لوگ اس سرائے فانی کی خواب غفلت میں ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ سرائے جاودانی کا اصلاً خیال دلمیں نہیں لاتے۔ بلکہ حبّ دنیا میں ایسے گرفتار ہیں کہ کبھی آخرت کی رفتار کی گفتار کا اظہار تک بھی نہیں کرتے ہیں حتّے کہ موت جو امر یقینی ہے اسکو غیر یقینی اور حیات جو غیر یقینی ہے اسکو یقینی تصوّر کرکے کیسا کچھ معاملہ مفسدہ دغا فریب حیلہ حوالہ کیا کرتے ہیں اور دلمیں یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موت کی موت آئی۔ اور قضا نے قضا کی۔ حیات نے بقا پائی۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس دم تک کسی فرزند آدم کے دم کی بقائی نہوئی اور نہ ہوگی اور آیت كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور آیت كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ط اس کے فنا پر نازل ہوئی ہے اور آیت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ نے ہر نفس کی موت پر شہادت دی .... اس لئے کہ فرزند آدم عدم بقا کی صورت آدمؑ سے لے اسدم تک دمبدم رویت ہوتی گئی۔ دادا دادی۔ نانا نانی۔ چچا چچی۔ ماں باپ۔ بھائی بہن۔ یگانہ بیگانہ وغیرہ سب کے جنازے یکے بعد دیگرے نظر آتے اور آرہے ہیں۔ سیکڑوں ہزاروں لاکھوں کروڑوں نے بلا مراجعت راہ سفر کی اختیار کی۔ دنیا فانی سے نکل گئے اور اسباب دولت مال اور فرزند جگر بند اور آل عیال کو چھوڑ چھاڑ کر شہر خموشاں میں چل بسے۔ **شعر**

یک بیک ہو سب کوئی زیر زمیں چلکر بسے	چل بسیں گے ہم بھی اکدن جسطرح یہ چل بسے
یکے اندیشہ کن دو بار بودن اندرین دنیا کجا آدمؑ کجا حوّاؑ کجا عیسےؑ کجا موسےؑ	کجا رفتند آن یاران کہ بودند مونس جانی کجا داؤد پیغمبرؑ کجا تخت سلیمانی
آنچہ دیدی برقرار خود نماند دیر زود این شخص و شکل نازنین این ہمہ ہیچ ست چون مے بگذرد	آنچہ بینی ہم نماند برقرار باد خواہد برد خاکش را غبار بخت و تخت و امر و نہی و گیر و دار
این الاکاسرۃ الجبابرۃ الاولے این الاکاسرۃ المناع حصونھم	کنزوا الکنوز فما بقین ولا بقوا ترکوا البلاد کانھم وما کانوا

عقلمند وہی ہے جو اسوقت پر کچھ ذخیرہ کرلے۔ جو آخرت میں کام آوے دولت دنیا کا بقاے خیال نہ کرے کہ اسکا حال ابر کے سائے کا سا ہے۔ کہ زوال اسکا لازوال ہے۔ حساب اسکا

آخرت کا جنجال ہے۔ موت کا آجانا بہرحال ہے۔ ایک دن دُنیا سے کوچ و انتقال ہے ؎

کراجا و دان ماندن اُمید نیست	کہ گیتی ہمین جائے جاوید نیست

پہلے ہی اس سفر کا توشہ زاد راحلہ مہیّا کرلینا چاہئے۔ کما ورد تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی۔ توشہ ہمراہ کرلو کہ بہترین توشوں کا پرہیزگاری ہے کسی ناصح کا قول ہے ؎

تزوّد من الدنیا فانك راحل	واعلم بان الموت لاشك نازل
نعیمك فی الدنیا غرور وحسرة	وعیشك فی الدنیا محال وباطل
الا انما الدنیا کمنزل راکب	اناخ عشیا وهو فی الصبح راحل

برادرانِ من جب تک جان میں جان ہے۔ تب تک ذکرِ خالقِ جان سے زبان کو بند نہ کرنا نہیں تو بعد از جان حسرت وندامت کا فغان ہے۔ سعدی رح

اگر مُردہ مسکین زبان داشتے	بفریاد وزاری فغان داشتے
کہ اے چون ہست امکان گفت	لب از ذکر چون مُردہ برہم مخفت
نکوئی کُن امسال چون دہ ترست	کہ سال دگر دیگرے دہ خداست

میرے عزیز و حالت حیات میں کچھ خیرات وحسنات کا اناج آخرت کے کھلیان میں بونا چاہئے۔ جو حشر کی درماندگی اور مفلسی اور تنگدستی کی حالت میں تمہارا معین ومددگار ہووے شعر

بکے تخم در خاک زان مے نہد	کہ روزے فروماندگی بَر دِہد

جب وقت ہاتھ سے نکلجائیگا حسرت وندامت کچھ کام نہ آئے گی۔ قیامت کے بازار میں بباعث تہیدستی کے دُوسروں کو دیکھ دیکھ کر پچھتانا پڑے گا ؎

نہ بینی کہ درویش بیدستگاہ	بحسرت کُند در تونگر نگاہ

تفسیروں میں لکھا ہے کہ حشر کے دن اہلِ نار جنت کی رحمت وعنائت وکرامت کو دیکھکر حسرت کرینگے۔ اور بہت ترسیں گے حتّٰے کہ اہلِ جنّت سے فیض کی درخواست کرینگے اور وُہ اُن کے جواب میں اُنکی محرومیّت ظاہر کردینگے۔ کما ورد وَنَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْمِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ کَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا۔ اور پکاریں گے دوزخ کے رہنے والے

بہشت کے رہنیوالوں کو کہ ڈالو ہمارے پر پانی یا دو ہم کو اُس چیز سے کہ خدا نے روزی دی تم کو بہشتی کہیں گے کہ تحقیق اللہ نے حرام کیا ان دونوں کو اوپر کافروں کے جنہوں نے پکڑا دین اپنا کھیل اور تماشا۔ اور فریب دیا انکو دُنیا کی زندگی نے۔ پس آج ہم بھی اُن کو بھولجائیں گے جیسا بھول گئے تھے وُہ ملاقات دن اپنے کی جو یہ ہے ✥

مؤلف اب مَیں اِس مضمون کو زیادہ طُول دینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ کیونکہ العاقل مکتفیہ الاشارۃ ✥ **رجعنا الی المقصود** ✥

روائت ہے جب ملائکہ مومن کی روح کو عالم علوی کا سیر کرانے سے فارغ ہوجاتے ہیں۔ تو جناب الٰہی سے حکم صادر ہوتا ہے کہ میرے بندے کی رُوح کو اُس کے قالب کی طرف لیجاؤ۔ تاکہ وہ اپنے قدیمی مکان کو دیکھ لے۔ پھر ملائکہ اُس رُوح کو لیکر عالم افلاک سے مرکز خاک کیطرف اُتر آتے ہیں۔ اور اس رُوح کو درمیان زمین اور آسمان کے رکھدیتے ہیں۔ اور وُہ دُنیا کی سب چیزونکو دیکھتا ہے مگر اُسکو کلام کی طاقت نہیں۔ جب اُس میّت کا جنازہ قبر کیطرف اُٹھایا جاتا ہے تو اُسوقت اللہ تعالےٰ اپنی قُدرت کاملہ سے رُوح کو اُس میّت کے بدن میں داخل کردیتا ہے۔ اس مسئلے کی بابت کتابوں میں روایات مختلفہ وارد ہوئی ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ رُوح بار دیگر قالب میں داخل کیجاتی ہے۔ اور وُہ جیسا دُنیا میں تھا ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ اور ماسوا اسکے ثابت نہیں اور بعض کا قول ہے کہ رُوح میّت کے بدن میں سینہ تک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے ✥ اور بعض کا قول ہے کہ رُوح میّت کے بدن اور کفن کے بیچ میں ہوتی ہے۔ ففی کل ذالک قد جاءت الاٰثار۔ بعد اس کے دو فرشتے آتے ہیں اور اُسکو اُٹھا بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں۔ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے۔ وُہ کہتا ہے رَبِّیَ اللّٰہُ میرا رب اللہ ہے۔ پھر سوال کرتے ہیں مَادِیْنُكَ تیرا دین کیا ہے۔ وُہ جواب دیتا ہے۔ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ دین میرا اسلام ہے پھر سوال کرتے ہیں نبی تیرا کون ہے وہ بولتا ہے کہ میرا نبی محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر سوال کرتے ہیں کہ علم تیرا کیا ہے؟ وُہ جواب دیتا ہے کہ قرآن شریف پڑھتا ہوں اور اسی پر میرا ایمان ہے۔ **شعر**

بس ہنکرونکیر پسند حال ما۔	وین جملہ حکمہا زپئے امتحان شود

تب منادی آسمان سے ندا دیتا ہے کہ ہمارا بندہ سچا ہے۔ اس کے لئے بچھونا اور لباس جنت

سے لاؤ۔ اور ایک دروازہ بہشت کا اس کے لئے کھولدو۔ تاکہ وہاں کی خوشبو وغیرہ اس کو دماغ کو معطر اور خوش کرتی رہے۔ اور قبر اسکی کشادہ ہوجاوے ٭
ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا۔ کہ اُسکی قبر بقدر پہونچنے نگاہ کے کشادہ کیجاتی ہے۔ اور علیین ایک جگہ کا نام ہے ساتویں آسمان پر کہ اُسمیں نیکیوں کے اعمالنامے رکھے جاتے ہیں۔ اسکے بعد ایک آدمی حسین اور خوبصورت اچھے کپڑے معطر لباس پہنے ہوئے اُس کے پاس آتا ہے اور یہ کلمات طیّبات کہتا ہے کہ اے خدا کے بندے خوش ہو تو کہ تیرے واسطے وُہ نعمتیں مہیا ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سُنیں۔ یہ وُہ دن ہے کہ دُنیا میں تو وعدہ دیا جاتا تھا۔ تب وُہ کہتا ہے آپ کون بزرگ ہیں جواب دیتا ہے میں تمہارا عمل صالح ہوں۔ پس وُہ خوش ہو کر کہتا ہے یارب اقم الساعۃ رب اقم الساعۃ حتیٰ ارجع الی اھلی ومالی اے میرے رب جلدی قیامت قائم کر۔ جلدی قیامت قائم کر۔ تاکہ میں اپنے مال اور اہل کیطرف جاؤں ٭
مؤلف۔ مراد اہل سے اسجگہ حور عین اور خادم ہے۔ اور مال سے محل اور باغ جنّت کے اور دیگر اشیاء وہاں کے جو مال کی قسم سے ہیں مراد ہے۔ یا اہل سے مراد قرابتی مومن ہیں اور مال سے حور و قصور ہے۔ ہکذا فی المرقات ٭

ہذہ الموعظۃ فی بیان نزع روح الکافر

جناب مستطاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کافر کے دنیا سے انقطاع اور متوجہ ہونیکی طرف عالم عقبےٰ کا وقت قریب ہوتا ہے۔ تب ملائکہ سیاہ رو غضب کے بھرے ہوئے ٹاٹ پلاس کا کفن لئے ہوئے آسمان سے اُترکر مد نظر کے فاصلے پر بیٹھکر اُسکی روح کی قبض کی انتظاری کرتے ہیں۔ جب حضرت ملک الموت آکر اُس مردود کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یا ایتہا النفس الخبیثۃ اخرجی الی سخط اللہ اے خبیث نفس نکل خدا کی غضب کیطرف پھر بڑی شدت اور حدّت اور سختی سے نوچ ناچ کھسوٹ کھساٹ کے ملائکہ مذکورین کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ وے فوراً اسکو ٹاٹ پلاس کے کفن میں جس سے مردار کی سی بُو نکلتی ہے رکھکر جب آسمان کیطرف صعود کرتے ہیں۔ تب اور اور ملائکہ نفرت سے کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح کسکی ہے اُسکے جواب میں بڑی بےعزتی اور خرابی کیساتھ کہتے ہیں۔ کہ

یہ رُوح فلاں بن فلاں کی ہے۔ جب آسمان تک پہونچتے ہیں اور دروازہ کھلنے کا استمزاج کرتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ اس خبیث روح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے ہیں۔ کما ورد قولہ تعالٰے۔ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یعنے آسمان کے دروازے اُنکے لئے نہیں کھولے جاتے ہیں اور نہ یہ کافر لوگ بہشت میں داخل ہونگے۔ یہانتک کہ داخل ہو اونٹ بیچ ناکے سُوئی کے۔ جیسے یہ امر نہیں ہوسکتا یعنے اونٹ کا سُوئی کے ناکے میں داخل ہونا امر محال ہے ویسا ہی کافر کا جنّت میں داخل ہونا دشوار ہے۔ علم معانی میں ایسی مثال کو تعلیق المحال کہتے ہیں۔ پھر وہ کافر کی خبیث رُوح آسمان سے گرائی جاتی ہے۔ کما ورد قال اللہ تبارك وتعالٰی وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ط جو شخص کہ شریک کرے ساتھ اللہ کے پس گویا گرا وہ آسمان سے مُنہ کے بل۔ یعنی بلندی ایمان اور توحید سے کفر و شرک کی پستی میں پڑا۔ پس اچک لیتے ہیں اُسکو پرندے۔ کیا معنے یعنی ہلاک ہوتا ہے۔ پھینک دیتی ہے اُسکو باؤ بیچ مکان دُور کے۔ یعنی وُہ مشرک دُور ہوتا ہے رحمتِ خدا سے۔ ازآں بعد حق سبحانہ وتعالٰے ملائکہ کو حکم کرتا ہے۔ کہ اکتبوا کتابه فی السجین فی الارض السفلی یعنے اسکے رہنے کی جگہ سجّین مقرر کردو۔ جو سب طبقات ارضیہ سے نیچے ہے۔ پھر جب اُسکی رُوح اُسکے جسد میں عود کرتی ہے۔ تب دو فرشتے مہیب صورت رعد کیطرح گرجتے ہوئے اُسکے سر پر آوارد ہوتے ہیں۔ پس آتے ہی اُسکو اُلٹا بٹھاتے ہیں۔ اور بُری دھمکی سے اُسکو پوچھتے ہیں۔ من ربك۔ پس وہ کہتا ہے ھاہ ھاہ مَیں نہیں جانتا ہوں۔ اُسکی قبر کے قریب سے آواز آتی ہے او کم بخت تُو نہیں جانتا ہے اور تُو نے نہیں پڑھا ہے۔ پس منادی ندا کرتا ہے یہ بندہ جھوٹا ہے۔ اسکا بچھونا اور لباس جہنم سے لادو۔ اور اُس کے واسطے دروازہ طرف دوزخ کی کھولدو۔ جسمیں اُسکی گرمی وغیرہ سے عذاب پاتا رہے۔ اور اُسکی قبر تنگ کیجاتی ہے۔ یہانتک کہ اُسکی پسلی کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس کے بعد ایک آدمی بدشکل قبیح منظر متعفن کپڑے پہنے ہوئے آکر بولتا ہے کہ حسب الوعدہ مزہ چکھو تب وہ کہتا ہے تو کون ہے وہ جواب دیتا ہے میں تمہارا عمل ناپاک اور خبیث ہوں تب وہ کہتا ہے کما ورد یا رب لا تقم الساعة اے میرے پروردگار قیامت قایم نہ کر۔ ہکذا ذکرہ امام احمد و ابوداؤد و حاکم ابن ابی سعید والبیہقی والطیالسی وغیرہم۔ وہکذا فی المشکوٰۃ۔ اور طوالتہ

کی جہت سے نقل عبارت احادیث متروک ہوئی۔ صرف مطلب پر اکتفا کیا گیا +

لمافرغت من بیان احوال موت المومن والکافر والفجار شرعت فی بیان موت الابرار والاخیار

جب کوئی ولی اللہ اس دار دُنیا سے رحلت کرتا ہے۔ تب خداوند تعالیٰ حضرت ملک الموت ؑ کو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے ولی کی طرف جاؤ اور اُسکو میرے پاس لاؤ کیونکہ مَیں نے ہر طرح سے اُسکا امتحان کرلیا ہے اور شادی و غمی میں ابتلا کر دیکھا ہے ہر جگہ میں محبوب پایا ہے اُس کو لاؤ تاکہ مَیں دُنیا کے رنج وغم سے آزاد کر کے اُس کو راحت دُوں۔ تب ملک الموت اسکی تعظیم وتکریم کی وجہ سے پانسو فرشتے اور کفن بہشتی اور خوشبو رنگا رنگ بہشتی پھولوں کے گلدستے لئے ہُوئے آتا ہے۔ ملک الموت علیہ السلام بڑے ادب سے اُس ولی اللہ کے سرہانے پر بیٹھتا ہے اور باقی کے ملائک جن کے شان میں الذین تتوفیھم الملئکۃ طیبین یعنے جو لوگ قبض کرتے ہیں اُنکو فرشتے کہ پاکیزہ ہیں وارد ہے اُسکو گھیر کر بیٹھ کر ہر کوئی اپنے اپنے ہاتھ اُس مرد خدا کے اعضا میں رکھتے ہیں۔ اور ایک ٹکڑا سفید بہشتی حریر کا اور خوشبو جو اپنے ساتھ لاتے ہیں اُس کے زنخدان کے نیچے بچھوا دیتے ہیں اور بہشت کا دروازہ کھولدیتے ہیں۔ تاکہ نفس اُسکا بہشت کیطرف مصروف ہو جائے۔ جس طرح سے رونیوالے لڑکے کو پھول پھل وغیرہ چیزیں دکھا کر مصروف کرتے ہیں اسی طرح سے اُن کو بھی بہشت کی حور و غلمان و اشجار و اثمار و انہار و درجات و منازل وغیر ذالک دکھا کر کھیلاتے ہیں۔ جب وُہ ولی اللہ بہشت کے باغات اور عجائب پھولوں کی بہار کو دیکھکر اُن کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ تب حضرت ملک الموت بڑی عزت و توقیر و ملاطفت و ملائمت کے ساتھ کہتے ہیں۔ کما ورد فی الحدیث اخرجی ایتھا الروح المطمئنۃ الی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب اے رُوح مطمئنہ چلو طرف درختانِ بیخار اور کیلے سایہ دراز اور پانی گرتے ہُوئے کی۔ بمجرد سُننے ان کلمات طیبات کے اُس خدادوست کی رُوح بدن سے مثل بال کی خمیر سے نکل آتی ہے۔ اور ملائکہ موصوفین جو اُس ماہتاب عرفان کے اردگرد پروین کیطرح ہالہ باندھکر بیٹھے ہُوئے تھے باآواز بلند کہتے ہیں۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ سلامتی ہے تمپر داخل ہو جنت میں بسبب عمل کے جو تم کرتے رہے + اور رُوح جسد سے وداع ہوتے وقت کہتی ہے اے میرے پیارے قالب خدا تمکو میریطرف سے جزائے خیر دیوے

کہ تم نے میری عبادت اور طاعت میں سنگت اور رفاقت دی اور معصیت کرنے میں دیر لگائی پس مبارک ہو تجکو آج کا دن کہ نجات پائی تو نے اور نجات دی مجکو۔ پھر اُسکا جسد مبارک بھی وہی بولی بولتا ہے اُسوقت ساری زمین اور مکان اور جگہیں جن جن میں وُہ ولی خدا کی عبادت کرتا تھا۔ اور ہر دروازہ آسمان کا جن سے اُسکا رزق آتا تھا۔ اور وہ مکان جنکی طرف اُسکا عمل صعود کرتا تھا چالیس دن تک اُسکی مفارقت سے روتے رہتے اور یہہ کلمات زبان سے کہتے ہیں کہ افسوس ہماری خیر و برکت جاتی رہی۔ اس مسئلہ کو ابن جریر اور مروزی اور ابو نعیم و ابو یعلے و ابن ابی الدنیا و ابن ابی حاتم و بیہقی و سعید بن منصور و حاکم وغیرہ نے روائت صحیح سے بیان کیا ہے۔ اور سوا اس کے ان مضامین کو قولہ تعالٰے فما بکت علیھم السماء والارض کے تحت میں حضرات مفسرین یعنے بیضاوی معالم عباسی وجلالین نے لکھا ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے ؏

اور حضرت شیخ شہاب الدین سُہروردی قدس سرہ جسنے ۵۳۹ھ ہجری میں پیدا ہوکر ۶۳۲ھ میں دُنیا سے انتقال فرمایا۔ اپنی عوارف المعارف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روائت نقل کی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن صباح الا و بقاع الارض ینادی بعضہ بعضا ھل مربک الیوم احد صلی علیک او ذکر اللہ علیک فمن قائل نعم ومن قائل لا فاذا قالت نعم علمت ان علیھا بذالک فضلا ومامن عبد ذکر اللہ علی بقعۃ من الارض او صلی اللہ علیھا الا شھدت لہ بذالک عند ربہ وبکت علیہ یوم یموت بعد اس کے ملائکہ اسکو دُہلاتے اور ہلاتے ہیں اور اسکے وجود پر خوشبو ملتے ہیں اور بہشتی کفن پہناتے ہیں۔ قبل نہلانے دُھلانے کفن پہنانے آدمیوں کے اور اُن کے دروازے سے لیکر قبر تک ملائکہ دو صف باندھکر کھڑے رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب یہ کیفیت و رحمت و شفقت ابلیس علیہ اللعنت دیکھتا ہے مارے غُصّہ اور رنج و غم کے چیخیا رہتا ہے اور غضب سے اپنے مُریدوں کو کہتا ہے کہ اے کم بختو ناخلفو! یہ آدمی تمہارے قبضے سے کیونکر پاک اور صاف خلاص ہوکر نکل گیا۔ تب اُس کے مُرید جواب دیتے ہیں کہ یہ معصوم بندہ بمضمون قولہ تعالٰے الا عبادک منھم المخلصین مستثنے میں داخل تھا۔ بعد اس کے ملک الموت خود اُسکی رُوح لیکر آسمان کیطرف صعود کرتا ہے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام معہ ستر ہزار فرشتے کے بشارت دیتے ہُوئے استقبال کرتے

ہیں۔ پھر جب رُوح عرش تک پہونچ جاتی ہے تب فوراً خدا کے سجدے میں گر جاتی ہے۔ پس خداوند تعالےٰ ملک الموت کو فرماتا ہے کہ میرے بندے کی رُوح کو فی سِدرٍ مخضودٍ و طلحٍ منضودٍ وظلٍ ممدودٍ وماءٍ مسکوبٍ وفاکھۃٍ کثیرۃٍ لامقطوعۃٍ ولاممنوعۃٍ وفرشٍ مرفوعۃٍ میں رکھدو یعنے اس میرے پیارے بندے کی پاک رُوح کو بن کانٹے کے درختوں میں اور کیلے تہ بتہ اور سایہ دراز اور پانی گرتے ہُوئے اور بہت میووں میں جو انہیں سے کچھ نہیں کاٹا گیا۔ اور نہ منع کیا گیا اور بلند بچھونے پر بٹھادو۔ سُبحان اللہ! حضرات اولیاء کی کیا شان ہے ؎

رفت آن طاؤس عرشی سُوے عرش	چُون رسید از ہاتفانش بُوئے عرش
سُوئے شادروان دولت تاختند	کُندہ و زنجیر را انداختند
رُوح سلطانی ز زندانی بجست	جامہ چہ درّیم چہ خائیم دست

اور جب اُس محبوب اور مقبول ربانی کو قبر میں جو ایک بہشت کا نمونہ ہوتی ہے رکھتے ہیں تب نماز دائیں طرف سے اور روزہ بائیں طرف اور قرآن اور ذکر سر کی طرف سے اور مشئے الی الصلوٰۃ پاؤں کیطرف سے اور صبر قبر کیجانب سے آکر اُس کے حافظ وناصر ہوتے ہیں۔ جب عذاب کے ملائک دائیں طرف سے آنے کا قصد کرتے ہیں تو نماز اُن کو روکتی ہے اور کہتی ہے کہ عمر بھر عبادت میں اوقات بسر کی اب قبر میں استراحت کرتا ہے کیا دِق کرتے ہو چلے جاؤ۔ اگر بائیں طرف سے آنا چاہیں تو روزہ روکتا ہے۔ اگر سر کی طرف سے آئیں تو ذکر روکتا ہے۔ اگر پاؤں کیطرف سے آئیں تو مشی الی الصلوٰۃ روکدیتی ہے جب کسی طرف سے آنے نہیں پاتے واپس جاتے ہیں۔ جب ملائکہ عذاب مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں تب صبر کُل اعمال سے کہتا ہے کہ میں دیکھ رہا تھا تم لوگوں سے کیا ہوتا ہے۔ اگر تم لوگ عاجز ہوتے تو فقط میں ہی کفایت کردیتا۔ خیر آگے بہت منازل ہیں پُلصراط اور میزان کی میں خبر لونگا۔ کما ورد اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنے سوائے اس کے نہیں ہے کہ صابروں کو اجر بحساب دیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کی دلیل کافی ہے + اور جب منکر نکیر آکر من ربك وما دینك ومن نبیك کا سوال کرتے ہیں تب ان اللہ تعالیٰ ربنا والاسلام دیننا ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبینا جواب پاتے ہیں۔ اور ملاء اعلےٰ کے رہنے والے فرشتے آسمانوں میں یہ جواب سُنکر صدقت کا نعرہ

بلند کرتے ہیں اور اسکی قبر کو چاروں طرف سے کشادہ کردیتے ہیں۔ اور اُوپر کی طرف نظر کرنے کے لیے عرض کرتے ہیں۔ جب وُہ اُوپر کیطرف نظر کرتا ہے اور بہشت کو کھلا دیکھتا ہے تب ملائکہ بولتے ہیں کہ یا ولی اللہ یہ آپ کی منزل ہے اور آپ کا یہ گھر ہے پھر ملائکہ نیچے کیطرف تاکنے کی التماس کرتے ہیں جب وُہ بندہ نیچے کیطرف تاکتا ہے دوزخ کو بھڑکتا ہُوا دیکھتا ہے تب ملائکہ کہتے ہیں یا ولی اللہ اس سے آپ نے ابدی نجات پائی اُسوقت ولی اللہ کو ان سب امور کے دیکھنے سے اتنی بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے جس کے بیان سے میری زبان قاصر ہے۔ الغرض خلاصہ میری تحقیقات کا یہ ہے کہ اُس ولی اللہ کے لئے ستر دروازے جنت کے کھولے جاتے ہیں۔ تا قیام قیامت اُسی خوشی میں اوقات بسر کرتا ہے۔ اللھم اوصلنا الی مراتبہ آمین الٰہین۔ اس مسئلہ کو ابو یعلٰے نے اپنی مسند میں اور ابن ابی الدنیا نے انس وغیرہ سے روائت کی +

وفی الخبر عن الامام الباھلی رضہ اذا توفی الرجل ووضع فی قبرہ فیجی ملک ویقعد عن راسہ ویعذبہ ویضرب ضربۃ شدیدۃ بمطرقۃ لم یبق منہ الا انقطع و تلتھب فی قبرہ نار الخ امام باہلی رضہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوئی آدمی فوت ہوجاتا ہے اور اُسکو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اُس کے پاس ایک فرشتہ آکر اُسکے۔ سرہانے کیطرف بیٹھ کر اُسکو ناری کوڑوں سے مارنا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ اُسکا سارا بدن زخمی ہوجاتا ہے اور اُسکی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے پھر وُہ فرشتہ کہتا ہے۔ قم باذن اللہ تعالےٰ۔ وُہ اِس کلمہ کے سُنتے ہی اُٹھکر بیٹھ جاتا ہے۔ اور چیختا ہے کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے ساری مخلوقات اُسکی آواز کو سُنتے ہیں۔ پھر وُہ فرشتہ چھڑکی سے اُسکو کہتا ہے کہ تُو نے یہ کام کیوں کیا۔ میت اُسکو کہتی ہے کہ یا ملک الرحمٰن مجھ غریب کو کسواسطے اسقدر عذاب دیتا ہے۔ مَیں تو زندگی بھر نماز وقت پر ادا کرتا رہا۔ اور زکوٰۃ اور صدقات۔ جو میرے پر واجب تھے دیتا رہا۔ اور رمضان کے فرضی روزے ہر ایک گرم و سرد موسموں میں رکھتا رہا۔ اور سوا اس کے جو جو نکوئی کے کام ہیں وُہ بھی میرے سے ہوتے رہے۔ پھر نہیں معلوم کہ تو کس جرم کے عوض میں مجھکو ایسے سخت عذاب میں گرفتار کرتا ہے۔ وُہ فرشتہ کہیگا کہ میں تجکو اس گناہ کے بدلے عذاب دیتا ہوں کہ تو ایکروز ایک بیچارے مظلوم کے پاس سے جو وہ ایک ظالم کے پنجہ میں چلا رہا

تھا - اور تجھ سے اپنی مخلصی کی استمداد کی تھی - اور تو نے باوجود استطاعت اور قدرت کے اُسکی فریاد کیطرف توجہ نہیں کی تھی - اور اُسکو ظالم سے نہیں چھڑایا تھا - دوئم بیشک تو نماز تو پڑھتا ہا مگر بول کی نجاست چنداں پرہیز نہیں کیا کرتا تھا - اسواسطے اِن دو جُرموں کے عوض میں اس سخت عذاب میں مبتلا ہوا +

مؤلف اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر ایک انسان کو واجب ہے کہ جہانتک اُسکا امکان ہو مظلوم کی اعانت اور امداد سے دریغ نہ کیا کریں اس لئے کہ مظلوم کو ظالم کے پنجے سے چھڑانا موجب ثواب ہے - اور باوجود قدرت اور امکان کے اس سے تساہل کرنا مورث عذاب ہے کما ورد قال علیہ السلام من رای مظلوما فاستغاث به فلم یغثه ضرب فی قبرہ مایتہ سوط من نار فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسی مظلوم کو ظالم کے پنجہ میں گرفتار دیکھے اور وُہ مظلوم اُس شخص سے دستگیری اور امداد چاہے - اور وُہ شخص اُسکی طرف توجہ نہ کرے اور اُس کی فریادرسی سے دیدہ و دانستہ اغماض کرے تو اُس شخص کو قبر میں ہر روز سَو آتشی کوڑے کا عذاب دیا جاویگا -

وورد وروی عن عبد اللہ بن عمرؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انه قال اربعة نفر یا تیھم اللہ یوم القیمة علےٰ منابر من نور فید خلھم فی رحمته قیل من ھم یارسول اللہ قال ما اشبع جائعًا ووقر غازیًا فی سبیل اللہ واعان ضعیفا واغاث مظلوما عبد اللہ بن عمرؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سرور کائنات نے چار شخص قیامت کے دن نور کے منبروں پر بٹھائے جاوینگے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کریگا صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ وُہ کون کون شخص ہیں - فرمایا جو شخص بھُوکے کو پیٹ بھر کر طعام کھلائے - اور غازیان فی سبیل اللہ کی عزت و توقیر کرے - اور ضعفاء کی اعانت اور خبرگیری کرے - اور مظلوم کی فریاد سُنکر اُس کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑائے +

حدیث روی عن انس بن مالکؓ انه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع المیت فی قبرہ ویھال التراب علیه یقول اھله واولادہ واسیدہٗ فیقول ملك الموت رحمه اللہ تعالیٰ علیه التسمع ما یقولون ذلك الخ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب میت رکھی جاتی ہے قبر میں اور اُسپر مٹی ڈالی جاتی ہے تو اُسوقت اس کے اہل و عیال اُسکی مفارقت سے کہتے ہیں

واسیداہ یعنے اُسکو سراہ کر روتے ہیں۔ ملک الموت ؑ اس میّت کو مخاطب کرتے ہیں جو کچھ تیرے عیال و اطفال کہتے ہیں کیا تو سُنتا ہے؟ وُہ کہتا ہے ہاں۔ پس حضرت ملک الموت میّت کو فرماتے ہیں تو کب شریف تھا۔ اور تیری شرافت کی کیا علامت ہے۔ وُہ کہیگا میں تو ایک ادنےٰ ذلیل اور حقیر بندہ ہوں اور میرے گھر کے بیہودہ بکتے ہیں۔ کاش اگر یہ میری قوم خاموش رہے تو میرے واسطے اچھا ہوتا۔ پھر قبر اسکو شکنجہ کی طرح بھینیڑے گی اور اُسکی دونوں طرف کی پسلیاں ایکدوسری سے نکل جائینگی اور قبر میں رات دن اپنے کئے پر روتا رہیگا یہانتک کہ جب اُسکے پہلے سال کی ماہ رجب المرجب کے پہلے جمعہ کی رات آویگی تو ارحم الراحمین کی رحمت کا دریا جوش میں آویگا۔ اور بذات مقدس جل جلالہ یہ ارشاد فرمائیگا اشہد کم یا ملائکتی انی قد غفرت لہ سیئاتہ ومحوت خطایاہ باحیاء ھذہ اللیلۃ یعنے اے میرے فرشتو میں تمکو اس امر کا گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس گنہگار بندے کے گناہونکو جو اُسنے عمداً یا خطاءً کئے تھے سب کے سب معاف کر دئے اس لئے کہ اُس نے رجب کے پہلے جمعہ کی رات میری یادگاری میں گذاری تھی۔

الحدیث فی ذکر الملک الذی یدخل فی القبر قبل منکر و نکیر

عن عبداللہ بن سلام انہ قال قد سئلت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول ملک یدخل فی القبر علی المیت قبل منکر و نکیر قال یا ابن سلام یدخل علیہ فی القبر قبل ان یدخل منکر و نکیر الخ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ یا رسُول اللہ میّت کے پاس منکر و نکیر کے وارد ہونے سے پہلے کون فرشتہ آتا ہے فرمایا اے ابن سلام منکر و نکیر کے وارد ہونے سے پہلے ایک فرشتہ رُویان نامی جس کے چہرہ کی آب و تاب سے آفتاب بھی تاب نہیں لا سکتا ہے میّت کے پاس آتا ہے اور اُسکو بٹھا کر کہتا ہے اے خدا کے بندے جو کچھ تو نے نیک یا بد عمل کئے ہیں مجھ کو لکھدے۔ بندہ کہتا ہے کہ میں کس چیز سے اور کس چیز پر لکھدوں میرے پاس سامان لکھنے کا کوئی نہیں۔ فرشتہ مذکور کہتا ہے کہ تو اپنے مُنہ کو دوات اور اپنے مُنہ کی ریق کو مداد اور اپنی اُنگلی کو قلم بنا کر لکھو پھر بندہ کہتا ہے کہ کاغذ موجود نہیں۔ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وُہ فرشتہ اُس کے کفن سے ٹکڑا الگ کر کے

اُسکے حوالے کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لے صحیفہ اور جوکچھ تونے حسنات اور سیئات خیر وشر نیکی بدی دنیا میں رہ کر کی ہے اسپر لکھدے پس اپنے انیک اعمال جو دنیا میں اُسنے کئے ہونگے جھٹ پٹ لکھدیگا جب سیئات کے لکھنے کی نوبت پہونچیگی تو مارے شرم کے قلم بھی نہ اُٹھا سکیگا اور زمین کو تاکتا رہ جائیگا۔ فرشتہ مذکور کہیگا۔ او ظالم! تمکو گناہ کرنے کے وقت اپنی مالک اپنے خالق سے حیا نہ آئی اب گناہ کے لکھنے سے شرم آتی ہے پس اُسیوقت گرز آتشین اُٹھا کر اُس کے مارنیکا ارادہ کرتا ہے بندہ نہایت عجز سے کہتا ہے۔ کہ ٹھیرو میں ابھی لکھدیتا ہوں۔ پس اپنی نیکیاں اور بدیاں جو دنیا میں اُس سے سرزد ہوتی رہیں اُسکو لکھدیتا ہے۔ پھر فرشتہ کے حکم سے اُس خط کو لپیٹکر اُسپر اپنے ناخون سے مُہر کرکے فرشتہ مذکور کے حوالے کردیتا ہے اور وہ فرشتہ اُس خط کو اُس قیدی کی گردن میں لٹکا دیتا ہے اور وُہ تعویذ قیامت تک اُس کے گلے میں پڑا رہیگا۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ اس امر کے بعد حضرت منکر ونکیر اس بیچارے کے سرپر آوارد ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن جب وُہ عاصی بارگاہ عالی خداوند لایزالی میں پیش کیا جاویگا۔ اُسکو حکم الٰہی ہوگا کہ اے میرے سرکش بندے میرے حضور میں اپنا اعمالنامہ پڑھ پس وُہ گناہگار دلفگار اپنے حسنات کو جلدی جلدی پڑھ دیگا۔ اور جب سیئات کی رقومات تک پہونچیگا تو مارے شرم کے سکتہ کیحالت میں ہوکر ساکت ہو جائیگا۔ پس اللہ تعالےٰ جلشانہ فرمائیگا۔ او میرے بندے آگے کیوں نہیں پڑھتا ہے وُہ عاصی کہیگا اے میرے پروردگار مجکو تیرے سامنے ایسے گناہوں کے نام لینے سے شرم آتی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائیگا تُونے دُنیا میں میری ذات مقدس کی کچھہ شرم نہیں کی اور مجھ کو عالم الغیب والشہادۃ اور حاضر ناظر نہ سمجھکر افعال شنیعہ کا مرتکب ہوتا رہا پھر آج تجھکو میرے سے کیوں شرم آتی ہے۔ پس وُہ بندہ اسبات کو سُنکر مارے شرم کے پانی پانی ہو جائیگا اور اپنے گناہوں سے پچھتائے گا مگر اُسوقت کا پچھتانا کسی کام نہ آئے گا۔ پھر حاکم ازلی کی بارگاہ سے ملائکہ کو اُسکی گرفتاری کا حکم ہوگا۔ کما ورد فغلوہ ثم الجحیم صلوہ یعنے اسکو زنجیر ڈالکر دوزخ میں پہنچا دو واللہ اعلم بالصواب ۞

الحکمۃ فی سوال منکر ونکیر قال اللہ تعالیٰ واذ قلنا للملٰئکۃ انی جاعل

فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ یاد کر تو اے محمد اُس وقت کو جب کہا تیرے پروردگار نے واسطے فرشتوں کے تحقیق مَیں بنانے والا ہوں بیچ زمین کے ایک نائب یعنے مَیں اپنا نائب زمین میں پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ کہا اُنہوں نے کیا بناتا ہے بیچ زمین کے اُس شخص کو کہ فساد کریگا بیچ اُس کے۔ اور خونریزی کریگا۔ اور ہم ساتھ تعریف کے تیری تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔ پروردگار عالم نے اُن کے جواب میں کہا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے انتہیٰ ۱۲

امام غزالی رحمۃ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ ملائکہ نے بنی آدم کے حق میں اتجعل فیہا من یفسد فیہا کا طعن جناب الٰہی میں پیش کیا اللہ نے اِنی اعلم مالا تعلمون کے قول سے اُن کے زعم کی تردید کردی۔ اور اُن کے الزام دینے اور بنی آدم کے مکرم اور معظم ہونے کی وجہ سے دو فرشتے منکر و نکیر جنکی صورت مہیب دیکھنے سے پہاڑ بھی گلجائے مومن کی قبر میں جاکر جواب سوال کرنیکے واسطے مقرر کردیے تاکہ یہ دو شاہد میرے بندے کی توحید کی تصدیق کی شہادت ملاء اعلےٰ کے رہنیوالوں کو سنائینگے جب مومن بندہ منکر و نکیر کے سوالوں کا جواب باصواب دیتا ہے تو پروردگار عالم تمام آسمانوں میں اس امر کی منادی کرادیتا ہے کہ اے عالم بالا کے رہنیوالو سنو اور دیکھو اور غور کرو کہ میرے قضا و قدر نے اس ضعیف البنیان انسان کی رُوح اس کے نازنین بدن سے نکالی اور اسکا مال غیروں کے ہاتھ میں جا پڑا۔ اور اُسکی پیاری بیوی دُوسرے کی بغل میں جابیٹھی۔ اور اُس کے عالیشان مکانوں میں اَور لوگ جا بسے باوجود ایسے سخت صدمات کے۔ و دکے جب ہمارے سخت گو سخت رُو موکلوں نے اُس بیچارے کو جو زمین کے بطن میں محبوس تھا جاکر دھمکاکر پوچھا من ربک و مادینک و من نبیک تو اُس نے جواب میں کہا میرا پروردگار اللہ اور میرا دین اسلام اور میرا نبی سچا محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے۔ اور یہ سارا قضیہ محض تمہارے جتلانے کے لئے ہوا کہ تم اچھیطرح سمجھ جاؤ کہ اِنی اعلم مالا تعلمون۔ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو۔

ہٰذہ الموعظۃ فی بیان ضمۃ القبر وضغطہ

ضمہ یعنے ضغطہ قبر سوائے چند آدمی مستثنٰے کے سب پر واقعہ ہوتا ہے کما ورد عن عایشۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان القبر ضغطۃ لوکان احد منہا ناجیا لنجا منہا سعید بن معاذ حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی عذاب ضغطہ قبر سے نجات پاتا تو سعید بن معاذ نجات پاتا روایت کیا احمد اور بیہقی اور حاکم اور طبرانی - و ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علے صبی او صبیۃ فقال لوان احد انجی من ضمۃ القبر لنجا ھذا الصبی - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ آپ نے کسی لڑکے یا لڑکی کا جنازہ پڑھا اور فرمایا کہ اگر ضمۃ القبر سے نجات پاتا تو یہ لڑکا نجات پاتا - کذا فی شرح صدور +

مؤلف - علماء نے ضغطہ قبر کا سبب یوں لکھا ہے کہ آدمی بلا خیال موت زمین پر بڑے عجب و نخوت اور تکبر اور تجبر کیساتھ چلتے ہیں - اب زمین اسکا بدلہ لیتی ہے اور کہتی ہے کیوں میاں صاحب مجھے بھولے پھرتے تھے اور میری پیٹھ پر زور وظلم کرتے تھے اب تو میرے پیٹ میں آگھسے - کس چیز نے تم کو مغرور کر رکھا تھا - تم نہیں جانتے کہ میں فتنہ اور فساد اور ظلمت اور تنہائی اور کیڑے مکوڑے کا گھر ہوں - دیکھ میں اب تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں - ایسی ایسی جھڑکیاں دیکر اب ایک ضغطہ کریگی - کہ یمین کی پسلیاں یسار کی پسلیوں میں گھس جائینگی جیسا ہاتھوں کی انگلیاں شبکہ کے وقت میں ایکدوسری میں گھس جاتی ہیں - اسیطرح سے ترمذی طبرانی ابن ابی الدنیا حکیم ترمذی ابو یعلے احمد وغیرہ نے روائت کی - ہاں مرد مومن جو ساری عمر عبادت الٰہی میں گذارے اور کسی طرح کا تجبر اور تکبر علمی عملی نسبی مالی اپنے دل پر نہ لاوے - البتہ اس کیواسطے کچھ تخفیف ہوگی - کما ورد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القبر اما روضۃ من ریاض الجنۃ وحفرۃ من حفرات النار - اخرجہ الترمذی والطبرانی +

مؤلف - اے میرے دینی بھائیو اگر تم اس عذاب ضمۃ القبر سے بچنا چاہتے ہو تو تکبر کے وصف کو بالکل اپنے گرد نہ آنے دو - کیونکہ جو لوگ اہل نخوت اور خود پرست دنیا چند روزہ کے مال و دولت اور نعمت وحشمت پر نازاں ہوکر خدا پرستی کے در دولت سے

دُور پڑکر خود پرستی کی بے دَولتی کے گھر میں داخل ہوکر خود نمائی اور خویشتن آرائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اپنے وجود بے سُود اور اپنے بُود نابُود پر غرّہ ہوکر دائرۂ انسانیت سے قدم باہر دھرتے ہیں۔ وُہ بیشک مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا بنتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی اصالت وجنم کیطرف دیکھکر شرمندہ ہوکر ہر ہر دم اپنی خاکساری کا دم بھرتا رہے ٭

زخاک آفریدت خداوند پاک	پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک

اور تکبر و نخوت وعجب کو جو مفضی الی النار ہے ترک کرکے جہنم کی نار سے بچتا رہے۔ اور دُنیا کے طمطراق استکبار کی لافیں نہ مارا کرے اس لئے کہ وصف تکبر جہان کی سب چیزوں سے بدتر ہے۔ مولٰنا معنوی نے مثنوی شریف میں اس صِفت کی بہت مذمت بیان کی ہے +

چند حرف طمطراق و کاروبار	کاروبار خود بہ بین و شرم دار
کبر زِشت و از گدایان زشت تر	روز سرد و برف آنگہ جامہ تر
چند دعوے و دم و بادِ بُروت	اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت
از پئے طاق و طرم خواری کشند	بر اُمید عز در خواری خوشند
بر امید عزِ دہ روز خدوک	گردنِ خود کردہ اند از غم چو دوک
ابتدائے کبر و کین از شہوت است	راسخی شہوتت از عادت است
چون ز عادت گشت محکم خوئے بد	خشمش بر کسے کت وا کشد
بُت پرستان چونکہ خو با بت کنند	مانعانِ راہ بُت را دشمنند
چُون خلاف خُوئے تو گوید کسے	کینہا خیزد ترا با او بسے
کہ مرا از خوی من برمے کند	خویش برمن میر و سرور میکند
تو بدان فخر آوری کز ترس و بند	چاپلوست کرد مردم روز چند
ہر کرا مردم سجودے مے کنند	زہر اندر جان او مے آگنند
آن تکبر زہر قاتل دان کہ ہست	از مے پر زہر شد آن گیج مست
چُون مے پُر زہر نوشد مُدبری	از طرب یکدم بجنباند سری
بعد یکدم زہر بر جانش فتد	زہر در جانش کند داد و ستد

	اے خنک آنرا کہ ذلت نفسہ		وائے آن کو سرکشی شد خوے او
	حد خود بشناس و در بالا مپر		تا نیفتی در نشیب شور و شر
	زلت آدم زاشکم بود و باہ		وان ابلیس از تکبر بود و جاہ

تفاسیر میں لکھا ہے کہ عدل و حکم حاکم حقیقی میں حضرت آدم علیہ السلام اور دشمن آدم بظاہر دونو برابر تھے۔ اس لئے کہ حضرت کو حکم ہوا تھا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس باوجود نہی کے منہی عنہ کے مرتکب ہوئے اور آیۃ کریمہ کے برخلاف مائل ہوگئے اور جب پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ تو ابلیس پرتلبیس نے بوجہ خود پسندی امر الٰہی سے انحراف کرکے آدمؑ کو سجدہ نہ کیا اسمیں کیا سر مخفی ہے کہ حضرت آدمؑ توبہ کے بعد مغفور ہوگئے اور شقی شقاوتؔ کی مدد سے باوجودیکہ عالم جبروت کے مدارس کا معلم الملکوت تھا ویسا ہی ملعون کا ملعون رہ گیا۔ مفسرین نے اسی وہم کے اٹھانے کیلئے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ حضرت آدم کی ذلت اور لغزش بباعث خواہش شکم کے تھی یعنے آدمؑ کی خواہش شکمی بڑھ گئی تھی۔ اس خواہش میں کسی طرح کا شائبہ تکبر اور عجب اور خودپسندی کا نہ تھا۔ جیساکہ اس قصور کے صدور کے بعد اسقدر پیچ و تاب کھائے کہ مارے ندامت کے تین سو برس روتے رہے اور آخر تنگ ولاچار ہوکر کہا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو سرانذیپ کے جزیرہ پر چھوڑ کر مراجعت کا ارادہ کیا۔ آدم علیہ السلام کا دل جبرائیلؑ کی جدائی اور اپنی تنہائی کو دیکھکر تنگ آگیا اور رونا شروع کیا۔ اور کہا اے میرے رفیق شفیق اب آپ مجھ سے جدا ہوتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ پھر میں آپ کے دیدار سے دیدہ غمدیدہ کو منور کرونگا یا نہیں۔ اور آپ مجھ غریب الوطن کی خبرگیری کروگے یا نہیں ؎

	تو بودی کہ پروائے من داشتی		درین غربتم خستہ بگذاشتی
	ندانم کہ در فرقتت چوں کنم		درین غم مگر جان در خون کنم

حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ اے خاک کے پتلے تو بندہ اپنے مالک کا گنہگار اور میں فرشتہ اپنے خداوند کا فرمانبردار یہ کہتے ہی جبرائیلؑ آدمؑ کی نظر سے غائب ہوگیا۔ اس مسجود ملائک کے وجود پر اسقدر غم والم غالب ہوا کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے نکل گئی۔ اپنے ہاتھوں سے سر پر

خاک ڈالتا تھا اور اپنے گناہ کو یاد کر کر روتا تھا + وہب بن منبہ رضہ کا قول ہے کہ حضرت آدم تن تنہا اور نہ تن پر کپڑا سر لسجدہ ہو کر تین سو برس روتا رہا یہانتک کہ اس کے آنسوؤں کے پانی سے کوہ سراندیپ میں نہریں جاری ہوگئیں۔ اور جنگلی وحوش وطیور اس نہر کے پانی کی بہت تعریف کرتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ اس نہر کا پانی بہ نسبت اور چشموں کے بہت میٹھا ہے + روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے جو چشمے مثل نہروں کے جاری ہوگئے تھے اور نہروں سے سوائے کشتی کے گذرنا محال تھا اور آدمی کشتی میں بیٹھکر وہاں سے گذرتے تھے +

روائت ہے کہ اضطراب اور بیقراری حضرت آدمؑ کے وجود مبارک پر اسقدر طاری ہوگئی تھی کہ حضرت آدم کے سر اور ہاتھ اور زانوؤں سے گوشت اور پوست اُڑ گیا تھا اور استخوان نکل آئے تھے۔ جب حضرت آدمؑ کی ذلت اس حد تک پہونچی تو زمین کے رہنیوالے وحوش وطیور کو خطاب رب الارباب پہنچا کہ تم سب میرے خلیفہ اور میرے برگزیدہ آدمؑ کی تعریف کے لئے جاؤ۔ ہر ایک قسم کے جانور آدمؑ کے پاس آکر ماتم پرسی کرتے تھے اور آدم علیہ السلام گریہ وزاری کے دریا میں مستغرق تھے سجدہ سے سر نہیں اُٹھاتے تھے وحوش اور طیور اُسکی خراب حالت دیکھکر اُس کے قریب سے دُور ہو کر باہم کہتے تھے کہ ایسا نہو کہ اس گناہگار آدمؑ کے گناہ اور نافرمانی کی شامت کا اثر ہمارے تک نہ پہونچ جائے جب حضرت آدم علیہ السلام نے وحوش وطیور کا یہ کلام سُنا۔ گریہ وزاری اور اضطراب اور بیقراری اُنپر اسقدر طاری ہوئی کہ چیخیں مار مار کر روتے تھے اور بارگاہ باری تعالےٰ میں عرض کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے ملاء اعلےٰ کے رہنیوالوں کی ملامت اور عتاب اتنے ہی کافی تھی۔ اب اہل زمین کی سرزنش بر آن مزید ہوئی اشعار

خدایا بعزت کہ خوارم مکن	بذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون خودی برسرم	ز دست تو بہ گر عقوبت برم
مرا شرمساری ز روئے تو بس	دگر شرمسارم مکن پیش کس

پروردگار عالم کو آدم کی یہ بات سُنکر اُسپر رحم آیا۔ اور اُس کے گناہ کو معاف فرمایا +

مؤلف بھائیو! چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کا باعث محض خواہش شکمی تھی۔ اور کسی طرح کے عناد اور تکبر اور تجبر کا شائبہ اُسمیں نہ تھا۔ جھٹ پٹ حضرت

آدم نے توبہ کی سے

آن بدے عاریتی باشد کہ او ہمچو آدم ذلتش عاریہ بد	آرد بھر اقرار وشود خوش توبہ جو لاجرم اندر زمان درتوبہ شد

اسیواسطے ارحم الراحمین نے اُس کے گناہ سے درگذر فرماکر تاج خلافت کا اس کے سر پر رکھدیا۔ اب تھوڑا حال بدمآل ابلیس پُرتلبیس کا بیان کیا جاتا ہے :۔

خلاصہ قصّہ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ

روایت۔ روضۃ العلماء اور دیگر تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے وجُود کو لباس ونفخت فیہ من رُوحی سے مزیّن وملبُوس فرمایا۔ تو ملأ اعلےٰ کے رہنیوالوں کو ارشاد ہوُا۔ اُنہوں نے حضرت آدمؑ کیلئے ایک تخت جس کا سات سَو پایہ تھا۔ آراستہ وپیراستہ کرکے حضرت آدمؑ کو لباس اور زیور بہشتی پہنا کر ایک تاج مرصّع جسکی تاب آفتاب بھی نہیں لاسکتا تھا۔ اُس کے مبارک سر پر رکھکر اُس تخت پر بٹھایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام تبسّم فرماتے تھے تو آفتاب کیطرح اُن کے دانتوں سے نُور کی کرنیں دُور دُور تک پھیل جاتی تھیں۔ اُس کے فضل وکمال وحُسن وجمال کو دیکھکر ملائکہ بھی اُس کے وصال کے آرزومند ہوجاتے تھے۔ اور اُسکی شان وشوکت کو دیکھ دیکھکر حیران رہجاتے تھے۔ حسب الحکم حاکم حقیقی ملائکہ نے اُس بیدار بخت کے تخت کو اپنی گردنوں پر اُٹھایا اور آسمانوں کی سیر کراکر عرش معلےٰ پر جار کھا۔ اُسوقت فرمان الٰہی تمام عالم بالا کے رہنیوالوں کو ہوُا۔ یاملائکۃ اسجُدوا لآدم فسجُدوا یعنے اے میرے فرشتو تم میرے خلیفے آدمؑ کو سجدہ کرو۔ ملائکہ کرام نے حسب فرمان واجب الاذعان خالق الناس وجان کے آدم کو سجدہ کیا روایت ہے کہ سب ملائکہ سے پہلے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اپنا سر زمین پر رکھا پھر میکائیل نے پھر اسرافیل نے پھر عزرائیل علیہم السلام نے پھر سب ملائکہ کرام نے اشتعا

ساخت محراب ملائک رویش بجز آن آتشی دین نژاد	سجدہ بُردند بیکایک رویش کو بسجودے او سر ننہاد

کما وعد الا ابلیس یعنے ملائکہ اعلےٰ وادنےٰ نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے تکبیر سے سجدہ سے انکار کیا۔ اُس سجدہ کے صلہ میں ہر ایک فرشتہ نے جناب باری سے ایک

ایک خلعت فاخرہ پایا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل ؑ وحی یعنے اللہ کا پیغام پہونچانے پر امین مقرر ہُوئے اور ارزاق کے خزانہ کی کنجی میکائیل کے ہاتھ میں سپرد ہوئی۔ اور نفخ صُور کا عہدہ حضرت اسرافیل کو عطا ہُوا۔ اور حضرت عزرائیل کو وصل الحبیب کا ذریعہ اور سبب بنایا اور باقی ملائکہ کو عصمت ابدی کا لباس بخشا۔ اور ابلیس مردود نے انکار کے صلہ میں علیک اللعنۃ الی یوم الدین کا خطاب پایا۔

مؤلف۔ سمجھنا چاہئے کہ سجدہ دو قسم ہے ایک سجدہ تحیت کا۔ اور ایک سجدہ عبادت کا۔ اور یہ سجدہ جو ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا۔ وُہ سجدہ تحیّت کا تھا۔ نہ سجدہ عبادت کا اور سجدہ تحیت کا شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں مختلف فیہ ہے مگر احادیث صحیحہ سے اسکا نسخ ثابت ہُوا ہے۔ جیسا کہ نصاب الاحتساب میں ہے اذا سجد بغیر اللہ یکفر لان وضع الجبھتہ علی الارض لا یجوز الا اللہ تعالی لما روی ان اعرابیا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان الناس قد امنوا بک و امانا فلا او من بک حتی تو ینی برھانا خالصا فقال صلی اللہ علیہ وسلم اذھب الی تلک الشجرۃ وقل لھا ان رسول اللہ صلعم ید عوک فتمایلت الشجرۃ من اطرافھا الاربعۃ حتی تقلعت عن الارض وجاءت معہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھا عودی مکانک فعادت الی مکانھا وقام کل عرق منھا الی موضعہ کما کان فقال الاعرابی اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ ثم قال یا رسول اللہ کما انی سألت منک برھانا خالصا فاذن لی حتے اصلی لک الصلوات الخمس واسجد لک فقال النبی لو جازت السجدۃ لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان یسجد لزوجھا والمعنی فی ذلک ھو ان ھذہ عبادۃ خالصۃ اللہ تعالٰی فمن اتاھا بغیر اللہ یکفر لانہ شرک انتہٰی یعنے جبکہ سجدہ کرے غیر اللہ کو کافر ہوجاتا ہے اس لئے کہ رکھنا پیشانی کا جائز نہیں ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ کیونکہ روائت کیا گیا کہ ایک اعرابی آیا نبی علیہ السّلام کے پاس اور عرض کیا یا رسُول اللہ بلا شبہ لوگ ایمان لائے آپ پر اور مَیں تم پر ایمان نہیں لاؤنگا یہانتک کہ دکھاؤ مجھے دلیل خالص اپنی نبوت کی پس فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جا طرف اس درخت کی اور کہہ اس سے کہ رسُول اللہ ؐ تجکو بُلاتے ہیں پس گیا اعرابی اس درخت کے پاس اور کہا کہ رسُول خدا بُلاتے ہیں۔ تجکو پس جُھکا درخت چاروں طرف سے یہاں تک کہ اکھڑا زمین سے اور آیا اعرابی

کیساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس فرمایا آنحضرت ص نے اُسکو کہ پھر جا اپنی جگہ پس چلا گیا وُہ اپنی جگہ اور جم گئی ہر رگ اُسکی اپنی اپنی جگہ پر جیسے کہ تھیں۔ پس کہا اعرابی نے کہ گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبُود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بلاشبہ تم رسول خدا کے ہو۔ پھر کہا یا رسول اللہ جیسے کہ مانگی مَیں نے تُم سے دلیل خالص پس حکم کرو مجکو تاکہ پڑھوں میں تمہارے لئے پانچوں نمازیں اور سجدہ کروں میں تمہارے لئے پس فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر جائز ہوتا سجدہ غیر خدا کے لئے تو حکم کرتا میں عورت کو یہ کہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو اور سبب اسمیں یہ ہے کہ سجدہ عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے۔ پس جو کوئی غیر اللہ کو سجدہ کرے وہ کافر ہوگا اس لئے کہ یہ شرک ہے + اور پہلی شریعتوں میں بھی اسکا جواز اور رواج چلا آتا ہے۔ جیساکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے بھائیوں نے سجدہ کیا تھا۔ اور سجدہ عبادت کا سوائے حق تعالےٰ کے کسی شریعت میں اسکا جواز ثابت نہیں +

روایت ہے کہ ملائکہ علیہم السلام حضرت آدم ع کے سجدہ میں سو سال و بروایتے پانسو سال سربسجود رہے۔ جب ملائکہ نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔ تو دیکھا کہ ابلیس مرُدود حضرت آدم علیہ السلام کی جانب سے مُنہ پھیر کر اپنی جگہ پر صف میں کھڑا ہے۔ اور اُسکی صُورت ملکی بہیئت دیوی مسخ ہوگئی ہے۔ اُسکی بدصُورت بدلی ہُوئی دیکھکر اپنی سلامتی کی شکرگذاری کے لحاظ سے پھر سب کے سب سجدہ میں پڑ گئے + بعض مفسّرین نے فرمایا ہے جب ابلیس مرُدود نے مسجُود ملائک کے سجود سے انکار کیا۔ اُسوقت حضرت رب المعبُود نے فرمایا۔ کما ورد قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۔ یعنے فرمایا پروردگار عالم نے کس چیز نے منع کیا تجکو کہ نہ سجدہ کیا تو نے جب حکم کیا مَیں نے تجکو۔ ابلیس نے کہا میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا تُو نے مجکو آگ سے اور پیدا کیا اُسکو مٹی سے۔ اور جوہر آتش کا نورانی ہے اور جوہر خاک کا فی ذاتہ ظلمانی ہے تفسیر بحر المواج میں سُورۂ اعراف کی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ شیطان لعین نے ساتھ اس سقیم حجّت اور عقیم قیاس کے بڑی غلطی کھائی کہ اپنی اصلیت کے اعتبار سے اپنے تئیں بہتر گمان کیا۔ اور یہ نہ سمجھا۔ بیت

زحل خل چہ کم آید اگرچہ نوع مئی است	بشان مے چہ فزاید کہ صلش انگور ست

بطیبِ مُشک نگہ کُن کہ اصل او خُون ست	نگر کہ رائحۂ او چگونہ منشور ست

وُہ مردود لعین خاک کی فضیلت سے غافل تھا اور اسکی ذاتی خیریت سے جاہل ہوکر اسکی کماہی صفات کو نہ سمجھا۔ اور اُس کے اصلی فضائل کو نہ پہچان سکا۔ اور خیال نہ کیا۔ کہ خاک ایسی متحمل اور بُردبار ہے جس نے سارے عالم کا بوجھ سر پر اُٹھایا ہوا ہے۔ اور اہل عالم کے نفع پہنچانے میں کمربستہ رہتی ہے۔ کتنا ہی لوگ اُسکو کُوٹیں کھودیں۔ جفا کریں وہ اپنے وفا سے ہرگز خطا نہیں کرتی۔ اور جو کچھ اُس میں بطور امانت بویا جاوے وہ ایسی فیضرسان وامین ہے کہ ایک دانہ کے عوض میں ہزاروں بلکہ لاکھوں دانے اُس بونیوالے کو واپس دیتی ہے اور اسکی فروتنی اور تواضع ہر کہ وبہ پر رَوشن ہے اور آگ کی سبکساری اور تن آزاری اور زیانکاری اظہر من الشمس ہے اگرچہ اس کے وجود سے قدرے نفع متصوّر ہے مگر اس کے منافع سے اس کے مضار بڑھکر ہیں۔ اور تعلّی اسکی عادت جبلّی ہے کہ اُس کے بھڑکنے کے وقت اُسکا شُعلہ اُوپر کو ہی جاتا معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ اسکو دیا جاوے اُسکی واپسی کی اُمید نہیں اور کوئی رطب یابس اُسکے ایذا سے نہیں بچ سکتا ہے اگرچہ اس کے وجُود سے رُوشناسی ٹپکتی ہے۔ مگر اپنے وجود کی طرح دُوسرے کے ظاہر باطن کو جلادیتی ہے ❊ اور جوہر خاک پاک کی فروتنی کا ہی اثر تھا کہ حضرت آدمؑ کو ان کلمات طیّبات ربنا ظلمنا انفسنا کیطرف رہنمائی کی۔ اور نار یعنی آگ کی ذاتی تعلّی اور ترفع نے ابلیس پر تلبیس کے ناپاک وجود میں ایسا اثر کیا۔ کہ اس کے متاع ایمانی وعرفانی کو جلاکر اُسکو خودبینی اور بے ایمانی پر آمادہ کرکے اسکی زبان سے یہ کلمہ قال رب فبما اغویتنی نکلوایا ٥

صُورتے خاک ارچہ دارد تیرگی در تیرگی	نیک بنگر کزرہ معنے صفا اندر صفاست
این ہمہ خاک ست کاندر وصف او صاحبدلے	نکتۂ گفتست کز وَے دیدۂ جانرا جلاست
جبتنِ گو گرد احمر عمر ضائع کردن ست	رُوئے برخاک سیہ آور کہ یکسر کیمیاست

القصّہ جب ابلیس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے ابیٰ اور انکار کیا۔ فوراً لباس پیشوائی کا اُس کے بدن سے اُتارا گیا۔ اور پلاس لعنت کا اُسکو پہنایا گیا۔ اور تمتعات دوجہانی اور عنایات ربانی سے محروم کیا گیا۔ اور مقام قُرب الٰہی اور بہشت کی نعمائی نامتناہی سے نکالکر زمین پر پھینکا گیا۔ اور سمندروں کے کسی جزیرے میں بند کیا گیا۔ اور صُورت مَلکی سے مسخ ہوکر بدترین صُورت میں مبتلا ہوُا علما نے لکھاہے کہ اس واقعہ سے پہلے وہ ملعون

حسن وجمال میں سب ملائکہ سے بڑھکر تھا۔ اور آسمان میں اُسکے حسن صورت کا چرچا رہتا تھا
روایت ہے کہ جب وُہ مردود آسمان سے گرایا گیا تو وُہ ایک دریا میں جا پڑا اور اس میں
ایک سو سال ڈوبا رہا جب اس دریا سے نکالا گیا تو اُسکا مُنہ کالا اور اُسکی آنکھیں نیلی۔
اور اس حد تک بد صورت ہوکر نکلا۔ اگر معاذ اللہ وُہ لعین اس مہیب شکل سے ظاہر
ہووے۔ تو تمام خلقت اُسکی ہیبت سے مرجائے انتہیٰ **بیت**

ہر کرا خواہی بخوان و ہر کرا خواہی بران	حکم حکم تست کس را چارہ جز تسلیم نیست

آمدیم برسر **مطلب**۔ تقریر ما سبق سے یہ نتیجہ پیدا ہُوا کہ انسان سے جو گناہ بباعث
ہوا حبس نفسانی اور شہوات شکمی کے سرزد ہووے۔ جیسا ہمارے ابوالبشر سے صادر
ہُوا وُہ گناہ بعد توبہ کرنے کے بخشا جاتا ہے۔ اور جو گناہ از روئے خود بینی اور تکبر کے صادر
ہووے جیسے شیطان سے وجود میں آیا وُہ گناہ کبھی نہیں بخشا جائیگا۔ کما ورد عن
سفیان الثوری رضی اللہ قال کل معصیۃ عن شہوۃ یرجی غفرانہا وکل معصیۃ من الکبر
لا یرجی غفرانہا لان معصیۃ ابلیس علیہ اللعنۃ کان اصلہا من الکبر و زلۃ آدم
کان اصلہا من الشہوۃ ٭ اور یہیں سے مولنا معنوی نے بحکم ما قل و دل بجواب مجمل
مدلل اکتفا کرکے یہ ارشاد فرمایا **مثنوی**

زلت آدم ز اشکم بود و باہ	وان ابلیس از تکبر بود و جاہ
لاجرم او زود استغفار کرد	واں لعین از توبہ استکبار کرد

مؤلف اے میرے دینی بھائیو تمکو لازم ہے کہ اس ناپائدار دُنیا کے دھندوں
میں پھنسکر اور اُسکی چند روزہ آشنائی پر غرہ ہوکر اپنے اصلی رہنے کے مقام کو دل سے
فراموش نہ کرو۔ اور یہ مال وغیرہ عیال بقول ؎

کہ این ہمرہان تا بدر با منند	چو من رفتم این دوستان دشمنند

سب کے سب تمہارے دُشمن ہو جائیں گے۔ بلکہ تیری یاد کا خیال تک بھی دلمیں نہ لائینگے
اور اس اندھیری کوٹھری میں سوائے تیرے اعمال صالحہ کے تیرا کوئی انیس نہیں ہوگا
تم کو چاہئے کہ اس دار دُنیا میں اس رفیق شفیق کو اپنے قابو میں کرلیوے کہ اسی رفیق نے
اس دور دراز سفر میں تیرے ساتھ رہنا ہے۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے جب قبر میں میت
کو مدفون کرکے اپنے بیگانے بیگانے لوگ واپس چلے آتے ہیں اور اس بیچارے کو تن تنہا

ایک تنگ مکان میں چھوڑ آتے ہیں۔ تو اُسوقت اعمال صالحہ اُسکے اُنیس وجلیس ہوتے ہیں اور میت پوچھتی ہے کہ اے خوش صورت آدمی تو کون ہے اور آپ کی کیا شان ہے تب جواب دیتے ہیں کہ اے بنی آدم ہم تمہارے اعمال ہیں۔ جو وار دُنیا میں تمہارے سے صادر ہوئے تھے۔ پھر وہ میت کہتی ہے کہ ہمارے عیال واطفال اور اہالی موالی اقارب اباعد کہاں ہیں اُسکے جواب میں اعمال کہتے ہیں کہ وے تجھکو تن تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ چہ خوش گفت آنکہ گفت ؎

عزیزان جملہ باز آیند تو تنہا اندراں مانی۔	نہ اندیشی در آن ساعت کہ در گورت فرود آرند

اس نازک حالت میں سوائے میرے تیرا کوئی دوست نہیں۔ کما ورد عن یزید الرقاشی قال بلغنی ان المیّت اذا وضع فی قبرہ احتوشہ اعمالہ ثم انطقہا اللہ تعالیٰ فقالت ایھا العبد المنفرد فی حضرتہ انقطع عنک الاخلاء والاھلون فلا انیس لک الیوم غیرنا اخرجہ ابن ابی الدنیا۔ اس حدیث کا مطلب متن میں معلوم ہو چکا۔

عن عطاء بن یسار قال اذا وضع المیت فی لحدہ فاول شئی یاتیہ عملہ فیضرب فخذہ الشمال فیقول انا عملک فیقول این اھلی وولدی وعشیرتی۔ وماخولنی اللہ تعالیٰ فیقول ترکت اھلک وولدک وماخولک اللہ وراء ظھرک فلا یدخل قبرک معک غیری فیقول ارتک علیٰ اھلی وولدی وعشیرتی وماخولنی اللہ اذالم یدخل معی غیرک کذا فی شرح الصدور۔ اور یہ اعمال صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ صدقہ فطر وغیر ذٰلک قبر میں میت کی حفاظت میں چاروںطرف سے احاطہ کرکے رہتے ہیں جسمیں ملائکہ عذاب کیطرف سے دخل نپاویں چنانچہ عنقریب ہی مع الدلیل اسکا ذکر اجمالی کر چکا ہوں۔ حاجت مکرر لکھنے کی نہیں۔ مگر خیر یہاں بھی ایک روایت اسکی تصدیق کے لئے لکھی جاتی ہے۔ حضرت ابی الدنیا کعب الاحبار سے روایت ہے کہ نیک بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال نیک یعنے نماز اور روزہ اور حج اور جہاد وصدقات آکر اُسکو گھیر کر بیٹھتے ہیں۔ ملائک عذاب کے جب اسکے پاؤں کیطرف آنا چاہتے ہیں تو اُن کو نماز روکتی ہے اور کہتی ہے کہ اسطرف سے تمہارے آنیکی راہ نہیں کہ یہ بندہ خدا کی عبادت میں انہیں پاؤں پر دیر تک کھڑا رہا۔ پھر وہ ملائک سر کی طرف سے آتے ہیں اُسوقت روزہ اُن کو روکتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اس رستے سے آکر داخل نہیں ہو سکتے ہو۔ کیونکہ وہ دُنیا میں خدا کے واسطے بہت پیاسیں اور بھوکیں کھینچ چکا ہے

پھر ملائکہ اسکے بدن پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسوقت حج اور جہاد اُن کے ہٹانے اور روکنے کے واسطے پیش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے دور رہو اس لئے کہ اس مرد خدا نے خدا کی راہ میں اپنے نفس اور بدن کو جہاد اور حج میں بہت دُکھ دیا ہے۔ تمہاری راہ اسطرف نہیں ہے پھر حضرات ملائکہ ہاتھوں کیطرف اسکا قصد کرتے ہیں اُسوقت زکوٰۃ صدقات خیرات کہتے ہیں کہ ہمارے صاحب سے آپ لوگ الگ رہو کہ ہمارے مالک نے بہت سے صدقے انہی ہاتھوں سے خدا کی خوشنودی کے واسطے دئے ہیں۔ تمہاری مداخلت اس جانب نہیں ہوسکتی۔ تب وے ملائکہ مذکورین کہتے ہیں۔ کما ورد ھنیئا لک طبت حیا وطبت میتا وتاتیہ ملائکۃ الرحمۃ فتفرش لہ فراشا من الجنۃ ودثارا من الجنۃ ویفتح لہ فی قبرہ مد بصرہ ویؤتی بقندیل من الجنۃ فیستضی ھوزہ الی یوم یبعثہ اللہ من قبرہ۔ اخرجہ ابی الدنیا یعنے بشارت اور خوشگوار ہو تم کو کہ تم حالت حیات اور موت میں خوش رہے۔ ازآں بعد ملائکہ رحمت کے آکر اُسکے لئے بہشت سے بچھونا اور لباس لا دیتے ہیں۔ اور قبر اُسکی مد نظر تک کشادہ کیجاتی ہے اور جنت کی قندیل اُسکی قبر میں لٹکائی جاتی ہے۔ جسکی روشنی سے اسکی قبر منوّر ہوتی رہیگی۔ انتہی ٭ اگر عالم ربانی ہے تو خداوند تعالے اُس کے علم کو ایک صُورت بنا کر اُسکی قبر میں انیس کر دیتا ہے اور وہ علم اُس سے حشرات الارض دفع کرتا ہے۔ کما ورد۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات العالم صور اللہ علمہ فی قبرہ ویؤنسہ الی یوم القیمۃ ویدفعنہ ھوام الارض۔ اخرجہ الدیلمی فی مسندہ الفردوس

ہذہ الموعظۃ فی بیان ملاقات ارواح الموتی واستفسارحالہم وایصال ثواب دُعاء الاحیاء للموتی واختیاجہم بدُعاء الاحیاء ومایتعلق بہا

حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب مومن آدمی اس دار ناپائدار سے انتقال کرتا ہے تو ارواح مومنین آکر اُس کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس سے یگانہ و بیگانہ کے احوال پوچھتے ہیں حتے کہ گھر کی بلّی تک کی خبر لیتے ہیں۔ جب میّت کہتی ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے ہی فوت ہو گیا ہے تب ارواح اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہیں کیونکہ وہ اس رستے میں نہیں آیا جہنم کی راہ لی۔ اس لئے ہم لوگوں سے ملاقات نہوئی۔ اس مسئلہ کی دلیل نیچے کی روایتوں سے ظاہر ہے۔ عَنْ ایوب الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال ان النفس المومن اذا قبضت تلقھا اھل الرحمۃ من عباد اللہ کما تلقون البشیر من اھل الدنیا فیقولون انظروا صاحبکم یستریح فانہ فی کرب شدید ثم لیاھونہ ما فعل فلان وفلانہ ھل تزوجت فاذا سالوہ عن الرجل قد مات قبل فیقول ھیھات قد مات ذالک قبلی فیقولون انا للہ وانا الیہ راجعون ذھب بہ الی امہ الھاویۃ فبست الام وبئست المربیۃ الخ اخرجہ ابی الدنیا۔ اس حدیث کا ترجمہ ملخصاً متن میں مذکور ہوا۔ اس حدیث سے رُوحوں کا باہم ملاقات کرنا ثابت ہے۔ اور میں چند حدیثوں کا ترجمہ اس مسئلہ کی تائید کی وجہ سے بیان کرتا ہوں ✤

ابن ماجہ میں ابن منکدر سے مروی ہے کہ اُس نے کہا میں جابر بن عبداللہ کے پاس گیا۔ اسحالت میں کہ وُہ قریب المرگ تھے پس کہا میں نے کہ میری طرف سے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کردینا۔ اس روایت سے بھی ثابت ہے ✤

حضرت ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہ تحقیق اُترتی ہے مومن کو موت اور دیکھتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے اسبات کو کہ میری جان نکلجاوے اور اللہ تعالے بھی اُسکی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ اور بیشک مومن کی رُوح آسمانوں پر صعود کرتی ہے پس مومنوں کی رُوحیں اُسکی ملاقات کے لئے اُسکے پاس آتی ہیں۔ اور اپنے گھربار اور اہل وعیال وغیرہ کا حال اُس سے پوچھتی ہیں۔ پس جب کہتی ہیں کہ میں فلانے کو دُنیا میں چھوڑ آیا تھا۔ اسبات کے سُننے سے اُن کو تعجب ہوتا ہے۔ اور جب رُوح کہتا ہے کہ فلانا آدمی مرگیا۔ تب روحیں کہتی ہیں کہ وہ ہماری طرف نہیں لایا گیا ✤

اور آدم بن ایاس نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مبارک بن فضالہ نے خبر دی مجھکو حسن سے کہ کہا اُنہوں نے کہ کہا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مرتا ہے کوئی بندہ رُوح اُسکی مومنوں کی ارواح سے مُلاقات کرتی ہے۔ پس کہتے ہیں اُس کو کہ فلانے نے کیا کیا۔ اور جب کہتا ہے کہ فلانا تیرے آگے مرگیا تو کہتے ہیں لیگئے اسکو ماں ہاویہ کیطرف۔ بُری ہے ماں ہاویہ ہے اور بد ہے پرورش یافتہ اُسکا۔ انتہی اخرجہ البزاز اس روایت سے بھی رُوحوں کا باہم ملاقات کرنا ثابت ہے ✤

اب میں اس مسئلہ کو بخوف تطویل زیادہ طُول نہیں دینا چاہتا ہوں۔ صرف ایک حدیث پر اکتفا کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہُوں۔ قال ابو نعیم لما انتہت بالحسن بن علی وجعہ

من الاموات فان کان خیرا استبشروا وان کان غیر ذلک قالوا اللهم لا تمتهم حتی تهدیهم کما هدیتنا۔ اخرجہ احمد والحاکم الترمذی وابن مندہ ؂

عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم واقربائکم فی قبورھم فان کان خیرا۔ استبشروا بہ وان کان غیر ذلک قالوا اللھم الھمہم ان یعملوا بطاعتک۔ اخرجہ الطیالسی فی مسندہ ؂

عن ابی ایوب قال تعرض اعمالکم علی الموتی فان رواحسنا فرحوا واستبشروا وان راوا سوء قالوا اللھم راجع بہ۔ اخرجہ ابن المبارک وابن ابی الدنیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالیٰ وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامہات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتھم وتزداد وجوھھم بیاضا واشراقا فاتقوا اللہ ولا تؤذوا موتاکم۔ اخرجہ الحکیم الترمذی ؂

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفضحوا موتاکم بسیئات اعمالکم فانہا تعرض علی اولیائکم من اھل القبور۔ اخرجہ ابن ابی الدنیا وغیرہ ؂

اگر کوئی میری اس تحقیق پر اکتفا نہ کرے تو میں اسبات کو قرآن شریف کی آیتوں سے خصوصاً قولہ تعالےٰ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ه الآیہ سے استنباط کرسکتا ہوں کہ لفظ سیریٰ اس پر دال ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا پیش ہونا تو مسلم الثبوت ہے کہ سینکڑوں روایتوں سے ثابت ہے۔ ازآنجملہ راقم اثم ایک دو حدیثیں جن میں کسی محدث کو کلام نہیں واسطے اطمینان عوام اہل اسلام اور الزام بعضے کالانعام کے پیش کرتا ہے:-

عن ابن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فان صلوٰتکم معروضۃ علیّ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد رمت یعنی بلیت فقال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء اخرجہ ابوداؤد وغیرہ کذا فی مشکوٰۃ۔ ابن داؤد نے اس سے روائت کی اور کہا کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کثرت سے درود بھیجو مجھ پر جمعہ کے دن کیونکہ تمہارے درود میرے پیش کئے جاتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیونکر ہمارے درود آپ کے پیش کئے جائینگے کہ آپ بوسیدہ ہوجائینگے قبر میں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر

انبیاء کے جسم کو حرام کر دیا ہے ؛

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احداً لن یصلی علیّ الا عرضت علی صلوتہ حین یفرغ منہا قلت وبعد الموت قال وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء - اخرجہ ابن ماجۃ مشکوٰۃ ؛

مؤلف - جب احادیث مذکورہ وروایات مسطورہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زندوں کے اعمال اللہ ورسول وآباواجداد واقرباموتے پر پیش کئے جاتے ہیں - اور مُردے اعمال صالح سے زندوں کے دیکھ سُنکر خوش ہوتے ہیں اور اعمال سیئہ سے رنجیدہ - تب زندونکو سوائے نیکی کے کوئی بدی نہ کرنی چاہئے تاکہ ان کے پاس مخجل نہ ہوویں - اور نہ مُردے زندوں کے اعمال سے رنجیدہ ہوویں - کیونکہ اس باب میں مُردے مثل زندوں کے ہیں اور زندہ مرہیوں سے جسطرح لوگ زنا وغیرذلک گناہوں کے کرنے سے شرماتے ہیں ویسا ہی مُردوں سے شرمانا چاہئے ؛

اعتراض اگر کوئی کہے کہ اس تقریر سے تو مُردوں کو حاضر وناظر سمجھنا ثابت ہوتا ہے اور یہ بھاری شرک ہے - حالانکہ رسول کریم کو حاضر وناظر جاننے والے کو علماء کافر بولتے ہیں - چہ جائے کہ اُمت کو حاضر ناظر سمجھا جائے ؟

جواب - ہاں بعض نادانوں نے ایسا ہی کچھ سمجھ لیا ہے - پھر اسپر بہت اودہم مچایا ہے - کیوں نہ ہو تو سمجھ تو ہے - آخر اسی سمجھ نے کافر کو کافر مومن کو مومن فاسق کو فاسق ظالم کو ظالم ولی کو ولی شیطان کو شیطان وغیرذلک بنایا - کہ کل ثواب وعقاب کا مدار اسی سمجھ پر ہے - لیکن محققین کاملین عارفین کے نزدیک یہ شرک نہیں - بلکہ صورت عکس میں تو کفر کی آتی ہے - کیونکہ اللہ جل شانہ کی طرف سے زندوں کے اعمال مُردوں پر عارض ہوتے ہیں - اس لئے لفظ تعرض جو حدیثوں میں مندرج ہے صیغہ مجہول مستعمل ہے اور نیچے کی حدیث میں صریح ردّ اللہ کا لفظ موجود ہے - جس سے مُردوں کیطرف سے قدرت ثبوت میں نہ پہونچی بلکہ فقط حکم الٰہی سے ثابت ہوتا متحقق ہوا - جب یہ حکم حکم خدا کا ہونا ثابت ہوا تو یہ مامور بہ ٹھیرا - اور اتیان مامور بہ واجب ہے نہ شرک ہے - بلکہ عدم اتیان بالانکار موجب کفر کا ہے - سوائے اس کے مُردونکا کلام کرنا اور ملاقات کرنا اور استفسار کرنا جیسے ہمنے پہلی فصلوں میں لکھا ہے ساتھ دلائل کے ثابت ہے جب اُمت زندہ کا حال

ملاقات کرنا ثابت ہوا۔ تب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو امت کا حال معلوم ہونے کا کیا پوچھنا۔ اگر کوئی اسپر بھی اکتفا نہ کرے تو صریح روایتیں اور سنو۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام السلام رواہ ابوداؤد والبیہقی مشکوٰۃ وایضاً فیہ سمعت رسول اللہ (ثم) وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی۔ کذا فی المشکوٰۃ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی غائبا ابلغتہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جنے ان کیفیتوں کے ساتھ حاضر وناظر جانا اسکو علما کا کافر بولنا بہت ہی زیادتی ہے بلکہ اس رحمت ایزدی کی کیفیت کے علم سے محروم رہنا ثابت ہے۔ بیت

کسانیکہ پوشیدہ چشم و دل اند	ہمانا کزین توتیا غافل اند

نہیں نہیں بلکہ علماء ظاہر بینوں کا علوم ظاہری کے تکیہ پر خدا کی صفت بیچونی اور رحمت گونا گونی کا انکار کرنا ہے۔ اس لئے اسمیں العلم حجاب الاکبر مثل مشہور ہے کیونکہ اکثر یہ علوم ظاہری مانع علوم معرفت کے ہوجاتے ہیں۔ اگر اسپر بھی ہمارے بھائی اکتفا نہ کریں تو اور سنیں اور دیکھیں کہ سجدہ غیر خدا بالاتفاق منہی عنہ ہے۔ لیکن جب خدا نے حضرت آدم کو سجدہ کرنیکے لئے ملائکہ پر حکم فرمایا۔ تب وہ سجدہ باوجود منہی عنہ ہونے کے واجب ہوگیا۔ اس لئے تارک سجدہ ابلیس کا کافر بننا ثابت ہوا۔ اسیطرح جب حکم خدا سے ارواح موتے کا حاضر ہونا ثابت ہے تب اسی کیفیت کیساتھ ارواح موتے کو حاضر سمجھنا کیا ثابت ہوگا بلکہ حاضر جاننا واجب ٹھیرا۔ علاوہ برآں نیچے کی حدیثوں سے بھی ارواح مومنوں کا حسب مشیت خود سیر کرنا ثابت ہے۔ کما ورد عن مالک بن انس قال بلغنی ان ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث شاءت اخرجہ ابن الدنیا۔

عن سلمان قال ان ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجین اخرجہ ابن المبارک فی زھد والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وغیرھم۔ جب سیر کرنا ارواحونکا ثابت ہوا تو حاضر ناظر ہونا غیر ممکن کہاں سے غیر متحقق ہوا اور خدا اور رسول کے حکم کے موافق عمل کرنے میں شرک کیوں لازم آویگا۔ خذ ھذا فانہ ادق الدقائق واحسن الحقائق۔

رواہ النسائی کذا فی المشکوٰۃ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ

اگر اسپر بھی اکتفا نہ کرو تو جنوں کے تصرفات پر خیال کرو کہ اُن کو خدا نے کیسی قدرت دی۔ تو کیا رُوح انسانی کو حضور کی قدرت نہیں دے سکتا۔ کیا انکی قدرت کسی میں منحصر کی گئی ہے کہ رُوح میں نہ پائی جاوے ٭ اگر اسپر بھی اکتفا نہ کرو تو اَور دیکھو کہ خداوند تعالےٰ نے ایک مُٹھی راکھ یعنے بارُوت کو جو وُہ بھی لوگوں کا بنایا ہُوا ہے ایسی قدرت دی کہ ایک پلمیں اتنے بڑے گولے کو کوسوں پر سے اُڑا کر بڑے بڑے قلعوں اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتی ہے۔ تو کیا اُس رُوح کو جو عشق خدا کی آگ میں جل بھنکر راکھ ہو کر فنا فی اللہ ہو گئی ایسی قدرت نہیں دے سکتا ہے جو سد جسمیات و حصار عنصریات کو توڑ کر عالم ارواح کی سَیر کر سکے۔ کیوں نہیں؟ حالانکہ بمضمون نفخت فیہ من روحی ماخذ رُوح کا وُہی ہے فقط ابتلا بطور پرندہ قفس عنصری میں محبوس ہو گئی ہے۔ پس اگر اُس حصار جسمی کو ذکر کی ریاضت اور فکر کی سیاست سے توڑ کر اپنے ماخذی آشیانہ کی طرف پرواز کرنا اور عالم مذکور کی سَیر کر کے پھر قفس مذکور کیطرف مراجعت کر کے سَیر کا بیان کرنا کونسا مشکل ہے ؎

تن رُوح گردد ار تو بکوشی بمعرفت		رُوح تو تن شود چو بجہلش بپروری
ہاں جو کوئی ہوائے نفس میں گرفتار ہو اسکو رُوحانیوں کیساتھ پرواز کرنیکی رفتار کیونکر ہو سکے		
اے مرغ پائے بستہ بدام ہوائے نفس		کے بر ہوائے عالم روحانیاں پری

سچ ہے جس کا جو مشرب ہے اُس کا حال وہی جانے۔ اور دیکھو کہ بعض حکمائے یونان وغیرہم نے دُوربین تیار کر کے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کی حرکت و گردش و جسامت وغیرہا کی کیفیتیں ظاہر کی ہیں جنکو تم بے دیکھے سچ سمجھ کر تصدیق قلبی و وثوق دلی کرتے ہو۔ اسیطرح سے ولی کامل عابد عامل نے بھی ذکر رُوحانی اور فکر وجدانی کی دُوربین بنا کر عالم ارواح کی کیفیتیں ظاہر کر دکھائیں۔ پھر تم کیوں انکار کرتے ہو؟

اگر اسپر بھی اکتفا نہ کرو تو اَور سنو کہ مٹی کے پُتلے کو خدا تعالےٰ نے جب بقولہ ومن ایاتہ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ہ اور نشانیوں سے اُس کی یہ ہے کہ پیدا کیا تمکو مٹی سے پھر ناگہان تم انسان چلتے پھرتے ہو۔ اتنی قدرت بخشی کہ وہ آدمی بنکر مٹی پر چلتے پھرتے شادی کیا کرتے ہیں۔ پھر ارواح کو اگر حضور کی قدرت دیدے تو کونسا مشکل امر ہے کہ تم لوگ علماء ظاہر بینوں کے اقوال پر فریب کھا کر ہر بات میں عارفین

کاملین عاشقین صادقین رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر بولتے پھرتے ہو۔ اگر سچ پوچھو تو علمائے ظاہر بینوں کا یہ اعتراض اُن یہودیوں کے اعتراض کیطرح ہے۔ کہ جنہوں نے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں یہ اعتراض کیا کہ عرب میں تو انبیا نہ تھے۔ اگر محمد نبی ہوتا تو ہمارے بنی اسرائیل میں سے ہوتا۔ جسکا دفعیہ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے خود کیا۔ کما فی تفسیر الجلالین قال الیہود للمسلمین نحن اھل الکتاب الاول وقبلتنا اقدم ولم تکن الانبیاء من العرب ولو کان محمد نبیا لکان منا فنزل قل لھم اتحاجوننا تخاصموننا فی اللہ ان اصطفینا نبیا من العرب وھو ربنا وربکم فلہ ان یصطفی من عبادہ من یشاء +

اب فقیر راقم کہتا ہے کہ وُہ یہود اپنی جہالت وغباوت سے یہ نہ سمجھا کہ نبی بنانا فعل خدا کا ہے جو خدا بنی اسرائیل سے بنا سکا کیا وہ خدا قریش سے نبی نہیں بنا سکتا۔ اسپر اعتراض کرنا قادر مطلق کی قدرت پر اعتراض کرنا ہے۔ اور قادر مطلق کی قدرت پر اعتراض کرنا ایمان سے ہاتھ دھو کر کفر کا لباس پہننا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اسیطرح رُوح کے خداداده تصرفات پر اعتراض کرنا قادر مطلق کی قدرت بیچونی کا انکار کرنا ہے۔ اسپر کیا موقوف ہے بلکہ بہتیرے مشرکوں نے اپنی عقل ورائے کاسد کے مطابق بہتیرے اعتراضات کئے چنانچہ خدا تعالےٰ نے ان کا جواب دیا۔ چنانچہ بعض ان میں سے یہ ہے قولہ تبارک وتعالےٰ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ۔ کسی مشرک نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ بوسیدہ ہڈی کو کون زندہ کرسکتا ہے۔ خدا نے اس کے جواب میں کہا قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْ اَنْشَاَھَا اَوَّلَ مَرَّۃٍ کہا یعنے کہ اے محمدؐ کہ جسنے پہلے پیدا کیا وُہی زندہ کریگا

اب فقیر راقم کہتا ہے کہ اے نادان سائلو! کیا تم پہلے بمضمون وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ مٹی نہ تھے۔ پھر کیا بمضمون اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی نطفہ نہ تھے۔ پھر کیا بمضمون ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً خون بستہ نہ تھے۔ پھر کیا تم بمضمون فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً خدا نے اس علقہ کو مضغہ گوشت نہ بنایا۔ پھر کیا بمضمون فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظَامًا خدا نے اس مضغہ گوشت کو ہڈی نہ بنایا! پھر کیا بمضمون فَخَلَقَ فَسَوّٰی خدا نے تمکو مخلوق بنا کر برابر نہ کیا۔ پھر کیا بمضمون نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ خدا نے تم میں رُوح نہ پھونکی۔ پھر کیا بمضمون ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ خدا نے تمکو مخلوق مستقل نہیں پیدا

کیا۔ جب اتنا کرسکا پھر بمضمون اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِیَ الۡمَوۡتٰی خدا مُردے کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ ہاں جی خداوند تعالٰے ہر چیز پر قادر مطلق ہے کہ قولہ تعالٰی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ اسپر دال ہے اور بعض ان میں سے قولہ تعالٰے وَیَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوۡفَ اُخۡرَجُ حَیًّا اَوَلَا یَذۡکُرُ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰہُ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ یَکُ شَیۡئًا یعنے آدمی کہتا ہے کہ مَیں جب مرجاؤنگا پھر کیا زندہ ہوکر نکالا جاؤنگا خدا نے اُسکے جواب میں کہا۔ کہ آدمی نہیں یاد کرتا ہے اس بات کو کہ ہم نے پیدا کیا اُس کو قبل سے جب نیست و نابود تھا ⁂ اور بعض ان میں سے ہے قولہ تبارک و تعالٰی ءَاِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ۔ یعنے جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجاینگے یہ پھر آنا عقل سے دُور ہے خدا نے اُسکا جواب سُورۂ قٓ اور سُورۂ واقعہ میں بڑی شرح و بسط کیساتھ دیا۔ دیکھو اگر سچ پوچھو تو یہ ایسی معرفت کیش اور حقیقت اندیش تقریریں ہیں کہ اگر کافر بھی سمجھے تو مومن بنجائے ؎

جائے آن ست کہ کافر بکشاید زنّار	آنکہ باشد کہ نہ بندد کمر طاعت او۔

اگرچہ بظاہر اسباب میں ہمنے بہت کچھ لکھا۔ امّا فی الحقیقت اسکا عشر عشیر بھی نہیں لکھا گیا

گرچہ بسیار بگفتیم درین باب سخن	اندکے بیش نگفتیم ہنوز ار بسیار

الموعظۃ فی ذکر الروح بعد الخروج کیف یاتی الی قبرہ ومنزلتہ وما یتعلق بہا من حقیقتہٖ

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب رُوح بدن انسانی سے نکلجاتی ہے اور تین دِن گذرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں عرض کرتی ہے۔ یارب ائذن لی حتے امشے وانظر الی جسدی کنت فیہ فیاذن اللہ تعالٰی فیجیٔ الی قبرہ وینظر من بعید۔ اَے میرے پروردگار مجکو اجازت عطا فرما کہ مَیں اپنے جسم کو جسمیں میری بود و باش تھی جاکر دیکھ آؤں۔ پس حق سبحانہ وتعالٰے اُسکو اجازت عطا فرمادیتے ہیں پھر رُوح اپنے قالب کی قبر کیطرف روانہ ہو پڑتا ہے اور دور ہی سے اُسکو دیکھتا ہے کہ اُس کے نازنین بدن سے اور اس کے مناخیر اور دہن سے پانی متعفن بہ رہا ہے اور بڑی تباہی میں پڑرہا ہے۔ رُوح اپنے جسم کو دیکھ دیکھ بہت دیر تک روتی رہیگی اور کہیگی اَے میرے

کاملین عاشقین صادقین رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر بولتے پھرتے ہو۔ اگر سچ پوچھو تو علمائے ظاہر بینوں کا یہ اعتراض اُن یہودیوں کے اعتراض کیطرح ہے۔ کہ جنہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں یہ اعتراض کیا کہ عرب میں تو انبیا نہ تھے۔ اگر محمد نبی ہوتا تو ہمارے بنی اسرائیل میں سے ہوتا۔ جسکا دفعیہ حق سبحانہ وتعالے نے خود کیا۔ کما فی تفسیر الجلالین قالوا الیہود للمسلمین نحن اہل الکتاب الاول وقبلتنا اقدم ولم تکن الانبیاء من العرب ولو کان محمد نبیا لکان منا فنزل قل لہم اتحاجوننا تخاصموننا فی اللہ ان اصطفینا نبیا من العرب وھو ربنا وربکم فلہ ان یصطفی من عبادہ من یشاء ۔

اب فقیر راقم کہتا ہے کہ وہ یہود اپنی جہالت وغباوت سے یہ نہ سمجھا کہ نبی بنانا فعل خدا کا ہے جو خدا بنی اسرائیل سے بنا سکا کیا وہ خدا قریش سے نبی نہیں بنا سکتا۔ اسپر اعتراض کرنا قادر مطلق کی قدرت پر اعتراض کرنا ہے۔ اور قادر مطلق کی قدرت پر اعتراض کرنا ایمان سے ہاتھ دھو کر کفر کا لباس پہننا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اسیطرح رُوح کے خداداد تصرفات پر اعتراض کرنا قادر مطلق کی قدرت بیچونی کا انکار کرنا ہے۔ اسپر کیا موقوف ہے بلکہ بہتیرے مشرکوں نے اپنی عقل ورائے کاسد کے مطابق بہتیرے اعتراضات کئے چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کا جواب دیا۔ چنانچہ بعض ان میں سے یہ ہے قولہ تبارک وتعالے قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ۔ کسی مشرک نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ بوسیدہ ہڈی کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ خدا نے اس کے جواب میں کہا قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْ اَنْشَاَھَا اَوَّلَ مَرَّۃٍ کہا یعنے کہ اے محمد کہ جسنے پہلے پیدا کیا وُہی زندہ کریگا

اب فقیر راقم کہتا ہے کہ اے نادان سائلو! کیا تم پہلے بمضمون وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ مِنْ تُرَابٍ مٹی نہ تھے۔ پھر کیا بمضمون اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی نطفہ نہ تھے۔ پھر کیا ثم بمضمون ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً خون بستہ نہ تھے۔ پھر کیا تم بمضمون فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً خدا نے اس علقہ کو مضغہ گوشت نہ بنایا۔ پھر کیا بمضمون فخلقنا المُضْغَۃَ عِظَامًا خدا نے اس مضغہ گوشت کو ہڈی نہ بنایا۔ پھر کیا بمضمون فَخَلَقَ فَسَوّٰی خدا نے تجکو مخلوق بنا کر برابر نہ کیا۔ پھر کیا بمضمون نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ خدا نے تم میں رُوح نہ پھونکی۔ پھر کیا بمضمون ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا آخر خدا نے تجکو مخلوق مستقل نہیں پیدا

کیا۔ جب اتنا کرسکا پھر بمضمون اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِ الْمَوْتٰی خدا مُردے کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ ہاں جی خداوند تعالےٰ ہر چیز پر قادر مطلق ہے کہ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اسپر دال ہے اور بعض ان میں سے قولہ تعالےٰ وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اِنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا یعنے آدمی کہتا ہے کہ مَیں جب مرجاؤنگا پھر کیا زندہ ہوکر نکالا جاؤنگا خدا نے اُسکے جواب میں کہا۔ کہ آدمی نہیں یاد کرتا ہے اس بات کو کہ ہم نے پیدا کیا اُس کو قبل سے جب نیست ونابود تھا ٭ اور بعض ان میں سے ہے قولہ تبارک وتعالیٰ ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ۔ یعنے جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجاینگے یہ پھر آنا عقل سے دُور ہے خدا نے اُسکا جواب سُورۂ قٓ اور سُورۂ واقعہ میں بڑی شرح دبسط کیساتھ دیا۔ دیکھو اگر سچ پوچھو تو یہ ایسی معرفت کیش اور حقیقت اندیش تقریریں ہیں کہ اگر کافر بھی سمجھے تو مومن بنجائے ؎

آنکہ باشد کہ نہ بندد کمر طاعت او۔	جائے آن ست کہ کافر بکشاید زُنّار

اگرچہ بظاہر اسباب میں ہمنے بہت کچھ لکھا۔ اما فی الحقیقت اسکا عشر عشیر بھی نہیں لکھا گیا

گرچہ بسیار بگفتیم درین باب سخن	اندکے بیش نگفتیم ہنوز از بسیار

الموعظۃ فی ذکر الروح بعد الخروج کیف یاتی الےٰ قبرہ ومنزلتہ وما یتعلق بہا من حقیقتہٖ

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب رُوح بدن انسانی سے نکلجاتی ہے اور تین دِن گذرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں عرض کرتی ہے۔ یارب ائذن لی حتے اٰتی وانظر الی جسدی کنت فیہ۔ فیاذن اللہ تعالیٰ فیجیی الی قبرہ وینظر من بعید۔ اَے میرے پروردگار مجکو اجازت عطا فرما کہ مَیں اپنے جسم کو جسمیں میری بود وباش تھی جاکر دیکھ آؤں۔ پس حق سبحانہ وتعالےٰ اُسکو اجازت عطا فرمادیتے ہیں پھر رُوح اپنے قالب کی قبر کیطرف روانہ ہوپڑتا ہے اور دور ہی سے اُسکو دیکھتا ہے کہ اُس کے نازنین بدن سے اور اس کے مناخیر اور دہن سے پانی متعفن بہ رہا ہے اور بڑی تباہی میں پڑرہا ہے۔ رُوح اپنے جسم کو دیکھ دیکھ بہت دیر تک روتی رہیگی اور کہیگی اَے میری

مسکین بدن اور اے میرے پیارے دوست کیا تجھکو اس وحشت خانہ اور بلاؤں اور غم اور سختی اور رنج کے گھر میں آکر اپنی زندگی کا زمانہ بھی یاد ہے۔ پھر روح اپنے معین مکان میں چلا جاتا ہے۔ پس جب پانچ روز اور گذرتے ہیں تو روح اپنے بدن کے دیکھنے کے لئے بارگاہ الہٰی سے استجازہ کرتا ہے۔ پس حسب الاجازت اپنی قبر کیطرف آکر بعید فاصلہ سے دیکھتا ہے۔ کہ اُس کے بدن اور مناخیر اور مُنہ اور کانوں سے پیپ اور گندہ پانی جاری ہورہا ہے۔ اُس کے پر ملال حال کو دیکھکر ڈھاڑیں مار مار کر روتا ہے۔ اور اسکو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ اَے میرے مسکین بدن اس غم وہم اور محنت اور مشقت اور کیڑوں سانپوں اور بچھوؤں کے گھر میں جنھوں نے تیرے گوشت پوست کو کھا لیا اور تیرے مضبوط اعضاء کو جُدا جُدا کر دیا۔ کیا تمکو اپنے زندگی کا حال اس حال میں یاد ہے اتنی بات کرکے چلا جاتا ہے پھر جب ایک کامل ہفتہ گذر جاتا ہے تو روح درگاہ باری عزّ اسمہ میں التجا کرتی ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ خاکسار کو اپنے رفیق غمگسار یار کی ملاقات کے لئے اجازت درکار ہے۔ ارحم الراحمین اسکے حال زار پر نظر عنائت فرماکر اجازت عطا فرماتے ہیں۔ پس روح اپنے قالب کی قبر سے دور کھڑا ہوکر دیکھتا ہے کہ تمام بدن پر کیڑوں کے ہجوم اُس کے بدن کو نوچ رہے ہیں۔ روح اِس نازک حالت کو دیکھکر اور اُس کے قدیمہ لطافت اور نظافت کو یاد کرکر اتنا روتی ہے جسکا حساب نہیں اور کہتی ہے۔ اَے میرے مسکین بدن! کیا تمکو اپنی زندگی کا بھی حال یاد ہے۔ تیرے پیارے فرزند اور قریبی اور قبیلہ وغیرہ کہاں گئے۔ اور تیرا عالیشان مکان اور تیری زرخرید زمین اور زراعات اور باغات کہاں گئے اور تیرے معاون اور رفقا اور ہمسائے جو تیرے جوار میں رہنے کو غنیمت جانتے اور تیرا کہنا دل سے مانتے تھے۔ آج تیری جدائی سے سب کے سب روتے اور چلّاتے ہیں اور وہ لوگ روز قیامت تک تجکو یاد کرکے روتے رہیں گے ❊

روی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات المؤمن دار روحہ حول دارہ شھرا فینظر الی ما خلفہ من عیالہ کیف یقسم مالہ وکیف یؤدی دیونہ فاذا تم شھر ردالی حفرتہ الخ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مومن آدمی فوت ہو جاتا ہے اُسکی روح مہینہ بھر اپنی

حویلی کے ارد گرد پھرتی رہتی ہے۔ اور اپنے عیال و اطفال کیطرف دیکھتی ہے کہ میرے متروکہ مال کو کسطرح باہم تقسیم کرتے ہیں۔ اور میرے قرضوں کو کسطرح ادا کر کے مجکو اُن کے مطالبہ سے سبکدوش کرتے ہیں۔ پس جب ایک مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اُسکو قبر کیطرف پھیرا جاتا ہے۔ اور ایک برس کے قریب اپنی قبر کے اردگرد بھٹکتی پھرتی ہے۔ اور اس بات کی منتظر رہتی ہے کہ میرے اقارب اور اباعدوں سے کون کون میرے لئے دُعا اور صدقہ اور خیرات کرتا ہے۔ اور کون میری غمخواری کا دم بھرتا ہے۔ جب سال ختم ہو جاتا ہے۔ تو پھر اُس رُوح کو جہاں رُوحوں کے رہنے کا مقام ہے بھیجا جاتا ہے۔ ثم ینفخ فی الصور +

مؤلف کہتا ہے کہ لفظ روح کا قرآن شریف میں کئی جگہ واقع ہوا اور مفسرین نے بھی اس کے معانی میں بہت تحقیق کی۔ مگر اسکی اصلی حقیقت سے بمضمون وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ ناواقف ہیں۔ جو کچھ راقم اثم نے اساتذہ کرام سے سُنا اور کتب معتبرہ اہل سُنت و جماعت سے دیکھا۔ اور پایۂ ثبوت کو پہونچا اور جس پر میرا عقیدہ ہے۔ وہ مَیں بہ نظر افادہ اس مختصر میں قلمبند کرتا ہوں۔ وہو ہذا:۔

قال اللہ تعالیٰ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ الآیۃ امام غزالی طاب ثراہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ ویقال الروح فیہ الرحمۃ کما قرا الروح بالفتح والضم معناہ تنزل الملٰئکۃ معہم الروح والریحان۔ اور بعض نے کہا ہے کہ رُوح ایک فرشتہ عظیم القامت کا نام ہے۔ کہ وہ لیلۃ القدر میں مومنوں پر رحمت نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا الآیۃ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس رُوح سے جو آیۂ صدر میں وارد ہے بنی آدم کی رُوحیں علی الاطلاق مراد ہے +۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خصوصًا مومنوں کی رُوحیں مُراد ہے + اور بعض کا قول ہے کہ رُوح سے مراد جبرائیلؑ ہے + اور بعض مفسرین کا یہ ارشاد ہے اور راقم اثم کا بھی اسی قول پر اعتماد بلکہ اعتقاد ہے۔ کہ رُوح سے رُوح محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام مُراد ہے۔ کہ اِس مبارک رات میں عرش معلّے کے نیچے جاکر اللہ جل جلالہ کی عالی بارگاہ سے واسطے نزول عالمِ دُنیا کے استیذان چاہتے ہیں۔ اور اپنی اُمت کے تمام مومن مردوں اور عورتوں پر اپنی شفقت مہربانہ سے سلام اور

رحمت پہونچاتے ہیں اور بعض علمار کا قول ہے کہ روح سے روح اقارب مومنوں کی
جو عالم دنیا سے کوچ کر گئے ہیں مراد ہیں کہ لیلۃ القدر کی رات کو بارگاہ الہی سے التجا کرتی
ہیں کہ الہی ہمکو اجازت عطا ہو جائے تو ہم اپنے اپنے گھروں میں جاکر اپنی اولاد اور
احفاد وعیال واطفال کا حال دیکھ آویں کہ وہ کس کس کام میں مصروف ہیں۔ حق
سبحانہ وتعالےٰ سے اُن کو اجازت ملجاتی ہے۔ اور وہ اس رات میں اپنے منازل میں
وارد ہوتے ہیں۔ کما ورد قال ابن عباس رضہ اذا کان یوم عاشورا او یوم الجمعۃ او
لیلۃ الجمعۃ من شہر رجب او لیلۃ النصف من شعبان یخرج الاموات من قبورھم
فیقفون علی ابواب بیوتھم الخ۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
فرمایا کہ عاشورہ اور جمعہ کے دن اور رجب کے پہلے جمعہ کی رات اور شعبان کی پندرھویں
رات کو مُردے اپنی اپنی قبروں سے نکلکر اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر سایلوں کی
طرح کھڑے ہوکر کہتے ہیں۔ کہ اے ہماری حویلیوں میں بسنے والو! اور اے ہمارے
مالوں میں تصرف کرنے والو آج اس مبارک رات میں دو رکعت نفل پڑھکر ہماری روح
کو ہدیہ کرو۔ اور اے ہمارے عالیشان مکانوں میں رہنیوالو۔ اور اے ہماری عورتوں
کو نکاح میں لانیوالو تمہارے میں سے کسی کو ہماری غربت بھی یاد آتی ہے اور اے ہماری
وسیع ماڑیوں میں رہنے والو ہماری تنگ وتاریک قبروں کا خیال کرو کہ ہم کس تنگی سے
گذارہ کرتے ہیں۔ ہمارے حال پر رحم کرو۔ اور اسوقت کو جو اب ہمارے پر نازل ہے یاد
کرکے خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور ہمارے مالوں کے بانٹنے والو۔ اور اے ہماری اولاد کو
ذلیل کرنیوالو کوئی تمہارے سے ہماری غریبی اور فقیری اور ہماری مفلسی اور ناداری کو
یاد کرکے ہمارے پر رحم کھاتا ہے یا نہیں۔ ہمارے اعمالنامے تو ملفف ہوچکے اور تمہارے
اعمالنامے ابتک کھلے ہوئے ہیں۔ اور ہمسے عالم برزخ میں کسی عمل کا صادر ہونا
غیر ممکن۔ اور تم عالم زندگی میں جسقدر کچھ نیک اعمال کرو کرسکتے ہو۔ خدا کیواسطے ہم غم
محتاجوں کو خیرات کے ٹکڑے اور صدقات کے ریزوں اور دعاؤں سے فراموش اور
محو ومنسی نہ کیا کرو۔ کہ ہم ہمیشہ کے لئے تمہارے محتاج ہیں۔ پس اگر وہ روحیں اپنے
گھر والوں سے صدقہ یا دعا پاتی ہیں تو بڑی خوش وخورم ہوکر اُن کے مال وجان کو
دعائیں دیتی چلی جاتی ہیں۔ اگر اپنے ناحق شناس گھر والوں سے کوئی چیز نہیں پاتی

ہیں تو بیچاری غمناک اور نا امید ہو کر لوٹ جاتی ہیں +

خاتمہ ہذہ الموعظۃ فی بیان حقیقۃ الروح وموضع قیامہ واختلاف العلماء فیہ

جب یہودیوں نے رسول خدا سید الانبیاء حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رُوح کی ماہیت اور حقیقت کی بابت سوال کیا۔ تب یہ آیت یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا نازل ہوئی جب ہی سے لوگوں کیطرف سے اس مسئلہ میں بحث شروع ہوئی:-

بحث اول روح کی مادہ میں گفتگو اور عدم گفتگو کے بیانمیں

واضح ہو کسی فرقہ نے کہا کہ اسمیں گفتگو نہ کرنا چاہئے کہ یہ اسرار الٰہی میں سے ہے۔ خدا نے کسی کو اُنکا علم نہیں دیا۔ جیسا ہم نے آگے بیان کیا یہی مذہب مختار ہے کما ورد عن عکرمۃ قال سئل بن عباس عن الروح قال الروح من امر ربی لا تسئلوا عن ھٰذہ المسئلۃ فلا تزید وعلیھا قولوا کما قال اللّٰہ وعلم بنیہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اخرجہ ابن ابی حاتم وابن جریر نحوہ۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ سوال کیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روح سے۔ کہا روح حکم میرے پروردگار کا ہے۔ مت سوال کرو اس مسئلہ میں نہ زیادہ کرو اوپر اس کے کہو جیسا اللہ نے اور تعلیم کیا اس کے رسول نے اور نہیں دیئے گئے تم مگر علم تھوڑا۔ اور جُنید بغدادی اور ابوالقاسم السّعدی وابن بطال اور قرطبی وغیرہم کا قول بھی یہ ہے کیونکہ ادراک ماہیّت رُوح کا قبضہ اقتدار بشریت سے خارج ہے۔ ایک فرقہ نے اسمیں بحث وکلام کیا۔ عُمدہ ترین اس کلام کا امام الحرمین کا یہ قول ہے کہ رُوح ایسی ایک جسم لطیف اجسام کثیفہ کے ساتھ لپٹی ہوئی ہے۔ جیسا پانی سبز درخت کیساتھ لپٹا ہوا ہے +

بحث دوئم دربیان واقفیّت وعدم واقفیّت رسول بماہیت رُوح

ایک فرقہ نے کہا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی رُوح کی ماہیّت سے واقفیت نہ تھی اسپر ابن بریدہ کی روایت کو دلیل لائے۔ عن ابی بریدۃ قال لقد

لقد قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح۔ ابن بریدہ سے روایت ہے۔ کہ کہا اوس نے کہ تحقیق مقبوض ہوئے رسولِ خدا اور نہیں جانتے تھے رُوح کو۔ اخرجہ ابن حاتم فی تفسیرہ۔ ایک فرقہ نے کہا کہ ہاں واقفیت تھی لیکن ظاہر کرنیکی ممانعت تھی جیسا قیامت کی تاریخ ظاہر کرنے میں ممانعت تھی ✦

بحث سوم دربیان جسمیّت وعدم جسمیّت روح

ایک فرقہ نے کہا کہ رُوح کی جسمیت میں کسی طرح کا شبہ نہیں کیونکہ قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ اسپر دلالت کرتی ہے کہ رُوح کا مرنا اور مقبوض ہونا آنا جانا کھانا پینا بولنا سُننا پہچاننا وغیر ذٰلک ثابت ہے اور وے صفات جسمیہ سے ہیں کہ عرض کو یہ صفات عارض نہیں ہوتے ہیں کہ قیام عارض بالعارض لازم آتا ہے وہ باطل ہے ایک فرقہ نے رُوح کو عرض کہا ہے ✦

بحث چہارم دربیان متحد ومتفرق شدن نفس وروح

بعض علماء کا قول ہے کہ نفس اور رُوح ایک چیز ہے بدلیل قولہ تعالےٰ یَآاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ؕ وقولہ تعالیٰ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی اور محاورہ عربیہ میں فاضت نفسہ اے ماتت بولتے ہیں ان دلیلوں سے نفس اور رُوح کا اتحاد ثابت ہوتا ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ رُوح مقبوضہ غیر نفس بدلیل قولہ تعالےٰ واللہ یتوفی الانفس حین موتہا۔ والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہ الموت ویرسل الاخرٰی الی اجل مسمّٰی اللہ قبض کرلیتا ہے جانوں کو نزدیک موت اُنکی کے اور جو نہیں موئے قبض کرلیتا ہے ان کو نیند میں پس پکڑ رکھتا ہے جنکو کہ مقرر ہے اپنر موت اور چھوڑ دیتا ہے اوروں کو وقت مقرر تک۔ وبدلیل قولہ تعالےٰ وھو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ۔ اور وُہ خدا ہے جو قبض کرتا ہے تمکو رات میں جانتا ہے۔ جو کماتے ہو تم دن میں پھر اُٹھاتا ہے تمکو دن میں۔ اور بدلیل قول ابن عباس رض قال ابن عباس رض فی جوف انسان وروح بینہما مثل شعاع الشمس فیتوفی اللہ الانفس فی منامہ ویدع الارواح فی جوفہ یتقلب ویعیش فان یرد اللہ ان یقبضہ قبض الروح وان اخر اجلہ رد النفس الی مکانہا من جوفہ اخرجہ ابن ابی حاتم۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آدمی کے پیٹ میں نفس اور روح ہیں درمیان ان دونوں کے مثل

شعاع شمس کے ہے پس قبض کر لیتا ہے نفس کو نیند میں اُسکی اور چھوڑ دیتا ہے روح تا کہ اس کے پیٹ میں پھرتی رہے اور عیش کرے۔ پس اگر ارادہ کرے اللہ قبض کا تو اُس کی رُوح کو قبض کرتا ہے اور اگر اُسکی موت کی دیری ہو تو پھیر دیتا ہے نفس کو مکان میں جو پیٹ میں ہے اس حدیث کو ابن حاتم نے روایت کیا +

بحث پنجم دربیان مخلوقیت وعدم مخلوقیت رُوح وآنچہ دروے است

ایک فرقہ کا خیال ہے کہ رُوح مخلوق ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے الارواح جنود مجندۃ الخ مجندہ وغیرہ صفت مخلوق کی ہوتی ہے۔ اس سے رُوح کی بھی مخلوقیت ثابت ہوگئی اور ایک فرقہ نے کہا کہ رُوح مخلوق اور محدث نہیں بدلیل قولہ تعالےٰ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ کہ یائے متکلم رُوحی مانع حدوثیت کا ہے +

بحث ششم دربیان بقاء وفنائے رُوح

بعض علماء کا قول ہے کہ روح بعد موت بدن کے بھی باقی رہیگی بدلیل قولہ تعالےٰ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کیونکہ ذائق کو ضرور ہے کہ بعد مذوق کے باقی رہے۔ تب موت جو مذوق ہے اُس کے بعد رُوح ذائق کا باقی رہنا ثابت ہوا ایک فرقہ نے کہا کہ بدلیل قولہ تعالےٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ رُوح کا فناہ ہونا ثابت ہے + راقم اثم کہتا ہے کہ یہہ استدلال اس فرقے کا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس فنا سے فنائے دُنیوی مُراد ہے نہ فنائے اُخروی۔ کیونکہ لفظ علیہا اسپر دال ہے۔ ورنہ قرآن کی اکثر جگہوں میں جو هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا۔ اور اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ تا وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ مذکور ہیں اُن کے کیا معنے ہونگے۔ الغرض اس بارے میں بہتوں نے بہت کچھ کہا لکن کل کہنا نص قطعی قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ کے مقابلے میں صحیح نہیں بلکہ پوچ ہے۔ ہذا ما حققتہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال +

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فِيْ مَسْكَنِ الرُّوْحِ بَعْدَ الْقَبْضِ

بعض علماء کا قول ہے کہ روحوں کا مسکن صُور یعنے کرنا کے سُوراخوں میں ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک حیوان کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے روز قیامت تک جو پیدا ہونگے۔ اُس کرنا میں ایک سوراخ پیدا کیا ہوا ہے۔ جب کسی

حیوان کی روح قبض کیجاتی ہے اپنے معین سوراخ میں چلی جاتی ہے۔ اگر وہ منعم ہوتی ہے تو اسی جگہ میں نعمائے الٰہی اسکو پہونچتی رہتی ہیں اگر وہ روح عذاب کے لائق ہوتی ہے تو وہاں ہی عذاب دیا جاتا ہے +

بعض علمائنے کہا ہے کہ مومنوں کے ارواح سبز رنگ کے پرندوں کے حواصل میں رہ کر بہشت کا سیر کرتی ہیں۔ اور کافروں کی روحیں جہنم کے سجّین میں مقید رہتی ہیں + اور بعض نے کہا ہے کہ سیاہ پرند کے حواصل میں بند ہو کر دوزخ میں ڈالی جاتی ہیں + بعض علماء کا قول ہے کہ جب مومن کی روح قبض کیجاتی ہے تو رحمت کے ملائک اُس کو بڑی تعظیم اور تکریم کے ساتھ ساتویں آسمان میں لیجاتے ہیں۔ فینادی منادٍ من السماء من قبل الله اکتبوها فی علیین ثم ردوها الی الارض پس پکارنیوالا خدا کی طرف سے پکارتا ہے کہ اس روح کے رہنے کی جگہ علیین میں مقرر کر دو۔ اور پھر اسکو زمین کیطرف لوٹا دو پس ازاں بعد اس مومن کی روح اپنے بدن میں داخل ہو جاتی ہے اور بہشت کا دروازہ اُس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ پس برزخ قبر ہی میں سے اپنے بہشت کے رہنے کا مکان دیکھ دیکھ کر تا قیام قیامت خوش رہتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جب کافروں کی روحیں قبض کیجاتی ہیں تو عذاب کے ملائک ان کو آسمان دنیا کیطرف لیجاتے ہیں جب آسمان کے قریب پہونچتا ہے تو آسمان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اور اسکو اسکے مضجع کیطرف لوٹانے کا حکم ہو جاتا ہے اور اسکی قبر تنگ کیجاتی ہے۔ اور دوزخ کا دروازہ اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اس دروازہ کی راہ سے وہ اپنا مقعد دیکھ لیتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حتے انهم ليسمعون قرع نعالکم وانما منعوا عن الكلام۔

روایت ہے کہ ایک عالم ربانی سے پوچھا گیا۔ کہ بعد از موت روحوں کے رہنیکی جگہ بیان فرمایئے۔ فرمایا کہ انبیا علیہم السلام کی روحیں جنت عدن میں رہتی ہیں اور لحد میں اپنے اجساد کے مونس اور اپنے معبود کی عبادت میں ساجد رہتی ہیں۔ اور شہداء کی روحیں جنت الفردوس میں سبز رنگ طیور کے حواصل میں رہکر بہشت کے میدانوں میں حسب المراد پرواز کر کے اپنی اپنی قندیل میں جو عرش معلّے کیساتھ معلق ہیں آجاتی ہیں۔ اور اہل اسلام کی اولاد کی روحیں جو قبل بلوغت کے فوت ہو جاتے ہیں عصافیر جنت کے حواصل میں جبل المسک کے قریب جو بہشت میں ایک پہاڑ کستوری

کا ہے رہتی ہیں۔ اور اولاد مشرکین اور منافقین کی رُوحیں بہشت کے اِرد گرد میں دورہ کرتی ہیں اور قیامت تک ان کے رہنے کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں۔ قیامت کے فیصلہ کے بعد وُہ بیچارے مومنوں کی خدمتگاری کے لئے خدمتگار مقرر ہو جائیں گے۔ لیکن اُن مومنوں کی رُوحیں جنپر دیون اور مظالم ہیں۔ جب تک ان کیطرف سے قرض ادا نہ کیا جاوے یا اُس کے مظلوم سے اسکا ظلم نہ بخشایا جائے۔ تب تک وُہ آسمان اور زمین کے بیچ میں بھٹکتے رہیں گے۔ اور ان کو آسمان اور بہشت کیطرف ہرگز رسائی نہ ہوگی۔ اور فساق اہل اسلام کی رُوحیں جنہوں نے ساری عمر گناہوں میں گذاری وُہ قبروں میں مع الجسد عذاب دیئے جائیں گے۔ اَیپر کافروں اور منافقوں کی رُوحیں بحکم اِنَّ الفجّار لفی سجّین جہنم کی سجّین میں ہمیشگی کے لئے قید کئے جاویں گے۔ قیل ان الروح جسم لطیف وھو مخلوق فلذالک لا یقال اللّٰہ تعالیٰ ذو روح لانہ یستحیل ان یکون محلاً للاجسام۔ اور بعضوں نے کہا ہے اِن الروح عرض وہو ما یستحکم بوجود غیرہ ✦

روایت ہے کہ ایکروز مدینہ کے یہودنے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت بابرکت میں حاضر ہو کر تین چیزونکا سوال کیا۔ اَے محمد اگر تو رسالت کے دعوے میں سچا ہے۔ تو ہمکو اصحاب رقیم اور ذو القرنین کا قصہ اور رُوح کی حقیقت سے کماینبغی اطلاع دیدے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے سورۂ کہف جسمیں قصہ اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا ہے نازل کردی۔ اور رُوح کی بابت یہ ارشاد فرمایا وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ مَعْنَاهُ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَلَا علم لی بھا یعنے رُوح میرے رب کا امر ہے اور مجکو اسکی کیفیت کا علم نہیں وقیل معناہ من امر ربی۔ یعنے ان الروح لیست بمخلوقة بل من امر اللّٰہ تعالےٰ وامر اللّٰہ تعالےٰ کلامہ وہذا القول وخطاء۔ وقیل معناہ الروح تکوین ربی بکلمة کن فیکون۔ بعض علمائے نے کہا ہے کہ رُوح میرے پروردگار کی تکوین ہے جو کلمہ کن فیکون سے پیدا ہوا اور تحقیق حق سبحانہ وتعالےٰ کے امر دو طرح پر ہیں ایک امر الزام جیسے اللہ تعالےٰ کا اپنی عبادت کیواسطے امر کرنا اور دُوسرا امر تکوین۔ کقولہ تعالےٰ وکونوا حجارة اوحدیدا او خلقاً وکقولہ تعالےٰ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ ھذا ما الدی علی ما حقیقتہ وان شئت تفصیلہ فارجع الی کتب المتکلمین خصوصاً الی احیاء العلوم لغزالی رحمة اللہ علیہ ۱۲

الموعظۃ فی ذکر الصُّوْرِ وَالبعث والحشر وفی المسائل المتعلقہ بہا

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی جل جلالہ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ اور پھونکا جاویگا صُور میں پہلی بار اُن کے قول کے موافق جو نفخے ثابت کرتے ہیں اور اس نفخہ کو نفخہ صاعقہ کہتے ہیں اسلئے کہ اس بار جب صُور پھونکا جائیگا فَصَعِقَ تو بیہوش ہوکر گر پڑیگا۔ اور بہت صحیح یہ بات ہے کہ مر جائیگا مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جسے چاہے اللہ کہ وہ عرش اُٹھانیوالے فرشتے ہیں یا شہید لوگ یا بہشت اور دوزخ کے اہلکار فرشتے۔ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی پھر پھونکا جاویگا دوسری بار۔ اس نفخہ کو نفخہ بعث کہتے ہیں اور اس نفخہ سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے۔ فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ تو اسوقت وہ کھڑے ہونگے اپنی قبروں کے کنارے دیکھتے ہونگے ہو توں کیطرح۔ یا اس انتظار میں ہونگے کہ دیکھئے اب ہمارے ساتھ کیا کیا جاتا ہے + امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰے نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ حضرت صاحب القرن یعنے کرنا کے پھونکنے کے عہدہ پر مامور ہے اور اسکے دم میں حق سبحانہ وتعالٰے نے دو طرح کی تاثیر پیدا کردی ہے چنانچہ عنقریب ہی اُسکا ذکر آئیگا اور حق سبحانہ وتعالٰے نے لوح محفوظ کو ایک سفید موتی سے جسکا طول آسمان اور زمین کی تفاوت سے ساٹھ گنا بڑھکر ہے پیدا کیا ہے اور اسکو عرش کیساتھ لٹکا رکھا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونا ہے اُسپر لکھا ہوا ہے اور اور حضرت اسرافیل کے چار پر ہیں ایک پر اُسکا مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیلا ہوا ہے اور تیسرے پر کو بچھا کر اُسپر مستقر ہے اور چوتھے پر کیساتھ اپنے سر مُنہ کو خدا کے خوف سے ڈھانپ کر عرش کا ایک قائمہ پکڑے رہتا ہے۔ اور حضرت جلال احدیت کا خوف اُس کی طبیعت پر ایسا مستولی ہے کہ مارے غم کے اُسکا وجود سوکھ کر چڑیا کی مثل لاغر ہو گیا ہے۔ جب حق جل وعلا کسی چیز کے ایجاد کا حکم لوح محفوظ میں جاری کرتا ہے تو حضرت اسرافیل کے مُنہ پر سے ایک پردہ اُٹھ جاتا ہے اور جو کچھ اس چیز کی بابت حکم اور امر الٰہی نافذ ہوتا ہے تو لوح محفوظ سے دیکھ لیتا ہے اور کوئی فرشتہ فرشتوں میں سے حضرت اسرافیلؑ کے سوا عرش خدا سے مکانا اقرب نہیں۔ اور عرش اور ان کی فیما بین ستر حجاب ہیں۔ اور ایک حجاب سے دُوسرے حجاب تک پانسو برس کی مسافت کی تفاوت ہے اور حضرت جبرائیل

اور اسرافیل علیہما السلام کے درمیان ستر ستر حجاب حایل ہیں علیٰ ہذا القیاس ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پانسو برس کا راستہ ہے اور حضرت اسرافیل کرنا کو پکڑ کر اپنے داہنی ران کیساتھ لٹکائے ہوئے کھڑا ہے اور کرنا کا سر اپنے منہ کی قریب رکھکر حکم الہی کے منتظر ہیں۔ جب دُنیا کے انتظام ٹوٹ جائینگی مدت گذر جائیگی تو کرنا خود بخود حضرت اسرافیل کی پیشانی کے قریب ہوجائیگی تو حضرت اسرافیل اپنے چاروں پروں کو سمیٹ کرنا کو بجانا شروع کردیں گے۔ اور حضرت ملک الموت علیہ السلام اپنا ایک ہاتھ ساتویں زمین کے نیچے اور ساتویں آسمان کے اوپر رکھکر آسمان اور زمین کے رہنیوالونکی روحیں قبض کریگا۔ اور سوائے ابلیس علیہ اللعنۃ کے رُوئے زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ رہیگا اور سوائے جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل آسمان کے رہنیوالوں سے کوئی فرشتہ باقی نہ رہیگا۔ اور وہ چیزیں جو حق سُبحانہ وتعالےٰ نے استثنا کری ہیں وُہ بھی زندہ رہینگی۔ کما ورد وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الصور ولہ اربعۃ شعب شعبۃ منہا فی المشرق وشعبۃ منہا فی المغرب وشعبۃ منہا تحت الارض وشعبۃ منہا فوق السماء السابعۃ۔ حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق حق سبحانہ وتعالےٰ نے کرنا کو پیدا کیا اور اسکی چار شاخیں ہیں۔ ایک شاخ مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ اور ایک شاخ ساتویں زمین کے تلے تک۔ اور ایک شاخ ساتویں آسمان کے اُوپر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور اسی کرنا میں روحوں کی اصناف کی گنتی کے مطابق سوراخ ہیں۔ چنانچہ اُس کے ایک سوراخ میں حضرات انبیا علیہم السلام کی روحیں رہتی ہیں۔ اور ایک سوراخ میں جنوں کی روحیں قیام رکھتی ہیں۔ اور ایک سوراخ میں انسانوں کی رُوحیں سکونت کرتی ہیں۔ اور ایک سوراخ میں شیاطین کی رُوحیں اور ایک سوراخ میں بہائم اور ہوام کی رُوحیں بستی ہیں۔ یہانتک کہ نملہ اور بقہ کی روحیں بھی وہاں رہتی ہیں۔ اور یہ کرنا جسکی تعریف تمنے سُن لی ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دیگئی اور وُہ کرنا کو اپنے مُنہ پر رکھکر حکم کا منتظر ہے ✝

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت اسرافیل بحکم رب جلیل کے تین دفعہ اُس کرنار کو پھونکیگا۔ پہلے نفخہ کا نام نفخۃ الفزع رکھا گیا۔ اور دوسرے کو نفخۃ الصعق کے اسم سے موسوم کیا۔ اور تیسرا نفخہ نفخۃ البعث کے نام سے مشہور ہے۔ جب حضرت رسالت نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ صلعم وقت نفخ صُور یعنے کرنا کے بجنے کے وقت خلائق کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا یا حذیفۃ والذے نفسی بیدہ لینفخن فے الصور وتقوم الساعۃ والرجل قد رفع لقمۃ الی فمہ ولا یطعمہا والثوب بین یدیہ یلبسہ فلا یلبسہ وکوزا الماء علے فمہ لیشرب الماء ولا یشرب منہ ✤

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دن پر ایمان اُن کے خالص دلوں میں نہیں بیٹھا ہے اور ان کے سویدائے ضمیر میں جگہ نہیں پکڑی ہے۔ اور یہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ موسم گرما کی گرمی اور جاڑے کی سردی روکنے کے لئے صدہا سامان کرتے ہیں۔ اور دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی سردی کے لئے باوجودیکہ انہیں نہایت سختی اور خطرات ہونگے ڈھیل اور کاہلی کرتے ہیں۔ ہاں اتنا ہے کہ جب آخرت کا حال اُن سے پوچھئے تو زبان سے اُسکا اقرار کرتے ہیں مگر اُن کے دل اُس سے غافل رہتے ہیں۔ مثلاً جو شخص دُوسرے سے کہے کہ تیرے سامنے کے کھانے میں زہر ہے اور وہ دُوسرا اُسکی تصدیق کرے کہ ہاں سچ کہتے ہو۔ پھر وہی کھانا کھا دے تو زبان سے اُسکو سچا کہا اور عمل سے اُسکو جھٹلایا اور عمل کے رُو سے جھٹلانا زبان کے جھٹلانے کی نسبت زیادہ ہے۔ کما ورد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ فرماتا ہے مجکو آدمی نے گالی دی۔ اور اسکو زیبا نہ تھا کہ مجھ کو گالی دے۔ اور اُسنے مجکو جھٹلایا اور اُسکو شایاں نہ تھا کہ وہ مجکو جھٹلاوے اُسکا گالی دینا تو یہ ہے کہ کہتا ہے کہ خدا کا کوئی لڑکا ہے اور جھٹلانا اسطرح ہے کہ کہتا ہے کہ مجھے جیسا اوّل پیدا کیا ہے۔ اسطرح کبھی نہ اُٹھاویگا ✤

نفخۃ الصُّور والفزع

جب قیامت کا دن نزدیک آویگا۔ تو حضرت اسرافیل علیہ السّلام کو صُور پھُونکنے کا حکم ہوگا۔ اور وُہ نفخۃ الفزع کے پھونکنے کے لئے کرنا بجا دیں گے اور اس نفخہ کی آواز سے آسمان اور زمین کے رہنے والے لوگ مارے خوف کے مرجاویں گے الاماشاء اللہ تعالیٰ

وہی بچ جائیں گے۔ اور اُس آواز کی دہشت سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلجاوینگے اور آسمان بھی پھٹ جائیں گے۔ اور زمین بھی کانپنے لگ جائیگی۔ اور حاملہ عورتوں کے حمل مارے خوف کے وضع ہو جاویں گے۔ اور مرضعہ اپنے مولود کو بھول جائینگی اور لڑکے چاردہ سالہ اس آواز مہیب کی دہشت سے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیاطین زمین کے میدانوں میں بھاگتے پھرینگے اور ستارے اُن کے سروں پر پتھروں کیطرح گرینگے۔ اور سورج اور چاند بباعث دہشت کے سیاہ ہو جائیں گے لما ورد قولہ تعالیٰ اِنَّ زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم۔ اور چالیس سال تک یہی حال رہیگا۔

و روی عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم ثم قال اتدرون ای یوم ذلک۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اے لوگو تم ڈرو اللہ تعالے سے اور اسپر ایمان لاؤ کہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑا بھاری چیز ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ قیامت کا دن کونسا روز ہے صحابہ رضوان اللہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول بہت جانتا ہے فرمایا یہ وہ روز ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ آدم علیہ السلام کو کہیگا۔ کہ اے آدم اُٹھ اور اپنی اولاد کو دوزخ کیطرف بھیج۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریگا اے میرے پروردگار ہزار میں سے کتنے۔ خطاب ہوگا اے آدم ہزار میں سے نوسو ننانویں دوزخ کیطرف اور ایک بہشت کیطرف روانہ کر۔ جب عوام اس کلام سے آگاہ ہونگے تو سنتے ہی اُن کے کلیجے زخمی ہو جائیں گے اور رونا اور حزن اُنپر غالب ہو جائیگا۔ کہ ہر ایک آدمی کے اختیار کی باگ اُسکے ہاتھ سے نکلجائیگی پھر حضرت رسالت علیہ السّلام نے فرمایا انی لارجوان تکونوا ربع اھل الجنۃ پھر فرمایا انی لارجوان تکونوا شطر اھل الجنۃ جب صحابہ نے یہ حدیث سُنی تو نہایت خوش ہوئے پھر حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابشروا فانما انتم فی الامم کشامۃ فی جنب البعیر وانتم جزءٌ۔ قال ابوھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالیٰ مائۃ رحمۃ انزل منھا رحمۃ بین الجن والبھائم والانس والھوام بھا یتعاطفون وبھا یتراحمون واذخر تسعۃ وتسعین رحمۃ یرحم بھا یوم القیمۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق حق سبحانہ وتعالے کیواسطے ایک سو رحمت ہے اُن رحمتوں سے ایک رحمت جن اور

الانس اور بہایم اور ہوام پر نازل فرمائے یعنے عطا فرمائے یہ سب مخلوقات مذکورہ جو باہم جیسے ماں اپنے فرزند پر اور بھائی بھائی پر جو تعاطف اور تراحم کرتے ہیں سب اس رحمت کا اثر ہے اور ننانویں رحمتیں اللہ تعالےٰ کے پاس جمع ہیں ان رحمتوں کو قیامت کے دن اپنے بندوں پر صرف کریگا*

نفخۃ الصعق

احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ اسرافیل علیہ السلام کو نفخۃ الصعق کے لئے خطاب کریں گے پس وہ کرنا کو پھونکیں گے اور کہیں گے ایتہا الارواح العاریتہ اخرجن بامر اللہ تعالیٰ اے عاریۃً کے طور پر بدن میں آئی ہوئی روحو! تم اس بدن کے قصر سے خدا کے علم سے باہر نکل جاؤ۔ جب ذی روح اسبات کو سنیں گے۔ بیہوش ہو جائیں گے۔ اور آسمان اور زمینوں کے رہنیوالے سب کے سب مر جائیں گے۔ الا ماشاء اللہ اور وہ شہید ہیں۔ اس لئے کہ شہید خدا کے نزدیک زندوں میں سے ہیں اور روزی بھی دئے جاتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ؁ یعنے نہ سمجھ اُن لوگوں کو جو صدق نیت سے قتل کئے گئے بیچ راہ خدا کے کہ وہ مردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ حق تعالیٰ نے اُن کی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں پھریں اور طوبےٰ کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں اور جنت کی نہروں کا پانی پئیں اور سونے کی قندیلیں جو پایہ عرش میں لٹکی ہوئی ہیں استراحت کیوقت وہی اُنکی خوابگاہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ یہ دولت جو ہم نے پائی ہمارے بھائیوں کو اسکی خبر کون پہونچائے۔ تاکہ وہ جہاد اصغر یا جہاد اکبر کیطرف اُن کی رغبت زیادہ ہو۔ حق تعالےٰ نے اُن کا حال بتانے کو یہ آیت اُتاری اور بعض مفسروں نے اس آیت کے شان نزول میں اسطرح تقریر کی ہے کہ حضرت جابرؓ انصاری کا باپ جو شہید ہوا تھا۔ اُسنے حق تعالےٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ! مجھے دُنیا میں بھیج تاکہ دوبارہ شربت شہادت کا پیوں۔ خطاب ہوا کہ حکم ازلی یونہی نافذ ہو چکا ہے کہ جو لوگ یہاں آئے پھر دُنیا کیطرف رجوع کرنے سے وہ باز رہیں گے پھر عرض کیا کہ بار خدایا یہ سعادت حال اور نعمت بے زوال جو تو نے مجھے عنایت فرمائی ہے

میرے یاروں کو اس کی خبر کردے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگو شہیدوں کو مردہ نہ سمجھو۔ بَلْ اَحْيَآءٌ بلکہ وُہ زندہ ہیں عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب اُنہیں پہونچتا ہے۔ یا زمین اُنہیں نہیں کھاتی۔ یا اَور مُردوں کیطرح اُنہیں غسل نہیں دیتے۔ یا زائروں کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ زندوں کیطرح يُرْزَقُوْنَ روزی دیئے جاتے ہیں میوہ ہائے جنّت سے فَرِحِيْنَ خوش ہیں بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ ساتھ اُس چیز کے جو عطا کی ہے اور نہیں خدا نے مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے کہ خوشنودی خُدا ہے اور یہ بڑی دَولت ہے اور وُہ عطا ہے جس سے کوئی عطا بڑھکر متصور ہی نہیں۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ارواح قدسی کو انوار الوہیت کے ساتھ جب شوق پیدا ہوتا ہے تو اُن کی ذاتوں کو معارف ربانی کی شعاعوں سے منور کردیتے ہیں۔ یرزقون اسیکی طرف اشارہ ہے پھر اس سے منبع نور اور مصدر رحمت کو دیکھتے ہیں۔ فرحین اس سے عبارت ہے اور فی الواقع مقام وصال پر پہونچنے سے زیادہ خوشی اور جمال وجہ کریم سے بڑھکر مسرت کسی چیز میں نہیں ہوسکتی ؎

مایہ خوشدلی آنجاست کہ دلدار آنجاست	میکنم جہد کہ خودرا بگر انجا فگنم

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ اور خوش ہوتے ہیں ساتھ خوشخبری کے یا کہ خوشی کرتے ہیں بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ساتھ اُن لوگوں کے جو ہنوز نہیں جا ملے ہیں ساتھ اُن کے پیچھے سے اُن کے اور امید رکھتے ہیں کہ جنت میں اُن کے پاس پہونچینگے اور بزرگی میں اُن کے شریک ہونگے۔ یا انکی خوشی اس سبب سے ہے کہ آخرت کے احوال سے مآل اتفاق واقف ہو کر یقینی جانتے ہیں یہ کہ نہیں کچھ خوف اُوپر اُن کے اُسچیز کا جو اُنہیں درپیش آئے گی۔ اور نہ وُہ غمگین ہونگے دُنیا کے چھُوٹنے سے اور اُن چیزوں سے جو دُنیا میں چھوڑتے ہیں +

حدیث وفی الخبر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ الشھداء بخمس کرامات لم یکن منھا احد للانبیاء احدھا ان ارواح جمیع الانبیاء یقبضھا ملک الموت وانا کذلک وارواح الشھداء لم یقبضھا اللہ تعالیٰ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے حضرات شہدا کو یعنے اُن لوگوں کو جنھوں نے راہ مولےٰ میں اپنی جانیں فدا کردی ہیں ایسی پانچ کرامتوں سے مخصوص فرمایا

جو کسی نبی یا ولی کو یہ تخصیص حاصل نہیں ہوئی از انجملہ ایک تو یہ ہے کہ تمام نبیوں کی روحیں حضرت ملک الموت کے ذریعہ سے قبض کیجاتی ہیں۔ چنانچہ میری جان کو بھی وہی قبض کریگا۔ اور حضرات شہدا کی روحیں حق سبحانہ وتعالےٰ بذات مقدس خود قبض کرتا ہے وثانیہا ان جمیع الانبیاء یغسلون بعد موتھم وانا کذلک والشھداء لا یغسلون اور دوسری کرامت یہ ہے کہ سب انبیا علیہم السلام فوت ہونیکے بعد غسل دئیے گئے۔ اور میں بھی بعد فوت کے غسل دیا جاؤنگا + اور حضرات شہدا علیہ الرحمۃ بعد قتل ہوجانیکے نہیں غسل دیے جاتے بلکہ اسی خون آلودہ بدن کے ساتھ دفن کئے جاتے ہیں وثالثہا ان جمیع الانبیاء یکفنون وانا کذلک والشھداء لا یکفنون اور تیسری کرامت یہ ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام بعد فوت ہونیکے کفن دئے جاتے ہیں + بلکہ انہی خون آلودہ کپڑوں سے دفن کئے جاتے ہیں۔ ورابعہا یسمون الانبیاء الموتی وانا کذلک ویقال مات محمد والشھداء احیاء لا یسمون الموتی اور چوتھی خاصیت یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام بعد مرنیکے موتے کے نام سے موسوم ہوتے ہیں اور میں بھی اسیطرح ہوں اور کہا جائیگا کہ محمد صلعم فوت ہوگیا۔ اور حضرات شہداء علیہم الرحمۃ زندہ ہیں اور موتے کا اسم اُن پر نہیں بولا جاتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم میں خداوند کریم اُنکو احیاء کی صفت سے موصوف کرکے یاد فرماتا ہے + وخامسہا ان الانبیاء یشفعون لامتھم خاصۃ وانا کذلک والشھداء یشفعون یوم القیمۃ لکل امۃ پانچویں خاصیت یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن خاصکر اپنی اپنی امت کی شفاعت کریں گے چنانچہ میں بھی علےٰ ہذا القیاس اپنی امت کی شفاعت کے درپے ہونگا + اور حضرات شہدا قیامت کے دن ہر ایک نبی کی اُمت کے لئے عموماً شفاعت کریں گے +

اور میں بھی کفن دیا جاؤنگا اور حضرات شہدا نہیں کفن دیئے جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کُلُّ شَیْءٍ یَمُوْتُ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ یعنے سب چیزیں حیوانات کے بعد نفخ الصعق کے مرجائیں گے مگر بارہ چیزیں باقی رہجائینگی اور اور وہ یہ ہیں۔ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل چار یہ اور آٹھ حملۃ العرش اور ماسوا ان کے زمین اور آسمان میں نہ کوئی انسان اور نہ کوئی جن اور نہ کوئی شیطان اور نہ کوئی وحشی جانور باقی رہیگا۔ بحکم کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ہ سب کے سب نیست اور نابود ہوجاویں گے پھر حضرت جلال احدیت جل جلالہ حضرت ملک الموت کو فرماویں گے۔ اے

ملک الموت میں نے تیرے لئے خلقت اوّلین اور آخرین کی تعداد کے مطابق اعوان پیدا
کئے اور ساتوں آسمان اور زمینوں کے رہنے والوں کی طاقت بموجب تجکو قوت عطا کی۔
اور آج میں تمکو غضب کی پوشاک پہناتا ہوں۔ پس تو میرے غضب اور سطوت کی
صفت سے موصوف ہوکر ابلیس علیہ اللعنۃ کیطرف جا اور اسکو بھی بحکم کُلُّ نَفْسٍ
ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے موت کا مزہ چکھا۔ اور اولین اور آخرین کی موت کی تلخی کا بوجھ
اُسپر ڈال اور ستر ہزار زبانیہ دوزخ کا اس کے قید کرنے کے لئے اپنے ساتھ لیجا۔ پس
حضرت ملک الموت پولیس کے سپاہیوں کیطرح خدا کے غضب اور سطوت کی وردی
پہنکر اور دوزخ لظی کی زنجیریں ہاتھ میں لیکر ایسی ہیبت صورت سے نکلیں گے
اگر آسمان اور زمین کے حیوانات کی نظری پڑ جائے فوراً اُن کی جان دیکھتے ہی بدن
سے بدن سے نکلجائے۔ جب حضرت ملک الموت شیطان لعین تک پہونچینگے تو اُسکو
لعن طعن اور جھڑ ملک اور ملامت بہت کریں گے۔ اور وہ مردود ازلی ملک الموت کی صورت
دیکھتے ہی بیہوش ہو جائیگا۔ اور اُس کے مُنہ سے ایسی ہیبت ناک آواز نکلیگی اگر
آسمان اور زمین کے رہنیوالے بہادر حیوانات اُس کے خراٹے کی آواز سُن پاویں تو
بے شک اسکی خوف سے بیہوش ہو جاویں۔ اور حضرت ملک الموت اُس مردود کو کہینگے
اے خبیث بد باطن کھڑا ہو جا۔ میں تجھے درد موت کا ذائقہ چکھا دوں تو نے اپنی ساری
عمر آدمؑ بیچارہ کی اولاد کے بھگانے میں گذاری۔ حدیث کا راوی کہتا ہے کہ جسوقت
شیطان لعین حضرت ملک الموت سے اپنی موت کی خبر پائیگا تو اُسیوقت مشرق کیطرف
بھاگ جائیگا۔ حضرت ملک الموت وہاں ہی موجود ہو جائیں گے۔ پھر مغرب کیطرف
بھاگیگا۔ وہاں بھی ملک الموت کو موجود پائیگا۔ پھر بھاگتا بھاگتا دُنیا کے وسط میں جہاں
حضرت آدم صلوات اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے جا کھڑا ہوگا۔ و یقول یا آدم من اجلک
صرت رجیما ملعونا۔ اور کہیگا اے آدم میں تیری ہی طفیل میں مردود ملعون خلائق ہوگیا
ازاں بعد ابلیس کہیگا اے ملک الموت میری جان قبض کرنیکے وقت کونسا پیالہ مجکو پلائیگا
اور کسطرح کے عذاب سے میری رُوح کو قبض کریگا۔ حضرت ملک الموت فرمائیں گے۔
عذاب دوزخ لظی اور عذاب سعیر کی نہر قہر سے تجھے پلا کر تیری خبیث رُوح کو قبض کرونگا
ابلیس پلید یہ بات سُنتے ہی زمین لیٹے گا۔ جب لڑھکتا لڑھکتا اُس مکان پر جہاں بہشت

سے نکالکر پھینکا گیا تھا پہونچیگا۔ اُسیوقت دوزخ کے زبانیہ جو کتوں کی صُورت پر ہونگے اس ملعون پر یورش کرکے اس ناپاک کے بدن کا گوشت کاٹنا شروع کردیں گے۔ اور وُہ نزع کی حالت میں مبتلا ہوکر نہایت عذاب کے ساتھ اپنی جان دیدیگا۔ اور اُس کی جان کندن کا عذاب سوائے خدا تعالےٰ کے دوسرا نہیں جانتا ہے۔ اور اس مردود کے نزع کی بابت مجکو کوئی روایت کسی معتبر کتاب سے نہیں ملی +

ھٰذَا ذِکْرُ فِیْ فَنَاءِ الْاَشْیَاءِ

پھر حق سبحانہ وتعالےٰ ملک الموت کو حکم کریگا کہ تو عالم دُنیا کے دریاؤں سمندروں پہاڑوں کو ہمارے حکم محکم کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کے فنا کردے۔ پس ملک الموت پہلے دریاؤں کی طرف آویں گے اور فرمائیں گے اے پہاڑو تمہارے قیام کی مدت گذر چکی ہے اور تمہارے نیست ونابود ہونیکا وقت قریب آپہونچا ہے۔ پہاڑ التماس کرینگے اگر اجازت ہو توہم اپنے حال پر ملال پر رولیں۔ اور اپنے دل مجروح کا بخار نکال لیں۔ پس حسب الاجازت اپنے وجودوں کو دیکھکر روئینگے اور کہیں گے این صعودی وقوتی وقد جاء امر اللہ تعالےٰ پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام ایک ایسی آواز نکالیں گے کہ ان کا سنگین وجود اسکے آواز کی ہیبت سے قلعی کیطرح پگل جائیگا اور انکی ہئیت مجموعی میں ایک قسم کا تغیر پیدا ہوجائیگا۔ پھر حضرت ملک الموت زمین کیطرف آویں گے اور فرمائیں گے اے زمین تیری زندگی اور آبادی کی مدت پوری ہوگئی اور تمہارے فنا ہونیکا وقت قریب آگیا۔ بیچاری زمین اسبات کو سُنکر نہایت غمگین ہوکر حسب الاجازت اپنے وجود کی پہنائی اور اپنی آبادی کی جُدائی دیکھکر روئے گی اور کہیگی این مکنونی وھوائی واشجاری وانثماری وانہاری والنواع نباتی۔۔ اور زمین غمگین اپنے نوحہ ولگداز میں ہوگی تو حضرت ملک الموت اُس پر ایسی چیخ ماریں گے کہ اُسکی دیواریں گرجائینگی اور اسکے اشجار نیست ونابود ہوجائیں گے اور اُس کے دریاؤں کا پانی بالکل کم ہوجائے گا۔ اور وہ ایک مُردہ کی طرح پڑی رہیگی۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام آسمانوں کیطرف صعود کریں گے اور ایک ایسی آواز سے چیخ ماریں گے کہ آفتاب باوجود اپنی بات کے اُس کی آواز کی تاب نہ لاکر کھلنے کالے پتھر کیطرح سیاہ ہوجائیگا اور چاند بھی بے نور رہ جائیگا۔ اور ستارے سیارے ثوابت

اپنی تابی کو چھوڑ کر ادھر اُدھر تتر بتر ہو جائیں گے۔ پھر حضرت جلال احدیت ارشاد فرمائینگے یاملک الموت من بقی من خلقی فیقول الحی انت الحی الذی لا یموت وبقی یاجبرائیل ومیکائیل واسرافیل وحملۃ العرش وانا العبد الضعیف۔ پھر حکم الٰہی ملک الموت کو ہوگا۔ اوّل حضرت جبرائیل کی روح نکالیں۔ پھر حضرت میکائیل کی پھر حضرت اسرافیل کی۔ پھر ملک الموت کو حکم ہوگا یاملک الموت الم تسمع قولی کل نفسٍ ذائقۃ الموت وانت من خلقی خلقتک فمُت۔ اور ایک حدیث میں اسطرح وارد ہے اذھب ومت بین الجنۃ والنار۔ پھر سوائے ذات بابرکات حضرت جلال احدیت جل جلالہ وعز کمالہ کے کوئی چیز عالم دنیا میں زندہ اور باقی نہ رہے گی ۔

ھٰذہِ المواعِظ فی ذِکرِ حشرِ الخلائق

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ۔ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے جب تمام مخلوقات ارضی وسماوی مرجاویگی اور چالیس برس تک خلقت اول صور پھونکنے کے بعد عالم برزخ میں رہیگی۔ پھر اللہ تعالےٰ حضرت اسرافیل کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر کے حکم فرمائیگا کہ دوسری دفعہ پھونک نرسنگے میں مار اور اسیکو حق سبحانہ وتعالےٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ یعنے پاؤں پر کھڑے ہو کر جی اٹھکر دیکھیں گے۔ اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مجکو اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا تو صاحب صُور اسرافیل ؑ سے کہلا بھیجا انہوں نے صُور کو اپنے مُنہ سے لگالیا اور ایک پاؤں کو آگے اور دوسرے کو پیچھے کر کے منتظر ہیں کہ کب حکم پھونکنے کا ہو تو سن لو کہ پھونک سے ڈرو۔ انتہی۔

مؤلف۔ اے میرے بھائیو ایسے حال میں خلقت کی کیفیت اور انکی ذلت اور شکستہ حالی اور بیچارگی اور اس چیخ کا خوف اور حکم سعادت اور شقاوت کا انتظار سوچو اور اپنے آپ کو بھی اُن کے درمیان فرض کر و کہ جیسے وہ لوگ ٹوٹے حال سے ہونگے ویسے ہی تم بھی ہوگے بلکہ دُنیا میں جو لوگ امیر اور تونگر اور نازپرورده اور بادشاہ ہونگے وہ اس روز سب زمین کے باشندوں سے ذلیل اور خوار اور حقیر اور پامال ہو ذرہ کی مثال

ہونگے بلکہ وُہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ وحشی جنگلوں اور پہاڑوں سے مارے خوف کے
آکر اپنے سر جھکا کر باوجود وحشت کے لوگوں میں رل مل جاویں گے۔ اور گو انہوں نے
کچھ خطا نہ کی ہوگی مگر صرف اُس روز کے اُٹھنے اور کرنا کی شدت سے بچنے کے ہول سے
ڈر کر ان کو سب وحشت بھول جاویں گے۔ اور جو کڑی بھول کر لوگوں میں آ ملینگے۔ جیسا
اللہ تبارک وتعالے نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ
اور جب وحشی جانور جمع کئے جاویں گے اور ایک دوسرے سے ملینگے اور ایک کو دوسرے
سے باہم ضرر پہونچانے کی مجال نہوگی اور ان کو اپنی عادتیں بھول جائینگی جو پھر شیطان
سرکش جو پہلے متمرد اور منحرف تھے آویں گے اور خدا کے سامنے پیش ہونگے ہیبت
کے مارے گردن جھکا دیں گے۔ پس اے میرے دوستو اپنے حال اور اپنے دل کی
کیفیت میں اُس مقام پر فکر کرو کہ کیسی گذریگی ‌‌۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب خالق کائنات خلائق کو بار دیگر اُٹھانیکا ارادہ
کریگا تو جبرائیل اور اسرافیل اور میکائیل اور عزرائیل علیہم السلام کو اپنی قدرت کاملہ
سے زندہ کریگا حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنی کرنا کو جو عرش پر پڑی ہوگی اُٹھا لیگا۔
پھر حق سبحانہ وتعالےٰ ان چاروں کو جنت کے رضوان کیطرف بھیجیگا اور وُہ جا کر رضوان
کو کہینگے یا رضوان زین الجنان لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ پھر یہ چاروں
ملائک بہشت سے براق اور لواء الحمد اور دو بہشتی پوشاکیں ہمراہ لے آویں گے۔

اور روایت ہے کہ چارپایوں سے پہلے براق ہی کو زندہ کیا جاویگا۔ حق سبحانہ وتعالےٰ
کے حکم سے اس براق کو مرصع زین جو یاقوت حمراء سے بنا ہوا تھا اور زبرجدی لجام سے آراستہ
سے آراستہ اور دو جلوں سبز زرد سے پیراستہ کیا جائیگا فیقول اللہ تعالی انطلقوا الی
قبر محمد پھر حق سبحانہ وتعالے فرماویں گے تم میرے حبیب کی روضہ منورہ کیطرف جاؤ۔
اور اسکو بستر استراحت سے جگاؤ اور اس محبوب کو بہشتی پوشاک پہناؤ اور اس براق پر سوار کرکے
بڑی تعظیم اور تکریم سے میری بارگاہ میں لے آؤ فیذ هبون وصارت الارض قاعا صفصفا
فلا یہ ثت القبور پس ملائک زمین کیطرف آویں گے اور زمین ایک صاف میدان کفدست
کیطرح جسمیں کوئی نشان نہوگا ہموار پڑی ہوگی۔ جب مدینہ طیبہ کی پاک زمین میں پہونچینگے
تو حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ سے ایک نور کی لاٹ عمود کی مانند

آسمان کیطرف صعود کرتی ہوئی معلوم ہوگی سب ملائک حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہینگے
یا جبرائیلؑ آپ ہی جناب سرور کائنات کو بلائیے اس لئے کہ آپ عالم دنیا میں حضرتؐ
کی خدمت میں واسطے تبلیغ پیغام کے آتے جاتے رہے۔ اور آپ کی آواز کا تعارف جناب
کو بخوبی معلوم ہے۔ جبرائیلؑ کہیگا کہ بھائیو مجکو آپ کا نام پکارنیسے شرم آتی ہے۔ پھر
سب حضرت میکائیل کو کہیں گے کہ آپ ہی بلائیے۔ پس حضرت میکائیل کہیگا السلام
علیك یا محمد یحبیبہ احد پھر حضرت ملک الموت پکاریں گے یا ایتہا الروح الطیبۃ ارجعی
الی البدن الطیب فلا یحبیبہ احد سب سے پیچھے حضرت اسرافیل علیہ السلام ان لفظوں سے
پکاریں گے ایتہا الروح الطیبۃ قومی لفصل القضاء والحساب والعرض علی الرحمن ط
حضرت اسرافیل کی آواز کی تاثیر سے روضہ منورہ کی زمین پھٹ جائیگی اور حضرت
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں رُو بقبلہ ہو کر اپنے مبارک سر اور داڑھی
سے مٹی جھاڑتے نظر آجائیں گے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام تعظیم وتکریم کے بعد
دو بہشتی پوشاکیں اور ایک براق خدمت اقدس میں پیش کریگا۔ حضرت رسالتمآب
علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے اے اخی جبرائیل آج کونسا دن ہے۔ عرض کریگا یا رسول
اللہ ھذا یوم الندامۃ والحسرۃ والملامۃ ھذا یوم المساق والبراق ھذا یوم الفراق ھذا
یوم التلاق پھر حضرت رسالت فرمائیں گے اے جبرائیلؑ مجکو ایسی تازہ خبر سُنا دے۔
جس سے میرے دل کا غم غلط ہو جائے۔ پس عرض کریگا یا رسول اللہ میرے پاس آپکی
سواری کے لئے براق اور لوا الحمد اور تاج شاہی موجود ہے۔ آپ فرماویں گے میں تیرسے
براق وغیرہ کے سامان کی بابت نہیں پوچھتا۔ عرض کریگا یا رسول اللہ آپ کے لئے بہشت
کے دروازے کھل گئے اور وہ تیری تشریف آوری کا منتظر ہے اور دوزخ کے دروازے
بند ہو گئے۔ حضرت رسالت فرماویں گے میں نے تجکو بہشت اور دوزخ کی بابت نہیں پوچھا
ہے لیکن اسئلك عن امتی المذنبین لعلك ترکتھم علی الصراط۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام
جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کریں گے اور وہ کہیں گے وعزۃ ربی یا محمد ما نفخت
الصور بعد جب حضرت رسالت علیہ السلام اسرافیل کے کلام کو سُنینگے تو فرمائیں گے اب
میرے دلکو تسلی اور اطمینان حاصل ہو گیا۔ پھر بہشتی لباس پہن لینگے اور تاج سر پر
رکھ لیں گے اور براق کی سواری کا ارادہ کریں گے ؛

روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام کا مرکب یعنی براق کا قد خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا اور منہ اسکا آدمی کا سا اور کان اس کے مانند ہاتھی کے۔ رنگ اسکا برف سے زیادہ سفید اور گردن اسکی مشابہ اونٹ کی سی اور سینہ اسکا مثل سینہ خچر کے اور پیٹھ اسکی مشابہ اونٹ کے اور ہاتھ پاؤں اس کے گائے جیسے اور سم بیل کے ایسے اور پیٹھ اسکی نہایت صفائی سے بجلی کیطرح چمکتی تھی اور اسکی ران پر دو پر تھے۔ ایسے کہ اسکی ساق انسے چھپ جاتی تھی جب ان پروں کو کھولدیتا مشرق سے مغرب تک گھیر لیتا تھا اور جب سمیٹ لیتا پہلو کے برابر ہو جاتے۔ سینہ اس کا یاقوت سرخ کا تھا اور ہاتھ پاؤں اسکے زمرد سبز کے اور دم اسکی مونگے کی اور گردن اور سر اسکا بھی یاقوت احمر کا تھا اور زین بہشتی اسپر سجا تھا اور دو رکابیں یاقوت سرخ کی اسپر لٹکتی تھیں۔ اور لگام اسکی بھی یاقوت سرخ کی اور دمچی لیسے ساخت اسکی چاندی اور باگ اسکی ریشم کی تھی اور پیشانی پر اسکی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ اور ایسا جلد چلتا تھا کہ مدِ نگاہ پر قدم رکھتا تھا اور سرعت سیر میں مانند برق کے چمکتا تھا ؎

جہندہ برزمین خوش بادپائے ۔۔۔ پرندہ درہوا فرخ ہمائے
چو عقل ہستی افلاک گردے ۔۔۔ چو فکر ہندسی گیتی نوردے

جب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونیکا ارادہ کرینگے تو براق شوخی کرنے لگیگا اور کہیگا وعزۃ ربی لا یرکبنی الا النبی الہاشمی الابطحی القریشی محمد بن عبد اللہ صاحب القرآن پس حضرت فرماوینگے انا محمد القریشی الہاشمی پھر حضرت رسالت اس پر سوار ہوکر آناً فاناً عرش معلے پر جا پہونچیں گے۔ اور عرش پر پہونچتے ہی اپنے معبود حقیقی کے سجدہ میں سر جھکائیں گے خطاب ہوگا اے میرے حبیب تو اپنا سر سجدہ سے اٹھالے یہ دن رکوع اور سجود کا نہیں۔ بلکہ یہ دن حساب اور عذاب کا ہے تو اپنا سر اٹھالے اور اپنی امت کو اپنی شفاعت کے ذریعہ سے مجھ سے بخشوا لے۔ جو کچھ تو مانگیگا وہ تمکو دیا جاویگا۔ پھر حضرت رسالت قسمیہ عرض کریں گے یا اللہ مجکو تیری عزت کی قسم ہے میں سوائے مغفرت اپنی امت کے اور کسی چیز کا خواہاں نہیں خطاب مستطاب رب الارباب کا ہوگا اے میرے حبیب جس امر پر تو راضی ہوگا۔ میں وہی تیری امت کی نسبت حکم کرونگا اس لئے کہ دنیا ہی میں میں تیرے ساتھ وعدہ کرچکا ہوں کما ورد وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ

فترضی - اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ قریب ہے کہ عطا فرمائے تجکو تیرا رب یعنی گناہگاروں کے باب میں شفاعت کا مرتبہ پس تو راضی ہو جائے یعنی اسقدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس *

روایت ہے کہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن میں سب آیتوں میں بڑی امید کی آیت یہ ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ اور ہم اہل بیت اسبات پر ہیں کہ آیۃ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى سے اسکی بہ نسبت زیادہ امید ہے - اسواسطے کہ جب تک آپ کی اُمت میں سے ایک شخص بھی رہیگا ہرگز آپ راضی نہونگے

نماند بدوزخ کسے در گرو	کہ دارد چنین سیدِ پیشرو
عطائے شفاعت چنانش دہند	کہ اُمت تمامی ز دوزخ رہند

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں روضہ مطہرہ سے اُٹھکر عرش پر جاؤنگا اور اپنے پروردگار کو سجدہ کر کے شفاعت امت کا خلعت پاؤنگا اور میرے غمگین دل کو اطمینان ہو جائیگا - میرا پروردگار آسمان کے بادلوں کو حکم فرمائیگا کہ اے بادلو! تم جتنا چاہو اُتنا ہی اپنے دل کو کھولکر برس لو - لکھا ہے کہ چالیس دن رات بادل ایسے زور شور سے برسیں گے - کہ اُن کے صدمات سے زمین کی آبادیاں اور بڑے شہر منہدم ہو جائیں گے اور اُس بادل کا پانی مرد کی منی کے برابر غلیظ ہوگا - اور پانی کی طغیانی اسقدر ہوگی کہ اونچے اونچے مکانوں پر بارہ بارہ گز پانی چڑھ جائیگا - اور سب مکانات گر کر سیلاب کے صدمات سے زمین کے برابر ہو جائیں گے اور اُسپر کوئی درخت اور پہاڑ اور جنگل اور دوسری چیزیں جاتی رہینگی - اور زمین آسمان لپیٹے جائیں گے - پھر حق سبحانہ وتعالےٰ اپنی جلال کو ظاہر کر کے فرمائیگا - لمن الملك اليوم فلا يجيبه احد ثانيا وثالثا ثم يقول الله تعالى لله الواحد القهار ويقول اين الجبابرة واين ابناء الجبابرة واين الملوك واين ابناء الملوك واين الذين يأكلون رزقي ويعبدون غيري - پھر یہ زمین جسپر لوگوں نے گناہ کئے ہونگے دوسری زمین سے بدلی جائیگی - اور اس گنہگاروں کی زمین پر دوزخ رکھا جائیگا - کما ورد يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ یعنے جس دن بدلی جاوے اس زمین سے اور زمین *

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ زمین میں کچھ کمی بیشی کیجاویگی اور عکاظ کے چمڑے کی طرح پھیلائی جاویگی - زمین سفید مثل چاندی کے ہوگی جسپر کوئی خون یا گناہ نہوا ہوگا

اور اس زمین پر جنت رکھا جائیگا۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے قالت قلت یا رسول اللہ یوم تبدل الارض غیر الارض این الناس یومئذ قال سئلتنی عن شئی عظیم ما سئلنی عنہ غیرک۔ الناس یومئذ علی الصراط ⁂

مؤلف - اے پیارے بھائیو! اسروز کے ہول اور شدت کو غور کرو کہ جب خلقت اس زمین پر اکٹھی ہوجائیگی اور ان کے اوپر سے ستارے بکھر پڑیں گے آفتاب بے نور اور چاند بے روشنی ہوجاویں گے۔ زمین پر کا چراغ گل ہونیسے اندھیرا ہوجائیگا۔ لوگ اسی حال میں ہونگے کہ دفعۃً اُن کے سروں کے اوپر سے آسمان چکر کر باوجود سختی اور پانسو برس کے مثاپے کے پھٹ جاویں گے۔ اور اس قسم کا عذاب اشرار کو ہوگا۔ اور مردوں کو اس عذاب کی خبر بھی نہ ہوگی ⁂

ھذا بیان فی نفخ فی الصور والبعث

نفخہ ثانیہ ہے یا اول علی اختلاف الروایتین جب چالیس سال گذر جائیں گے اور بچای روز تک عرش سے بارش زمین کے فرش پر برستی رہیگی۔ یہانتک کہ زمین پر بارہ گز پانی چڑھ جائیگا۔ اور حق سبحانہ وتعالےٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو فرمائیگا اور وُہ کرناء کو اس آواز سے پھونکیگا ایتہا الارواح الخارجۃ والعظام النخرۃ والاجساد البالیۃ والعروق المنقطعۃ والجلود المتفرقۃ والشعور الساقطۃ قوموا للفصل والقضاء اور مُردے حکم الٰہی سے جیسے سبزہ زمین سے نکل آتا ہے اس نمناک زمین سے نکل آویں گے جب آدمیوں کے اجساد کامل ہوجاویں گے حق تعالےٰ ایک زمین اُور چاندیسے پیدا کردیگا اور آسمان سونے سے پیدا کردیگا۔ اور مُردوں کو اس زمین سے دوسری زمین پر پھینکدیگا چنانچہ زمین کی پشت ہوگی اور دوسری زمین کا شکم ہوگا۔ پھر حق سبحانہ وتعالےٰ پہلے حاملان عرش کو پیدا یعنے زندہ کریگا۔ ازآں بعد حضرت اسرافیل کو زندہ کریگا۔ اور وہ اپنے صور کو عرش پر سے اُٹھالیگا اور اس کے بجانے پر مستعد ہوجائیگا۔ پھر حق سُبحانہ وتعالےٰ جبرائیل اور میکائیل اور دیگر ملائک کو زندہ کرکے تمام مخلوقات کی روحوں کو بُلائیگا۔ مومنوں کی رُوحیں نور ایمان سے تاباں اور درخشاں ہونگی۔ اور کافروں کی رُوحیں کفر کی ظلمت سے سیاہ ہونگی۔ اُن سب رُوحوں کو حق سُبحانہ وتعالےٰ صُور کے سُوراخوں میں ڈالدیگا۔ پھر حضرت

اسرافیل بحکم رب الجلیل کرنا کو پھونکیں گے اور روحیں اس نفخہ ثانیہ یا ثالثہ کی تاثیر سے شہد کی مکھیوں کیطرح صور کے سوراخوں سے نکلکر اپنے اپنے جسد میں ناک کے راستہ سے داخل ہوجائینگی۔ اور زمین پھٹ جائیگی۔ اور مردے زمین سے باہر نکل آئیں گے ۔
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اول جو زمین سے نکلیگا وہ میں ہی ہونگا۔ ازاں بعد کلہم مومن اپنی قبروں سے باہر نکل آئیں گے اور مومن اُٹھتے وقت اپنی زبان سے یہ کلمات کہیں گے۔ الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور۔ سب صفت اس خدا کو ہے جس نے غم اور اندوہ کو ہم سے دور کردیا۔ اور ضرور ہمارا خدا بخشنے والا قدرشناس ہے۔ اور جب کفار زمین سے نکلیں گے تو اُٹھتے وقت کہیں گے یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ تمام خلقت کے مرجانیکے بعد نفخہ ثانیہ تک جو چالیس سال مہلت ہے۔ اس مہلت میں کافروں اور مشرکوں کو عذاب نہوگا جب اُٹھائے جائیں گے تو کہیں گے اے وائے ہم کو کس نے اُٹھایا ہماری قبروں سے جو ہم بڑے آرام سے سوئے ہوئے تھے۔ فرشتے یا مومن ان کو جواب دینگے ھذا ما وعد الرحمن یہ وہ دن ہے جو وعدہ کیا گیا تھا جسے خدا نے بعث و نشر کا وعدہ کیا تھا اور تم کہتے تھے کہ متی ھذا الوعد۔ وصدق المرسلون۔ اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے قبروں سے اُٹھنے اور جزا پانے کے باب میں اور تمنے انکا کہنا نہیں مانا تھا اور ان کے کہنے پر باور نہیں کیا تھا ۔

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! روز قیامت میں ہر ایک جماعت اپنے اہل عمل کے ساتھ اُٹھائی جائے گی۔ نیکوکار دن کو نیکوکاروں کے ساتھ اور فاسقوں کو فاسقوں کے ساتھ اور کافروں کو کافروں کے ساتھ۔ یعنی جو شخص جن حضرات کی خصلت اختیار کرتا ہے اور ان کے طریق پر چلتا ہے تو قیامت کے دن انہیں کی جماعت میں اٹھایا جائیگا ۔ اور جو شخص فاسقوں فاجروں بیدینوں لامذہبوں کے ساتھ اختلاط رکھتا ہے اور جماعت اہل سنت سے روگردانی کرکے مفسدان فی الدین کے گروہ میں جا ملتا ہے قیامت کے دن اسی فاجر فرقہ کیساتھ اُٹھایا جائیگا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری اُمت کے لوگو میں قیامت کے دن حضرت ابوبکر اور عمر کیساتھ اُٹھایا جاؤنگا کیونکہ مجکو ان کیساتھ محبت ہے اور ان کو میرے ساتھ محبت دلی ہے اور میری اتباعت تو اپنے اہل

وجان پر مقدم رکھتے ہیں اسیواسطے قیامت کے دن میں اُن کیساتھ اور وہ میرے ساتھ ہونگے پس اس حدیث سے دو امر ثابت ہوگئے ایک تو شیخین کی فضیلت دوئم حضرت کی ان کے حال پر شفقت اور محبّت معلوم ہوگئی۔ پس جو شخص شیخین کے حق میں کسیطرح کا طعن کرے وہ گویا حضرت رسالت کا مخالف ہے۔ حتے الامکان انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ نیکو کاروں کی صحبت اور محبت کا جویاں رہے۔ اس لئے کہ انکی صحبت اور محبّت سے انسان انسانیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ کما قال مولینا المعنوی فے المثنوی ؎

نار خنداں باغ را خنداں کند	صحبت مردانت از مرداں کند
کہ تو سنگِ خارہ و مرمر شوی۔	چون بصاحبدل رسی گوہر شوی
مہرِ پاکان درمیانِ جان نشان	دِل مدِہ الّا بمہرِ دل خوشان
راہ سنت باجماعت خوش بود	اسپ با اسپاں یقین خوشتر رود
زانکہ انبوہے و جمع کاروان	رہزنان را بشکند تیر و سناں
گفت پیغمبر کہ در بحر ہموم	در دلالت داں تو یاراں را نجوم
چشم دراستارگان نہ رہ بجو۔	نطق تشویش نظر باشد مگو
ہمرہے راجو کزو یابی مدد	ہمدل و ہمدرد جویانِ احد
لیک بر گمراہ را ہمراہ مدان	غافلان خفتہ را آگہ مدان
ہست سُنت رہ جماعت کے رفیق	بے رہ و بے یار اُفتی در مضیق

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں جنت البقیع میں جاؤنگا۔ وہاں کے لوگ انصار اور مہاجرین میرے پاس جمع ہو جائیں گے۔ پھر مکہ اور مدینہ کے لوگ میری طرف آئیں گے۔ الغرض جس عمل پر آدمی فوت ہوا ہوگا اُسی عمل پر قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

روایت ہے کہ شہید جب مبعوث ہونگے اُن کے زخموں سے خون بہتا ہوگا۔ اور اُس خون سے کستوری کی خوشبو ٹپکتی ہوگی۔ اور جو شخص حج کے اثنا میں فوت ہو جائے وُہ قیامت کے دِن تلبیہ کہتا ہوا اُٹھیگا۔ اور جو کوئی شراب خواری میں فوت وُہ مستی ہی میں اٹھیگا۔ اور ویسا ہی جو کوئی نیک عمل والا ہوگا وُہ اچھی حالت میں اُٹھیگا اور جو بدعمل ہوگا وہ بُری حالت میں اُٹھیگا ؂

صحیحین میں وارد ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ برہنہ غیر مختون قبروں سے اُٹھینگے اور سب سے پہلے جس کو پوشاک پہنائی جائیگی وُہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ ہونگے جو اُن کے مبارک بدن پر دو کپڑے نفیس بہشتی پہنائے جاوینگے اور اُن کے بعد حضرت جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر پوشاک بہشتی پہنائی جاویگی۔ ازاں بعد سب مُرسلوں کو اور ازاں بعد مومنوں کو لباس بہشتی عطا ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ عام لوگوں کو انہی کپڑوں میں جن میں وُہ دفنائے گئے تھے اُٹھائے جاوینگے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ شہید ہیں کہ انہیں کپڑوں سے مدفون ہُوئے تھے۔ اور شاید کہ تمام مُردے اپنے ہی کپڑوں میں مبعوث ہونگے۔ اور پھر وہ کپڑے اُنکے بدن سے دُور ہوگئے ہونگے۔ پھر ہر ایک کو اپنے عمل کے موافق لباس پہنایا جائیگا۔ اور بعض علماء کا قول ہے کہ مراد پارچہ سے اعمال صالحہ ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید کے درمیان ارشاد فرمایا۔ ولباس التقوےٰ ذٰلک خیر۔ یعنے پرہیزگاری کا لباس سب سے اچھا ہے۔ ازاں بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونگے اور حضرت حسنین علیہما السلام حضرت رسالتؐ کے ناقہ پر سوار ہونگے۔ اور متقی اور پرہیزگار اُمت محمدیہ بہشتی ناقوں پر جن پر طلائی زین کسی ہوئے ہونگے۔ اور اُن کی مہاریں زمردی ہونگی سوار کرکے عرصات محشر میں لیجاہیں گے۔ اور فاسقوں کو پیادہ پا لیجائیں گے اور کافروں اور منافقوں کو مُنہ کے بل گھسیٹتے ہُوئے لیجائیں گے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن کافروں کو پیادہ پا محشر میں لیجائیں گے۔ اور مومنوں کو نجائب اور مراکب پر سوار کرکے نہایت تعظیم اور تکریم کے ساتھ محشر میں لیجائیں گے۔ کما قال اللہ تعالےٰ یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا۔ قولہ وفدا یعنے اس حال میں کہ وُہ سوار ہونگے عمدہ اونٹوں پر جو جنت کی سواریاں ہیں یعنے مومنوں کو اسطرح جنت میں سوار کرکے لیجائیں گے جیسے عزت دار لوگوں کو بادشاہ کی جناب میں لیجاتی ہیں۔ اور گناہگاروں کو اسحالت میں کہ تشنہ پیاسے ہونگے بڑی ذلت کیساتھ محشر میں حاضر کرینگے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یحشر المومنون رُکبانا علی نجائبھم واذا کان یوم القیمۃ یقول اللہ تعالٰی للہ لا تمشون عبادی ناجلین

بل ارکبوهم علی النجب فانهم اعتادوا الرکوب۔ الخ مومنوں کو عرصات قیامت میں کوتل گھوڑوں
پر سوار کر کے حاضر کیا جاویگا ؎

اور جب قیامت کا دن ہوگا تو حق سبحانہ وتعالےٰ فرشتوں کو حکم فرمائیگا کہ میرے
مسکین بندوں کو میدان قیامت میں پیادہ پا مت لانا۔ بلکہ ان کو کوتل گھوڑوں پر سوار
کر کے میری بارگاہ میں لانا اس لئے کہ عالم دنیا میں سواری کے عادی ہیں۔ چنانچہ ابتدا
میں کچھ مدت اپنے باپ کی پیٹھ پر سوار رہے اور اُن کی صلب ان کا مرکب بنا رہا۔ جب
انہوں نے باپ کی پشت سے اپنی والدہ کے رحم میں انتقال کیا۔ تو نو مہینہ کا عرصہ والدہ
کا رحم ان کا مرکب مقرر رہا۔ اور جب اپنی والدہ کے خلوتخانہ سے عالم دُنیا میں ظہور پایا۔
تو اپنی حضرت والدہ کی کنار اور سینہ بیکینہ پر سوار رہے۔ جب مدت رضاع کی اڑھائی سال
و بقولے دو سال تمام کر چکے تو اپنی مالکہ کی رضامندی سے اپنے باپ کی گردنوں پر سوار
کرتے تھے۔ اور جب اُن کے وجود کے اعضا میں قوت بڑھ گئی اور چلنے پھرنے کی تمیز آگئی
تو جنگل پہاڑوں میدانوں کو بحکم والخیل والبغال والحمیر لترکبوها کے گھوڑوں۔ خچروں
اور اونٹوں گدھوں پر سوار ہو کر منازل طے کرتے رہے اور دریائی سفروں کشتیوں
اور سمندروں کے منازل جہازوں پر سوار ہو کر منازل طے کرتے رہے آخر کار جب اپنی
عمر طبعی کے منازل کو طے کر چکے اور اپنی قسمت کا دانہ پانی کھا چکے۔ اور امانت الٰہی کو
بے خیانت امین کے حوالہ کر چکے تو اُس بے اختیاری کے وقت میں بھی اپنے بھائیوں کی
گردنوں پر سوار ہو کر خاموشوں کے شہر میں جا پہونچے۔ اے میرے ملائکو! اب جو میرے
بندے اپنی قبروں سے اُٹھے ہیں اب ہمارے شان کو شایاں نہیں کہ ان سواری کے
عادیوں کو اس دور دراز میدان میں پیادہ پا چلاویں۔ بھلا ان نازک مزاجوں کو پیادہ
چلنے کی طاقت کہاں ہے ملائکہ کو خطاب ہوگا۔ ففقدموا نجائبهم وهی الضحایا فیرکبونها
ویقدمون الی المولی فلذالک قال النبی صلی الله علیه وسلم سمنوا ضحایاکم فانها
علی الصراط مطایاکم انتہٰی ۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب آدمی
اپنی اپنی قبروں سے اُٹھیں گے اُنکا عمل بصورت انسانی مجسم ہو کر اُن کو آملیگا اور اہل اسلام
کے اعمال نیک بہترین صورت اور خوشترین ہیئت میں ہونگے۔ مومن کو وہ صورت کہیگی کہ

اے میرے مہربان بھائی تو مجھے پہچانتا ہے وہ مومن کہیگا میں آپ کو نہیں پہچانتا ہوں مگر اتنا جانتا ہوں کہ حقتعالےٰ نے تجکو ایسا خوش صورت آدمی پیدا کیا ہے کہ تیری صورت اور زیور سے دل اور دماغ خوش ہوگیا۔ وہ صورت کہیگی۔ او میرے پیارے بھائی میں تیرا عمل ہوں عالم دنیا میں میں نے تیری پیٹھ پر بہت مدت سواری کی ہے اور میرے سبب سے تونے بہت تکلیفیں اُٹھائیں۔ اب تو میرے پر سوار ہوکر بارگاہ ایزدی میں چل۔ یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدًا اسی مضمون کیطرف اشارہ ہے ۞

اور کافروں کا عمل بدترین صورت میں مجسم ہوکر اپنے عامل سے ملاقات کریگا اور کہیگا۔ اے بندے تو تجکو پہچانتا ہے وہ کافر کہیگا میں تجکو نہیں پہچانتا ہوں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ حقتعالےٰ خالق نے تیری صورت نہایت بُری پیدا کی ہے۔ اور تیری بُو کو بدرجۂ غایت متعفن پیدا کیا ہے۔ وہ کہیگا تو بھی دنیا میں میرے جیسا بدصورت بدبودار آدمی تھا۔ میں تیرا بدعمل ہوں۔ تو اپنی ساری عمر میرے پر سواری کرتا رہا اب میں تیرے پر سوار ہوتا ہوں وھم یحملون اوزارھم علی ظھورھم اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجرم گنہگار اور کافر بدکردار قیامت کے دن اپنے گناہوں اور کفر کا بوجھ اپنی پشتوں پر اٹھاویں گے ۞ انتہی ۱۲

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مُردے قبروں سے باہر آویں گے۔ تو نیکی بدی لکھنے والے فرشتے یعنی کراما کاتبین اُن کے ہمراہ اور شاہد ہونگے مسلمانوں کو کہینگے لاتخف ولاتحزن وابشر بالجنۃ التی کنتم توعدون یہ کلام کلام الٰہی سے بطور اقتباس لکھی گئی اور کلام الٰہی یہ ہے ان لاتخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے مت ڈرو اور غم نہ کھاؤ اور خوش رہو بہشت میں جو حقتعالےٰ نے وعدہ کیا تھا۔ وہ پورا ہوا۞ کافر اور فاسق بُری صورتوں میں اٹھائی جائیں گے۔ خصوصًا حضرت رسالت کی اُمت کا حال سُننا چاہئے :۔

حدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا کے کیا معنے ہیں۔ حضرت رسالت علیہ السلام اس سوال کو سنکر رو پڑے یہانتک کہ حضرتؐ کے آنسوؤں سے حضرتؐ کا کپڑا تر ہوگیا پھر آنحضرتؐ نے

ــــه قال اللہ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا و فتحت السماء فکانت ابوابا و سیرت الجبال فکانت سرابا

فرمایا اے سائل تو نے میرے سے ایک امر عظیم کا سوال کیا۔ اسکا جواب مجھ سے سُنو کہ قیامت کے دن میری اُمت بارہ فرقوں میں اُٹھائی جائیگی ⁂

پہلا گروہ میری اُمت کا بندروں کی صُورت پر حشر کیا جائیگا وھم الفتانون فی الناس یعنے جو لوگ عالم دنیا میں فتنہ انگیز ہیں جو آدمیوں کے درمیان سخن چینی کر کے فتنہ اور فساد اور جھگڑا ڈال دیتے ہیں وُہ قیامت کے دن بندروں کی صُورت پر اُٹھائے جائینگے اور فتنہ کا وعید بہت سخت ہے۔ کما ورد وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ وقال النبی الفتنۃ اشد من الزنا ⁂

دُوسرا گروہ میری اُمت کا خنزیروں کی صُورت پر اُٹھایا جائیگا۔ وھم اکالون للسحت اور وہ حرامخور ہونگے۔ یعنی جو چیزیں ماکولات اور مشروبات اور ملبوسات میں سے جنکو اللہ اور رسُول نے حرام کیا ہے۔ مثلاً بیاج کا پیسا اور کنجروں کی خرچی۔ اور سرود کی اُجرت اور نچائی کا انعام اور یتیموں کا مال وغیرہ کھانا اور استعمال میں لانا عند الشرع حرام ہے۔ پھر جو کوئی باوجود اسلام اور مسلمان ہونے یا مسلمان کہلانے کے ایسے محرمات سے اجتناب نہ کرے اور جو اس کے آگے چڑھ جائے کھا جائے بموجب فرمانے اللہ اور رسُول کے اسکا حشر سُوروں کی صورت پر ہوگا ⁂ اعاذنا اللہ ⁂

تیسرا گروہ۔ میری اُمت کا قیامت کے دن اندھے اُٹھائے جاویں گے۔ کہ عرصات میں بھٹکتے اور آدمیوں کو لپٹتے پھریں گے۔ وھم الذین یجاوزون فی الحکم کقولہ تعالٰی واذا حکمتم من الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا ⁂

چوتھا گروہ میری اُمت کا بہرے اور گونگوں کا ہوگا وھم المعجبون باعمالھم اور یہ وہ لوگ ہونگے جو اپنے اعمال پر عجب کرتے ہیں۔ اور دوسرونکو اپنی نظر میں حقیر سمجھتے ہیں۔ اور حق تعالٰے ایسے شخصوں کے ساتھ کبھی محبّت نہیں کرتا ہے۔ کما ورد ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا یعنے اللہ تعالٰے گردن کش متکبر غرور کرنیوالے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثلثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا یزکیھم ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان ملک کذاب وعامل متکبر تین شخص ہیں کہ بات نہ کریگا اللہ تعالٰے

اُنسے قیامت کے دن اور نہ سراہیگا ان کو اور نہ دیکھیگا اُنکی طرف اور اُن کے لئے بڑے دُکھ کا عذاب ہے - ایک تو بُوڑھا زنا کرنے والا - دُوسرا بادشاہ جھُوٹا - تیسرا درویش بڑائی کرنیوالا -

اور حارثہ بن وہبؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے الا اخبرکم باھل الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ - الا اخبرکم باھل النار کل عتل جواظ مستکبر - کیا نہ بتاؤں میں تمکو بہشتیوں میں سے جو لاچار عاجز جس کو لوگ ذلیل جانتے ہیں - اگر وہ اللہ کی قسم کھاوے وُہ اُسکو سچا بناتا ہے - اور میں کیا نہ بتادوں تمکو دوزخیوں سے یعنے جو لوگ جھگڑالو ہر ایک سے جھگڑا کرنیوالے سخت زبان بخیل مغرور حاصل حدیث کا یہ ہے جسکو لوگ دُنیا میں بیعزت اور فقیر جانتے ہیں اللہ تعالےٰ اُس کا دوست اور مددگار ہوتا ہے - جس بات کی اُسکو خواہش کرے اُسکی عزت بڑھانے کیلئے وُہ انجام کردے - اور جو لوگ دُنیا میں بدزبانی اور سخت گوئی کرتے ہیں - اور شوم اور کنجوس ہوکر اپنی بڑائی کرتے ہیں - ان کو حقتعالےٰ دُنیا میں ذلیل بدنام کرے - پھر جہنم میں بھردے

پانچواں گروہ میری اُمت کا جب قبروں سے اُٹھائے جاوینگے تو اُن کے مونہوں سے ریم اور پیپ بہتی ہوگی - اور وُہ اپنی زبانوں کو دانتوں سے چبائیں گے وھم العلماء الذین یخالفون اقوالھم اعمالھم اور وہ میری اُمت کے عالم فاضل ہیں - جن کے اعمال ان کے اقوال کے مخالف ہونگے - مُنہ سے لوگوں کو نیکی کی باتیں بتاوینگے اور خود اُن باتوں پر عمل نہیں کرینگے - جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اِس آیت میں یہود و نصاریٰ کے عالموں کی مذمت فرمائی اور ارشاد کیا - کیا تم لوگوں کو نیکی کی باتیں بتلاتے ہو اور اپنے نفسوں کو تمنے بھُلا دیا ہے یعنے تم اپنے نفسوں کو نیک عمل کرنیکی عادت نہیں سکھاتے ہو - اور باوجود اس بات کے کہ آسمانی کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہو - آیا پس تم اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے ہو یعنے باوجود پڑھنے کتاب کے پھر کیوں نہیں سمجھتے ہو ؟

حدیث - رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہمارے پیچھے ایک لوگ ایسے ہونگے کہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن نہ پہونچیگا اُن کے حلق تک یعنے اُس پر عمل نہیں کریں گے - صرف زبان سے حرف ادا کرینگے - وُہ لوگ کہیں گے ہم پڑھتے ہیں قرآن ہمسے

کون برابر پڑھنے والا ہے۔ اور ہم علم رکھتے ہیں۔ ہم سے کون زیادہ عالم ہے سو وے لوگ لکڑیاں ہیں دوزخ کی۔ انتہیٰ ۱۲

حدیث۔ اسماء بنت عبیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بئس العبد عبد تخیّل واختال ونسی الکبیر المتعال بد بندہ وہ بندہ ہے جو اچھا جانتا ہے اپنے تئیں اور بڑائی کرتا ہے اپنی اور بھول گیا اُسکو جو سب سے بڑا ہے اور سب سے بڑی شان والا اور سب سے نرالا ہے۔ اگر اُسکو اپنے خدائے ذوالجلال کا جلال مدنظر ہوتا تو اپنے وجود کو نابود تصور کرکے اپنی بڑائی کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لاتا۔ بئس العبد عبد تجبر واعتدی ونسی الجبار الاعلیٰ۔ بد بندہ وہ بندہ ہے جسنے جبر کا سر اُٹھایا اور ظلم اور تعدی کا ہاتھ پھیلایا۔ اور اس ذات مقدس کو جو سب پر جابر اور قاہر ہے اور سب پر غالب اور قادر ہے دل سے بھلا دیا۔ بئس العبد عبد سہی ولہی بد بندہ وہ بندہ ہے جس نے چھوڑا دین اور کھیل میں لگا۔ یعنی دین کی باتیں چھوڑ دیں اور دُنیا کی کھیل میں شروع ہوگیا۔ ونسی المقابر والبلا۔ اور قبروں اور خاک میں ملجانیکو بھول گیا۔ بئس العبد عبد عتیٰ وطغیٰ ونسی المبدأ والمنتہیٰ بد بندہ وہ بندہ ہے جس نے سرکشی کی اور حد سے بڑھ گیا۔ اور بھول گیا اپنے پہلے دن اور پچھلے دن کو یعنے روز ازل کا وعدہ یعنے الست بربکم قالوا بلےٰ کے وعدہ کو اپنے دل سے بھلا دیا۔ اور قیامت کا دن بھی اُسکی یاد سے نکل گیا۔ بئس العبد عبد یختل الدنیا بالدین بد ہے وہ بندہ جس نے دُنیا کو دین سے فریب دیا۔ یعنی عبادت کے کام عوام کو دکھلا کر دُنیا کی عزت چاہتا ہے۔ بئس العبد عبد یختل الدین بالشبہات بد ہے وہ بندہ جو فریب دیتا ہے دین کو شبہے کی چیزوں سے یعنے حرام سے اپنے تئیں بچاتا ہے کہ دینداروں میں پکڑا نہ جاوے۔ اور شبہ کی چیزوں کو عمل میں لاتا ہے کہ لوگوں کے دل میں دین کے کام پر ڈبڈہا ڈالے۔ بئس العبد عبد طمع یقودہ بد بندہ وہ بندہ ہے جو طمع اور حرص اُسکو لوگوں کے دروازوں پر دوڑاتی پھرتی ہے۔ بئس العبد عبد ہوے یضلہ بد بندہ ہے وہ بندہ کہ اُس کے نفس کی خواہش گمراہ کرتی ہو اُسکو۔ اور سیدھے راہ سے اُس کو بھگا دے۔ بئس العبد عبد رغب یذلہ بد بندہ ہے وہ بندہ جو دُنیا کی دولت کمانے پر لالچ کرتا ہے اور اپنی زندگی پر بھروسا رکھتا ہے پھر اسمیں ذلیل اور رسوا ہوتا جاتا ہے۔

مؤلف - اے میرے بھائیو اب تمکو چاہئے کہ ہر طرح کے بُرے کاموں سے اور بُری خصلتوں سے اپنے تئیں بچاؤ - جس میں اللہ اور رسول کی رضامندی حاصل ہو وہ کام کرو - سب آدمیوں کو جتنے مردوں عورتوں کو اپنے بھائی اپنے بھائی بہن سمجھ کر جو نیک بات ہو جسمیں انکی عاقبت بخیر ہو اور وہ تم جانتے ہو سے فی الفور بتلادو - اصل کام دینداروں کا یہی تھا - اور ہے اور ہوگا + کوئی سُنے یا نہ سُنے - کوئی مانے یا نہ مانے ہم کو خُدا کا حکم پہونچا دینا اور رسول کا فرمان سُنا دینا مطلوب ہے +

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو		پس آگے چاہو تم مانو نہ مانو	
امر دعوت آمدست از کردگار	.	با قبول و نا قبول او را چہ کار	

اپنے مقدور بھر اچھی بات کہنے میں اچھے کام سکھلانے میں قصور مت کرو - کیونکہ ہر کوئی اِس بات سے قیامت کے دن پُوچھا جائیگا - خصوصًا جو عالم اور لائق ہیں اور دین کے احکام سے واقف ہیں - پھر اس بتانے اور سکھانے سے جو لوگ راہ راست پر آوینگے اور نیکی کے کام کرینگے - اس نیکی کا جتنا ثواب اُن کو ملیگا اُتنا ہی بتانیوالے کو اور کرنیوالے کے ثواب سے کچھ کم نہیں ہوگا - اسیطرح جس کے کہنے سے لوگ بُری راہ اختیار کرینگے - کرنیوالے جسقدر عذاب میں گرفتار ہونگے اُسیقدر بتانیوالے اور سکھانیوالے اور اس بدکار کے عذاب سے کچھ کم نہ ہوگا - اور یہ فائدہ بھلائی اور بُرائی کا جب تک دُنیا قایم ہے جاری رہیگا - یونہی حدیث میں آیا ہے +

سُنا ہے کہ بعضے جاہل دُنیا کے کتے جو اپنے تئیں پیر زادہ یا مولوی یا مُلّا یا قاضی یا سردار مشہور کرتے ہیں اور بہت سے جاہلوں اَنپڑھوں میں اپنے باپ دادا کے نام پر کُودتے ہیں - اور ان میں اپنی بڑائی جتاتے ہیں کہ ہم مولوی یا مُلّا یا پیر یا قاضی یا سردار کی اولاد میں سے ہیں - تم سب ہماری راہ پر چلو - ہمارے بزرگوں کے چلن اختیار کرو - ہمارے بزرگوں کا یہی طریق تھا - جو ہم تمکو بتاتے ہیں - اگر کوئی مولوی یا واعظ کسی طرح کی بات یا کوئی مسئلہ بتاوے ہرگز اُس کو نہ مانو - اگر مانوگے تو اپنے باپ دادے کے گروہ سے الگ ہو جاؤگے - اور ہمارے بزرگوار تمہاری نئی چال سے بیزار ہونگے اور تمہاری شفاعت سے ہاتھ اُٹھالینگے - سچ ہے کہ ایسے مولوی اور پیرزادے اور قاضی اور مُلّا وغیرہ تو اپنی بھلائی اور بزرگی اسمیں سمجھتے ہیں - کہ لوگ اُن کے تابعدار بنے رہیں اور

انکے کہنے سے باہر نہ جاویں اور اُن کے خاندان کے طریقے میں اپنے تئیں داخل رکھیں۔ جس سے اُنکا روزگار رہتا ہے۔ دُنیا حاصل ہووے اور اُنکا مرید معتقد برسی ششماہی کے دَور کا پیسا روپیہ کھانا کپڑا دیا کرے۔ جو وے فراغت سے عیش و آرام کیساتھ گذران کریں۔ بلکہ بہت سے ایسے دغاباز اور ڈکیت اور مکار دین کے ہیں کہ اپنے مریدوں کو اُنکی خواہش کے موافق اپنے دُنیا کے نفع کو لحاظ کرکے حرام اور بدعت کے کاموںکی پروانگی دیکر اپنا ذمہ کرتے ہیں۔ اور اپنی صورت مشائخ اور علماء کی بناکر ہزاروں غریب سیدھے مسلمانوں کو گمراہ بناکر ایسے حرام کی کمائی سے بہت سے روپے حاصل کرکے سُوپٹے سے اپنی دولت بڑھاتے ہیں۔ بلکہ ملک معاش کے مالک بنتے ہیں۔ اور جو اچھے ایماندار مخصر دین اور مذہب کے پکے شریعت کی سچّی باتیں ظاہر کریں۔ اور اللہ اور رسُول کے سیدھے راہ پر لانے کو زور ماریں تو یہ شیاطین الانس اپنی بھلائی اُنکی گمراہی اور جہالت میں سمجھکر اُن کو ہدایت کی راہ پر نہیں آنے دیتے۔ اور کفر کی رسموں اور بدعت کی چالوں سے بچ رہنے کے روادار نہیں ہوتے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں دنیا دار مولویوں اور مشائخوں نے یہی شیوہ اختیار کرکے بُری چالیں چلیں اور لوگوں کو بدسنی مذہب سے پھیرکر اُدھر لے گئے اور ہزاروں اُسمیں گمراہ ہوئے۔ اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس طریق اور غدر کو مردود اور ناپسند کیا۔ کما ورد واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون۔ ترجمہ اور جب کہا جاوے اُن کو اختیار کرو اس حکم کو جو اللہ نے اُتارا ہے۔ کہیں ہم چلیں گے اُس چال پر جس پر ہمارے باپ دادے چلے۔ اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ سمجھتے ہوں اچھی بات اور نہ پائی ہو اچھی راہ۔ یہ آیت تو مشرکوں کے شان میں نازل ہوئی تھی مسلمانوں کو ایسا کلام زبان سے نکالنا مناسب نہیں۔ پھر اگر کوئی مسلمان ہو کر ایسا کلام زبان سے نکالے یا اُن جیسے کام کرے تو وہ بھی بیشک انہیں گنا جائیگا۔ کبھی وہ مسلمان نہ رہیگا۔ علےٰ ہذا القیاس بُری رسموں کی بُرائی کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما۔ کیا کفر کی رسمونکی خواہش رکھتے ہیں اور کون ہے اچھا اللہ سے حکم کرنیمیں۔ یعنے اے مسلمانو! جاہلیت اور کفر کے وقت رسموں کو نہ چاہو اور اُن پر نہ چلو۔ جو اللہ تعالےٰ نے تمہارے حق میں اب حکم کیا ہے وہی بہتر ہے

اور اُسکو اختیار کرو اور باپ دادا کی ریس کو چھوڑو۔ کیونکہ ایسی بُری چالوں اور ناراضامندی کے کاموں اور ناپسندیدہ رسموں سے اللہ تعالےٰ کا کچھ غضب یہاں لوگوں پر پڑتا ہے کہ جس سے بیماری اور قحط اور طرح طرح کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور طوفان کی شدت اور دریائی سیلابی اور کشتیوں کی غرقی اور تباہی اُٹھاتے ہیں۔ اور دین کے مقدمے میں ذلت اور رسوائی حاصل کرتے ہیں۔ پھر آخرت میں تو بہت سی تکلیف اور سخت عذاب میں پڑیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ رُوم میں ارشاد فرمایا ہے ظهر الفساد فى البر والبحر بما كسبت ايدى الناس ليذيقهم بعض الذى عملوا لعلهم يرجعون ظاہر ہوا فساد اور تباہی۔ میدان میں خشک سالی اور چارپاؤں کے مرنے اور وباؤں کے سبب سے اور دریا میں جوش اور طوفان اور کشتیاں غرق ہونیکے سبب سے بسبب اس کے کہ کیا آدمیوں کے ہاتھوں نے یعنے اُن کے گناہوں کے وبال کے سبب سے۔ اکثر علماء اس بات پر ہیں کہ فساد سے یعنی فسق اور فجور کی شامت سے مینہ نہ برسنا مُراد ہے۔ اسواسطے کہ جب پانی نہیں برستا تو میدان میں گھاس نہیں اُگتی۔ اور دریاؤں میں موتی اور جواہر نہیں بنتے ✤ صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ جب پانی نہیں برستا ہے تو دریا کے جانور اندھے ہوجاتے ہیں ✤ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خشکی کا فساد یہ تھا کہ قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور دریا کا فساد یہ تھا کہ کشتیاں غصب کرلیں ✤ اور بعضوں کے نزدیک فساد سے فساد کا اثر مراد ہے۔ یعنی اسکا نتیجہ ظاہر ہوا خشکی میں اہل قریہ کو ہلاک کرنے سے اور دریا میں قوم نوح کو اور آل فرعون کو غرق کرنے سے۔ اور پھر تقدیر حضرت ملک قدیر نے اسباب دنیوی کا فساد آدمیوں سے کیا۔ ليذيقهم تاکہ چکھائے اُنہیں بعضے جزا اُسکی جو اُنہوں نے کیا ہے اسواسطے کہ پُوری جزا آخرت میں ہوگی۔ لعلهم کہ یہ وہ بعضے جزا کا مزہ [illegible] اور توحید کی طرف آجائیں۔ اور گناہ سے طاعت کی جانب [illegible] کے نزدیک بر سے نفس اور البحر سے قلب مُراد ہے۔ شیخ واسطی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جس کا بحر دل مراقبہ ترک کرنیسے خراب ہوجاتا ہے۔ تو اُس کے نفس کے بر میں خرابی ظاہر ہوجاتی ہے ✤ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بر نفس کا فساد خطرات میں مرتکب ہونیسے ہے اور بحر دل کا فساد بُرے اخلاق کے سبب سے جو رسموں اور

عادتوں کی پابندی کے سبب سے ہوتا ہے *
حقائق سلمی میں مذکور ہے کہ تبر تو علماء ظاہر کی زبان اور تجر اہل تحقیق کی زبان ہے فاسد تاویلوں سے علماء ظاہر کی زبان بگڑتی ہے اور باطل دعووں سے عارفوں کی زبان خراب ہوتی ہے *

ماہ تا دیدہ نشان ہا میدہد	راستہا را بر آن کج مے نہد
از برائے مشتری در وصف ماہ	صد نشان نا دیدہ گوید بہر جاہ

مؤلف اے میرے بھائیو! اگر تمہارے دلوں میں ایمان ہے اور اپنے رسول کو سچا مانتے ہو۔ تو بیشک اس میری بات کو مان جاؤ کہ دنیا کے میدان اور دریاؤں میں جتنی کتنی خرابیاں واقعہ ہوتی ہیں۔ مینہ کا موقعہ پر نہ برسنا بیماریوں کا ظاہر ہونا قحط کا ملکوں سے نہ نکلنا یہ سب تمہارے اعمال کی شامت ہے۔ تم ایسے اعمال سے جو موجب غضب ایزد متعال کا ہے توبہ کرکے سچے مسلمان ہوجاؤ اور باپ دادوں کی راہ کو چھوڑ کر اپنے ہادی حقیقی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہار اور اصحاب ذوے الاقتدار اور حضرات مجتہدین جو علماء ربانی ہیں پیروی کرکے منزل مقصود کو پہونچ جاؤ۔ اور کلکم راع وکلکم مسئول یوم القیامۃ عن رعیتہ کے ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ پہلے اپنے نفس کو رسومات بدعیہ سے ہٹا کر اپنے اہلوں اقارب اور اباعد کو سمجھاویں کہ اللہ اور رسول ان سے راضی ہوویں۔ اور دین کے احکام اور نیک طریقے اسلام کے تمام ملک میں پھیل جائیں۔ اور کفر وبدعت کی رسمیں لوگوں سے چھوٹ جائیں۔ اور طریق محمدی جو ایک صراط مستقیم ہے۔ اختیار کرکے سچے محمدی بنجائیں۔ اور جنکو اللہ تعالے نے اس نازک زمانہ میں حکومت کا پایہ عطا فرمایا ہے خواہ وہ مسلمان ہو خواہ اور قوم ان کو بھی لازم ہے کہ جب ایسا مقدمہ دینداری کا کہ جس سے شرع کی بات قایم رہے اور انتظام ملکی میں بھی کسی طرح کا خلل اور نقصان عاید نہ ہووے۔ اور کفر اور شرک اور بدعت کی رسم دور ہووے ان کے محکمہ میں دینوں اور خود پسندوں کے ظلم سے رجوع ہو اور ایسے ظالم لوگ غریب سیدانوں کو کفر اور بدعت کی رسموں کے رفع کرنے میں دکھ دینے پر مستعد ہوں تو شرع شریف کے حکم کے بموجب کسی دیندار مولوی سے جو حدیث اور فقہ سے بخوبی واقف ہو اسکا فتوے لیکر خوب تحقیق کرکے حکم دیں کہ لوگ اپنے اپنے دین کو

دایم اور قایم رہیں کسی مفسد کا فساد کام نہ آوے۔ اس امر کی تائید سے اللہ و رسولؐ کی بارگاہ میں عاقبت کے دن اُن کی سُرخروئی ہوگی۔ اور مُلک میں امن وچین رہیگا۔ کیونکہ جب ہر ایک شخص اپنے دین کے احکام سے واقف ہوا اور اسی پر چلتا رہا دوسرے مذہب کا میل اُس کے دل سے جاتا رہیگا۔ تو دن رات اللہ اور رسول ہی کی رضامندی کی تلاش میں رہیگا۔ اور جتنے کام بُرائی اور نا انصافی کے ہیں۔ چوری۔ ڈکیتی۔ مال مردم خوری دغابازی۔ مردم آزاری۔ فسق وفجور بے ایمانی۔ اللہ اور رسُول اور حاکم کے ڈر سے اُس سے نہ ہوسکیں گے۔ اچھی بات کی پیروی کیا کریگا۔ پھر اللہ چاہے تو تھوڑے دنوں میں اُسکا ظاہر باطن پاک اور صاف ہوجائیگا۔ اور اپنی استعداد ازلی کے موافق دُنیا اور آخرت میں رحمت الٰہی کا سزاوار ہیگا۔

اَے میرے دینی بھائیو اسلام کے احکام ٹھیک ٹھیک سکھانے پڑھانے میں کسی مخالف سے نہ ڈرو۔ اخلاص اور محبّت دلی سے خالصاً مخلصاً بدوں کسی وجہ کی طمع کے یہ طریقہ نصیحت کا ہر چھوٹے بڑے کیساتھ جاری رکھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری آبرو اور عزّت کا نگہبان رہیگا۔ دُشمنوں کے پنجے سے تمکو بچا دیگا۔ اگر دُنیا میں دین کی دولت اور حقیقی خاوند کی رضامندی حاصل کرنیکے سبب کچھ ذلّت ہوتی تو وہ عین عزّت ہے۔ حضرات انبیاء اور اولیاء اچھے بندوں کو ایسی تکلیفات ہمیشہ ہوتی آئی ہیں اس کا مطلق اندیشہ نہیں غرض اپنا کام کرتے رہنا چاہئے۔ اُس مالک دوجہان کے سوا کسی سے نہ ڈریئے۔ اور یُوں سمجھ لینا کہ مُوسے بدین خود عیسےٰ بدین خُود۔ بھائیو! یہہ طریقہ ہم مسلمانوں کے دین کا نہیں۔ کیونکہ ہمارے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمّت کے خواص کو خصوصاً اور عوام کو عموماً جو ایکا ندار ہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے ہر ایک آدمی کو نصیحت اور خیر خواہی اور گواہی کا عہدہ دیا ہے۔ اور یہ اعلےٰ رُتبہ انہیں بخشا ہے کہ الدین النصیح سب کو اچھی باتیں سکھا دیں۔ اور نیک راہ پر لادیں پھر جو کوئی مومن ہوکر اس شیوہ سے اپنے تئیں باز رکھیگا۔ بالضرور اُسکو قیامت کے دن اللہ علیم خبیر بصیر کو جواب دینا پڑیگا۔ باقی رہا اپنے ذاتی مقدمات میں تمکو چاہئے کہ خلق محمدی کے طور پر چلا کرو۔ کوئی تمہارے حق کو ناحق کرے یا اَور کسی طرح کا رنج نقصان پہونچاوے تو صبر اختیار کرو چپکے ہو رہو۔ وُہی منعم حقیقی تمہارے صبر کی جزا تمکو دیگا

اور راضی کریگا فروتنی اور انکساری کی راہ سے کسی بات میں غرور اور بزرگی نہ کرو۔ لڑکوں کو
جب دیکھو تو سمجھو کہ یہ مجھ سے اچھے ہیں اس لئے کہ اب تک گناہ سے بچے ہوئے ہیں اور
بوڑھے کو جب دیکھو تو سمجھو کہ البتہ مجھسے اس نے اللہ کی عبادت زیادہ کی ہوگی۔ اور جاہل
کو جب دیکھو تو سمجھو کہ جو اُس نے کیا ہوگا ناواقفی اور نادانی سے کیا ہوگا۔ اور میں تو جان
بوجھ کر بُرے کام کرتا ہوں۔ اور دیدہ ودانستہ جہالت اور ضلالت کے کنوئیں میں
گرتا ہوں۔ بہرصورت یہ سمجھنا چاہئے کہ میں ہی سب سے بدتر ہوں۔ میری کیا سزا ہوگی۔
میں کیونکر نجات پاؤنگا۔ دُکھ کے عذاب سے کسطرح چھوٹونگا۔ اور میرے بھائیو تم اپنی
فکر میں لگے رہو۔ اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو اپنی نسبت بُرا نہ کہو۔ اسی میں تمہاری
دین ودنیا کی بہتری ہے کیونکہ خاتمے کا حال کسی کو معلوم نہیں کس سے کیا سلوک ہوگا
کون چھوٹیگا۔ کون پکڑا جائیگا۔

مؤلف اے میرے بھائیو! اب میں اس مضمون کو زیادہ طول دینا فضول
سمجھتا ہوں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ اور اس مسئلہ کو دُعا پر ختم کرکے اصل مدعا کیطرف
رجوع کرتا ہوں۔ یا اللہ یا مالک الملک تو اپنے فضل وکرم سے سب بُری باتوں کو میرے
دل سے دُور کر اور اسلام کی اچھی راہ پر استقامت دے۔ اور سب مومنوں کو ہدایت
کی نعمت سے سرفرازی بخش۔ اور بُرے کاموں سے جنمیں تیری رضامندی نہ ہو دور رکھ
اور اچھے لوگوں کی طفیل سے یہ رتبہ نصیحت کا مجھ ناکارے کو بھی عنایت فرما۔ اور جہالت
اور نفسانیت اور تکبر اور طمع اور بداخلاقی کی رذالت سے بچا۔ آمین آمین یارب العلمین
بحرمتہ النبی وآلہ الطاہرین

رجعنا الی الحدایث ... کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **چھٹا فرقہ** میری
اُمت کا ایسے حال میں اُٹھائے جائینگے کہ اُن کے سارے بدن پر آگ کے زخم لگے ہوئے
ہونگے وھم الشاھدون بالزور اور وہ جھوٹی گواہی دینے والے ہیں۔ کما ورد اذ تلقونہ
بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
عَظِيْمٌ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا
بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۔ حق سبحانہ وتعالے جھوٹی گواہی دینے والوں کے عذاب کی بابت ارشاد
فرماتا ہے کہ جبوقت لاتے تھے تم وہ بات اپنی زبانوں پر کہ ایکدوسرے سے پوچھتے تھے۔ اور

کہتے تھے اپنے مونہوں سے وُہ بات کہ نہ تھا تمہیں اُسکا علم یعنے نادانی کی راہ سے کہتے تھے اپنے مونہوں سے اور سمجھتے تھے اُس بات کو جو تمنے کہی تھی۔ سہل اور آسان کہ کوئی نتیجہ اُس سے نہ پیدا ہُوا ہے نہ ہوگا۔ اور حال یہ ہے کہ وُہ بات خدا کے نزدیک بڑی ہے اور اُس کے سبب سے بڑا عذاب ہوگا۔ اسواسطے کہ عار کی بات اہل بیت نبوّت کو لگانا ہے اور قرآن کی تکذیب اور منصب رسالت کی تحقیر کرنا ہے +

احقاف میں لکھا ہے کہ ام ایُّوب حضرت ایُّوب انصاری کی زوجہ نے اُن سے پُوچھا کہ تمنے وُہ بات سُنی ہے جو عائشہ رضہ کے باب میں لوگ کہتے ہیں۔ ابُو ایوّب رضہ بولے کہ ہاں سُنی ہے وُہ بات جھوٹ ہے۔ کیا تو اپنی نسبت اِس فعل کو جایز رکھتی ہے۔ اُن کی زوجہ بولیں کہ واللہ نہیں۔ پس ابو ایوب نے کہا کہ واللہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تجھ سے بہتر ہیں۔ تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کام کب ممکن ہوسکتا ہے۔ یہ بہتان عظیم ہے۔ پھر حق تعالی نے فرمایا۔ اور کیوں نہ جسوقت سُنی تمنے یہ بات کہتے تم یعنے تم نے جب یہ بات سُنی تو کیوں نہ کہا تمنے جیسا ایُّوب رضہ نے کہا تھا۔ نہیں لائق ہمکو اور نہیں پہونچا یہ کہ کہیں ہم یہ بات۔ پاک ہے۔ تو اے خُدا اس سے کہ اپنے پیغمبر کے حرم محترم میں خرابی اور بُرائی ڈال سکے۔ یہ کلام بڑا بہتان ہے۔ منافقوں کا باندھا ہوا۔ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ نصیحت کرتا ہے خدا تمکو یہ کہ پھر کہو ایسی بات کبھی یعنے جب تک زندہ ہو ہرگز کبھی ایسی بات پھر نہ کہنا اگر ہو ایمان والے۔ اسواسطے کہ ایمان مسلمانوں کے باب میں طعن کرنے کو عموماً مانع ہے خصوصاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے باب میں جو مسلمانوں کی مائیں ہیں وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اور بیان کرتا ہے اللہ صاف صاف تمہارے واسطے آیتیں کہ نیک ادبوں کی تمکو راہ بتائیں۔ تاکہ نصیحت پکڑو۔ اور ادب کی راہ سے نہ پھرو۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ اور اللہ جانتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو حکم کرنیوالا ہے کہ وُہ عیب اور عار سے بری الذمہ ہیں۔ قال قائل **بیت**

تا گریبان دامنش پاکست از لوث خطا	وز مذمت عیب جو آلودہ از سرتا بپا

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت	کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکید پاکی۔

ساتواں فرقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا ایک ایسی میں اُٹھایا جاویگا کہ اُن کے اقدام اُن کی پیشانیوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہونگے۔ اور اُن کے بدنوں سے ایسی بدبو آویگی جیسے پہاڑوں کے سینے میں مردار سے بُو آتی ہے۔ اور عرصات کے لوگ اُن کی متعفن ہولنے سے بہت لاچار ہونگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وُہ لوگ کون ہونگے۔ اور دُنیا میں وُہ کس مشرب کے آدمی ہونگے۔ فرمایا وُہ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّہَوَاتِ وَاللَّذَّاتِ وے وہ لوگ ہونگے۔ جو شہوات نفسانیہ اور لذات جسمانیہ کی تابعداری میں رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حال سے خبر دی اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ یہ گروہ وُہ ہے کہ بیوقوفی اور نادانی سے مُول لیا ہے اور بدلا کیا ہے ناچیز زندگی دُنیا کی کو ساتھ آخرت کے یعنی اُسکی نعمت بیزوال کیا تھا۔ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۰ پس نہ ہلکا کیا جائیگا ان سے عذاب نہ تو دُنیا میں اور نہ آخرت میں آتش دوزخ سے نکلنے کے سبب سے اور نہ وہ ہونگے کہ مدد دیئے جائیں گے دُنیا میں اُنسے آفتیں رفع کرکے اور نہ محشر میں عذاب کم کرکے ۔

مؤلف اے میرے بھائیو اپنی اس چندروزہ زندگی کو غنیمت سمجھو اور اس دم کی فرصت کو بڑی نعمت بُوجھو۔ ابھی موت کے جنگل میں تمہاری رُوح پھنسائی نہیں گئی۔ باتوں کرنیکی زبان تمہاری بند نہیں ہوئی۔ پھر خاموشی دی نہیں گئی۔ ہوش سنبھالو۔ دل لگاؤ۔ اللہ تعالےٰ کی محبت میں چالاک ہوجاؤ۔ جو کرنا ہے سو کرلو ابتک دروازہ توبہ کا کُھلا ہے۔ حق سُبحانہ وتعالےٰ کی رحمت اور معافی کا دریا جوش کھا رہا ہے اُسکی بارگاہ عالی میں نیاز کا سر جُھکاؤ اُس کے رسُول کے تابعدار بن جاؤ حُکم احکام موافق اُسکی مرضی کے بجالاؤ۔ اپنے پیغمبر اپنے ہادی شفیع یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت اختیار کرو۔ منافقوں۔ دُشمنوں کی بدراہی سے بچو کہ یہ شیطان بصورت انسان انسانیت کے لباس میں ہوکر تمہارے دین و دُنیا کو خراب کرنیکے درپے ہیں۔ اُن کی ہرگز متابعت نہ کرو۔ کما قال اللہ تعالےٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۰ یعنے اے مُسلمانو داخل ہوجاؤ فرمانبرداری میں اور پیروی نہ کرو شیطان کے قدموں کی بے شبہ وُہ تمہارا دشمن ہے۔

ظاہر باہر۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر ایک تمہارے کو بارگاہ الٰہی میں لاکر کھڑا کریں گے۔ جس نے مال حلال جمع کرکے یا وراثت کے رو سے پاکر حرام کام میں خرچ کیا ہوگا۔ حکم ہوگا کہ اُسکو دوزخ میں لیجاؤ۔ پھر دوسرے کو لاویں گے۔ جس نے مال حرام جمع کرکے خیر خیرات کیا اور اپنی گذران میں بھی اُسکو لگایا حکم ہوگا کہ اس کو بھی جہنم میں داخل کرو۔ پھر اور کو حاضر کریں گے جسنے اپنا مال اچھی جگہ سمجھ کر خرچ کیا پر خیال نہ رکھا کہ کس کا کسقدر حق ادا کرنا ضروری تھا۔ حکم ہوگا کہ اُس کو دوزخ کی گرمی میں کھڑا کرو۔ اور حساب لو کتنا مال کہاں سے لایا تھا اور کسکو کتنا دیا تھا سب کی حقیقت پوچھی جائے گی۔ شریعت کے حکم کے بموجب زکوٰۃ دیا تھا یا نہیں بال بچوں اپنے تابعدار غریبوں مسکینوں کا حق ادا کیا تھا یا نہیں۔ جو کوئی اس حساب میں پورا نکلا اُسکو مخلصی ہوئی۔ عذاب سے چھوٹا۔ نہیں تو بڑی سختی میں پڑا۔ ہر طرح کا عذاب ہونے لگا۔ چنانچہ اُسی مال کو گرم کرکے اُس کے بدن پر داغ دیں گے۔ اژدہا بناکر گلے میں لٹکا دیں گے کہ وہ اُسے ڈسا کرے [illegible] یا کرے۔ اور جن عورتوں نے مناسب مقدور کے سوا زیور بنا بنا کر اپنی [illegible] خیر کیا [illegible] پاس رکھ چھوڑا ہے اُن زیوروں کا سانپ بنے گا۔ پھر [illegible] میں طوق لیجا کر ڈالا جائیگا۔ اے میرے بھائیو اُسوقت حق تعالےٰ [illegible] عورتوں کو یاد دلائیگا یہ وہی روپیا سونا زیور ہے جسکو دیکھکر پھولا کرتے تھے۔ اور [illegible] کرتے تھے۔ غریبوں پر ہنستے تھے۔ دولت [illegible] کے میرے حکم کے بموجب [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] محبت اور پیار سے [illegible] رکھتے تھے [illegible] نافرمانی [illegible] طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہو۔

مؤلف [illegible] معبود خالق کو بھول کر دنیا کی محبت میں کیسے پھنس گئے کہ [illegible] جگہ وہاں [illegible] اور عذاب کو دل سے بھلا کر غافل [illegible] الٰہی جہہ [illegible] تھوڑے دن کی خوبی پر ہمیشگی کی خوبی اور دولت [illegible] کو چھوڑ دیا۔ اپنے مالک کا کہنا نہ مانا پھر وہاں ذلت اور خجالت اُٹھائی۔ اور اللہ تعالےٰ کی جناب سے دوری حاصل کی۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں دنیا کے مکر و فریب سے اللہ کے نزدیک پناہ مانگتا ہوں

اللہ تعالے مجکو اس کے فریب سے بچا رکھے + اے میرے بھائیو تمہارے پیغمبر نے پناہ مانگی پھر تم کس اُمید پر ایسی چیز کی آرزو میں اور اُسکے حاصل کرنے میں خدا اور رسول کو بھول جاتے ہو۔ اور اپنے تئیں خرابی اور بُرائی کے گڑھے میں ڈالتے ہو۔ یہ بات تمہاری عقلمندی سے بہت دُور ہے۔ کب تک اس دُنیا کی محبت میں پھنسے رہو گے۔ اور خدا کی طرف سے غفلت اختیار کرو گے۔ یہ جگہ آرام اور خوشی کی نہیں۔ کچھ محنت اور دُکھ اُٹھا کے خدا کی رضامندی حاصل کرو۔ پھر ابدالآباد جنت میں آرام سے رہو خوشیاں مناؤ اور جس دُنیا کے کھوج میں تم لگے ہو۔ رات دن اُسکی فکر اور تلاش میں سرگردان خاک چھانتے پڑے پھرتے ہو۔ پہلے تو وُہ خاطر خواہ حاصل نہیں ہوتی۔ اور عمر تمہاری مفت برباد ہی جاتی ہے۔ اگر کچھ قدرے بہت سی پریشانی اور محنت اور بےعزتی اور بے ایمانی سے آئی۔ پھر بھی اب گو زنگ کہ وُہ عرصہ بہت قلیل ہے کہ ایک روز بھی ہو سکتا ہے۔ اور پانچ اور دس اور کچھ زیادہ بھی۔ مگر نہایت بے بنیاد جسکی کچھ اُمید نہیں آخر کو تمہارے کسی کام نہ آویگی۔ لیکن جسقدر اس عرصہ میں اچھے کام اللہ اور رسول کے فرمائے بموجب عمل میں لاؤ گے وہی کام تمہارے حق میں فائدہ مند ہوگا۔ یہاں کے دوست اور اقربا اور بھائی برادر کوئی وہاں کچھ کام نہ آویں گے۔ جسکی خوبی اور آرام کیواسطے اپنے اوپر اسقدر رنج اور تردد اختیار کیا ہے اے میرے بھائیو تم اپنے دل میں اس حکم محکم حاکم حقیقی پر ولا تزر وازرۃ وزر اخری یقین کر کے یہ بات اپنے دلمیں ٹھان لو کہ کوئی دوست یا کوئی بھائی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ یہ سب مطلب کے دوست اور بھائی ہیں۔ نعم ما قال المولوی المعنوی۔ **مثنوی**

ہیچ وازر وزر غیری بر نداشت	ہیچکس ندرود تا چیزی نکاشت
سال بنگہ کشت دو قت کشت نے	جز سیاہ روئی و فعل زشت نے
روز بیگہ لاشہ لنگ و رہ دراز	کارگہ ویران عمل رفتہ ز ساز
بیخہا ے خوئے بد محکم شدہ	قوت برکندن آن گم شدہ
کرم در زیر درخت تن فتاد	بایدش برکند و بر آتش نہاد
ہین و ہین اے راہ رو بیگاہ شد	آفتاب عمر سوئے چاہ شد
این دو روز ک را کہ روزت ہست زود	پر فشانی مکن از راہ جود۔

ہین مگو فردا کہ فرداہا گذشت	تا بکلی نگذرد ایام کشت۔
عمر تو مانند ہمیان زر است	روز و شب مانند دینار شمر شست

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اِثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَہٗ وَاحِدٌ فَیَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ کہ تین چیزیں آدمی کے مرنے کے بعد رہجاتی ہیں۔ اور تینوں ہی لب گور تک اسکے ساتھ جاتی ہیں جب مُردہ کو دفن کردیتے ہیں تو دو چیزیں ایک تو عیال اور اطفال اپنے یگانے قریبی بعیدی ہمسائے وغیرہ۔ دوئم اُسکا مال ہر دو چیزیں اُسکو قبر میں گاڑ کر واپس اپنے اپنے گھروں میں آجاتے ہیں اور ایک چیز یعنے اُسکا عمل نیک ہو یا بد اُس کے ساتھ ہی قبر میں داخل ہو جائیگا اور مال اور عیال سب واپس چلے آویں گے۔ اور اس کے اعمال ہی اسکے ہمدم اور ہمقدم رہینگے پس نہایت عجب کی بات ہے کہ آدمی ایسا غافل بلکہ جاہل ہے کہ اپنے پس ماندوں بیوفاؤں کی خاطرداری کے لئے عاقبت کی ذلت اور خواری کو اختیار کرتا ہے۔ اور اپنے اعمال کی صفائی کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ اسی حدیث کے معنوں میں مولنا قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

در زمانہ مر ترا سہ ہمرہند	آن یکے وافی و آن دو غدر اند
آن یکے یاران و دیگر رخت و مال	و ان سیوم وافیست آن حسن الفعال
مال ناید با تو بیرون از قصور	یار آید لیک آید تا بگور
چون ترا روز اجل آید بہ پیش	یار گوید از زبان حال خویش
تا بدینجا بیش ہمرہ نیستم	بر سر گورت زمانے بایستم
فعل تو وافیست زوکن ملتحد	کہ در آید با تو در قعر لحد
پس پیغمبر گفت بہر این طریق	باوفاتر از عمل نبود رفیق
گر بود نیکو ابد یارت شود	ور بود بد در لحد مارت شود

رجعنا الی الحدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا آٹھواں گروہ یُحْشَرُوْنَ کَالسُّکَارٰی یَسْقُطُوْنَ وَیَقْعُدُوْنَ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا وَھُمُ الَّذِیْنَ یَمْنَعُوْنَ حَقَّ اللّٰہِ قیامت کے دن اُٹھائے جاویں گے مستوں بیہوشوں کی طرح داہنیں بائیں گرتے پڑتے پھرینگے اور ان کو اپنے وجود کی کچھ خبر نہ ہوگی اور مسلوب الحواس معلوم ہونگے۔ صحابہ رضؓ نے پوچھا یارسول اللہ وہ لوگ کون ہونگے۔ فرمایا وہ لوگ وہ ہونگے جنہوں نے

خدا کے دئے ہوئے مالوں سے اُسکے حقوق کو نہیں ادا کیا۔ باوجودیکہ حق تعالے نے انکو اپنے نبی کی معرفت حکم پہونچا دیا تھا۔ اور انہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کے سبب اسکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ قیامت کے دن وُہ لوگ اس سزا میں مبتلا ہونگے۔ اور جو لوگ اپنے مالوں یا اپنی زمین کی پیدائشوں سے اچھی ستھری چیز منتخب کر کے راہ خدا میں مستحقین کو دیتے ہیں خدا تعالے اُنکی تعریف کرتا ہے۔ اور جو لوگ اپنے مالوں سے ادنے چیز مثلاً تازہ روٹی کے موجود ہوتے باسی روٹی درویش یا کسی سائل کو راہ مولے کر کے دیتا ہے تو اللہ تعالے اُسکی تعریف نہیں کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالے کی ذات ایسے ہدیوں سے مستغنی ہے۔ کما ورد یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اے ایمان والو تم خرچ کرو راہ مولے میں پاکیزہ اور اچھی ہوئی چیزوں میں سے جو کچھ کمائی کرتے ہو سوداگری اور دستکاری اور کاشتکاری سے اور اس چیز سے جو نکالا ہم نے واسطے تمہارے زمین سے جیسے غلہ اور میوہ دار درخت تفسیروں میں لکھا ہے کہ انصار کے مالدار لوگ کھجور پکنے کے وقت جو بہت پکی پکی ہوئی تھیں ایکدوسرے سے چھپا کر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے کونوں میں رکھ دیتے تھے تاکہ مہاجرین میں سے جو محتاج لوگ ہیں وُہ کھالیں۔ ایک دن ایک مالدار جو منافق تھا خبیث رکھتا تھا۔ دو سو صاع کھجور اس قسم کی جو کچھ مال نہ تھی جسے اچھی قسم کی نہ تھی شہر میں لایا اور اچھی کھجوروں میں ڈالدیں اور اپنے بُرے مال کو اچھے مال میں ملا دیا۔ حقتعالیٰ نے اُس معاملے سے منع فرمایا۔ اور حکم کیا اے مومنو! تم اچھا مال صدقہ دیا کرو۔ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۔ اور قصد نہ کرو ساتھ خراب اور بُری چیزوں کے کہ کم ہمتی کے سبب سے اُس سے خرچ کرو۔ حالانکہ نہیں ہو تم لینے والے ایسی چیز کے اگر تمکو تمہارے حقوق میں دیں۔ مگر یہ کہ بند کر لو اپنی آنکھ اُسے لینے میں اور سہولت اور سستی کرو اور جان لو کہ اللہ بے پرواہ ہے اُس شخص سے جو بُرا مال صدقہ دیتا ہے تعریف کرنیوالا ہے اُس شخص کی جو پاکیزہ مال سے صدقہ دیتا ہے۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا میری اُمت کا نواں گروہ قیامت کے دن اُٹھایا جائیگا۔ اور اُن کے بدنوں پر قطران کا لباس پہنایا جاویگا اور وُہ اس آتشی لباس کی گرمی سے نہایت تکلیف اُٹھائیں گے۔ صحابہ رضنے پوچھا یا رسول اللہ وُہ کون ہیں۔ فرمایا وهم الذين يغتابون ويتجسسون ويمشون بالنميمة والغيبة۔ یہ

لوگ وُہ ہیں جو بندگان خدا کی غیبت کرتے ہیں اور ان کے اعمال کی پڑتال میں رہتے ہیں اور چغلی اور غیبت میں سعی کرتے ہیں اور حق تعالےٰ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے کما ورد یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اے ایمان والو پرہیز کرو اور چھوڑ دو بہتیرے گمان بیشک بعضے گمان گناہ ہیں اور اُنسے گناہ پیدا ہوتے ہیں تفسیر حسینی وغیرہ میں لکھا ہے کہ گمان چار قسم پر ہے۔ **اول** وُہ جسکا حکم اللہ اور رسول کی جانب سے ہو وہ نیک گمان کرنا ہے خدا کیساتھ اور مومنوں کیساتھ ✤ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نیک گمان کرنا ایمان میں سے ہے ✤ **دوئم** دُوسرا حرام وُہ خدا اور مومنوں کے ساتھ برا گمان کرنا کہ موجب گناہ ہے ✤ **سیوم** تیسرا مستحب اور وُہ قبلہ کے باب میں اپنے واسطے جگہ لینا ہے اور امور اجتہادی میں غلبہ ظن پر بنیاد قایم کرنا ✤ **چہارم** چوتھا مباح اور وہ امور دنیا اور معیشت کے کاروبار گمان اور خیال کرنا اور اس صورت میں بدگمانی سلامتی اور کاموں کے انتظام کا مُوجب ہے ✤

اور لکھا ہے کہ اکابر صحابہ میں سے دو آدمیوں نے بعض سفر میں سلمان رضی اللہ عنہ کو رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجکر کچھ خرچ یا کھانا مانگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر حوالہ فرمایا۔ حضرت اسامہ رضہ نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی کھانے کی چیز نہیں۔ حضرت سلمان رضہ پھر آئے اور حال بیان کردیا۔ اُن دو صحابی نے حضرت سلمان کی غیبت میں کہا کہ سلمان رضہ کا قدم ہے اگر چاہ سمیحہ پر جائیں تو اُسکا پانی بھی خشک ہو جائے۔ اور حضرت اسامہ کی غیبت میں کہا کہ اُنکے پاس کھانا تھا۔ مگر انہوں نے بخل کیا۔ پھر کھوج میں پڑے کہ آیا اسامہ نے سچ کہا۔ واقعی اُن کے پاس کھانا نہ تھا یا ہم سے بخل کیا۔ دُوسرے روز دونوں صحابی جنہوں نے غیبت کی تھی۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ گوشت کی سُرخی کیا ہے جو میں تمہارے دانتوں میں دیکھتا ہوں وہ بولے کہ ہمنے گوشت نہیں کھایا۔ حضرت نے کہا کہ میں کھانیکا گوشت نہیں کہتا ہوں اور یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اور کھوج نہ کرو جیسا کہ اسامہ کے امر میں تم بدگمان ہوئے۔ اور کھوج کیا۔ اور چاہئے کہ نہ غیبت کرے بعض بعض کی۔ جیسا کہ سلمان کے باب میں کی۔ اور غیبت یہ ہے کہ کوئی غائبانہ ایسی بات دُوسرے کو

کہے کہ اگر اُس کے مُنہ پر کہتا تو اُسے بُری معلوم ہوتی۔ پھر حق سُبحانہ وتعالے غیبت کے بُرے ہونکی اسطرح مثال دیتا ہے اور فرماتا ہے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ کیا دوست رکھتا ہے کوئی تم میں سے اسبات کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا۔ اس حال میں کہ وُہ بھائی مُردہ ہو۔ بلکہ تمہارا جی اس سے تنفر کرتا ہے پس مکروہ جانتے ہو اُسے کھانا تو جسطرح پر مُردہ کا گوشت کھانے سے کراہت رکھتے ہو اُسیطرح غیبت سے بھی کراہت کرتے رہو۔

آن کس کہ لوائے غیبت افراختہ است	وازتن مُردگاں غذا ساختہ است
واں کس کہ بعیب خلق پرداختہ است	زان ست کہ عیب خویش نشناختہ است

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ڈرو اللہ کے غضب سے غیبت کرنیکے سبب سے بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا ہے اُن لوگونسے جو غیبت سے توبہ کریں۔ مہربان ہے اُسپر جو غیبت کرنے سے باز آئے۔

زبان کا نگاہ رکھنا اور روکنا لازم ہے کہ یہ سب اعضاء سے زیادہ نافرمان ہے اور اس کا فساد بہت ہے۔ سفیان بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے رسُول صلعم سے عرض کیا کہ یارسُول اللہ میرے حق میں کونسی چیز زیادہ خوفناک ہے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑکر فرمایا یہ ہے۔ اے میرے بھائیو اس اشارہ میں کیا عُمدہ لطیفہ ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم زبان مبارک سے کچھہ نہ بولے کیونکہ نصیحت عمل کی بہت اثر کرتی ہے اگر آپ بولتے تو یہ نصیحت پُوری نہ ہوتی۔ اور زبان کیطرف اشارہ کرنا اسکو خوب بتلادیتا ہے کہ نام لینے میں احتمال او معنے کا بھی ہوسکتا ہے پس ہر ایک آدمی کو لازم ہے کہ زبان کی نگہبانی میں جسطرح ہوسکے کوشش کرے اور ان پانچ اصلوں کو غور کرکے دیکھے پہلی اصل یہ ہے کہ ابوسعید خدری رضنے بیان کیا ہے کہ جب آدمی صبح کو سوتا اُٹھتا ہے تو سب اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ اے زبان تجھہ کو خدا کی قسم دیتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ تو سیدھی رہیو۔ کیونکہ جب تو سیدھی رہے گی تو ہم سب سیدھے رہیں گے۔ اگر تجھہ میں کسیطرح کی کجی ہوگی تو ہم میں بھی خرابی ظاہر ہوگی یعنے زبان کا بول سب اعضا میں خرابی کا اثر پیدا کرتا ہے۔ اور اسی قول کے موافق مالک بن دینار کا قول ہے کہ جب دلمیں سختی اور تن میں سستی اور رزق میں کمی معلوم ہو تو جانے کہ کوئی کلمہ بیفائدہ زبانسے سرزد ہوا۔

لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن زبان درازوں کے ایک گروہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ
کی غیبت اسوقت کی جب وہ بیت الحرام زادہا اللہ تعظیماً و شرفاً کی چھت پر اذان کہنے
میں مشغول تھے۔ اور ان غیبت کرنیوالوں نے ایک بات یہ کہی کہ کیا محمد کو اس کالے کوّے
کے سوا اور کوئی اذان کہنے والا نہیں ملا۔ اور حضرت بلال کی نسب میں اعتراض کرنے
لگے تو یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ اے لوگو! بیشک ہمنے تمکو پیدا کیا
مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی ایک مرد اور ایک عورت سے کہ وہ حضرت آدم اور حوّا علیہما السلام ہیں۔
جب تم سب ایک ہی ماں باپ سے ہو۔ تو اپنی نسب پر فخر اور دوسرے کی نسب پر طعن کرنیکی
کوئی وجہ نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ قطعہ

نیست آن آدمیانرا کہ تفاخر ورزند	از رہ دانش و انصاف چہ دور افتادند
نرسد فخر کسے را ز نسب بر دگرے	چونکہ در اصل زیک آدم و حوّا زادند

اور جو کوئی قبیلوں اور قرابتداروں پر ناز کرتا ہے اُسے چاہئے کہ یہ بات جان لے کہ
شعبے اور بطن پہچان کیواسطے ہیں تفاخر کیواسطے نہیں جیسا کہ حقتعالےٰ خود فرماتا ہے۔
وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا۔ اور کیا ہمنے تمکو شعبے یعنے بڑے بڑے گروہ ایک اصل کیطرف منسوب
وَقَبَآئِلَ اور قبیلے اُن بڑے گروہوں کیطرف لِتَعَارَفُوْا تاکہ پہچان لو ایکدوسرے کو اور تمیز
کرلئے جاؤ۔ بعض بعض سے یعنے دو آدمی ہمنام ہوں تو قبیلے سے تمیز کرلئے جاؤ۔ جیسے زید
قریشی زید تمیمی۔ اور جاننا چاہئے کہ شعبے مشتمل ہیں۔ قبیلوں پر مثلاً خزیمہ شعبی چند قبیلوں
پر مشتمل ہے۔ کہ ایک انمیں سے کنانہ ہے اور قبیلہ عمائر پر مشتمل ہے جیسے قریش عمارہ
ہے کنانہ سے اور عمارہ کے بعد بطون ہیں۔ جیسے لوی کہ قریش میں سے ایک بطن ہے
اس کے بعد افخاذ ہیں جیسے ہاشم کہ ایک فخذ ہے لوی سے پھر عشایر ہیں جیسے عباس ہاشم
سے اس کے بعد فضیل ہوتا ہے وہ اہلبیت ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ شعوب
قحطان سے ہوتے ہیں اور قبائل عدنان سے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ شعبے عجم سے ہیں۔
اور قبیلے عرب سے بہر تقدیر کہ باشد۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تحقیق کہ بہت بزرگ
تمہارا اللہ کے نزدیک بڑا پرہیزگار تمہارا ہے۔ اسواسطے کہ پرہیزگاری سے نفسوں کو
کمال رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص پرہیزگاری میں بہت بڑھکر ہے اُس کا قدم مرتبہ کمال
میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ کہ الشرف بالعلم والادب لا بالاصل والنسب ۞

باادب باش تا بزرگ شوی	کہ بزرگی نتیجہ ادب ست

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ تحقیق کہ اللہ جاننے والا ہے۔ تمہارے اصل اور تمہارا النسب اور آگاہ ہے تمہارے علم اور ادب سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتدرون ما الغیبۃ قالو اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرایت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بھتہ۔ فرمایا لوگوں سے کیا تم جانتے ہو کیا ہے غیبت صحابہ نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ واقف ہیں۔ فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے عیب کا ذکر کرے اور وہ بات ایسی ہو کہ اگر وہ شخص جسکا عیب بیان کیا سُنے تو ناخوش ہو۔ لوگوں نے پوچھا اگر وہ عیب فی الحقیقۃ اسمیں ہو۔ تو بھی غیبت ہے۔ حضرت نے فرمایا البتہ اسی کو غیبت کہتے ہیں کہ وہ عیب اسمیں ہو اگر وہ عیب اسمیں نہیں ہے تو تو نے اسپر افترا کیا یعنے طوفان باندھا۔ یہ دوسرا گناہ ہوا

رجعنا الی الحدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا دسواں گروہ یُحْشَرُوْنَ وَاَلْسِنَتُھُمْ خَارِجَۃٌ مِّنْ قِفَاھُمْ وَھُمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا اَصْحٰبَ النَّمِیْمَۃِ قیامت کے دن اُٹھایا جاویگا اور اُنکی زبانیں گدی کیجانب سے نکلی ہوئی ہونگی لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ لوگ کون ہیں۔ فرمایا وہ لوگ ہیں جو سخن چینی کرکے لوگوں کے درمیان فتنہ اور فساد ڈالدیتے ہیں +

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا گیارھواں گروہ یُحْشَرُوْنَ سُکَارٰی قیامت کے دن متوالوں کیطرح اُٹھائے جائیں گے۔ کہ اُنکو اپنے وجود کی ہوش بھی نہ ہوگی۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے۔ فرمایا وَھُمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُحَدِّثُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ بِحَدِیْثِ الدُّنْیَا یہ وہ لوگ ہونگے۔ جو مسجدوں میں بیٹھکر اپنے معاملات دُنیاویہ کے انتظام کی بابت باتیں بنایا کرتے ہیں اور مسجد کے حقوق کی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ وہ بیشک قیامت کے دن اس عذاب میں مبتلا ہونگے

اور سمجھنا چاہیئے کہ فقیہ ابی اللیث رحمہ سمرقندی نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں مساجد کے حقوق پندرہ لکھے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو ان حقوق کی بابت روز قیامت کے پوچھا جاویگا + پہلا حق یہ ہے جب آدمی مسجد میں آوے۔ اگر اُسمیں لوگ عبادت کے لئے بیٹھے ہوئے ہوں تو السلام علیکم کہے۔ اگر اُسمیں کوئی شخص نہ ہو یا ہو تو وہ نماز

میں مشغول ہووے تو اس حالت میں کہے السلام علینا من ربنا وعلی العباد الصالحین ٭ **دُوسرا حق** مسجد کا یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرے کما ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لکل شئ تحیۃ وتحیۃ المسجد رکعتان۔ **تیسرا حق** یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھکر خرید و فروخت نہ کرے۔ **چوتھا حق** مسجد کا یہ ہے کہ مسجد میں تلوار میان سے نہ نکالے۔ **پانچواں** یہ ہے کہ مسجد میں کوئی جانور نہ باندھا کرے **چھٹا** یہ ہے کہ مسجد میں سوائے ذکر اللہ تعالٰے کے اونچی آواز سے بات نہ کرے ٭ اور **ساتواں** یہ ہے کہ بیٹھنے کے لئے مکان میں کسی کیساتھ جھگڑا نہ کرے ٭ **آٹھواں** یہ ہے کہ دُنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے۔ ہاں اگر مسئلہ کے طور پر کسی کو سمجھانا ہو تو مضائقہ نہیں ٭ **نانواں** یہ ہے کہ لوگوں کی گردنوں پر قدم رکھتا ہوا آگے نہ بڑھے۔ **دسواں** نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرے ٭ **گیارھواں** یہ ہے جب دیکھے کہ صف میں گنجائیش نہیں تو اُن میں گھُسکر لوگوں کو تنگ نہ کرے ٭ **بارھواں** یہ ہے کہ مسجد میں نہ تھوکے اور نہ بینی صاف کرے ٭ **تیرھواں** یہ کہ مسجد میں بیٹھکر انگلیوں سے کڑاکے نہ نکالے۔ **چودھواں** یہ کہ مسجد کے ظاہر و باطن کو نجاسات اور لڑکوں کی آمد و رفت اور اقامت حدُود سے پاک کرے ٭ **پندرھواں** یہ کہ مسجد میں بیٹھکر ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ اور جب تک مسجد میں بیٹھا رہے ذکر سے غافل نہ ہووے ٭

روی عن الحسن البصری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سیاتی علی امتی زمان یکون حدیثھم فی مساجدھم فی امر دنیاھم لیس لہ فیہ حاجۃ فلا تجالسوھم۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا بارھواں گروہ قیامت کے دن خنزیروں کی صُورت میں اُٹھائے جائینگے لوگوں نے پوچھا یارسُول اللہ وُہ کون لوگ ہونگے فرمایا۔ وھم الذین یاکلون الربو کقولہ تعالٰی لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ ٭

سُود کھانے کی بُرائی اور ایکروایت میں آیا ہے کہ بیاج کے کھانیوالے قیامت کے دن دیوانوں کی صُورت پر ہونگے۔ اور لوگ انہیں اس علامت سے پہچانیں گے کہ یہ سُودخور ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ جو لوگ کھاتے ہیں سُود کا مال لینے معاملہ کرنے میں اور زیادہ لیتے ہیں نہ اُٹھینگے اپنی قبروں سے بعث اور نشر کے واسطے مگر اسطرح اُٹھیں گے

جیسے اُٹھتا ہے وُہ شخص کہ مارتا ہے اور گرتا ہے یعنی بُلا دیتا ہے جیسے شیطان یا پہونچاتا ہے رگڑنے سے یعنے آسیب ہے۔ اس سے دردِ سر اور صرع اور جنون مراد ہے۔ عرب کو یہ زعم تھا کہ جب جن آدمی کو مَس کرتا ہے تو اُسکی عقل کو پریشان اور دماغ کو پراگندہ کر دیتا ہے۔ حق تعالےٰ اپنے کلام کو اسیطرح پر جاری فرماتا ہے۔ جو اہل عرب میں مشہور اور تعارف امر تھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سُود کھانے والے قیامت کے دن دیوانوں کی صورت ہونگے اور لوگ اُنہیں اس علامت سے پہچانینگے کہ یہ سُود خور ہیں۔ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا۔ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں بیع مگر مثل سُود کی۔ کافر لوگ ایک درم دو درم کو بیچتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سُود نہیں ہے بیع ہے۔ بیع اور سُود میں کچھ فرق نہ کرتے تھے۔ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا حالانکہ حلال کیا اللہ نے بیع کو اور حرام کیا ہے سُود۔ فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ۔ پس جو کوئی کہ آئی اُس کو یعنے پہونچی اُسے نصیحت۔ رب اُس کے سے کہ اُس نے سُود لینے سے منع فرمایا ہے باز رہا وہ اس سے۔ پس واسطے اُس کے ہے جو کچھ لیا ہے اُسنے سُود حرام ہونیکے قبل اور وُہ جو اُس نے پہلے لیا تھا اُس سے پھیر نہیں لیا جا سکتا۔ یا اُس کے واسطے ہے جو گذر گیا۔ یعنے پہلے گناہ بخشد یے گئے۔ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ اور کام اُسکا سپرد ہے طرف خدا کی یعنے اُسکی مہمات زمانہ آیندہ میں اللہ کی حفاظت اور نگہبانی سے متعلق ہیں کہ وہ توفیق اُسکی رفیق کریگا تاکہ وُہ شخص اِس گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ اور جو شخص پھیرے سُود کو حلال کرنیکی طرف بعد اس کے کہ خدا نے سُود حرام کر دیا ہے۔ پس وُہ لوگ حلال ٹھیرانیوالے اور امر و نہی نہ سُننے والے رہنیوالے ہیں دوزخ میں ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وُہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اسواسطے کہ سُود کو حلال جاننا کفر ہے اور کفر کے سبب سے آدمی ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ✤

مؤلف۔ اے میرے بھائیو اس آیت فیض ہدایت سے معلوم ہوا۔ کہ آگے کافر لوگ سوداگری اور سُود لینے کو ایک جانتے تھے۔ جیسا کہ اب بھی جھوٹے مُسلمان روپے پیسے کو بجا دنیے ایمان کے سمجھتے ہیں۔ سُود کھانیوالے یونہی کہتے ہیں کہ سُود لینا بھی تجارت ہے اور اُسکا نام بدلکر نفع اور فائدہ رکھا ہے سو اللہ تعالےٰ نے کھولکر فرما دیا کہ سُود حرام ہے۔ یہ حیلہ اور فریب تمہارا کام نہ آویگا۔ بعد اس حکم کے جو کوئی مسلمان ہو کر سُود لیگا

وُہ مقر جہنمی ہوگا۔

حدیث - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس رات مجکو ساتویں آسمان پر لے گئے دیکھا میں نے ایک گروہ کو کہ سر اُن کے نیچے اور پاؤں اُن کے اُوپر ہیں - پیٹ پھُول کر مشک کی صُورت ہورہے ہیں - سانپ بچھو اُن کے اندر بھرے نظر آتے ہیں - آنکھوں سے پیپ بہی جاتی ہے - نہایت بدبو اُن کے بدن سے چلی آتی ہے - اُنکا یہ حال دیکھکر میں نے جبرائیل علیہ السّلام سے پوچھا - یہ کون لوگ ہیں جو ایسے سخت عذاب میں پکڑے ہوئے ہیں - جبرائیل علیہ السّلام نے بتلایا - یارسُول اللہ یہ لوگ دُنیا میں نڈر ہوکر سُود کھاتے تھے - سو ایسے سخت عذاب میں ڈالے گئے - پھر فرمایا جو کوئی حرام سے مال جمع کرے یعنے ظلم کرکے - سُود لیکے - زناہ کرکے - رشوت لیکے - چوری - دغابازی وغیرہ کرکے خیر خیرات کرتا ہے - اچھے کاموں پر لگاتا ہے جیسے للہ کھانا کپڑا دینا - پل مسجد سرا بنانا اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں وُہ نیک کام اُسکا قبُول نہ ہوویگا - ہرگز اُسپر کچھ ثواب نہ پاوے گا - کیونکہ یہ مال اُسکا نہیں - اُسکی مِلک میں نہیں آیا - اور جب تک کوئی چیز کسی کے مِلک میں نہ آوے اُسمیں تصرّف کرنا ہرگز جائز نہیں - اور ایسی کمائی کھا کر جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اُسکا وہ عمل بارگاہ الٰہی میں ہرگز منظور نہیں ہوتا - بلکہ اللہ کی نافرمانی کے سبب اس کے اُوپر اُلٹی لعنت برستی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سولھویں سیپارے کے تیسرے رکوع میں نافرمانوں کے حق میں ارشاد فرمایا قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ تو کہہ دے اے محمدؐ ہم بتاویں تمکو کن کے کام بہت خراب ہوئے - جنکی محنت بھٹک رہی دُنیا کی زندگی میں اور وے سمجھتے ہیں کہ ہم خوب بناتے ہیں ہم کام اس سے معلوم ہوا کہ جب تک کوئی پورا پورا مُسلمان نہ بنے یعنے اپنے عقاید دینداری کے ٹھیک نہ کرے اور فرقہ ناجیہ یعنی سُنت وجماعت کے طریق پر نہ چلے اور جن باتوں کا حکم ہوا ہے اُن کو اختیار نہ کرے - اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے اُن کو نہ چھوڑے - اور بُرا نہ جانے اگر لاکھوں روپے اپنی دانست میں اللہ کی رضامندی کے کام سمجھ کر خرچ کرے ہرگز وے کام اس کے جناب مقدس میں مقبول نہ ہونگے - اور اُن کی محنت اور سعی کچھ فائدہ نہ کرے گی مفت برباد ہو جائیگی - سو پہلے چاہئے کہ اپنے اعتقاد درست کرے اور

مقدور بھر نیک عملوں پر قایم رہے۔ اور بُرے عملوں سے بھاگے۔ اس لئے کہ جب درخت کی جڑ مضبوط ہوتی تو شاخ ہری رہیگی۔ پھل بھی لگیں گے۔ اور جو جڑ کٹ ملے گئی یا ناقص ہوگئی تو پھل کاہے کو لگیں گے اگر لگے بھی تو پھر جھڑ پڑینگے کام کے لایق نہووینگے +

وروی عن جابر رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن رسول اللہ صلعم اٰکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ وقال ھم سواء۔ **ترجمہ** لعنت کی رسول علیہ السلام نے سُود کھانیوالے اور دینیوالے اور اُس کا تمسک لکھنے ولے اور اُس کے گواہوں پر اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں +

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے سے۔ روپا روپے سے۔ گیہوں گیہوں سے۔ جو جو سے۔ خُرما خرمے سے۔ نمک نمک سے برابر برابر لے۔ اسمیں جو کوئی ان چیزوں میں کچھ زیادہ لیگا سُود ٹھیریگا + اور جس شہر اور گاؤں میں سُود خور بہت ہونگے وہ شہر اور گاؤں البتہ ویران ہوگا۔ اور وہاں کی چیزوں میں برکت باقی نہ رہیگی +

مگر قرض دینا کسی کو بے منفعت اُس کا ثواب البتہ بہت ہے۔ کما ورد حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب کو بہشت کے دروازے پر مَیں نے لکھا ہوا دیکھا۔ کہ جو کوئی ایکدرم اللہ کی راہ میں خیرات کرے اُسکو دس درم کا ثواب ملیگا اور جو کوئی اللہ کے واسطے ایکدرم کسی کو قرضہ دے اُسکو اٹھارہ درم کا ثواب ہوگا۔ اِسکا سبب میں نے جبرئیل سے پُوچھا۔ اُنہوں نے کہا کہ جب کوئی خدا کی راہ میں کچھ دیتا ہے کبھی محتاج اور کبھی غیر محتاج کو پہونچتا ہے۔ اور آدمی قرض نہیں چاہتا مگر احتیاج کے وقت۔ اسواسطے قرض دینے کا ثواب خیرات پر زیادہ ہے +

قرض دینے کا ثواب

وزن اور ماپ میں لینے کے وقت زیادہ لینا اور دینے کے وقت کم تولنا دونوں کام بہت بُرے ہیں جیسا کہ اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ترجمہ خرابی ہے گھٹانیوالونکی کہ جب ناپ لیں تو بڑھا کر لیں اور جب ناپ دیں اُن کو یا تول دیں تو گھٹا کر دیں۔ ایسے لوگ جو اسطرح کے گناہ کرکے اپنے لڑکوں بالوں کو کھلانے ہیں۔ دُنیا کماتے ہیں۔ قیامت کے دن بڑی سختی میں گرفتار ہونگے۔ کیا تعجب ہے کہ

کم تول کا بیان

آدمی عاقبت کو جو ہمیشہ کی دولت ہے دیکر دُنیا کو جو محض ناچیز ہے مُول لیتے ہیں۔ اور وہاں کے تول کی کچھ خبر نہیں رکھتے۔ سو حقیقت میں یہ لوگ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور وہاں کی بازپُرس کا خطرہ نہیں کرتے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آویگا۔ جو سب سُود خور ہو ویں گے۔ کسی نے پُوچھا یا نبی اللہ کیونکر سب لوگ سُود خور بنجائیں گے۔ آپ نے فرمایا اسطرح سے کہ کوئی سُود کا معاملہ کریگا۔ کوئی اس کے کام میں مدد کریگا۔ کوئی درمیان میں وکیل بنے گا۔ کوئی گواہ ہوگا۔ کوئی لکھنے والا۔ غرض کہ دُنیا میں سُود کا کاروبار ایسا پھیلیگا۔ کہ کسی کو اُسکا کھانا عَیب نہ معلوم ہوگا بلکہ جو کوئی منع کریگا تو تعجّب جانیں گے۔ پھر کسی کے سمجھائے سے ہرگز نہ سمجھیں گے۔ اُسکو اپنی کمائی جانکر دلمیں اُسکی بُرائی کو نہ آنے دیں گے۔ پھر اس ضد اور نافرمانی کے چلن کیساتھ اپنے تئیں مسلمانوں میں گنتے رہیں گے حقیقت میں وُہ خدا اور رسُول کے دُشمن ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی نے تیسرے سیپارے کے چھٹے رکوع میں ارشاد فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ط اے گروہ ایمان والوں کے ڈرو عذاب الٰہی سے اور ہاتھ روکو اس سے جو باقی رہ گیا ہے سُود میں سے۔ اگر ہو تم باور کرنیوالے سُود کی حُرمت کو۔ تفسیر حُسینی میں لکھا ہے کہ بنی عُمر اور ثقفی اور بنی مغیرہ مخزومی سُود کے ساتھ باہم معاملہ رکھتے تھے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دِن سُود حرام ہوجانیکا فتوے دیا۔ بنی عُمر نے اس شرط پر صُلح کی کہ اُنکا سُود اَوروں پر ثابت رہے اور دُوسروں کا سُود اُن کے ذمہ سے ساقط ہو جائے۔ اور مغیرہ نے سُود مانگتے وقت اُنپر سختی اور تنگی کی۔ وُہ نالہ و فریاد کرکے بولے کہ ہم لوگ کیا بدبخت ہیں کہ سُود سب لوگوں سے موقوف ہوگیا اور ہم ابھی اس بلا میں مُبتلا ہیں۔ پھر اُنہوں نے اپنا یہ قصّہ عتاب بن اسید جو مکہ معظمہ کے حاکم تھے اُن سے بیان کیا اُنہوں نے اُنکا حال اور ماجرا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ سُود سے ہاتھ اُٹھاؤ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط پس اگر ایسا نہ کروگے اور بقیہ سُود نہ چھوڑ دوگے۔ پس آگاہ کردو ایکدوسرے کو اور آمادہ رہو ساتھ لڑائی کے خُدا سے اور اُس کے رسُول سے یعنے اگر سُود لینا نہ چھوڑ دوگے تو آگاہ ہوجاؤ

اور جان لو کہ حرب خدا اور رسول کے لایق ہو۔ اور خدا کی لڑائی آتش دوزخ اور رسول کی لڑائی تلوار ہے +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! اب اس سے زیادہ کیا سنو گے۔ کہ بیاج کھانیوالے جو بیاج کھاتے ہیں گویا اللہ اور رسول کیساتھ لڑائی کرتے ہیں۔ اور جسنے اللہ اور رسول سے لڑائی کی پھر اُسکا حال کیا ہوگا۔ اپنے دِلمیں خوب سمجھ لو + اور فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرضخواہ قرضدار کی سواری پر سوار نہ ہو۔ اور اُسکا ہدیہ نہ لے کیونکہ قرضدار سے جسطرح فائدہ قرضخواہ کو پہونچے وُہ سُود ہے۔ کما ورد کل قرض جر نفعا فھو حرام + یا اللہ یا کریم ہمکو اور سب مسلمانوں کو حرام کے کھانے اور حرام کے کسب اور حرام مال حاصل کرنیسے بچائیو۔ بلکہ شبہ کی چیزوں سے بھی محفوظ رکھیئو۔ بحرمۃ النبیؐ وآلہ الامجاد +

هٰذِهِ الْمَوْعِظَةُ فِیْ ذِکْرِ نَشْرِ الْخَلَائِقِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِهَا

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خلقت کو اپنی اپنی قبروں سے اُٹھایا جائیگا تو اپنے اُٹھنے کے مکان پر چالیس برس کھڑے رہیں گے۔ اور ایسے بے حواس ہونگے کہ اُن کو کھانے اور پینے کی طرف ہرگز خیال نہوگا۔ ایک دُوسرے سے بات چیت بھی نہ کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی اُمت کے دیندار کس علامت سے پہچانے جائیں گے قَالَ اِنَّ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ + اور نیز حدیث میں وارد ہُوا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور حق سبحانہ وتعالےٰ کے حکم سے خلائق اپنی اپنی قبروں کے مکان سے اُٹھیں گے۔ تو ملائک حاضر ہوکر اُن کی قبروں پر آ کھڑے ہونگے۔ اور اُن کے تمام بدن کو مٹی کی آلائش سے صاف کریں گے۔ اور اُن کا سارا بدن غبار سے صاف ہو جائیگا۔ مگر سجدہ کے مکانات اور مواضع سے مٹی کا نشان بدستور قائم رہیگا۔ فرشتے اس نشان کے مٹانے میں ہرچند کوشش کرینگے مگر وہ نشان ہرگز اُن کے بدن سے نہ مٹیگا۔ پس حق سبحانہ وتعالےٰ

کیطرف سے منادی پکار کر کہیگا۔ لَیْسَ هٰذَا مِنْ تُرَابِ قُبُوْرِهِمْ اِنَّمَا هِیَ تُرَابُ مَحَارِبِهِمْ دَعْوَامَا عَلَیْهِمْ کہ یہ اُن کی قبروں کی مٹی نہیں ہے۔ سو اس سے کے نہیں کہ یہ مٹی اُن کے محاریب کی ہے اس مٹی کو اُن کے بدنوں پر چھوڑ دو۔ تا وقتیکہ یہ پُلصراط سے سلامت باکرامت گذر کر بہشت میں داخل ہو جاویں۔ پھر بہشت وغیرہ کے رہنیوالے لوگ جب ان کے چہروں پر علامت سجدہ کی دیکھیں گے تو اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ بندے اللہ کے خادم اور بندے عابد ہیں + انتہٰے

حدیث ۔حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن آویگا۔ تو حق سُبحانہ وتعالے اپنے بندوں کو قبروں سے اُٹھائیگا۔ تو حضرت رضوان اللہ علیہ السلام کیطرف یہ پیغام پہونچائے گا یا رضوان قد اخرجت الصآئمین من قبورهم جائعین عطشین فاستقبلهم بشرابهم وطعامهم وشهواتهم اے رضوان میں نے اپنے روزہ داروں کو پیاسے اور بھوکے قبروں سے اُٹھایا ہے۔ اور بہت مدت کے بھوکے اور پیاسے ہیں تو اُنکے لئے بہشت سے کھانا پانی وغیرہ چیزیں لیجا۔ حضرت رضوان علیہ السلام یہ پیغام ملک العلام کا سُنکر آواز بلند سے چیخ مار کر کہینگے یا ایها الغلمان ویا ایها الولدان ایتونی باطباق النور غلمان اور ولدان وہ ہیں جو قبل از بلوغت فوت ہو گئے ہونگے۔ پس یہ سارے اپنی بارش کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور اشجار کے پتوں سے بڑھکر میوجات کثیرہ اور طعومات عجیبہ اور شرابات لذیذہ کے اطباق بھر کر رضوان کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔ جب وہ غلمان اُن کیساتھ ملاقات کریں گے اور طعام بہشتی اُنکے آگے رکھیں گے تو اُن کو کہینگے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ اے خدا کے بندو اس خوشی وار طعام اور شراب کو کھاؤ اور پیئو بسبب اُس چیز کے کہ تم نے ایام گذشتہ میں بھیجی تھی۔ اللهم ارزقنا +

حدیث ۔حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ثلثة نفر صافحهم الملئكة يوم القيمة اذا خرجوا من قبورهم الشهداء وصائمو شهر رمضان وصائمو يوم عرفة کہ تین قسم کے آدمی جب اپنی قبروں سے اُٹھینگے تو فرشتے تعظیماً اُن کیساتھ مصافحہ کریں گے۔ ایک تو شہدا یعنے جنہوں نے راہ مولے

میں اپنی جان قربان کردی۔ دوئم ماہ رمضان کے روزے رکھنے والے۔ سیوم جو عرفہ کے دن یعنے حج کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ ان تین قسم کے آدمی قیامت کے دن جب اُٹھینگے تو ملائکہ اُن کی تعظیم و تکریم کے لئے اُن کیساتھ مصافحہ کریں گے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ام المومنین عائیشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ قصورا من درو یاقوت وزبرجد وذھب وفضۃ فقلت یا رسول اللہ لمن ھذا قال لمن صام یوم عرفۃ کہ بہشت میں موتیوں اور یاقوت اور زبرجد اور سونے اور چاندی کی کوشکیں بنی ہوئی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لمن ھذا قال لمن صام یوم عرفۃ پھر فرمایا یا عائیشہؓ ان احب الایام الی اللہ یوم الجمعۃ ویوم عرفۃ لما فیھا من الرحمۃ اے عائیشہ بہت پیارا دنوں میں سے خدا تعالےٰ کے نزدیک جمعہ اور عرفے کا دن ہے۔ اس لئے کہ نزول رحمت الٰہی کا ان دنوں میں بہ نسبت اور دنوں کے زیادہ ہے اور بہت برا دن ابلیس کے عندیہ میں جمعہ اور عرفہ کا دن ہے اور فرمایا اے عائیشہ جو شخص عرفہ کے دن روزہ رکھے حق سبحانہ وتعالےٰ ستّر دروازے رحمت کے اُسپر کھولدیتا ہے۔ اور جب روزہ کو افطار کرکے پانی پیتا ہے۔ اُس کے بدن کے پسینے کے قطرات اس کے لئے مغفرت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں اللھم ارحمہ الی طلوع الفجر۔ (انتہےٰ)

حدیث۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزہ دار اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے اور روزے کی خوشبو جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہوگی۔ پہچانے جائیں گے۔ یعنی لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ روزہ دار ہیں اور ملائک اُن کے لئے لذید کھانوں کے خوانچہ اور خوشگوار سرد پانیوں کے کوزے حاضر کریں گے اور کہیں گے۔ کلوا فقد جعتم حین شبع الناس واشربوا فقد عطشتم حین روے الناس واستریحوا پس وہ روزہ دار بہشتی کھانے کھائینگے اور ٹھنڈے پانی پیئیں گے اور استراحت کے بستر پر آرام کریں گے۔ اور دیگر لوگ حساب کے مخصمے میں گرفتار ہونگے۔ انتہیٰ

حدیث۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس قسم کے آدمیوں کو بلاحساب بہشت میں داخل کیا جاویگا۔ ایک انبیا اور شہدا اور حضرات علماء اور غازی فی سبیل اللہ۔ اور حافظ قرآن بشرطیکہ قرآن فروشی نہ کیا کرے اور موذن اور

امام عادل اور وُہ عورت جو جنکر فوت ہو جائے - اور جو ظلماً قتل کیا جاوے - اور جو جمعہ کے دن میں فوت ہو جائے یا جمعہ کی رات کو انتقال کر جائے - یہ دس قسم کے آدمی بلا حساب داخل بہشت ہوویں گے + انتہٰے ۱۲

حدیث - رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یحشر الناس یوم القیٰمۃ عراۃ حفاۃ کہ آدمی قیامت کے دن ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ کئے ہوئے اُٹھیں گے - حضرت ام المؤمنین سودہ + اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام المومنین عایشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جو اس حدیث کی راوی ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسُول اللہ! بڑی خرابی ہوگی اور بڑی بے پردگی ہوگی - کہ ہم ایکدوسرے محرم غیر محرم کیطرف ننگے دیکھینگے - آپنے فرمایا کہ اُسدن آدمیوں کو اور ہی فکر ہوگی - دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی - چالیس برس تک اُن کی آنکھیں آسمان کیطرف ٹکٹکی باندھکر دیکھتی رہ جاویں گی - کما قال اللہ تعالےٰ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْہُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ پس وُہ دن کیسا سخت ہوگا کہ بر ہنگیاں اُسمیں عیاں ہونگی - اور باوجود اس کے دیکھنے اور التفات کرنیسے مامُون رہیں گے + آیت شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ دن ایسا سخت ہوگا کہ ہر مرد کے واسطے اہل قیامت میں سے - اسدن ایک کام ہے کہ اُسے دوسروں کے کام سے باز رکھیگا - اِس باب میں شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ نے ایک حکایت نظم کی ہے ؎

کشتیئے آورد در دریا شکست
گربہ و موشے بران تختہ بماند
نے زگربا موش را روئے گریز
ہر دو شان از ہول دریائے عجب
در قیامت نیز آن غوغا بود

تختہ زان جملہ بر بالا نشست
کار شان با یک دگر یختہ بماند
نے ز موش آن گربہ را چنگال تیز
در تحیر باز ماندہ خشک لب
یعنے آنجا نے تو نے ما بود -

معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سب آدمی محشر قیامت میں جمع ہو جاویں گے اور ستر ہزار ملائک دوزخ کو ستر ہزار باگ سے پکڑ کر میدان قیامت میں لا دیں گے اور نیز حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ کی ایک ایک باگ کو ستر ستر ہزار فرشتہ پکڑ کر کھینچیں گا جب سو برس کا راستہ محشر کے میدان میں باقی رہ جاویگا - تو دوزخ خلائق کے

پکڑنے کے واسطے ایسا حملہ اور یورش کریگا۔ کما ورد تکاد تمیز من الغیظ یعنے قریب ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے دوزخ غصہ کے مارے کافروں پر۔ کہ انبیاء اور ملائک اسکی دہشت اور خوف سے زانوؤں کے بل گر پڑیں گے۔ اور نفسی نفسی پکاریں گے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم امتی امتی کہیں گے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا یا محمد اولیائی من امتك لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یا محمد میں تیری امت کی بابت تیری آنکھوں کو سرد کرونگا۔ اور آفتاب اسدن ایک میل کے فاصلے پر نزدیک ہوگا اور اسکی حرارت بھی زیادہ کیجاوے گی۔ اور آدمی اپنے اپنے عرق میں بقدر گناہوں کے غرق ہونگے چنانچہ بعضوں کا پسینا زانو تک اور بعضوں کا تہیگاہ تک۔ اور بعضوں کا کانوں تک اور بعضوں کا قریب سر پر سے گذر جانے تک ہوگا۔

حضرات علمائے نے کہا ہے کہ یہ بھی اسروز کے خوارق میں سے ہے۔ کہ خلائق برابر کی زمین میں متفاوت عرق عرق ہونگے۔ اور اس روز سوائے سایہ اعمال صالحہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور از انجملہ بعضے لوگ عرش کے سایہ میں ہونگے۔ کما ورد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ نفر یظلھم اللہ یوم القیٰمۃ تحت ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظلہ اولھم امام عادل وشاب نشأ فی عبادۃ اللہ تعالیٰ ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ دمعًا من خشیۃ اللہ تعالیٰ ورجل قلبہ متعلق بالمسجد اذا خرج حتی یرجع الیہ ورجل تصدق بصدقۃ فلم تعلم شمالہ بما صنعت یمینہ ورجلان تحابا فی اللہ ورجل دعتہ امراۃ ذات حسن وجمال الی نفسھا فابٰی وقال انی اخاف اللہ تعالیٰ۔ حضرت ابی ہریرہ رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ سات آدمی ہیں کہ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالےٰ ان کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھیگا۔ وہ ایسا دن ہے کہ سوائے اس سایہ کے کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ پہلے امام عادل یعنے جو بادشاہ جو اپنی سلطنت میں عدل اور انصاف کو مد نظر رکھتا ہو۔ اور رعیت کو جماعت ظلمہ سے بچانیوالا ہو۔ اور دوسرا وہ جوان ہے جس نے اللہ تعالےٰ کی عبادت ہی میں پرورش پائی اور جوان ہوا۔ اور کسی طرح کا گناہ اس سے سرزد نہ ہوا۔ اور لڑکپن سے جوان ہونے تک خدا اور رسول کی محبت اور اطاعت میں مشغول رہا۔ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ اسکو اپنے عرش کے سایہ میں رکھیگا

اے میرے بھائیو اب میں تمکو لڑکوں کی عبادت میں چند حکایتیں سُناتا ہوں اور تم کو خواب غفلت سے جگاتا ہُوں۔ اور اللہ تعالے کی عبادت اور اُس کے رسُول کی اطاعت پر رغبت دلاتا ہُوں۔ ذرا دِل کے کان میری طرف متوجّہ کرو +

نقل عبداللہ یافعی شافعی نے اپنی کتاب حکایات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رح کے پاس ایک بزرگ آئے اور عرض کیا کہ میری لڑکی دو برس سے برابر رات دن زار زار روتی چلاتی ہے۔ ہر چند منع کرتا ہوں باز نہیں آتی۔ ڈرتا ہوں کہ روتے روتے اندھی نہ ہو جائے۔ آپ قدم رنجہ فرمایئے اور اُس ناسمجھ کو پند ونصیحت سے سمجھایئے۔ کیا عجب ہے کہ مفید ہو جائے۔ اور مجھ غمزدہ کو اس غم سے چھوڑائے کہ حق سبحانہ وتعالے نے اہل اللہ کی زبان کو بہت تاثیر بخشی ہے + حضرت حسن بصری تشریف لیگئے۔ اور اُس از خود رفتہ بخدا پیوستہ کو سمجھانے لگے۔ کہ کیا بات تجکو بھائی۔ کونسی چیز تیرے دِل میں سمائی کہ دن رات روتی چلاتی ہے۔ اور اپنے ماں باپ کو ناحق غم والم میں رکھتی ہے۔ بولی اَے شیخ محبت خدا میرے جی کو بھا گئی۔ دِل وجان میں سما گئی۔ اور رونے کا مزہ چکھا گئی۔ چشمۂ چشم سے ندی نالے بہا گئی۔ پس اگر دولتِ دیدار پروردگار اس بے نصیب کے نصیب ہے تو دونوں آنکھیں یہ اور ایسی دو ہزار اَور نثار دیدار تعالے پروردگار ہیں۔ ورنہ ہونا نہ ہونا ان کا بیکار ہے۔ بلکہ ہونے سے نہ ہونا خوشگوار ہے ؎

آدمی دیدست وباقی پوست است	دیدہ آن دیدہ کہ دید دوست است

اور دیدہ حق دیدہ ہر دم بے چین اشکبار ہے۔ ہاں اگر چین ہے تو دولتِ دیدار جناب باری باگریہ وزاری میں ہے۔ واللہ کوئی چیز مزے دار تر ذوق دیدار پروردگار سے نہیں۔ اور اشک تر کی لذت نزدیک عاشق کے وصال یار سے کم نہیں۔ جیسا کہ زاہد کی حکایت مثنوی شریف میں اس حکایت کے مناسب ہے وہو ہذا۔ حکایت

زاہدے را گفت یارے در عمل	کم گری تا چشم را ناید خلل
گفت زاہد از دو بیرون نیست حال	چشم بیند یا نہ بیند آن جمال
گر بہ بیند نور حق خود چہ غم است	در وصال حق دو دیدہ کے کم است
ورنہ خواہد دید حق را گو برو	ہمچنین چشم شقی کور شو

حکایت۔ نقل ہے بادشاہ بغو الکبیر ترکی سے کہ ایک لڑکی اسکی نہایت حسین اور جمیلہ تھی۔ یکایک دُنیا اور معاملاتِ دُنیا سے اُسکو نفرت آگئی۔ اور آدمی کی صُورت سے بیزار ہوگئی حتے کہ مجنون مشہور ہوئی۔ آخر کار بادشاہ کو بھی خبر پہونچی۔ سُنتے ہی ازبس بیقرار ہوگیا۔ اور ہر طرف کے طبیب بُلائے۔ اور معالجہ شروع کیا۔ کسی کے معالجہ سے فائدہ نہ ہوا۔ جب تنگ آکر حکم دیا کہ جو کوئی اسکو اچھا کریگا اُسی کیساتھ اُسکا عقد نکاح کیا جاویگا۔ یہ حال سُنکر ایک جہان جمع ہوگیا۔ کوئی بیمار ذوق جمال اور وصال کوئی گرفتار شوق حصُول مال و منال۔ الغرض ہر ایک بلباس طبیب اُس حبیبہ کی خدمت میں آیا۔ اور تمام عالم گرفتار اس مرض عالمگیر نے اپنے مرض کی دوا اُس مریضہ محبوبہ کو پایا۔ ہر ایک دعوے حکمت کرنے لگا۔ کوئی اقسام امراض گنتا تھا۔ کوئی حرکات نبض بیان کرتا تھا۔ آخر کار سب نے نوبت بہ نوبت معالجہ کیا۔ مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ جب بادشاہ نے غیرت کھا کر غضب میں آکر سب کو قتل کروادیا پھر بھی بطمع زر و مال اس مالدار حسن و جمال باکمال سے کوئی باز نہ آیا۔ جو خبر پاتا تھا آکر معالجہ کرتا تھا۔ جب افاقہ نہ ہوتا تھا تو مارا جاتا تھا ؎

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند	در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

یہ خبر حضرت ابو الحسن نوری قدس سرہٗ کو پہونچی۔ بہت متاسف ہوئے اور کہا۔ مفت سارا جہان جان سے جاتا ہے۔ اب اس بلا کو دفع کرنا اور سب مخلوق الہٰی کو بلا سے بچانا فرض وقت اور عین مصلحت ہے۔ چنانچہ حضرت تشریف لے گئے اور پوچھا کہ وُہ بیمار کہاں ہے کسی نے کہا کہ جب اسکے اچھی ہونیکی طرف سے مایوس ہوگئے۔ تب ہار کے اسکے علاج لاعلاج سے سبنے ہاتھ اُٹھایا۔ اور اُسکو مطلق العنان کردیا۔ پھر وُہ پردہ نشین بطور مجنونانہ ہر جا بے پردہ پھرتی اور جنگل میں فلاں مقام پر رہتی ہے۔ پھر اُسی جگہ تشریف لے گئے اور باٰواز بلند اعوذ اور بسم اللہ پڑھکر سُورۂ بقر پڑھنی شروع کی۔ پس ناگاہ لڑکی چیختی چلاتی آئی۔ کہا اے ابو الحسن نوری تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ کیا میرے پیارے خدا کا پیارا کلام پڑھتے ہو۔ آپ نے حیرت میں ہو کر کہا کہ تونے کیونکر میرا نام اور اللہ کا کلام معلوم کیا۔ تجھکو کس نے بتایا۔ بولی اے شیخ جس نے تیرے جیسے صاحب کمال کو یہاں بھیجا۔ اور مجھکو اس حال میں خوش کیا اُسی نے تعلیم کیا اور اگر میں ایسی

نہ ہوتی تو دُنیا اور دُنیا والوں سے کیونکر نجات پاتی۔ اور اِس قسم کی باتیں کرتی۔ جیسے کہ مولٰنا فرماتے ہیں ؎

کار ما از خلق بر ما شُد دراز	داد زین مُشتے گدائے بے نیاز
تا نمیرم از خود و از خلق پاک	بر نیاید جانِ ما از خلق پاک
ہر چہ غیر شورش و دیوانگی است	اندرین رہ دُوری و بیگانگی است

پھر آپ سے سورۂ آل عمران تک پڑھوایا۔ پھر آپ نے کہا کہ عورت ہو کر تجکو اس لوٹے حال میں رہنا زیبا نہیں۔ کپڑے پہنکر اپنے باپ کے پاس چل۔ کہ ہمارا تیرا عقد ہو جائے بولی مجکو ہرگز رغبت نہیں ہے کہ ؎

وقت آن آمد کہ من عریان شوم	جسم بگذارم سراسر جان شوم
ہر کہ اندر عشق یابد زندگی۔	کفر باشد پیش او جز بندگی
نعرہ مستانہ خوش مے آیدم	تا ابد اے جان چنین مے بایدم

کہا بدوں عقد کے باہم کلام و پیام درست نہیں ہے۔ پھر باہم ہو کر زیارت بیت اللہ کو چلیں گے کہ ہر سال وہاں لاکھوں آدمی جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ یہ بات سُنتے ہی بیخود ہو گئی۔ دریائے محبّت الٰہی میں ڈوب گئی۔ اُسی حال میں جناب الٰہی میں رو کر عرض کرنے لگی کہ اے میرے مالک تو نے اپنے فضل و کرم سے اِس بندی کو اپنی محبت کا مزہ چکھایا۔ اور سب دُنیا اور لذات دُنیا سے چھُڑایا۔ اور اپنا گھر کہ لاکھوں آدمی اُسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ آجتک مجکو نہ بتایا نہ دِکھایا۔ لونڈی کو کیا خطاوار پایا۔ جو ایسی دَولت سے محرُوم رکھا۔ پھر یکایک جوش محبّت الٰہی میں بھر گئی۔ دریا کی طرح اُبل گئی اور ایک طرف تیزی سے چلی۔ وُہ بھی بوادید حال کیفیت مال کے اُس کیساتھ ہُوتے۔ ناگاہ ایک مقام شاداب پر پہونچی کہ ہر طرف نہر جاری اور بلغ بہاری آگے چل کے کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وُہ طواف کعبہ میں مصروف ہو رہی ہے اور خوشی سے پھُولی نہیں سماتی ہے۔ یعنی اے شیخ جس کے جی جان میں خدا کی محبّت رچ گئی۔ اور خودی سے گذر گئی۔ اور خدا کی خاص لونڈیوں میں ہو گئی۔ اُسکو نیلت کعبہ کے آنے کو کسی زاد راحلہ کی حاجت نہ رہی اِسواسطے کہ ؎

عقل و دلہا بیگمان چون عرشی اند	در حجاب از نُور عرشی مے زنند

عقل ہر عطار کاگہ شد ازو		طلبہا را ریخت اندر آب جو	
گر کشاید دل سر انبان راز		جان بسوئے عرش سازد ترکتاز	

بلکہ خالص بندوں کے واسطے کعبہ اپنے مقام سے اُٹھ جاتا ہے +

رجعنا الی الحدیث ۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ورجل ذکر اللہ خالیاً ففاضت عیناہ دمعًا من خشیة اللہ + تیسرا شخص جو قیامت کے دن عرش الہٰی کے سایہ میں ہوگا وہ ہے جو خلوت میں بیٹھکر اپنے خدا کو یاد کرے ۔ اور اور خوف الہٰی سے اُس کی چشموں کے چشمے جاری رہیں +

مؤلف ۔ اے میرے بھائیو! تم بھی نیک چلن اختیار کرو ۔ اچھی اچھی خصلتیں اپنے وجود میں پیدا کرو ۔ اور حق سُبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور اپنے رسُول مقبول صلعم کی اطاعت اختیار کرو ۔ اور اُس کے عذاب اور غضب سے ہمیشہ ڈرتے رہو ۔ اور ناپائدار دُنیا کی محبت دل سے چھوڑو اور دین حاصل کرو ۔ جب کسیطرح کی مصیبت میں پڑو تو صبر اور شکر کو بجالاؤ ۔ گلہ اور شکوہ کا حرف مُنہ سے نہ نکالو ۔ دُکھ دینے والا وہی ہے ۔ جو سُکھ دیتا ہے ۔ اس کے سوا نہ کوئی دُکھ دیتا ہے نہ سُکھ ۔ تُم ذرا اپنے رسُول اور اُسکے صحابہ کی عبادت اور ریاضت اور صبر اور شکر کا حال سُنکر اپنے دل کے تئیں سمجھاؤ ۔ کیا تم مرتبہ میں اُنسے بڑھ کر ہو کہ تم کو عبادت الہٰی سے عار آتی ہے ۔ دیکھو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ باوجود اس جاہ وجلال کے عبادت الٰہی میں اسقدر مصروف رہتے تھے ۔

نقل ہے کہ ایکروز لوگوں نے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہاکہ آپ اسقدر تکلیف اُٹھاتے ہیں اور دُکھ میں پڑے رہتے ہیں ۔ تھوڑا عرصہ راحت فرمایئے جسم کو آرام دیجئے ۔ آپ نے جوابدیا کہ اگر دن کو آرام کروں تو رعیت کی خبرداری اور اُن کے مطالب کا کون فیصلہ کرے ۔ اور جو رات کو آرام سے رہوں تو قیامت میں اللہ تعالےٰ کو کیا مُنہ دکھاؤں ۔ اور وہاں کا کام میرا کسطرح بنے +

نقل ہے کہ ایک شخص اصحابوں سے جب نماز میں کھڑے ہوتے اتنا توقف کرتے کہ پاؤں اُن کے سُوج جاتے یہ تکلیف دیکھکر جورو اُنکی پیچھے بیٹھکر رویا کرتی ۔ ایکدن اُنکی ماں نے کہا اے بیٹا اسقدر اپنے بدنپر رنج کیوں اُٹھاتے ہو ۔ ذرا رحم کرو ۔ آرام سے رہو ۔ اُنہوں نے جواب دیا اے میری ماں بندہ آقا کی خدمت کیواسطے مقرر ہے

اس کے حق میں یہی بہتر ہے کہ ہردم اپنے کام میں رہے۔ جو اس سے غفلت کرے گا
بندگی کے دائرہ سے خارج ہو جاویگا۔ اے میری ماں میں حضرت نبی کریم اور اُن کے
اصحابوں سے بہتر نہیں ہوں اُنکا حال قیامت کے ڈر سے ایسا ہوتا تھا کہ کیا بیان کروں
ہمیشہ اسی فکر میں رہتے تھے کہ ہمدن کس کے نصیب میں کیا ہوگا۔ کون چھوٹیگا
کون پکڑا جائیگا۔ اے میری ماں یہی اندیشہ مجھے لگ رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت
کے دن شرمندگی اُٹھاؤں۔ ندامت کھینچوں۔ اپنے اُوپر ملامت کروں۔ جس نے اب
کاہلی کی وہاں پچھتائیگا۔ بہت حسرت اُٹھائیگا۔ اے میری ماں بڑے بڑے سخت مقام
در پیش ہیں۔ کیونکر دل بہلاؤں عیش و آرام میں کسطرح دل لگاؤں۔ آخرت میں
جائینگے دُنیا سے کیا لایا۔ جیسا کہ حضرت مولنا نے فرمایا۔ **مثنوی**

حق بفرماید چہ آوردی مرا		اندرین مہلت کہ من دادم ترا	
عمر خود را درچہ پایان بردۂ		قوت و قوت درچہ فانی کردۂ	
چشم و گوش و ہوش گوہرہای عرش		خرچ کردی چہ خریدی تو ز فرش	

پھر ملک الموت کو کیا مُنہ دکھاؤنگا۔ گور میں منکر نکیر کو کیا سُناؤنگا۔ نیکی بدی تولنے کیوقت
کیا کہونگا۔ پلصراط سے کیونکر پار اُترونگا۔ ایسی ایسی باتیں کرتے خوف الٰہی جو غالب
ہؤا اُسیوقت جان اپنے جان آفرین کو سونپی۔ جورو اور ماں افسوس کرتی رہ گئیں ۴
مؤلف۔ اے میرے بھائیو جو شخص خدائے ذوالجلال کی عبادت میں مشغول
رہتا ہے۔ اور اُس کے جلال سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے۔ تو اس شخص سے جن وانس درند
و پرند سب خوف زدہ رہتے ہیں۔ کما ورد من خاف اللّٰہ خافہ کل شئی ومن خاف
غیر اللّٰہ خوفہ اللّٰہ عن کل شئی۔ یعنے جو کوئی خدائے ذوالجلال کی عظمت وجلال سے ڈرتا
جملہ مخلوقات یعنے تمام مخلوقات کے لوگ جن وانس وحوش وطیور سب اُس سے ڈرتے ہیں
اور اُسکا ادب مدنظر رکھتے ہیں۔ یہانتک کہ شیر جو سب درندوں کا بادشاہ ہے اُس
شخص کی تعظیم اور تکریم اپنے اُوپر لازم سمجھتا ہے۔ اور جو کوئی غیر ذات مقدس سے ڈرتا ہی
اور خدا کے جلال کا کچھہ لحاظ نہیں رکھتا ہے۔ جناب باری اُسکو ہر شے سے ڈراتا ہے۔
جیسا کہ مولنا قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔ **مثنوی**

ہر کہ ترسید از حق و تقوٰے گزید		ترسد از وے جن وانس وہر کہ دید	

ہر کہ ترسد مرورا ایمن کنند	مر دل ترسندہ را ساکن کنند

حق سبحانہ وتعالے جل جلالہ نے جو لوگ سکے جلال کا خوف رکھکر اُسکی عبادت میں شاغل رہتے ہیں اُن کی شان میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ تحقیق جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اُسپر قایم ہو گئے ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مشرک نہیں گیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امرونہی پر قایم ہو گئے ۔ روباہ بازی نہیں کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تفسیر کی کہ اپنے عمل پاکیزہ اور خالص ۔ حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے یہ توجیہ فرمائی کہ فرائض ادا کئے ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ استقامت یہ ہے کہ طاعات اور عبادات جو اسپر فرض واجب ۔ سُنت ۔ مستحب تھا سب ادا کئے اور جملہ منہیات سے بچے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دُنیائے فانی سے مُنہ پھیرا اور سرائے باقی کیطرف راغب ہُوئے ۔

صاحب کشاف نے فرمایا کہ ربنا اللہ کہنا توحید اقراری سے عبارت ہے اور ثم استقاموا توحید معرفت کی طرف اشارت ہے ۔ توحید اقراری یہ ہے کہ کہہ اللہ یکتا ہے ۔ اور توحید معرفت یہ ہے کہ اسے یکتا جان یعنے ہر جہت سے اسکی وحدت دیکھ باوصف اس کے کہ عالم وحدت میں جہت نہیں ۔ ع

نے جہت میگنجد آنجا نے صفت	نے تفکر نے بیان نے معرفت
آتشے از سر وحدت بر فروخت	غیر واحد ہر چہ پیش آمد بسوخت

تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اُترتے ہیں اُنپر فرشتے ۔ یعنے مستقیم مؤمنوں پر ہم فرشتے نازل کرتے ہیں اُن کی موت کے قریب یا قبر سے باہر آتے وقت یا قبر کے اندر یا ان سب وقتوں میں جو مذکور ہُوئے ساتھ اسبات کے کہ ہم انسے کہیں گے اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نہ ڈرو اُنسے جو تمہارے آگے ہیں اُمور اخروی اسواسطے کہ وُہ تمپر آسانی سے گذر جائیں گے اور غمگین نہو اس کے سبب سے جو چھوڑ آئے ہو اہل وعیال کہ حق تعالے اُن کے کام بخوبی بنائیگا ۔ اور خوش ہو جنت کے سبب سے وُہ جنت جسکا وعدہ دیئے جاتے تھے ۔ پیغمبر کے زمانے ۔ حضرت مولنا قدس سرہ بھی اسی آیت کیطرف اشارہ کرکے ارشاد فرماتے ہیں ۔ مثنوی

لا تخافوا ہست نزلِ خائفان	ہست در خور از برائے خائفان
نے زدریا ترس و نے از موج و کف	چون شنیدستی خطاب لاتخف
خوف آنکس راست کو را خوف نیست	قصہ آنکس کش اینجا طوف نیست
من تبرسانم و قبیح یادہ را	آنکہ ترسد من چہ ترسانم ورا

حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے جو لوگ خدائے ذوالجلال کے جلال سے خوف زدہ رہتے ہیں انکی شان میں فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ترجمہ بیشک وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب کے عذاب سے پوشیدگی کیساتھ یعنے خوف کے آثار خلق سے چھپاتے ہیں اور تنہائیوں میں نالہ و فریاد کرتے اور روتے ہیں ۔ عین المعانی میں ہے کہ غیب سے دل مراد ہے کہ خلق سے پوشیدہ ہے اور خدا پر ظاہر ہے ۔ یعنی دلمیں ڈرتے رہتے ہیں ۔ اُن کیواسطے بخشش ہے گناہوں کی اور اجر بڑا کہ بہشت ہے ۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ سختیوں اور مکروہات سے بیخوف ہونا یعنے ڈرنیوالوں کو اس چیز سے امان کی خوشخبری ہے جس سے ڈرتے ہیں ۔

لاتخافو مژدۂ ترسندہ است	ہر کہ میترسد مبارک بندہ است
خوف و خشیہ خاص دانایان بود	ہر کہ دانا نیست کے ترسان بود

تفسیروں میں لکھا ہے کہ کفار قریش شہوات عیش نفسانیہ میں مسرور اور مغرور ہوکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں بے ادبانہ باتیں کہتے تھے ۔ اور چونکہ قرآن اُترنے کے ذریعہ سے کئی مرتبہ اُنکی باتوں کا پردہ کھل گیا ۔ تو باہم اُنہوں نے یہ تدبیر کی اور یہ قرار دی کہ آپس میں محمدؐ کی باتیں آہستہ آہستہ کیا کریں ۔ تاکہ اُن کا خداوند سُنے اور اُن کو آگاہ نہ کرے ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِاجْھَرُوْا بِہٖ ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ترجمہ چھپاؤ تم اپنی بات پیغمبر کے باب میں یا ظاہر کرو اُسے یعنے دونوں باتیں اُس کے نزدیک یکساں ہیں ۔ بیشک خدائے برحق جانتا ہے وہ چیز جو سینوں میں ہے قبل اس کے کہ زبان پر آوے اور جو دل کی چھپی باتوں سے واقف ہے اُسپر کچھ پوشیدہ نہ ہوگا ۔ وہ دل کی بات زور سے کہیں خواہ آہستہ اسکی ذات مقدس کے علم کے آگے یکسان ہے ۔ اِسی مضمون کیطرف مولنا قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا ہے ۔ مثنوی

ہرچہ دردل داری از مکر و رموز	پیش ما رسوا است وپیدا ہمچو روز
گر بپوشیمش زبندہ پروری	تو چرا بے شرمی از حد مے بری
چونکہ بدکردی بترس ایمن مباش	زانکہ تخم ست و برویاند خداش
چند گاہے او بپوشاند کہ تا	آید آخر زان پشیمانی ترا

اے میرے بھائیو اب جو جو بات خوف الٰہی کے باب میں تمکو کہی سُنائی گئی ہے اگر خوف کی کمی سے تم سے اُسکی پیروی نہ ہوسکے اور تمہارے ڈرانے کے لئے کافی نہووے توہم کسی قدر خائفین کے احوال لکھتے ہیں۔ جس سے ہم کو توقع ہے کہ کچھ تمہارے دلوں کی سختی دُور ہو جاوے۔ اس لئے کہ یہ بات تو تمکو بخوبی معلوم ہے کہ حضرات انبیاء اور اولیاء اور علما کی عقل اور اُن کے عمل اور رُتبے خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہاری عقل اور رُتبے سے بڑھکر تھی۔ تو یہ سوچنا چاہیئے کہ اُنپر خوف کیوں زیادہ تھا۔ اور اُن کے غم و گریہ کی کیا وجہ تھی کہ ان میں سے بعض چیخیں مارتے تھے اور بعض مدہوش ہو جاتے تھے۔ اور بعض غش کھاکر گر پڑتے تھے۔ اور اگر اُن کے احوال کے سُننے سے بھی تمہارے دل میں خوف پیدا نہ ہو تو بھی کچھ تعجب نہیں۔ اس لئے کہ غفلت والوں کے دِل پتھر جیسے یا اُن سے بھی سخت ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ اور تحقیق وُہ دِل جو تمہارے ہیں مثل پتھر کی ہیں سختی میں بلکہ بہت زیادہ ہیں سختی میں پتھر سے۔ اور تحقیق کہ بعضے پتھروں میں سے وُہ ہی کہ البتہ جاری ہوتی ہیں اُس سے نہریں بڑی بڑی۔ اور بعض اُوہی اُس سے وُہ کہ البتہ پھٹ جاتا ہے۔ تو نکلتا ہے اُس سے پانی تھوڑا جیسے چشمے۔ اور تحقیق کہ ہے پہاڑوں میں سے وُہ پہاڑ کہ گر پڑتا ہے اوپر سے نیچے آجاتا ہے مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ خوف خدا سے۔ اور نہیں ہے اللہ غافل اُس چیز سے جو تم کرتے ہو ؂

دلے کز نور معنے نیست روشن	مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن
دلے کز گرد غفلت زنگ دارد	ازآن دِل سنگ و آہن ننگ دارد

مؤلف۔ اے میرے بھائیو تم باوجودیکہ قرآن کریم کو پڑھتے اور سُنتے ہو۔ پھر

پتھروں سے بڑھ کر سنگدل ایسے ہو گئے ہو۔ اگر تمکو آہنی دل کا لقب دیا جائے تو بجا ہے کہ تم خدا کے جلال سے ایسے غافل ہو گئے ہو کہ اُسکا خوف تمہارے دلوں سے بالکلیہ جاتا رہا ہے دیکھو ہمارے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جنکی خاطر دو نو جہان پیدا ہوئے۔ اُن کے مزاج مبارک پر خوف الٰہی ایسا مستولی تھا کہ جب کبھی ہوا بدلتی اور آندھی آجاتی تھی تو خوف الٰہی سے انکا رنگ بدلجاتا تھا۔ جیسا کہ ام المؤمنین رضہ سے مروی ہے کہ جب ہوا بدلتی اور آندھی چلتی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اور کھڑے ہو کر حجرے میں پھرنے لگتے تھے۔ اور باہر اندر جاتے تھے یہ سب باتیں خدائیتعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ہوتی تھیں اور ایک بار ایک آیۂ سورہ حاقہ کی پڑھکر بیہوش ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وخرّ موسیٰ صعقا گر پڑا موسے بیہوش ہو کر ؛

روایت ہے کہ آپؐ جب نماز میں ہوتے تھے تو آپ کے مبارک سینے کا جوش ہنڈیا کے جوش کیطرح سنائی دیتا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ کبھی نہیں آئے مگر اس صورت سے کہ خوف خدائے جبّار سے کانپتے تھے ؛

روایت ہے کہ جب شیطان لعین مردود ہوا تو حضرت جبرائیلؑ ومیکائیلؑ نے رونا شروع کیا۔ اُنکو حکم ہوا کہ تم کیوں روتے ہو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ الٰہی ہم تیرے داؤ سے بیخوف نہیں۔ حکم ہوا کہ تو ایسے ہی رہو۔ میرے مکر سے بیخوف نہ رہو ؛

روایت حضرت فضیل رح فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے۔ کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا گناہ یاد کیا اُسیوقت چیخ مارکر اپنا ہاتھ سر پر رکھکر اُٹھے۔ یہانتک کہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ آپ کے پاس درندے اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ مجھے تم سے کچھ مطلب نہیں۔ مجکو وہی چاہئے جو اپنی خطا پر روو ے اور میرے سامنے روتا ہی آوے اور جو خطاوار نہیں داود خطاوار کے پاس اُسکا کیا کام ہے۔ اور جب کوئی آپ کو کثرت گریہ سے منع کرتا۔ تو فرماتے کہ مجھکو رونے دو۔ پہلے اس سے کہ رونیکا دن ہاتھ سے جاتا رہے۔ اور ہڈیاں جل جاویں۔ اور آنتیں بھڑک اُٹھیں اور پیشتر اس کے کہ کہیں حوالہ ایسے فرشتوں کے ہوں جن کی شان یہ ہے ملٰئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون

یعنے فرشتے تند خو زبردست بے حلمی نہیں کرتے اللہ کی جو بات اُن کو فرمائے اور وہی کرتے ہیں جو حکم ہوا +

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جب حضرت داؤدؑ بہت روئے اور کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو تو آپکا دل تھک گیا اور بہت رنج ہوا۔ آخر بامر لاچاری جناب باری عز اسمہ میں عرض گذری کہ الٰہی تو میرے رونے پر رحم نہیں کرتا۔ حکم ہوا کہ اے داؤدؑ اپنا گناہ بھول گیا۔ رونا یاد ہے۔ عرض کیا اے میرے اللہ اے میرے آقا میں اپنے گناہ کو کیسے بھولونگا میرا تو یہ حال تھا کہ جب زبور پڑھتا تھا تو پانی اور ہوا چلنے سے رہجاتے تھے۔ اور پرندے میرے سر پر سایہ کرتے تھے۔ وحشی میرے محراب میں مانوس ہوتے تھے۔ اے اللہ اب یہہ کونسی وحشت ہے۔ جو مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ حکم ہوا کہ اے داؤدؑ وہ اُنس تھا اور یہ وحشت گناہ کی ہے۔ اے داؤدؑ آدمؑ ایک میری مخلوق ہے۔ جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح اُسمیں پھونکی۔ اور اپنے فرشتوں سے اُسکو سجدہ کرایا اور اپنے اکرام کا خلعت اسکو پہنایا۔ اور اپنے وقار کا تاج اُسکے سر پر رکھا۔ جب اُسنے اپنی تنہائی کی شکایت مجھسے کی تو میں نے اُسکا جوڑا اپنی لونڈی حوّاؑ کو بنایا۔ اور اپنی جنت میں اُسکو رہنے دیا۔ مگر جب اُسنے میری نافرمانی کی تو اُسکو اپنے پاس سے ننگا اور ذلیل کرکے نکالدیا۔ اے داؤدؑ میرا قول سُن اور میں سچ کہتا ہوں کہ تو نے ہماری اطاعت کی تو ہم نے تیرا کہنا کیا۔ اور جو مانگا سو دیا۔ اور جب تو نے میری نافرمانی کی تو ہم نے تجہہ کو چھوڑ دیا۔ اور باوجود اس کے اگر تو ہماری طرف رجوع کریگا تو ہم تم کو قبول کریں گے +

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے خطا یاد کرتے تھے تو بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور آپ کے دل کی تڑپ ایک کوس سے سُنی جاتی تھی۔ لکھا ہے کہ اُسوقت آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور کہا کہ اے ابراہیم خدا تعالے آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے کبھی دیکھا کہ کوئی خلیل اپنے خلیل سے ڈرتا ہو آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل جب میں اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو مجکو اپنی خلت بھولجاتی ہے + اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہے۔ جب انبیا علیہم السلام کا یہ حال تھا جو تم نے سُنا ہے اسمیں خوب سوچنا چاہئے کہ جب یہ لوگ تمام خلق سے زیادہ خدا تعالیٰ کے عارف

ور اُسکی صفات کے عالم تھے۔ اُن کا یہ حال تھا تو ہم کو کہ سراسر گناہوں سے ظاہراً و باطناً
بھرے ہوئے ہیں کسطرح رہنا چاہیئے۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

بجائے کہ دہشت خورند انبیا	تو عذر گناہان چہ داری بیا

رجعنا الی الحدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوتھا آدمی جو قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں ہو گا۔ رجل قلبہ متعلق بالمسجد حتے یرجع الیہ۔ وہ شخص ہے کہ اُسکا دل مسجد میں متعلق رہے یہانتک کہ وہ نماز سے فارغ ہوکر اپنے کاروبار میں جاوے تو فوراً ہی مسجد میں چلا آوے یعنے بعد ادائے نماز کے گھر میں آوے۔ مگر اسکا دل مسجد کیطرف لگا رہے اور اذان کا منتظر رہے۔ ورجل تصدق بصدقۃ فلم تعلم شمالہ بما صنعت یمینہ ÷ اور پانچواں وہ آدمی کہ جو قیامت کے کفدست میدان میں عرش کے سایہ میں بآرام ٹھہرا ہوگا وُہ شخص ہے کہ صدقہ دیوے اور اُسکا دایاں ہاتھ اتنا بھی معلوم نہ کرے کہ اُس کے بائیں نے کیا دیا ہے۔ یعنی صدقہ کسی مسکین کو ایسا چھپا کر دیوے کہ جو کچھ دائیں ہاتھ سے دیا ہے اُسکا بایاں ہاتھ مطلع نہ ہووے۔ اور چھٹا وہ شخص ہے کہ رجلان تحابا فی اللہ یعنے وہ دو شخص جو باہم للہ فی اللہ بغیر کسی لالچ نفسانی کے ایکدوسرے کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مشغول رہیں اور ایکدوسرے رنج و راحت میں شریک ہو جاویں۔ اگر کسی بھائی کو کوئی مصیبت دُنیاوی یا دینی پہونچے تو اس سے اس تکلیف کو ہٹا دیویں تو ایسے دو شخص قیامت کے دن عرش الٰہی میں کھڑے کئے جائیں گے ÷ اور ساتواں وُہ شخص ہے رجل دعتہ امرأۃ ذات حسن وجمال الی نفسہا فابی وقال انی اخاف اللہ تعالیٰ کہ جسکو ایک عورت صاحب حُسن وجمال اپنے نفس کیطرف راحت روائی کے لئے بُلائے پس وُہ خوف الٰہی سے ڈر کر کہے کہ نہیں اس کام کے نزدیک نہیں جاتا ہوں کہ میرا خدا عالم الغیب اس کام کو دیکھتا ہے اور میں اُسکی مُوجودگی میں یہ کام کیونکر کر سکتا ہوں۔ پس وہ اپنے نفس کو ہوائے نفسانیہ سے بچالیوے بیشک وُہ عرش کے سایہ میں کھڑا کیا جاویگا اور بعد حساب و کتاب کے بحکم ونہی النفس عن الہوے فان الجنۃ ہی الماوی بہشت میں داخل کیا جاویگا روایت ہے کہ قیامت کے عرصات میں مخلوق کی ایک سو بیس صفیں ہونگی۔ اور ایک صف کا طُول ایکہزار سال کی مسافت کا ہوگا۔ بعض محدثین کے اقوال سے

ثابت ہوتا ہے کہ منجملہ ان صفوں کے تین صفیں مومنوں کی ہونگی۔ اور باقی کلہم کافر ہی ہونگے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انّ امتی مائة وعشرون صفا یعنے میری اُمت کی ایکسو بیس صفیں ہونگی۔ اور راوی حدیث کہتا ہے ہذا اصح کہ یہ روایت اصح ہے اور مومنوں کی یہ علامت ہوگی انھم ابیض الوجوہ غیر محجّلون اور کفار اس صفت سے موصوف ہونگے۔ انھم اسود الوجوہ مقرّنین و معذّبین مع الشیاطین یعنے کافروں کے مُنہ کالے اور زنجیروں سے کڑے ہُوئے اور شیاطین کے شمول میں عذاب دیئے جاوینگے ۔

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فِیْ ذِکْرِ سَوْقِ الْخَلَائِقِ اِلَی الْمَحْشَرِ

حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن کفار پیادہ پا محشر کے میدان کی طرف ہانکے جاوینگے اور مومنوں کو مرکبوں پر سوار کرکے عرصات کے میدان میں لیجائیں گے جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف میں اس امر کی بابت خبر دی ہے۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا یعنے اور یاد کرو وُہ دن کہ اکٹھا کرینگے ہم پرہیزگاروں کو خدا کے بہشت کیطرف اس حال میں کہ وُہ سوار ہونگے عمدہ اونٹوں پر جو جنت کی سواریاں ہیں بادشاہ کی جناب میں انکو اسطرح جنت میں سوار کرکے لیجائیں گے۔ جیسے عزّت دار لوگ سوار کرکے لیجاتے ہیں ۔ اور ہنکاوینگے ہم کافروں کو دوزخ کیطرف جیسے بہائم کو بھوکا پیاسا پیادہ یا اکیلے رہے ہُوئے لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ نہ قدرت رکھیں گے اور نہ پائیں گے نہ متقی نہ گناہگار سفارش کی۔ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ مگر اُس کی جس نے لیا ہو عِنْدَ الرَّحْمٰنِ پاس سے عہدًا عہد سفارش کے واسطے یا یہ کہ کوئی کسی کی سفارش نہ کرسکیگا۔ مگر وُہ جسنے اور وُہ عہد توحید اور نیک کام کا خدا سے اجازت پائی

حدیث اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یحشر المؤمنون رکبانا

علے نجائبہم یعنے جمع کئے جاویں گے مومن در آنحال کہ وہ اپنے کوتل گھوڑوں پر سوار ہونگے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا حق سبحانہٗ و تعالےٰ فرشتوں کو ارشاد فرمائیگا کہ اے میرے کارگذار ملائکو تم میرے پرہیزگار متقی بندوں کو اس دور دراز میدان قیامت میں پیادہ پا میری عالیہ بارگاہ میں نہ لاؤ بلکہ ان کو معزز سواریوں پر سوار کرکے میرے دربار میں حاضر کرو اس لئے کہ یہ میرے بندے عالم دنیا میں بھی سواری کے عادی ہیں۔ جب اُن کا وجود عالم بُود میں موجود نہیں ہوا تھا۔ تو اپنے باپ کی پیٹھ کے مرکب پر سوار تھے۔ ازاں بعد جب باپ کی پُشت سے انتقال کرکے والدہ کے رحم میں آئے تو اُسکا رحم نو مہینے تک انکا مرکب بنا رہا۔ جب وہ اپنی والدہ کے شکم سے عالم دنیا میں آئے تو دو ڈھائی برس ماں کی گود میں سواری کرتے رہے پھر اپنے باپ کی گردنوں پر چڑھکر کوچہ و بازار کا سیر کرتے رہے جب وُہ عالم نادانی سے نکلکر عالم تمیز اور جوانی میں پہونچے تو جنگلوں کے میدانوں کو طے کرنے کے لئے گھوڑوں۔ خچروں گدھوں گاڑیوں وغیرہ پر سواری کرتے رہے۔ اور دریائی سفروں میں جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہوکر مسافت کو قطع کرتے رہے۔ جب عالمِ دُنیا سے رحلت کی تو اپنے بھائیوں کی گردنوں پر سوار ہوکے اپنے اصلی مکان یعنے قبر میں پہونچے۔ اب جو ایک مُدت دراز کے بعد قبروں سے اُٹھے ہیں۔ یہ امر ہمارے کرم اور لطف سے بعید ہے۔ کہ اس منزل دور و دراز میں ان سواری کے عادیوں کو پیادہ پا چلاویں۔ اَے میرے ملائکو! تم اُنکے واسطے اُن کی بھیجی ہُوئی سواریاں بہشت سے لیجاؤ یعنے دُنیا میں جو اُنہوں نے قربانیاں کی تھیں۔ پس وُہ لوگ قربانیوں کے مرکبوں پر سوار ہوکر اپنے مولےٰ کیطرف روانہ ہو پڑیں گے۔ اَے میرے بھائیو اسیواسطے ہمارے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانیوں کے فربہ کرنیکے واسطے تاکید فرمائی۔ اور فرمایا سمّنوا ضحایاکم فانہا علے الصراط مطایٰکم

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ حق جل و علا تمام اولین اور آخرین خلقت کو زمین کے میدان میں کھڑا کردیگا۔ اور آفتاب اُن کے سروں پر قریب ہوکر چمکیگا۔ اور اس دن کی حرارت نہایت ہی سخت ہوگی۔ اور اس حالت پر ملامت میں ایک عنق سایہ

سیدھی دوزخ کی آگ سے نکلیگی اور بادل کی مانند ان کے سروں پر چھا جائیگی۔ پھر منادی ندا کریگا یا معشر الخلائق انطلقوا الی الظل پس خلقت اس عنق کے سایہ کے نیچے تین فرقوں میں منقسم ہو کر کھڑی ہو جائیگی۔ ایک فرقہ مومنوں کا دوسرا کافروں کا تیسرا منافقوں کا۔ جب یہ تینوں فرقے اس سایہ کیطرف جائینگے تو یہہ سایہ بھی تین ہی قسموں میں منقسم ہو جائیگا۔ ایک قسم میں محض حرارت ہوگی اور ایک قسم میں نرا دھوآں ہوگا۔ اور ایک قسم میں نرا نور ہی نور ہوگا۔ پس اسی جہت سے حق سبحانہ وتعالے نے قرآن شریف میں خبر دی۔ قال اللہ تعالے اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیۡ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِیۡلٍ وَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ اللَّهَبِ۔ جاؤ سایہ تین شاخ والے کی طرف نہ ٹھنڈا اور ہمیشہ رہنے والا کہ اسمیں راحت ہو۔ اور نہ رفع کرے گا دوزخی سے آگ کے شعلہ کی گرمی میں سے کچھ۔ اس سے دوزخ کے دھوئیں کا سایہ مراد ہے۔ کہ بڑائی اور زیادتی کے سبب سے متفرق ہو جاویگا۔ کئی شاخیں ہو کر اور ہر شاخ اسکی ایک طرف جائے گی۔ معالم میں لکھا ہے کہ دوزخ سے دھوآں باہر ہو کر اس سے تین شاخیں پیدا ہونگی۔ ایک نور کہ وہ مومنوں کے سر پر سایہ کریگا۔ اور ایک دھوآں کہ منافقوں کے سر پر ٹھیریگا۔ اور ایک خالص شعلہ وہ کافروں پر ٹھیریگا ✤

انوار میں لکھا ہے کہ جہنم کے دھوئیں کی تین شاخیں پیدا ہونگی۔ ایک کافر کے سر پر ٹھیریگا۔ اور ایک اس کے دائیں پر اور ایک بائیں پر۔ اور اس عذاب میں ڈالنے والی دماغ میں قوت واہمہ ہے اور قلب کے دہنے طرف قوت غضبیہ اور بائیں طرف قوت شہویہ جو کوئی چاہے کہ فردائے قیامت کو اس دھوئیں کی آفتوں سے کہ ظل من یحموم اسکی طرف اشارہ ہے بےخوف ہو جائے اور اس کے صدمہ سے بچ جائے اسکو چاہیئے کہ عقل کے نور کو مضبوط پکڑ کے صفت بہیمی اور صفت سبعی سے گذر جائے ؎

زتاریکی خشم وشہوت حذر کن کہ از دود آن چشم ودل تیرہ گردد
غضب چون بر آید رود عقل بیرون ہوا چوں شود چیرہ جان خیرہ گردد

حدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عصاۃ

میں جب آدمی اپنے عرق میں غرق اور محبوس ہونگے اور طول انتظار سے ملول ہوکر
آرزو کریں گے کہ کوئی ایسا سبب پیدا ہوجائے کہ اس دردناک عذاب سے ہماری مخلصی ہوجائے
اس مقام سے ہمکو دوزخ ہی اچھا ہے۔ اسوقت کسی سفارشی کی طلب میں ہوکر سب سے
حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے اُسکے بعد حضرت نوح ۴ اسکے بعد حضرت موسے ۴ اسکے
بعد حضرت عیسے علیہم السلام کیخدمت میں حاضر ہوکر اپنی مخلصی کے لئے شفاعت کی درخواست
کرینگے۔ ان حضرات میں سے کوئی بھی اپنے وجود میں شفاعت کی قدرت اور حضرت حق
کی بارگاہ میں عرض کرنیکی جرأت نہ پائے گا۔ پھر سب لوگ انکی سفارش سے مایوس ہوکر
سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں رجوع کرینگے۔ حضرت رسالت انکی کلفت اور ملالت کو دیکھکر اور ان کے حال
پر رحم کھاکر شفاعت کے لئے کھڑے ہوجائیں گے۔ اور عرش مجید کے سامنے تشریف
لاکر اپنے سچے معبود کو سجدہ کرینگے۔ ملک الجبار کے دربار سے ایک فرشتہ آکر کہیگا۔ اے
محمد تو کیا چاہتا ہے۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے۔ اے میرے اللہ
اے میرے رب تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ تیری شفاعت قبول ہوگی۔ آج میری
شفاعت قبول کرکے بیچاری خلقت کا جو اضطراری اور بیقراری میں مبتلا ہے جلدی
فیصلہ کر۔ خطاب مستطاب ہوگا کہ اے میرے پیارے حبیب تیری شفاعت قبول ہے
میری ذات مقدس تمام مخلوقات کی قضا کے لئے ابھی آتی ہے +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسوقت تمام آدمیوں کیساتھ میدان
عرصات میں کھڑا ہی ہونگا کہ اچانک اُترنے کی آواز میرے کان میں پڑیگی پہلے پہلے
آسمان کے رہنے والے زمین پر اُترینگے اور زمین کا میدان اُنسے بھر جائیگا۔ اور اُن کی
تعداد جن و انس سے بڑھکر ہوگی۔ اور صف باندھکر بڑے ادب سے کھڑے ہوجائیں گے
ازاں بعد دوسرے آسمان کے ملائک اتریں گے اور ان کی مقدار اہل زمین اور اہل آسمان
اوّل سے زیادہ ہوگی علےٰ ہذا القیاس ساتوں آسمانوں کے رہنیوالے زمین پر آ...
اور صفیں باندھکر کھڑے ہوجائیں گے۔ سب سے پیچھے حضرت ...
سے ... نزول فرمائیگا۔ مراد نزول سے واللہ اعلم ...
اس نزول کی کیفیت مجکو معلوم نہیں۔ حق سبحانہ وتعالے سب سے پیچھے جاندار ہونے

کے قصاص کا حکم فرمائیگا۔ چنانچہ بے شاخ حیوان شاخدار حیوان سے بدلہ لیگا۔ اگر کسی انسان نے کسی چڑیا کو عبث مار ڈالا ہوگا۔ تو قیامت کے دن چڑیا فریاد کرے گی یارب اس شخص نے مجکو بیفائدہ مار ڈالا۔ اور میرے وجود سے کسیطرح کا نفع نہ اٹھایا اور نہ تیری زمین میں مجکو زندہ چھوڑا +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت جس نے بلی کو پکڑ کر باندھ رکھا اور اسکو کھانا پینا نہ دیا۔ اور اسکو واگذاشت نہ کیا۔ اگر اسکو چھوڑ دیتی تو اپنا گذارہ حشرات الارض سے کرتی۔ قیامت کے دن یہ عورت اس کے بدلے دوزخ میں جائے گی +

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنے اونٹ کو چارہ نہ کھلایا اور اسکو بھوکا رکھا۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بلا کر فرمایا کہ یہ تیرا اونٹ قیامت کے دن تیرے ساتھ جھگڑا کریگا + جب طیور اور بہایم کا فیصلہ ہوجائیگا تو حق جل وعلا فرمائیگا۔ کونوا ترابا فیکونون ترابا اے پرندو اور چرندو! تم سب مٹی ہوجاؤ وہ سب کے سب مٹی ہوجائیں گے اور خاک ہوکر خاک میں ملجائیں گے۔ کفار فجار جو ایک سخت عذاب میں گرفتار ہونگے جانوروں کی یہ حالت دیکھکر کہینگے یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا۔ کاش! ہوتا میں خاک یا پیدا ہوا ہی نہ ہوتا۔ یا آج خاک رہتا اور مجکو زندہ ہی نہ کرتے۔ اور بعضوں نے کہا کہ وحوش کو حشر کرکے جب خاک کرینگے تو کافر یہ تمنا کرینگے + اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کافر سے ابلیس مراد ہے اور وہ آدم علیہ السلام پر عیب رکھتا تھا۔ کہ خاک سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اپنی تعریف اور بزرگی کرتا تھا کہ میں آگ سے پیدا ہوں۔ جب اس روز آدم علیہ السلام اور انکی اولاد مومن کی بزرگی اور اپنا عذاب اور سختی دیکھیگا تو آرزو کریگا کہ کاشکے! میں بھی خاک ہوتا۔ اور آدم علیہ السلام کے ساتھ نسبت رکھتا۔ اے میرے بھائیو! یہ دبدبہ اور طنطنہ جو خاکیوں کو ہے مخلوقات کے طبقوں میں کسی طبقہ کو نہیں۔ نظم

خاک را خوار و تیرہ دید ابلیس	کرد انکار زان حسود و خسیس
ماند غافل ز نور باطن او	نشد آگہ ز سر کامن او
بہر گنجیکہ ہست در دل خاک	این صدا دادہ اندر افلاک
کہ بجز خاک نیست مظہر کل	خاک شو خاک تا بروید گل

امام مقاتل رحہ سے مروی ہے کہ حیوانات میں سے دس جانوران بہشت میں داخل کئے جائینگے۔ (۱) حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ۔ اور حضرت ابراہیم کا بچھڑا۔ اور حضرت اسمٰعیل ع کا دنبہ۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی گائے اور حضرت یونس ع کی مچھلی اور حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا نملہ اور بلقیس کا ہدہد اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا براق۔ اور اصحاب کہف کا کتا لکھا ہے کہ قیامت کے دن اصحاب کہف کے کتے کو خوبصورت مینڈھا یعنے دنبہ کی شکل بنا کر بہشت میں داخل کیا جاویگا۔ **مؤلف نکتہ**۔ اے میرے بھائیو! غور کرنے کی جگہ ہے جب کتے نے اپنے تئیں خدا کے دوستوں میں داخل کیا تو انکی صحبت کی برکت سے اسکو بہشت میں جگہ مل گئی۔ اگر تم بھی اپنے پیغمبر صلعم کے نائبوں کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو گے اور انکی صحبت سے مستفید ہوگے تو انشاء اللہ انکی محبت اور صحبت کی برکت سے تم کو بھی بہشت میں داخل کیا جاویگا۔ اور جو شخص پچاس برس خدا تعالےٰ کی توحید کی کہف میں رہے خدا تعالےٰ قیامت کے دن کب اسکو اپنی رحمت سے کب نکالتا ہے۔

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وحوش طیور کا حساب اور قصاص کا فیصلہ ہو چکیگا۔ تو حق سبحانہ وتعالےٰ حضرت نوح علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرمائیگا۔ کہ اے نوح ع تو نے میرا پیغام میرے بندوں کو پہونچا دیا تھا یا نہیں حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے الٰہی میں نے تیرا پیغام اس قوم بدانجام کو پہنچا دیا تھا۔ اور تیری توحید کا کلمہ ان کو سنا دیا تھا۔ پھر امت کو بلایا جاویگا اور کہا جاویگا کہ کیا نوح علیہ السلام نے ہمارا پیغام تمکو پہونچایا تھا۔ یہ سب اشرار کفار بالکل انکار کر جائینگے اور کہیں گے **نظم**

پاس ہم لوگوں کے دنیا میں کہیں	کوئی بھی پیغامبر آیا نہیں۔
تب بلا کر نوح ع کو پروردگار	قوم سے انکی کرے گا ردبکار
پس کہیں گے وہ رسول بیعدیل	اپنی امت سے کہ اے قوم ضلیل
جی میں سوچو اور کرو دلمیں خیال	کہ تمہیں نا نہ صد و پنجاہ سال۔
میں وہاں کس کس نمط شام و پگاہ	کہتا تھا در باب توحید الٰہ
اور عذاب حشر سے تمکو مدام	ڈر سناتا ہی رہا میں صبح و شام

میں نے کہنے میں نہ کی کچھ کوتہی — پر نہ چھوڑی تم نے اپنی گمرہی
ان پلیدوں کو سنا دیں گے تمام — ہر نشانی اور پتے کانے کے نام
پھر بھی منکر ہو کے وہ ناحق پسند — بولیں گے کہ یہ تمہاری وعظ و پند
کب سنی تھی ہم نے دنیا میں کبھی — منہ تمہارے سے جو کہتے ہو ابھی
اور نہ تمکو جانتے تھے ہم وہاں۔ — کہ یہ ہیں کون اور رہتے تھے کہاں
پھر کہیگا نوح کو رب جلیل — سنکر ان لوگوں سے ایسا قال و قیل
کہ کرو حاضر ابھی بے اشتباہ — اپنی تبلیغ رسالت کے گواہ
نوح بولینگے کہ اے بار الٰہ! — اس پہ ہے امت محمدؐ کی گواہ
ہے میری تبلیغ کے اوپر گواہ — امت خیر البشر بے اشتباہ

پھر حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے عالم اور فاضل اور شہیدوں کو ادائے شہادت کے واسطے اپنے دربار عالی میں بلائیگا۔ اور اور فرمائیگا۔ اے میرے حبیب خیر الانام علیہ السلام کی امت تم سچی بات بتادو کہ حضرت نوح علیہ السلام عالم دنیا میں اپنی قوم کو میری توحید کا پیغام پہونچاتا رہا ہے یا نہیں جو کچھ تمکو معلوم ہے میرے سامنے اظہار کردو۔ امت محمدیہ کے علماء ع

وہ کرینگے عرض اے دانائے غیب — ہم ہیں شاہد نوح کے بیشک و ریب
اس سبب سے اے جناب کبریا — تو نے جو قرآن میں یہ فرمادیا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۔ وہ قوم شوم اسبات کو سنتے ہی ایک اعتراض پیش کر کے کہینگے۔

نظم

تم ہمارے عہد میں تب تھے کہاں — جب کہ ہم زندہ تھے دنیا میں وہاں
کیا خبر ہے تمکو ہم لوگوں کا حال — جو بیاں کرتے ہو پیش ذو الجلال
حال ہم لوگوں کا بے دیکھے سنے — خوب ہی اسوقت تم شاہد بنے
یہ گواہی کب تمہاری ہے درست — گو کہ تم کرتے ہو اب تقریر چست
تب یہ فرمائینگے ختم الانبیاء — یعنی محبوب جناب کبریا
یہ جو کہتی ہے مری امت تمام — حق ہے اسمیں یہ نہیں باطل کلام

ازاں بعد حقتعالے فرمایئگا کہ اے اُمت محمدیہ تم نے سچ کہا ہے اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے صدق کی گواہی دی ہے۔ پس وُہ کافر ملزم ٹھیرائے جائیں گے

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فِیْ تَطَایُرِ الْکُتُبِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

حضرت ابی ذر رضؓ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ما من احد الا وله فی کل یوم صحیفة جدیدة فاذا طویت ولیس فیها استغفار فهی مظلمة واذا طویت وفیها استغفار ففیها نور یتلالؤ یعنے نہیں ہے کوئی شخص مگر اسکے لئے ہر روز ایک نیا اعمالنامہ تیار ہوتا ہے۔ پس جب اعمالنامہ لپیٹا جاوے اور اسمیں استغفار کا کوئی کلمہ درج نہ ہووے۔ پس وُہ اعمالنامہ محض ایک سیاہ نامہ ہوگا۔ اور اگر اسمیں استغفار بھی درج ہوگا تو اُس اعمالنامہ میں ایک نور چمکیگا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی اور مبارک ہو اُس شخص کے لئے جس کے اعمالنامے میں استغفار بکثرت ہو۔

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحہ نے فرمایا کہ عالم دُنیا میں ہر ایک انسان کی محافظت کے لئے دو فرشتے خدا تعالے کی طرف سے مقرر ہیں۔ رات دن اُسکی محافظت میں رہتے ہیں اور اُس کے انفاس اور اعمال خیر اور شر۔ جد و ہزل لکھتے رہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن کریم میں خبر دی۔ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ یعنے تمہارے اُوپر محافظ چھوڑے ہوئے ہیں۔ رات دن کے علیحدہ علیحدہ اعمالنامے بارگاہ ایزدی میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ جب کامل سال ہوجاتا ہے تو شعبان کی پندرھویں رات کو آدمی کے اعمال جمع کرتے ہیں اور اچھی طرح پڑتال کر کے لغویات اور ہزلیات اُس میں سے نکالدیتے ہیں اور اُسکے مجموعہ کو مرتب کر کے اُسکو سر بمہر کر کے خزانہ الٰہی میں رکھدیتے ہیں۔ جب کسی آدمی کی اجل آجاتی ہے تو ملائک اُن سجلات کو جمع کر کے اُس شخص کی گردن میں حمائل کیطرح لٹکا دیتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالے وکلّ انسانٍ الزمناہ طائرہ فی عنقہ اے قلّدناہ دیوان عمله وانما خص العنق لانه موضع القلادة والطوق مما یزین ویشین ونخرج له یوم القیامة کتابًا یلقیه منشورًا ونقول له اقرأ کتابك الذی املیته فی مظالم الدنیا کفیٰ بنفسك الیوم علیك حسیبًا۔ یعنے ہر ایک آدمی خواہ مومن ہو خواہ کافر

لگا دیا ہمنے اُسکو عمل اُسکا یعنے روز ازل میں اُس کے کردار کا جو اندازہ مقرر کیا وُہ ہمنے لٹکا دیا اُسکی گردن میں کہ وُہ کام کئے بغیر اُسے چارہ نہیں اور وُہ تقدیر کا لکھا اُسکی گردن کا طوق ہے * زاد المسیر میں لکھا ہے کہ جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اُسکی تقدیر کا لکھا اُسکی گردن میں لٹکا ہے اور اُسمیں لکھا ہوا ہے کہ وُہ لڑکا شقی ہے یا سعید۔ اور بعض مفسر اس بات پر ہیں کہ عرب لوگ زمانہ سابق میں جانور اُڑا کر فال لیتے تھے۔ اگر جانور داہنی جانب اُڑا تو سعادت اور برکت کی علامت جانتے تھے۔ اور اگر بائیں جانب اُڑا تو شقاوت اور شامت کی نشانی سمجھتے تھے۔ تو اُنکی عادت قدیم کے موافق حق تعالیٰ نے یہاں طائر کو استعارہ کیا ہے۔ اُس چیز کیا تھ جو خیر اور شر کا سبب ہو *

اور عین المعانی میں لکھا ہے کہ طائر وُہ کتاب ہے جو قیامت کے دن اُڑتی ہوئی بندے کے ہاتھ میں آئیگی۔ اور فی عنقہٖ کے یہ معنے ہیں کہ اُسکا عمل اُسکی گردن پر ہے وَنُخْرِجُ لَهٗ اور نکالیں گے ہم ہر آدمی کے واسطے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن کِتٰبًا ایک لکھا کہ اُسکا اعمالنامہ ہے۔ یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا دیکھیگا اُس لکھے کو ہاتھ میں کھلا ہوا تبیان میں لکھا ہے کہ آدمی کو جب سکرات ہوتی ہے تو اُسکا اعمالنامہ لپیٹ لیتے ہیں۔ پھر جب قیامت کے دن اُٹھیگا تو نامہ اعمال کھولکر اُس کے ہاتھ میں دینگے اور کہیں گے کہ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ پڑھ اپنا اعمالنامہ جو اُسمیں لکھا ہوا ہے * اور اُسروز سب آدمی پڑھنیوالے ہونگے۔ اور ہر ایک سے خطاب ہوگا کہ اعمالنامہ لکھا ہوا اپنا پڑھ۔ یہہ سب تیرا ہی کرتب ہے۔ اور اس کتاب کا تو ہی مصنف ہے تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ حَسِیْبًا ؕ کافی ہے تیری جان آج تجھپر حساب لینے والی یعنے تو خود دیکھ کہ تو نے کیا کیا ہے؟ اور مستحق کیسی جزا کا ہے؟

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا یعنے آج اپنے دفتر اعمال کو دیکھ لے اور اسپر نظر ثانی کرلے کہ کیا کیا نیکی اور کیا کیا بدی تیرے سے سرزد ہوئی ہے اور چونکہ فرصت رکھتا ہے اپنے اعمال بد کے تدارک میں کوشش کر کہ کل قیامت کے دن تدارک اور تلافی کی مجال نہ ہوگی۔ آج عمل بے حساب ہے۔ اور کل حساب بے عمل ہی ہوگا *

کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آج جو کچھ لوگوں سے

کہے اور سنے اور جو کام شام تک تو کرے مجھ سے کہنا۔ اور اپنی سب حرکات اور سکنات مجھ سے عرض کرنا اُس بیٹے نے مغرب کی نماز بڑی کلفت کیساتھ اس روزادا کی اور اپنے قول وفعل سب باپ سے بیان کئے۔ باپ نے دوسرے دن بھی بیٹے کو وہی حکم کیا۔ بیٹا بولا کہ قبلہ وکعبہ اور جو کچھ رنج وکلفت آپ کو منظور ہو مجھے گوارا ہے اس حکم سے معاف رکھیے۔ کہ اسکی طاقت تو مجھے نہیں۔ باپ بولا کہ بیٹا یہ کام لیکر میں نے تجھے نصیحت کی تاکہ ہوشیار ہوجائے اور حساب سے غافل نہو جائے۔ اپنے مہربان باپ کو ایک دن کا حساب دینے کی تجھے طاقت نہیں۔ تمام عمر کا حساب خداتعالے جبّار کو کیونکر دیگا۔ بکذا مولینا قدس سرہٗ۔

تو نسیدانی حساب صبح وشام	پس حساب عمر چون گوئی تمام
زین عملہاے نہ بر نہج صواب	نیست جز شرمندگی وقتِ حساب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن عالمان اُمت محمدیہ سے ایک عالم کو بارگاہ ایزدی میں حاضر کیا جائیگا۔ جب وہ خداوند جل وعلا کے سامنے آویگا۔ تو حق سبحانہ وتعالے حضرت جبرائیل کو حکم دیگا کہ اے جبرائیل اسکو میرے حبیب محمد صلعم کے پاس لیجا۔ حضرت جبرائیل رب الجلیل کے حکم سے اُس عالم کو آنحضرت کی خدمت میں لیجائے گا۔ اسوقت حضرت رسالت حوض کوثر کے کنارے اپنی اُمت کے لوگوں کو پانی پلانے میں مصروف ہونگے۔ جب حضرت کی مبارک نظر اُس عالم کے نورانی چہرہ پر پڑیگی تو حوض کوثر کا پانی اپنے ہاتھ میں اٹھاکر اس عالم کو پلا دینگے۔ تمام دنیا عالم حیرت میں ہوکر عرض کریں گے یا رسول اللہ تسقینا بالانیۃ وتسقی العالم بکفک۔ حضرت رسالت صلعم فرمائیں گے۔ نعم اسواسطے کہ دنیا کے عوام اور خواص اپنی تجارتوں وغیرہ کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور یہ میرے نایب عالم لوگ میرے علم کے پھیلانے اور جہلا کے سکھانے پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور انکا منصب یہی تھا کہ میں ان کو اپنے ہاتھ سے پانی پلاؤں۔

حضرت فقیہہ ابی اللیث سمرقندی رح نے فرمایا۔ افضل الاعمال موالات الاولیاء ومعادات الاعداء یعنے سب عملوں سے افضل عمل حضرت اولیاء کیساتھ دوستی کرنی یعنے اُن کے حکموں کی متابعت کرنی اور کماحقہ اُن کی تعظیم اور تکریم کرنی اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی کرنی کما ورد فی الحدیث ان موسیٰ علیہ السلام ناجیٰ ربہ جیساکہ

وارد ہوا حدیث میں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں مناجات کی۔ خطاب ہوا یاموسیٰ ھل عملت لی قط حضرت موسےٰ نے عرض کیا الٰھی صلیت وصمت وحمدت لک ونصدقت لاجلک وسبحت لک وقرأت لک کتابک وذکرتک اے میرے رب میں تیرے لئے نماز پڑھتا ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں اور تیری حمد بجا لاتا ہوں تجکو یاد کرتا ہوں۔ اور تیرے واسطے صدقہ دیتا ہوں اور تیری تنزیہہ اور تقدیس کا قایل ہوں تیری بھیجی ہوئی کتاب یعنے توریت کی تلاوت کرتا ہوں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا۔ اے موسےٰ نماز تیرے ایمان کی دلیل۔ روزہ آگ سے بچنے کے لئے ڈھال ہے صدقہ میدان قیامت کا سایہ۔ اور تسبیح تیرے بہشت کے اشجار۔ اور کتاب آسمانی کی تلاوت حور وقصور کے حصول کا سامان یہ سب کام تیرے ہی وجود کے لئے ہیں۔ میرے واسطے تو نے کونسا کام کیا ہے۔ حضرت موسےٰ نے عرض کیا اے میرے رب تو ہی مجکو اپنی رضامندی کے کاموں سے آگاہی دے۔ فقال اللہ تعالےٰ یاموسیٰ ھل والیت اولیائی قط وھل عادیت اعدائی قط اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے موسےٰؑ تو نے کبھی میرے کسی اولیا کیساتھ دوستی کی ہے۔ ایا میرے کسی دشمن کے ساتھ کبھی دشمنی کی ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام ملک العلام کی اس رمز کو سمجھ گیا۔ اور دل میں سمجھا کہ ان افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ انتہےٰ۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یقول یوم القیمۃ یا ابن ادم مرضت فلم تعدنی اللہ تعالےٰ جل جلالہ قیامت کے دن فرمائیگا اے آدمؑ کے بیٹے میں بیمار ہو گیا تھا تو نے میری عیادت اور بیمار پرسی نہیں کی۔ بندہ عرض کریگا اے میرے اللہ میں تیری عیادت کسطرح کرتا حالانکہ تو رب العالمین اور سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ اور تیری پاک ذات عوارض جسمانی سے منزہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا اما علمت ان عبدی فلان مرض فلم تعدہ کیا تو نے نہیں جانا تھا۔ کہ فلانا بندہ بیمار ہے مگر تو نے اُسکو مفلس غریب جانکر اس کی عیادت نہ کی اور اُسکے پاس نہ گیا۔ کیا تو نہیں جانتا ہے۔ اس بات کو اگر تو اُسکی عیادت کرتا تو بیشک تو میری رضا کو پالیتا۔ اور میرے سے ثواب پانے کا مستحق ہو جاتا۔ یا ابن ادم استطعمتک فلم تطعمنی اے آدمؑ کے بیٹے میں نے تیرے سے طعام

یعنے کھانا مانگا تھا۔ پس تونے مجکو کھانا نہ کھلایا۔ بندہ کہیگا اے میرے پروردگار میں تمکو کسطرح طعام دیتا اور کھانا کھلاتا۔ تو سارے مُلکوں کا مالک اور سب کو رزق دینے دلانیوالا ہے۔ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ فرمائیگا تو نہیں جانتا ہے کہ میرا ایک بھوکا بندہ مفلس نادار تیرے محلہ یا تیرے جوار میں ہے تونے باوجود تعارف کے اُسکی خبرگیری نہیں کی۔ اور کبھی اُسکو بُلا کر یا اُس کے پاس جاکر کھانا نہیں کھلایا۔ آیا تو اس بات کو نہیں جانتا ہے۔ اگر تو اسکو کھانا کھلا دیتا۔ تو بیشک آج کے دن اُس کھانیکا ثواب مجھ سے پالیتا + پھر حق سُبحانہٗ وتعالےٰ فرمائیگا اے بنی آدم میں نے تیرے سے پانی مانگا تھا۔ پس تونے مجھ کو پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کریگا اے میرے پروردگار میں تمکو کسطرح پانی پلاتا تو سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا کہ میرے فلانے بندے نے تیرے سے پانی مانگا تھا تونے اُسکو پانی نہیں پلایا تھا۔ اگر تو اُسکو پانی پلا دیتا تو آج اُسکا ثواب مجھ سے پالیتا + انتہےٰ۔

اِس حدیث کا ترجمہ حضرت مولٰنا معنوی قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں بیان فرمایا ہے۔ وھو ھذا ؎

آمد از حق سوئے موسیٰ این خطیب　　کاے طلوع ماہ دیدہ تو زجیب
مشرقت کردم ز نورِ ایزدے　　من حقم رنجور گشتم نامدے
گفت سُبحانا تو پاکی از زیان　　آنچہ رمز ست این بکن یارب بیان
باز فرمودش کہ در رنجوریم　　چون نپرسیدی تو از روئے کرم
گفت یارب نیست نقصانے ترا　　عقل گم شد این سخن را برگشا
گفت آرے بندۂ خاص گزین　　گشت رنجور او منم نیکو ببین
ہست معذوریش معذوری من　　ہست رنجوریش رنجوری من

حدیث مرقومۂ بالا اور حکایت مولٰنا قدس سرہٗ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر ایک صاحب توفیق کو مریضوں کی عیادت اور مسکینوں کو اطعام اور پیاسوں کو سیراب کرنا لازم بلکہ الزم ہے۔ جو شخص باوجود موجودگی استعداد توفیق کے غربا اور فقرا اور مساکین اور یتامےٰ کی حاجت براری نہ کریگا۔ قیامت کے دن بیشک معرض خطاب میں پڑیگا +

رجعنا الی المقصود۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے

اور زمان اسکے اعمال کی شہادت دینگے۔ انتہٰے۔ ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اے آدمؑ تو اپنی اولاد سے دوزخ کا حصہ علیحدہ کر حضرت آدم علیہ السلام عرض کریگا۔ الٰہی کس قدر۔ حکم ہوگا کہ ہزار میں سے ایک کو بہشت میں اور نو سو ننانویں دوزخ میں بھیجدے۔ اور حق سبحانہ وتعالےٰ میزان کو آدمیوں کی نیکی اور بدی تولنے کے لئے کھڑی کردیگا۔ اور میزان کے دو پلے اور ایک زبان ہوگی اور اُن کی پہنائی اسقدر ہوگی اگر آسمان اور زمینیں اُسمیں رکھکر تولے جاویں تو گنجائش رکھتی ہے +

اُس میزان کا مالک حضرت جبرائیلؑ ہوگا۔ کافروں کا وزن اُس میزان میں مطلقاً نہیں ہوگا اس لئے کہ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ اُن کی شان میں وارد ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں وارد ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسُول اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص فربہ اور توانا اور عظیم الجثہ کو لایا جاویگا۔ جب اُسکو میزان کے پلہ پر رکھا جاویگا تو اُسکا وزن پشہ کے پر کے برابر نہ ہوگا۔ ازاں بعد رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ آیت پڑھی فَلَا نُقِیۡمُ لَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ وَزۡنًا اور حدیث میں آیا ہے کہ کافروں کو حسنات کا بدلہ دُنیاہی میں دیا جاتا ہے۔ اور عاقبت کے لئے اُنکا حسنہ باقی نہیں رہتا ہے۔ اور مومنوں کے حسنات ترازو کے ایک پلہ پر رکھے جاویں گے۔ اور سیئات دُوسرے پلہ میں۔ اگر اُس کے سیئات حسنات کے برابر ہونگے۔ تو حق سبحانہ وتعالیٰ کے اختیار میں ہے چاہے اُسکو بخشدے چاہے عذاب میں گرفتار کرے۔ اگر سیئات کی مقدار سے ایک حسنہ بھی بڑھ جائے تو حقتعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اُس ایک حسنہ یعنے نکوئی کو فراخ کردیگا۔ اور اُس شخص کو بہشت پہونچا دیگا + انتہٰے۔

بزاز اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ابن آدم تولا جاویگا۔ یعنے جب ابن آدم کے اعمال تولے جائیں گے اگر میزان اُسکی بھاری ہوگی یعنے اگر اُسکی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا تو فرشتے باواز بلند پکاریں گے جسکو ساری خلقت سُن لیگی۔ یہ آدمی نیکبخت ہوا کبھی بدبختی اس کے نزدیک نہیں آئیگی اگر اُسکی نیکیوں کا پلہ ہلکا اور سبک ہوگا تو یہ فرشتہ پکار کر کہدیگا۔ کہ یہ آدمی بدبخت ہوگیا کہ پھر کبھی نیکبختی اسکے گرد نہ آئے گی +

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سُبحان اللہ نصف میزان ہے۔ اور الحمدللہ

ساری میزان ہے اور لا الٰہ الا اللہ تمام خلقت کے اعمال ایکطرف رکھے جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسریطرف رکھا جائے توسب سے راجح ہو جائیگا *

بخاری اور مسلم میں بروایت ابوسعید خدریؓ مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن آویگا خدا تعالےٰ حضرت آدم کو پکاریگا اور فرمائیگا کہ اے آدمؑ کھڑا ہو اور جتنے لوگ دوزخ میں جانیوالے ہیں اُن کو دوزخ میں بھیج۔ وُہ پوچھیں گے کہ الٰہی وُہ کتنے لوگ ہیں اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ ہزار پیچھے نُوسو ننانویں ہیں۔ جب حضرت رسالت نے یہ حدیث فرمائی تو صحابہ رضؓ سُنکر نہایت غمگین ہوئے یہانتک کہ کبھی ہنسی نہ ظاہر کی۔ جب حضرتؐ نے صحابہ کا یہ حال دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم عمل کئے جاؤ اور خوش رہو اس لئے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ تمہارے ساتھ دو مخلوق ایسے ہیں کہ جب کبھی کسی کے مقابل ہوئے ہیں تو اُن سے بڑھکر ہی رہے ہیں۔ اور وُہ جو لوگ آدمؑ کی اولاد اور شیطان کی اولاد سے مرگئے ہیں وُہ بھی اسمیں آگئے یعنے اُنسے بھی بڑھکر ہیں۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا وُہ کونسی قومیں ہیں۔ آپنے فرمایا کہ وُہ یاجوج وماجوج ہیں۔ راوی حدیث کہتا ہے کہ اسکو سُنکر صحابہؓ خوش ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم عمل کرو اور خوش رہو۔ کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم لوگ قیامت میں ایسے ہونگے جیسے اُونٹ کے پہلو میں سیاہ داغ ہوتا ہے یا گھوڑے وغیرہ کی ٹانگوں میں گھٹا ہوتا ہے *

امام ذہبی عمران بن حصینؓ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عالموں کی سیاہی شہیدوں کے خون سے تولی جائیگی۔ علماء کی سیاہی شہدا کے خون سے بڑھ جائیگی *

حماد اور ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کے حسنات کم دیکھے جائینگے۔ اچانک بادلوں کیطرح نیکیاں میزان کے پلہ پر برسنے شروع ہو جائینگے یہانتک کہ وُہ پلہ نیکیوں سے پُر ہو جائیگا۔ پُوچھا جائیگا کہ یہ کیا چیز ہے کہا جائیگا کہ یہ وُہ ہے کہ تونے آدمیوں کو علم سکھایا۔ اور یہ چیزیں اُس سے جاری رہیں *

حضرت ابن ابی الدنیا سے مروی ہے کہ جس شخص کی ہمت شکم اور فرج کیطرف رہے۔ اُسکی میزان ناقص۔ جب آدمی محشر میں جمع ہونگے تو حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائے گا

وامتازو الیوم ایہا المجرمون گنہگار مومنوں سے جدا ہو جائیں گے۔ اور دوزخ محشر کو محیط ہوگا۔ اچانک ایک گردن سیاہ دوزخ کی آگ سے نکلیگی۔ اور اہل محشر پر یورش کریگی دوزخ کے خزانے اُس کو اپنی طرف کھینچیں گے اور وُہ گردن کہیگی۔ تمکو میرے پروردگار کی عزت کی قسم ہے مجکو اپنے ازواج خبیثہ سے مُلاقات کرنے دو۔ دوزخ کے خزانے کہینگے تیرے ازواج کون ہیں۔ کہیگی جو متکبّر مغرور جبار نافرمان ہے وُہ میرا ازواج ہے جتنے متکبر مغرور نافرمان جو دُنیا میں اپنے تئیں فرعون وقت جانتے تھے۔ اور خدا اور رسُول کی اطاعت اپنی ہتک سمجھتے تھے۔ ان کو میدان محشر سے اِس طرح چُن لیگی جیسے کبوتر زمین سے دانہ اُٹھالیتا ہے۔ اور اُس نابکار فرقہ کو اپنے شکم میں بٹھالیگی۔ بار دیگر ویسا ہی حملہ کریگی۔ اور پکار پکار کہیگی کہ مجکو اپنے ازواج سے مُلاقات کرنے کے لئے چھوڑ دو۔ ملائک خزنہ کہیں گے تمہارے ازواج اس میدان میں کون کون ہیں کہیگی۔ کُل ختار کفور جو لوگ عہد شکن ناسپاس ناشاکر ہیں وُہ میرے ازواج ہیں انکو بھی اٹھا کر اپنے شکم میں دبالیگی۔ تیسری بار ویسا ہی کریگی اور کہیگی میرے ازواج کل مختال فخور یعنے جو لوگ دنیا میں معجب خود پسند فاخر جو اپنی بڑائی اور تعلّی کو اپنا منصب سمجھتے ہیں وُہ میرے ازواج ہیں۔ انتہےٰ +

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ کی آگ سے ایک گردن سیاہ نکلیگی اور اسکی دو آنکھیں اور ایک زبان فصیح ہوگی اور زبان سے کہیگی کہ اے محشر کے لوگو میں مامور ہوں اس شخص کے لئے جس نے معبود حقیقی کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا اور میں مامور ہوں اُن لوگوں کیلئے جنہوں نے ازروئے جباری کے ناحق لوگوں سے فساد کر کے اُن کو نقصان پہونچایا۔ اور میں مامور ہوں اُن کے واسطے جنہوں نے ناحق کسی نفس کو قتل کیا۔ پس ان تینوں قسم کے لوگوں کو دوسرے آدمیوں سے پانسو برس کی مسافت سے میدان قیامت سے اُٹھا لیجائیگی۔ انتہےٰ +

ابن مرجان نے ارشاد میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام کو آدمیوں کے دوزخ میں بھیجنے کا حکم ہوگا تو اسوقت دوزخیوں کے سات گروہ ہونگے۔ دو قسموں کو تو دوزخ کی گردن نگلجائے گی اور باقیماندہ میں سے ایک وُہ ہے جنہوں نے ازراہ تکبّر اور منصب دنیاوی کے غرور میں آکر خدا کی وحدانیت سے اِنکار کیا جیسے فرعونی اور نمرودی

دوسرا گروہ وُہ ہوگا جو از روئے جہل اور غفلت کے خداتعالےٰ سے منکر ہوگئے **تیسرا** گروہ جنہوں نے خداتعالےٰ کی پرستش میں دوسروں کو بھی شریک کرلیا جیسے آفتاب پرست اور آتش پرست جو خدا کی ذات کو مانتے ہیں مگر ان چیزوں کو بھی اسکی عبادت میں شامل کرلیتے ہیں ۔ لکھا ہے کہ جب یہ سب اپنے اپنے معبودوں کیساتھ دوزخ میں داخل ہونگے اُسوقت اُنکی آنکھ کھلیگی اور کہیں گے لَوْکَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا یعنے اگر معبود بالحق ہوتے تو دوزخ میں داخل نہ ہوتے ۔ **چوتھا** گروہ وُہ ہے کہ خدا کو واحد مانتے ہیں مگر حضرات انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں ۔ اور صفات آلہیّہ میں جہل کے راستہ پر چلتے ہیں ۔ جیسے یونان اور ہند کے کفار ۔ **پانچویں قسم** یہود و نصارےٰ کی ہے جو وساوس شیطانی اور رعونت نفسانی میں پھنسکر دین محمدی سے منکر ہوگئے ۔ لکھا ہے عرصات محشر میں بباعث حرارت کے اُن کے وجودوں پر تشنگی اور پیاس غالب ہوجائیگی ملائک اُن سے پوچھیں گے کہ تمہارا کیا حال ہے کہیں گے نہایت بدحال ۔ پیاس سے مرے جاتے ہیں ۔ ہمکو پانی دو ۔ ملائکہ کہیں گے اور دوزخ کیطرف اشارہ کریں گے اور دوزخ ان کو ایک سیراب چمکتا ہوا نظر آئیگا ۔ پیاسے حیوانوں کیطرح دَوڑتے ہوئے گلّوں کے گلّے دوزخ میں گرجائیں گے ۔ اعاذنا اللہ ۔ انتہےٰ ۔

اور ایک روایت میں آیا ہے جن لوگوں نے اپنے بناوٹی معبودوں کی پوجا کی ہے ۔ قیامت کے میدان میں ایک فرشتہ بصورت عیسےٰ نصارے کیلئے اور ایک فرشتہ بصورت عُزیر یہودیوں پر ظاہر ہوگا ۔ جب یہود اور نصارےٰ اُن کو دیکھیں گے تو اُنکو اپنا معبود جانکر اُن کے پیچھے لگ پڑیں گے اور وُہ فرشتے اُن کو دوزخ میں پہونچادیں گے ۔

مؤلف ۔ راقم آثم کہتا ہے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصارےٰ سے وہی مراد ہیں جنہوں نے حضرت عیسےٰ اور عُزیر کو اپنا معبود حقیقی سمجھکر پرستش کی ہے اور فرقہ رابع میں شامل ہوکر داخل دوزخ ہونگے اور وُہ یہود و نصارےٰ جو حضرت عیسےٰ اور عُزیر علیہما السلام کو اپنا رسول سمجھتے رہے اور ان کی پرستش نہیں کرتے رہے اور بسبب انکار نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کافر ہوئے ۔ اور وُہ فرقہ خامسہ اور سادسہ میں داخل ہونگے ۔ جب ساتوں فرقے دوزخ میں داخل ہوجائینگے تو عرصات قیامت میں سوائے مومنوں اور منافقوں کے اور کوئی باقی نہیں رہیگا ۔ حق سبحانہ وتعالےٰ

بذات مقدس ظاہر ہوکر ارشاد فرمائیگا۔ اے میرے بندو سب لوگوں نے اپنے اپنے معبودوں کی پیروی کی اور منزل مقصود پر پہونچے۔ تم بھی اپنے معبود کی پیروی کرو۔ وے لوگ کہیں گے کہ واللہ ہم نے سوائے خدا تعالے کے کسی کی عبادت اور پرستش نہیں کی ہے۔ عالم دنیا میں ہم اُس کے فرمانبردار رہے اسکو سجدہ کرتے رہے اور اس کے حکم کے موافق اپنے معاملات کو فیصلہ کرتے رہے حق سُبحانہ وتعالے کہیگا۔ اے میرے بندو میں ہی تمہارا پروردگار ہوں بندے عرض کریں گے الٰہی ہم مدتوں سے منتظر اس امر کے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار کو ایسی علامت میں جسکو ہم پہچان سکیں دیکھیں۔ اُسوقت حق سُبحانہ وتعالے اس طرح اپنا تجلّے دکھائیگا جسطرح قرآن مجید میں اس تجلّے کی تعبیر کرکے ارشاد فرمایا۔ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ۔ یعنے جس روز کہ کھولا جاویگا پنڈلی سے اور بلایا جاویگا سجدہ کیطرف مومنوں کو حکم ہوگا کہ تم اپنے خدا کو سجدہ کرو۔ خالص مومن یہ حکم سُنتے ہی سجدہ کریں گے اور منافقوں کی پشتیں بیل کے سینگ کیطرح سخت ہوجاینگی ہر چند سجدہ کے لئے اسکو جھکائیں گے مگر سجدہ نہ کرسکیں گے لاچار ہوکر چت یعنے پشت کے بل گر پڑیں گے۔ اُسی حالت میں دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے +

ازاں بعد مسلمان کے افعال اور اقوال اور اعمال کی بابت سوال اور حساب لیا جاویگا اور اُن کے اعمال نیک بدمیزان عدل پر تولے جاویں گے۔ سب سے پہلے خونریزوں کی بابت تحقیقات ہوگی۔ قاتل مقتول دونوں سامنے کئے جاوینگے۔ مقتول کہیگا اے میرے اللہ اس شخص سے پوچھئے کہ اسنے مجکو ناحق کیوں قتل کیا۔ حقتعالے باوجود جاننے حال کے اور عالم الغیب ہونیکے قاتل سے سوال کریگا۔ غازی فی سبیل اللہ عرض کریگا۔ الٰہی میں نے تیری عزت قایم رکھنے کے لئے اس کافر کو قتل کیا۔ حق تعالے فرمائیگا تو بیشک سچ کہتا ہے۔ اور اس کے مُنہ کو آفتاب کی مانند روشن اور تجلّی کریگا۔ اور فرشتے اُسکو بڑی تعظیم اور تکریم سے بہشت میں لیجائیں گے + دوسرا قاتل حاضر ہوکر کہیگا۔ میں نے اس شخص کو اپنی حُرمت اور عزت بچانیکی وجہ سے مار ڈالا تھا۔ حق سُبحانہ وتعالے فرمائیگا اے کمبخت تو تو مارا گیا۔ اسیوقت دوزخ میں بھیجا جائیگا +

ازاں بعد بقال اِیْتُوا اَصْحَابَ الْمَظَالِمِ ہر ایک ظلم کا عوض دلایا جاویگا۔ یہاں تک کہ جنہوں نے دودھ میں پانی ملاکر بیچا ہے اُن کو بُلاکر کہا جائیگا کہ تو شیر سے پانی جُدا کردو۔

ان کو سخت تکلیف دیجائیگی ۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزول قدم مالک بین یدی اللہ حتی یسئل عن عمرہ فیما افنیتہ وعن مالک من این کسبتہ واین صرفتہ وتسئل عما فی کتابک فاذا بلغ اخر الکتاب یقول اللہ تعالی یا عبدی کل بذہ عملت انت اوان ملائکتی زادوا علیک فی کتابک قال یا رب ولکنی فعلت ذالک کلہ فیقول اللہ تعالی انا الذی سترتہا علیک فی الدنیا وانا اغفرہا لک الیوم فاذھب فانی قد غفرتہا ۔ انتہی ۱۲

اے میرے بھائیو! آدمی صحت بدنی اور سمع اور بصر وغیرہ نعمتوں کی بابت پوچھا جائیگا کہ تم نے میری ان نعمتوں کو کہاں کہاں صرف کیا ۔ اور لکھا ہے کہ اہل علم کو علم کی بابت پوچھا جائیگا کہ آیا تم نے اپنے علم پر عمل کیا تھا یا نہیں ۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری اُمت کے عالمو تم علم کو مت چھپا رکھو ۔ اس لئے کہ علم میں خیانت کرنی مال کی خیانت سے بدتر ہے ۔ روز قیامت کے تم پوچھے جاؤ گے ۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جاہ اور مرتبہ اور مال اور ازواج اور اموال اور ممالیک کی بابت سوال کیا جاویگا ۔ چنانچہ مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالے قیامت کے دن اپنے بندوں کو فرمائیگا کہ ہماری نعمت کو طاعت میں صرف کیا یا معصیت میں ۔ چنانچہ جناب مولینا کا کلام اس قسم کے ارشاد کی شرح کرتا ہے ۔ **مثنوی**

حق بفرماید چہ آوردی مرا	اندرین مہلت کہ من دادم ترا
عمر خود را در چہ پایان بردۂ	قوت وقوت درچہ فانی کردۂ
چشم وگوش وہوش گوہر ہائے عرش	خرچ کردی چہ خریدی توز فرش

اور نیز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین اگل دیگی ۔ کما مر و اخرجت الارض اثقالہا بڑے بڑے شہتیر اور ستون سونے چاندی کے پس سب لوگ جنہوں نے مال مارنیکو مال والوں کو مارا یا مال چرایا یا بطور دغا فریب کے اوروں کا مال کھایا ۔ وہ کہینگے افسوس ملیں گے پہلے آتش حسرت میں جلیں گے پھر وہ آتش دوزخ میں جلینگے ۔ اللہ تعالے ہم سب بھائی مسلمانوں کو اس آفت سے بچاوے ۔ آمین!

زاد المعاد میں لکھا ہے کہ عبادات سے سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا ۔ اور وہ

تولی جائیگی اور نماز کا عند اللہ بڑا قدر اور وزن ہے اگر اس کے فرائض میں کسی طرح کا نقصان پایا جائیگا تو اُس کے نوافل سے نقصان کا جبر کیا جائیگا۔ پس ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ نماز کے ارکان اور آداب کو اچھیطرح دل کے حضور سے ادا کیا کرے بعضے مسلمان اکثر نماز کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں اگر پڑھتے ہیں تو اُن کو احسن طور پر ادا نہیں کرتے۔ ایسی نماز قیامت کے دن قابل قبول نہیں ہوگی اِس مسئلہ کو فقیر حقیر نے پہلے دفتر میں بہ تفصیل تمام بیان کر دیا ہے۔ جسکو دیکھنا منظور ہو وہاں دیکھ لے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے بعد زکوٰۃ کا سوال کیا جائیگا پھر دُوسرے اعمال کی پڑتال کیجائے گی +

حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن تین چیزوں کی بابت سوال نہیں ہوگا۔ لباس ہے کپڑوں کی بابت جن سے اپنے بدن کو ڈھانپا جاتا ہے۔ دوئم روٹی کے ٹکڑے جن سے بھوک کو رفع کیا جاتا ہے۔ سوم مکان سکونت جسمیں سردیوں گرمیوں میں گذارہ کیا جاتا ہے۔ ان تینوں ضروری چیزوں کی بابت اصلاً سوال نہیں ہوگا +

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دِن آدمی پُوچھا جائیگا۔ کہ اے میرے بندے تو نے کس کیساتھ دوستی کی تھی اور کس کیساتھ دشمنی کی تھی۔ حق تعالے فرمائیگا جو شخص میرے دوستوں سے دوستی اور میرے دشمنوں سے دشمنی نہیں کرتا ہے اسکو میری رحمت سے کچھ حصہ نہیں پہونچیگا + دُنیا کے بادشاہوں اور قاضیوں اور حاکموں سرداروں سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا کہ تم نے اپنی رعیت کیساتھ عدل اور حُسن سلوک کسطرح کیا ہے۔ اور عورتوں سے اپنے شوہروں کے مال اور اولاد کی بابت سوال کیا جائیگا + حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بندہ گناہ کی بابت توبہ کرتا ہے۔ تو حق تعالے فرشتوں اور اس کے جوارح اور زمین وغیرہ کو اُس کے گناہ کی یادداشت فراموش کرا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شہادت کے قابل نہیں رہتے + اگر کسی مسلمان کو دُنیا کے عالم میں کوئی مصیبت پہونچے۔ مثلاً اس کے پاؤں میں کانٹا چلا جائے۔ اور اسقدر مصیبت کو موجب اجر سمجھے اور اسپر صبر کرے اور مُنہ سے شکایت کا کلمہ نہ نکالے وُہ مصیبت اسکے گناہوں کا عوض ہو جائیگی۔ اور وہ شخص عالم آخرت میں گناہوں کی سزا سے بچ جائیگا +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! خدا تعالے کی نعمتوں سے صبر بھی ایک بڑی نعمت

اُس کے فضایل میں آیات قرآنی اور حدیثات نبوی کامل شاہد ہیں۔ جیسے امام غزالی رحمہ نے احیاء العلوم کے صبر و شکر کے باب میں لکھا ہے۔ اگر کسی کو کسی نے فعل یا قول سے ایذا دی یا اُس کے نفس یا مال میں کوئی قصور کیا تو اُسپر صبر کرنا اور مکافات کا چھوڑنا کبھی تو واجب ہوتا ہے اور کبھی صرف فضیلت کا موجب۔ جیسا کہ بعض صحابہ رضہ نے فرمایا ہے کہ ہم آدمی کے ایمان کو ایمان نہ جانتے تھے۔ جب تک کہ ایذا پر صبر نہ کرتا اور کلام مجید میں انبیا کی طرف سے مخالفین کے جواب میں ارشاد ہے۔ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ اور ہم صبر کریں گے ایذا پر جو ہم کو دیتے ہو۔ اور اللہ پر بھروسا چاہیئے بھروسے والوں کو۔

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے ایکبار کچھ مال تقسیم فرمایا تو بعض مسلمان اعراب نے کہا کہ یہ ایسی تقسیم نہیں جس سے خدا کی رضامندی منظور ہو۔ یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی۔ آپ کے رُخسار مبارک سُرخ ہو گئے۔ پھر فرمایا اللہ رحم کرے میرے بھائی موسےٰ علیہ السلام پر کہ اُن کو لوگوں نے اس سے بھی زیادہ ستایا تھا۔ مگر اُنہوں نے صبر کیا اور قرآن شریف میں جابجا آپ کو صبر کا ارشاد ہوتا ہے۔ کما ورد وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا۔ صبر کر اُسپر جو کہتے ہیں کافر اور تکذیب کرنے والے واہیات خرافات اور [illegible] اُنسے [illegible] میں نہ رہ اور اُن سے نصیحت [illegible] صبر کرو اور اسیوجہ سے مکافات سے صبر کرنیکا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] وغیرہ میں حقوق کے معاف کرنیوالو کی مدح فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ۔ اگر بدلہ دو تو بدلہ دو اسقدر جتنی تمکو تکلیف پہونچی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَکَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ۔

اور انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمکو پہلے سے یہ حکم ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور ناک کے بدلے ناک یعنی جتنی بُرائی کوئی کرے اُسیقدر تم اُس سے کرو۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ شر کا بدلہ شرارت دو۔ بلکہ جو کوئی تمہارے رُخسار پر طمانچہ مارے تو اُس کے سامنے بایاں کر دو۔ اور جو کوئی تمہاری چادر لے لے

تو اسکو تہمند بھی دیدو۔ اور جو تم کو ایک میل بیگار لیجائے تو تم دو میل اسکے ساتھ جاؤ انتہٰے
اے میرے بھائیو! بعضے ایسے امور جنکی ابتدا اور انتہا کچھ بھی بندے کے اختیار
میں نہیں جیسے عزیزوں کا مرنا۔ مال کا تلف ہونا۔ اور مرض سے تندرستی کا جاتا رہنا۔
اور اعضاء کا بگڑ جانا وغیرہ تمام اقسام کے مصائب کہ اُنپر صبر کرنا مقامات صبر میں سے
اعلیٰ مقام ہے۔ دیکھو ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جن کے اخلاق جمیلہ کا احاطہ
طاقت بشری سے باہر ہے۔ ازانجملہ آپ کے صبر اور حلم اور عفو اور تواضع اور فروتنی
بیان سے باہر ہے۔ اور یہ امور نبوت کے صفات میں سے بڑی صفت ہے۔ اگر یہ صفات
آپ کے وجود باجود میں قوی نہوتے تو نبوت کا بھاری بوجھ کون اُٹھاتا۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ
اپنے حبیب کو انبیا ء سابقین کے حال سے خبر دیکر صبر کیطرف ترغیب دیتا ہے۔ کما ورد
فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ یعنے صبر کرو تم ایذاہی
خلق پر اور اٹھاؤ تم اُن کے ظلم کو جیسا کہ صبر کیا انبیا اولوالعزم نے۔ اور عفو اور درگذر کرو
تم اُن کے ستانے سے ٭ اور ظاہر ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر کافروں
کے ستانے پر بہ نسبت دیگر انبیاء کے حد سے بڑھ کر تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
ما اوذی نبی مثل ما اوذیت یعنے نہیں ایذا دیا گیا کوئی نبی جیسا کہ مَیں ایذا دیا گیا ہوں۔
اسواسطے کہ جیسی رغبت خاطر مبارک کی اُمت کے اسلام لانے میں بہت تھی ویسے اذیت
کفار کے ہاتھ سے بہت اٹھائی۔ اور سوا اس کے جو نازک مزاج ہوتا ہے تھوڑا صدمہ
بھی اُسکو بہت معلوم ہوتا ہے پھر کیا پوچھنا ہے ایسے شخص کا کہ جسکی لطافت مزاج اور
نزاکت خاطر کی کچھ انتہا نہ ہووے۔ رُباعی

نازک بدنے کش زگل آزار بود	از سایہ سنبل جسمش افگار بود
بنگر چہ رسد بردلش از غم کہ رشش	از دست ستمگران پُر از خار بود

روایت ہے کہ جب آیہ کریمہ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ
نازل ہوئی۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل
پوچھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے رب العزت سے اس آیت کی تاویل کا سوال
کیا۔ جلال احدیت نے حضرت جبرائیل امین کو اس آیت کے معانی سے آگاہ کیا۔ پھر
جبرائیل نے آکر کہا اے محمد حق سُبحانہ وتعالےٰ امر کرتا ہے صِلْ مَنْ قَطَعَكَ یعنے مل تو

اس شخص سے جو تجھ سے نہ ملے۔ اور بہت دے اسکو جو تجھ کو نہ دے اور عفو فرما اس سے جو تجھ پر ظلم کرے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات یا مال کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیا بلکہ اس شخص سے جو خلاف حکم خدا کے کرتا تھا اور اس کے اوامر اور نواہی کو نہ مانتا تھا۔ اور بڑا صبر آنحضرت م کا یہ تھا۔ اور اس سے زیادہ صبر کیا ہوگا۔ کہ جب جنگ احد کے دن کافروں نے حضرت کیساتھ مقابلہ اور محاربہ کیا اور جناب کو ایسا رنج پہونچا کہ آپ کے چار دانت شہید ہو گئے اور مبارک سر میں زخم پہونچے جب صحابہؓ نے یہ حال دیکھا تو بیقرار ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ م آپ ان کافروں کے حق میں بد دعا کیجئے کہ یہ مردود اپنی سزا کو پہونچیں۔ فرمایا میں کسی کے حق میں بد دعا کرنیکے لئے نہیں آیا ہوں۔ مجکو حق سبحانہ وتعالی نے اسواسطے بھیجا ہے کہ سرگشتگان بادیہ ضلالت کو راہ ہدایت پر پہونچاؤں۔ اسوقت اس رؤف رحیم نے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنے اے بار خدا ہدایت کر تو میری قوم کو کہ یہ نادان ہیں اور اپنا نفع اور ضرر نہیں سمجھتے۔

نظم

بحسن خلق و وفا کس بیار ما نرسد
ہزار نقش بر آید ز کلک صنع ولے
ہزار نقش بہ بازار کائنات آرند۔
اگرچہ حسن فروشان بجلوہ آمدہ اند

ترا درین سخن انکار کار ما نرسد
بدلپذیری نقش نگار ما نرسد
کسے بہ سکۂ صاحب عیار ما نرسد
کسے بحسن وملاحت بیار ما نرسد

اے میرے بھائیو! تم نے اپنے رسول علیہ السلام کی بابت چند حدیثیں سن لی ہیں اُن کے مضامین کیطرف غور کر کے اپنے دلمیں یہ بات نقش کر لو کہ انسان کو حالت ورود مصائب اور نزول بلا کے صابر رہنے میں بڑی فضیلت ہے۔ اور جزع اور فزع اور شکوہ اور بصبری کرنے میں بڑی فضیحت ہے پس جو شخص حالت مصیبت میں اپنے استقلال پر رہتا ہے۔ حق تعالے اُسکو قیامت کے دن اجر جمیل عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کے بدن میں خواہ مال میں یا اولاد میں مصیبت بھیجتا ہوں اور وہ اُسکو صبر جمیل سے برداشت کرتا ہے تو قیامت کے دن مجکو شرم آتی ہے کہ اس کیلئے ترازو کھڑی کروں یا نامۂ اعمال پھیلاؤں۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی

اُس غمزدہ کا کیا بدلہ ہے جو تیری رضا کی خواہش کے باعث مصائب پر صبر کرے ۔ ارشاد ہوا کہ اُسکا بدلہ یہ ہے کہ اسکو لباس ایمان پہنا کر کبھی اُس کے بدن سے نہ نکالوں +

رجعنا الی المقصود حدیث میں لکھا ہے کہ حساب اور وزن اعمال کے بعد اگر حقوق الٰہی میں سے کوئی حق بندے کے ذمہ باقی رہیگا ۔ تو حق سبحانہٗ و تعالےٰ اگر چاہیگا تو اُسکو بخشدیگا ۔ اگر چاہیگا تو اُسکو عذاب دیدیگا ۔ اور اگر چاہیگا تو اُس کے عیب کو چھپالیگا امام احمد رح نے ابی ہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ حق سبحانہ و تعالےٰ ایک مسلمان بندے کو قیامت کے دن اپنے نزدیک بُلا کر کہیگا ۔ اے میرے بندے تو اپنا اعمالنامہ پڑھ ۔ جب وُہ آدمی اپنے حسنات کو دیکھیگا تو نہایت خوش ہو جائیگا حقتعالےٰ فرمائیگا اے میرے بندے میں نے تیرے حسنات کو قبول کیا وُہ بندہ بوجہ شکر گذاری بحضرت باری سجدہ کریگا اور جب اپنے گناہ کے دفتر کو پڑھیگا تو غمگین ہو جائیگا اور خدائے تعالےٰ کے جلال سے ڈریگا ۔ حق تعالےٰ اپنے بندہ کا اضطراب دیکھکر خطاب فرمائیگا اے میرے بندے تو مت ڈر میں نے تجکو معاف کیا ۔ بندہ اِس خوشخبری کا آوازہ سُنکر پھر سجدہ میں پڑ جائیگا ۔ عرصات کے لوگ سوائے سجدہ کرنیکے اُس شخص کو نہ دیکھیں گے اور اُن کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوگا ۔ کہ اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان کیا معاملہ گذرا ہے اور اسکو حساب یسیر کہتے ہیں ۔ جیسا کہ حاکم نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکروز نماز کی حالت میں فرمایا اللّٰھم حاسبنی حسابا یسیرا ۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عائشہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ حساب یسیر کیا چیز ہے ۔ فرمایا کہ حق تعالےٰ بندے کا نامہ اعمال دیکھے اور پھر اُسکو بخشدے پھر آپ نے فرمایا من نوقش فی الحساب یا عائشۃ ھلک ۔ اگر پروردگار عالم اپنے بندوں پر زیادہ فضل کرے تو گناہوں کے عوض نیکی کا ثواب عطا فرمائے ۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ۔ یبدل اللہ سیئاتھم حسنات ۱۲ انتھےٰ ۱۲

مسلم نے ابی ذر سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو حاضر کیا جائیگا اور اس کے صغیرے گناہ اُس پر ظاہر کئے جائیں گے اور وُہ آدمی اُن گناہوں کا اقراری ہو جائیگا ۔ مگر اپنے کبیرہ گناہوں کی باعث ترساں اور لرزاں ہوگا ۔ پس ارحم الرحمین کی بارگاہ سے حکم ہوگا کہ اس آدمی کو بجائے گناہونکے

نیکی کا ثواب دیدو۔ ازاں بعد وہ شخص بطمع ثواب عرض کریگا۔ الٰہی میرے اور بھی گناہ ہیں کہ تیرے ملائکہ نے ان کو حساب میں نہیں داخل کیا۔ جب سید الانبیاء نے یہ حدیث فرمائی تو پھر ایسے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ستاروں کیطرح چمک پڑے ؛

ابن ابی حاتم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو اُسکا اعمالنامہ دیا جائیگا۔ جب اپنے صحیفہ کے پیشانی پر سیئات کی فہرست دیکھیگا تو مارے ڈر کے کانپ جائیگا۔ اور کہیگا دیکھئے میرا انجام کیا ہوتا ہے۔ پھر حسنات کو دیکھکر اُس کے دلکو قدرے آرام آئیگا۔ جب نظر اُٹھا کر صحیفہ کی پیشانی کو دیکھیگا۔ تو بجائے سیئات کے حسنات لکھے ہوئے دیکھیگا ؛

حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بعضے آدمی اسیات کو بہت پسند کریں گے۔ بلکہ افسوس کھائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے بہت گناہ کیوں نہ کئے۔ مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں کہ جن کے شان میں یبدل اللہ سیئاتھم حسنات وارد ہوا ہے۔ اس مقام میں اس کلام کی دو توجیہیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ بندگان خاص بمجرد صدور معصیت کے اسقدر ندامت کرتے ہیں اور شرمساری کا بوجھ اپنے وجود پر اُٹھاتے ہیں۔ اور جناب ایزدی میں تضرّع اور التجا کرتے ہیں تو انکی ندامت اور شرمندگی ہی کی برکت سے اس کے سیئات حسنات سے بدلجاتے ہیں اور رحمت الٰہی کا دروازہ اسپر کھلجاتا ہے۔ دُوسری توجیہہ یہ ہے۔ وُہ بندگان خدا جو دریائے محبّت اور عشق الٰہی میں ڈوبے ہوتے ہیں اور حال کے غلبہ سے اُن سے گاہے ماہے ایسا عمل صادر ہو جاتا ہے۔ جسکا میزان شریعت میں کچھہ نہیں ہوتا جیسے سماع اور وجد اور رہبانیہ مبتدعہ اور ترک جمعہ اور جماعات ارجبیات میں اور کلمات شطحیہ جو بعض حضرات صوفیہ کرام سے صادر ہو جاتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ انکی محبّت اور عشق کیطرف نظر فرما کر اُن کے ایسے اعمال جو شریعت حقہ میں اُن کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل ثابت نہیں۔ حسنات سے بدل دیتا ہے۔ جیسا کہ مولنا رحمہ نے فرمایا ؎

ہرچہ گیرد علّتے علّت شود	کفر گیرد کاملے ملّت شود
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
او بدل گشت و بدل شد کار او	لطف گشت و نور شد ہر نار او

حقوق العباد کا حساب

اے میرے بھائیو! حساب اور ترازو کے اندیشہ سے اُسی شخص کو نجات ہوگی جو دُنیا
میں اپنے نفس کا حساب کرے۔ اور میزان شریعت میں اپنے اعمال اور اقوال کو تولے
جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا حاسبوا قبل ان تحاسبوا کہ اپنے نفس کا حساب کو پہلے
اس سے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اسکو تولو پہلے اس سے کہ تم تولے جاؤ۔ اور آدمی کا
نفس سے حساب لینا یہ ہے کہ موت سے پہلے توبہ خالص ہر ایک گناہ سے کرے۔ اور جو
قصور اللہ تعالےٰ کے فرائض میں ہوا ہو اُسکا تدارک کرے اور حقوق لوگوں کے دام
درم کوڑی کوڑی دیدے۔ اور جسکی ہتک زبان یا ہاتھ سے کی ہو اُس سے معاف کراوے
اور لوگوں کے دلکو خوش رکھے۔ یہانتک کہ مرے تو ایسی طرح کہ کوئی حق اور کوئی فرض
اُس کے ذمے نہ رہے تو ایسا شخص بے حساب جنت میں داخل ہوگا۔ اگر حقوق کے ادا
کرنیسے پہلے مریگا تو حقدار قیامت میں اُسکو گھیریں گے کوئی ہاتھ پکڑیگا کوئی ماتھے کے
بال کوئی گریبان۔ کوئی کہیگا تو نے مجھپر ظلم کیا۔ کوئی کہیگا تو نے مجھ کو گالی دی وغیرہ وغیرہ
پس جس گھڑی تیرا یہ حال ہوگا کہ حقدار تیرا گریبان ہاتھ سے مضبوط پکڑے ہونگے۔ اور تو
اُن کے مقابلہ سے ضعیف ہوگا۔ اور اپنی گردن اپنے آقا اور مالک کیطرف اس اُمید پر
اُٹھائے ہوگا کہ وہی اُن کے ہاتھ سے چھڑا دے تو اسی حال میں تیرے کان میں آواز
جل جلالہ کی بارگاہ سے آویگی کہ یہ فرماتا ہے الیوم تجزےٰ کل نفس ما کسبت لاظلم الیوم
آج بدلا پاویگا ہر ایک آدمی جیسا کمایا۔ آج ظلم کا دن نہیں۔ اُسوقت تیرا دل مارے
ہیبت کے نکل پڑیگا۔ اور تجکو اپنی تباہی کا یقین ہو جائیگا۔ اور جب تجکو فرش عدل پر
کھڑا کرکے خطاب سیاست رُوبرُو ہوگا اور تو اُسوقت مفلس عاجز محتاج اور ذلیل ہوگا
کہ نہ کوئی حق ادا کرسکتا ہوگا نہ کوئی عذر رکھتا ہوگا۔ پھر تیرے نیک اعمال جنکے لئے تو نے
مشقتیں عمر بھر اُٹھائی ہونگی تیرے سے لیکر حقداروں کے حقوق کے عوض اُنکو دیدیئے جاوینگے
جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو
کہ مفلس کون ہے لوگوں نے عرض کیا کہ مفلس ہم میں سے وُہ ہے جس کے پاس روپیہ
پیسا اسباب نہو آپ نے فرمایا کہ مفلس میری اُمت میں سے وُہ ہے جو قیامت میں نماز اور

روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج لیکر آوے اور کسیکو گالی اور کسی کو مارا ہوگا۔ تو اُس کے سب حسنات ان سب حقداروں کو جُدا جُدا دیئے جاویں گے۔ اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ رہینگی اور اسپر حکم اخیر نہ ہُوا ہوگا تو حقداروں کی خطائیں لیکر اُسپر رکھدی جاویں گی پھر دوزخ میں ڈالدیا جاویگا +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! ہمارے تمہارے پر کیا گذریگا۔ جس وقت تم اپنا اعمالنامہ نیکیوں سے خالی پاؤگے۔ جن کے لئے تم نے بہت مشقتیں اُٹھائی ہونگی۔ اور اور جب کوئی آدمی اعمالنامہ کو خالی دیکھکر کہیگا کہ میری نیکیاں کہاں گئیں تو کہا جائیگا کہ تیرے حقداروں کے دفتر میں چلی گئیں۔ اور دیکھیگا کہ نامۂ اعمال بالکل بدیوں سے پُر ہے۔ حالانکہ دُنیا میں اُنسے بچنے کے لئے بہت تکلیفیں سہی تھیں۔ پھر پوچھیگا کہ الہیٰ! اُن خطاؤں کا تو میں کبھی مرتکب نہیں ہُوا۔ حکم ہوگا کہ یہ بُرائیاں اُن لوگوں کی ہیں جن کی تُونے غیبت کی اور ان کو گالیاں دیں اور بُرائی پہونچائی۔ اور تمام معاملوں میں زیادتی کی۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان زمین عرب میں بتوں کی پرستش سے تو نا اُمید ہوا مگر وہ تم سے ایسی چیز پر راضی ہوگا کہ وُہ بُت پرستی کی نسبت کم ہوگی اور باتیں حقیر ہیں مگر سب مہلک ہیں۔ پس ظلم سے بچو جتنا تم سے ہوسکے اس لئے کہ بندہ قیامت کے روز پہاڑ کی برابر طاعتیں لاویگا اور جانیگا کہ یہ مجھے بچاوینگی مگر ایک دوسرا بندہ آکر کہیگا کہ الہیٰ فلاں شخص نے مجھپر ظلم کیا۔ اور میرا حق زبردستی لے لیا۔ اللہ تعالےٰ حکم فرمائیگا کہ اسکی نیکیوں میں سے کم کردے۔ اسیطرح حقدار آتے جاوینگے اور اسکی نیکیاں لیتے جاویں گے۔ یہاں تک کہ اس کے پاس نیکیوں میں سے کچھ بھی نہ رہیگا +

پس اے میرے دوستو! تم خدا سے خوف کرو۔ اور بندوں کے حقوق یعنے انکے مال لینے اور ہتک عزت کرنے اور اُن کے دل تنگ کرنے اور معاملے میں بدخلقی کرنے سے احتراز کرو۔ اس لئے کہ جو قصور بندہ کے اور خدا تعالےٰ کے درمیان ہونگے۔ تو اُنکی طرف مغفرت جلد آویگی۔ اور جس شخص کے ذمّہ حقوق بہت سے ہوں۔ تو اُسکو لازم ہے کہ بعد توبہ کے نیکیاں بہت کرے کہ قصاص کے روز کام آویں۔ اور مومن کو لازم ہے کہ بعض نیکیاں خاص اپنے اور خدا تعالےٰ کے درمیان میں چھپا کر کمال اخلاص سے ساتھ

کرے۔ اسطرح کہ سوائے خداتعالیٰ کے اَور کسیکو اسپر واقفیت نہ ہو۔ اِس لئے کہ شاید یہی صورت اُسکی نزدیکی کی خداتعالیٰ سے ہوجائے اور اسکے باعث مستحق اُس لطف کا ہوجائے۔ جس کو خداتعالیٰ نے اپنے مومن محبوں کے لئے درباب دُور کرنے حقوق عباد اُن کے ذمّہ سے رکھ چھوڑا ہے۔ چنانچہ انس رض فرماتے ہیں کہ ایکروز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوگئے۔ حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ کو کس بات نے ہنسایا۔ فرمایا کہ دو شخص میری اُمّت میں سے خداتعالیٰ کے سامنے دوزانو ہوئے۔ اور ایک نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ الٰہی میرا حق اس میرے ساتھی سے دلادے۔ خداتعالیٰ نے دوسرے سے ارشاد فرمایا کہ حق اُسکا دیدے۔ اُسنے عرض کیا بارخدایا میرے پاس تو کوئی نیکی رہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طالب سے ارشاد فرمایا کہ اب تو کیسے کریگا۔ اُسکے پاس تو کوئی نیکی نہیں رہی۔ اُسنے عرض کیا کہ الٰہی یہ شخص میرے گناہوں میں سے اپنے اوپر لیلے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ یہ دن بہت بڑا ہے۔ اسدن میں آدمی اسبات کے محتاج ہونگے۔ کہ کوئی اُن کیطرف سے اُن کے گناہ اپنے اُوپر لے۔ پھر فرمایا کہ اپنا سر اُٹھاکر جنت میں دیکھ۔ اُس نے سر اُٹھایا اور عرض کیا کہ الٰہی مجھے چاندی کے شہر بلند اور سونے کے محل موتیوں سے جڑے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کون سے نبی کے ہیں یا کونسے صدیق کے یا کس شہید کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اسکے ہیں جو اُن کا مُول اداکرے۔ اُس نے عرض کیا کہ ان کے مُول کا کون مالک ہے کس سے دیا جاسکتا ہے۔ فرمایا کہ اُنکا مُول تیرے پاس ہے۔ عرض کیا کہ وُہ کیا ہے فرمایا کہ اپنے بھائی کو حق معاف کرنا۔ اُسنے عرض کیا۔ کہ الٰہی میں نے اُسکو معاف کیا۔ حکم ہوا کہ اپنے اس بھائی کا ہاتھ پکڑ اور جنت میں داخل کر۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپسمیں صلح رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ ایمانداروں میں خود میل کراتا ہے۔ انتہیٰ ۱۲

مؤلف اے میرے بھائیو! رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تمکو اس بات کی تنبیہ کررہی ہے کہ تم اپنے خداتعالیٰ کے اخلاق کو حاصل کرکے اِس مرتبہ کو پیدا کرو۔ یعنے آپسمیں میل کرانے اور خدا کے ساتھ معاملہ کرنیمیں نیّت درست کو وسیلہ بناؤ۔ کہ یہ رتبہ بدُون اور سچی نیّت کے تم کو نہیں ملیگا۔ انتہیٰ ۱۲

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمی کے اعمالنامہ میں تین قسم کے گناہ ہونگے۔ ایک تو شرک کی بابت وہ گناہ ہرگز و مطلقاً نہیں بخشے جائینگے۔ دوئیم حقوق اللہ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اُنکے بخشنے میں مختار ہے۔ چاہے تو معاف کردے۔ سوم ظلم عباد۔ بیشک اسمیں قصاص دلایا جاویگا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بعض مسلمانوں کو بغیر لینے حساب کے بہشت میں داخل کردیگا +

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے دن انبیائے سابقین کی اُمتیں میرے سامنے پیش کیجائیگی کسی پیغمبر کیساتھ ایک مرد مومن ہوگا۔ اور بعضوں کیساتھ دو دو۔ اور بعض کیساتھ کوئی بھی نہ ہوگا۔ اور بعض کیساتھ ایک جماعت ہوگی۔ اچانک ایک جماعت کثیر اور جم غفیر پر میری نظر جا پڑیگی کہ میدان کے کنارے اُن سے بھرے ہوئے ہونگے۔ کہا جائیگا کہ اے محمدؐ یہ تیری اُمت ہے۔ ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوجائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ منتر جنتر کے قایل نہیں۔ اور توکل علے اللہ پر رہ کر اپنے بدنوں پر داغ نہیں کراتے اور اپنے دنیاوی معاملات کو خدا پر چھوڑکر تطیر اور شگون نہیں لیتے۔ اور من کل الوجوہ خدا پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی اُس جماعت سے ہونگا۔ فرمایا بیشک تو بھی اُنمیں سے ہے۔ ایک دوسرے آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انمیں سے ہوں۔ فرمایا تیرے سے عکاشہ سبقت کرگیا۔ انتہےٰ +

صحیحین میں ابی ہریرہؓ سے اور مسلم نے عمران بن حصین سے مروی ہے۔ اور ابی امامہ کی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محمد صلعم ستر ہزار آدمی تیری اُمت کا بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوجائیں گے۔ اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار آدمی شامل ہوگا۔ اور میرے پروردگار کے تین حثیات ہونگے (اور حثے بجائے مہملہ اور ثائے مثلثہ اُس چیز کو کہتے ہیں جو دونوں ہاتھ میں آجاوے) حضرت ابوبکرؓ صدیق سے مروی ہے کہ چنانچہ اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ کہ

ستّر ہزار آدمی اُمّت محمدیہ کا بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونگے۔ اور اُن کے مُنہ چودھویں رات کے چاند کیطرح روشن اور مجلی ہونگے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے خدا سے زیادہ کے لئے معافی مانگی اور اس تعداد سے زیادتی چاہی حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کرم سے فرمایا۔ کہ اے محمدؐ ستّر ہزار کے ہر ایک اکارہ کیساتھ ستر ستر ہزار آدمی کو بغیر حساب کے بہشت میں داخل کردونگا۔ حدیث میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص راحت اور رنج کیحالت میں خدائیتعالیٰ کا حمد اور شکر کرتا رہے اور کسیطرح کی شکایت کا کلمہ زبان پر نہ لاوے۔ اسکو بھی بغیر حساب کے بہشت میں داخل کردینگے +

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ شہدائے فی سبیل اللہ جنہوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں فدا کردیا ہے قیامت کے دن بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونگے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن شب خیز اور اہل فضل اور اہل صبر اور متحابون فی اللہ بہشت میں بغیر حساب کے داخل کئے جاوینگے۔ اہل فضل وُہ لوگ ہیں اگر کوئی ظالم اُن پر ظلم کرے تو وہ متحمل ہو کر صبر کرتے ہیں۔ اگر کوئی اُن کیساتھ بدی کرے تو اُن کو معاف کردیتے ہیں۔ اور اگر کوئی اُن کیساتھ جہل کرے تو وہ تحمل کر جاتے ہیں + اور اہل صبر وُہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بندگی اور طاعت اور معصیت پر صبر کرتے ہیں۔ اور تکالیف اپنے وجود پر سہتے ہیں۔ اور متحابون فے اللہ وُے لوگ ہیں کہ محض اللہ کیواسطے سب لوگوں کیساتھ محبّت اور دوستی کرتے ہیں۔ اور بغیر علاقہ دنیویہ اور مطالب نفسانیہ کے للہ فے اللہ باہم ملاقات کرتے ہیں +

احادیث میں وارد ہے جو شخص رنج اور مصائب میں صبر کرے اور جو کوئی حج اور عمرہ کے راستہ میں مرجائے۔ اور اہل عرفان اور احسان اور علوم دینی کے طالب اور جو عورت اپنے خاوند کی فرمانبردار ہووے اور جو ولد اپنے والدین کیساتھ نیکی اور احسان کرے اور جو فقر اور مفلسی کے سبب دُوسرا کپڑا نہ رکھے۔ اور دو قسم کا کھانا اور شربت نہ کھائے اور جو دُنیا کیطرف رغبت نہ کرے اور جو خدا کے خوف سے روتا رہے۔ قیامت کے دن بغیر حساب کے بہشت میں داخل کئے جاوینگے +

اصبہانی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میزانے قایم ہوجاوینگے۔ اور اہل نماز اور اہل روزہ اور اہل حج کو بموجب وزن

اعمال کے ثواب دیا جائیگا۔اور جب اہل بلا اور مصیبت زدوں کو بلایا جاویگا۔نہ اُن کے لئے میزان رکھی جاویگی۔اور نہ اُن کے اعمالنامے کھولے جاوینگے اور ان کے وجودوں پر ثواب کا بادل برسایا جاویگا۔اور بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہو جائینگے۔اور ایسے اعلےٰ درجوں کو پہونچ جائیں گے کہ اہل عافیت اُن کو دیکھکر تمنّا کریں گے۔کہ افسوس ہمارے بدن بھی دُنیا کے عالم بلاؤں کی مقراض سے کاٹے جاتے۔اور دُنیا کے مصائب پر صبر کرتے تو اس ثواب بے حساب کے مستحق ہو جاتے۔کما ورد انّما یُوفّی الصّابرُون اجرُہم بغیر حساب۔یعنے سوا اسکے نہیں کہ صابروں کو بحساب ثواب دیا جاویگا ۔

فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کافروں کو دوزخ میں اور مومنوں کو بہشت میں جانیکا حکم ہو گا۔حق سُبحانہٗ وتعالےٰ مومنوں کو اُن کے اعمال کے موافق ایک نور کرامت فرماویگا۔بعضوں کے لئے وُہ نور ایک پہاڑ کیطرح سامنے آنمودار ہو گا۔اور بعض کے لئے ایک درخت خرما کی مانند اور سب سے کمتر نور مومن کے پاؤں کی نر انگشت پر ہو گا کبھی ظاہر ہو گا اور کبھی چھپ جائیگا اور کافروں اور منافقوں کے لئے نور ہرگز نہیں ہو گا۔وُہ عقل کے اندھے اندھیرے میں ہی رہینگے۔کما ورد ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور اور جس کیلئے اور مقرر اور مقدار نہ کی خدا نے اُس کیواسطے روشنی قسمت ازلی میں۔تو نہیں ہے اُس کیواسطے کچھ نُور ۔

تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ کافر کا ہر کام اور ہر بات ظُلمت ہے اور اُسکا آنا جانا ظُلمت ہے اور قیامت کے دن اسکی رجوع بھی ظلمت کیطرف ہو گی۔اور مومنوں کا دُنیا میں آنا اور اُن کے سب کام نورٌ علےٰ نور ہیں اور کافروں کیواسطے ظلمتوں پر ظلمتیں ہیں

مومناں از تیرگی دُور آمدند	لاجرم نورٌ علےٰ نور آمدند۔

کافرے تاریک دل را نگر است	حال و کارش ظلمت اندر ظلمت ست

اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ منافقوں کو بھی قدرے نُور ہو گا۔لیکن وُہ نُور پُلصراط کے مرور کے وقت منطفی ہو جاویگا۔اور منافق مومنوں کو کہیں گے کہ اے مومنو تم ہماری طرف بھی بہ نظر شفقت دیکھو۔تا کہ ہم کو بھی تمہارے سے روشنی پہونچے کہ ہم اس ظلمت کدہ میں نہایت تنگ اور لاچار ہو رہے ہیں۔مومن اُن کے جواب میں کہینگے۔ارجعُوا وراءکم فالتمسُوا نوراً ۔یعنے اپنی پیٹھ کیطرف لوٹ جاؤ۔یعنی وہاں جاؤ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نُور کی

تقسیم کر رہا ہے وہاں سے نور لے آؤ۔ یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم پھر دنیا میں جاؤ اور وہاں جا کر ایمان اور اعمال صالحہ حاصل کرو۔ اسلیئے کہ یہ نور بدوں ایمان اور اعمال صالحہ نہیں ہوتا ہے۔ ازآں بعد مومنوں کے چلنے کی راہ میں ایک دیوار قلعہ کی دیواروں کی مانند نمودار ہو جائیگی۔ اور اس دیوار میں ایک دروازہ ہوگا سب مومن اس دروازے سے گذر جائیں گے اور منافق دروازے کے باہر کھڑے رہ جائیں گے۔ اس دروازے اندر رحمت کے آثار معلوم ہونگے۔ اور بہشت کی نسیم اور خوشبودار ہوا آویگی۔ جب سب مومن اس دروازے سے داخل ہو کر دیوار کے اس پار ہو جائیں گے پھر وہ دروازہ خود بخود مسدود ہو جائیگا۔ اور منافق روسیاہ باہر کے میدان میں جو ایک ظلمتکدہ ہے حیران و پریشان ہو کر اس دروازے کیطرف دوڑیں گے +

جب یہ دیکھینگے وہ سارے روسیاہ
تب کرینگے وائے ویلائے شمار
اے گروہ مومنان پاک کیش
جو وہاں سے لائے ہو یہاں تک اپنی ساتھ
ہم یہاں ہیں سخت ظلمت میں اسیر
کیا گناہ ہم نے تمہارا ہے کیا۔
وہ کہینگے فی الحقیقت ہی یہ ٹھیک
لیک باطن میں سدا کیل و نہار
اور واں رہتے تھے تم شام و پگاہ
اور تعظیم و اطاعت بندہ وار
اب انہیں میں جاؤ اے قوم غوی
اتنے میں اک شعلہ نار بزرگ
کہربا ہیوے اٹھا جیوں برگ کاہ
کھینچکر فوراً بحکم ذوالجلال

اس در مسدود میں جانے کا راہ
اور پکاریں گے وہ ہو کر بے قرار
ہم نہ کیا ساتھی تمہارے تھے ہمیش
گم گئے ہو چھوڑ ہم لوگوں کا ہاتھ
ٹاپتے ادھر ادھر مثل ضریر
جس کے موجب تم نے یہ بدلہ دیا
تم بظاہر واں ہمارے تھے شریک
رہتے تھے بے حرمتی کے انتظار
جان و دل سے کافروں کے خیر خواہ
کرتے تھے کفار کی تم بیشمار
جنگی کرتے تھے ہمیشہ پیروی
آئیگا دوزخ سے با حال سترگ
یونہی وہ شعلہ انہیں بے اشتباہ
دیگا واں سے درکۂ اسفل میں ڈال

الغرض منافق دوزخ میں داخل ہو کر مومنوں کو پکارینگے۔ اے بھائیو کیا ہم ملت اسلام پر مومنوں کیساتھ رفاقت نہیں کرتے تھے۔ مومن کہیں گے۔ ہاں تم ہمارے ساتھ تھے

لیکن تم نے دیدہ و دانستہ اپنے نفس کو فتنہ میں یعنے کفر او معصیت میں ڈالا اور عقاید باطلہ اور اعمال فاسدہ اختیار کئے اسیواسطے ہم تم سے اور تم ہم سے جدا ہوئے ✦

مؤلف - ظاہراً وہ آیات اور احادیث جو منافقوں کے نور کی نفی پر دلالت کرتی ہیں - ان حدیثوں اور آیتوں سے مراد وہ منافق ہیں جو باطن میں کفر اور ظاہر میں اسلام رکھتے تھے اور تقیہ اور استہزا کیوجہ سے کلمہ شہادت کے قایل ہو جاتے تھے - ایسے منافقوں کے لئے قیامت کے دن کسی قسم کا نور نہیں ہوگا اس لئے کہ نور کے ظہور کا اصل ایمان سے اور ایمان دل سے تعلق رکھتا ہے - اور ان کا دل نور ایمان سے بے نور ہے - اور جس دل میں آفتاب عالمتاب ایمان کا نہ چمکے - بلاشک عالم تاریکی کا اسپر مستولی ہوتا ہے - جیسا کہ مولنا رح نے مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ہے

خانۂ آن دل کہ ماند بے ضیا	از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریکست چون جان جہود	بے نوا از ذوق سلطان و دود
گور بہتر از چنین دل مر ترا	آخر از گور ئیے دل خود بر تر آ

اور جن حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ منافقوں کا نور منطفی ہو جائیگا - مراد ان سے وہ لوگ ہیں کہ توحید الٰہی کے قایل ہیں - جیسے فرقے مبتدعہ - مثلاً روافض اور خوارج اور معتزلہ وغیرہ کہ ان کے ایمان کا نور بدعات کے دھوئیں سے منطفی ہو جائیگا ✦

فائدہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نماز بھی نمازی کے لئے پلصراط پر سے گذرنیکے وقت نور کی مشعل بنجائیگی - جن لوگوں نے اندھیری راتوں اور اندھی بادلوں کی تاریکی میں مساجد میں جاکر نمازیں باجماعت ادا کی ہیں ان کے لئے نماز ایک کامل نور ہوگا - اور فرمایا جو شخص مومن جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت بلاناغہ کرتا رہے - قیامت کے دن اسکے قدموں سے آسمان تک تمام نور ہی نور ہوگا ✦ اور فرمایا جو آدمی صالح تقدیر الٰہی سے عالم دنیا میں نابینا ہو جائے - اور جو راہ خدا میں ایک تیر چلائے اور جو کوئی بازاروں میں چلتے ہوئے ذکر الٰہی میں مشغول رہے - اور جو شخص مسلمانوں کے کسی سختی کو دور کرے - قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالےٰ اسکو ایسا نور عطا فرمائیگا کہ اسکی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہیگی ✦ واللہ اعلم بالصواب و قد تمت تنبیہ ما وجدنا فی الکتاب ✦

الموعظۃ فی ذکر الصراط کما ورد فی الآیات القرآنیۃ والاحادیث النبویۃ وما یتعلق بہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق للنار جسرا وھو الصراط علی متن جھنم مدحضۃ مزلقۃ وجعل علیہ سبع قناطیر کل قنطرۃ منہا مسیرۃ ثلث الف سنۃ الف منہا صعود والف منہا ھبوط والف منہا استواء ادق من الشعر واحد من السیف واظلم من اللیل وکان علیہا شعب کالریاح الطوال محددا لسنان ویحبس العبد فی کل قنطرۃ ویسال عما امر اللہ تعالی الخ اے میرے بھائیو! تامل کرو اور سُنو کہ پلصراط ایک پُل ہے کہ دوزخ کے اوپر بنا ہوا ہے۔ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ تر پتلا ہے جو شخص عالم دُنیا میں راہ راست شریعت پر سیدھا رہیگا۔ وہ آخرت کے پلصراط پر ہلکا ہوگا اور نجات پاویگا۔ اور جو دُنیا میں سیدھا رہنے سے عدول کریگا۔ اور گناہوں سے اُسکی پشت بھاری ہوگی وہ پلصراط کے اوّل ہی قدم میں لغزش کریگا۔ اور ہلاک ہو جائیگا۔ پس اب سوچو کہ جب تم پلصراط کو دیکھوگے اور اسکی تیزی اور باریکی پر تمہاری نگاہ پڑیگی۔ اور اس کے نیچے دوزخ کی سیاہی نظر پڑے گی۔ اور آگ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا اور چیخنا سُنوگے تو تمہارے دل میں کیسا خوف بھریگا۔ اور تمکو ملائک زبردستی سے کہیں گے کہ اسپر چلو۔ جب تم اپنا قدم پلصراط پر رکھوگے فالاوّل یحاسب عن الایمان تو پہلے تمہارے ایمان کا حساب لیا جاویگا۔ اگر تمہارا ایمان کفر اور ریا سے سالم نکلا تو حق سبحانہ وتعالے تمکو نجات بخشیگا والا تیردّے فی النار۔ اگر معاذ اللہ تمہارے ایمان میں کسی طرح کا کفر یا شرک جلی یا خفی برآمد ہوگیا۔ تو دوزخ کی آگ میں پھینکے جاؤگے۔ اور دُوسرا تمہاری نماز کا حساب لیا جاویگا۔ تیسرا زکوٰۃ کی بابت پُوچھا جاویگا۔ چوتھا صوم یعنے روزوں کی بابت سوال ہوگا۔ پانچواں حج فرض اور عمرہ واجب کی بابت پرسش ہوگی۔ چھٹا وضو اور غسل اور جنابت اور ساتواں والدین کی رضامندی اور خدمت اور ذی رحموں کی معاونت اور مواصلت وغیرہ مظالم کی بابت تحقیقات ہوگی۔ اگر جملہ مذکورات کے عہدے سے تجاوز کر گئے تو نجات پاجائیگا والا یکردّی فی النار نہیں تو دوزخ میں پھینکا جائیگا ✦

حضرت وہبؓ بن منبہ سے روایت ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ینادی فی جمیع الحبور یارب امتی امتی پلصراط کے کنارے پر کھڑے ہوکر بآواز بلند پکارینگے کہ اے میرے رب اور اے میرے پروردگار میری اُمت کو بچا لیجو بچا لیجو اور تمام خلقت پُلصراط پر سوار ہو جائیگی۔ اور اس پُل پر کانٹیں سعدان کے کانٹے کیطرح ہونگے۔ کافر اور منافق پُل پر چڑھتے ہی دوزخ میں گر پڑینگے اور انمیں سے کوئی بھی عبُور نہ کرسکیگا اور مؤمنین اپنے اپنے اعمال کے اندازہ پر بعضے تو برق کی مانند اور بعضے تند ہوا کی مانند اور بعضے تیز رو گھوڑوں کی مثل اور بعضے تیز رو شتر کیطرح اور بعضے تیز رو پیادہ کی مانند۔ اور بعضے سُست قدم پیادہ کیطرح بڑی خرابی اور دقت سے مجروح اور زخمی ہوکر نجات پا جائینگے۔ اور بعضے اپنے گناہوں کی سزا پانے کے مارے دوزخ میں گر پڑینگے ❊

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص بادشاہوں کی کچہری میں مسلمانوں کی حاجت برآری کے لئے وسیلہ بنجائے اور ہر ایک غریب کا کام سرانجام کردیوے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ اسکو اپنی طرف سے مدد دیکر اسپر پلصراط کا عبُور آسان کردیگا۔ اور جو کوئی صدقہ بخوبی دیوے وُہ بھی پُلصراط سے بخوبی گذر جائیگا ❊

اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جو شخص عوام کو سنت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سکھا پڑھا دیوے وہ انشاء اللہ آنکھ جھپکنے میں پُلصراط کا راستہ طے کر جائیگا ❊ حضرت وہب بن منبہؓ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام نے حق سُبحانہ وتعالےٰ سے پُوچھا کہ قیامت کے دن پلصراط پر کون شخص جلد رو زیادہ ہوگا۔ خطاب ہوا۔ اے داؤد وُہ لوگ پلصراط سے جلدی پار ہو جائینگے جو میرے حکم سے راضی ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ میرے ذِکر سے اُن کی زبان تر رہتی ہے۔ انتہےٰ ❊

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ اور ابن ابے الدنیا اور سعید بنؓ ابی ہانی سے مروی ہے۔ کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن پلصراط بعضے آدمیوں کے لئے بال سے زیادہ باریک ہو جائیگی۔ اور بعض کے لئے ایک فراخ وادی کیطرح بنجاوے گی کما قال اللہ تعالیٰ [illegible] ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا [illegible] ہے مگر پونچنے والا اور گذرنیوالا دوزخ پر۔ لیکن جب مومن دوزخ پر گذریں گے تو دوزخ کی آگ بجھ جائیگی اور ٹھنڈی

ہو جائیگی۔ اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعضے جنتی لوگ ایکدوسرے سے پوچھینگے کہ کیا حقتعالی نے ہم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم سب دوزخ پر سے گذروگے تو یہ کیا ماجرا ہے کہ ہم نے تو آگ دیکھی ہی نہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تم نے تو دوزخ پر سے گذر کیا۔ مگر اسکی آگ تمہارے ایمان کے نور کے سبب سے بجھ گئی تھی۔ **مثنوی**

مومنان گویند در حشر اے ملک	نہ کہ دوزخ بود راہ مشترک۔
مومن و کافر برو یابد گذار	ماندیدیم اندرین راہ دود و نار
نک بہشت و بارگاہ ایمنے۔	پس کجا شد آن گذرگاہ دنے
پس ملک گوید کہ آن روضۂ خضر	کہ فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
دوزخ آن بودہ سیاستگاہ سخت	برشما شد باغ و بستان و درخت
چون شما این نفس دوزخ خوئے را	آتشش گشتید فتنہ جوئے را
جہد ہا کردید او شد پر صفا	نار را گشتید از بہر خدا
دوزخ ما نیز در حق شما	سبز گشت و گلشن و برگ نوا

مولنا رومی قدس سرہٗ نے نیز کسی دوسری کتاب میں فرمایا ؎

مومن فسون بداند بر آتشے بخواند	سوزش درون نماند گردد چو نور روشن

کان علیٰ ربک ہے دوزخ پر گذرنا تیرے رب پر حتماً مقضیا لازم کام حکم کیا ہوا یعنے ایسا وعدہ ہے کہ ضرور واقعہ ہوگا اور اسمیں ہرگز خلاف نہیں اور بعضے مفسر اس بات پر ہیں کہ ورود دخول کے معنے میں ہے۔ اسواسطے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ورود دخول یعنے سب کو دوزخ میں حاضر کرینگے کوئی نیک اور بد ایسا نہ ہوگا۔ جو دوزخ میں نہ داخل ہو۔ مگر ایمان والوں پر آگ اسطرح گل ہوجائیگی جسطرح حضرت ابراہیم خلیل پر گل ہوگئی تھی۔ اور طبرانی نے یعلی ابن امیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخ قیامت کے دن مومنوں کو کہیگا کہ اے مومنوں جلدی جلدی عبور کر جاؤ کہ تمہارے ایمان کے نور نے میری آگ کو سرد کر دیا ہے۔ جیسے مولینا قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اس حدیث کے معنے بیان فرماتے ؎

مصطفےٰ فرمود از گفت جحیم	کز مومن لابہ گر گردد ز بیم

گویدش بگذر زمن اے شاہ زود
بین کہ نورت سوز نارم در ربود
پس ہلاک نار نور مومن است
زانکہ بے ضد دفع ضد لا یمکن است
نار ضد نور باشد روز عدل
کان ز قہر انگیختہ شد این ز فضل
مومن آن باشد کہ اندر نیک و بد
کافر از ایمان او حسرت خورد۔
گر بگوئے گبر را کین آسمان
آفریدہ کیست وین خلق وجہان
گوید او کین آفریدہ از خداست
کافرینش بر خدائیش گواہ ست
فعل او کردہ دروغ آن قول را
تا شد او لائق عذاب وہول را
پس چنان کن فعل کان خود بے زبان
باشد اشہد گفتن وعین عیان

الحکایت فے التمثیل

بود گبرے در زمان بایزیدؒ
گفت او را یک مسلمان سعید
کہ چہ باشد گر تو ایمان آوری
تا بیابی صد نجات وسروری
گفت این ایمان اگر ہست اے مرید
آنکہ دارد شیخ عالم بایزیدؒ
من ندارم طاقت آن تاب آں
کاں فزون آمد کوششہائے جان

اور اسی قول کی تائید کرتا ہے یہ جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا ۰ پھر نجات دینگے ہم انہیں جنہوں نے پرہیز کیا شرک اور کفر اور بدعت سے یعنے نکال لینگے انہیں دوزخ سے اور چھوڑ دینگے ہم ظالموں کو آگ میں زانو کے بل گرے ہوئے۔ انتہیٰ ۱۲

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی محض اپنے اللہ کیواسطے مسلمانوں کو اشرار کفار فجار کی شرارت سے بچاتا ہے قیامت کے دن دوزخ میں وارد نہ ہوگا + صحیح بخاری میں ابی سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مومن آتش دوزخ سے نجات پائینگے تو ایک پل پر جو دوزخ اور بہشت کے درمیان ہے بند کئے جائینگے۔ پس اُن سے بعض کا بعض سے مظالم کی بابت قصاص لیا جاویگا۔ جب الزامات قصاصیہ سے بریؓ اور پاک ہو جائیں گے تو بہشت میں داخل کئے جائیں گے پس قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ ہر ایک تمہارا اپنا گھر بہشت

میں دیکھ لیگا اور اسکی راہ پالیگا۔ جیسے کوئی شخص عالم دنیا میں اپنے گھر کو پہچانتا ہے۔ اسیطرح اپنے رہنے کی جگہ کو بہشت میں پہچان لیگا۔

فائدہ - اے میرے بھائیو! حضرات علماء نے اس حدیث کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پل پلصراط کے پل سے دوسرا ہوگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ پلصراط کے کنارے پر واسطے قصاص کے کھڑے کئے جائیں گے۔ اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصاص سوائے اس قصاص کے جو پلصراط سے پہلے ہو چکا ہے ہوگا۔ پہلا قصاص دوزخ میں داخل کر کے لیا جاویگا۔ اور قصاص ثانی بہشت میں داخل ہونیسے پہلے حبس کی سزا سے بھگت جائیگا۔ اور جسقدر حبس کے محبس میں محبوس رہیں گے۔ اسی قدر عذاب میں معذب رہیں گے۔

حضرت خواجہ ثناء اللہ پانی پتی مرحوم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جب دوزخ کی آگ سے بسبب اعمال صالحہ کے نجات پائیں گے اور بعض معاصی کیوجہ سے بہشت میں دخول نہ کر سکیں گے۔ ایک قلعہ میں جو دوزخ اور بہشت میں واقعہ ہوگا محبوس رہیں گے اور اس قلعہ کا نام اعراف کہا ہے۔ جیساکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعراف ایک سور ہے بہشت اور دوزخ کے درمیان اور اصحاب الاعراف وہ گنہگار ہیں جو اس قلعہ میں محبوس و قید کئے جائینگے اور خدا تعالیٰ کے حکم سے اس دیوار پر چڑھکر دوزخیوں کو سیاہ روئی اور بہشتیوں کو سفید روئی سے پہچانینگے۔ جب وہ بہشتیونکو دیکھیں گے تو دخول بہشت کا طمع کرینگے۔ اور جب دوزخیوں کی تباہی دیکھیں گے تو انکے حال سے بخدا پناہ لیں گے۔ آخر الامر بعد کذا و کذا کے حق سبحانہٗ و تعالےٰ ان کو بہشت میں داخل کر دیگا۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ اور درمیان بہشت اور دوزخ کے پردہ ہے یا دوزخیوں اور جنتیوں کے بیچ میں آڑ ہوگی۔ جیسے دیوار اور شہر پناہ کہ دوزخی جنت میں نہ جائیں۔ جیساکہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے فرمایا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ اور اس آڑ کو اعراف کہتے ہیں۔ امام زاہد نے کہا کہ اعراف ایک ٹیکرا ہے مشک سفید کا وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ اور اس اعراف پر مرد ہونگے بہشت اور دوزخ پر آگاہی رکھنے والے يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ پہچانینگے وہ سب جنتیوں اور دوزخیوں کو بسبب انکی علامتوں کے۔ اسواسطے کہ جنتی لوگوں کے چہرے سفید اور نورانی ہونگے اور دوزخیوں کے منہ کالے ہونگے اور اس مقام

کو اعراف اسواسطے کہتے ہیں کہ وہاں کے رہنیوالے دونوں فریق کے حال سے عارف اور پہچاننے والے ہیں۔ اور یہ لوگ انبیا علیہم السلام ہونگے یا شہید لوگ یا بزرگ مسلمان ۔یا ملائکہ مردوں کیصورت پر اور اعراف پر اُن کا ہونا انکی بزرگی کی دلیل ہے اسواسطے کہ وُہ وہاں سے بہشت میں اپنے مقام دیکھینگے اور فرحت و لذت حاصل کرینگے ۔اور عذاب دوزخ کو بھی دیکھیں گے اور اس سے نجات اور خلاصی پاکے خوش اور مسرور ہونگے +

تفسیر ثعلبی میں ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے منقول ہے کہ اعراف موضع بلند ہے صراط سے کہ حضرت عباسؓ اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہم اُسپر ہونگے اور خُدا کے دوستوں کو پہچانینگے نورانی اور سفید نورانی چہرہ ہونیکی وجہ سے ۔اور خدا کے دشمنوں کو پہچانینگے تیرگی اور روسیاہ ہونیکی وجہ سے + اور بعض مفسرو نے کہا ہے کہ اعراف پر وُہ لوگ ہونگے جن کے نیک اور بد اعمال برابر ہونگے ۔یا جن کے ماں باپ میں سے ایک راضی ہوا اور ایک نہیں ۔یا وُہ موحد لوگ ہونگے جنہوں نے عمل میں تقصیر اور کمی کی ہے اور اس قول پر لوگوں کا اعراف پر ہونا اُن کے ثواب کی کمی کی جہت سے ہوگا کہ وُہ بہشت میں داخل ہونیکے مستحق نہیں ہیں وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور پکاریں گے اعراف والے اہل جنت کو۔ یعنی جب جنت میں دیکھیں گے تو اہل جنت سے تہنیت کے طور پر کہیں گے اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کہ سلام اور تہنیت خدا کی تمپر ہو ۔یا خوشا حال تمہارا کہ دار السلام میں سلامتی کیساتھ پہونچے ۔لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ ابھی اہل اعراف جنت میں نہ داخل ہوئے ہونگے اور وُہ طمع رکھتے ہونگے کہ جنت میں داخل ہوں + اور ایک روایت یہ ہے کہ سب کے بعد جو لوگ جنت میں داخل ہونگے وُہ یہی اہل اعراف ہونگے +

اور فتوحات مکیہ کے سفر رابع میں لکھا ہے کہ اہل عرفات کی نیکیوں اور بُرائیوں کا پلہ برابر ہوگا ۔وُہ بہشت میں بھی دیکھیں گے اور دوزخ میں بھی اور کسی میں داخل ہونیکے واسطے کوئی عمل اُن کو ترجیح دینے والا نہوگا ۔پھر جب خلق کو سجدہ کا حکم ہوگا اور وہ اخیر تکلیف ہے قیامت کے دن کی تو اہل عرفات بھی سجدہ کرینگے اور انکی نیکی کا پلہ بھاری ہو کر اُنہیں دخول جنت کیواسطے ترجیح دیدیگا اور وُہ جنت میں داخل ہوجائینگے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

اور جب پھیری جائینگی اُنکی آنکھیں ۞ تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ حق تعالےٰ کے حکم سے ایک فرشتہ اُن کے مُنہ پھیر دیگا دوزخیوں کیطرف وُہ کہیں گے یعنی خدا سے پناہ مانگیں گے اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب نہ کر ہمیں ساتھ ظالموں کے یعنی ہمیں اور انہیں دوزخمیں اکٹھا نہ کرو۔ وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ اور آواز دینگے اہل اعراف ان مردوں کو جنکو پہچانینگے ساتھ اُنکی نشانیوں کے کہ وُہ سیاہ چہرے اور نیلی آنکھیں ہیں اور وہ پہچانتے ہُوئے لوگ کافروں کے سردار ہونگے جیسے ولید مغیرہ اور ابوجہل اور عاص بن وائل اور مثل انکی مشرکوں میں سے جو دُنیا میں کہتے تھے کہ بلال حبشی اور عمار اور صہیب ایسے فقیر صحابہؓ کو خدا جنت میں داخل کرے اور ہمیں دوزخ ہیں ہرگز ایسا نہ ہوگا اور قسم کھاتے تھے کہ ہمارے غلاموں اور چرواہوں کو خدا ہم پر تفضیل نہ دیگا قَالُوْا مَآ اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ کہینگے اُنہیں اہل اعراف کہ تم عذاب میں ہو دفع نہ کر دیا تم سے عذاب اس مال نے جسے تم جمع کرتے تھے یا تمہارے یار اور مددگار جو کثرت سے تھے انہوں نے۔ اور وُہ جو تھے کہ تکبر کرتے تھے حق تعالےٰ کے کلام سے یعنی تمہارے تکبر نے بھی تمہارا عذاب نہ روکا پھر اہل اعراف حضرت بلال اور عمار اور سلمان اور خباب صہیب اور اُن کی مثل صحابہ رضی اللہ عنہم کیطرف سے اشارہ کرینگے اور کافروں سے کہیں گے کہ اَهٰٓؤُلَآءِ کیا نہیں ہے یہ گروہ اَلَّذِیْنَ وُہ لوگ کہ دُنیا میں اَقْسَمْتُمْ کھاتے تھے تم لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ہرگز نہ پہونچائیگا اللہ انہیں رحمت اب دیکھو خدا کی رحمت سے یہی لوگ بہشت میں ہیں۔ اور جب اہل اعراف اس کلام سے فارغ ہونگے تو حقتعالےٰ اپنے کرم سے انہیں کہیگا اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ داخل ہو جاؤ تم جنت میں کچھ نہیں تمپر خوف کی چیزوں اور شدّتوں سے اور نہ تم غمگین ہوگے مطلبوں اور مقصدونکے فوت ہونیسے ۞

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اصحابُ الاعراف وُہ مرد ہونگے جو راہ خدا میں شہید ہوگئے ہیں۔ لیکن اپنے والدین کے بیفرمان ہونگے۔ شہادت کیوجہ سے دوزخ میں نہیں داخل ہونگے اور معصیت کے سبب یعنی اپنے والدین کی نافرمانی کے سبب بہشت میں بھی داخل نہیں ہوسکینگے۔ یہانتک کہ اُن کا گوشت اور چربی دوزخ کی بھاپ سے خشک ہوجائیگا۔ پھر حق سبحانہ وتعالےٰ اپنی رحمت سے اُن کو بہشت میں داخل کردے گا

اس حدیث سے ایسا مستفاد ہوتا ہے اگرچہ شہادت سے آدمی کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ کہ السیف محی الذنوب۔ لیکن حقوق العباد نہیں بخشے جاتے +

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ جس کے سیئات سے اُس کے حسنات ایک حسنہ کے سبب بڑھ جائیں وُہ شخص بھی بہشت میں داخل ہو جائیگا اور جسکے سیئات اس کے حسنات سے ایک عدد بڑھ جائیگا وہ شخص بھی دوزخ میں ڈالا جائیگا اور جس شخص کے حسنات اور سیئات برابر ہونگے وہ شخص صراط پر محبُوس کیا جائے گا۔ انہیں لوگوں کو اہل اعراف کہتے ہیں اور مومنوں کا نور مومنوں کو بہشت میں پہونچا دیگا اور منافقوں کا نور پُل صراط پر چڑھتے ہی منطفی ہو جائیگا۔ اور اصحاب الاعراف کا نُور منطفی نہیں ہوگا۔ اسیواسطے دخول جنت کا طمع رکھتے ہیں اور آخر کار بہشت میں داخل ہو جائینگے۔ اور واضح ہو کہ اعراف کو منزلۃ بین المنزلتین جیسا کہ اہل ہوا نے کہا ہے نہ سمجھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اعراف خلود کی جگہ نہیں +

ھٰذہِ الموعظۃ فی الشفاعۃ فی یوم القیامۃ

حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور دیگر انبیا اور شہدا اور اولیا اور حضرات علما اور صلحا اور اطفال صغیر جو لڑکپن کیحالت میں فوت ہو گئے ہوں اور اعمال صالحہ کی شفاعت مثلاً تلاوت قرآن اور روزہ اور نماز اور صدقہ وغیر ذلک کی احادیث نبویہ سے ثابت اور حق ہے۔ جنکو حقتعالےٰ اذن دیگا وُہ اذن کے بعد شفاعت کرینگے اور انکی شفاعت بدرجہ اجابت مقرون ہوگی۔ بعضوں کو شفاعت کا اثر قبر ہی میں پہونچ جاویگا۔ جیسا کہ رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سُورۂ مُلک کی نسبت فرمایا وھی المانعۃ ھی المنجیۃ من عذاب القبر۔ اور بعض کو عرصات میں اُسکا نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ اور بعض دخول دوزخ کے بعد شفاعت کے ذریعہ سے رہائی پائیں گے۔ اور بعض کو بہشت میں پہونچکر شفاعت کے وسیلہ سے درجات عالیہ میسّر ہونگے +

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے مجکو اختیار دیا ہے کہ اے میرے حبیب تو اپنی اُمّت کا نصف اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تو اپنی اُمت کا دو ثلث بغیر حساب اور عذاب کے بہشت میں داخل کردے یا اپنی امت کی شفاعت کا درجہ مجھسے

لے تو میں نے شفاعت ہی کو اختیار کیا۔ اور میری شفاعت مسلمانوں کے لئے ہوگی۔ اِس باب میں بہت حدیثیں وارد ہیں۔ ازانجملہ ایک وُہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم نے بروایت ابوہریرہؓ نقل کی ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ پاس گوشت حاضر کیا گیا۔ اور ہاتھ آپ کے سامنے کیا گیا۔ آپ کو ہاتھ کا گوشت اچھا معلوم ہوا کرتا تھا آپ نے اسمیں سے دانت سے کاٹا۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن مَیں آدمیوں کا سردار ہونگا اور تمکو معلوم ہے کہ اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالے اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں جمع کریگا اور پکارنیوالے کی آواز اُن کو سُناویگا اور نظر کے سامنے رکھیگا۔ اور آفتاب قریب ہوگا۔ اور آدمیوں پر غم اور کرب اتنا ہوگا کہ اسکی برداشت نہ کرسکیں گے تب آدمی ایکدوسرے سے کہیں گے کہ تم دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا نوبت ہوئی ہے۔ اور ہم کس درجہ کو پہونچے ہیں۔ کسی ایسے کو کیوں نہیں تجویز کرتے جو پروردگار سے ہماری سفارش کرے۔ تب آپسمیں کہیں گے کہ چلو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس جاکر کہیں گے کہ تم ابوالبشر ہو خدا تعالیٰ نے تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تم میں اپنی رُوح [illegible] سے لئے فرشتوں کو سجدہ کا حکم کیا۔ اپنے پروردگار سے ہماری سفارش [illegible] ہمارا کیا حال ہے اور ہماری کیا نوبت پہنچی ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام [illegible] کہینگے کہ آج میرا پروردگار ایسا خفا ہے کہ نہ کبھی پہلے ہُوا اور نہ آگے کو ہوگا [illegible] نے مجکو جنت کے ایک درخت کا پھل کھانیسے منع کیا تھا میں نے [illegible] مجھے اپنی ہی جان کی پڑی ہے۔ تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ [illegible] حضرت نوح علیہ السّلام کے پاس جائیں گے۔ اور عرض کرینگے کہ تم زمین [illegible] اوّل رسُول ہوکر آئے اور اللہ تعالے نے تمکو بندہ شکرگذار فرمایا [illegible] اپنے پروردگار سے سفارش کرو۔ دیکھو ہمارا کیا حال ہے وہ جواب [illegible] تعالے ایسا غصّے ہورہا ہے کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہُوا نہ آگے کو کبھی ایسا [illegible] اپنی قوم پر ایک بددُعا کرچکا ہوں میں اپنی ہی جان کے بچاؤ میں ہوں [illegible] کسی اَور کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وُہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور عرض کرینگے کہ تم اللہ کے پیغمبر ہو اور زمین کے لوگوں میں سے اُس کے خلیل ہو اپنے پروردگار سے

ہماری شفاعت کرو دیکھتے ہو کہ ہم کس حال میں ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ جواب دیں گے کہ میرا پروردگار آج ایسا غصّے ہوا ہے کہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ نہ آیندہ کو ہوگا۔ اور میں نے تین بار عالم دُنیا میں جھوٹ بولا تھا۔ اور ان کا آپ ذکر کر دینگے اور کہیں گے کہ مجھے اپنی ہی جان کی پڑی ہوئی ہے۔ تم اَور کے پاس جاؤ۔ تم مُوسٰے علیہ السّلام کے پاس جاؤ۔ تب عام و خاص لوگ حضرت مُوسٰے علیہ السّلام کے پاس آکر کہیں گے کہ آپ رسُولِ خُدا ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر زیادتی دی اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے۔ دیکھئے ہمارا کیا حال ہے۔ حضرت مُوسٰے علیہ السلام جواب دینگے کہ میرا پروردگار آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ پہلے ہوا نہ پیچھے ایسا ہوگا اور میں نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا۔ جس کے مار ڈالنے کا مجکو حکم نہ تھا۔ مجھ اپنی ہی فکر ہے تم دُوسرے کے پاس جاؤ۔ تم حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے پاس جاؤ وُہ لوگ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے پاس آکر کہیں گے کہ آپ اللہ کے رسُول اور اُس کے کلام ہیں کہ مریم کیطرف ڈالدیا تھا۔ اور آپ اللہ کی رُوح ہیں اور آپنے لوگوں سے گود میں کلام کیا۔ اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کیجئے۔ اور دیکھئے کہ ہماری کیا حالت ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السّلام جواب دینگے کہ میرا پروردگار آج ایسے غصّے میں ہے کہ نہ پہلے ایسا ہوُا اور نہ آگے ایسا ہوگا۔ اور کوئی خطا اپنی ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مَیں اپنے ہی نفس کی فکر میں ہوں۔ تم کسی اَور کے پاس جاؤ۔ تم محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آویں گے اور کہیں گے کہ اے محمّد آپ رسُول خدا اور خاتم انبیا ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمائے ہیں اپنے رب سے آپ ہماری شفاعت فرمائیے اور ہمارے حال زار پر رحم فرمائیے کہ ہم بڑی تباہی میں پڑے ہیں ؏

	منکر بر گناہ و طاعت ما		لب بجنبان پئے شفاعت ما

مَیں روانہ ہوکر عرش کے نیچے آؤنگا۔ اور اپنے رب کے آگے سجدہ میں جاؤنگا۔ پھر اللہ تعالےٰ میرے اوپر محامد اور ثنائی خوبی سے وُہ چیز کھولدیگا کہ پہلے کسی کے اُوپر نہیں کھولی۔ پھر کہا جاویگا کہ اے محمّد اپنا سر اُٹھا مانگ تجکو ملیگا۔ اور شفاعت کر تیری شفاعت منظور ہوگی۔ پس مَیں سر اُٹھاؤنگا اور کہونگا۔ اُمّتی اُمّتی یا رب بخشے۔ سے میرے پروردگار میری اُمّت کو بخشدے۔ مجکو حکم ہوگا کہ اے محمّد اپنی امت میں سے جن لوگوں پر

حساب نہیں انکو جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے اندر پہونچا دے اور باقی دروازوں میں میری اُمت کے لوگ اور لوگوں کے شریک ہیں۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ فاصلہ دو کواڑوں کا جنت کے اتنا ہے جتنا درمیان مکہ اور بصرہ کے ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اپنی اُمت کے گنہگاروں کے لئے کیا خوب آدمی ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسطرح۔ فرمایا بدکار گنہگار میری شفاعت سے بہشت میں جا پہونچیں گے۔ اور نیک اعمال لوگ اپنے عملوں کی بدولت دولت جاودانی کو پالیں گے۔ اور فرمایا کہ میں شفاعت کرونگا شفاعت کرونگا یہاں تک کہ میں کہونگا کہ اے میرے پروردگار میری شفاعت قبول کر اُس شخص کے حق میں جسنے ساری عمر میں ایک بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا ہو۔ حق تعالےٰ فرمائیگا۔ اے محمد مجھکو اپنی عزت وجلال کی قسم ہے جس شخص نے ایکبار میری توحید کے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہوگا اُسکو دوزخ میں نہ چھوڑونگا۔ اور فرمایا حضرت رسالت صلعم نے جس نے اذان سُنکر یہ دُعا یعنے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ الخ پڑھی ہوگی وہ بھی میری شفاعت پائیگا ❊ اور فرمایا کہ جو شخص مدینہ طیبہ میں سکونت کرے اور میرے شہر کی تکلیفیں سہے میں قیامت کے دن اُس کے ایمان کا شاہد اور اُس کے گناہوں کا شفیع بنجاؤنگا اور اُسکو بہشت میں پہنچا دُونگا ❊

اور فرمایا جو کوئی مدینہ یا مکہ میں مرجائے میں اُسکی شفاعت کرونگا ❊ اور فرمایا۔ جو کوئی میری زیارت کے واسطے آوے اور ایک روایت میں آیا ہے جو کوئی میری قبر کی زیارت کو آوے اُسکی شفاعت میرے پر واجب ہے۔ اور فرمایا جو کوئی بعد ادائے نماز کے یہ دُعا پڑھے۔ اللھم اعط محمد الوسیلۃ واجعلہ فی المصطفین محبتہ وفی العالمین درجتہ وفی المقربین دارہ اسپر میری شفاعت واجب ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن دو گروہوں کو میری شفاعت نصیب نہوگی۔ ایک مرجیہ۔ دوم قدریہ۔ مرجیہ وہ ہیں کہ یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بندہ کو ضرور بخشدیگا اور مسلمانوں کو گناہ کچھ ضرر نہیں پہونچاتا جیسے کافر کو کوئی حسنہ فائدہ نہیں دیتی ❊ اور قدریہ شفاعت کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ صاحب کبیرہ کے بدوں توبہ کے مخلد فی النار ہونگے ❊ اور فرمایا کہ قیامت کے دن دو آدمیوں کو میری شفاعت نہ ہوگی ایک تو ظالم بادشاہ دوئم وہ کہ دین میں حد شرعی سے باہر

نکلجائے یعنی اہل ہوا جیسے روافض اور خوارج وغیرہ۔ اور فرمایا کہ تم جدال کو چھوڑ دو۔ اس لئے کہ جدال کرنیوالے میری شفاعت سے محروم رہجاوینگے۔ یعنی جو کچھ خدا تعالیٰ اور رسول صلعم نے فرمایا اُسکو قبول کرنا چاہئے۔ اور اسمیں جدال اور بحث نہ کرنا چاہئیے ٭

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن عالم اور عابد حاضر کئے جاوینگے عابد کو حکم ہوگا کہ تم بہشت میں چلے جاؤ اور عالم کو کہا جاویگا کہ تم اپنے مستفیدوں کی شفاعت کے لئے یہاں ٹھیرے رہو۔ اپنی عمر سے دوزخ سے عالم کو کہا جاویگا کہ تو اپنے شاگردوں کی شفاعت کر۔ اگرچہ تیرے شاگرد ستاروں کی گنتی سے زیادہ ہوویں

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک بہشتی آدمی دوزخیوں کے پاس سے گذریگا۔ ایک مرد دوزخی اُسکو کہیگا۔ اے بھائی تو مجھکو پہچانتا ہے۔ وہ کہیگا نہیں۔ دوزخی کہیگا میں وہ ہوں جس سے تونے ایکدن پانی مانگا تھا۔ اور میں نے تجھکو پانی پلا دیا تھا۔ آج تو میری سفارش کر شاید تیری شفاعت سے میں اس عذاب سے چھوٹ جاؤں۔ وہ بہشتی مرد خدا سے اُسکی نجات کا سوال کریگا۔ خدا تعالے اُس بہشتی کی شفاعت سے اُس دوزخی کو دوزخ سے نکالکر بہشت میں پہونچا دیگا۔ اور ایک مرد دوسرے مرد کو کہیگا میں نے تمکو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ ایکمرد دوزخی بہشتی مرد کو کہیگا اے بھائی تمکو یاد ہوگا کہ تونے مجھکو عالم دنیا میں ایک کام کے لئے بھیجا تھا۔ اور میں نے جاکر تیرے کام کو بخوبی سرانجام کیا تھا۔ وہ بہشتی اُسکی شفاعت کریگا +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فیوفیہم اجورہم ویزیدہم من فضلہ کی تفسیر میں کہ مراد یزیدہم من فضلہ سے شفاعت ہے دوزخیوں کے لئے یعنی عالم دنیا میں جن لوگوں نے کسی کیساتھ نیکی یا احسان کیا ہوگا وہ شخص اپنے محسن کی شفاعت کریگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مسلمانوں کے لڑکے عرش کے نیچے شفاعت کرینگے اور اُنکی شفاعت قبول ہوجائیگی ٭ اور ایک حدیث میں لکھا ہے کہ جسکے تین بچے فوت ہوگئے ہوں وہ قیامت کے دن بہشت کے دروازے پر کھڑے رہینگے اُن کو کہا جاویگا کہ تم بہشت میں داخل ہوجاؤ وہ کہینگے کہ ہم کس طرح بہشت میں داخل ہوویں۔ حالانکہ ہمارے والدین بہشت سے باہر ہیں۔ تین بار اس امر کا تکرار ہوگا۔ آخر تیسری دفعہ ان کو کہا جاویگا کہ تم اپنے والدین کو ساتھ لیکر بہشت میں داخل ہوجاؤ ٭

حدیث شریف میں وارد ہے کہ روزہ اور قرآن شفاعت کرینگے روزہ کہیگا۔ الہٰی! مَیں نے اس شخص کو کھانے پینے سے روک رکھا تھا۔ میری شفاعت قبول کر کے اُس کو بہشت میں داخل کر دے * اور قرآن کہیگا کہ میں نے اُسکو سونے اور راحت کرنے سے ہٹا رکھا تھا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ جب اُمت کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ کی آگ سے باہر نکل جائینگے۔ دوسروں کی شفاعت کی کیا حاجت ہے۔ جواب میں کہا جاویگا کہ حضرات علما و صلحا و شہدا وغیرہم کی شفاعت آنحضرتؐ کی شفاعت میں داخل ہے اس لئے کہ انہوں نے جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی دولت متابعت سے مرتبہ شفاعت کا پایا۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے اُنکا شرف ظاہر کرنیکی وجہ سے انکو شفاعت کا مرتبہ عنایت فرمایا *

صحیحین میں ایک حدیث طویل حضرت ابی سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب مومن آتش دوزخ سے رہائی پائیں گے اور پلصراط سے سالم اُتر جائیں گے۔ جناب الہٰی میں اپنے بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں رہ جائیں گے۔ بڑے زور سے شفاعت کی آواز بلند کرینگے۔ اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے بھائیوں نے ہمارے ساتھ نماز باجماعت ادا کی اور روزہ رکھا۔ اور ہمارے ساتھ قطع منازل کر کے حج ادا کرتے رہے۔ جناب الہٰی سے حکم ہوگا کہ تم دوزخ کے کنارے پر جا کر اپنے بھائیوں کو پہچان کر دوزخ سے نکال لو۔ حق سبحانہ و تعالےٰ نے مسلمانوں کی صورتیں آگ پر حرام کر دی ہیں۔ اُنکی صورتیں جسمانی دوزخ میں بحال رہینگی۔ پس وہ لوگ دوزخ سے ایک خلقت کثیر اور جم غفیر کو دوزخ سے باہر نکال لیں گے۔ اور عرض کرینگے کہ الہٰی اب ان میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ حکم ہوگا کہ تم لوگ پھر دوزخ کے کنارے پر جاؤ اور جس کے دلمیں دینار بھر ایمان ہووے اُسکو دوزخ سے نکالدو۔ پھر وہ لوگ ایک بڑی خلقت کو دوزخ سے نکالیں گے۔ پھر حکم الہٰی ہوگا کہ جس کے دلمیں چیونٹی بھر بھی ایمان ہے اُسکو بھی دوزخ سے نکالدو۔ پھر یہ لوگ کہیں گے الہٰی اب کوئی ایماندار دوزخ میں نہیں رہا۔ ازاں بعد حق سبحانہ و تعالےٰ ارشاد فرمائیگا۔ اے میرے ملائکو تم نے بھی شفاعت کی اور میرے نبیوں نے بھی اپنی شفاعت کا حق ادا کیا۔ اور دیگر مسلمانوں نے بھی اپنے منصب کے بموجب شفاعت کی۔ اور اب سوائے ذات مقدس ارحم الراحمین کے

کوئی باقی نہ رہا۔ فیقبض قبضۃ من النار۔ یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی بھر آدمیوں کو جنھوں نے ساری عمر بھر کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے دوزخ سے نکالدیگا۔ اور انکی صورتیں دوزخ کی آگ سے جلکر کوئلہ کیطرح سیاہ ہوگئی ہونگی۔ اور انکو ایک نہر میں جسکو نہر الحیات کہتے ہیں اور بہشت کے دروازے کے آگے چلتی ہے پھینکدیا جائیگا۔ پس وہ نہر میں اسطرح تیرینگے جسطرح سیل یعنے رو کے پانی پر دانے تیرتے ہیں جب وہ نہر سے باہر نکلیں گے تو انکے چہرے ماہتاب کیطرح چمکیں گے۔ اور انکی گردنوں میں مروارید کی حمائلیں ہونگی۔ اہل بہشت کہینگے۔ هؤلاء عتقاء الله یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں

روایت ہے کہ جب سارے مومن دلوں کے دل نار جہنم سے باہر نکل آئینگے تو ایک مرد بہشت اور دوزخ کے درمیان رہ جائیگا۔ اور اسکا منہ دوزخ کی طرف ہوگا **نظم**

تب پکاریگا بآواز بلند — سب فرشتوں کو وہاں وہ مستمند
کہ خدا کے واسطے اسوقت جو — منہ میرا دوزخ کے باہر پھیر دو
ہو نہایت آپ کا مجھ پر سلوک — منہ جلائے دیتی ہے آتش کی لوک
سنکے یہ منت سماجت کا کلام — عہد لیگا اس سے حق کاے نیکنام

یعنے حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا کہ اے میرے بندے اگر تو میرے ساتھ عہد کرے کہ میں کسی چیز کے لئے سوال نہیں کرونگا۔ تو میں تیرا منہ دوزخ کیطرف سے پھیر دیتا ہوں وہ بندہ کہیگا الٰہی میں صرف یہی چاہتا ہوں اور مجکو اور کوئی ہوس نہیں ہے

تب ملائک پھیر دینگے اسکا رو — نار کے باہر بحسب آرزو

پھر وہ بہشت کیطرف متوجہ ہوکر چپ چاپ بیٹھ رہیگا۔ ایک ساعت کے بعد وہ مرد دل افکار باغ بہشت کی پھولی ہوئی بہار دیکھیگا۔ اور اشجار کے اثمار لہلہاتے ہوئے اسکی نظر میں پڑینگے تو وہ پھر وہ بے اختیار زار زار رونے لگیگا اور کہیگا۔ اے میرے پروردگار مجھ گنہگار کو اس گلذار کے در و دیوار کے قریب کردے۔ حق تعالےٰ فرمائے گا۔ کہ اے میرے بندے فراموشکار تو نے عہد کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کرونگا۔ پھر پروردگار اس سے عہد لیکر بہشت کے دروازے تک اسکو پہونچا دیگا۔ پھر وہاں کچھ مدت خاموش بیٹھا رہیگا۔ جب اسکو بہشت کے حور و قصور اور مکانات پر نور کے ظہور ظاہر نظر پڑینگے تو ان کو دیکھکر سب عہد و پیمان بھولجائیں گے اور اس دلفریب ریاض کو ملاحظہ کرتے ہی

اُسکا تمام صبر اور شکیب دل سے جاتا رہیگا۔ اور دلمیں خیال کریگا ؎

که یہی لاریب ہے باغ جناں۔ مسکن دلکش برائے مومناں
پھر بہت سی منت وزاری کے بعد حکم ہوگا اسکو کہ اے مرد سعد
تو بھی جا کر ہو وہیں مسکن پذیر ہیں جہاں سب مومنان بے نظیر
ہوگا داخل جبکہ وہ نیکو سرشت منزل مقصود میں کہ ہے بہشت
دل میں سوچیگا کہ میں جاؤں کدھر پر ہے جنت دیکھتا ہوں میں جدھر
اس سرے سے اُس سرے تک اب کہیں دوسرے کی اسمیں گنجایش نہیں
تب کریگا حق سے تنگی کا سوال کہ مجھے اب اسمیں بسنا ہے محال

عرض کریگا الٰہی میرے واسطے بہشت میں رہنے کی جگہ مقرر کردے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرمایگا اے میرے عہد شکن بندے کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہیں کرونگا۔ بندہ کہیگا الٰہی مجکو اپنی خلقت میں بدترین خلق مت کر اور ایسے ایسے الفاظ سے بارگاہ حضرت جلالت میں دعا اور التجا کریگا۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ اسکی دعا سنکر ہنس پڑیگا اور فرمائیگا جیساکہ کسی نے کہاہے ؎

سُن کے یہ فرمائے گا پروردگار کہ تو اپنی خواہشوں کو ایک بار
دین و دنیا کی جو ہوں سب جمع کر۔ تاکہ پھر کہنے پڑے بار دِگر۔
کر چکیگا جمع جب وہ مرد نیک سب مرادیں اپنے دلکی ایک ایک
تب سُنیگا یہ بشارت آشکار اپنے کانوں از جناب کردگار
کہ یہ ساری خواہشیں جو تو نے کین میں نے اپنے فضل سے سب تجکو دیں
بلکہ اپنے یاں سے اور اے خوش نہاد نعمتیں دہ چند دیں اس سے زیاد

مؤلف اے میرے بھائیو! اب کسی کی کیا مجال ہے جو اپنے ذوالجلال کے کرم اور افضال کے وصف بیان کرسکے۔ عاجز بندے کا کیا مقدور ہے جو اُسکی نعمتوں کا شکر ادا کرسکے۔ غور کا مقام ہے کہ اس بندہ نواز نے اس ادنےٰ حقیر کو جس نے کئی وعدوں کو توڑ ڈالا حشر کے دن کسدرجہ کو پہنچا دیا۔ خواص کے مراتب کا کیا بیان ہے اگر ہم تم بھی لیل ونہار اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکر کریں۔ تو انشاءاللہ ہم تم بھی اپنے مقاصد پر پہونچ جاویں۔ اللہم ارزقنا۔ آمین!

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فِي رَحْمَةِ اللهِ تَعَالٰی

عَنْ سعید بن المسیب عن ابی هریرة رض قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول جعل الله الرحمة مائة جزءٍ فامسك عنده منها تسعة وتسعین جزءً وانزل فی الارض جزءً واحدا فیه یتراحم الخلق الخ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رض نے کہا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت کو سو حصوں میں منقسم فرمایا۔ سو میں سے ایک حصہ تمام مخلوقات حیوانیہ میں تقسیم کیا۔ اور ننانوے حصے اپنے پاس جمع کئے کہ قیامت کے دن اپنے دوستوں پر عطا فرمائیگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن وہ رحمت جو تمام مخلوقات کو دیگئی تھی ننانوے حصوں میں شامل کیجائے گی۔ سو رحمت کامل کر کے حضرات اولیا اور اہل طاعت کو دیجائیگی؛

فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کے خزانہ سے حضرات مومنین کے لئے تیار کر رکھا ہے سب کچھ بیان کر دیا۔ تاکہ بندگان خدا اپنے ارحم الراحمین کی رحمت کو دیکھکر اسکا شکریہ ادا کرتے رہیں۔ اور اس رحمت کو حاصل کرنیکے لئے اعمال صالح شروع کریں۔ جو شخص خداوند تعالےٰ کی رحمت کا مورد بننا چاہے اسکو چاہئیے کہ وہ نیک عمل میں کوشش کرے اور جہانتک ہوسکے اپنے اقارب اور اباعد پر احسان کیا کرے۔ امید ہے کہ ایسا شخص دین و دنیا میں اُسکی رحمت کا مستحق ہو جائیگا۔ کما ورد قول الله تعالیٰ اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے۔ اور یہ لوگ یا تو نیک کام کرنیوالے ہیں جیسے عبادت کرنیوالے یا نیک امید رکھنیوالے جیسے گنہگار اور سب کو اسکی رحمت بیغایت اور فضل بے نہایت کی امید ہے۔ شیخ الاسلام کی مناجات میں ہے کہ اے خدا اگر وفادار لوگ تجھ سے امید رکھتے ہیں تو جفاکار بھی تیرے سوا اور کوئی نہیں رکھتے من اگر جفاست کارم ✤ بتو بس امید وارم ✤ بجز از تو کس ندارم ✤ کہ تو نسیع وفائی ؛

وقال مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص امید رکھے اپنے رب کے دیدار کی جنت میں۔ یا جو کوئی ڈرتا ہے حق تعالیٰ کے پاس پہونچنے یعنی قیامت کے دن اُسکی طرف پھر جانیسے۔ پس چاہئے کہ وہ کرے کام اچھا۔ یعنے

نیک عمل کرے یعنی وہ عمل کرے جسکو خدا پسند کرے +
بحر میں لکھا ہے کہ عمل صالح پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور راہ سُنت پر چلنا ہے
ظاہر میں تو ترک دنیا کرنا۔ فقیری اختیار کرنا ہمیشہ عبادت میں مشغول و مصروف رہنا۔ اور
باطن میں خلق سے ٹوٹنا حق سے ملنا یعنی غیر خدا کو دیکھنے سے ہمت کی آنکھ بند کرلینا۔ اور
حضرت مولے کے دیدار کے سوا آنکھ نہ کھولنا ہے۔ جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَمَا
زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نہ کجی کی نظر نے اور نہ بڑھ گئی ٥

رُو از ہمہ بر تافتم و سُوئے تو کردم	چشم از ہمہ بر بستم و دیدارِ تو دیدم

حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت جندب بن زہیر عامری رضہ نے حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسُول اللہ میں تو عمل خدا ہی کیواسطے کرتا
ہُوں مگر جب کوئی اسپر مطلع ہو جاتا ہے تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا
جس کام میں کوئی غیر شریک ہو حقتعالیٰ اُس کام کو نہیں کرتا۔ تو حق تعالیٰ نے اپنے
حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بات سچ کرنیکو یہ آیت بھیجی وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ
اَحَدًا اور چاہیے جو بندہ نیک کام رکھتا ہے وُہ شریک نہ ٹھیرائے اپنے رب کی عبادت میں
کِسی کو یعنے دکھانے سُنانیکو اور بناوٹ سے عمل نہ کرے اسواسطے کہ ریا چھوٹا شرک ہے اور
عمل کو غارت اور تباہ کرنیوالا ہے۔ نعوذ باللہ من الریاء فی العمل و نعتصم بہ من وقوع الزلل +
وقال اللہ تعالیٰ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا۔ کہ
میری رحمت اسکی صفت یہ ہے کہ پہونچی ہے سب چیزوں کو یعنی دُنیا میں مومن کافر سب کو
شامل ہے جان بخشنے اور روزی پہونچانے کے سبب سے اور بعضوں نے کہا کہ رحمت مہربانی
ہے کہ حق تعالیٰ نے خلق کو عطا فرمائی کہ اس کے سبب سے ایکدوسرے پر مہربانی کرتا ہے۔ یا
رحمت توبہ ہے کہ علے العموم سب پر اُس رحمت کا دروازہ کھلا ہے اور سب کو اس رحمت سے
متصف ہونیکی دعوت فرمائی ہے کما ورد۔ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا ط
اور محققین کے نزدیک رحمتیں دو ہیں۔ ایک رحمت ذاتیہ کہ اسے مطلقہ اور امتنانیہ
کہتے ہیں۔ اور وہ ایک رحمت ہے سب چیزوں کو پہونچی ہوئی جیسا کہ حق تعالےٰ نے اس
آیت میں خود فرمایا کہ رحمتی وسعت کل شیٔ اور اسکا نتیجہ عطا کرنا ہے بے سوال سائل۔ اور
بے حاجت محتاج۔ یا جیسے عطا کی ہر طرح پر اُسکا استحقاق بغیر ثابت ہوئے عطا کرنا۔

جیساکہ مثنوی شریف میں اسی مضمون کیطرف مولنا قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا ہے ؎

اے بدادہ رائگان صد چشم وگوش	بے زر شوت بخش کردہ عقل وہوش
درعدم ما مستحقان کے بدیم۔	کہ بدین جان وبدان دانش شدیم
ما نبودیم وتقاضا ما نبود۔	لطف تو ناگفتہ ما مے شنود

دوسری رحمت وجوبیہ کہ اُسی مقید بھی کہتے ہیں اور یہ خود بھی رحمت ذاتیہ سے فائز ہوئے اور بندے کو اس رحمت کا استحقاق بھی رحمت امتنانیہ کا نتیجہ ہے۔ جس طرح سابقہ خدمت اور رابطہ دعوت کے قبل یعنے خدمت اور دُعا کے پہلے وجود کا استحقاق عطا فرمایا اور فیض وجود کے بعد استفادہ کی لیاقت اور استفاضہ کی قابلیت دی۔ اور رحمت وجوبیہ کو مقید اسواسطے کہتے ہیں کہ وُہ چند شرطوں کیساتھ مقید ہو اور وہ شرطیں اقوال وافعال ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیۂ وسعت کل شئے نازل ہوئی۔ تو ابلیس علیہ اللعنۃ نے ہاتھ بڑھاکر کہا کہ میں بھی مخلوق چیزوں سے ایک چیز ہوں۔ حقتعالےٰ نے فرمایا وسعت کل شئے اُس قضیہ کلیہ کی بیں بھی ایک جزی ہوں۔ مجکو حسب الوعدہ رحمت الٰہی سے حصہ ملنا چاہئے۔ اور یہود ونصارےٰ نے اس رحمت کی بھی تمنا کی تو حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ان جھوٹے مدعیوں کی امید قطع کرنیکی وجہ سے ارشاد فرمایا فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ پس قریب ہی کہ ثابت کروں میں یہ رحمت ان لوگوں کیواسطے جو پرہیز کریں شرک سے اور بدعت سے اور دیں زکوٰۃ فرض کی ہوئی۔ اور واسطے اُن لوگوں کے جو ہماری نازل کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو شیطان علیہ اللعنۃ اس نعمت سے مایوس ہوگیا اور یہود اور نصارےٰ نے اس رحمت کی تمنا کرکے کہا کہ ہم آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں تو ہمارے واسطے یہ رحمت ثابت ہوگی حق تعالیٰ نے اُن کی امید منقطع کرکے وُہ رحمت اس امت مرحومہ محمدی کیساتھ خاص کردی اور فرمایا کہ جن متقیوں اور مومنوں کیواسطے میں رحمت لکھتا ہوں وُہ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ وُہ لوگ ہیں کہ صدق کے رُو سے پیروی کرتے ہیں میرے رسُولؐ کی کہ اسکی صفت ہے پیغمبر نہ لکھنے والا نہ پڑھنے والا۔ اور یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے اور اس صفت سے تنبیہ ہے اثبات پر کہ باوجود بے لکھے اور پڑھے ہونے کے کمال علم آپ کا ایک

معجزہ ہے ۔

نگارمن کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت		بغمزہ مسئلہ آموز صد معلم گشت	

بحرالحقایق میں لکھا ہے کہ عرب اصل اور منشا کو اُمّ کہتے ہیں جیسے کہ مکّہ کو اُمّ القریٰ کہتے ہیں یا اسواسطے کہ مکہ معظمہ سب شہروں اور بستیوں کا مبدا، اور منشا اور اصل ہے اور لوح محفوظ کو اُمّ الکتاب کہتے ہیں۔ اسواسطے کہ سب کتابوں کی اصل وہی ہے تو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اصل یعنے اُمّ کیطرف منسوب کیا۔ اور اُمّی کہا تاکہ سب لوگ جانیں کہ سب موجودات کی اصل اور سب مکوّنات سے پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور نکتہ لولاک لما خلقت الافلاک اس معنے کا مؤید ہے۔ نظامی کہتا ہے

تو اصل ہمہ آدمی از نخست		وگر ہرچہ موجود شد فرع تست	

پس آیات مسطورہ سے ثابت ہوا کہ رحمت الٰہی حضرات مؤمنین کا ہی حصہ ہے۔ اے میرے بھائیو تمہارے پر واجب ہے کہ تم خدا کا حمد اور شکر بجالایا کرو کہ تمکو دولتِ ایمانی عطا کرکے تمہارا نام مومنین کی فہرست میں داخل کیا۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے قاری اور عالم رحمت الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ کما ورد ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ پھر میراث دیا ہمنے قرآن یعنے تاخیر کی ہمنے اُسکو نازل کرنے میں تاکہ عطا کریں ہم اَلَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا ان لوگوں کو جنہیں برگزیدہ کیا ہمنے مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے یعنی خاتم الانبیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو حقتعالیٰ نے میراث فرمایا۔ اسواسطے کہ میراث وُہ مال ہوتا ہے جو بمحنت اور بے مانگے ہاتھ آئے۔ اسیطرح یہ بڑا اعطیّہ یعنی قرآن مومنوں کی جستجو کے بغیر محض عنایت ربانی سے انکو پہونچا۔ یا جسطرح بیگانہ میراث کے حصّوں میں تفاوت ہے جیسے آٹھواں حصہ چھٹا حصّہ۔ چوتھائی۔ تہائی۔ نصف دو تہائیاں اور کوئی میراث پوری لے لیتا ہے تو اسیطرح اہل قرآن کے حصّے بھی متفاوت ہیں۔ ہرایک اپنے استحقاق اور استعداد کے موافق قرآن کے حقائق سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ مصرع

زیں بزم یکے جرعہ طلب کرد یکے جام

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج تو بعضے بندوں میں سے ظالم ہیں اپنے نفس پر قرآن کے موافق عمل کرنے میں کمی کرکے اپنے وجود پر ظلم کرلیتے ہیں وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ اور بعض انمیں سے

میانہ رو ہیں کہ اکثر اوقات قرآن پر عمل کرتے ہیں وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ اور ایک گروہ
انمیں سے سابق بیشی لیجانیوالے ہیں نیکیوں میں کہ ہمیشہ قرآن کے احکام پر عمل کرتے
ہیں بِإِذْنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ خدا کے اذن سے اور اسکے حکم کی توفیق سے
یہ وارث کردینا اور برگزیدہ کرلینا وہ ہے فضل بڑا +

حضرت عمر فاروق نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے
کہ ہم میں سے سابق یعنے بیشی لیجانیوالا سب پر بہشتی لے گیا ہے۔ اور ہمارے مقتصد یعنے میانہ رو
نے نجات پائی۔ اور ہم میں سے جو ظالم ہے وہ بخشا ہوا ہے + تفسیر ثعلبی میں آیا ہے کہ حضرت
پیغمبر نے ان گروہوں کی تفسیر فرمائی اور فرمایا کہ سابق وہ لوگ ہیں جو بیحساب بہشت میں
جائیں گے۔ اور مقتصد وہ جن کا حساب آسانی سے ہو جائیگا۔ اور ظالم وہ جو ایک مدت
تک موقف حساب میں رہینگے۔ اور حقتعالے اپنی رحمت واسعہ سے اُن کے حال کی تلافی
کریگا۔ پس وے لوگ اپنے مقاصد کو پہونچکر کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ
اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنی وہ گروہ جب دوزخ کے گڑھے سے رہائی پاکر جنت میں داخل
ہونگے تو کہیں گے۔ سب حمد وثنا خدا کیواسطے ہے وہ خدا جو لے گیا ہم سے رنج دوزخ یا
جو خوف طاعت رد ہونیسے ہم رکھتے تھے طاعت قبول فرماکر وہ ہم سے دفع کردیا + اور
بعضوں نے کہا کہ اس سے دُنیا کے رنج وغم مراد ہیں۔ جیسے موت کا ڈر۔ شیطان کا
وسوسہ یا بھوک پیاس کا ضرر یا بادشاہ کا خوف یا لوگوں کے حسد اور بغض کرنیکا دغدغہ
بیشک ہمارا رب البتہ بخشنے والا گنہگاروں کو ہے۔ جزا دینے والا شکر گذاروں کو +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ عالموں
کو فرمائیگا کہ میں نے تمکو علم دیا تھا۔ اسمیں میرا ارادہ صرف تمہاری مغفرت کا تھا۔ یعنی جو کچھ
سہو یا خطا تم سے واقعہ ہوگی۔ میں اُس سے درگذر کرونگا۔ اور بدلے تمہاری خطا کے
تم کو ثواب دونگا +

مؤلف ۔ مسلمانوں کے فرقہ سے خدا تعالےٰ کے نزدیک تین فریق ہیں۔ شہدا
جنھوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں نثار کیا۔ دوئم علما جنھوں نے اپنے عقل وحواس
راہ خدا میں خرچ کئے۔ سوم اسخیا جنھوں نے اپنے کمائے ہوئے مال راہ مولےٰ میں
صرف کئے۔ لیکن اخلاص شرط ہے کہ ان عملوں میں نیت خالصاً للہ ہووے۔ اگر عمل میں

خلوص نیت نہ پایا جاوے تو شہید۔ عالم۔ سخی دوزخ میں دھکیلے جائیں گے۔ انکی شہادت اور علم اور سخاوت کچھ فائدہ نہ دیگی۔ کیا ودود مسلم نے ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کو حاضر کرکے کہا جاویگا کہ میں نے تمکو اتنی نعمتیں عطا کیں تو نے کیا کیا عمل کئے۔ عرض کریگا الہی میں نے اپنی جان تیری راہ میں قربان کردی۔ حکم ہوگا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے کافر کے ساتھ مقابلہ کیا۔ کہ تم کو عام خاص لوگ جری اور شجاع کے خطاب سے پکارا کریں سو تو نے یہ خطاب حاصل کرلیا۔ حکم ہوگا اس شہید ریا کار کو دوزخ میں پھینکدو۔ اسکی ریائے شہادت مجکو نامنظور ہے ٭ پھر عالم کو پوچھا جاویگا کہ ہم نے تم کو علوم کی دولت اور نعمت سے مالا مال کیا تھا۔ تو نے اس دولت کیساتھ کیا کیا عمل کیا۔ اور اس کو کس کس محل میں خرچ کیا۔ عرض کریگا الہی میں نے تیرے ہی لئے علم سیکھا۔ اور تیرے ہی لئے اوروں کو تعلیم دیتا رہا۔ اور قرآن پڑھتا پڑھاتا رہا۔ اور عوام کو تیرے احکام سُناتا رہا۔ حق سبحانہ وتعالے فرمائیگا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے تعلیم اور تعلّم کیا کہ لوگ مجکو عالم اور قاری اور واعظ کہیں۔ پس تو یہ خطاب دنیا میں حاصل کرچکا۔ اب اسکا ثواب تمکو مجھ سے نہیں ملیگا۔ حکم ہوگا کہ اس عالم کو دوزخ میں ڈالا جائے ٭ پھر دولتمند آدمی جسکو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک قسم کا مال عطا فرمایا ہے پُوچھا جاویگا کہ اے میرے مالدار بندے میں نے تجکو اپنے فضل کی وجہ سے کئی طرح کی نعمتیں اور کئی قسم کی دولتیں عطا فرمائیں۔ ان دولتوں کو تو نے کہاں کہاں صرف کیا اور کیا کیا عمل کیا۔ بندہ عرض کریگا کہ الہی میں نے اس دولت کو تیری راہ میں خرچ کیا۔ اور غریب مسکین قریبیوں کیساتھ سلوک کرتا رہا۔ اور مساکین کے دلوں کو صدقہ دیکر خوش کرتا رہا۔ فیقولُ اللہ کذبتَ وتقولُ الملائکۃ کذبتَ بل اردتَ ان یقالُ فلانٌ جوادٌ فقد قیل ذاک ثم ضرب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدہ علی رکبتی فقال یا ابا ہریرۃ اولئک الثلثۃ اول ماخلق اللہ تعالے تسعّر بہم النار یوم القیامۃ راوی حدیث کہتا ہے جب یہ حدیث معاویہؓ تک پہونچی اور اس حدیث کے مضمون کو سمجھکر بہت رویا۔ اور کہا صدق اللہ ورسولہ ثم قرا ہذہ الآیۃ من کان یریدُ الحیوۃ الدنیا وزینتہا نوفِّ الیہم اعمالہم فیہا وہم فیہا لایبخسُون۔ اولئک الذین لیس لہم الّا النار۔ جو کوئی نیت نیکی کیوجہ سے چاہے زندگی دنیا کی اور اسکی زینت یعنی اپنے نیک کاموں کی مقابلہ میں۔ اس سے منافق

یا ریا کار یا یہود و نصاریٰ مراد ہیں ٭

زاد المنیر میں لکھا ہے کہ یہ بات سب لوگوں کیواسطے عام ہے۔ جو کوئی نیک کام کر کے دُنیا کا فائدہ چاہے اور آخرت پر نظر نہ کرے۔ پُوری دینگے ہم اُنہیں جزا اُن کے کاموں کی۔ دنیا ہی میں صحت و دولت و رزق کی وسعت و اولاد کی کثرت۔ اور وہ دنیا میں نہ کمی کئے جائیں گے یعنی اُجرت میں سے کچھ کمی نہ کرینگے۔ وہ گروہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں اُن کیواسطے آخرت میں مگر آتش دوزخ۔ اسواسطے کہ اُن کے اعمال کی جو اُجرت تھی وہ تو اُنہیں دے چکے اور اُن کے فاسد نیتیں اور باطل ارادے جو باعث عذاب ہیں باقی رہ گئے اور تباہ ہو گیا جو کچھ کیا۔ اُنہوں نے دُنیا میں۔ اسواسطے کہ آخرت کا ثواب تو اخلاص پر موقوف ہے اور وہ عمل میں اخلاص نہ رکھتے تھے اور جو عمل کہ ریا یا دکھانے کی وجہ سے وہ کرتے تھے وُہ حقیقت میں ناچیز اور باطل ہوئے۔ ... کوئی عمل کسی حال میں بدوں اخلاص کے قابل قبول نہیں کما ورد انما الاعمال بالنیات یعنے عمل بغیر نیت کے اعتبار کے پایہ سے ساقط ہے۔ ... چاہیئے کہ اپنی نیت کو ہر ایک عمل نیک میں درست رکھے کہ سوائے اخلاص کے دوسری ... کا خیال اسمیں شامل نہ ہو جائے اور ہمیشہ خوف اور رجا کی طرف خیال رکھے اس لئے کہ ایمان انہی دو چیزوں سے ہوا کرتا ہے۔ کما ورد الایمانُ بین الخوف والرجاء۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے نبیوں سے ایک نبی کو وحی ہوئی۔ کہ اے نبی ہماری طاعت کرنیوالوں کو کہدو کہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کریں۔ اگر مَیں کسی بندے کا حساب کروں وُہ بندہ میرے حساب میں کبھی پُورا نہیں نکلیگا۔ اور جسکو مَیں عذاب میں مبتلا کرنا چاہوں وہ کتنا ہی نیک ہو اپنے عمل کے سبب کبھی نہیں بچ سکیگا۔ اور بندوں گنہگاروں کو کہدو کہ وُہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوویں۔ اس لئے کہ مَیں اُن کے کبیرہ گناہوں کو بخش سکتا ہوں ٭

طبرانی نے ... سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت کے ایک بندہ ہوگا جس سے عالم حیات میں کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا ہوگا۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا اے میرے بندے اگر تو چاہے تو میں تجکو تیرے عملوں کے مطابق جزا دوں۔ اگر تو چاہے تو میں اپنے فضل سے تجکو جزا دوں وُہ بندہ کہیگا۔ الٰہی

تو دانا تر ہے اور میرے اعمال کا حال سب کچھ تیرے علم کے روشن ہے تو جانتا ہے۔ کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مجکو میرے اعمال کے مطابق جزا ملنی چاہیئے۔ حق سبحانہ وتعالے حکم کریگا کہ میری ایک نعمت کو میری نعمتوں سے اس کے اعمال کے مقابلہ میں کرو۔ خدا تعالے کی ادنے نعمت اس کے تمام اعمال کو گھیر لیگی۔ اسوقت بندہ کہیگا الٰہی تو اپنے فضل اور رحمت سے مجکو بخشدے ✦

بزاز نے انس رض سے روایت کی کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دفاتر تین ہیں۔ ایک دفتر حسنات کا۔ دوئم دفتر سیئات کا۔ سوم دفتر نعمات کا۔ اگر خدا تعالیٰ حکم کرے ادنے نعمت اسکی ہماری تمام حسنات کو گھیر لیگی۔ اگر اپنا فضل کرے تو ہمارے سب گناہ معہ اپنی نعمتوں کے بخشدے۔ اور حسنات کو مضاعف کردے ✦

هٰذِهِ الْمَوْعِظَةُ فِي صِفَةِ النَّارِ وَعَذَابِ الْكُفَّارِ نعوذ باللہ منہ

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام خدمت میں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے کہ انکا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ اور لاؤن کے چہرے پر آثار خوف کے نمودار تھے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اخی جبرائیل کیف حالکُ ما شانُکَ عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آج مجکو حکم الٰہی ہوا کہ تو جہنم کی کنجیاں لیکر جہنم کا سیر کرکے میرے حبیب کو اسکے درکات سے مطلع کردو اسوجہ سے میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا جبرائیل صِفْ لنَا النارَ۔ حضرت جبرائیل ؑ نے کہا کہ حقتعالی نے آگ کو پیدا کیا۔ اور ہزار برس تک اسمیں آگ جلتی رہی۔ یہانتک کہ اُسکا باطن تنور کیطرح لال ہوگیا۔ ہزار سال اور اسمیں آگ جلائی گئی یہانتک کہ اسکا سارا باطن سفید ہوگیا۔ پھر ہزار برس آگ جلائی گئی۔ حتے اسودتْ فھی سوداءُ کالیلِ المظلمۃِ لاضوءَ لھا ولا تطفی الھبھا ولا تبرد جمرھا ✦

مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دوزخ کے میدان میں بختی اونٹنی کی گردن کے برابر سانپ اور اشتر سیاہ کی مانند بچھو ہیں کہ انکی ہیبت سے دوزخی آگ کیطرف بھاگتے پھریں گے مگر وہ سانپ اور بچھو اُن کا تعاقب کرکے لبوں سے پکڑلیں گے۔ اور سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اُن کا چمڑا انکے نیشوں سے گھسوٹ لیں گے اور کوئی کا فردوزخی

اُن سے نہ بھاگ سکیگا۔ حضرت اعمش روایت کرتے ہیں۔ یزید بن وہب سے اور یزید بن وہب حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ یہ تمہاری آگ دوزخ کی آگ سے ستر حصہ کم ہے اگر تھوڑی سی آگ دوزخ کی دریا میں دوبار ڈبوئی جاوے تو تم کبھی اسکو اپنے کام میں نہ لاسکو۔ اور امام مجاہد رحؒ فرماتے ہیں کہ یہ تمہاری آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے +

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت جلال احدیت جل جلالہ نے حضرت جبرائیل عؑ کو مالک داروغہ جہنم کیطرف بھیجا کہ آدم علیہ السلام کے لئے دوزخ سے آگ لے آوے تاکہ آدمؑ اُس کے ساتھ اپنا کھانا دانہ پکاوے۔ مالک نے کہا یا جبرائیل عؑ کم ترید من النار۔ حضرت جبرائیل عؑ نے کہا اے مالک ایک پوٹہ بھر آگ کافی ہے۔ مالک عؑ نے کہا لو اعطیتک مقدار النملۃ لذاب منہا سبع سمٰوٰت وسبع ارضین من حرہا۔ حضرت جبرائیل عؑ نے کہا اس مقدار سے نصف دیدو مالک عؑ نے کہا لو اعطیتک مقدار نصف النملۃ لا ینزل من السماء قطرۃ ولا ینبت من الارض نبات۔ پھر حضرت جبرائیل عؑ نے بارگاہ رب الجلیل میں عرض گذاری۔ الٰہی کم اخذ من النار۔ اے میرے اللہ میں کسقدر آگ دوزخ سے لاؤں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا۔ اے جبرائیل عؑ ایک ذرّہ کے برابر کافی ہے۔ پس جبرائیل علیہ السلام نے ذرّہ بھر آگ دوزخ سے لیکر اسکو ستّر دریاؤں میں ستّر دفعہ دھوکر آدم علیہ السلام کے پاس لاکر ایک پہاڑ پر رکھدی وہ پہاڑ اس آگ کی حرارت سے گل گیا۔ اور وہ آتشی جزو پہاڑ کو سوراخ کر کے اپنے کل کیطرف مائل ہوگیا۔ اور اُسکا دھُواں پہاڑوں کے پتھروں میں باقی رہ گیا۔ پس یہ آگ جس سے دُنیا میں کھانے وغیرہ پکائے جاتے ہیں اُسی ذرّہ کا دُخان ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو تم دنیائے فانی اور قریب الزوال کے دھندوں پر مغالطہ کھاکر اپنے نفس سے غافل ہوکر ایسی چیز میں فکر کرنا چھوڑ دو۔ جسمیں سے کوچ کر جاؤ گے اور اس چیز میں کہ جسمیں وارد ہوگے یعنی تمکو مخبر صادق کی معرفت اطلاع مل چکی ہے کہ آتش جہنم سب کے اُترنے کی جگہ ہے۔ کما ورد وان منکم الا واردھا کان علیٰ ربک حتما مقضیا اور نہیں کوئی تم آدمیوں میں سے مگر پہونچنے والا اور گذرنیوالا دوزخ پر ہے دوزخ پر گذرنا تیرے رب پر لازم کام حکم کیا ہوا یعنے ایسا وعدہ ہے کہ ضرور ہی واقعہ ہوگا اور اسمیں ہرگز خلاف نہیں + اس آیت سے اُترنا تو یقیناً ثابت ہوا اور نجات میں شک ہے۔ پس اپنے دلمیں اس پر خوف اُترنے کی جگہ کا فکر کرو۔ اور اس سے بچنے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ اور اُسدن سے

ڈرو کہ مجرموں کو اندھیریاں شاخ در شاخ آگھیرینگی۔ اور اُن پر آتش شعلہ انگیز چھا جاویگی۔
اسوقت مجرموں کو اپنی ہلاکی کا یقین ہوجایگا۔ اور سب لوگ گھٹنوں کے بل دوزخ میں گر جائینگے
اسی اثنا میں دوزخ کے فرشتوں میں سے ایک پُکارنیوالا یوں کہتا ہوا نکلیگا کہ کہاں ہے
فُلانا بیٹا فلانی کا۔ جسکا نفس دنیا میں طُول امل کے باعث لیت و لعل کیا کرتا تھا۔ اور بُرے کام
میں اپنی عُمر تلف کیا کرتا تھا۔ پس اسپر لوہے کی گُرز لیکر ملبیں گے اور اسکو پکڑ کر مُنہ کے بل
دوزخ کے قعر میں ڈالدینگے اور کہیں گے کہ لے مزا چکھ تُو تو بڑی عزت والا اور بزرگی والا
اب اس گھر میں رہ۔ یہ آتشین خانہ جسکے کنارے تنگ اور راہ تاریک اور مہالک ہیں ٭

حدیث میں آیا ہے کہ جب کافر اور منافق دوزخ میں ڈالے جائینگے تو آگ کے
فرشتے انکو جدا گرز مارتے ہیں اور آگ ان کو جدا سمیٹتی ہے وہ ہمیشہ اپنے مرجانیکی تمنا
کرینگے مگر اس سے رستگاری کہاں۔ ان کے پاؤں ماتھے کے بالوں سے بندھے ہونگے۔
اور گناہوں کی تاریکی سے ان کے مُنہ سیاہ ہوگئے ہونگے اور پکاریں گے اے مالک ہمسے
جو وعدہ عذاب تھا سو پورا ہوچکا۔ ہمپر بیڑیاں بھاری پڑ گئیں۔ ہمارے چمڑے جل گئے
ہمکو یہاں سے نکالدے کہ اب ایسا نہ کرینگے۔ دوزخ کا داروغہ جواب دیگا کہ بس اب امن
کے دن دُور گئے تمکو اس ذلت کے [illegible] نصیب نہیں [illegible]
رہو۔ مجھ سے گفتگو نہ کرو۔ اگر تم بالفرض [illegible] باز [illegible]
جس چیز سے تم کو روکا گیا وہی عمل میں لاؤگے۔ اس بات کے سُننے سے نا اُمید ہوئے اور پچھ
کئے کمائے پر افسوس کرینگے مگر اب کا افسوس کرنا کیا فائدہ دیتا ہے۔ افسوس کا وقت گذر گیا

اے میرے بھائیو! وہ کیسا حال ہوگا جب تمکو نظر آویگا کہ آگ کا شعلہ دوزخیوں کے
اندر کے اجزا میں دوڑ رہا ہے۔ اور ظاہر کے اعضا پر دوزخ کے سانپ بچھو لپٹے ہیں۔
یہ تو حالات مجمل ہونگے۔ اب انکی تفصیل کا حال دیکھو۔ یعنی پہلے تو دوزخ کے جنگلوں اور
اُسکی گھاٹیوں میں فکر کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری اُمت کے
لوگو تم وادی حزن یا چاہ حزن سے پناہ مانگو لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ وہ کیا ہے
آپ نے فرمایا کہ جہنم کا ایک جنگل ہے۔ جس سے جہنم ہر روز ستر بار پناہ مانگتی ہے۔ اسکو اللہ تعالیٰ
نے ریا والے قاریوں کے لئے بنایا ہے۔ رواہ الترمذی ٭

پھر دوزخ کے طبقوں کے فرق کو تامل کرو۔ کہ آخرت کے معاملات میں بڑے بڑے

درجے کی برائیاں ہیں جسطرح لوگوں کا دُنیا پر گرنا مختلف ہے یعنی بعض تو خوب اسمیں ڈوبے ہوئے ہیں اور ایسے مصروف ہیں کہ ان کو سوائے دُنیا کے دین کیطرف اصلا خیال نہیں اور بعضے ایک حد تک اسمیں گھستے ہیں اسیطرح آگ کا لگنا بھی انپر متفاوت ہوگا - کیونکہ اللہ تعالیٰ ذرّہ بھر ظلم نہ کریگا - تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص پر عذاب ایک حد خاص پر ہوگا یعنے اُسکی نافرمانی کے موافق ہوگا - اور جسپر کم از کم عذاب ہوگا اُسکا یہ حال ہوگا کہ اگر بالفرض اسکے پاس تمام دُنیا ہو تو وہ اپنی تکلیف کی شدت کے عوض ہیں اُسکو دیڈالے + آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز آدمی پر کمتر عذاب دوزخ کا یہ ہوگا کہ اسکو دو جوتیاں آگ کی پہنائی جاوینگی جس سے اسکا مغز اُبلنے لگیگا + مسلم -

حدیث میں ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی - اور عرض کیا - الہی میرے بعضے نے میرے بعض کو کھالیا - اُسکو اجازت ملے کہ دو سانس لے لیا کر - ایک جاڑے میں ایک گرمی میں - پس موسم گرما میں جو تمکو سخت گرمی معلوم ہوتی ہے یہ اُس کے سانس کی حرارت ہے - اور جاڑے میں جو شدت کا جاڑا معلوم ہوتا ہے تو اس کے سانس کی تاثیر ہے - متفق علیہ

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافروں میں سے سب زیادہ نازپروردہ دولت والے شخص کو لاویں گے - اور اسکو حکم ہوگا کہ اس نازنین کو آگ میں غوطہ دیدو - غوطے کے اُس سے پُوچھا جاویگا - کہ بھلا کبھی تو نے آرام دُنیا میں پایا تھا وُہ کہیگا نہیں - اور مسلمانوں میں سے جسکو دُنیا میں سب سے زیادہ تکلیف ہوئی ہوگی اُسکو لاویں گے اور حکم ہوگا کہ اسکو جنت میں غوطہ دیدو پھر اُس سے پُوچھا جاویگا کہ تو نے کبھی کوئی تکلیف اُٹھائی ہے - وُہ کہیگا کہ نہیں + حضرت انس رضہ سے مروی ہے - کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ دوزخیوں پر رونا بھیجا جاویگا تو اتنا روینگے - کہ آنسو نہ رہیں گے - پھر خون رودیں گے یہانتک کہ چہروں میں دراڑیں سی سُوجی نکلینگی ایسی کہ اگر انمیں کشتیاں چھوڑ دیجائیں تو بہنے لگیں - اور جب تک کہ ان کو رونے اور چیخنے اور واویلا اور تباہی اور پکارنیکی اجازت رہیگی تب تک اُن کو کچھ راحت ملتی رہیگی - مگر پھر اُن باتوں سے روک دیئے جاویں گے +

اور محمدؒ بن کعب فرماتے ہیں کہ دوزخ والے آدمی پانچ بار دُعا مانگیں گے چار بار کا

توخدا تعالےٰ انکو جواب دیگا۔ جب پانچویں بار ہوگی پھر کبھی جواب نصیب نہ ہوگا۔

پہلی بار کہینگے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ۔ اے ہمارے رب مار ڈالا تو نے ہم کو دو بار اور زندہ کیا تو نے ہمیں دو بار۔ پہلی بار مار ڈالنا تو جب ہے کہ دنیا میں زندگی کی مدّت پوری ہوجاتی ہے۔ اور پہلی بار زندہ کرنا قبر میں ہے اور دوسری بار مار ڈالنا بھی قبر میں ہے۔ اور دوسری بار زندہ کرنا جب ہے کہ قبروں سے زندہ ہوکر اُٹھیں گے +

تبیان میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی ذرّیت کو جب اُنکی پُشت سے نکال کر عہد لیا۔ اور پھر مار ڈالا یہ پہلا مار ڈالنا ہے + اور بعض کہتے ہیں کہ پہلا مار ڈالنا وُہ ہے کہ جب وُہ نطفہ تھا تو اُسے ماں کے پیٹ میں زندہ کیا اور دنیا میں مار ڈالا اور آخرت میں پھر زندہ کریگا۔ پھر تقدیر کا فر زندہ کرنے اور مار ڈالنے کا اقرار کرینگے اور کہیں گے فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ پس ہمنے اقرار کیا اپنے گناہوں کا کہ وُہ پھر زندہ ہونیکا انکار اور تکذیب کرتے تھے۔ پس کیا ہے ہمکو دوزخ میں سے نکلنے کی طرف کوئی راہ یعنی کوئی ایسا طریقہ ہے۔ جسپر ہم چلیں۔ اور دوزخ سے چھوٹ کر جنت میں پہونچیں۔ اس سے قبول ایمان اور توبہ مراد ہے۔ پس فرشتے اُنہیں نا اُمید کرکے کہیں گے ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ جو تم دوزخ میں آئے ہو یہاں ہمیشہ رہنے کا حکم ہے۔ بسبب اس کے کہ دُنیا میں جب پکارتے تھے خدائے وحدہ لاشریک کو کافر ہوئے تم اور اُسکی یگانگی نہ مانی اور کہنے لگے اجعل الالھۃ الھا واحدا وَاِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ اور جب شرک کرتے تھے اسکے ساتھ یعنی مشرک لوگ خدائے وحدہٗ کے ساتھ اور شریک ملاتے تھے تو تم ایمان لاتے تھے اپنے شریکوں کا پس حکم خدا کیواسطے ہے ایسا خدا الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ کہ برتر ہے اس بات سے کہ اس کیساتھ دوسرے خدا کو خدائی میں شریک کریں۔ کیسا خُدا کہ بڑا اس بات سے ہے کہ کسی غیر کو اس کیساتھ برابر ٹھیرائیں +

دُوسری بار عرض کرینگے رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اے ہمارے رب دیکھا ہم نے جو کچھ تو نے وعدہ کیا تھا۔ اور سُنی ہم نے تجھ سے پیغمبروں کی تصدیق با قیامت کے دن کی ہول ہمنے دیکھی اور صُور کی آواز سُنی۔ پھر پھیر دے ہمیں دُنیا میں تاکہ کریں کام اچھے۔ بیشک ہم یقین کرنیوالے ہیں آخرت کے واسطے کہ اب ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور اب ہمیں شبہ باقی نہیں رہا۔ پس حقتعالےٰ فرمائیگا۔

اَوَلَمْ تَكُونُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ۔ قسم کھاتے تھے تم اس سے پہلے دُنیا میں کہ برقرار رہوگے۔ نہوگا تمہیں کچھ زوال۔ مراد یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم دُنیا میں رہینگے آخرت میں نہ جائینگے ٭

تیسری بار عرض کرینگے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ۔ اے ہمارے رب ہمکو نکال اور دُنیا میں بھیج تاکہ کریں ہم کام اچھے سوا اسکے کہ تھے عمل کرتے اسواسطے کہ اب عذاب ہم نے دیکھ لیا۔ اور جان لیا کہ دنیا میں ہمارے کام اچھے نہ تھے۔ حق تعالےٰ فرمائیگا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ کیا ہمنے زندگی نہیں دی تھی تم کو اور عُمر عطا نہیں کی تھی۔ اسقدر کہ نصیحت پکڑے اس عمر میں مَنْ تَذَكَّرَ جو چاہے کہ نصیحت پکڑے اُس سے وُہ عمر مراد ہے جسمیں مکلّف فکر کرنے اور نصیحت پکڑنے کیساتھ متمکن ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ عمر بیس اور ساٹھ کے درمیان ہے ٭

زاد المسیر میں لکھا ہے کہ وُہ عمر ستر برس تک زمانہ نصیحت پکڑنے کا ہے اس کے بعد پیری یعنے بڑھاپے کا زمانہ ہے۔ مقصود کلام کا یہ ہے کہ ہم نے تمکو عمر فرمائی اسواسطے کہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور متنبہ ہو جاؤ۔ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ اور آیا تمہارے پاس ڈرانیوالا یعنے پیغمبر جو تمکو نصیحت کرتا تھا یا کتاب یا عقل یا قرابت اور پڑوسیوں کی موت کہ کفٰی بالموت واعظًا ٭ اور اکثر علما اِس بات پر ہیں کہ ڈرانیوالے سے بوڑھاپا مراد ہے اسواسطے کہ زمانہ شعلہ حیات کو بجھانیوالا ہے۔ اور آئینہ ذات پر زنگ بڑھانیوالا ہے۔ اشعار

نوبت پیری چو زند کوس درد	دل شود از خوشدلی و عیش فرد
در تن و اندام چو آید شکست	لرزہ کند پای ز سُستی چو دست
مُوئے سفید از اجل آرد پیام	پشت خم از مرگ رساند سلام
دولت اگر دولت جمشیدی ست	مُوئے سفید آیت نومیدی ست

موضح القرآن میں لکھا ہے کہ جب دوزخی استغاثہ کرینگے اور غل مچائینگے اور لینگے کہ یا اللہ ہمیں پھر دُنیا میں بھیج تاکہ نیک کام کریں تو جب سے دُنیا پیدا ہوئی۔ جب تک ختم ہوئی اتنے زمانہ تک فریاد کریں گے۔ حق تعالےٰ استفسار فرمائیگا۔ کہ میں نے تمکو دُنیا میں زندگی دی تھی۔ وہ جواب دینگے کہ ہاں ہمنے زندگی بھی پائی تھی۔ ڈرانیوالے کو بھی دیکھا تھا حق تعالےٰ فرمائیگا۔ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ پس چکھو عذاب دوزخ کا۔ پس

نہیں ہے ظالموں کے لئے یعنی مشرکوں کے واسطے کوئی یار اور مددگار کہ اُنپر سے عذاب اُٹھالے *

چوتھی بار التجا کرینگے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ اور کہینگے اے ہمارے رب غالب ہوگئی ہمپر ہماری بدبختی یعنے وُہ شقاوت جو تونے ہمارے واسطے لکھدی تھی لوح محفوظ میں۔ اور اُسکا تونے حکم کردیا ہے۔ یا ہمارے گناہ جو شقاوت کا سبب ہو وہ ہمپر غالب ہوگئے۔ اور تھے ہم ایک قوم گمراہ راہ حق سے۔ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ اے ہمارے رب نکال ہمیں دوزخ کی آگ سے تاکہ ہم اپنے حال کا تدارک اور اپنے کام کی درستی کریں۔ پھر اگر پھر جائیں ہم کفر اور تکذیب کیطرف تو بیشک ہم ظلم کرنیوالے ہونگے۔ اپنے نفس پر دوزخیوں کا یہ اخیر کلام ہوگا۔ حق تعالیٰ اُنکے جواب میں ارشاد فرمائیگا۔ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ حق سبحانہ وتعالیٰ کہیگا کہ چپ رہو دوزخ میں اور نہ کلام کرو مجھ سے اپنے نکلنے یا عذاب دفع ہونیکے باب میں اسواسطے کہ نہیں تمکو دوزخ سے نکالتا ہوں نہ عذاب [illegible] رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے بعد پھر نہ بولیں گے اور یہ نہایت درجہ کا سخت عذاب ہے۔ مثل مشہور ہے کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے * وقال علیہ السلام لیس لهم تفوه بعد ذلك الا زفير وشهيق فی النار۔ مالک علیہ السلام نے کہا والذے بعثك بالحق نبيا۔ اگر دوزخیوں کے کپڑوں سے ایک کپڑا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکایا جاوے تو البتہ اسکی حرارت کی بدبُو سے سب جاندار چیزیں مرجاویں۔ اور اگر دوزخیوں کے زنجیروں کا ایک حلقہ جسکا ذکر قرآن شریف میں آچکا ہے دُنیا کے پہاڑوں پر رکھا جاوے تو وہ زمین کے سات طبقوں کو سوراخ کرکے زمین سفلے میں چلا جائے۔ اور اگر کسی شخص کو مغرب میں عذاب دیا جاوے تو اُسکی حرارت سے مشرق کے رہنیوالوں کو بھی اثر پہونچ جاتا ہے۔ ثم اعلموا ان حرها شديد وقعرها بعيد وحطبها حديد وشرابها حميم وصديد وثيابها قطران النيران *

المسئلة فی ذكر ابواب النيران

سمجھنا چاہئیے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں ایکدوسرے پر اور ہر ایک دروازہ

کے لئے ایک جماعت مقسوم ہے۔ لیکن وہ دروازے رات دن کھلے رہتے ہیں۔ اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کے راستے کی مسافت ہے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی حرارت ستر حصّہ زیادہ ہے ✣

روایت ہے کہ ایکروز حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت رسالت کیخدمت میں تشریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔ اے اخی جبرائیلؑ مجکو دوزخ کے رہنیوالوں کی بابت مطلع کردے۔ کہ اس غضب الٰہی کے مکان میں کس کس اُمت کے لوگ داخل کئے جاوینگے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا یا رسول اللہ پہلے دروازے میں منافق اور آل فرعون اور جو لوگ کہ اصحاب مائدہ میں سے کافر ہوکر اپنے ایمان کو چھوڑ گئے ہیں داخل کئے جاوینگے۔ اور اس طبقہ کا نام ہاویہ ہے ✣ دُوسرے دروازے میں ابلیس علیہ اللعنۃ اور اس کے تابعین اور مجوس داخل ہونگے۔ اور اس طبقہ کو لظی کہتے ہیں ✣ تیسرا دروازہ جسکو حطمہ بولتے ہیں یہودیوں کیلئے مقرر کیا گیا ہے ✣ چوتھا دروازہ جو سعیر ہے نصاریٰ کے رہنے کی جگہ ہے۔ پانچواں دروازہ جو سقر کے نام سے مشہور ہے اسمیں صابئین یعنے ستارہ پرست رہینگے ✣ چھٹے دروازے میں مشرکین دھکیلے جاینگے اور اس طبقہ کا نام جحیم ہے۔ لیکن ساتواں طبقہ جہنم کے نام سے موسُوم ہے ثم امسك وسكت جبرائیل اتنی بات کرکے حضرت جبرائیل چپ ہوگئے۔ پھر فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الا تخبرنی من سکان الباب السابع فقال جبرائیل یا محمد لا تسئلنی عنہ قال بلٰی یا جبرائیل فقال یا محمد فقیہ اھل الکبائر من امتك الذین یاتوا و لم یتوبوا جب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سُنی فخر مغشیا علیہ تو بیہوش ہوکر گر پڑے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت کا مبارک سر نہایت ادب سے اپنی بغل میں رکھ لیا۔ جب حضرتؐ کو عالم بیہوشی سے قدرے افاقہ ہوا قال یا جبرائیل عظمت مصیبتی واشتد خوفی وحزنی اویدخل من امتی النار قال نعم اھل الکبائر فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبکی جبرائیل علیہ السلام معہ ببکائہ ✣

حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل تم تو رُوح الامین ہو تم کیوں روتے ہو۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا یا رسول اللہ میں خدای عزوجل کے جلال سے ڈرتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت میں بھی ہاروت و ماروت کی طرح کسی ابتلا کی

بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اس امر کے خیال نے مجکو رولایا۔ فاوحی اللہ تعالیٰ الیھما فقال یا محمد ویا جبرائیل انی ابعد تکما من النار ولکن لاتاترکما بکاء کما انتھی ۱۲ ہ

جب کفار فجار دوزخ کیطرف ہانکے جاوینگے تو اُن کے مُنہ دوزخ میں پڑتے ہی سیاہ ہو جائیں گے اور انکی آنکھیں زرد۔ اور اُن کے مُونہوں پر مُہریں لگائی جائینگی + اور ان کو آتشی لباس پہنایا جاویگا۔ اور جب لشکر کفار کا دوزخ کے دروازے کے قریب پہونچیگا تو دوزخ کے زمانیہ آتشی زنجیریں لیکر ان کے استقبال کیلئے آوینگی اور اُن زنجیروں کا طول ستر گز سے کم نہیں ہوگا۔ اور ایک ایک گز اُسکا ستر باغ کا ہوگا۔ اور ایک باغ سے دوسرے باغ تک اتنی تفاوت ہوگی جتنی مکہ اور کوفہ کے درمیان مسافت ہے۔ اگر تمام دُنیا کا لوہا جمع کیا جاوے تو اس زنجیر کے ایک حلقہ کے وزن تک نہیں پہونچتا۔ اور اس زنجیر کو دوزخی کی دُبر سے داخل کرکے اور اسکی دہن سے نکال دینگے۔ اور اسکے ہاتھوں کو گردن پر زنجیر سے جکڑ دیا جائیگا۔ اور مُنہ کے بل دوزخ میں گرایا جاویگا۔ اور ملائک ان کو آہنی گرزوں سے ماریں گے۔ جب وُہ مردُود عذاب سے تنگ آکر دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کرینگے تو ملائک اُن کو لوٹا کر دوزخ میں ڈالدینگے اور کہیں گے تم یہاں کے ہی مزے چکھو جیسا کہ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے قرآن شریف میں اُنکے اس حال سے خبر دی قال اللہ تعالیٰ کُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۔ جب چاہیں گے فاسق کہ نکلیں آتش دوزخ سے اعید وا پھیرے جاوینگے دوزخ میں + لکھا ہے کہ جوش کے وقت دوزخ فاسقوں کو اوپر پھینکیگی یہانتک کہ دوزخی دوزخ کے دروازوں کے قریب پہونچیں گے اور باہر نکلنے کی توقع کرینگے پس دوزخ کے مہتمم فرشتے آگ کی گرزوں سے انہیں مار کر ہانکیں گے اور دوزخ کے گڑھے میں ڈالدیں گے۔ اور کہا جاویگا ان کو اہانت کی راہ سے کہ چکھو عذاب آگ کا وُہ عذاب کہ تھے تم اسکی تکذیب کرتے اور باور نہ کرتے +

روایت ہے کہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا یارسُول اللہ ھل تساق امتک کیف یدخلونھا فرمایا کہ میری اُمت کے بعض لوگوں کو دوزخ کیطرف ہنکایا جاویگا۔ اُن کے مُنہ کالے نہ کئے جاوینگے اور نہ اُنکی آنکھیں زرد ہونگی۔ اور نہ اُن کے مُونہوں پر مُہریں لگائی جائینگی۔ اور نہ اُن کیساتھ شیاطین ملائے جائیں گے۔

اور نہ اُن کے وجود کو زنجیروں اور طوقوں سے باندھا جائیگا۔ حضرت خاتون جنت رضہ نے فرمایا یا رسول اللہ فرشتہ انکو کس صورت سے ہانکیگا۔ فرمایا ان میں تین قسم کے آدمی ہونگے ایک تو بوڑھا فاسق اور جوان عاصی۔ اور عورت فاجرہ اور جو اُن میں مرد ہونگے۔ ملائک انکو داڑھی سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے دوزخ کی طرف لیجائینگے۔ اور انمیں جو عورتیں ہیں اُن کو گیسوؤں سے پکڑ کر دوزخ کیطرف ہانکیں گے۔ اور اکثر سفید داڑھی والے جو دوزخ کی طرف ہانکے جاوینگے وُہ بآواز بلند پکارینگے واشیباہ واضعفاہ اور بہتیرے جوان سیاہ داڑھیوں والے جو داڑھیوں سے پکڑ کر دوزخ کیطرف چلائے جاویں گے اور وُہ چیخیں مار مار کر غل مچائینگے واشباباہ واحسن صورتاہ اور بہتیری عورتیں میری اُمت کی جو پیشانیوں سے پکڑ کر دوزخ کیطرف ہانکی جاوینگی۔ اور وہ دوزخ کو دیکھکر بے اختیار ہو کر کہینگی وافضیحتاہ واھتک حرمتاہ واستراہ۔ یہانتک کہ یہ سب لوگ مالک دوزخ کے پاس پہونچ جائیں گے جب مالک کی نظر اُنپر پڑیگی تو ملائکہ کو کہینگے من ھؤلاء فما فیہ ورد علی الاشقیاء اعجب من ھؤلاء اِس لئے کہ نہیں معلوم کہ اُن کے مُنہ کالے نہیں کئے گئے اور نہ اُنکی گردنوں پر طوق اور زنجیر رکھے گئے۔ ملائکہ کہینگے ھٰکذا امرنا ان ناتی بھم علیٰ ھٰذہ الحالۃ۔ پھر مالک ع م کہیگا اے بدبخت بدنصیب جماعت تم کون ہو۔ وُہ کہیں گے ہم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لوگ ہیں ٭

اور ایک حدیث میں دیکھا گیا ہے۔ جب انکو فرشتے ہانک کر دوزخکی طرف لیچلیں گے تو روانگی کے وقت پکاریں گے یا محمداہ اور جب وقت مالک ع کی صُورت دیکھیں گے تو مارے خوف کے اُن کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام بھولجاویگا۔ حضرت مالک علیہ السلام انکو فرماوینگے تم کون ہو اور کس پیغمبرؐ کی اُمت کے گنہگار ہو۔ پس وُہ کہیں گے ہم اس پیغمبرؐ کی اُمت ہیں جسپر قرآن نازل کیا گیا تھا۔ اور ہم لوگ رمضان شریف کے روزے رکھا کرتے تھے۔ پھر مالک کہیگا۔ کہ قرآن شریف تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا جب وُہ گنہگار حضرت سید الابرار کا مبارک نام سُنیں گے۔ صاحوا باجمعھم وقالوا نحن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس مالک کہیگا کیا تمکو قرآن خدا تعالےٰ کی نافرمانی سے نہیں روکتا تھا۔ پھر جب وُہ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہونگے اور آگ اور زبانیہ بھڑکتے دیکھینگے اور کہیں گے۔ یا مالک ائذن لنا ساعۃ حتی نبکی علےٰ انفسنا پس مالک کی اجازت سے ایسا رونا شروع

کرینگے کہ آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر خون کے قطرے اُنکی آنکھوں سے ٹپکیں گے۔ اور مالک علیہ السلام اُن کو ملامت کریگا اور کہیگا۔ اے مجرمان امت محمدیہ! یہ تمہارا رونا کیا ہی اچھا ہے اگر یہ رونا اور اس درد سے غم کرنا دُنیا میں ہوتا اور تم خدا کے غضب سے عالم دُنیا میں ڈر کر روتے تو آج کے دن آگ سے بچتے اور مقام اعلےٰ میں پہنچتے۔

الحدیث فِی ذِکرِ الزَّبَانِیَۃِ قال منصور بن عمار بلغنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان لمالک النار ایدیا وارجلاً بعد واھل النار ومع کل رجل ید تقیمہ وتقعدہ وتغلہ وتسلسلہ فاذا نظر المالک الی النار یاکل بعضھا ببعض من خوف المالک حضرت منصور بن عمار سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالک علیہ السلام جو دوزخ کا داروغہ ہے دوزخیوں کی تعداد کے بموجب اس کے وجود میں ہاتھ پاؤں ہیں اور ان ہاتھوں سے اُن کو پکڑتا ہے اور اٹھاتا اور بٹھاتا ہے اور انکی گردنوں میں زنجیر اور طوق پہناتا ہے۔ اور جب مالک دوزخ کیطرف دیکھتا ہے تو دوزخ کی آگ اسکے خوف سے اپنے وجود کو یعنی اُسکا بعض دوسرے بعض کو کھانا شروع کرتا ہے ۞

روایت ہے کہ دوزخ کے زبانیہ یعنی موکل اُنیس فرشتے ہیں۔ وحروف البسملۃ تسعۃ عشر حرفا وعدد الزبانیۃ کذالک فمن قال بسم اللہ الرحمن الرحیم صدقا من قلبہ الخالص خلصہ اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ من الزبانیۃ ببرکتہ +

اے میرے بھائیو! رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ شریف کے انیس حرف ہیں اور دوزخ کے زبانیہ بھی انیس فرشتہ مالک اور تیس ہزار اور ہزار سال جہنم کے پیدا ہونے سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں۔ اور ہر روز انکی قوت بڑھتی رہتی ہے۔ اور ان کے دلوں میں رحمت ہرگز مخلوق نہیں ہوئی۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک گرز پکڑا ہوا ہے جو دل کے صدق اور اخلاص سے ایکبار بسم اللہ شریف کو زبان پر لاوے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ قیامت کے دن اُس کی برکت سے اُس کو انیس زبانیہ کے حملہ سے بچالے گا۔ حضرات علما رحمہ اللہ نے زبانیہ کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے وانما سموا الزبانیۃ زبانیۃ لانھم یعملون بارجلھم کما یعملون بایدیھم کذا قال الغزالی فی دقائق الاخبار۔ ازانجملہ ایک زبانیہ ایک ہاتھ میں دس ہزار کفار کو پکڑ لیتا ہے اور دس ہزار کو پاؤں میں دبا لیتا ہے اور دس ہزار دوسرے ہاتھ میں۔

اور دس ہزار دوسرے پاؤں میں پکڑ لیتا ہے اور اپنے وجود میں اتنی طاقت رکھتا ہے کہ
چالیس ہزار کافر کو اپنی قوت اور شدت سے یکبارگی عذاب دے سکتا ہے۔ اور حضرت مالک
علیہ السلام از انجملہ خازن دوزخ کے ہیں۔ اور باقی کے اٹھاراں بھی اُنہیں کی مثل
ہیں۔ یہ اُنیس تو لشکر دوزخ کے رئیس شمار کئے گئے ہیں۔ اور بیشمار ملائک ان کے ماتحت
میں ہوکر ملک بیکنار دوزخ کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ انکی
آنکھیں کالبرق الخاطف اور ان کے دانت کصیاصے اقران البقرہ اور ان کے لب تمس
اقدامہم اور آگ کی بھانپ اور شعلہ یخرج من افواھہم اور ان کے وجودوں کا عرض اسقدر
ہے کہ ایک بازو سے دوسرے بازو تک میرۃ سنۃ واحدۃ اور حق سُبحانہ و تعالیٰ نے اُنکی سرشت
اور جبلت میں رحمت اور رافت کا ایک ذرہ بھی نہیں پیدا کیا۔ اگر ایک تن انمیں سے چالیس
ہزار برس آگ کے دریا میں کھڑا پڑا رہے۔ لاتضرہ النار لان الملائکۃ کلہم خلقت من النور
والنور اشد من النار نعوذ باللہ من ہذہ الاشرار +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو طرح طرح کے عذاب اور کئی قسم کے بیرحم عذاب
دینے والے دوزخ میں موجود ہیں۔ ایکدم کی فرصت اور تھوڑی تخفیف بھی وہاں نہیں
ملیگی۔ اگر تم اللہ اور رسُول کے کہنے پر ایمان رکھتے ہو تو قیامت کے عذاب سے ڈرو۔
اپنی عمر اللہ تعالےٰ کی عبادت اور بندگی میں گذارو۔ اپنے رسُول مقبول کی پیروی میں رہو
دُنیا کی الفت چھوڑو۔ شہوت اور طمع اور لالچ کے کاموں سے دُور بھاگو۔ سرکشی اور گمراہی
اختیار نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچّا ہے۔ خوب یقین کرو کہ بدکاروں اور نافرمانوں کو دوزخ
میں ڈالیگا۔ دوزخ کو اُن سے بھریگا۔ سچ ہے بدکاروں کی وہی جگہ ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ
کی خوشی اور رضامندی چاہتے ہیں اور اُس کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں جب اُنکا گذر
بموجب اس کلام کے وان منکم الا واردہا دوزخ پر ہوگا۔ تو اُن کے نور ایمان کی روشنی
اور تاب سے دوزخ کی آگ بیتاب اور منطفی ہوکر کہیگی جزیا مؤمن فان نورک اطفا
لہبی۔ اور اُسکی آب و تاب اور جوش و خروش منطفی ہو جائیگا +

حدیث شریف میں وارد ہے۔ جب مومن پلصراط پر قدم رکھیگا تو دوزخ کی آگ
اُس کے قدموں کے نیچے یخ کیطرح جم جائیگی۔ جیسے جاڑے کے دنوں میں چربی جم جاتی
ہے۔ اور اُنکو دوزخ کی آب و تاب کی کچھ خبر بھی نہ ہوگی۔ بہشت میں پہونچکر باہم گفتگو

کرینگے اور ایکدوسرے کو پوچھیں گے کہ ہم نے عالم دنیا میں اچھے فاضلوں سے سُنا تھا۔ کہ قیامت کے دن کافر مومن عاصی ناجی سب کو دوزخ پر گذرنا ہوگا ہم نے تو دوزخ نہیں دیکھا۔ ہمکو معلوم نہیں کہ وہ دوزخ کہاں ہے اور کیا ہے۔ ملائک کہیں گے اے ایماندارو تم دوزخ پر سے گذر آئے ہو۔ لیکن تمہارے ایمان کے نور سے جہنم کی آگ باغ ہوگئی اور وہ نار گلزار بن گئی۔ کما قال العارف الرومی قدس سرہٗ فی المثنوی ؎

مومنان گویند کہ در حشر ای ملک	نے کہ دوزخ بود راہ مشترک
مومن و کافر برو یابد گذار	ما ندیدیم اندریں راہ دود و نار
تک بہشت و بارگاہ ایمنی	پس کجا شد آن گذرگاہ دنے
پس ملک گوید کہ آن روضۂ خضر	کہ فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
دوزخ آن بودہ سیاستگاہ سخت	بر شما شد باغ و بستان و درخت
چون شما ایں نفس دوزخ خوی را	آتشی گشتید فتنہ جوئے را
جہدہا کردید او شد پر صفا	نار را گشتید از بہر خدا
چون شما ایں جملہ آتشہائے خویش	بہر حق گشتید جملہ پیش پیش
دوزخ ما نیز در حق شما	سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا

رجعنا الی الحدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب اہل نار دوزخ کے کنارے پر پہونچیں گے۔ ثم یقول المالک للزبانیۃ القوہم فی النار۔ اس وقت حضرت مالک علیہ السلام زبانیہ کو حکم دینگے القوہم فی النار یعنے ان کو دوزخ میں پھینکدو۔ جب زبانیہ ان کو دوزخ میں پھینکنے کا ارادہ کریں گے تو کفار اور عاصی سب لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ باآواز بلند کہیں گے۔ اسوقت زبانیہ یعنی دوزخ کی آگ کو ہٹا دیں گے پھر حضرت مالک آگ کو کہیگا۔ خذہم آگ کہیگی کیف آخذہم وہم یقولون لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس مالک کہیگا۔ ہاں ہٰکذا امرنی ربی جب وہ لوگ خاموش ہو جائینگے۔ فورا تاخذہم النار۔ بعضوں کو قدموں تک بعض کو زانوؤں تک اور بعض کو ناف تک اور بعض کو گلے تک گھیر لے گئے۔ جب دوزخ کی آگ اُن کے مونہوں کیطرف صعود کرنا چاہیگی تو مالک علیہ السلام آگ کو کہیں گے۔ لاتحرق وجوہہم فطال ماسجدوا للرحمٰن کہ اے آگ اُن کے مونہوں کو مت جلائیو کہ یہ لوگ مدت تک خدا کو سجدہ کرتے رہے۔ ولاتحرق قلوبہم

فطال ماعطشوا من شدۃ رمضان - پس وہ لوگ جتنی مدت خدا کو منظور ہو گا دوزخ میں رہینگے

المسئلۃ فی ذکر اہل النار و طعامہم و شرابہم

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اھل النار مسودۃ الوجوہ مظلمۃ الابصار بذ ھبۃ العقول مزرقۃ العیون رؤسھم کالجبال ابدانھم کالفخار وعیونھم کالطود وشعورھم کاجام القصب لاموۃ لایموتون ولاحیوۃ لایحیون الخ کہ قیامت کے دن دوزخیوں کے منہ کالے اور انکی آنکھیں تاریک اور انکی عانونکا رنگ سبز ہو گا۔ اور اُن کے عقل دماغوں سے کافور ہو گئے ہونگے۔ اور اُن کے سر پہاڑوں جیسے اور اُن کے بدن سفال کی مانند اور ان کے عانتے خاک کے تودہ کی مانند۔ اور اُن کے سر کے بال ایسے معلوم ہونگے کہ گویا سرکنڈوں کا نیستان ہے۔ نہ وہاں موت کا گذر ہو گا کہ مر جائیں نہ ایسی زندگی ہو گی جس سے حظ اُٹھائیں۔ اور ہر ایک کے بدن پر ستر ستر چمڑے ہونگے۔ اور ہر ایک چمڑے میں ستر ستر طبقے آگ کے ہونگے۔ اور ان چمڑوں کے خلا میں آگ کے سانپ اور بچھو بھرے ہونگے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اسطرح چیخیں گے کہ گویا وحشی گدھے چیختے ہیں اور ان کے بدن زنجیروں اور گردنیں طوق آتشی سے جکڑی ہوئی ہونگی۔ اور گرزوں سے مارے جائینگے۔ اور منہ کے بل دوزخ میں ڈالکر بند کئے جاویں گے + رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ دوزخیوں کے لئے طعام زقوم ہو گا۔ اگر ایک قطرہ اُسکا زمین پر پڑے اہل دنیا کی زندگی فانی ہو جائے۔ اور نیز حدیثوں سے ثابت ہے بلکہ قرآن اسپر ناطق ہے۔ کہ دوزخیوں کا طعام ضریع ہو گا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضریع دوزخ میں ایک چیز کانٹے کی مانند ہے اور اُسکا ذائقہ صبر سے تلخ تر اور اُسکی بدبو مُردار سے بدتر اور از رُوئے تاثیر کے آگ سے گرم تر وقت کھانیکے پیٹ میں نہیں پہونچ سکتی ہے۔ بلکہ حلق میں اٹک رہتی ہے۔ نہ وہ جسم کو فربہ کرتی ہے اور نہ بھوک کی آگ کو بجھاتی ہے۔ اور نیز دوزخیوں کے لئے طعام غسلین کا ہو گا۔ یعنی دوزخیوں کی ریم اور اُن کے پینے کیواسطے آب حمیم۔ یعنی نہایت گرم پانی اور غساق یعنے نہایت موذی سرد پانی۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر غساق کا ایک دلو یعنی ڈول دنیا کے میدان میں پڑے۔ تمام دُنیا میں اُسکی بدبو پھیل جائے + حضرت کعب سے مروی ہے کہ غساق دوزخ میں ایک چشمہ ہے

کہ تمام زہریلے جانوروں کا زہر اسمیں جمع ہوگا۔ دوزخیوں کو اُسمیں غوطہ دیا جاویگا اُسکی تاثیر سے اُن کا گوشت اور پوست ہڈیوں سے جُدا ہوکر ان کے پاؤں میں گر پڑیگا +

ترمذی نے ابی الدرداء سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر بھوک ایسی غالب ہوگی۔ کہ اسکا عذاب سب عذابوں کے برابر ہوگا + جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخ میں سانپ ہونگے۔ جنکی گردنیں شتر بختی کے برابر ہونگی۔ اور بچھو جنکا قد خچر کے برابر ہوگا اُن کے زخم کا رنج چالیس سال تک باقی رہیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اُن کژدموں کا نیش یعنی ڈنک لمبی کھجور کے درخت کے برابر ہوگا + صحیح مسلم میں ابی ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں کے ابدان اسقدر فراخ کیئے جاویں گے کہ ان کے دانت کوہ اُحد کے مثل ہونگے اور اُن کے بدن کا رقبہ تین منزلوں کی مسافت کا ہوگا۔ اور ایکروایت میں آیا ہے کہ انکی مقعد مکہ سے مدینہ تک ہوگی + اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ان کے ایک کان سے دوسرے کان تک سات سو برس کی مسافت ہے۔ اور دوزخ کی آگ کافر کے بدن کو کھانا شروع کردیگی۔ جب کھاتے کھاتے اُس کے دلپر پہونچیگی تو پھر اُسکا بدن درست ہوجائیگا علے ہذا ابد تک اُس کیساتھ یہی معاملہ ہوتا رہیگا۔ معاذ رضہ نے کہا کہ ایک ساعت میں سو بار کافر کی جلد دوزخ میں جلیگی۔ اور پھر جلدی ہی اُسکی جلد دُرست ہوجاویگی۔ حضرت عُمر رضہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ساعت میں ایکسو بیس دفعہ کافروں کا چمڑا تبدیل ہوگا۔ اور ایکروایت میں ہے کہ چھ ہزار دفعہ ایکدن میں کافروں کے اجلاد بدلتے رہیں گے +

اور حذیفہ سے مروی ہے کہ جہنم میں درندے اور کُتّے اور کلوب اور تلواریں آگ کی ہونگی۔ ملائکہ کافروں کو کلالیب سے قطع کرینگے اور تلواروں سے اُنکا عضو عضو جدا کرکر سباع اور کتوں کے آگے ڈالدیں گے اور جب انکا کوئی عضو بدن سے کاٹا جاویگا اُسکی جگہ دُوسرا عضو قایم ہوجاویگا ٥ اور حدیث میں آیا ہے کہ آگ کافروں کے مُنہ کو ایسا کردیگی کہ اُن کا اُوپر کا لب سر تک کھینچا جائیگا۔ کہ اُن کے آدھے سر تک پہنچ جائیگا۔ اور انکا نیچے کا لب لٹک کر ناف تک پہونچیگا + حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دُنیا قلیل ہے یعنی دنیا کی مدت تھوڑی

ہے اسمیں جسقدر کوئی ہنسے سو ہنس لے۔ جب دُنیا کا سلسلہ منقطع ہوجاویگا دنیاداروں کا ہنسنا بھی منقطع ہوجائیگا۔ مگر اُن کا رونا منقطع نہیں ہوگا + رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخی اتنا روئیں گے کہ اُنکی آنکھوں کا پانی منقطع ہوجاویگا۔ ازاں بعد بجائے آنسوؤں کے خون کے قطرے اُنکی آنکھوں سے ٹپکیں گے اور ان کے مونہوں پر خندقیں پڑجاوینگی اور وُہ خون سے بھری رہینگی۔ اگر اُن خندقوں میں کشتیاں چھوڑی جائیں۔ تو جاری ہوجائیں +

حدیث میں وارد ہے کہ دوزخی یعنی اہل النار نیادون یاربا ہ پکاریں گے اے ہمارے پروردگار تیرے عذاب نے ہمکو گھیر لیا اور ہمارے وجود زنجیروں سے جکڑے گئے ہمکو تیرے عذاب نے بہت تنگ کر رکھا ہے مگر جتنی وُہ شکایت کرینگے لم یرحموا اگر صبر بھی کرینگے لم یجد وا فرجًا۔ اگر وے پکارتے پکارتے تھک جائیں گے لم یجابوا۔ جواب نہیں پائینگے اور پکارینگے اے ہمارے پروردگار ہمپر تیرا عذاب بڑھ گیا اور ہمارا مدخل تنگ ہوگیا اور ہمارے وجودوں سے پیپ جاری ہے اور ہمارے ستر ننگے اور ہمارے رنگ ڈھنگ سب بدل گئے اور شقی کا فر کہیں گے ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قومًا ضالین اے ہمارے اللہ خفف عنا یومًا من العذاب انا مؤمنون + رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایک پہاڑ دوزخ میں پیدا کیا ہوا ہے۔ دوزخیوں کو حکم ہوگا اصعدوا علیہ تم پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ پس وے بدبخت مُنہ کے بل ہزار سال چلکر پہاڑ کی چوٹی پر جا پہونچیں گے۔ پروردگار کے حکم سے اس پہاڑ میں ایک طرح کا زلزلہ پیدا ہوجائیگا اور اُن بدبختوں کو اپنے پر سے گرادیگا فیردّ الی قعرھا خاسرین +

حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اہل النار یستغیثون بالمطر۔ پس ایک کالا بادل آگ کے طبقہ سے اُٹھیگا اور تمام دوزخ کے میدان میں چھا جائیگا۔ جب دوزخی اس بادل کیصورت کو دیکھیں گے تو کہیں گے الغیث من الرحمۃ۔ اُس بادل سے آگ کے پتھر اُن کے سروں پر برسنے شروع ہوجاوینگے۔ اور مزید براں اُن پتھروں پر عقارب اور سانپ بھی اُن کے کاٹنے کے لئے ہونگے + رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کے واسطے قطران کا لباس ہوگا۔ جب یہ لباس اُن کو پہنایا جاویگا انسلخت الجلود اور اشقیا دوزخ میں عمی لایبصرون اور صم لایسمعون۔ اور جو بھُوکا ہوتا

ہوتا ہی وُہ کھانے کے لئے متلاشی رہتا ہے۔ الااہل النار۔ اور جو مُردہ ہے وہ اپنی حیاتی مانگتا ہے۔ الا اہل النار فانہم یتمنون الموت ولا یموتون +

ھٰذِہِ المسئلۃ فِی ذِکرِ الوانِ العذابِ علیٰ قدرِ اعمالِھِم

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم تنجوا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من النار من بعد ستاین الف سنۃ حضرت رسالت صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت ساٹھ ہزار سال کے بعد دوزخ کے عذاب سے نجات پائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وُہ کون لوگ ہونگے فرمایا یہ لوگ قوم من اُمتی سامنون من اللحوم الحرام میری اُمت کے موٹے حرامخور جو حرام کے گوشت کھاکر فربہ ہونگے۔ اور دین کیجانب سے مہزول اور لاغر ہیں اور حرام کی کمائی سے اچھی خاصی پوشاکیں پہنتے ہیں۔ اور طاعت کے لباس سے عاری ہیں۔ اور وے لوگ عالم ہونگے جو اپنے علم کے بموجب نہیں کرتے۔ اور دُنیا کی ناپائدار زندگی کو بہ نسبت آخرت اچھا جانتے ہیں ولکن عن الاخرۃ ہم غفلون۔ اور وے لوگ بازاری جاہل ہونگے یکسبون من ای مال شاوا ولا یسئلون من ای باب ید خلون فی النار +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا کان یوم القیامۃ تخرج من جہنم حیۃ اسمہ حریش۔ کہ جب روز قیامت ہوگا جہنم سے ایک سانپ جسکا نام حریش ہے نکلیگا۔ اور اُسکی اصلی پیدائش عقرب کی جنس سے ہوگی۔ اور سر ساتویں آسمان تک پہونچا ہوا ہوگا۔ اور اُسکا ذُنب یعنی دم تحت الثرےٰ تک ہی پس وُہ سانپ ہر برس میں ہزار دفعہ یہ پکاریگا۔ این قاطع الرحم واین شارب الخمر۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہیں گے ماتریدیا حریش۔ حریش جواب میں کہتا ہے میں پانچ آدمیونکی دعوت کرتا ہوں اور اُن کو اپنے زہری خوان سے کھانا کھلاتا ہوں اور یہ کہتا ہوں۔ این من ترک الصلوٰۃ واین من منع الزکوٰۃ واین من شرب الخمر واین من اکل الربٰو۔ واین من یحدث بحدیث الدنیا فی المسجد۔ میں انکو کھاؤنگا۔ اور میں اُنکے وجودوں کا لقمہ بناؤنگا + جب روز قیامت ہوگا فیجمعہم فی فمہ ویرجع الی جہنم نعوذ باللہ من الشقاوۃ +

حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن شارب الخمر یعنے شرابی آدمی کو بُلایا جاویگا۔ اور اُسکی گردن میں شراب کی بوتلوں کی حمایل اور اُسکے

ہاتھ میں ایک طنبور ہوگا اور اُسکو علیٰ رؤس الاشہاد دوزخ کی آگ میں پھانسی دیا جاویگا۔ پکارنیوالا باآواز بلند پکاریگا ہذا فلان بن فلان من موضع کذا۔ اور اس کے مُنہ سے شراب کی بو نکلیگی کہ تمام دوزخی اور موقف کے لوگ اس بدبو سے تنگ آکر خدا کی بارگاہ میں فریاد کرینگے اور اسکی مصیر اور بازگشت دوزخ میں ہوگی۔ اور جب دوزخ میں پھینکا جاویگا ہزار سال واعطشاہ پکارتا رہیگا۔ پھر لاچار ہوکر مالک دوزخ کے داروغہ کو بلائیگا۔ اتنی برس تک اُسکو کوئی جواب نہیں ملیگا۔ اور اس کے پسینے کی بدبُو سے اُس کے ہمسائے وغیرہ لوگ بہت اذیّت اور تکلیف اُٹھائیں گے۔ اور جناب باری میں پکاریگا۔ یارب ارفع عنی العرق فلا یرفعہ پھر دوزخ کی آگ آکر اُسکو کھاجائیگی۔ یہاں تک کہ اسکا وجُود جلکر خاکستر ہوجائیگا۔ بار دیگر از سرِ نو اُسکا وجُود جدید خلق سے پیدا ہوجائیگا۔ ملائک اس کے وجود کو طوق اور زنجیروں سے باندھیں گے۔ جب وہ پانی مانگیگا تو اُسکو آب حمیم دیاجاویگا پیتے ہی اُسکی امعا اور رودے قطع ہوکر باہر آپڑینگے۔ اور جب وُہ کھانا مانگیگا۔ تو اُس کو زقوم دیاجائیگا۔ اُس کے کھانیسے جو کچھ اُس کے بطن اور دماغ میں ہوگا ایسا اُبلیگا کہ اُسکے جوش سے اُس کے مُنہ سے آگ کی بھاپ نکلیگی۔ اور اُس کے رودے قدموں میں گرپڑینگے پھر اُسکو آتشی تابُوت میں بند کیا جاویگا۔ ہزار سال تک اسی تابُوت میں عذاب دیاجائیگا کہ اُسکا سارا رنگ و رُوپ فق ہوجائیگا۔ پھر اسکو تابوت سے نکالکر سجین میں رہنے کا حکم ہوگا۔ ہزار سال تک وہاں ہی شور و غل مچاتا رہیگا۔ کوئی اسپر رحم نہ کریگا۔ پھر اسکے سر پر آگ کا جلتا ہوا تاج رکھاجائیگا۔ اور اُسکے مفاصل پر لوہے کی بیڑیاں اور اُسکی گردن پر زنجیر اور اغلال رکھی جائیں گے۔ ہزار برس کے بعد اُسکو سجین سے نکالکر ویل میں جو جہنم کی ایک وادی ہے۔ جس کا گہراؤ بعید اور عذاب شدید ہے بند کیاجاویگا۔ ہزار برس کے بعد وُہ شرابی کہیگا۔ یا محمّداہ۔ حضرت رسالتؐ اُسکی آواز سُن لیویں گے۔ اور فرماوینگے یارب اسمع صوت رجل من امتی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا۔ یا محمد ہذا صوت الرجل الذی شرب الخمر ومات سکراناً۔ اے محمد جب میں نے اُسکو قبر سے اُٹھایا وہو سکران۔ پس حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم فرمائینگے۔ یارب اخرجہ من النار۔ پس وہ گناہگار سید ابرار کی شفاعت سے دوزخ سے نکلجائیگا۔ ولم یلق مخلد فی النار لیقول اللہ تعم وہبنہ لک۔ سچ ہے بیت

گناہ آمرز رندان قدح خوار	بطاعت گیر پیران ریا کار

ہذہ المسئلۃ فی خروج اہل النار من النار

جب دوزخیوں کا وعدہ برابر ہوگا۔ اور مدّت عذاب کی تمام ہوگی۔ تب اللہ تعالےٰ کا حکم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہونچیگا کہ اے جبرائیل میرے حبیب کی اُمت کا حال کیا ہے بقول الٰہی انت اعلم بہم منی اے جبرائیل تو جاکر دیکھ حضرت جبرائیلؑ آویں گے اور دوزخ کے داروغہ یعنی مالک علیہ السلام اسوقت اپنے تخت پر دوزخ کے وسط میں بیٹھے ہونگے اور حضرت جبرائیلؑ کو دیکھکر تعظیم و تکریم کو اُٹھیں گے اور کہیں گے ما ادخلک ہذا الموضع آپ کدھر آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے اے مالک میں حضرت محمدؐ کی اُمت کا حال دیکھنے آیا ہوں۔ فرماؤ اُنکا کیا حال ہے اور جہنم نے اُن کو کسدرجہ تنگ پہونچایا ہے حضرت مالک کہیں گے اُن کا گوشت پوست دوزخ کی آگ کھا گئی۔ صرف اُن کا مُنہ اور دل جو ایمان کے نور سے چمک رہے ہیں باقی ہیں۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا ارفع الطبق عنہم حتے انظر الیہم دوزخ کے خزنہ مالک کے حکم سے دوزخ کے مُنہ سے سرپوش اُٹھا دینگے۔ دوزخی حضرت جبرائیل کو دیکھکر کہیں گے۔ اے مالک سچ فرماؤ یہ صاحب کون ہیں جنکی صورت سے ہمکو محبت کی بو آتی ہے۔ اُنکی پیاری وضع ہمارے دلکو بہت بھاتی ہے۔ مالک فرماوینگے اے گنہگارو ہذا جبرائیل الکریم امین اللہ الذی کان یاتی علےٰ محمدؐ مایوحی یہ حضرت جبرائیل کریم امین خدا تم کے ہیں جو محمد رسول صلعم کے پاس خدا کا پیغام لایا کرتے تھے جب گنہگار آپکا نام اور ذکر سنیں گے۔ صاحوا باجمعہم ویبکون۔ شور و غل مچا کر نالہ و آہ کرکے بڑی منت اور زاری سے عرض کرینگے یا جبرائیل اقرا محمدًا منا السلام واخبرہ۔ اے جبرائیل ہمارا سلام ہمارے پیارے پیغمبر کو پہونچائیے۔ اور ہمارے دکھ اور مصیبت کی خبر اُن کو دیجئے۔ اور کہیئے کہ آپ عالم دنیا میں ہماری تسلّی فرماتے تھے۔ کہ میں گنہگاروں کی شفاعت کرونگا جہنم کے عذاب سے تجکو چھڑاؤنگا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ سے تمہارے واسطے مغفرت اور معافی چاہونگا بہت دن گذرے کہ ہم اس مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ کیا ہمکو بھول گئے۔ ہم گنہگاروں کی جلدی خبر لیجئے۔ ہماری مخلصی کی فکر کیجئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب بارگاہ اللہ تعالےٰ میں حاضر ہونگے تو گنہگاروں کا پیغام حضرت رسالت کو پہونچانا بھول جائینگے۔ اللہ تعالیٰ

پوچھیگا کہو جبرائیل محمدؐ کی امت کا کیا حال ہے۔ عرض کرینگے۔ خداوندا تو سب کچھ جانتا ہے
اُنکا حال تجھپر ظاہر ہے میں کیا عرض کروں۔ جو اُنپر گذرتا ہے میں کس مُنہ سے سناؤں۔
تیری مقدس ذات کریم رحیم ہے۔ جیسا مناسب ہو حکم فرما۔ پھر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضرت
جبرائیلؑ کو یاد دلائیگا۔ کہ تم نے اُن گنہگاروں کا پیغام اُن کے پیغمبر کو پہونچایا ہے یا نہیں۔
اب جاؤ اور سناؤ اور میرے حبیب کو کہہ دو کہ اے میرے محمدؐ آپ گنہگاروں کی شفاعت کے
مقام میں آؤ۔ اُنکی مغفرت چاہو اپنے وعدہ کو پورا کرو۔ فینطلق جبرائیل علیہ السلام الے
النبی صلی اللہ علیہ وسلم باکیا لیخبرہ عن سوء حالھم حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت
رسالتؐ کے پاس جہاں دے بڑی خوشی اور عزت سے ایک دانہ موتی اور ایکدانہ یاقوت کے
خیمہ میں جسمیں چار ہزار موتی بڑے بڑے لٹکتے ہیں۔ جڑاؤ تخت پر نور کا تاج سر پر رکھکر اپنی
آل اطہار اور اصحاب ابرار با وقار کیساتھ بیٹھے ہونگے اور ہزاروں حوریں خدمت میں کھڑی ہونگی
روتے ہوئے جائیں گے۔ حضرت رسالت علیہ السلام جبرائیل کو اس حال پر ملال میں دیکھکر
فرمائیں گے۔ ما یبکیک یا جبرائیل فیقول یا محمد لو رأیت ما رأیت لبکیت من بکائی۔ جبرائیلؑ
کہیں گے میں دوزخ کی طرف سے آتا ہوں۔ تمہاری اُمت کا پیغام لاتا ہوں۔ اُن کا حال
آپ کو سُناتا ہوں۔ دوزخ کی آگ انکا نازک بدن کھا گئی۔ صرف جان باقی ہے۔ بڑی
مصیبت سخت اذیت میں گرفتار ہیں۔ مجکو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ تمہاری خدمت
میں بہت سلام عرض کیا ہے۔ اور یہ پیغام دیا ہے۔ یا محمدؐ رسولنا وہادینا قد نسیتنا وترکتنا
فی النار ما اسوء حالنا واضیق مکاننا۔ اے ہمارے رسولؐ اب ہمکو کچھ تاب و توانائی باقی
نہیں رہی۔ رحم کیجئے ہماری فریاد کو پہونچئے۔ للہ فی اللہ ہماری خبر لیجئے۔ حضرت رسالت
صلے اللہ علیہ وسلم اس پیغام کو سُنتے ہی نہایت غمگین اور مضطر ہو کر زار زار روئیں گے۔ نور
کا تاج سر سے اُتاریں گے۔ اور ایک روایت میں دیکھا گیا ہے۔ جب حضرت جبرائیل ہم
اُمت ماخوذہ کا پیغام حضرت سید الانام کی خدمت میں پہنچا دینگے۔ اور امت گنہگار دوزخ
میں ہی پکار کر کہیں گے یا رسولنا ما اسوء حالنا واضیق مکاننا ویصیحون یا محمداہ یسمعہ اللہ
تعالےٰ فی تلک الساعۃ صیاحہم وہم یقولون یا محمداہ فیقول النبی صلے اللہ علیہ وسلم لبیک یا
اُمتی اُسوقت جناب سرور کائنات روتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔ اور تاج مبارک سر سے
اُتار کر فریادی کی صورت بنا کر حضرت جبرائیل کیساتھ عرش معلّے کے آگے سجدہ میں گرینگے

ہزاروں زبان سے حق جل وعلےٰ کی صفت اور ثنا بیان کر کے دُعائیں مانگیں گے اپنی اُمّت کی معفرت چاہیں گے۔ اور عرض کرینگے۔ الٰہی عالم دنیا میں میں نے تیرے حکم بجالانے میں بہت تکالیف اور میرے بال بچوں نے میرے پیچھے ہر طرح کی اذیّت پائی قتل ہوئے مارے گئے میں نے اُسکا عوض تجھ سے وہاں کچھ نہیں لیا۔ اے میرے مالک اب اِس عالم آخرت میں مجھپر رحم کر میری اُمت کے گناہوں سے درگذر۔ تب جناب باری عزاسمہ وجل جلالہ کا حکم ہوگا۔ یا محمد ارفع راسک واشفع تشفع اے محمدؐ سجدہ سے اپنا سر اُٹھالے۔ تمہاری دُعا قبول۔ تمہاری اُمت بخشی گئی۔ وانطلق الے النار واقر علیہم السلام واخرج منہا کل من کان قال لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اے میرے حبیب دوزخ کی طرف جاؤ اپنی اُمّت کو دوزخ سے نکال لو۔ حضرت رسالت وہاں سے معہ انبیا علیہم السّلام کے دوزخ کیطرف تشریف لاکر مالک دوزخ کے داروغہ سے پُوچھیں گے۔ اے مالک میری اُمّت کہاں ہے۔ مالک جہنّم کا مُنہ کھولدینگے۔ حضرت کی صُورت جب دوزخیوں کو نظر پڑے گی۔ ایک مرتبہ سب کے سب فریاد واویلا کر کے یارسُول اللّٰہ یا حبیب اللّٰہ یا شفیع المذنبین و یا رحمۃ للعالمین ویا محمداہ قد احرقت النار جلودنا ولحومنا وقد ترکتنا فی النار ونسیتنا ہم لوگ اب اس حالت کو پہونچے کہ کچھہ جسم باقی نہیں رہا۔ دوزخ کی آگ نے سب کھالیا۔ جلادیا بھسم کرڈالا۔ صرف جان باقی ہے۔ ہم پر مہربانی کیجئے۔ اس دُکھ سے نجات دیجئے۔ حضرت رسالت فرماویں گے کہ میں نے تمہاری مغفرت جناب باری سے چاہی۔ اب تمہاری نجات ہوئی۔ غم نہ کھاؤ۔ ذرا صبر کرو۔ پھر مالک کو اسکی خبر دینگے۔ اللّٰہ تعالےٰ کے فضل کا حال بیان فرماوینگے مالک یہ بات سُنتے ہی اُن لوگوں کو جہنم سے نکالنے کا حکم دینگے۔ حضرت رسالت صلے اللّٰہ علیہ وسلم دوزخ کے دروازہ پر آکر اُن لوگوں کو جنہوں نے اپنا ایمان شرک کی باتوں سے دُنیا میں بچایا تھا۔ مگر شیطان اور نفس کی گمراہی سے گناہ کے کام کرتے ہوئے بے توبہ مرگئے تھے۔ اُن کو دوزخ سے جلد نکالکر اپنے ساتھ لیجاکر بحر الحیوٰۃ کے دریا میں غسل دلوادینگے ویخرجون منہ جردا مردا مکحلین فیصیر وجوھہم کالقمر لیلۃ البدر۔ اُن کا بدن ایسا صاف ستھرا ہوجائیگا۔ گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ چہرہ اُن کا نورانی چودھویں رات کے چاند کیطرح لاثانی۔ پھر ہر ایک کی پیشانی پر آزادی کا داغ لکھا جائیگا ہٰؤلاء جہنمیون عتقاء الرحمٰن من النار۔ بعد اس کے سب کے سب بہشت میں داخل ہونگے

اور جو لوگ آخری زمانہ کے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے اور انکی شریعت کے مطابق نہیں چلے اور کفر اور شرک میں ڈوبے رہے وے لوگ خواہ آدمی خواہ جن جہنم میں پڑے رہینگے طرح طرح کے عذاب چکھیں گے کبھی وہاں سے مخلصی نہ پاوینگے - اور جب کفار دیکھیں گے کہ مسلمان دوزخ سے باہر نکل گئے اور باقی ہم ہی رہ گئے - قالوا یلیتنا کنا مسلمین - اگر ہم بھی مسلمان ہوتے تو دوزخ سے نکل جاتے - کما ورد قولہ تعالےٰ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ دوست رکھیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے اور آرزو کرینگے کاش کہ ہوتے ہم مسلمان - یہ آرزو دنیا میں ہوگی مسلمانوں کی فتح کے وقت - یا جب کافروں کو موت کا سامنا ہوگا - یا قبر میں یا قیامت کے دن یا حساب کے وقت یا جب موحد گنہگار دوزخ سے نکلیں گے اور دوزخ کے دروازے پھر بند کئے جاوینگے اور کافر سمجھیں گے کہ دوزخ سے نکلنا ہمیں نصیب نہیں تو تمنّا کرینگے کہ کاش کہ ہم اہل اسلام ہوتے ۔ انتہٰی ۱۲

حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوتی بالموت کانہ کبش املح ویقال لاہل الجنۃ اتعرفون الموت فینظرونہ ویعرفونہ ویقال لاہل النار یا اہل النار اتعرفون الموت فیعرفونہ فیذبح بین الجنۃ والنار کہ اس فیصلہ کے بعد موت کو ایک دنبہ ابلق کی صورت حاضر کیا جائیگا - اور اہل جنت کو کہا جائیگا کہ کیا تم موت کو پہچانتے ہو سب اہل جنت اسکی طرف دیکھکر کہیں گے - بیشک ہم اسکو پہچانتے ہیں - اسلئے کہ ؎

کہ ہم اسکو جانتے ہیں صاف صاف	نام اسکا موت ہے بے اختلاف
کونسا ذی روح ہے جسنے کہیں	دار فانی میں اسے دیکھا نہیں -
دار دنیا میں سب اہل روزگار	چکھ چکے ہیں اسکی لذّت ایکبار
ذبح کیجاویگی پھر وہ گوسفند	آگے لوگوں کے بہ تکبیر بلند
ذابح اسکا کہتے ہیں بالاختصاص	حضرت یحیٰی پیغمبر ہوگا خاص

پھر کہا جاویگا یا اہل الجنۃ خلود لا موت فیہا - اے بہشت میں رہنے والو تم بڑی خوشی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے یہاں رہو اور یہ بہشت تمہارا ملک ہو چکا - کبھی تمکو موت اپنی صورت نہ دکھائیگی - جیسا کہ لکھا ہے کہ ملائک انکو تسلیاں اور اطمینان کلی دیکر کہیں گے ؎

اور دینگے یہ بشارت آشکار -	کاے مسلمانان عالی اقتدار
کوئی آفت اب نہیں آویگی پیش	تم رہو اس باغ جنت میں ہمیش

چونکہ چوتھی موت وُہ خود مر گئی ۔		سب کو اپنے غم سے ایمن کر گئی ۔	

کما ورد قولہ علیہ السلام ثم یقال یا اہل الجنۃ خلود لاموت فیہا ویا اہل النار خلود لاموت فیہا
جیسا کہ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا پھر کہا جاویگا یا اہل جنت تمہارے لئے بہشت
میں دوام ہے نہ تو یہاں موت کا دخل ہے اور نہ کوئی تمکو یہاں سے نکالیگا ۵

اور تم بھی اے گروہ زِشت کیش		اب رہو اس نارِ دوزخ میں ہمیش	
اور نکالو دل سے تم اے بدصفات		خواہشِ موت اور تمنائے نجات	
اب چکھو اسمیں عذاب بے شمار		تا ابد صبح و مسا و لیل و نہار	

جب کفار فجار ملائکہ کی یہ گفتار سُن پاوینگے تو دریائے بیکنار غم میں ڈوب جائیں گے اور
کہیں گے کہ افسوس اب ہم کیا کریں ۔ موت بھی جیتی نہیں کہ اُسکا مُنہ ہی دیکھکر مریں ۔
ہم لوگوں کا کیسا بدمقسوم ہے کہ ہمکو ابدی اس جیل میں رہنا پڑا ۔ اگر موت بھی زندہ ہوتی
تو بھی مر کر اس عذاب سے نجات پاتے ۔ ہمکو اپنی مخلصی کی راہ ہرگز نظر نہیں آتی ۔ اب اس
دوزخ سے نکلنا مشکل ہے اگر ہم عالم دنیا میں اپنے رسول علیہ السلام کا کلام اجابت
کے کانوں سے سن لیتے ۔ تو آج ہم اس دوزخ میں نہ پڑتے ۔ کما ورد قال اللہ تبارک
وتعالےٰ جل جلالہ کُلَّمَا اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۔ جب ڈالا جائیگا
دوزخ میں مشرکوں یا فاسقوں کا گروہ جو گناہ اُنکے دوزخ میں داخل ہونیکا سبب ہوگا
اس گروہ کو پوچھیں گے دوزخ کے خزانچی فرشتے ۔ ملامت کیوجہ سے کہ اے مشرکو اور
اے گنہگارو ۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا یعنے کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا ۔ جو تمکو خدا کی
طرف بُلاتا اور اس سخت عذاب سے ڈراتا اور اس فضیحت سے تمکو بچاتا ۔ قَالُوْا بَلٰی قَدْ
جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ط
کہینگے کہ ہاں بیشک آیا تھا ہمارے پاس ڈرانیوالا ۔ تو جھٹلائی ہمنے اُسکی بات یعنی پیغمبر
کی تکذیب کر کے ہمنے زیادتی کی ۔ یہانتک کہ رسول کرنے اور رسول ہونیکی ہم نے تکذیب
کی اور کہا ہم نے رسولوں کو کہ کسیطرح اُتاری ہے اللہ نے کوئی چیز جو تم کہتے ہو وعدہ
وعید امر و نہی اور ہمنے کہا نہیں ہو تم اے رسولو ۔ مگر بڑی خطا میں کہ باوجود آدمی ہونیکے
نبوت کا دعوے کرتے ہو ۔ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۔ اور
کہیں گے کافر کہ دُنیا میں اگر ہوتے ہم کہ سُنتے پیغمبروں کی بات اور اُن سے بحث نہ کرتے

اور مطلبوں اور معنوں کی تفتیش نہ کرتے۔ اسواسطے کہ ان کے معجزے سے اُن کے سچے ہونیکی علامتیں اُن کے احوال سے ظاہر تھیں۔ یا سمجھ لیتے ہم اُن کے کلام کے معنے اور فکر کرتے اُنکی حکمت کے بوزوں میں۔ اسواسطے کہ اُن کے اقوال اور افعال ہم معائنہ کرتے تھے تو نہ ہوتے آج دوزخ کے لوگوں میں +

حدیث شریف میں وارد ہے اذا جئ بجہنم یوم القیامۃ تزفرت زفرۃ حتی صارت کل امۃ جاثیۃ علی رکبہم من ہولہا۔ جب قیامت کا دن قایم ہوگا تو دوزخ کو عرصات میں رکھا جاویگا۔ اور اُسکی ہیبت ناک آواز سے ہر ایک گروہ مارے خوف کے زانوؤں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ کما قال اللہ تعالے وترے کل امۃ جاثیۃ ۔ کل امۃ تدعی الے کتابہا الیوم تجزون ما کنتم تعملون ۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا اور دیکھے گا تو اُسدن ہر گروہ کو زانوؤں کے بل پڑا ہوا ۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ زانوؤں کے بل گرنا کافروں کا خاصہ ہے ۔ اور بہت صحیح یہ بات ہے کہ اسے عام رکھیں اسواسطے کہ اُسروز کی ہیبت سے سب لوگ زانوؤں کے بل گر پڑیں گے۔ اور ہر گروہ پکارا جائیگا اپنے کتابوں کیطرف یعنی اپنے اپنے نامہ اعمال کیطرف اور ان کو کہیں گے آج جزا دیے جاؤگے ساتھ اُس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے + اور جب لوگ دوزخ کو دیکھیں گے اور اسکی زفیر یعنی سخت آواز سات سو سال کی مسافت سے سُنیں گے یعنی تمام انبیا معہ اپنی اپنی اُمتوں کے اور تمام اولیا معہ اپنے اپنے مریدوں کے اُسکی سخت آواز کو سُنکر یقول کل واحد منہم نفسی نفسی حتے الخلیل والکلیم الا الحبیب یقول امتی امتی ہر ایک چھوٹا بڑا نفسی نفسی پکاریگا یہانتک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ باوجود درجہ خلت کے اور موسیٰ باوجود مکالمت کے نفسی نفسی پکاریں گے۔ مگر سارے عرصات میں صرف ایک حبیب خدا یعنے محمد مصطفے اُمتی اُمتی کہینگے

حدیث شریف میں وارد ہے جب دوزخ کی آگ بندوں کے قریب آپہونچیگی۔ تو حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم فرمائینگے یا نار بحق المصلین وبحق للصدقین والخشعین والصائمین ارجعی اے دوزخ کی آگ تو میری اُمت کے نماز گذاروں اور صدقہ دینے والوں اور عبادت میں فروتنی اور انکساری کرنیوالوں اور روزہ داروں کی طفیل اور برکت سے لوٹ جا اور اپنے جہاں سوز شعلہ سے میری امت ناتوان کے تن وجان کو مت جلا۔ فلا ترجع النار پس وہ آگ پیچھے نہ ہٹیگی۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماویں گے۔ یا محمد قل لہا

بجق التائبین و دموعہم و بکائہم عن الذنوب ارجعی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اسطرح سے فرمائیے اے آگ میرے تائبوں اور اُن کے آنسوؤں اور اُن کے گناہوں سے پشیمان اور ندامت اور رونے کی برکت او طفیل سے پیچھے ہٹ جا۔ جب حضرت رسالت یہ کلمات طیبات زبان پر لاویں گے تو دوزخ کی آگ جھٹ پیچھے ہٹ جاویگی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام گنہگاروں کے آنسوؤں کے قطرات جو گناہوں کی ندامت سے اپنی چشموں سے جاری کرتے رہے تھے۔ جناب الہی کے خزانہ سے لاکر اُس آگ یعنی دوزخ کی آگ پر چھڑک دینگے فتطفی النار کما تطفی نار الدنیا بالماء والتراب +

حدیث شریف میں وارد ہے جب قیامت کا دن قایم ہوگا اور حق سُبحانہ وتعالی خلائق کو وادی محشر میں جمع کریگا۔ دوزخ کا مُنہ کھولکر یعنے کھلے دروازے آگر اہل محشر کے اردگرد دائیں بائیں ہو جائیگا۔ فیستغیثون الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم اور عام وخاص حضرت رسالت کی خدمت میں حاضر ہوکر فریاد کرینگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل کیطرف دیکھیں گے۔ پس حضرت جبرائیل ع فرمائیں گے لاتخف و انفض غبار راسک فینفض غبار راسہ یارسول اللہ آپ کچہہ فکر نہ فرمائیے اپنے مبارک سر کا غبار ذرہ جہاڑ دیجئے۔ پس آنحضرت ص اپنے عنبریں اور مشکین زلفوں سے غبار جھاڑیں گے۔ اللہ تعالے اس غبار سے ایک ابر سطبر کیطرح مومنین کے سروں پر ایک بادل کھڑا کردیگا پھر حضرت جبرائیل فرماوینگے یا محمد انفض غبار لحیتک اے محمد تو اپنی مبارک داڑھی کا غبار جھاڑ دو۔ جب آنحضرت اپنی مبارک داڑھی کو جھاڑیں گے تو حق تعالی اس غبار سے مومنین اور اہل نار کے درمیان ایک حجاب اور پردہ قایم کردیگا۔ پھر حضرت جبرائیل فرمائینگے کہ یا محمد آپ اپنے وجود مبارک سے غبار کو جھاڑ دیجئے۔ جب آنحضرت ص اپنے وجود با جُود سے غبار جھاڑیں گے۔ حق سبحانہ وتعالی آپ کے غبار سے مومنوں کے قدموں کے نیچے سرد فرش بچھادیگا۔ اور دوزخ کی آگ اس غبار کی برکت سے سرد ہو جاویگی۔ اور ہرگز مومنوں کو ایذا نہ پہونچائیگی +

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب روز قیامت ہوگا ایک بندہ کو حاضر کیا جاویگا حساب کے وقت اُس کے حسنات پر سیئات غالب آجائینگے۔ فیؤمر لہ الی النار۔ اس کی پلکوں کا ایک بال عرض کریگا یارب رسولک محمد قال من بکی من خشیۃ اللہ حرم اللہ تلک العین

علی النار ولو بکی بقدر ان یبل شعرۃ واحدۃ غفر اللہ بابرکتہ اے میرے پروردگار تیرے رسول محمد نے فرمایا تھا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے خوف سے روویگا اللہ تعالیٰ اُسکی آنکھ کو آگ پر حرام کردیتا ہے فانی بکیت من خشیتک فانزعنی عنہا پس میں تیرے خوف سے عالم دُنیا میں روتا رہا ہوں مجکو دوزخ کی آگ سے نکالدے۔ فیغفر اللہ ویخلصہ من النار ببرکۃ شعرۃ واحدۃ کانت بکت من خشیۃ اللہ تعالیٰ فی الدنیا پس حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو بخشدیگا۔ اور دوزخ کی آگ سے چھڑادیگا۔ ایک بال کی برکت سے کہ وہ بال اپنے خدائے ذوالجلال کے خوف سے دُنیا میں روتا رہا۔ پھر پروردگار عالم کے حکم سے ملائک تمام عرصات میں منادی کردینگے نجی فلان بن فلان ببرکۃ شعرۃ واحدۃ +

الحکایۃ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف الٰہی سے اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت پوست رُخساروں کا آنسوؤں سے اُڑگیا۔ اور غار ہوگیا یہانتک کہ دانت نظر آتے تھے۔ مادر مشفقہ یہ حال اُنکا دیکھکر زار زار روتی تھیں۔ اور آنسوؤں کا دریا بہاتی تھیں۔ لاچار ہوکر زخموں پر کپڑا رکھدیتیں۔ پھر جسوقت حضرت یحییٰ ؑ کے دل میں دریا خوف الٰہی کا جوش مارتا اور آنکھوں کی راہ نالے بہاتا تو زخموں سے سب کپڑے بھیگ جاتے بلکہ اُن کی زاری ذوق خوف باری سے حسب ارشاد مولٰنا ؎

عشق صادق بر جمادے مے تند	چہ عجب گر بر دل دانا زند؟

پتھر بھی پانی پانی ہوکر بہہ جاتے تھے۔ غرض حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دن رات روتے گذرتا۔ اور مادر مشفقہ کو ان زخموں پر کپڑے رکھتے بسر ہوتا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب یحییٰ علیہ السلام نہ ہوتے تو وعظ فرماتے۔ اس لئے کہ یحییٰ کو ہرگز عذاب قبر اور حشر کے سُننے کی تاب نہ تھی۔ اتفاقاً ایک مرتبہ مجلس وعظ میں حضرت یحییٰ ؑ سر سے چادر اوڑھے ہوئے ایکطرف چپکے سمٹے بیٹھے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا یہاں یحییٰ تو نہیں ہے۔ چونکہ ہر ایک اشتیاق سننے ذکر اللہ میں ہمہ تن گوش تھا۔ اور معاملات دُنیا ومافیہا سے بیہوش کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت زکریا ؑ نے معلوم کیا کہ یحییٰ اس مجلس میں نہیں ہیں۔ پھر وعظ فرمایا اور فرمایا کہ "ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور وحی الٰہی لائے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ایک گڑھا عظیم الشان بنایا اُسکا نام سکران اور ایک پہاڑ بہت بلند بنایا اُسکا نام غضبان رکھا ہے اور اس عذاب سخت سے کوئی پناہ نپاوے گا۔ مگر وہ شخص

جو خوف جناب باری سے رات دن اشکباری مانند بارش باری کے کرتا رہیگا پس یکایک
حضرت یحییٰ علیہ السلام نے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے۔ جب
ذرا افاقہ ہوا روتے چلاتے کپڑے پھاڑتے سر میں خاک ڈالتے جنگل کو چلے اور سب اہل
جماعت زار نزار باصد اضطرار و دل بیقرار روتے چلاتے اُن کے پیچھے ہوئے مگر وہ اللہ اعلم
وہ اہل نظر کہاں نظر سے گم ہو گئے۔ کہ کسیکو نظر نہ آئے۔ پھر یہ سب راہ گم کردہ مجبور ہو کر اُلٹ
آئے دیکھا تو یہاں زکریا علیہ السلام بیہوش پڑے چلاتے ہیں تب اُنکو ہاتھوں ہاتھ کمال
حفاظت سے اُن کے گھر لیگئے۔ پس مادر مشفقہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی یہ حال دیکھکر کُھٹک گئیں
اور پریشان حال ہو کر پوچھنے لگیں کہ میرا بچہ کہاں ہے سب نے وہ واردات بیان کی۔ پھر
لاٹھی لیکر بادل مضطر اُن کا پتہ نشان پوچھتی ہوئی جنگل کو چلیں۔ تین راتدن برابر پہاڑوں
میں بھوکی پیاسی ڈھونڈھتی پھریں۔ کہیں پتہ نہ پایا۔ اتفاقاً چرواہے بکریاں چراتے نظر
آئے۔ اُن سے پوچھا کہ کوئی آدمی روتا چلاتا سر میں خاک ڈالتا تمنے دیکھا یا سنا ہے۔ کہا ہاں
کل شام کو اس پہاڑ کیطرف سے رونے چلانے کی آواز آتی تھی۔ کہ وا مصیبتاہ عذاب سکران
اور واویلا سختی غضبان سے کہتا تھا۔ پھر اس پہاڑ میں جاکر دیکھا تو ایک گڑھے میں غمگین
بیٹھے ہیں اور سختی عذاب دوزخ سے واویلا کرتے ہیں۔ مادر مشفقہ نے کلیجہ سے لگا لیا۔
اور بہت تسلی دی اور گھر میں لے آئیں پھر گوشت روٹی اُن کے آگے رکھدی اور کہا۔
برائے خدا اور حق مادر بے نوا کچھہ کھالو اور ذرا سولو کہ تمہاری طبیعت ٹھکانے ہو جائے
اور کلفت پریشانی ہٹ جائے کہ بہت خوار زار جنگلوں میں بھوکے پیاسے پھرتے رہے ہو۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بہت رونا آیا مگر بپاسخاطر مادر مشفقہ کچھہ کھا کر سو رہے صبح کو حضرت
جبرائیل علیہ السلام آئے اور اُن کو جگا کر کہا۔ اے یحییٰ خدائے عز و جل و علا تمہیں تحفت کا ملہ
بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے یحییٰ خاطر جمع رکھو کہ عنقریب داخل جنت ہو گے اور بخوبی
وہاں راحت پاؤ گے۔ اے یحییٰ اگر تو ایک نظر جنت کو دیکھتا تو اس کے شوق میں تیرے
روتے مر جاتا اور اگر ایک نظر دوزخ کو دیکھتا۔ تو اُسیوقت اُس کے خوف سے پانی ہو کے چلا
پھر حضرت یحییٰ خوش ہو کر کودے اور جنگل کو چلے گئے۔ پھر مادر مشفقہ کو اُنکا پتہ نہ ملا کہ کہاں
گم ہو گئے ✤

مؤلف اے میرے بھائیو مقام عبرت ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کہ معصوم در

مسرور ہیں۔ اسقدر عذاب دوزخ سے ڈریں اور تھرا ویں تو اوروں کا کیا ٹھکانا ہے جیسے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ؎

درآن روز کز فعل پرسند و قول	اولو العزم را تن بلرزد زہول
بجائے کہ دہشت خورند انبیا	تو عذر گنہ را چہ داری بیا

یا اللہ یا رحیم ہمکو اور سب مسلمانوں کو نیکی کرنیکی توفیق دے اور بُرے کاموں سے بچا کہ دوزخ کے عذاب سے بچیں۔ بہشت میں جگہ پاویں۔ آمین آمین یا ربّ العالمین۔ بحرمتہ محمد و آلہ الامجاد ؂

هٰذِهِ الْمَوْعِظَةُ فِیْ ذِکْرِ الْجِنَانِ

قال وھب رضی اللہ عنہ ان اللہ خلق الجنۃ یوم خلقہا عرضہا کعرض السمٰوٰتِ وَ الارضین واما طولہ فلا یعلمہ احد الا اللہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ جو حضرت کے اصحابوں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا۔ اور اُس کا عرض یعنے پہنائی ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے مقدار ہے اور اس کے طول کا حال سوائے ایزد متعال کے دُوسرے کو معلوم نہیں۔ اور جب قیامت کا دن قایم ہوگا۔ اور آسمان اور زمینیں فناہ ہوجائیں گے۔ حق سبحانہ و تعالےٰ بہشت کو اسقدر فراخ کردیگا کہ اہل جنت اُسمیں سماجائینگے۔ اور بہشت کے سو درجہ ہونگے۔ اور ہر ایک درجہ کی تفاوت اسقدر ہوگی جتنی زمین اور آسمان میں تفاوت ہے۔ وفیہا انہار مطہرۃ جاریۃ وثمارہا مندانیۃ متوالیۃ علے ما تشتہی الانفس۔ اور بہشت میں پاک اور صاف نہریں جاری ہونگی۔ اور اس کے درختوں کے میوے قریب ہونگے۔ جسکو طبیعت چاہیگی وُہ خود اسکے قریب آجائے گا۔ اور اسمیں ازواج مطہرۃ حُور عین سے حق سبحانہ و تعالےٰ نے اُن کو نُور کے مادے سے پیدا کیا ہے۔ کما ورد فی شانہنّ۔ فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلھم ولا جان۔ فبای الاء ربکما تکذبٰن ۰ ان دونوں بہشتوں کے محلّوں میں بند رکھنے والیاں آنکھوں کی ہیں۔ یعنے حُوریں کہ اپنے شوہروں کے سوا اور کو دیکھنے سے آنکھ بند رکھتی ہیں۔ نہ چھوا ہوگا اُنکو آدمیوں نے قبلہم قبل ان کے ازدواج کے جنت میں۔ اور نہ جنوں نے یعنی جو حُوریں آدمیوں کے لئے مقرر ہیں اُن کے دامن تک کسی

آدمی کا ہاتھ نہ پہونچا ہوگا اور جو حوریں جنوں کے لئے مقرر ہیں اُن پر کسی جن نے نہ تصرف کیا ہوگا۔ تو کس لئے اپنے رب کی نعمتوں میں کہ اس لطافت کیسا تھ اُس نے اپنے بندوں کے واسطے حوریں عنایت کیں تکذیب کرتے ہو اور باور نہیں کرتے۔ کانھن الیاقوت والمرجان گو یا وہ حوریں پیدا ہوئی ہیں صفائی اور سرخی میں یاقوت سے اور سفیدی اور چمک میں موتی سے تمہارے واسطے پیدا کی ہیں۔ انتہیٰ + اور جب اُن کے شوہر اُن کے قریب اور نزدیک جائینگے تو ان کو عذرا یعنے بکر پائیں گے۔ اور اُنکے وجود پر ستر لباس مختلف رنگوں کے جنکا وزن بہت ہلکا ہوگا پہنے ہونگے۔ اور اُن کے بدنوں کی صفائی اسدرجہ کی ہوگی کہ اُن کی بلورین پنڈلی سے باوجود حجب لحم اور عظم اور جلد اور ستر لباسوں کے مغز دیکھا جائیگا۔ جیسے شراب احمر شیشہ ابیض سے معلوم ہوجاتا ہے اور انکی مشکیں زلفیں موتیوں اور یواقیت سے مرصع ہونگی +

المسئلۃ الاولیٰ فی ذکر ابواب الجنان

قال ابن عباسؓ للجنان ثمانیۃ ابواب من الذہب المرصع بالجواہر ومکتوب علی باب الجنۃ الاول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الخ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بہشت کے آٹھ دروازے سونے سے بنے ہوئے اور اسپر جواہر جڑے ہوئے ہیں اور جنت کے پہلے دروازے پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ دروازہ حضرات انبیاء والمرسلین والعلماء والشہداء والاسخیاء کے لئے خاص کیا گیا ہے اور دوسرے دروازہ کا نام باب المصلین ہے اس دروازے سے وہ لوگ گذریں گے جو اپنی نماز اور وضو اور نماز کے ارکان کو اچھیطرح سے ادا کیا ہوگا + اور تیسرے دروازے کا نام باب المزکین ہے یعنی جن لوگوں نے اپنے مالوں سے زکوٰۃ اور صدقات لازمہ اپنے دل کی خوشی سے مساکین اور فقرا اور دیگر مستحقین کو دیکر انکی تکالیف کو رفع کیا ہے۔ اس دروازے سے گذر کر بہشت میں داخل ہوجائینگے + چوتھے دروازے کا اسم باب الآمرین بالمعروف والناہین عن المنکر ہے یعنی اس دروازے سے وہ لوگ گذرینگے جو عوام وخواص کو شریعت کے امروں اور نہیوں سے آگاہ کرتے ہیں + اور پانچویں دروازے سے وہ لوگ گذریں گے جنہوں نے اپنے نفسوں کو شہوات نفسانیہ سے روک رکھا ہے + چھٹے دروازے سے حجاج اور معتمرین گذرینگے + اور ساتویں سے مجاہدین

اور آٹھویں سے موحدین وُہ موحدین جنہوں نے محارم الٰہیہ سے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں اور عمل خیر جیسے والدین کی خدمت اور اقارب کی حُرمت وغیرہ پر کمربستہ اور مستعد رہتے ہیں۔ گذریں گے ❊ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہؐ ہر ایک گروہ ایک ایک دروازے سے مخصوص ہے۔ اور یہ آپ کا ارشاد حق ہے ایسا ہی ہوگا مگر آپ کی اُمت کا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا کہ سب دروازوں سے گذرنے کا استحقاق رکھتا ہو۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر میں امید کرتا ہوں کہ وُہ شخص توہی ہوگا ❊

اور حدیث میں لکھا ہے کہ جو شخص بعد تمام کرنے وضو کے اشہدان لاالٰہ الا اللہ الخ پڑھے آٹھوں دروازے بہشت کے اُس کے لئے کھولے جاتے ہیں جس دروازے سے اُسکا جی چاہے داخل ہوجائے ❊ اور حدیث شریف میں وارد ہوا جو شخص پنجگانہ نماز پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ سال بسال دیوے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچے۔ آٹھوں دروازے بہشت کے اُس کے لئے کھلجاتے ہیں ❊ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے تین ولد اُسکی زندگی میں مرجائیں اور وُہ صبر کرے یا کوئی کسی تشنہ پیاسے کو پانی پلاوے اور بھوکے کو کھانا کھلاوے اور وُہ عورت جو تقوے کرے اور اپنے فرج کی غیر محرم سے محافظت اور اپنے زوج کی متابعت کرے۔ اور وُہ شخص جو چالیس حدیثیں یاد کرے اور لوگوں کو سناکر نفع اور فائدہ پہونچاوے اور وُہ شخص جسکی دو لڑکیں یا دو بہنیں یا دو عمہ ہوں اور وُہ انکی پرورش کرے بہشت کے آٹھوں دروازے اُس کے لئے کھولے جائیں گے۔ اُسکا کلی اختیار ہوگا جس دروازہ سے چاہیگا داخل ہوجائیگا ❊

صحیحین وغیرہما سے ابوموسےٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بہشت چار ہیں۔ دو کی عمارت چاندی سے ہے اور جو مکانات اس میں ہیں وُہ بھی چاندی سے بنے ہوئے ہیں اور دو کی عمارت سونے سے بنی ہوئی ہے۔ سونے کے بہشت سابقین کے رہنے کی جگہ ہے اور چاندی کے بہشت میں تابعین رہینگے ❊ اور امام قرطبی نے کہا کہ حضرات علمار نے کہا ہے کہ جنات سات ہیں۔ پہلا دارالجنان اور وہ سفید موتی سے بنا ہوا ہے۔ اور دوسرا دارالسلام اور وُہ یاقوت سُرخ سے۔ اور تیسرا جنت الماوے اور وُہ سبز زبرجد سے۔ اور چوتھا جنت الخلد ہے اور وُہ مرجان زرد رنگ سے اور پانچواں

جنت نعیم اور وُہ چاندی سفید خالص سے اور چھٹا جنت الفردوس اور وُہ سُرخ سونے سے اور ساتواں عدن ہے اور وُہ بھی سفید موتی سے بنا ہُوا ہے۔ اور یہ بہشت سب بہشتوں سے اُونچا ہے۔ اور ایک روایت میں وارد ہے کہ ماسوا ان بہشتوں کے آٹھواں بہشت جسکو جنت الفضہ کہتے ہیں وہی اعلےٰ الجنان ولہ بابان ومصراعان من الذہب الاحمر کل مصراع مابینہ وبین الاخر کما بین السماء والارض اور اسکی عمارت سونے چاندی کی اینٹوں اور کستوری کے ملاط نوے کیچڑ سے بنی ہُوئی ہے اور اسکی زمین کی مٹی زعفران اور عنبر سے ہے اور اُس کے قصور یعنی محل موتیوں سے اور اسکے غرفات یواقیت سے اور اسکے دروازے جواہر و زواہر سے اور اسمیں رحمت الٰہی کی نہریں جاری ہیں اور اسی نہر سے تمام بہشتوں میں سوتے جاری ہیں۔ اور اس نہر میں موتیوں کے کنکر بچھائے گئے ہیں اور اس نہر کا پانی برف سے ٹھنڈا اور شہد سے میٹھا اور ملذّذ ہے اور اسی بہشت میں نہر الکوثر جس کو حوض کوثر سے تعبیر کرتے ہیں بہتی ہے اور یہ نہر حضرت محمّد رسول اللہ کے نام مبارک سے مخصوص ہے اور اسمیں موتیوں اور یاقوتوں کے درخت لہراتے ہیں اور اسی بہشت میں نہر الکافور اور نہر التسنیم اور نہر السلسبیل اور نہر الرحیق المختوم اور ماسوا ان کے بہت سی نہریں جنکا شمار سوائے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا ہے جاری ہیں ❊

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج کی رات مجکو آسمانوں کا سیر کرایا گیا اور تمام بہشت میرے سامنے پیش کئے گئے۔ پس دیکھیں مَیں نے اسمیں چار نہریں اور ایک نہر پانی کی دُوسری نہر دُودھ کی۔ تیسری نہر خمر یعنے شراب کی چوتھی نہر شہد کی کما قال اللہ تعالےٰ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۚ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى اس بہشت میں نہریں ہیں پانی نہ بگڑنے والے کی یعنے اُسکا رنگ اور مزہ اور بُو خراب نہ ہوگی۔ اور وُہ دُنیا کے پانی کیطرح اپنے حال سے متغیّر نہ ہوگا۔ اور اسمیں دُودھ کی نہریں ہیں کہ ہرگز نہیں بدلا بیٹھے ہوئیسے یعنی زمانہ گذرنیسے تیز اور کھٹّا نہیں ہوا۔ اور نہریں ہیں شراب کی خوش مزہ لذت دینے والی پینے والوں کیواسطے کہ اس کے پینے سے خوشی ہوگی خمار نہیں ❊ اور نہریں ہیں صاف شہد کی۔ آگ پر نہیں صاف کیا گیا ہے۔ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ

مِّنْ رَّبِّهِمْ ط اور پرہیزگاروں کیواسطے ہیں جنت میں ان پینے کی چیزوں کیساتھ سب میوے جو وہ چاہیں۔ رنگ میں صاف۔ مزہ میں لذیذ۔ بو میں خوب۔ اور اُن کیواسطے ہے گناہونکا پوشیدہ ہونا اُن کے رب کیطرف سے یعنی حقتعالیٰ اُنکے گناہ چھپا ئیگا۔ نہ اُنپر عذاب کریگا نہ عتاب فرمائیگا ٭ ارباب اشارت اسبات پر ہیں کہ جسطرح جنت میں چار نہریں شجرہ طوبےٰ کے نیچے جاری ہیں اسیطرح عارف کے دل کی زمین میں شجرہ طیبہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء کے نیچے بھی چار نہریں جاری ہیں قلب کے منبع سے انابت کے پانی کی نہر۔ اور سینہ کے منبع سے صفوت کے دودھ کی نہر۔ اور سر کے خمخانہ سے شراب محبّت کی نہر۔ اور روح کے مجرے سے عسل محبّت کی نہر۔ چنانچہ مولنا قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے

آب صدرت آبجوئے خلد بود	جوئے شیر خلد مہر تست زود
ذوق طاعت گشت جوئے انگبین	مستی وذوق تو جوئی خمر بین

پھر حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا اے جبرائیل من این یجے ہٰذہ الانہار والے این تذہب حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا یذہب الے الحوض الکوثر ولا ادرے من این یجے اگر آپکو اُنکا اصلی حال دریافت کرنا منظور ہو۔ فسل من اللہ تعالےٰ ان یعلمک ویریک تو آپ حضرت کبریا جل وعلا سے استفسار فرمائیے وہی آپ کو جتا دکھا دیگا۔ پھر حضرت صلعم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کیا فجاء ملکؑ وسلم علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال یا محمد غمض عینکؑ اسی اثنا میں ایک فرشتہ حضرت کبریا کی بارگاہ سے وارد ہوا اور کہا اے محمد اپنی مبارک آنکھوں کو ایک لمحہ کے لئے بند کر لیجئے۔ پس میں نے اُن کے کہنے سے اپنی آنکھ کو بند کر لیا۔ پھر اس فرشتہ نے کہا آپ آنکھوں کو کھولدیجئے۔ آنکھ کھولتے ہی میں دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان درخت ہے اور اُس کے قریب ایک قبہ یعنی ایک گنبد سفید موتی سے جسکا عرض وطول اور ارتفاع بیان کی حد سے متجاوز ہے۔ میں نے دیکھا اور اسکا ایک دروازہ یاقوت اخضر سے بنا ہوا اور سونے کا قفل اسپر لگا ہوا ہے اور اسکی ضخامت اسقدر ہے۔ اگر تمام دنیا کے انس وجن اس قبہ کی چوٹی پر رکھے جائیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے چند طیور پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں یا کہ کسی گنبد پر ایک کوزہ رکھا ہوا ہے۔ پھر میں نے یہ چاروں نہریں جن کا بیان ہوچکا ہے۔ اس قبہ کے نیچے سے نکلتی ہوئی دیکھیں۔ جب میں نے اس مکان

رفیع الشان سے واپس ہونیکا ارادہ کیا۔ تو اس فرشتہ نے کہا یا سید المرسلین لم لا تدخل فی قبۃ
میں نے کہا کیف ادخل و علیہا قفل۔ میں کسطرح اس قبہ میں جا سکتا ہوں۔ اس کا دروازہ
مقفل ہے فرشتہ نے کہا آپ دروازے کو کھول لیجئے۔ میں نے کہا کہ بغیر کنجی کے یہ قفل نہیں
کھل سکتا ہے۔ اور چابی میرے پاس نہیں فرشتہ نے کہا کہ اس قفل کی چابی آپکے ہاتھ میں
ہے میں نے کہا یا ملک این [illegible] مفتاحہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب میں قفل کے قریب
ہو کر بسم اللہ کو پڑھا تو وہ قفل دروازہ سے نیچے آن پڑا اور دروازہ کھل گیا۔ اور میں اس قبہ
داخل ہوا۔ دیکھا کہ یہ چار نہریں اس قبہ کے چار رکنوں سے جاری ہیں۔ پھر جب میں نے
اوٹھنے کا ارادہ کیا تو اس فرشتہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے کچھ دیکھا ہے میں نے کہا
ہاں فرمایا انظر ثانیاً [illegible] میں نے بار دیگر اس قبہ کی ارکان کیطرف دیکھا۔ تو
اس کے چاروں رکنوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا ہے۔ اور پانی کی نہر بسم اللہ کے میم سے
اور دودھ کی نہر اللہ کی [illegible] نہر ہے رحمن کے میم سے اور شہد کی نہر رحیم کے
میم سے نکلکر جاری ہیں۔ [illegible] نے معلوم کیا کہ ان نہروں کی اصل بسم اللہ شریف ہے
پھر اس فرشتے نے فرمایا [illegible] تعالیٰ فرماتا ہے یا من ذکرنی بہذہ الاسماء من امتک
وقال بقلب خالص [illegible] سقیتہ من ہذہ الانہار الاربعۃ اے محمد تیری
امت مرحومہ کا جو شخص [illegible] کیساتھ یاد کرتا ہے۔ میں اسکو ان چار نہروں
کے پانی سے سیراب اور [illegible] دونگا۔ ویسقون یوم السبت ماءھا چنانچہ سنیچر یعنے
ہفتہ کے دن پانی کی نہر سے [illegible] اور اتوار کے روز شہد کی نہر سے اپنے کام و
زبان کو شیریں کرتے ہیں۔ [illegible] پیر کے دن دودھ کی نہر سے دودھ نوش
کرینگے۔ اور منگل کے [illegible] نہر سے شراب نوش جان کرکے سرشار ہونگے اور
جب اس شراب کا نشہ [illegible] اثر کریگا۔ فطاروا الف عام حتی انتہوا الی جبل
عظیم من مسک اذفر یعنی وہ سرمست ہزار برس عالم بالا کو اڑکر ایک عظیم الشان پہاڑ پر جو
خالص کستوری سے ہوگا اور اس سے نہر سلسبیل جاری ہوگی جا پہونچینگے اور وہ دن
چارشنبہ یعنی بدھ کا روز ہوگا۔ اور اس نہر سے پانی پئیں گے۔ اس کے پینے سے ان کے
وجودوں میں پرواز کی طاقت پیدا ہوگی۔ پھر وہ ہزار برس تک پرواز کریں گے۔ حتی
انتہوا الی قصر مبنیا [illegible] اڑتے اڑتے ایک عالیشان محل پر جا پہونچینگے

اور اس قصر میں سرر مرفوعۃ واکواب موضوعۃ و نمارق مصفوفۃ و زرابی مبثوثۃ - یعنے
اُس بہشت میں تخت بلند اٹھائے ہوئے ہونگے اور انکی اصل سونے کی ہوگی اور زمرد یاقوت
موتی سے جڑے ہوئے ہونگے - معالم میں کہا ہے کہ وہ تخت ہوا میں بلند ہونگے - جب
صاحب تخت چاہیگا کہ اسپر بیٹھے تو وہ تخت زمین پر اتر آوینگے - اور جب اسپر بیٹھے گا تو وہ
تخت پھر بلند ہوکر اپنی جگہ پر چلے جاوینگے - اور اس جنت میں آبخورے ہونگے جنتیوں
کے سامنے رکھے ہوئے اور تکیے برابر رکھے ہوئے - اور فرش بچھے ہوئے - پس ہر ایک اُن
تختوں پر بیٹھ جائیں گے اور وہ دن جمعرات کا ہوگا - اور ان کے لئے شراب زنجبیل حاضر
کیجائیگی ازاں بعد اُنپر رحمت الٰہی کی بارش ابر سفید سے جسکو حق تعالیٰ نے اپنے فضل کے
عنبر سے پیدا کیا ہوا ہے ہزار برس تک برستی رہیگی - پھر ہزار برس تک اڑیں گے حتے
انتہوا الی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یہانتک کہ وہ مقام پسندیدہ میں کہ اس میں
لغویات اور گناہ نہ ہونگے پہنچ جاوینگے - اور وہ اپنے بادشاہ کے پاس جا پہونچیں گے -
جسکا سب چیزوں پر قدرت ہے - اور وہ دن ہفتہ کا ہوگا - اور مائدہ خلد پر بیٹھ
جاوینگے - اور اُن کے پاس رحیق المختوم یعنی شراب کے شیشے سربمہر بھیجے جاویں گے
پس وہ لوگ خوش نصیب اس مکان عالی میں بیٹھیں گے - اور شراب رحیق المختوم جو اعلے
درجہ کا بہشتی شراب ہے پیویں گے جب حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حدیث
فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے فرمایا ھم الذین یعملون
الصلحت ویجتنبون عن المعاصی +

اے میرے بھائیو اعمال صالحہ جو تمہارے بہشت کی آبادی کا سبب ہیں احادیث
نبویہ بکثرت ہیں اُنکا تمامہ ذکر اس مختصر میں گنجایش نہیں رکھتا ہے مگر چند حدیثیں واسطے
آگاہ کرنے عوام کے لکھی جاتی ہیں - ازانجملہ مسجد کا بنانا کما ورد من بنی مسجدا للہ بنی اللہ
لہ بیتا فی الجنۃ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خالصۃً للہ مسجد بنائے
اللہ تعالے بہشت میں اُس کے لئے ایک گھر بناتا ہے - اور دویم حضرت علیہ السلام کی
سنن روایت کی مواظبت اور عصر کے پہلے چار رکعت نماز ادا کرنی اور مغرب اور عشاء کے
درمیان دو رکعت کی مداومت کرنی - اور جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں سورۂ دخان کا
پڑھنا - اور چہارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا - یعنی حدیثوں سے ثابت

ہے کہ جوکوئی ان امروں کو اخلاص دلسے بجالاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے بہشت میں اچھے اچھے مکانات بناتا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہونیکے وقت اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر پڑھے اُسکے اعمالنامہ میں ہزار در ہزار حسنہ لکھے جاتے ہیں اور ہزار در ہزار بدیاں اُسکے اعمالنامہ سے مٹائی جاتی ہیں۔ اور اُسکے واسطے بہشت میں مکان عالیشان بنایا جاتا ہے ✤

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ اخلاص کو دسؔ دفعہ پڑھے تو دو گھر۔ اگر تیس بار پڑھے تو تین گھر بنائے جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ اس صورت میں تو ہمارے لئے بہشت میں بہت گھر ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کا فضل بہت فراخ ہے ✤

حدیث۔ طبرانی نے حکیم بن محمدؒ سے روایت کی ہے کہ جب تک بندہ خدا تعالےٰ کے ذکر میں مصروف رہتا ہے اُسکے لئے بہشت میں گھر بنتے رہتے ہیں اور جب بندہ ذکر الہٰی سے بند ہو جاتا ہے تو اُسکے گھر کی تعمیر بھی بند ہو جاتی ہے۔ ملائکہ اُن معماروں کو جو تعمیر کے عہدہ پر مامور ہیں کہتے ہیں کہ تم نے عمارت کو بند کسواسطے کر رکھا ہے۔ جواب میں کہتے ہیں کہ جب ہمکو خرچ پہونچتا ہے تو ہم عمارت پر خرچ کرتے ہیں۔ اس حدیث کو علی بن ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے ✤

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسکا فرزند فوت ہو جائے اور وہ اس مصیبت پر صبر کرے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر خدا تعالےٰ کا شکر اور حمد بجالائے حق سبحانہ وتعالےٰ کا حکم ہوتا ہی کہ اس میرے بندے کے لئے بہشت میں مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو ✤

حدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص نماز یا قتال کی صف میں جو خالی جگہ دیکھے اُسجگہ جا کھڑا ہووے اس کے لئے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص دروغگوئی چھوڑ دیوے اور باوجود سچا ہونیکے جدال اور جھگڑے کی ترک کرے اُسکے واسطے بہشت کے وسط میں مکان بنایا جاویگا۔ اور جسکے اخلاق اچھے ہوں اور ہر کسی کیساتھ نیک خلق سے پیش آوے اُسکا گھر اعلےٰ بہشت میں ہوگا ✤

مسئلہ حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کی خوشبو ہزار برس کے راستہ سے بہشتیوں کو پہونچتی ہے۔ اور حدیث میں لکھا ہے کہ جس نے ذمی کو مار ڈالا وہ بہشت کی بُو سے محروم ہو گیا۔ ویسا ہی جو شخص حاکم یا سردار ہو کر اپنی رعیّت کے حق میں رعایت اور پرورش نہ کرے از دست انکو تکلیف دیوے اُسکے دماغ میں بہشت کی بُو نہ جاوے گی اور وُہ اس دولت سے محروم رہیگا۔ اور نیز جو شخص اپنے تئیں کسی خاندان اعلےٰ سے نسبت کرے۔ مثلاً جلاہا ہو کر سیّد یا راجپوت یا شیخ کہلائے۔ یا کسی کا کوئی کام کر کے اُسپر اپنا احسان جتلائے۔ یا کوئی شخص اپنے والدین کا بیفرمان ہو جائے۔ یا اپنے ذی رحموں سے قطع کر کے میل ملاقات کا دروازہ بند کرے ان کو بہشت کی بُو سے خالی رکھا جائیگا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے دلمیں رائی کے دانہ جتنا تکبّر ہوگا۔ اُسکے واسطے بہشت کی بو حلال نہیں بلکہ وُہ بہشت کا چہرہ بھی نہیں دیکھیگا۔ اور جہنم میں دھکیلا جائیگا۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ جو لوگ سرکشی کرتے ہیں میری بندگی سے یعنی اپنے تئیں بڑا آدمی سمجھکر میرے حکموں کی تعمیل سے سرکشی کرتے ہیں جلد ڈالے جائیں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔ یعنی جو کوئی اللہ تعالےٰ کے احکام سے سر پھراوے اور غرور کو کام میں لاوے اور اُس کے کلام پر ایمان نہ لاوے اور لوگوں میں اپنی بڑائی ظاہر کرے وہ شخص بیشک جہنمی ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ثلثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا یزکیھم ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم۔ شیخ زانٍ ملک کذاب وعامل متکبر تین شخص ہیں کہ بات نہ کریگا اللہ تعالیٰ اُنسے قیامت کے دن اور نہ سراہیگا اُن کو اور نہ دیکھیگا اُنکی طرف۔ اور اُن کے لئے بڑے دکھ کا عذاب ہے۔ ایک بوڑھا زناہ کرنیوالا۔ دُوسرا بادشاہ جھُوٹا تیسرا درویش بڑائی کرنیوالا۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الا اخبرکم باھل الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باھل النار کل عتل جواظ مستکبر۔ کیا نہ بتاؤں میں تجکو بہشتیوں سے ہر ایک لاچار کہ ذلیل جانتے ہیں لوگ اسکو اگر قسم کھاوے وہ اللہ کی سچا بناتا ہے وُہ اسکو

کیا نہ بتاؤں میں تمکو دوزخیوں میں سے ہر ایک جھگڑالو سخت زبان بخیل مغرور یعنی جسکو لوگ دنیا میں بعزت اور فقیر جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکا دوست اور مددگار رہوتا ہے جس بات کی وہ خواہش کرے اسکو عزت بڑھانیکو وہ انجام کردے۔ اور جو لوگ دنیا میں بدزبانی اور سخت گوئی کرتے ہیں اور شوم ہوتے اور بڑائی اور تکبر ہی کرتے ہیں۔ حق جل وعلا انکو ذلیل کرے۔ پھر جہنم میں بھر دے ✦

حدیث۔ اسماء بنت عمیص رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَیَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِیَ الْکَبِیْرَ الْمُتَعَالَ بد بندہ ہے وہ بندہ جو اچھا جانتا ہے اور بڑائی کرتا ہے اپنی۔ اور بھول گیا اسکو جو سب سے بڑا اور سب سے بزرگ ہے وبئس العبد تجبر واعتدی ونسی الجبار الاعلی بد بندہ ہے وہ بندہ جس نے سر اٹھایا اور ظلم اور فساد کیا اور بھول گیا اسکو جو سب پر غالب اور قادر ہے بد ہے وہ بندہ جسنے چھوڑا دین کو اور کھیل میں لگا۔ اور بھولا قبروں اور خاک میں ملجانے کو بد ہے وہ بندہ جو فریب دیتا ہے دنیا کو دین سے یعنی عبادت کے کام دکھلا کر دنیا کی عزت چاہتا ہے۔ بد بندہ ہے وہ بندہ جو فریب دیتا ہے دین کو شبہے کی چیزوں سے یعنی حرام سے اپنے تئیں بچاتا ہے کہ دینداروں میں پکڑا نہ جاتے اور شبہ کی چیزوں کو عمل میں لاتا ہے۔ کہ لوگوں کے دل میں دین کے کام میں ڈبدھا ڈالے۔ بد بندہ ہے وہ بندہ جو طمع اور حرص اسکی دوڑاتی پھرتی ہے اسکو دروازوں پر ✦ بئس العبد عبد رغب یذلہ بد بندہ ہے وہ بندہ جو دنیا کی دولت کمانے پر لالچ کرتا ہے اور اپنی زندگی پر بھروسا کرتا ہے پھر اسمیں ذلیل اور رسوا ہوتا جاتا ہے ✦

مؤلف اے میرے بھائیو! اب تمکو چاہیئے کہ ہر طرح کے برے کاموں سے اور بری خصلتوں سے اپنے تئیں بچاؤ جسمیں اللہ اور رسول کی رضامندی حاصل ہو وہ کام کرو سب آدمیوں کو یعنے مردوں اور عورتوں کو اپنے بھائی بہن سمجھکر جو نیک بات ہو جسمیں انکی عاقبت بخیر ہو اور وہ تم جانتے ہو سو فی الفور اسکو بتلا دو۔ اصل کام پیغمبروں کا یہی ہے۔ خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ مانے یا نہ مانے۔ سا اپنے مقدور بھر اچھی بات کہنے اچھے کام سکھلانے میں قصور مت کرو کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ ایک تمہارا اسبات سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا خصوصًا جو عالم اور فاضل لایق فایق ہیں۔ دین کے

احکام سے واقف ہیں اُنپر اس کام کا انجام پہونچانا اور عوام کو ملک العلام اور رسُول علیہ السلام کے کلام سے آگاہ کرنا لازم بلکہ الزم ہے پھر اس بتانے اور سکھانیسے جو لوگ راہ راست پر آویں گے اور نیکی کے کام کرینگے۔ اس نیکی کا جتنا ثواب اُنکو ملیگا اُتنا ہی بتانیوالے کو۔ اور کرنیوالیکے ثواب سے کچھ کم نہوگا وعلیٰ ہذا جسکے کہنے سننے سے لوگ بُری راہ اختیار کرینگے اور گناہوں کے کام عمل میں لاویں گے۔ کرنیوالے اور گمراہی کے کنوئیں میں گرنیوالے جس قدر عذاب اور خدا کے عتاب میں گرفتار ہونگے۔ اُسیقدر وہ بتانیوالے اور سکھانیوالے بھی ماخوذ ہونگے اور اس بدکار کے عذاب سے بھی کچھ کم نہ ہوگا۔ اور یہ فائدہ بھلائی اور بُرائی کا دُنیا جب تک قایم ہے جاری رہیگا۔

یونہی حدیث میں آیا ہے۔ سُنا ہے بلکہ کئی جگہ بچشم خود دیکھا ہے کہ بعضے جاہل دُنیا کے کتّے جو اپنے آپ کو پیرزادے یا مولوی یا مُلّا یا قاضی یا سردار مشہور کرتے ہیں۔ اور اکثر اُن پڑھوں میں اپنے باپ دادا کے نام پر کودتے ہیں۔ اور ان میں اپنی تعلّی اور بڑائی جتاتے ہیں کہ ہم فلانے مولوی یا مُلّا یا پیر یا قاضی یا سردار کی اولاد میں سے ہاں۔ تم سب اگر نجات چاہتے ہو تو ہمارے بزرگوں کے چلن اختیار کرو۔ ہمارے بزرگوں کا یہی طریق تھا جو ہم تمکو بتاتے ہیں۔ اگر کوئی واعظ یا کوئی قرآنی حدیثی مولوی تمکو کسی طرح کی بات یا کوئی مسئلہ بتاوے ہرگز اُسکو نہ مانو۔ اگر مانوگے تو اپنے باپ دادا کے گروہ سے الگ ہو جاؤ گے۔ اور ہمارے بزرگ تمہاری نئی حالت دیکھکر تمہاری شفاعت سے ہاتھ اُٹھالیں گے۔ وائے میرے بھائیو! سچ ہے کہ ایسے ایسے مولوی اور پیرزادے اور ملنٹے وغیرہ اپنی بھلائی اور بزرگی اسی میں سمجھتے ہیں کہ ان کے تابعدار لوگ ان کے کہنے سے باہر نہ جائیں جس سے اُنکا روزگار رہتا ہے۔ اور اُن کا مرید معتقد اور مقتدی برسی اور ششماہی نذر نیاز دیا کرے۔ تاکہ وے حضرات فراغت سے عیش و آرام کیساتھ گذران کریں۔ بلکہ بہت ایسے دغاباز اور مکّار ہیں کہ اپنے مریدونکو اُنکی خواہش کے موافق اپنے دُنیا کے نفع کو لحاظ کرکے حرام اور بدعت کے کاموں کی پروانگی دیکر اپنا ذمّہ کرتے ہیں اور اپنی صورت مشایخ اور علمار کی بناکر ہزاروں سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ بناکر ایسی حرام کی کمائی سے بہت سے روپے حاصل کرکے اپنی دولت بڑھاتے ہیں۔ اور مکانات فرعونی پر صرف کرتے ہیں۔ اور جو اچھے ایماندار شخص دین کے پکّے باتیں شرع کے موافق

اُنسے ظاہر کریں اور عوام کو راہ راست کیطرف بُلائیں تو یہ شیاطین الانس اپنے بھلے کے لئے عوام بیچاروں کو بُری چال سے نکالکر ہدایت کی راہ میں آنے نہیں دیتے۔ اور کفر اور بدعت کی چالوں سے بچ رہنے کے روادار نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اگلے زمانے میں دُنیا دار مولوی اور مشائخ یہی شیوہ اختیار کر کے بُری چال چلے اور لوگوں کو اُدھر لیگئے اور ہزاروں آدمی گمراہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس طریق اور عذر کو مردود اور ناپسند کیا۔ کما ورد:۔ واذا قیل لھم اتّبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ٭ جب کہتے ہیں اس گروہ کو یعنی حلال و حرام کے باب میں پیروی کرو تم اُس چیز کی جو بھیجی ہے اللہ نے یعنی قرآن اور اسمیں جو کچھ حلال اور حرام ہے اسے سچ مانو۔ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کا ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ کرتے ہیں ہم اُس چیز کی پیروی کہ پایا ہے ہم نے پیرو اُس چیز کا باپوں اپنے کو۔ کیا اپنے باپوں کی متابعت کرتے ہیں اگرچہ تھے باپ اُن کے نہ سمجھتے تھے کچھ امور دین میں سے اور نہ سمجھتے ہوں اچھی بات اور نہ پائی ہو اچھی راہ ٭

اے میرے منصف بھائیو یہ عاصی آپ سے ایک بات پوچھتا ہے کہ یہ آیت مشرکوں کے شان میں وارد ہوئی تھی یا موحد ایمانداروں کے باب میں نازل ہوئی تھی۔ بیشک تم یہی کہوگے کہ مشرکین کے حق میں صادر ہوئی تھی۔ پھر انصاف یہی فتوے دیتا ہے کہ مسلمانوں کو ایسا کلام زبان سے نکالنا اور یہ نامعقول عذر پیش کرنا ہرگز مناسب نہیں پھر اگر کوئی باوجود مسلمان کہلانیکے ایسے کلمے مُنہ سے نکالے تو وُہ بیشک بحکم من تشبہ بقوم انہیں میں سے گنا جائیگا کبھی وہ مسلمان نہیں رہیگا۔ حق سُبحانہ و تعالیٰ نے بُری رسموں کی بُرائی کو قرآن شریف میں بیان فرمادیا ہے۔ کما ورد افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما۔ کیا کفر کی رسموں کی خواہش رکھتے ہیں اور کون ہے اچھا اللہ سے حکم کرنے میں ٭

اے مسلمانو! جاہلیت اور کفر کے وقت کی رسموں کو نہ چاہو اور اُنپر نہ چلو جو اللہ تم نے تمہارے حق میں اب حکم کیا وُہی بہتر ہے۔ اُسکو اختیار کرو۔ باپ دادا کی ریت کو چھوڑو اس لئے کہ بُری چالوں اور نارضامندی کے کاموں اور ناپسندیدہ رسموں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ غضب عام لوگوں پر پڑتا ہے کہ جسکی شامت سے وبار اور قحط اور انواع و اقسام کی بیماری

کی سختیوں میں گرفتار رہوتے ہیں اور طوفان کی شدت اور دریا کی سیلابی اور کشتیوں کی غرقابی سے تباہی اٹھاتے ہیں اور دین کے مقدمہ میں ذلت اور رسوائی حاصل کرتے ہیں پھر آخرت میں تو بہت سی تکلیفیں اور عذاب اُٹھانا پڑیگا۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ظاہر ہوئی خرابی خشکی اور تری یعنے جنگلوں اور دریاؤں میں آدمیوں کے عملوں سے تاکہ چکھاوے اللہ تعالےٰ اُنکو تھوڑی سزا اُن کے عملونکی۔ شاید وے لوگ اس تھوڑی سزا سے بُرے کاموں سے باز آویں۔

اے میرے بھائیو اگر تم اپنے دلمیں ایمان اللہ اور رسُول کا رکھتے ہو تو ان باتوں کو جو میں نے تمکو سُنائی ہیں اور تھوڑی بہت اس مجموعہ میں لکھی گئی ہیں کسی قاضی یا مفتی یا مولوی سے جنکو دینداری کی دولت سے اللہ تعالیٰ نے حصّہ عطا فرمایا ہے اللہ تم او رسُول کو درمیان دیکر پُوچھو اور دریافت کرو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے یا اس کتاب میں لکھا ہے ٹھیک ہے یا نہیں۔ اگر ٹھیک ہے تو اپنے اعمال اور کام سے توبہ کرکے سچّے مُسلمان ہو جاؤ اور وُہ رسمیں جو تمہارے رسُولؐ کی سُنت کے برخلاف ہیں جنسے تمہارے ایمان میں نقصان پیدا ہووے دِل سے بُھلا کر اپنے ہادی حقیقی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور انکی آل اطہار اور اصحاب ابرار کی پیروی اختیار کرو۔ اور جو لوگ اُنکے کہنے سے (یعنی لالچی ملنٹے اور فریبی پیرزادہ) اس نعمت کے حاصل کرنیمیں اٹک رہے ہیں اُنہیں بھی سمجھاؤ کہ اللہ تم اور رسُول اُنسے راضی ہوویں۔ اور دین کے احکام اور نیک طریقے اسلام کے تمام مُلک میں پھیل پڑیں۔ اور کفر اور بدعت کی رسمیں لوگوں سے چھوٹ جاویں۔ پھر جو کوئی مومن ہو کر اس شیوہ سے اپنے تئیں باز رکھیگا بالضرور اُسکو قیامت کے دن اللہ علیم خبیر بصیر کو جواب دینا پڑیگا۔ باقی رہا اپنے ذاتی مقدمات میں تمکو چاہئے کہ خلق محمدی کے طریقہ پر چلو اگر کوئی تمہارے حق کو ناحق کرے یا اور کسیطرح کا رنج و نقصان پہونچاوے تو صبر اختیار کرو چپکے ہو رہو۔ وہی منتقم حقیقی تمہارے صبر کی جزا تمکو دیگا۔ اور راضی کریگا۔ فروتنی اور انکساری کی راہ سے کسی بات میں غرور اور بزرگی نہ کرو۔ لڑکے کو دیکھو تو سمجھو کہ یہ لڑکا مجھ سے اچھا ہے اس لئے کہ ابتک گناہ سے بچا ہے۔ اور جب بوڑھے کو دیکھو تو سمجھو کہ البتہ اس نے اللہ کی عبادت مجھ سے زیادہ کی ہوگی۔ اور جاہل کو جب دیکھو تو سمجھو

کہ جو اسنے کیا ہوگا نادانی سے کیا ہوگا۔ اور میں تو جان بوجھکر بُرے کام کرتا ہوں بہرصورت
میں ہی سب سے بدٹھیرا۔ میری کیا سزا ہوگی میں کیونکر نجات پاؤنگا۔ دُکھ کے عذاب سے
کسطرح چھوٹونگا۔ اے میرے محبوبو ہم تم سب کو اپنے فکر میں لگا رہنا چاہئے۔ اور
دوسرے مسلمانوں کو اپنی نسبت بُرا نہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ خاتمے کا حال کسی کو معلوم نہیں
کس سے کیا سلوک ہوگا۔ کون چھوٹیگا۔ کون پکڑا جائیگا۔ یا اللہ تو اپنے فضل اور کرم
سے سب بُری باتوں کو میرے دل سے دُور کر اور اسلام کی اچھی راہ پر استقامت دے
اور میرے سب بھائی مومنوں کو ہدایت کی نعمت سے سرفرازی بخش۔ اور بُرے کاموں
سے جسمیں تیری رضامندی نہ ہو دُور رکھ اور اچھے لوگوں کی طفیل سے یہ رُتبہ نصیحت کا
مجھ ناکارے کو بھی عنایت فرما۔ اور جہالت اور نفسانیت اور تکبر اور طمع اور بداخلاقی کی رذالت
سے بچا۔ آمین ثم آمین!

حدیث فی الاشجار حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت کے اشجار اور اثمار کی بابت سوال کیا فرمایا انّ اشجار الجنۃ
لا ییبس اعضانھا ولا یتساقط اوراقھا ولا یفنی اثمارھا کہ بہشت کے درختونکی شاخیں
نہیں سوکھتی ہیں۔ اور اُن کے پتے ٹہنیوں سے نہیں جھڑتے ہیں۔ اور اُن کے میوے
فناہ نہیں ہوتے ہیں۔ اور بہشت کے سب درختوں سے طوبےٰ بڑا درخت ہے اُسکی
اصل موتی سفید سے اور اسکا اعلا سونے سے اور اسکا وسط چاندی سے۔ اور اُسکی
ٹہنیاں زبرجد سے۔ اور اُس کے پتے سُندس سے ہیں۔ اور اس درخت کی ستر ہزار شاخ
اور اسکی ہر ایک شاخ ساق عرش کیساتھ ملحق ہے۔ اور اُسکی چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں آسمانوں
میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور بہشت میں کوئی غرفہ یا کوئی قبہ یا کوئی حجرہ ایسا نہیں ہے جسپہ
اُسکی شاخ کا سایہ پھیلا ہوا نہیں۔ اور اس درخت پر سب طرح کے میوے جنکو آدمی پسند
کرتا ہے موجود ہیں۔ عالم دنیا میں اس درخت کی نظیر آفتاب ہے۔ تم دیکھتے ہو اصلھا
فی السّماء وضوءھا فی کل درجۃ وکل مکان انتہی ۱۲

حدیث حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہشت کے درخت خالص
چاندی کے ہونگے۔ اور اُن کے اوراق بعض چاندی کے اور بعض سونے کے۔ اور جن کی
اصل سونے کی ہوگی اُنکی شاخیں چاندی کی ہونگی۔ اور جنکی اصل چاندی سے ہوگی اُنکی شاخیں

سونیکی ہونگی۔ اور دُنیا کے درختوں کی جڑ زمین میں اور انکی شاخیں ہوا میں ہوتی ہیں
لانہا دار التکلیف ولیس کذلک اشجار الجنۃ فان اصلہا فی الھواء واغصانہا فی الارض
کما قال اللہ تعالیٰ قطوفہا دانیۃ اے ثمارہا قریبۃ اور بہشت کی سطح کی زمین کستوری
اور عنبر اور کافور سے ہے اور اسکی نہریں پانی اور دُودھ اور شہد اور خمر سے جاری ہیں اور
جب ان درختوں پر ہوا چلتی ہے۔ اور اُن کے پتّوں کی چھنکار اور آواز جو ایکدوسرے کے
ٹکراؤ سے نکلتی ہے ایسی خوش نمط دلکو بھاتی ہے کہ مثل اس آواز کے کسی کان نے نہیں
سُنا ہوگا۔ اگر دُنیا کے رہنیوالے اور راگ رنگ کے سُننے والے اس چھنکار کی آواز کو
سُنیں تو والہ ہوکر دُنیا سے الگ ہوجائیں۔ اور جب تک آدمی تسبیح اور استغفار اور
ذکر الٰہی اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔ تب تک ملائکہ اُس کے لئے
قصور کے بنانے اور درختوں کے لگانے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور جب آدمی
خدا تعالےٰ کے ذکر سے علیحدہ ہوتا ہے تو ملائکہ بھی اُس کے گھر کی تعمیر سے الگ ہوجاتے
ہیں کما ورد قال النبی علیہ السلام ان الملئکۃ فی الجنۃ یبنون القصور ویغرسون الغرس
لاھل الجنۃ اذا اشتغلوا بالتسبیح والاستغفار و ذکر اللہ وقراءۃ القرآن فلما کفوا عن
ذکر اللہ تعالیٰ کفوا عن بنیانہ انتہیٰ ۱۲

اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم کہتا ہے اور اس پاک
کلمہ کو زبان پر لاتا ہے۔ اُس کے لئے ایک درخت بہشت میں لگایا جاتا ہے۔ حدیث میں
آیا ہے کہ ایک روز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ کو دیکھا کہ ایک
درخت زمین میں لگاتا ہے۔ فرمایا کہ اے ابو ہریرہ میں تجکو اس درخت سے بہتر درخت
لگانیکا نشان دُوں اگر تمکو درخت لگانے کا شوق ہے تو اس درخت کو بویا کرو عرض
کیا یارسول اللہ وُہ کونسا درخت ہے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ
اکبر۔ اس کلام کے ہر ایک کلمہ کے بدلے تیرے لئے بہشت میں ایک درخت بویا جاتا ہے

حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو خواب میں
دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمدؐ تو اپنی اُمّت کو میری طرف سے سلام پہنچا
اور یہ خبردو کہ بہشت ایک عمدہ زمین ہے اور اسمیں میٹھے پانی کی نہریں جاری ہیں مگر اس زمین
میں کوئی درخت نہیں۔ اور اس کے درخت لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

العلی العظیم ہے ✦

حدیث شریف میں وارد ہے جو شخص کسی نیک کام کیواسطے جاتا ہے زمین کے جانور اور دریا کے رہنیوالے حیوان اُسپر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور ہر ایک قدم کے بدلے بہشت میں اس کے لئے درخت بوئے جاتے ہیں اور اُس کے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ فرماتا ہے فیھا فاکھۃ ونخل ورمان وفواکھۃ مما یشتھون۔ وفاکھۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ۔ فیھما من کل فاکھۃ زوجان ✦

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم دُنیا میں بہشتی میووں سے کوئی میوہ سوائے نام کے نہیں ہے۔ اور جتنے میوے شیریں یا تلخ یہاں تک اندر ائن بہشت میں سبھی ہونگے۔ یعنی ہر ایک کی صورت اور نام بہشت میں ویسے ہی ہوگا۔ لیکن حقیقت اور لذت میں کچھ اور ہی طرح کے ہونگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بہشتی میوے کا طول بارہ گز کا ہوگا اور اسمیں خستہ یعنی گٹھلی نہ ہوگی۔ انتہےٰ ۱۲

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم بہشت میں کسی پرندہ کو دیکھوگے اور تمہاری طبیعت اُسکا گوشت کھانیکی طرف للچائے گی۔ تو وہ پرند بھُنکر تمہارے آگے آپڑیگا۔ جب تم اپنا پیٹ بھرلوگے۔ تو وُہ پرند صحیح اور سالم ہوکر اُڑ جائیگا ✦ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اہل بہشت طعام اور شراب بہشتی کھائیں پئیں گے۔ مگر بول اور براز کی حاجت نہیں ہوگی۔ بلکہ آب دہن اور ناک سے پانی وغیرہ فضلات و ناغیہ سے ہرگز نہیں گریگا۔ اور وُہ طعام جو کھایا جائیگا ارو غ اور عرق کے ذریعہ سے اُن کے بدن سے باہر نکلجائیگا۔ اور ان کے پسینے کی بو کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھکر ہوگی۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کو بہشت میں کھانے پینے جماع کرنیمیں سَو آدمی کی طاقت ہوگی۔ اور نیز فرمایا کہ میری اُمت کے مومن جن جن وقتوں میں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ قیامت کے دِن اُنہی وقتوں میں خدا کیطرف سے اُنکو ہدیئے پہونچیں گے اور فرشتے اُنپر سلام کہیں گے ✦

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے مامن عبد یصوم شھر رمضان الا یزوجہ اللہ من حور العین کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ روزہ دار بندے کو بہشت کی حور کیساتھ نکاح کردیگا۔ اور موتی سفید مجوف کے خیمہ میں

اُس کے رہنیکی جگہ مقرر کریگا۔ کماقال اللہ تعالےٰ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِی الْخِیَامِ بہشت میں پانی اور دُودھ کی نہریں جاری ہونگی کہ اُن کا پانی دیرماندگی سے کبھی نہیں بگڑیگا۔ اور ایک نہر خمر سے اور ایک شہد سے ہوگی۔ اور ایک چشمہ سلسبیل نام ہوگا۔ اور ایک چشمہ کافور اور زنجبیل اور ایک چشمہ تسنیم کہ اُسکا شراب سب شرابوں سے شیریں تر ہے اور اس چشمہ سے صرف مقرب لوگ شراب پئیں گے۔ اور سوائے اُن کے دُوسرں کو ہرگز نصیب نہیں ہوگا۔ کماقال اللہ تعالےٰ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کی نہریں کستوری کے پہاڑ سے نکلینگی اور فرمایا کہ بہشت کی نہریں زمین کی غار میں نہیں چلینگی۔ بلکہ رُوئے زمین پر جاری ہونگی۔ اور اُن کے کنارے مروارید سے اور اسکی خاک کستوری خالص سے ہوگی +

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ بہشت میں ایک نہر ہے اُسکو بیدح کہتے ہیں اور اُسکے کنارونپر یاقوت کے قبّے ہیں۔ اور اُن قبّوں کے نیچے خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہونگی۔ حضرات مومنین بہ تقریب سیر وہاں آئیں گے اور اُن لڑکیوں کو دیکھیں گے اگر اُنمیں سے کوئی لڑکی اُن کے دلکو بھاجائیگی تو اپنا ہاتھ اُسکی طرف بڑھادینگے۔ تو وہ لڑکی اُن کیساتھ چلی جائیگی۔ اور اُسکی جگہ پر دُوسری لڑکی پیدا ہوجائیگی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ بہشت کی نہروں کے باب میں ارشاد فرماتا ہے يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا۔ یعنی اہل بہشت کو یہ اختیار ہوگا کہ بہشتی نہر کو جدھر چاہیں گے لیجائیں گے۔ اور بہشتیوں کے ہاتھ میں سونیکی ایک ایک چھڑی ہوگی۔ اس چھڑی کے اشارے سے نہریں چل پڑینگی +

امام احمد ابی سعید خدری سے روایت کرتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ اُسکو قیامت کے دن رحیق مختوم پلائیگا۔ اور رحیق مختوم کا بیان پہلے بھی گذر چکا ہے۔ رحیق مختوم ایک شراب کی قسم ہے کہ اس کے اخیر میں لذت اور بو مشک کی ہوگی + اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بہشتی شراب کے پینے سے صداع نہیں پیدا ہوگا۔ اور عقل بھی نہیں زایل ہوگی +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص دنیا میں شراب ام الخبایث پیتا ہے اور مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرتا ہے۔ قیامت کے دن شراب طہور بہشتی سے محروم رہیگا اگرچہ وہ بہشت میں داخل بھی ہوجائے۔ اور فرمایا جس نے عالم دُنیا میں شراب پیا۔ یا کسی بچہ صغیر

کو پلایا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو جہنم کا حمیم پلائیگا۔ اور جو شخص خدا کے جلال سے ڈر کر باوجود قدرت اور استطاعت کے شراب دُنیا سے تارک رہے۔ قیامت کے دن اُسکو حظیر القدس میں جو بہشت میں ایک مکان ہے بٹھا کر شراباً طہوراً پلایا جائیگا۔

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پلصراط کے اس پار بہت سے جنگلات ہیں وفیھا اشجار طیبۃ اور ہر ایک درخت کے نیچے دو دو چشمے جاری ہیں اور انکا پانی بہشت کیطرف سے آتا ہے۔ جب حضرات مومنین اپنی اپنی قبروں سے اُٹھ کر حساب کے لئے میدان قیامت میں کھڑے ہونگے۔ آفتاب کی حرارت سے اُن کے مزاج میں تشنگی پیدا ہو جائیگی۔ پس وہ اپنا حساب بھگتا کر اُن چشموں کے کنارے پر آکر ایک چشمہ سے پانی پئیں گے۔ جب پانی انکے سینہ میں پہونچیگا۔ یزول منہ کل ما کان فیہا من غلٍ وخیانۃٍ وحسدٍ تو اُن کے سینہ سے کینہ اور خیانت اور حسد کی کثافت بالکلیہ جاتی رہیگی۔ اور جب پانی تحلیل ہو کر اُن کے بطنوں میں پہونچیگا۔ تو خون اور بول اور براز کی نجاست اُن کے بدنوں سے زائل ہو جائیگی فیطہر ظاھرھم وباطنھم پھر دُوسرے چشمہ پر آکر اپنے سر اور مُنہ اور سارے بدن کو اس چشمہ کے پانی میں داخل ہو کر دھوویں گے۔ فیصیر وجوھم کالقمر لیلۃ البدر وتلین نفوسہم کالحریر وتطیب اجسادھم کالمسک پس اُن کے مُنہ لیلۃ البدر کے چاند کیطرح روشن اور اُن کے ابدان ریشم کی مانند نرم اور اُن کے اجساد کستوری کیطرح خوشبوناک ہو جائیں گے اور مارے خوشی کے کودتے دوڑتے بہشت کے دروازے پر جا پہونچیں گے۔ اور دیکھیں گے کہ جنت کے دروازہ پر یاقوت حمرا کے زنجیریں لٹک رہی ہیں۔ اُن زنجیروں کو ہلائیں گے۔ اور زنجیروں سے ایک قسم کی باریک آواز نکلے گی فیبلغ کل حورا ن زوجھا قد اقبل فیخرج الحور تعانق زوجھا وتقول لہ انت حبیبی وانا راضیۃ عنک لا اسخط ابداً ولا یدخلون فی الجنۃ بیتھما۔ اور ہر ایک حور کو یہ خبر پہونچ جائیگی کہ میرا خاوند اپنے گھر میں آن پہونچا ہے۔ وہ حور اُس کے استقبال کیواسطے آئیگی اور اس کیساتھ معانقہ کر کے اُسکو کہیگی تو میرا پیارا خاوند ہے اور میں تیرے پر ایسی راضی ہوں کہ کبھی غصہ اور خفگی اپنے پاس نہ آنے دونگی۔ پھر وہ مومن بہشت میں داخل ہو کر اپنے مکان معین میں جا بیٹھیں گے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ اس گھر میں ستر تخت بڑے قرینہ کے ساتھ رکھے ہوئے ہونگے۔ اور ہر ایک تخت پر ستر فرش اور ہر ایک فرش پر ستر ستر زوجہ

یعنے حوریں بڑے ناز اور ادا سے بیٹھی ہوتی ہونگی۔ اور ہر ایک حور کے بدن پر ستر حُلّہ ہونگے کہ اُن حلّوں کے باہر سے اُنکی پنڈلیوں کی مکھ نظر آجائے گی +

حدیث شریف میں لکھا ہے اگر بہشت کے رہنیوالے مردوں کی عورتوں کے سر کا ایک بال زمین پر گرپڑے۔ لاضاءت اھل الارض۔ اور فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے الجنۃ بیضاء یتلالو لاینام اھلہا ولاشمس ولاقمر ولالیلۃ ولایوم ولانوم فیھا لان النوم اخ الموت بہشت ایک سفید چمکنے والی جگہ ہو اس کے رہنیوالے نہ سوویں گے۔ اور نہ اسمیں سورج کی حاجت ہے اور نہ چاند کی پرواہ۔ نہ وہاں رات ہوگی نہ دن۔ اور نہ وہاں نیند کا کچھ کام۔ اس لئے کہ نیند موت کی بہن ہے۔ اور جنت کے ارد گرد سات دیواریں جنسے تمام بہشت گھری ہوتی ہے پہلی دیوار چاندی کی ہے۔ دُوسری سونے کی تیسری یاقوت کی۔ چوتھی موتیوں کی۔ پانچویں مروارید کی چھٹی زبرجد کی۔ ساتویں من نور یتلالو۔ اور دو دیواروں کے پانسو برس کے راستہ کی تفاوت ہے۔ اور جنت کے رہنیوالے مرد بلکون جوان بیریش سیہ چشم ہونگے۔ اور مردوں کے لئے کسی قدر سبز رنگ شوارب کی علامت جیسے امرد اور مراہقوں کو ہوا کرتی ہے۔ اُن کے لبوں پر ہوگی۔ تاکہ مرد اور عورت کے درمیان فرق ہوجائے +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بہشتی کے بدن پر ستّر ستّر حُلّے یعنے پوشاکیں ہونگی۔ اور ایک ساعت میں ستّر رنگ بدلیگی۔ اور اُن کے بدن ایسے شفاف مجلی ہونگے کہ ایک آدمی دُوسرے آدمی کے چہرے اور سینے اور ساق سے اپنا چہرہ اور اپنا سینہ اور اپنی ساق دیکھ لیگا۔ اور اُن کی بغلوں کے نیچے اور ان کے عانہ پر بال نہیں ہونگے مگر ابرو اور سر کے بال اور پلکیں نہایت عمدگی کیساتھ ہونگے اور اُن کا حسن وجمال یوماً فیوماً بڑھتا جائیگا جیسے عالم دُنیا میں روز بروز بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے اور بدن کی آب وتاب گھٹتی جاتی ہے۔ بہشت میں اسکے برعکس معاملہ ہوگا۔ اور ایک مرد کو کھانے پینے جماع کے لئے سو آدمی کی طاقت عطا کی جاوے گی +

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک درخت ہوگا۔ اُسکی اُوپر کیطرف سے اہل جنت کیلئے حُلّے نکلیں گے۔ اور اسکی نیچے کیطرف سے گھوڑے پردار جن کے زین موتی اور یاقوت سے مرصع اور مکلّل ہونگے نکلیں گے

اور حضرات اولیاء اللہ اُنپر سوار ہوکر تمام جنت کے روضوں کی سیر کرینگے۔ جو لوگ اُن سے اسفل درجوں میں ہونگے وُہ اُن کی شان وشوکت دیکھکر کہیں گے۔ الٰہی یہ تیرے بندے کس عمل سے اس کرامت کے منصب کو پہونچ گئے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ ارشاد فرمائیگا انکم کنتم تنامون وھم یصلون وکانوا یصومون وانتم تفطرون تم رات کو سورہتے تھے اور وَے نماز میں مشغول ہوجاتے تھے۔ اور وُہ روزہ رکھتے تھے۔ اور تم افطار کرتے تھے۔ و انھم کانوا ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ وانتم تمسکون وتبخلون اور وُہ اپنے کمائے ہُوئے مالوں کو راہ مَولےٰ میں صرف کرتے تھے۔ اور تم ازراہ بخل اور کنجوسی کے جمع کرکے زمین میں گاڑتے تھے۔ اور کسی مسکین فقیر کو نہیں دیتے تھے۔ وکانوا یجاھدون وانتم تجنبون اور وَے کفار اشرار کیساتھ اپنا اسلام اور ایمان بچانیکے لئے جہاد کرتے تھے۔ اور تم بیدلی اور نامردی کیوجہ سے اپنے گھروں میں گھُسے رہتے تھے ✦

حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت میں ایک درخت ایسا ہے کہ اگر سوار اس کے سایہ میں سو برس چلے تب بھی اُسکو تمام نہ کرنے پاوے۔ اگر تم چاہو تو قرآن مجید سے وظلٍّ ممدود پڑھ لو ✦

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ ہمکو اعراب اور اُن کے مسایل سے نفع دیتا ہے۔ ایکبار ایک عرب آیا اور اُس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں درخت ایذا دہندہ کو ذکر کیا ہے۔ اور مجھے معلوم نہ تھا کہ جنت میں کوئی درخت ایسا بھی ہے جو جنتی کو ایذا دے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وُہ کونسا درخت ہے اُس نے عرض کیا کہ وُہ بیری ہے۔ جسمیں کانٹے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فی سدرٍ مخضود۔ اللہ تعالےٰ اُس کے کانٹے کاٹ دیگا اور ہر کانٹے کی جگہ ایک پھل لگا دیگا۔ کہ ہر پھل میں سے بہتر قسم کا ذائقہ ہوگا۔ اور ایکدوسرے سے ملتا نہ ہوگا۔

حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہوگا کہ ثمرھا الین من الزبد واحلیٰ من العسل واطیب من المسک لایاکلھا الا المصلون ۵

حُور العین کے بیان میں

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے حور العین کے مُنہ کو بیض

اخضر۔ اصفر۔ احمر چار رنگوں سے پیدا کیا۔ اور اُسکا بدن زعفران اور مسک اور کافور اور عنبر سے اور اس کے سر کے بال قرنفل سے۔ اور پاؤں کی اُنگلیاں سے زانوؤں تک زعفران الطیب سے۔ اور زانوؤں سے تدیین تک کستوری سے اور تدیوں سے گردن تک عنبر اور گردن سے سر تک کافور سے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ حورعین اپنے تھوک کا پانی۔ رُوئے زمین پر پھینکدے تو اُسکی تاثیر سے ساری زمین کستوری ہی بنجائے اور اس کے سینہ پر اسمار الٰہیہ سے ایک اسم اور اُس کے خاوند کا اسم لکھا ہوا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور اُن کے اُنگلیوں میں سونکی جراو انگوٹھیاں اور اُن کے پاؤں میں جواہر اور موتیوں کے خلخال پہنے ہُوئے ہیں ٭

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت میں ایک حُور ہے جس کو لعبت کہتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُسکے وجود کو چار چیزوں سے یعنی مشک۔ کافور۔ عنبر۔ زعفران سے پیدا کیا۔ اور اُسکی طینت کو آبحیات کے پانی سے گوندھا اور صباحت اور ملاحت اور حسن وجمال میں اسقدر کمال رکھتی ہے کہ بہشت کی سب حُوریں اسپر عاشق ہیں ولو تزقت فی البحر لعذب ماء البحر من ریقھا۔ اور اس حُور کے سینہ پر لکھا ہُوا ہے من احب ان یکون لہ مثلی فلیعمل بطاعۃ ربّی ط

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ حضرت رسالت علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب میرے خالق نے عدن کے جنّت کو اپنی کاملہ قدرت سے پیدا کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السّلام کو فرمایا انطلق وانظر الی ماذا خلقت لعبادی واولیائی پس جبرائیل علیہ السلام بہشت میں گئے۔ اچانک ایک حُور حُور العین کے زمرہ سے ایک قصور سے نکلکر حضرت جبرائیل علیہ السّلام کے پاس آکر ہنس پڑی تو جنت عدن کا سارا میدان اسکے دانتوں کی روشنی سے مجلّی اور منور ہوگیا۔ جب حضرت جبرائیل نے یہ پرتو اور تجلّی دیکھی فخر ساجدا ربہ وظن انہ من نور رب العزۃ جل جلالہ جنّت کی مذکورہ جاریہ نے کہا یا امین اللہ ارفع راسک جبرائیل نے سجدے سے سر اُٹھاکر اس حور سراسر نور کیطرف دیکھکر کہا سبحان اللہ الذی خلقک پھر جاریہ نے کہا یا امین اللہ کیا تو جانتا ہے کہ میں کس شخص کے لئے پیدا کیگئی ہُوں۔ کہا نہیں جاریہ نے کہا ان اللہ خلقتنی لمن اثر رضاء اللہ تعالیٰ علیٰ ھواء نفسہ۔ تحقیق حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجکو اس شخص کیواسطے پیدا کیا ہے۔ جس نے اللہ کی رضا کو اپنے نفس کی خواہش پر اختیار کیا

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت دیکھا کہ ملائک سونے چاندی کی اینٹوں سے مکان کی تعمیر کر رہے ہیں۔ پھر رُوبرُو وُہ کام جسمیں مصروف تھے۔ چھوڑ کر فارغ بیٹھ گئے۔ میں نے اُن کو کہا لم کففتم عن البناء قالوا قد تمت نفقتنا میں نے کہا ما نفقتکم بولے ان صاحب القصر یذکر اللہ تعالیٰ فلما کف عن ذکر اللہ کففنا عن بنائہ

مؤلف اے میرے بھائیو تمکو لازم بلکہ الزم ہے کہ تم اپنے خالق کے ذکر اور یاد میں صبح وشام مصروف رہا کرو۔ اور غفلت کو اپنے نزدیک نہ آنے دیا کرو کہ اسمیں تمہارے دین و دنیا کی بہبودی اور تمہاری جنت کی آبادی ہے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں اپنے ذکر کے بابمیں بہت جگہ ارشاد فرمایا ہے از انجملہ یہ ہے۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت یاد کرنا یعنی اکثر اوقات یا بہت طرح سے یاد کرو کبھی لا الہ الا اللہ کہکر۔ اور کسی وقت الحمد للہ کہنے سے اور گاہے اللہ اکبر کہکر اور تسبیح کرو اُسکی یا نماز ادا کرو اُسکی واسطے صبح وشام اسواسطے کہ صبح وشام کے وقت نماز کا ادا کرنا ممکن نہیں۔ اور ان دو وقتوں میں انسان کو نماز کے لئے مسجد میں جانا شاق اور دشوار معلوم ہوتا ہے۔ شبلی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر کثیر سے دلی ذکر مراد ہے اسواسطے کہ ہمیشہ ذکر کرنا دل ہی سے ہوتا ہے زبان سے ممکن نہیں۔ اور لطائف قشیری میں لکھا ہے کہ ذکر کثیر کا حکم اشارہ ہے محبت حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبّت کیطرف یعنی اُسے دوست رکھو۔ اسواسطے کہ من احب شیئًا اکثر ذکرہ۔ یعنی جو کسی کو دوست رکھتا ہے وُہ اکثر اُسکا ذکر کرتا ہی ذکر کی کثرت محبت کی علامت ہے۔ محبت چھوٹتی نہیں کہ زبان یا دل محبوب کے ذکر سے خالی رہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ جمعہ میں اپنے ذکر کی تاکید کے لئے اور تمہاری نجات کیواسطے ارشاد فرمایا وَاذْکُرُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اور یاد کرو اللہ کو بہت۔ یعنی اکثر اوقات اُسکے ذکر میں رہو فقط نماز ہی کے وقت نہیں۔ شاید تم نجات پاجاؤ اور دونوں جہان کی خیر کو پہونچو کہ اسکا ذکر جمعیت ظاہر وباطن کا سبب اور نجات دُنیا وآخرت کا باعث ہے۔ مولنا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز	چشم نرگس را ازین کرکس بدوز
اُذکُرُوا اللہ شاہ ما دستور داد	اندر آتش دید ما را نُور داد
گفت گرچہ پاکم از ذکر شما	نیست لائق مر مرا تصویرہا
ذکر جسمانہ خیال ناقص است	وصف شاہانہ ازانہا خالص است

ذکر حق پاکست چون پاکی رسید	رخت بر بندد بروں آید پلید
میگریزد ضدہا از ضدہا	شب گریزد چون بر افروزد ضیا
چون در آید نام پاک اندر دہاں	نے پلیدی ماند و نے آن وہان

رباعی

از ذکر خدا مباش یکدم غافل	کز ذکر بود خیر دو عالم حاصل
ذکرست که اہل شوق را ہمہ وقت	آسائش جان باشد و آرامش دل

لکھا ہے کہ ایک دن رسُول خدا علیہ التحیتہ والثنا خطبہ پڑھتے تھے۔ ناگاہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کا قافلہ ملک شام کیطرف سے پہونچا۔ بہُت سا غلّہ لئے ہوئے۔ اور اُسوقت مدینہ منورہ میں اناج کی تنگی تھی۔ اور قافلہ جب صحیح سلامت آپہونچا تو خوشی کا طبل بجاتے تھے۔ طبل کی آواز حضار مجلس کے کان میں پہونچی۔ غلہ لینے کیواسطے لوگ مسجد سے نکل آئے اور قافلہ کیطرف چلے بارہ آدمیوں کے سوا کوئی مسجد میں نہ رہا کہ انمیں چاروں خلفائے راشدین تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم سب ایک کے پیچھے ایک چلے جاتے اور مسجد میں کوئی نہ رہتا تو اس میدان سے تمہاری طرف آگ رواں ہوتی۔ اور اس حال کیساتھ ہی اس آیت کا نزول اجلال ہوا۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَاً انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا۔ جب دیکھتے ہیں سوداگری لینے تجارت کا قافلہ یا سُنتے ہیں طبل کی آواز جو قافلہ پہونچنے کی جہت سے بجاتے ہیں تو متفرق ہوجاتے ہیں مجلس سے اور چلے جاتے ہیں اُس تجارت کی طرف تاکہ ایک دُوسرے سے پہلے غلہ مول لینے کو پہونچ جائے اور چھوڑ دیتے ہیں تجکو کھڑا منبر پر۔ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ کہدے اے محمدؐ کہ جو چیز خدا تم کے پاس ہے نماز پڑھنے خطبہ سُننے مجلس نبوی میں حاضر رہنے کا ثواب وُہ بہتر اور بہت فائدہ کی چیز ہے۔ یعنی طبل کی آواز سُننے سے اور تجارت کے نفع سے اسواسطے کہ ثواب کے کاموں کے فائدے یقینی ہیں اور دُنیا کے معاملات کے فائدے وہمی۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ اور اللہ بہتر روزی دینے والوں کا ہے۔ یعنی ان سے بہتر روزی دینے والا ہے جو رزق کے وسائط ہیں۔ اسواسطے کہ کسی وقت ہوتا ہے کہ وُہ جلدی کرتے ہیں اور شاید کہ مصلحت وقت نہیں جانتے۔

نقل ہے کہ ایک خلیفہ بغداد نے بہلول دانا سے یہ بات کہی کہ آؤ تمہاری ہر روز کی روزی میں مقرر کردوں تاکہ تمہارا دل اُس سے متعلق نہ رہے۔ بہلول نے جواب دیا کہ اگر تجھ میں

چند عیب نہ ہوتے۔ تو میں ایسا کرتا۔ ایک تو تو یہ نہیں جانتا۔ کہ مجھے کیا دینا چاہئے۔ دوسرے تو یہ نہیں جانتا کہ مجھے کب دینا چاہئے۔ تیسرے تجھے یہ نہیں معلوم کہ مجھے کتنا دینا چاہئے اور حق تعالےٰ رزق کا کفیل اور یہ سب باتیں جانتا ہے۔ اور اپنی حکمت کاملہ کی راہ سے مجھے روزی پہونچاتا ہے۔ اور شاید تو مجھپر غصہ میں آئے اور وہ روزینہ موقوف کردے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ گناہ کے سبب سے میری روزی بند نہیں کرتا ہے

خدائی کہ او ساخت از نیست ہست	بعصیاں در رزق برکس نہ بست
ازو خواہ روزی کہ بخشندہ است	برآرندۂ کار ہر بندہ است

رجعنا الی المقصود۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا جب کوئی ولی اللہ جنت میں کسی میوہ کے کھانے یا کسی طعام کے تناول کا شوق کریگا۔ تو حق سبحانہ وتعالیٰ ملائکہ کو حکم کردیگا کہ اس میرے بندے کو کھانا کھلاؤ۔ پس ستّر ہزار وصیف یعنی خدمتگار ستر ہزار خوانچہ جو یاقوت اور مروارید سے بنے ہوئے ہونگے۔ اور ہر ایک خوان پر ایک ایک کاسہ طلائی جسمیں ستّر ہزار قسم کے کھانے جنکو آگ کی آنچ نہیں پہونچی ہوگی۔ اور نہ کسی طباخ کی تدبیر سے پکے ہونگے۔ اور نہ اُن کھانوں نے دیگچوں میں جوش کھایا ہوگا۔ لیکن وہ کھانے بحکم کن فیکون کے تیار ہوئے ہونگے۔ اپنے سروں پر اُٹھاکر اُس ولی اللہ کے آگے حاضر کرینگے۔ پس وہ ولی اللہ اور اُسکی زوجہ مطہرہ اپنی خواہش اور اشتہا کے موافق اُن خوانچوں سے تناول کرینگے۔ جب وہ سیر ہوجائینگے اور کھانا کھانیسے فراغت پائینگے تو ایک پرند جنت کے پرندوں سے جسکی ضخامت اور عظمت اونٹ جتنی ہوگی۔ اپنے پروں کو پھیلاکر اُس ولی اللہ کے سر پر کھڑا ہوکر کہیگا۔ کُل لحمی طریا یا ولی اللہ انا طائر کذا وکذا۔ اے ولی اللہ میرے بدن کا تازہ گوشت نوش کریں چشمۂ سلسبیل اور کافوری نہر کا پانی پینے والا اور ریاض جنت میں چرنے اور پھرنیوالا ایک جانور ہوں۔ اور میرے گوشت میں نہایت درجہ کی لذت ہے۔ پس اُس ولی اللہ کو اُس جانور کے کباب کھانیکا شوق دامنگیر ہوجائیگا۔ حق سبحانہ وتعالےٰ کے حکم سے وہ پرند کباب ہوکر اُس کے خوان میں آپڑیگا۔ وہ ولی اللہ اپنا محتاج گوشت اُس سے کھائیگا۔ پھر وہ جانور زندہ ہوکر اُڑجائیگا۔ اور اُس کے بدن سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اس مسئلہ کی نظیر دُنیا میں قرآن مجید ہے یتعلّمہ الناس ویعلمون الخیر وھو علےٰ حالہ لا ینقص منہ شئ ہ

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اہل جنت کو جنت میں دس انگوٹھیاں پہنائی

جاویگی چنانچہ ایک انگوٹھی پر سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ لکھا ہوا ہوگا۔ دُوسری پر اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ ط اور تیسری پر وَتِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ اور نتموھا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور چوتھی پر دُفِعَتْ عَنْکُمُ الْاَحْزَانُ وَالْهُمُوْمُ ط اور پانچویں پر البسنا کم الحلی والحلل اور چھٹی پر زَوَّجْنَاکُمْ الْحُوْرَ الْعِیْنَ اور ساتویں پر ولکم فیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین و انتم خلدین اور آٹھویں پر رافقتم الانبیاء والصدیقین اور نانویں پر صیرتم شبانا لاتھرمون اور دسویں پر سکنتم فی جار من لایوذے الجیران ۰

فقیہہ ابے اللیث رحمۃ نے تنبیہ الغافلین میں فرمایا ان کرامات پر فائز ہونا چاہے۔ اور مقام اعلےٰ پر پہونچنے کا ارادہ کرے اُسکو چاہئے کہ وُہ اپنے پر پانچ چیزوں کو لازم کرے۔ پہلے یہ کہ وہ اپنے نفس کو معاصی اور گناہوں سے بچائے کما ورد ونھی النفس عن الھوے فان الجنۃ ھی الماوے یعنی جسنے منع کیا اور روکا ہو اپنے نفس کو اُسکی آرزو سے۔ یعنی حرام اور ناشایستہ تمنّا سے تو تقینی جنت وہ اُس کے آرام کرنیکی جگہ ہے۔ فصول میں لکھا ہے کہ یہ آیت اُسکے شان میں ہے جو خلوت میں گناہ کا قصد کرے اور اسپر قادر ہو اور نفس کے خلاف کرکے خدا سے ڈرے۔ اور اس کام سے باز رہے ۵

گر نفسے نفس بفرمان تست	کفش بیاور کہ بہشت آن تست
نفس کشد ہر نفسے سوئے پست	ہر کہ خلافش نفسے زد برست

حضرت مولنا قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ مثنوی

مادر بتہا بُت نفس شماست	زانکہ آن بُت مار واین بُت اژدہاست
لیکہ خودرا کردۂ بندۂ ہوا	کرمکے را کردۂ تو اژدھا
اے تو شیری در تگ اینجاہ رد	نفس چو خرگوشش خونت میخورد
شیررا خرگوشش درزندان نشاند	تنگ شیرے کو زخرگوشی بماند
نفس خرگوشت بصحرا درچرا	تو بقعر این چہ چون وچرا
ایکہ خودرا شیر یزدان خواندۂ	سالہا شد با سگے درماندۂ
آن عجب نبود کہ میش از گرگ جست	این عجب کہ میش دل در گرگ لبست
گرگ گرباتو نماید روبہے	ہین مکن باور کہ ناید زو بہے
آنچہ گوید نفس تو کانجا بدست۔	مشنوش چوں کار او ضد آمدست

تو خلافش کن کہ از پیغمبران	این چنین آمد وصیت در جہان

حضرت مولٰنا قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں نفس لئیم کے باب میں ایک عجیب حکایت نقل کی ہے۔ چنانچہ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ کسی شہر میں ایک عورت بدچلن اور فاحشہ تھی اور اسکا ایک بیٹا نہایت صالح اور نیکوکار تھا۔ جب کبھی اپنی والدہ فاسقہ کے پاس کسی کو بیٹھا ہوا پاتا اُسکو فعل شنیعہ میں گرفتار دیکھتا تھا۔ اُس بدکردار مرد کو غیرت کے مارے مار ڈالتا تھا۔ اور والدہ کو ادب کے لحاظ سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ آخرکار وُہ فاحشہ اپنے فعل شنیعہ سے باز نہ آئی اور کئی فاسق فاجر اُس کے فرزند کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور وُہ بیچارہ زانیوں کے ہاتھ سے تنگ آگیا۔ آخر محلّہ کے چند حق شناسوں نے اُس لڑکے کو سمجھایا۔ کہ جب تک تیری والدہ خبیثہ کا وجود دُعائے زمین پر موجود ہے تب تک یہ خرخشہ نہیں ہٹیگا۔ اگر تو اس بلائے ناگہانی سے نجات اور اس مصیبت جانی سے مخلصی چاہتا ہے تو اس فاحشہ کی زندگی کے سلسلہ کو منقطع کردے۔ یعنی اُسکو قتل کردے۔ اُس شیر دل نے دلیری کر کے اُس مکارہ عیّارہ کو جان سے مار ڈالا۔ اور روز مرہ وبال سے فارغبال ہوا۔ پس حضرت مولٰنا فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی تیرا نفس جو ممکورات دن ملا ہے اور مناہی کے دریا میں ڈبا تا رہتا ہے۔ اُس عورت بدکار کیطرح ہے۔ جب تک تو اُسکو قتل نہیں کریگا۔ اُسکی دست درازیوں سے نہیں بچیگا۔ کہ ام الخبایث یہی کافر کیش ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

نفس کُشت آن مادر بد خاصیت	کہ فسادا دست در ہر ناحیت
از وے این دُنیائے دُوں بر تست تنگ	از پے او باحق و با خلق جنگ
نفس میخواہد کہ تا ویراں کند	خلق را گمراہ و سرگرداں کند
مشورت با نفس خود گر مے کنی	ہرچہ گوید کن خلاف آں دنی
گر نماز و روزہ مے فرمایدت	نفس مکارست و مکرے زایدت
نفس را تسبیح و خنجر در میین	خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحف و سالوس او باور مکن	خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
نفس بد عہد ست زاں رو کشتنی ست	او دنی و قبلہ گاہ او دنی ست
نفس گرچہ زیرک ست و خردہ دان	قبلہ اش دنیاست اورا مُردہ دان
نان جو حقا حرام ست و فسوس	نفس را در پیش نہ نان سبوس

دشمن راہ خدا را خوار دار -	دزد را منبر منہ بر دار دار
دزد را تو دست ببریدن پسند	از پے بریدن عاجزی دستش بہ بند
گر نہ بندی دست او دست تو بست	گر تو پایش نشکنی پایت شکست

حضرت مولنا قدس سرہ نے طالب نفس اور مطیع النفس آدمی کو جو ہمیشہ نفس خبیث کی آرایش اور پیرایش میں مصروف رہتے - اور اطاعت اللہ اور متابعت رسول سے مشغول ہو فرعون کیساتھ تشبیہ دی ہے کہ جسطرح اسنے از راہ کم فہمی کے اپنے دشمن کو نہ پہچانا اور اسکو اپنے گھر میں ہی زندہ چھوڑا - اور بیچاری خلقت کے لڑکے مار ڈالے ؎

ہمچو فرعونے کہ موسیٰ ہشتہ بود	طفل کشان خلق را سر مے ربود
آن عدو در خانہ وآن کور دل	با عدو خویش بیگانہ منزل
چہ خرابت میکند دیو لعین -	دور مے اندازدت سخت این قرین
در خبر بشنو تو این پند نکو	بین جنبیکم لکم اعدا عدو

رجعنا الی المقصود - دوسری چیز جو بہشت میں پہونچنے کا باعث ہو یہ ہے - کہ انسان دنیا کی تھوڑی ہی چیز پر قناعت کرکے راضی رہے - لان روے فی الخبران ثمن الجنۃ ترک الدنیا - اس لئے کہ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی قیمت دنیا کی اسبابوں کی ترک ہو + تیسری یہ کہ آدمی ہمیشہ اللہ اور رسول کی اطاعت کا حریص رہے - شاید یہ طاعت اسکی مغفرت کا سبب بنجائے - اور وہ اسکے ذریعہ سے جنت میں پہونچ جائے کما ورد وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون ؀

مؤلف اے میرے بھائیو قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا کریگا متقیوں کو کہ اے پرہیزگارو حق تعالے فرماتا ہے یَا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ؀ اے میرے بندو نہیں ہے خوف تمپر آج مکروہات پیش آنیکے سبب سے اور نہ غمگین ہوگے مقاصد فوت ہونیکے سبب سے - پھر حق سبحانہ وتعالی پیارے ہوئے بندوں کی صفت فرماتا ہے - اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ وہ میرے لیے بندے ہیں کہ ایمان لائے ہمارے کلام کی آیتوں پر اور تھے گردن جھکاتے ہوئے حکم الہی کے سامنے اسوقت ندا کرنیوالا ان سے کہیگا اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ ؀ داخل ہوجاؤ بہشت میں تم اور تمہاری ازواج یعنے تمہاری بیبیاں مسلمان خوش کئے ہوئے یا بزرگی دئیے ہوئے یا آرایش

کئے ہوئے یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَھَبٍ وَّ اَکْوَابٍ دورہ دیئے جائیں گے اُن بندوں پر جو بہشت میں داخل ہونگے۔ کاسے سونے کے اور ان میں چند قسموں کے کھانے ہونگے۔ اور کوزے بے دستہ کے و بے گوشہ کے یعنی صراحیاں طرح طرح کی پینے کی چیزوں سے بھری ہوئیں وَفِیْھَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ اور بہشت میں ہونگی اُن کے واسطے جو کچھ کہ اُن کے جی چاہیں وَ تَلَذُّ الْاَعْیُنُ اور جو چیز دیکھنے میں خوش آئے آنکھوں کو اور اُس سے لذت پائیں ٭

وسیط میں ہے کہ دو کلمے فرماکر حق تعالےٰ نے جنتیوں کیواسطے جو نعمتیں ہیں اُن سب کی خبر دیدی۔ اسواسطے کہ جنت کی نعمتیں یا نفس کا حصہ ہیں یا آنکھ کا۔ ایک درویش نے فرمایا ہے کہ اہل نظر جانتے ہیں کہ آنکھ کی لذت کس چیز میں ہوسکتی ہے جن لوگوں کی نظر بصیرت صاف نہیں کہ انکو ستون دیکھ کے جمال کا نور اُنپر پوشیدہ رہا اُنسے کہہ وتلذ الاعین کا ہے سے مراد ہے اور ہر اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہے کہ اہل شوق کیواسطے آنکھ کی لذت جمال محبوب کے مشاہدہ کے سوا اور کسی چیز میں متصور نہیں۔ بیت

پردہ از پیش بر انداز کہ مشتاقان را	لذت دیدہ بجز دیدن دیدار تو نیست

امام قشیری رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ لذت دیدار اشتیاق کی قدر ہے عاشقوں کو جسقدر شوق زیادہ ہوتا ہے۔ اسیقدر لذت دیدار بھی زیادہ ہوتی ہے ٭

ذوالنون مصری قدس سرہٗ سے نقل کیا گیا ہے کہ شوق محبت کا ثمرہ ہے۔ جیسے جسقدر محبت زیادہ ہوتی ہے اُسیقدر محبوب کے دیدار کا شوق زیادہ ہے۔ زبور میں لکھا ہے کہ اے داؤد میری بہشت میرے مطیعوں کے لئے ہے۔ اور میری کفایت متوکلوں کے لئے۔ اور میری زیادتی شکرگذاروں کیواسطے۔ اور میرا اُنس طالبوں کا حصہ ہے۔ اور میری رحمت نیک کام کرنیوالوں کا حق ہے۔ اور میری مغفرت توبہ کرنیوالوں کیواسطے اور میری ذات مقدس خاص مشتاقوں کے لئے ہے۔ شعر عربیہ

الاطال شوق الابرار الی لقاءی	لی وانا الیھم اشد شوقا
دلم از شوق تو خون ست ندانم چون ست	در دلم شوق جمالت ز بیان بیرون ست
در دلم شوق تو ہر روز فزون مے گردد	دل شوریدۂ من بین کہ چہ روز افزون ست

اب جنتیوں کی پوری لذت کیواسطے فرماتا ہے وَاَنْتُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ اور تم بہشت میں ہمیشہ رہنے والے ہو اور کمال نعمت اسی میں ہے کہ اسے زوال کا کھٹکا نہ ہو۔ وَتِلْکَ الْجَنَّۃُ

الَّتِیْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور وہ بہشت وعدہ کیگئی کہ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا اور تمکو میراث دی میں نے بہشت بسبب اس کے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں انواع و اقسام خیرات جزاکو حقتعالے نے میراث کے لفظ سے یاد کیا اسواسطے کہ خالص ہے ۔ اور استحقاق کے سبب سے ہاتھ آتی ہے ۔ ہکذا فی الحسینی ملخصاً +

اور چوتھی چیز یہ ہے کہ آدمی حضرات صالحین اور اہل الخیر کے ساتھ محبت اور مجالست بکثرت کیا کرے ۔ اگر ایک شخص بھی ان میں سے بخشا جائیگا ۔ تو وُہ اپنے دوستوں کی سفارش کریگا ۔ کما قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال اکثروا الاخوان فان لکل اخ شفاعۃ یوم القیمۃ ۔

اور پانچویں چیز یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اور ہر آن میں دعا کو اپنا وظیفہ بنائے ویسئل اللہ تعالٰی ان یرزقہ الجنۃ وان یجعل خاتمۃ الی الخیر +

ایک حکیم کا قول ہے ان فی الجنۃ راحۃ لا یجدھا الا من لم یکن لہ فی الدنیا راحۃ کہ تحقیق بہشت میں بڑی راحت اور خوشی ہے ۔ نہیں پائیگا اس خوشی کو کوئی شخص ۔ مگر وہی شخص جسنے دنیا کے عالم میں کوئی خوشی نہیں پائی ۔ وفیھا غنی لا یجدھا الا من ترک فضول الدنیا واقتصر علی الیسیر من الدنیا ۔ اور بہشت میں بڑی دولت ہے نہیں پائیگا اُسکو مگر وُہ شخص جسنے دُنیا کی فضول چیزوں سے ترک کی اور تھوڑے مال پر قناعت اور اکتفا کیا ۔

لکھا ہے کہ ایک زاہد ترکاری کے پتے میں نمک ملا کر اور قدرے پکا کر سوائے روٹی کے کھایا کرتے تھے ۔ فقال لہ رجل اقتصرت من الدنیا علی ھذا قال نعم کسی شخص نے اس زاہد کو کہا کہ دُنیا کی نعمتوں سے آپنے اتنے ہی پر اقتصار کیا ہے کہ سوائے ساگ پات کے کچھ نہیں کھاتے ہیں فرمایا ہاں اس لئے کہ میں نے دُنیا کے اسبابوں کو بہشت میں بھیجدیا ہے ۔ اور تم نے دُنیا کی نعمتوں کو مزبلہ میں یعنے پاخانوں میں ڈالدیا ہے ۔ یعنی تم طیبات چیزیں کھاتے ہو ۔ اور ان کو مزبلہ میں ڈال آتے ہو ۔ اور میں صرف اقامت طاعت کے لئے ساگ پات پر گذارہ کرتا ہوں ۔ شاید مجکو اسکا بدلہ جنت ملجائے ۔+

لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک روز حمام میں نہانے کا ارادہ کیا ۔ جب حمام کے دروازے پر پہونچے ۔ تو صاحب حمام نے کہا لا تدخل الا بلاجرۃ پس حضرت ابراہیم ادہم رح قدس سرہ نے زار زار رو کر اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا لا یوذن لی ان ادخل بیت الشیطین مجانا فکیف الدخول فی بیت النبی والصدیقین مجانا کہ مجکو بیت الشیطان یعنے حمام میں مفت

داخل ہونیکی اجازت میسر نہیں تو نبی علیہ السلام اور صدیقین کرام کے مقام یعنی دارالسلام میں بصیغہ مفت داخل ہونا کیونکر ممکن ہوگا +

لکھا ہے کہ کسی پیغمبر کو یہ پیغام حق سبحانہ وتعالیٰ نے پہونچایا۔ یابن ادم تشتری النار بثمن غال ولا تشتری الجنۃ بثمن رخیص اے آدم کے بیٹے تو دوزخ کو بھاری قیمت سے خریدتا ہے اور جنت کو تھوڑی قیمت سے بھی نہیں خریدتا۔ اس حدیث قدسی کی تفسیر اسطرح پر ہے کہ جب کوئی فاسق اپنے ہم مشرب فساق کی دعوت کرنیکا ارادہ کرتا ہے۔ اور اُنکی دعوت کے سامان مہیا کرنیمیں سو دو سو روپیہ صرف کردیتا ہے۔ فہو یشتری النار پس وُہ زر کثیر خرچ کرکے دوزخ کو خرید لیتا ہے اگر وُہ عقل کا دشمن اور نادانی کا بھائی دو تین درم خرچ کرکے دو تین مسکینوں کو کھانا کھلادیتا تو اپنے لئے بہشت خرید لیتا۔ فیکون ثمن الجنۃ تو اسکا چند مسکینوں کو خوش کرنا اور انکے بھوکے پیٹوں کو سیر کردینا بہشت کی قیمت میں شمار کیا جاتا۔ مگر ہمارے بھائیوں کو دُنیا اور اہل دنیا کا چھوڑنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ دنیاداری کے لحاظ سے دوزخ کو اختیار کرلیتے ہیں۔ کما ورد عن یحییٰ بن معاذ رض ترک الدنیا شدید وترک الجنۃ اشد منہ وان مھر الجنۃ ترک الدنیا۔ جیسا کہ یحییٰ بن معاذ رازی سے مروی ہے کہ دُنیا کا چھوڑنا دُنیادار کو مشکل ہے اور جنت کا چھوڑنا اس سے بھی مشکل تر ہے اور بیشک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت کا مہر دنیا کا ترک کرنا ہے +

حدیث حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے اللہ سے جنت میں داخل ہونیکے لئے تین مرتبہ سوال کرے۔ تو جنت بارگاہ ایزدی میں عرض کرتا ہے اور کہتا ہے اللھم ادخلہ جنۃ۔ اے بار خدایا اس شخص کو بہشت میں داخل کردے۔ اور جو شخص دوزخ کی آگ سے استجار کرتا ہے۔ قالت النار اللھم اجرہ من النار فسئال اللہ تعالیٰ ان یجیرنا من النار وان یادخلنا الجنۃ ولو لم یکن فی الجنۃ سوی لقاء الاخوان و احبنا م لکان ھنیئا طیبا فکیف فیھا من فنون الکرامات۔ جب بہشتی ایسے مکان میں جا پہنچیگا جسکی نہ دیدتھی نہ شنید کیا دیکھیگا کہ ایک تخت یاقوت کے دانہ کا بنا ہُوا دھرا ہے جسکی تعریف میں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ وُہ تخت بلندی پر ہوگا اور اسمیں یہ خاصیت رکھی جائیگی کہ جب وے چاہیں نیچے ہو جاوے۔ جب چاہیں اُوپر کو اُٹھ جاوے اہل جنت اسپر بیٹھیں گے اور خادم اُنکے قطار باندھ کر خدمت کو کھڑے رہیں گے۔ اُسدم بہشتی

اسطرح شکر ادا کرینگے الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین یعنی شکر ہے اللہ کا جسنے سچ کیا ہے ہمسے وعدہ اپنا اور وارث کیا ہمکو اس زمین کا بسیں بہشت میں جہاں چاہیں سو کیا خوب نیک ہے مجمع محنت کرنیوالوں کا۔ اُن بالاخانوں کے آگے جگہ اور ہوگی کہ جہاں بہشتی لوگ بیٹھکر آپس میں دُنیا کی باتیں کیا کرینگے۔ نہایت خوشی اور آرام کی صُحبت بے کھٹکے میسر آویگی۔ پھر ہر جمعہ کو پاک پروردگار کے دیدار کی نعمت سے جو بہشت کی سب نعمتوں سے افضل ہے سرفراز ہوا کرینگے۔ اللھم ارزقنا امین

مؤلف اے میرے بھائیو یہ تھوڑا احوال مجملاً بہشت اور اہل بہشت کا بیان ہوا۔ اگر ہر ایک اُسکی نعمتوں کی حقیقت لکھوں۔ تو برسوں میں تمام نہو۔ اور دفتروں میں سماوے۔ پس اے میرے بھائیو اگر تم اللہ کی رحمت اور اسکی نعمت کی طمع رکھتے ہو۔ اور بہشت میں جانا چاہتے ہو اور اُس کے لطف اور مہربانی کے گھر میں رہنا چاہتے ہو۔ تو اپنی عاقبت کے اچھا ہونیکے سامان تیار کرو۔ اور نیک کاموں میں مشغول رہو۔ ہمیشہ اللہ اور رسُول کی فرمانبرداری بجالاؤ۔ گناہ کے کاموں سے اپنے تئیں بچاؤ۔ بُرے عملونسے کنارہ پکڑو۔ بُرے اعتقادوں سے بچو۔ اپنی ایک دُعا میں بہشت کی تمنا ظاہر کرو۔ اور دوزخ سے نجات مانگو۔ کیونکہ حضرت رسالت نے فرمایا ہے۔ جو کوئی اخلاص سے تین دفعہ کہیگا۔ خداوندا مجھکو بہشت نصیب کر بہشت بھی اُس آدمی کی خواہش حقتعالی سے کریگی۔ اور جو کوئی تین مرتبہ دوزخ سے اپنی خلاصی چاہیگا۔ دوزخ بھی اُسکی جدائی کی آرزو کریگی۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو اپنی اطاعت اور حکم برداری کی توفیق عطا فرما۔ اور نیک کاموں پر ثابت قدم رکھ۔ اپنے نبی مختار اور انکی آل اطہار اور اصحاب ابرار کی عزت سے یہ میری دُعا قبول فرما۔ آمین!

خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ کہ این نسخہ عجیبہ بمواعظ الفخریہ فی امور الاخرویہ پس از مرور سیزدہ قرن صدے وشش سال از دہور ودو شہر از شہور سال ہفتم یعنے در سنہ یکہزار و سہ صد وہفت بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول از ہجرت حضرت خیر الانام علیہ وعلے اہل بیتہ واصحابہ التحیۃ والسلام از دست مؤلف تحریر یافت ونقش اختتام پذیرفت وبحمد اللہ والمنۃ بتوفیق ایزدی عز اسمہ این کتاب در فن وعظ کہ نظیرے ندارد باختتام انجامید امیدوار است از حضرت باری آنکہ این ہدیہ را مقبول درگاہ خود ساختہ

جمیع مومنین و مومنات بآن بہرہ وافر عطا فرماید و محرر و مؤلف این رسالہ راکہ اسمش از اسم کتاب
مفہوم مے گردد اجر جزیل و ثواب جمیل تفضیل نماید۔ بمنہ و کمال کرمہ و مسئول بصد تضرع وزاری
از جناب باری تعالیٰ آنست اگر فلتہ لسانی و لغزش قلمی در اثنائے تقریر و تحریر بآنچہ مرضی او تعالےٰ
نباشد در حق خود و دوستان خود از دست و زبان این ہیچمدان واقع شدہ باشد۔ بمحض علو
بیغایت خود از آن عفو و تجاوز کند و در دنیا و آخرت بداں مواخذہ نفرماید۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا
وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا
عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

[illegible]

قیمت [illegible]

المشتہر شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

موجود ہے [illegible] اور [illegible] آپ [illegible]

ہر [illegible] بذریعہ وی پی ال [illegible] جا [illegible]

[illegible] مفصل [illegible] فہرست

ایک پیسہ کا ٹکٹ

[illegible] منگا [illegible]

[illegible]